مختصر فہرست کتب

تحقیق الادیان

مصنفہ خان بہادر میاں غلام فرید صاحب پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و رئیس اعظم بٹالہ۔ یہ کتاب اپنی طرز میں بالکل نرالی ہے مصنف نے نیچری دہریہ عقیدہ کی توریت انجیل۔ زبور قرآن مجید و کتب اہل ہنود سے بحوالہ آیات عجیب تردید کی ہے۔ اور معجزات انبیا و کرامات اولیا مقربین و حال دوزخ و بہشت و یوم نشور کا بیان مستند کتابوں سے کیا ہے سرسید احمد خاں کی تفسیر کی تردید کرکے اسکے خیالوں کا ابطال کیا ہے۔ قیمت صرف ۱۲ مقرر کیگئی ہے

ترجمہ قدوری اردو میں

از فاضل اجل حکیم شاہ ظہیر احمد صاحب ظہیری در باب مسایل فقہ حدیث اس کتاب کا عربی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ مشکل یہ تھی کہ عام مسلمانان جو عربی سے محض ناواقف تھے انکو اپنے دینی مسایل شریعت۔ طریق نماز۔ حج۔ زکوۃ۔ شرک۔ بدعت اور تمام قانون شرعی سے لاعلمی کی وجہ سے پوری واقفیت حاصل نہیں ہوتی تھی اس لیئے عام فہم ہونے کے واسطے آسان زبان اردو میں ترجمہ کرایا گیا ہے۔ ہاتھوں ہاتھ کتاب فروخت ہو رہی ہے۔ قیمت صرف چودہ آنہ (۱۴ ار) مقرر ہے

کشف المحجوب ظہیر المطلوب

از طبع سرمست بادۂ توحید جرعہ نوش میخانۂ تجرید عنقائے قاف قدرت شہباز آشیانۂ قربت حضرت عالم الاکمل فاضل اجل حضرت مخدوم علی ہجویری ثم اللاہوری ملقب بہ حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ کیا ہوا مولانا حافظ حکیم شاہ ظہیر احمد ظہیری بدایونی کتاب لاجواب صوفیاے عظام کے لیئے صیقل قلب بمصداق اس امر کے

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

سرمستان طریقت اور تشنگان حقیقت کے واسطے بہت ہی بینظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف ایکروپیہ آٹھ آنہ

تفسیر نظام الرحمن

کہ اردو زبان میں بے نظیر تاثیر تفسیر چھاپی گئی ہے اہل اللہ اور دیگر مسلمان بھائیوں کے فائدہ کے لیئے۔ قیمت صرف ۱۲ ار

قانونچہ اردو میں

در علم طب

قانونچہ عربی سے اردو میں ترجمہ کرایا گیا ہے نہایت عمدہ اور خوشخط چھپا ہوا موجود ہے علم و عمل فن حکمت کو عربی لباس سے جدا کرکے بغرض افادہ عام طالب علمان حکمت کے لیئے لاینحل مشکلات کو لفظ بہ لفظ آسان کر دیا ہے۔ قیمت پانچ آنہ۔ (۵ ر)

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

الحمد للہ علی احسانہ

کہ اردو ترجمہ جواہر بے بہا یعنی کتاب مستطاب تذکرۃ الاولیاء مصنفہ قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین شیخ
مقبول الہی حضرت مولانا خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ الموسوم بہ شتاب

ظہیر الاصفیاء

ترجمہ اردو

تذکرۃ الاولیاء

مترجمہ مولانا سید عبد الاحد صاحب خلف الصدق محی السنہ حضرت مولانا حافظ حکیم شاہ ظہیر احمد
صاحب ظہیری المخاطب بہ ظہیر العلماء بدایونی مصنف و مترجم ۲۴ کتب اسلام و اہم اقبال
حسب الارشاد جناب حاجی چراغ الدین سراج الدین تاجران کتب کشمیری بازار لاہور بسال ۱۹۱۷ء

در مطبع اسلامیہ سٹیم واقع لاہور مطبوع گردید

تعداد طبع ۱۰۰۰ (باہتمام منشی مظفر الدین منیجر و پرنٹر کے چھپا) قیمت دو روپے ۸؍

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین اما بعد فقیر حقیر سید اعجاز احمد خلف حضرت مجدد ملۃ حاضرہ و مؤید ملت قاہرہ آیۃ تعالے اللہ معجزہ من معجزات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور پرنور اعلیحضرت عظیم البرکت حقایق و معارف آگاہ جناب مولانا حافظ حکیم ظہیر احمد شاہ ظہیری سہسوانی مقیم بدایوں المخاطب ظہیر العلماء مصنف و مؤلف دو صد و شانزدہم کتب اسلام وغیرہ مدظلہ العالی بخدمت ناظرین کتاب ہذا عرض پرداز ہے کہ کتاب تذکرۃ الاولیاء چونکہ نہایت نافع اور مفید اور تمام حضرات اکابردین کے حالات کی جامع کتاب ہے جس کے مصنف حضرت شیخ فریدالدین عطار جو معروف و مشہور کالشمس فی النہار ہیں ۔ قدس اللہ تعالےٰ سرہ وافاض علینا برہ

حضرت فریدالدین عطار قدس سرہٗ اُن مشاہیر اولیائے عظام سے ہیں جنکی نسبت مولانا روم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایکسو پچاس برس کے بعد حضرت حسین بن منصور حلاج کی روح پرفتوح نے حضرت فریدالدین عطار پر تجلی کی اور انکی تربیت فرمائی ۔ اور عارف نامی مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہٗ نفحات میں فرماتے ہیں کہ جسقدر اسرار توحید و معارف حضرت فریدالدین عطار کی مثنویات و غزلیات میں ہیں کسی صوفی کے کلام میں نہیں ۔ آپکی تصنیف سے پندنامہ عطار ۔ تذکرۃ الاولیاء ۔ الٰہی نامہ ۔ حلیہ نامہ ۔ منطق الطیر وغیرہ مشہور ہیں ۔ اور بعض لکھتے ہیں کہ چالیس رسالے نظم میں آپکی تصنیف سے ہیں ۔ مولد آپکا قریہ کوکن من مضافات نیشاپور ۔ سال پیدائش ماہ شعبان ۵۱۳ھ زمانہ سلطنت سلطان سنجر ہے اور ۶۲۶ھ میں کفار تاتار کے ہاتھ سے جام شہادت نوش فرمایا ۔ بوقت شہادت عمر شریف ایکسو چودہ سال کی تھی ۔ مزار پرانوار نیشاپور میں ہے ۔ شیخ مجدالدین

بغدادی کے مرید تھے اور ابتدا میں شیخ رکن الدین اکاف کے دست حق پرست پر توبہ کی تھی اور بہت سے شایخوں سے فیض صحبت حاصل فرمایا ہے۔ آپ صاحب وجد و سماع تھے۔ اور بعض اہل تصوف فرماتے ہیں کہ آپ اویسی تھے۔ ابتدا میں آپکی توبہ کا یہ سبب تھا کہ ایکروز آپ عطاری کی دوکان لکھنے میں مشغول تھے کہ ایک درویش نے چندبار آکر شیئاً للہ کہا مگر آپ اسکی طرف متوجہ نہ ہوئے اوس نے کہا تم کیسے مروگے آپنے جواب دیا جیسے تم مروگے فقیر نے کہا تم میری طرح مرسکتے ہو آپنے جواب دیا ہاں۔ اسوقت درویش نے پیالہ زمین پر رکھ دیا اور زمین پر لیٹ کر اللہ کہہ اور مرگیا۔ یہ حالت دیکھکر خواجہ فریدالدین عطار کی دوسری حالت ہوگئی اور دوکان کو لٹا کر عشق الٰہی کی دوکان کھول بیٹھے۔ بعض مورخین لکھتے ہیں کہ (۲۹) برس آپ نیشاپور میں رہے اور (۸۵) برس شہر شادیاخ میں سکونت پذیر رہے۔ اور آپکی شہادت کی بابت ایک لطیفہ لکھا ہے کہ جب قتل عام نیشاپور میں مغل چنگیز خاں کا ایک سپاہی مغل نے آپکو قتل کیلئے پکڑا تو غیب سے ایک شخص نمودار ہوا اور اس نے اس سپاہی سے آکر کہا کہ میں تمکو ہزار اشرفیاں دونگا تم فریدالدین کو قتل نہ کرو۔ یہ خبر سنکر خواجہ فریدالدین نے فرمایا کہ تو مجکو اے سپاہی انکے ہاتھ فروخت نہ کرنا۔ اس سے اچھی قیمت کو مجھے اور لوگ خرید لیں گے جب وہ غیب کا آدمی چلا گیا تو دوسرا آدمی آیا اور اوس نے اس سپاہی سے کہا کہ انکو قتل نہ کر میں اس کے بدلے میں تجکو ایک گٹھڑی گھاس کی دونگا۔ یہ سنکر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تو اس کے ہاتھ مجھے فروخت کردے اس پر اس مغل کو غصہ آیا اور فوراً آپکو قتل کرکے شہید کردیا۔ صاحب مخبر الواصلین ۶۲۷ھ آپکی شہادت لکھتے ہیں۔ اور کتاب ہفت اقلیم میں لکھا ہے کہ قتل عام چنگیز خانی ۶۱۶ھ میں شروع ہوا ہے اور ۶۲۴ھ میں چنگیز خاں مرگیا ہے۔ اسوجہ سے شہادت خواجہ فریدالدین قتل عام چنگیز خانی میں نہیں ہوئی ہے بلکہ صحیح قول یہ ہے کہ ۵۸۶ھ میں شیخ کی وفات ہوئی ہے اور تذکرہ دولت آبادی میں ہے کہ قبر شیخ کی شہر شادیاخ سے باہر محلہ بازرگان میں ہے مزار پرانوار پر بہت سی عمارت سلطان حسین نے بنوائی ہے جو زیارتگاہ خلایق ہے۔ اور طبقات اکبری میں لکھا ہے ۵۶۴ سال پیشتر حضرت شیخ سعدی شیرازی سے آپکا زمانہ ہے

اس تمہید کے بعد اگر میں یہ کہوں کہ مجھے الہام ہوا حضرت خواجہ فریدالدین عطار قدس سرہ کی روح پر فتوح سے میں مستفیض ہوا تو کچھ بیجا نہ ہوگا کہ مجھے میرے اعلیحضرت نے کتاب تذکرۃ الاولیاء کو ترجمہ لکھنے کی ہدایت فرمائی ادہر ملک التجار بنان صاحب جناب حاجی چراغ الدین سراج الدین صاحبان تاجر کتب کشمیری بازار کے ہمارے اس کتاب کے ترجمہ لکھنے پر اصرار فرمایا۔ فلہذا ان بزرگوں کے ارشاد کی تعمیل واجب تھی میں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھکر یکم محرم الحرام سنہ ۱۳۲۳ھ کو اسکا ترجمہ شروع کیا۔ دو یکم ماہ ربیع الاول شریف کو دو ماہ میں اسکو ختم کیا اور نام اسکا ظہیر الاصفیاء ترجمہ اردو تذکرۃ الاولیاء رکھا خدائے تعالیٰ قبول عام فرمائے۔ ناظرین سے التماس ہے کہ اگر کہیں لغزش دیکھیں درست فرماکر عیب پوشی فرمائیں۔ زیادہ والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو انواع نعمت میں سب سے فضل نعمت کے ساتھ جود اور اقسام عطا میں سب سے اشرف عطا کے ساتھ احسان کرنیوالا ہے جسکا بیان عزت عظمت کا قابل ہے اور طبقات زمین و آسمان پر سب سے اچھی عبادت کے لائق ہے صاحب عزت و جبروت و بہا۔ صاحب جلال و ملکوت و ثنا ہے جو ہر تر اور ناظرین کی نظر و انوار مجد و قدس و ثنا میں مخفی ہے اور اپنے عشق کے جلے ہوئے لوگونکی بصیرتوں سے نزدیک اور قریب ہے۔ جو لوگ اسکے دریائے توحید کے گنڈوں میں غوطہ لگا لیتے ہیں انکی جانب بقا کو فنا سے مربوط کر دیتا ہے اور جو شخص قربت پانے کے تنور میں جلے ہوئے ہیں انکے کنارہ فنا کو خالص بقا سے مخلوط کر دیتا ہے۔ اپنی طرف محتاج کر لینے کی عزت کے باعث انکو دو چیزوں کی طرف متوجہ ہونیکی ذلت سے غنی بنا دیتا ہے۔ اور اپنے خزائن نعمت میں سے انکو توفیق نیک

عطا کی ہے۔ انکو فنا کی باعث بقا سے اور بقا کے باعث فنا سے بے پرواہ کر دیا ہے۔
پس وہ فناء الفنا کے نور کی وجہ سے خواہشات کی ہوا سے خالص اور غناء قدس
انس کے باعث فناء الفناء کے امانت دار ہیں۔ تو حقیقی تام کے سبب ظل و غیر تو جہ
اعیان ظلمت و تشخص اس انشاء ہی انکی خیال سے منقطع ہو گئے ہیں۔ ہم اسکی حمد کرتے ہیں کہ
وہ ہمیں اس شخص کے کید سے کافی ہے جو اسکے بارہ میں ہم سے عداوت رکھے اور اس شخص
کی شر ہم سے دفع کرتا ہے جو دل و زبان سے ہمکو اذیت دے۔ ہم سے ہر اس شخص کو علیحدہ
رکھتا ہے جو ہمیں اسکی طرف توجہ سے۔ اور ہمارے اور ہر اس شخص کے درمیان میں الفت
پیدا کر دی ہے۔ جو ہم میں اور اسمیں الفت پیدا کرے اور اس نے ہمکو اپنا بندہ اور خادم
بنایا۔ اپنے کلام پاک و کتاب شریف سے مکرم کیا اور اپنے حبیب کا متبع بھر منجملہ اپنے احباب
کے بنایا ہے ہم گواہی دیتے ہیں کہ اسکے سوائے کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے نہ اسکا کوئی
شریک جو اسکا مقابل ہو اور نہ کوئی نظیر جو اسکے مشابہ ہو۔ اگر ہم اوصاف الوہیت پر
نظر کریں تو اسکے سوا کوئی معبود نہیں اور اگر وجود میں تامل کریں تو وہی وہ ہے۔ ہم گواہی دیتے
ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اسکے رسول و صفی ہیں۔ جنکو اوسنے حق لیکر
کافہ خلق کیطرف بھیجا تو انہوں نے اپنے نور گمراہی کی آگ کو سرد کر دیا اور اپنے انصار کو
دار الہدایت میں جگہ دی۔ اہل ہدایت کے قلوب کو انوار جواہر دین کی ہدایت سے روشن کر دیا
اور عمدہ ذخائر الیقین جمع کرنیکی انکو توفیق دی۔ خواص سرائر انبیا پر انہیں مطلع کر دیا اور
اپنے متبعین میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے کونین سے ہاتھ جھاڑ دیے اور نعیم دارین کی طرف التفات
کو اپنے قلوب سے نکال ڈالا غیب مکنون کے ان مشاہدات سے مخصوص کیا جنکو آنکھیں دیکھ
نہیں سکتیں اور عقول و گمان ان تک پہونچ نہیں سکتے۔ انکے قلوب کو ان امور تک
پہونچا دیا جن سے انتہائی مطالب کا کشف ہو گیا اور اونکی ارواح کو متجلی انوار قدس کے
سبب شوائب و کدورات سے مصفا بنا دیا۔ اللہ تعالے انپر اور اونکے آل و اصحاب پر

اسوقت تک بیشمار درود وسلام نازل فرمائے جب تک آفتاب لطف مشرق فضل سے طلوع کرے اور برق ہدایت سحاب عنایت سے چمکے جب تک ناطق صدق کلمۂ عشق کو اور شوق بادیۂ ذوق میں آواز کرے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ و صحابہ واولیاء امتہ اجمعین وبارک وسلم۔

اما بعد چونکہ قرآن وحدیث کے بعد کوئی کلام مشائخ طریقت رحمہم اللہ کے کلام سے بڑھ کر نہیں کیونکہ اونکا کلام کار وحال کا نتیجہ ہے نہ حفظ وقال کا عیان ہے نہ بیان ہے اسرار سے ہے نہ تکرار سے جوش سے ہے نہ کوشش سے علم لدنی سے ہے نہ علم کسبی سے عالم اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ سے ہے نہ جہان عَلَّمَنِیْ اَبِیْ سے کہ وہ انبیا صلوات اللہ علیہم کے وارث ہیں۔ اور میں اپنے بہت سے دوستونکی کمال رغبت ان بزرگونکی کلام کی طرف دیکھتا تھا اور مجکو بھی انکا کلام مطالعہ کرنیکا نہایت شوق تھا۔ مگر کلام بہت تھا اگر سب کو جمع کرتا تو طول ہوجاتا۔ لہذا اپنے اور دوستوں کیلئے اور اگر تم بھی اس قبیل سے ہو تو تمہارے لئے بھی التقاط کرلیا۔ اگر کوئی شخص اس سے زیادہ چاہے تو اس گروہ کی متقدمین متاخرین کی کتابوں میں بہت ہے وہاں سے طلب کرے۔ اور اگر کوئی طالب ان بزرگوں کے کلمات کی شرح چاہے تو کتاب شرح القلب وکتاب کشف الاسرار وکتاب معرفۃ النفس والرب کو حاصل کرے۔ جو شخص ان تین کتابوں کو معلوم کریگا اس سے گمان ہے کہ اس گروہ کی کوئی بات پوشیدہ نہ رہے گی الا ما شاء اللہ۔ اور اگر یہاں میں ان کلمات کی شرح کرتا ہزاروں کاغذ تمام ہوجاتے مگر طریق ایجاز واختصار اختیار کرنا سنت ہے جیساکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَاخْتُصِرَ لِیَ الْکَلَامُ لہذا میں نے اختصار کیا۔ کوئی بات ایسی بھی کہ ایک کتاب میں ایک شیخ سے نقل تھی اور دوسری کتاب

---

۱ حدیث شریف کا ٹکڑا ہے یعنی مجکو میرے پروردگار نے ادب سکھایا ہے ۲ مجکو میری باپ نے تعلیم دی ہے ۱۲

۳ مجکو جامع کلمات عطا کئے گئے اور کلام میرے لئے مختصر کردیا گیا ۱۲

میں ایک شیخ سے اُس کے خلاف تھا حکایات اور مختلف حالات کا اضافہ بھی تھا۔
جسقدر احتیاط مجھ سے ہوسکی ہیچ کی لیکن شرح نہ کرنیکا یہہ سبب تھا کہ اپنے آپکو انکی باتوں
میں لانا بے ادبی سمجھا اور بہتر نہ پایا۔ اپنی بات کو ایسی باتوں میں اچھا نہ لکھا۔ مگر چند
بیگانہ محرم و نااہل لوگوں کے خیال دفع کرنیکو تھوڑا سا اشارہ کردیا گیا اور یہہ سبب تھا کہ
جسکو انکی کلام میں شرح کی حاجت پڑیگی تو یہہ زیادہ بہتر ہوگا کہ انکے کلام کو دیکھ کر
شرح کرے۔ یہہ بھی سبب تھا کہ اولیاء مختلف قسم کے ہیں بعض اہل معرفت ہیں اور بعض
اہل معاملہ بعض اہل محبت ہیں اور اہل توحید بعض تمام صفات سے موصوف ہیں۔ اور بعض
کسی صفت سے موصوف ہیں کسی سے نہیں اور بعض بے صفت ہیں۔ اگر ایک ایک کی
شرح علیحدہ بیان کرتا تو کتاب شرط اختصار سے خارج ہوجاتی۔ اور اگر انبیاء۔ صحابہ
اہلبیت کا ذکر کرتا تو ایک علیحدہ کتاب چاہیے تھی۔ اور ایسے لوگونکی شرح زبان سے کیونکر
بیان ہوسکتی ہے کہ اونکا ذکر خود اللہ تعالےٰ اور رسول نے فرمایا ہے اور قرآن و احادیث
میں انکی تعریف آئی ہے اور وہ عالم ہی دوسرا ہے جہان ہی اور ہے۔ انبیاء صحابہ
اہلبیت تین گروہ ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کے ذکر میں ایک کتاب جمع کیجائیگی۔ مثلث
عطار اونکی یادگار رہیگا۔ اس کتاب کے جمع کرنے میں مجکو چند باتیں باعث تہیں۔
ایک یہ کہ میری یادگار رہے یا جو کوئی پڑھے اس سے کشایش پائے اور مجھو دعائے خیر سے
یاد کرے۔ اور کیا بعید کہ اسکی کشایش کے سبب میری قبر میں کشایش کردی جائے۔
جس طرح یحییٰ عمار نے جو امام سہری اور شیخ عبد اللہ انصاری کے استاد تھے۔ جب وفات
پائی تو کسی نے اونکو خواب میں دیکھا۔ پوچھا خدائے تعالےٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔
کہا فرمایا اے یحییٰ میں تیری ساتھ سخت معاملہ رکھتا تھا لیکن ایک دن ایک مجلس میں تو
ہماری تعریف کر رہا تھا۔ وہاں ہمارے ایک دوست کا گذر ہوا۔ اسے یہ سنکر لطف آگیا تو
تجکو اُس کے معاملہ میں کردیا ورنہ تو دیکھتا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا۔ دوسرا

باعث یہ تھا کہ شیخ ابو علی دقاق سے کسی نے پوچھا کہ مردوں (بزرگوں) کی باتیں سننے میں کچھ
فایدہ ہے جبکہ ہم اوسپر عمل نہیں کرسکتے۔ کہا ہاں دو فائدے ہیں۔ اول یہ کہ اگر مرد طالب ہے
تو وہ قوی ہمت ہوجائیگا اور اوسکی طلب زیادہ ہوجائیگی۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی اپنے آپ
میں دماغ (غرور و تکبر) رکھتا ہے تو وہ جاتا رہیگا اور اوسکا دعوی سر سے باہر ہوجائیگا۔ اپنی
اچھائی اوسکو برائی معلوم ہوگی۔ اگر اندھا نہ ہوگا تو خود مشاہدہ کریگا جیسا کہ شیخ محفوظ
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ لَا تَزِنِ الْخَلْقَ بِمِيزَانِكَ وَزِنْ نَفْسَكَ بِمِيزَانِ الْمُؤْمِنِينَ
لِتَعْلَمَ فَضْلَهُمْ وَافْلَاسَكَ یعنے خلق کا وزن اپنے ترازو میں نہ کر لیکن اپنے آپکو مردانِ راہ
(خدا) کی ترازو میں تول تاکہ تجکو اونکا فضل اور اپنا افلاس معلوم ہوجائے۔ تیسرا
باعث یہ تھا کہ جنیدؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ ان حکایات و روایات میں مرید کو کیا فائدہ ہوتا
ہے۔ فرمایا بزرگوں کا کلام خدا تعالی کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے کہ اگر کسی مرید کا دل
شکستہ ہو تو اس سے قوی ہوجائے۔ اور مدد ملے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ یعنے اے محمد ہم گزشتہ
رسولوں کا قصہ تم سے کہتے ہیں تاکہ تمہارا دل اس سے آرام پائے اور زیادہ قوی ہوجائے
چوتھا باعث یہ تھا کہ خواجۂ انبیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ
تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ (ذکر صالحین کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے) اگر کوئی شخص دسترخوان بچھائے
کہ اوسپر رحمت برسے تو بعید نہیں کہ اوسکو اس دسترخوان سے بیفایدہ واپس نکریں۔ پانچواں
باعث یہ تھا کہ اونکی ارواح مقدسہ سے اس شوریدہ روزگار کو مدد پہونچے اور موت سے
پہلے کسی دولت کا سایہ پڑجائے۔ چھٹا باعث یہ تھا کہ جب قرآن و احادیث نبوی کے
بعد میں نے سب سے بہتر انکی باتیں دیکھیں اور اونکی تمام باتیں احادیث و قرآن سے
پائیں تو اپنے آپکو بھی اس شغل میں ڈالدیا تاکہ اگر میں انمیں سے نہیں ہوں تو ان کے
ساتھ مشابہت تو ہو ہی جائیگی کہ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (جو شخص جس قوم

کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے وہ اسی میں سے ہے) جیسا کہ جنید رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے۔
مدعیان معرفت سے اچھی طرح پیش آؤ کہ وہ سچے معلوم دیتے ہیں۔ اور ان کے پاؤں کو
بوسہ دو کہ اگر وہ ہمت بلند نہ رکھتے تو کسی دوسری چیز کا دعویٰ کرتے۔ ساتواں باعث
یہ تھا کہ قرآن واحادیث کیلئے لغت اور صرف ونحو چاہیئے اور بہت خلقت اس کے معانی سے
بہرہ نہیں پا سکتی۔ یہ باتیں جو اسکی شرح ہیں نیز خاص و عام سب کا حصہ ہے۔ اگرچہ اکثر
عربی میں تھیں مگر فارسی زبان میں لکھی گئیں تاکہ سب کو شامل ہو۔ آٹھواں باعث یہ
تھا کہ میں ظاہر طور پر دیکھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص تمہارے خلاف بات کہتا ہے تو تم اسکے
خون کی کوشش کرتے ہو اور برسوں تک اس ایک بات پر کینہ رکھتے ہو۔ جب ناشایستہ
باطل بات کا تمہارے نفس میں اتنا اثر ہے تو شایستہ فرض بات کا بھی دل میں اثر ہوگا
بلکہ اس سے ہزار چند اگرچہ تمکو اسکی خبر نہ ہو جس طرح شیخ عبدالرحمن اسکاف سے پوچھا کہ
کوئی شخص قرآن پڑھتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ کیا پڑھ رہا ہے تو اسے کچھ اثر ہوگا۔
کہا کوئی شخص دوا کھاتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ کیا کھاتا ہے اسکا اثر ہوتا ہے تو
کیا قرآن اثر نہ کریگا بلکہ بہت اثر کریگا۔ اور اگر خود جانتا ہے کہ کیا پڑھ رہا ہے جب تو اسکا
اثر بہت زیادہ ہوگا۔ نواں باعث یہ تھا کہ میرا دل ایسا تھا کہ ان باتوں کے سوا اور
کچھ نہ کہہ سکتا تھا نہ سن سکتا تھا مگر مجبوری و ضرورت سے۔ لہذا اپنی اہل زمانہ کیلئے
انکی باتوں کا شغل بنا دیا کہ شاید اس دسترخوان پر کوئی ہم پیالہ مجھے ملجائے جس طرح شیخ
بوعلی سینا کہتے ہیں کہ میری دو آرزوئیں ہیں۔ ایک یہ کہ اسکی کوئی بات سنتا رہوں یا
اسکا کوئی آدمی دیکھتا رہوں۔ اسوقت تک میں امی شخص ہوں نہ کچھ لکھ سکتا ہوں
نہ پڑھ سکتا ہوں۔ یا کوئی ایسا ہی کہ اسکی بات کہے اور میں سنوں یا میں کہوں اور وہ
سنے۔ اور اگر بہشت میں اسکی بات نہ ہوگی تو بوعلی کو بہشت نہ چاہیئے۔ دسواں باعث
یہ تھا کہ امام یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ یہ زمانہ گذر جائے اور یہ بزرگ

چہرہ لقاب میں کرلیں تو ہم کیا کریں جس سے سلامت رہیں۔ کہا سرِ دنا محمد و ق انکی
کے پڑھے پس اہل غفلت کیلئے ورد بنا دینا ہمنے فرض عین سمجھا۔ گیارہواں باعث یہ تھا
کہ بغیر کسی سبب کے بچپن سے میرے قلب میں اس گروہ سے محبت تھی اور ہر وقت میرے
دل کی فرحت ان باتوں سے تھی۔ بہ بسطیکہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّہٗ۔ (آدمی اپنے محبوب کے
ساتھ ہے) بقدر اپنی طاقت کے اونکی باتونکو ہمنے جلوہ دیا۔ کہ ہر شیوہ سخن بالکل لفافہ
میں چھپ گیا ہے اور مدعی ان معانی والوں کے لباس میں ظاہر ہوئے ہیں اور اہل دل کبریت احمر
(سرخ گندھک) کی طرح عزیز ہوگئے ہیں جیسا کہ جنید نے شبلی سے فرمایا رحمہما اللہ تعالیٰ
کہ اگر تمام عالم میں کوئی شخص ایسا ملجائے کہ تمہارے ایک کلمہ میں بھی موافق ہو تو اسکا دامن
پکڑ لو۔ بارہواں باعث یہ تھا کہ میں نے دیکھا تھا ایسا زمانہ آگیا ہے کہ خراب لوگوں نے
اپنے شخصوں کو فراموش کردیا ہے۔ لہذا میں نے اولیاء کا تذکرہ لکھا اور اس کتاب کا نام
تذکرۃ الاولیاء رکھا تاکہ گمراہ لوگ اہل دولت کو فراموش نہ کردیں۔ اور
گوشہ نشین واہل خلوت کی طلب کریں اور انکی طرف رغبت کریں تاکہ اونکی نسیم دولت میں سعادت
ابدی تک پہنچ جائیں۔ تیرہواں باعث یہ تہا کہ یہ باتیں چند وجہ سے تمام باتوں سے بہتر
تھیں۔ اول یہ کہ اہل دنیا کے دل سے ــــــ دکرتی ہیں۔ دوسری آخرت یاد دلاتی ہیں
تیسری دل میں حق کی دوستی پیدا کرتی ہیں۔ چوتھی مرد جب ان باتونکو سنیگا تو بے انتہا
راہ کا توشہ تیار کرنا شروع کردیگا۔ تو ایسی باتوں کا جمع کرنا واجبات سے تھا۔ اور کہہ
سکتے ہیں کہ یہ ایسی کتاب ہے۔ جو مخنثوں کو مرد کردیتی ہے اور شیر مردوں کو مرد فرد اور فرد کو
عین درد۔ اور کیونکر عین درد نہ کردیگی کہ جو کوئی اس کتاب کو اس طریقہ سے پڑھے گا جیسے
چاہیئے تو اچھی طرح آگاہ ہو جائے گا کہ انکی جانوں میں وہ کیا درد تھا جسکے باعث صحرا میں
اُن کے دل سے ایسے کام اور اس قسم کی باتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ میں ایکروز امام مجدالدین
خوارزمی کے پاس گیا تو انکو روتے دیکھا پوچھا خیر ہے۔ جوابدیا کیا اچھے ہیں وہ سپہ سالار جو

امت میں انبیاء علیہم السلام کی مثل ہوتے ہیں۔ کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل
میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں) پھر کہا میں اس سبب سے روتا ہوں
بینے کہا تھا خداوندا تیرا کام علت سے نہیں مجکو اس قوم میں سے کرنے یا انکے نظارہ
والوں میں سے کیونکہ مجھ میں اور کسی قسم کی طاقت نہیں تو شاید یہ دعا قبول ہوگئی ہو۔
دوسرا باعث یہ تھا کہ کل قیامت کے دن اس عاجز پر نظر شفاعت کیجائے اور مجکو سگ
اب کہف کیطرح نا امید نہ کیا جائے نقل ہے کہ جمال موصلی نے تمام عمر خون پیا اور
ن ہاک کی اوجال وجاہ کو خرچ کیا تو روضہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جوار میں
کو جگہ پائی۔ اسوقت وصیت کی کہ میری قبر پر لکھدینا۔ وَکَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ
بِالْوَصِيْدِ خداوندا ایک کتے نے چند قدم تیرے دوستوں کے برابر ڈالے تو اسکو تو نے اونکے
ہ کردیا۔ میں بھی تیرے دوستوں کی دوستی کا دعوی کرتا ہوں۔ اپنے انبیاء اولیاء علما کی جان
کے واسطہ کہ مجھے غریب عاجز کو اس قوم سے محجوب نہ کر اور نظر خاص سے محروم نہ رکھ جو
رکھتی ہے اور اس کتاب کو درجہ قرب کا سبب بنا نہ درجہ بعد کا سبب۔ تو صاحب
حمت ہے۔ اب ان بزرگوں کے نام جو اس کتاب میں ہیں سب پہلے نوٹ یا یوں بیان
کرتے ہیں بمنہ وکرمہ ۔ باب ۱ ذکر امام جعفر صادق ۔ باب ۲۔ ذکر اویس قرنی ۔
باب ۳۔ ذکر حسن بصری ۔ باب ۴۔ ذکر مالک بن دینار۔ باب ۵ ذکر محمد واسع
باب ۶ ذکر حبیب عجمی ۔ باب ۷ ذکر ابو حازم مکی ۔ باب ۸ ذکر عتبۃ الغلام
باب ۹ ذکر رابعہ عدویہ ۔ باب ۱۰ ذکر فضیل عیاض ۔ باب ۱۱ ذکر ابراہیم ادہم
باب ۱۲ ذکر بشر حافی ۔ باب ۱۳۔ ذکر ذوالنون مصری ۔ باب ۱۴ ذکر بایزید بسطامی
باب ۱۵۔ ذکر عبداللہ مبارک ۔ باب ۱۶۔ ذکر سفیان ثوری ۔ باب ۱۷۔ ذکر شقیق بلخی
باب ۱۸ ذکر ابو حنیفہ کوفی ۔ باب ۱۹ ذکر شافعی مطلبی ۔ باب ۲۰ ذکر احمد حنبل
باب ۲۱۔ ذکر داود طائی ۔ باب ۲۲ ذکر حارث محاسبی ۔ باب ۲۳ ذکر سلیمان دارانی ۔

پہلا باب ذکر امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

سلطان ملت مصطفوی برہان حجت نبوی عامل صدیق عالم تحقیق میوہ دل اولیا جگر گوشہ سید انبیا ناقد علی وارث نبی عارف عاشق ابو محمد امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہمنے کہا تھا کہ اگر انبیا۔ اور صحابہ و اہلبیت کا ذکر کریں تو جُدا گانہ کتاب چاہیئے اور یہ کتاب اُن اولیاء کی حال کی شرح ہے جو انکے بعد ہوئے ہیں لیکن بسبب تبرک کے ہم امام صادق سے ابتدا کرتے ہیں کہ وہ بھی انکے بعد ہیں اور چونکہ وہ اہلبیت سے ہیں اسلئے سخن طریقت انہوں نے بیشتر فرمائے ہیں۔ اور روایت ان سے بہت آئی ہیں۔ چند کلمات اُن سے نقل کرتے ہیں کہ وہ (اہلبیت) سب ایک ہیں جب اُنکا ذکر کیا گیا تو سب کا ذکر ہو گیا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو لوگ اُنکا مذہب رکھتے ہیں وہ دوازدہ امام کا مذہب رکھتے ہیں یعنی ایک بارہ سے اور بارہ ایک اور اگر صرف انکی صفت بیان کروں تو میری زبان و عبارت میں ٹھیک نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ بے تکلف جملہ علوم و اشارات میں کمال پر پہونچے ہوئے ہیں اور تمام مشائخ کے پیشوا ہیں اُنپر سب کا اعتماد ہے اور وہ مقتدائے مطلق ہیں۔ الہیوں کے بھی شیخ ہیں اور محمدیوں کے بھی امام۔ اہل ذوق کے بھی پیشرو ہیں اور اہل عشق کے بھی پیشوا۔ عابدوں کے بھی مقدم ہیں اور زاہدوں کے بھی مکرم۔ حقایق میں صاحب تصنیف ہوئے ہیں اور لطائف تفسیر و اسرار تنزیل میں بے نظیر۔ امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت باتیں روایت کی ہیں مجکو اُن لوگوں پر تعجب آتا ہے جنکو یہ خیال بندھ گیا ہے کہ اہلسنت و جماعت کو اہلبیت کے ساتھ

کچھ ہوسب ہے۔ اسلئے کہ حقیقت میں اہلبیت ہی اہلسنت و جماعت ہیں میں نہیں جانتا وہ شخص
کس خیال باطل میں ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتاہے اور انکے فرزندوں پہ نہیں رکھتا
امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ کو تو دوستی اہلبیت میں رفض کی طرف منسوب کیا اور مقید کر ڈالا۔
انہوں نے اس معنی میں اشعار کہے ہیں۔ اونکی ایک بیت کے معنے یہ ہیں کہ اگر آل محمد کی دوستی
رفض ہے تو تمام جن و انس میری رفض کی گواہی دیں۔ اور اگر آل و صحابہ رسول کا جاننا
اصول ایمان سے نہیں ہے تو بالکل فضول ہے کچھ کام میں نہیں آتا۔ اگر تم بھی جانتے ہو تو کچھ
حرج نہیں۔ بلکہ انصاف یہ ہے کہ جیسے بادشاہ دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہو تو
انکے وزراء کو اپنے مرتبہ پر پہچاننا چاہیے اور صحابہ کو اپنے رتبہ پر اسی طرح اونکی اولاد کو تو نہی
پاک ہو اور متعلقین بادشاہت میں کسی سے انکار نہ چاہیے جس طرح ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے
پوچھا گیا کہ متعلقین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں کون افضل ہے تو فرمایا بڈھوں میں صدیق
و فاروق اور جوانوں میں عثمان و علی مرتضی اور عورتوں میں عائشہ اور بیٹیوں میں فاطمہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین **نقل ہے** کہ خلیفہ منصور نے ایک رات کو وزیر سے کہا کہ جا امام صادق کو لاؤ
تاکہ میں مار ڈالوں۔ وزیر نے کہا اس شخص کو جو گوشہ میں بیٹھا ہے اور عزلت اختیار کی ہے
عبادت میں مشغول ہے اور ملک سے ہاتھ کھینچ چکا ہے۔ خلیفہ اس پر غصہ ہوا اور کہا ضرور انکو
لاؤ تاکہ مار ڈالوں۔ وزیر نے ہر چند منع کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا آخر وزیر تلاش میں گیا خلیفہ
نے غلاموں سے کہدیا کہ جب صادق آئیں اور میں ٹوپی سر سے اوتار ڈالوں تو تم اونکو مار ڈالنا
جب صادق کو لائے تو منصور جلدی سے اٹھا اور تواضع کیلئے صادق کے سامنے دوڑا اور صدر
مقام پر انکو بٹھا کر آپ ادب سے انکے آگے بیٹھ گیا غلاموں کو تعجب ہوا منصور نے آپ سے پوچھا
کیا حاجت ہے، صادق نے فرمایا یہ کہ تو دوبارہ مجھکو اپنے سامنے نہ بلائے اور چھوڑ دے
تاکہ طاعت خدا میں مشغول رہوں پس اس نے آپکو خلعت دیکر بڑی اعزاز سے روانہ کر دیا اور
اسی وقت منصور کو لرزہ آگیا اور تین روز تک بیہوش رہا بعض کہتے ہیں آپکی تین نمازیں قضا

ہوگئیں جب ہوش میں آیا تو میں نے پوچھا یہ کیا حال تھا جناب صادق دروازہ سے آئے تو میں نے دیکھا انکے ہمراہ ایک ایسا اژدہا ہے جس کا ایک لب چبوترہ کے اوپر ہے اور ایک نیچے مجھ کو بزبان حال کہتا تھا اگر تو انکو ستائیگا تو تجھے اس چبوترہ کے اندر لیجاؤنگا مجھے اس اژدہے کے ڈر سے نہ معلوم ہوا کہ میں کیا کہتا ہوں اور اس سے عذر چاہا اور ایسا بیہوش ہو گیا

نقل ہے کہ ایکبار داؤد طائی حضرت امام صادق کے پاس آکر کہنے لگے اے پسر رسول خدا تبارک تعالیٰ مجھکو پند فرمائی کہ میرا دل سیاہ ہو گیا ہے فرمایا اے ابا سلیمان تم زاہد ہو تمکو میری پند کی کیا حاجت ہے داؤد نے کہا اے فرزند پیغمبر تمکو خدا نے سب پر فضل دیا ہے اور تمہاری پند قبول کرنا سب پر واجب ہے فرمایا اے ابا سلیمان میں اس سے ڈرتا ہوں کہ قیامت میں میرے جد مجھ سے پرسش کریں کہ کس واسطے تو نے میری متابعت کا حق ادا نہ کیا یہ کام نسب صحیح سے نہیں بلکہ جناب الٰہی میں اچھی کام سے ہے۔ داؤد نے رو کر کہا بار خدایا جس شخص کی طینت کا خمیر آب نبوت سے ہے اور طبیعت کی ترکیب اصل برہان و حجت سے جسکے نانا رسول ہیں۔ اور مادر بتول وہ اس حیرانی میں ہے تو داؤد کون ہے جو اپنی حالت پر نازاں ہو **نقل ہے** کہ ایک دن آپ اپنے غلاموں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے فرمایا آؤ بیعت کرلیں اور عہد باندھ لیں کہ جو شخص ہم میں سے قیامت میں نجات پائے وہ سب کی شفاعت کرے انہوں نے کہا اے ابن رسول اللہ آپکو ہماری شفاعت کی کیا احتیاج آپکے جد تو تمام خلق کے شفیع ہیں۔ آپنے فرمایا میں اپنے ان افعال سے شرم رکھتا ہوں کہ قیامت میں اپنے نانا کا منہ دیکھوں **نقل ہے** کہ جب جعفر صادق رضنے خلوت اختیار کی اور باہر نہ آئے تو سفیان ثوری نے آپکے پاس آکر کہا یا ابن رسول اللہ آدمی آپکی نفیس باتوں سے محروم ہو گئے ہیں آپنے کس لئے عزلت اختیار کی ہے۔ امام صادق نے فرمایا اب میرا ایسا ہی منہ رکھتا ہوں اور یہ دو بیتیں اپنے اوپر پڑھیں ؎

ذَهَبَ الْوَفَاءُ ذَهَابَ أَمْسِ الذَّاهِبِ ۔ وَالنَّاسُ بَيْنَ مُخَاتِلٍ وَمُوَارِبِ

يُفْشُونَ بَيْنَهُمُ الْمَوَدَّةَ وَالْوَفَا ۔ وَقُلُوبُهُمْ مَحْشُوَّةٌ بِعَقَارِبِ

نقل ہے کہ کسی نے جعفر صادق کو امیروں کا لباس پہنے ہوئے دیکھکر کہا اے ابن رسول اللہ یہ آپکے گھر کا لباس نہیں آپنے اُس شخص کا ہاتھ پکڑکر آستین میں کھینچ لیا تو آپ ایسا کپڑا پہنے تھے جو ہاتھ کو چھیلتا تھا اور فرمایا۔ هٰذَا لِلْخَلْقِ وَ هٰذَا لِلْحَقِّ (وہ خلق کیلئے ہے اور یہ حق کیلئے) نقل ہے کہ صادق نے ابو حنیفہ رحؒ سے پوچھا عاقل کون ہے جواب دیا جو خیر و شر میں تمیز کرے۔ صادق نے کہا جانور بھی اُس میں جو لاتے مارے یا چمکارے تمیز کرتا ہے۔ ابو حنیفہؒ نے پوچھا تمہارے یہاں عاقل کون ہے جواب دیا جو دو خیر اور دو شر میں تمیز کرے تاکہ دو خیروں میں سے زیادہ خیر کو اور دو شروں میں سے کم شر کو اختیار کرے۔ نقل ہے لوگوں نے صادق سے کہا آپ سب ہنر رکھتے ہیں۔ زاہد اور کریم النفس اور قرۃ العین خاندان ہیں لیکن متکبر بہت ہیں۔ فرمایا میں متکبر نہیں ہوں لیکن مجھے کبریائی ہے تو جب سے میں نے اپنا کبر نکال ڈالا تو اُس کی کبریائی آکر میری کبر کی بجائے بیٹھ گئی۔ اپنے کبر سے کبر نہ کرنا چاہیئے اُس کے کبر سے کرنا چاہیئے۔ نقل ہے کہ کسی شخص کی ہمیانی جاتی رہی تھی اُس نے صادق کے سر تھوپی کہ تم نے لی ہے اور اونکو پہچانا نہیں۔ صادق نے کہا اُسمیں کتنے تھے کہا ہزار دینار پس آپ اُسکو گھر میں لیگئے اور ہزار دینار دیدیئے اُسکے بعد اُس شخص نے اپنا روپیہ دوسری جگہ پایا تو صادق کا روپیہ واپس لیگیا اور کہا میں نے غلطی کی۔ صادق نے فرمایا ہمنے جو کچھ دیدیا واپس نہیں لیتے۔ بعد اسکے اُسنے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ کہا جعفر صادق رضؓ وہ شخص اس سے شرمندہ ہو کر چلا گیا۔ نقل ہے کہ ایک دن آپ راہ میں تنہا جا رہے تھے اور اللہ اللہ کہتے تھے ایک چلا ہوا شخص آپکے پیچھے پیچھے جاتا اور اللہ اللہ کہتا تھا۔ صادق کہتے تھے اللہ میرے پاس کپڑا نہیں میرے پاس جبہ نہیں اسیوقت پاکیزہ کپڑا ملگیا اور صادق نے پہن لیا۔ وہ شخص سامنے آیا اور کہا اے خواجہ اللہ کہنے میں میں آپکا شریک تھا اب وہ پُرانا کپڑا اپنا مجھے دیدیجئے۔ صادق کو یہ بات پسند آئی اور وہ پُرانا کپڑا اسکو دیدیا۔ نقل ہے کہ ایک شخص نے صادق سے آکر

کہا مجھے خدا کو دکھا دیجئے۔ فرمایا آخر تو نے یہ سنا کہ موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا گیا۔ لَن تَرَانِیْ (تم ہمکو ہرگز نہ دیکھ سکوگے) اُس نے کہا ہاں لیکن یہ امت محمدی ہے کہ ایک فریاد کرتا ہے رَاٰی قَلْبِیْ رَبِّیْ (میرے قلب نے پروردگار کو دیکھا) دوسرا نعرہ لگاتا ہے۔ لَمْ اَعْبُدْ رَبًّا لَمْ اَرَہٗ (میں نے اس پروردگار سے عبادت نہیں کیا جسے میں نے دیکھا نہیں) صادق نے فرمایا اسکو باندھکر دجلہ میں ڈالدو۔ لوگوں نے باندھکر ڈالدیا۔ پانی نے اسکو اندر لیجا کر پھر اوپر اوٹھایا تو اسنے کہا یا ابن رسول اللہ الغیاث الغیاث۔ صادق نے فرمایا اے پانی اسے نیچے لیجا وہ لیگیا پھر اوپر لے آیا۔ چند مرتبہ یونہی نیچے لیجاتا اور اوپر لے آتا تھا اور وہ صادق کی پناہ مانگتا تھا یہاں تک کہ عاجز ہوگیا اور خلق سے امید منقطع کردی۔ آخری مرتبہ جو پانی نے اسکو اوپر پھینکا تو کہا الٰہی الغیاث الغیاث صادق نے فرمایا اسکو لے آؤ۔ لوگ لے آئے اور تھوڑی دیر تک چھوڑدیا یہانتک کہ جب قرار آیا تو آپنے پوچھا تو نے حق تعالیٰ کو دیکھا۔ کہا جبتک میں غیر کا دامن پکڑتا تھا حجاب تھا۔ جب بالکل اسکی پناہ لی اور میں مضطر ہوگیا تو میرے دل میں ایک روزن کھولدیا گیا وہاں میں نے غور کیا تو اسکو دیکھا اور جبتک اضطرار نہ تھا یہ نہ تھا۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ۔ صادق نے کہا جبتک تو صادق کو بلاتا تھا کاذب تھا اب اس روزن کو نگاہ رکھ۔ آپنے فرمایا ہے جو شخص کہے کہ خدا کسی چیز پر یا کسی چیز سے ہے وہ کافر ہے اور جس معصیت کے اول میں ڈر اور آخر میں عذر ہو وہ بندہ کو حق سے نزدیک کرتی ہے۔ اور جس طاعت کے اول میں انانیت اور آخر میں تکبر ہو وہ بندہ کو خدا سے باز رکھتی ہے مطیع شخص تکبر کے ساتھ عاصی ہے اور عاصی عذر کیساتھ مطیع آپسے پوچھا گیا کہ درویش صابر افضل ہے یا امیر شاکر۔ فرمایا درویش صابر کہ امیر کا دل تھیلی میں ہے اور درویش کا خدا کی طرف اور فرمایا عبادت بغیر توبہ کے ٹھیک نہیں ہوتی کیونکہ خداتعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا۔ اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ اور ذکر خدا کے وقت توبہ کا ذکر عاجز رہتا ہے ذکر ست۔ اور خدا کو حقیقت میں یاد کرنا یہ ہے کہ اسکے مقابلہ میں جملہ اشیاء کو فراموش کردے

اسوجہ سے کہ خدا اسکے لئے جملہ اشیا کا عوض ہے اور فرمایا اس آیت میں یختص برحمتہ من یشاء یعنے میں اپنی رحمت سے جسکو چاہتا ہوں خاص کرلیتا ہوں واسطہ اور علل و اسباب کو درمیان سے اٹھادیا ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ یہ عطائے محض ہے۔ اور فرمایا مومن وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ قایم ہے اور عارف وہ ہے جو اپنے خداوند کیساتھ قایم ہے۔ اور فرمایا جو شخص نفس سے مجاہدہ نفس کیلئے کریگا وہ کرامات خداوند تک پہنچ جائیگا اور جو نفس سے مجاہدہ خدا تعالیٰ کیلئے کریگا وہ خدا تک پہنچ جائیگا۔ اور فرمایا الہام مقبول شخصوں کے اوصاف سے ہے اور استدلال جو بے الہام ہو رندہ لوگوں کی علامت ہے۔ اور فرمایا شاید خدا تعالیٰ کے بندہ میں اس سے بھی زیادہ نہاں ہے جتنا چیونٹی کا پتھر پر تاریک شب میں چلنا اور فرمایا عشق نہ مذموم ہے نہ محمود۔ اور فرمایا مرسعاینہ مجکو اس وقت تک حاصل ہوئی جب سے کہ او پر دیوانگی کی رقم کھینچی ہے۔ اور فرمایا آدمی کی ایک شقاوت یہ بھی ہے کہ اسکا دشمن عقلمند ہو۔ اور فرمایا پانچ شخصوں کی صحبت سے پرہیز کرو۔ اوّل جھوٹے سے کہ اسکے ساتھ ہمیشہ دھوکے میں رہوگے۔ دوسرے احمق سے کہ وہ ہر چند تمہارا نفع چاہے گا مگر نقصان ہوگا اور اسکو معلوم نہ ہوگا۔ تیسرے بخیل سے کہ تیرا سب سے اچھا وقت ضایع کردیگا۔ چوتھے بددل سے کہ حاجت کے وقت تجکو بیکار چھوڑ دیگا۔ پانچویں فاسق سے کہ تجکو ایک لقمہ میں بیچڈالیگا اور ایک لقمے سے کم کا لالچ رکھیگا۔ اور فرمایا حق تعالیٰ نے دنیا میں ایک بہشت رکھی ہے اور ایک دوزخ بہشت عافیت ہے اور دوزخ اذیت۔ بہشت یہ ہے کہ اپنا کام خدا پر چھوڑ دو اور دوزخ یہ کہ اپنا کام اپنے نفس پر چھوڑ دو۔ اور فرمایا من لم یکن بہ ستر فہو مضی اگر صحبت اعدا اولیا کو مضر ہوتی تو آسیہ کو فرعون سے ضرر ہوتا۔ اور اگر صحبت اولیا اعدا کے لئے نافع ہوتی تو حضرت لوط و نوح کی بیویوں کو نفع ہوتا لیکن یہ قبض و بسط سے پہلے نہیں ہوتا۔ آپکا کلام بہت ہے مگر تاسیس کے لئے چند کلموں پر انحصار کیا۔

باب دوم ذکر اویس قرنی قبلۂ تابعین قدوۃ الاربعین آفتاب پنہان ہم نفس رحمان

سہیل یمنی اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اُوَیسُ القرنی خیر التابعین باحسان جسکی تعریف کرنے والے رحمۃ للعالمین ہوں اونکی تعریف میری زبان سے کب ہو سکتی ہے کبھی کبھی خواجۂ عالم روے مبارک یمن کی طرف کرکے فرماتے اِنِّی لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ یعنی نسیم رحمت یمن کی طرف سے پاتا ہوں پھر خواجہ انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اویس کی صورت میں پیدا کریگا اور اویس ان کے درمیان میں ہو کر عرصات میں آکر اور بہشت میں جائیں تاکہ کوئی مخلوق انکا پتا نہ پائے۔ اللہ واقف نہ ہو کہ ان میں اویس کون ہے کیونکہ اسنے دنیا میں وہ قبہ خلوت کے نیچے حق تعالیٰ کی عبادت کی ہے اور اپنے آپکو خلق سے دور رکھتے تھے۔ لہذا آخرت میں بھی چشم اغیار سے محفوظ رہینگے کہ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قِبَابِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ (یعنی میرے دوست میری قبائے رحمت کے نیچے ہیں انکو سوا میرے کوئی نہیں پہچانتا) اخبار غریب میں آیا ہے کہ روز قیامت کو خواجہ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشت میں اپنے محل سے باہر آکر فرمائیں گے اویس کہاں ہیں تاکہ میں دیکھوں آواز آئیگی رنج نکر اُنکو جس طرح تم نے دنیا میں نہ دیکھا یہاں بھی نہ دیکھو گے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت میں ایک ایسا شخص ہوگا کہ قبیلہ ربیعہ و مضر کی بکریوں کے بالوں کے برابر قیامت میں اُنکی شفاعت ہوگی۔ اور عرب میں ان دو قبیلوں کی بکریاں بہت تھیں صحابہ نے کہا یا رسول اللہ یہ کون ہے۔ فرمایا اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ۔ کہا ہم سب اُسی کے بندے ہیں اُس کا نام کیا ہے فرمایا اویس قرنی۔ پوچھا وہ کہاں ہے فرمایا قرن میں۔ پوچھا انہوں نے آپکو دیکھا ہے فرمایا ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھا لیکن دیدۂ دل سے دیکھا ہے کہا ایسا عاشق آپکی صحبت میں دوڑ کر نہ آیا۔ فرمایا اوسکے دو سبب ہیں ایک غلبۂ حال دوسرے ہماری شریعت کی تعظیم کے باعث کہ اسکی ماں مومن بوڑھی اور نابینا ہیں۔ اویس شتربانی کرتے اور ماں کا خرچ چلاتے ہیں کہا ہم انکو دیکھ سکتے ہیں۔ صدیق رض سے فرمایا تم انکو

نہ دیکھو گے مگر فاروق اور مرتضیٰ انکو دیکھیں گے۔ اُنکے بال بہت ہیں۔ اُنکے پہلو اور کف
دست پر درم کے برابر سفیدی ہے جو برص نہیں جب انکو پاؤ تو میرا سلام پہونچانا اور کہنا میری
اُمت کیلئے دعا کریں۔ پھر آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے اہل اولیاء اللہ پوشیدہ متقی
ہیں۔ پوچھا ہم انکو کہاں پائیں۔ فرمایا یمن میں ایک شتربان ہے اسکا نام اویس ہے اُسکے
قدم پر قدم۔ پھر نقل ہے کہ جب رسول علیہ السلام نے وفات پانا چاہے تو صحابہ نے کہا
یا رسول اللہ ہم آپکا مرقع (لباس) کسکو دیں۔ فرمایا اویس قرنی کو۔ جب بعد وفات رسول
علیہ السلام کے حضرت عمر و علی کوفہ میں آئے تو حضرت فاروق نے خطبہ میں فرمایا اے اہل نجد
اُٹھو سب اُٹھ کھڑے ہوئے پوچھا تم میں کوئی شخص قرن کا رہنے والا ہے کہا ہاں حضرت
فاروق نے اویس قرنی کی خبر پوچھی تو کہا ہم ایک دیوانہ کے سوا کسیکو نہیں پہچانتے جو
خلق سے وحشی ہو گیا ہے۔ فاروق نے پوچھا وہ کہاں ہے کہا وادی عرنہ میں اونٹ چراتا
ہے اور رات کو نان خشک کہ لیتا ہے آبادی میں نہیں آتا اور نہ کسی سے صحبت رکھتا ہے
جو آدمی کھاتے ہیں وہ نہیں کھاتا اور غم و شادی نہیں جانتا۔ جب آدمی ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے
اور جب روتے ہیں تو ہنستا ہے پس فاروق و مرتضیٰ اُس وادی میں گئے تو انکو نماز میں پایا۔
اور حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیدیا تھا وہ اُنکے اونٹ چراتے تھے۔ جب آدمی کی آواز
پائی تو نماز کو کوتاہ کر دیا اور سلام کیا۔ فاروق نے جواب دیکر کہا تمہارا نام کیا ہے۔ کہا
عبد اللہ۔ فرمایا ہم سب خدا کے بندے ہیں میں تمہارا اصل نام پوچھتا ہوں۔ کہا اویس۔
فرمایا سیدھا ہاتھ دکھاؤ۔ جب دکھایا تو وہ نشان جو رسول علیہ السلام نے بتایا تھا دیکھ کر
اُنکے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا رسول خدا نے تمکو سلام پہونچایا ہے اور اپنا مرقع تم کو
بھیجا ہے اور وصیت فرمائی ہے کہ میری اُمت کے لئے دعا کرو۔ اویس نے کہا آپ دعا کرنے کے
زیادہ شایاں ہیں کہ آپ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہے۔ فاروق نے فرمایا میں یہی کام
کرتا ہوں تم رسول کی وصیت پوری کرو۔ اویس نے کہا اے عمر آپ غور کیجئے شاید وہ

شخص میرے سوا کوئی اور ہو۔ فاروق ؓ نے فرمایا رسول نے اپنے تمہارا نشان دیا ہے۔ کہا پیغمبر کا مرقع مجکو دو تاکہ میں دعا کروں۔ وہ مرقع انکو دیدیا تو لیکر کہا آپ صبر کریں اور ان سے بہت دور جاکر خاک پر منہ رکھکر کہا الٰہی میں اس مرقع کو نہ پہنوں گا جبتک تو تمام امت محمدؐ کو نہ بخشدیگا کہ پیغمبر نے یہاں حوالہ کیا ہے اور رسول و فاروق و مرتضیٰ سب نے اپنا کام کرلیا اب تیرا کام رہگیا ہے۔ آواز آئی کہ چند شخصوں کو بیتے تیری وجہ سے بخشدیا۔ کہا اگر سب کو نہ بخشیگا تو نہ پہنوں گا۔ ارشاد ہوا اتنے ہی ہزار اور بخشے۔ کہا میں سب کو چاہتا ہوں۔ اسطرح کہہ سن رہے تھے کہ فاروق و مرتضیٰ انکے سامنے پہونچگئے۔ اون کو دیکھکر کہا آپ کیوں آگئے کہ جبتک تمام امت محمدؐ نہ بخشدیتا میں لباس نہ پہنتا۔ جب فاروق نے اویس کو دیکھا کہ ایک گلیم پہنے ہیں اور اس گلیم کے نیچے اٹھارہ ہزار عالم کو توانگر دیکھے تو فاروق کا دل نیچے آپ سے اور خلافت سے جاتا رہا اور کہا کون ہے جو اس خلافت کو مجھ سے ایک روٹی میں خریدلے۔ اویس نے کہا آپ بیچتے کیا ہیں۔ ڈالدیجئے تاکہ جو چاہے لے لے خرید و فروخت کا کیا کام۔ پھر اویس نے لباس پہنکر کہا بنی ربیعہ و مضر کی بکریوں کے بالونکے برابر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بخشدیئے گئے اس مرقع کی برکت سے۔ حضرت مرتضیٰ خاموش بیٹھے رہے اور فاروق ؓ نے کہا اے اویس تم رسول خدا کے پاس کیوں نہ گئے۔ اویس نے کہا آپنے دیکھا ہے کہا ہاں شاید انکا جبہ دیکھا ہے اگر انکو دیکھا ہے تو بتاؤ انکے ابرو پیوستہ تھے یا نہیں تعجب ہے کہ وہ نہ بتلاسکے پھر اویس نے کہا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست ہو۔ کہا ہاں۔ کہا اگر دوستی سچی ہے۔ تو جبدن دندان مبارک شہید ہوا تمنے بطریق موافقت اپنا دانت نہ توڑ ڈالا اور اپنے دانت دکھلائے تو سب ٹوٹے ہوئے تھے۔ کہا مینے تو بغیر اونکی صورت دیکھے ہوئے توڑ ڈالا جب ایک دانت توڑتا تھا تو میرے دلکو صبر نہ آتا تھا یہانتک کہ ایک ایک کرکے مینے تمام دانت توڑ ڈالے کہ موافقت دین میں سے ہے۔ دونوں کو رقت آگئی اور معلوم ہوا

کہ منصب تیرے دوسرا ہے کہ انہوں نے رسول کو نہ دیکھا تھا اور ایسا ادب بھی ان کے
اوپر تھا چاہئے پس فاروق نے فرمایا اے اویس میرے لئے دعا کرو۔ کہا ایمان میں
نہایت ... میں دعا کرتا اور ہر نماز کے تشہد میں کہتا ہوں۔ اللّٰھم اغفر للمؤمنین
والمؤمنات۔ اگر آپ خیر ایمان سلامت لیجائیں گے تو دعا تمکو خود پہنچ جائیگی نہ
تو دعا ضائع نہیں کرتا۔ پھر فاروق نے فرمایا مجھکو وصیت کرو۔ کہا اے عمر خدا کو پہچانتے
ہو۔ فرمایا ہاں پہچانتا ہوں۔ کہا اگر اسکے غیر کو نہ پہچانو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ فرمایا اور
کچھ کہو۔ کہا اے عمر خدا تعالیٰ آپکو جانتا ہے۔ خدا ہی یا جانتا ہے کہا اگر اسکے سوا
کوئی اور تمکو نہ جانے تو بہتر ہے پھر فاروق نے فرمایا ٹھہرو تاکہ میں تمہارے لئے ایک
چیز لاؤں۔ اویس نے ہاتھ جیب میں ڈالا اور دو درم نکالکر کہا یہ میں شتربانی سے حاصل کئے
ہیں ... اگر ضمانت کرو کہ میں اسقدر جیوں گا کہ انکو کھالوں اور وقت میں اور کچھ قبول
کروں پھر کہا آپکو تکلیف ہوئی اب جائیے کہ قیامت نزدیک ہے وہاں دیدار ہوگا کہ
پھر نہ ہو ... وقت میں قیامت کا زاد راہ تیار کرنے میں مشغول ہوں جب حضرت
فاروق و مرتضیٰ واپس ہوگئے تو اویس کی حرمت اور جگہ ظاہر ہوگئی اور اون کو
... تو وہاں سے بھاگ کر کوفہ چلے گئے اور اسکے بعد کسی نے انکو نہ
دیکھا مگر ہرم بن حیان کہتے ہیں جب میں نے شفاعت اویس کا قصہ سنا تو اونکی آرزو
مجھکو پیدا ہوئی اور کوفہ میں جاکر میں نے انکو طلب کیا۔ ناگاہ فرات کے کنارہ میں نے دیکھا کہ
وضو کرتے اور کپڑے دہوتے ہیں۔ اس صفت کی جو میں نے سنی تھی اونکو پہچان لیا
اور سلام کیا جواب دیکر مجھکو دیکھا میں چاہا کہ اونکا ہاتھ پکڑلوں مگر نہ دیا میں نے کہا اے اویس
اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اور مغفرت فرمائے اور اونکی ... حال پر رحم کیونکہ
میں بہت رویا۔ اویس نے رو کر کہا اے ہرم بن حیان اللہ تعالیٰ تمکو زندہ رکھے۔ تم
کیوں آئے اور میرا پتہ کس نے بتایا۔ میں نے کہا میرا اور میرے باپ کا نام تمکو کیا معلوم اور

مجکو تم نے کیسے پہچانا حالانکہ میں نے تمہیں ہرگز نہیں دیکھا۔ کہا نبانی العلیم الخبیر اوسکے
علم سے کوئی چیز باہر نہیں اوس نے مجکو خبر دیدی اور میری روح نے تمہاری روح کو پہچانا کیونکہ مومنوں
کی روحیں آپس میں شناسا ہیں۔ میں نے کہا رسول علیہ السلام کی کوئی روایت بیان کیجئے کہا میں نے
اونکو نہیں دیکھا مگر انکی خبر دوسروں سے سنی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ محدث یا
واعظ بنوں مجھے اپنا شغل ہی نہیں ہوسکتا میں نے کہا کوئی آیت پڑھو کہ میں سنوں اوسنے
کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور زار زار روئے پھر فرمایا میرا رب فرماتا ہے
وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون وما خلقنا السماء والارض وما بینہما
لاعبین وما خلقناہما الا بالحق ولکن اکثرہم لایعلمون اور ہو العزیز
الرحیم تک پڑھا۔ اوس وقت ایک چیخ ماری تو میں سمجھا کہ انکی عقل جاتی رہی پھر کہا اے ابن حیان
تمکو یہاں کیا بات لائی ہے میں نے کہا یہ کہ تم سے انس و راحت پاؤں کہا میں ہرگز نہیں
جانتا کہ جو شخص خدا کو پہچانتا ہے وہ اوس کے غیر سے انس و راحت پاسکتا ہے میں نے
کہا مجکو تھوڑی وصیت کرو کہا جب سوؤ تو مرگ سرہانے رکھو اور جب اٹھو تو نگاہ کے سامنے رکھو
اور گناہ کے چھوٹے ہونے پر نظر نہ کرو اوس کے بڑے ہونے پر نظر کرو کہ اسکی وجہ سے تم عاصی ہوگئے
اگر گناہ کو چھوٹا سمجھو گے تو خدا کو چھوٹا سمجھو گے۔ ہرم نے کہا میں قیام کہاں رکھوں کہا
شام میں میں نے پوچھا وہاں معیشت کیسی ہوگی۔ کہا افسوس ان دلوں پر کہ شک انپر غالب ہوگیا
ہے اور پند قبول نہیں کرتے۔ میں نے کہا کوئی اور وصیت کیجئے۔ کہا اے ابن حیان تمہارے
باپ مرگئے اور حضرت آدم۔ حوا۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ داؤد علیہم السلام وفات پاچکے محمد
صلے اللہ علیہ وسلم انتقال فرماگئے۔ انکے خلیفہ ابوبکر وفات پاچکے اور میرے بھائی عمر انتقال
کرگئے واعمراہ میں نے کہا اللہ تم پر رحم کرے حضرت عمر نے انتقال نہیں کیا کہا حق تعالیٰ نے
مجکو انکی موت کی خبر دی ہے پھر کہا میں اور تم بھی مردوں میں سے ہیں اور نماز پڑھ کر دعا کی اور
کہا میری یہ وصیت ہے کہ کتاب خدا اور اہل صلاح کی راہ سامنے رکھنا اور موت کی یاد سے

ایک ساعت غافل نہ رہنا۔ جب اپنی قوم میں پہونچو تو اونکو نصیحت کرنا اور خلق خدا کی نصیحت میں بخل نہ کرنا۔ جماعت اُمّت کی موافقت سے ایک قدم علیحدہ نہ رکھنا جس سے بیدین ہو جاؤ اور تم کو خبر بھی نہ ہو اور دوزخ میں پڑو۔ پھر چند دعائیں دیکر کہا اے ابن حیان تم چلتے ہو اب نہ تم مجکو دیکھو گے اور نہ میں تمکو دیکھونگا۔ مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا تاکہ میں تمکو دعا میں یاد رکھوں۔ تم اس جانب سے جاؤ تاکہ میں اس جانب سے جاؤں۔ ابن حیان کہتے ہیں میں نے چاہاکہ ایک ساعت اُنکے ساتھ جاؤں مگر انہوں نے نہ جانے دیا خود روئے اور مجکو بھی رُلادیا میں پیچھے سے اُنکو دیکھتا تھا یہانتک کہ غائب ہو گئے۔ اس کے بعد انکی خبر مجھے نہ ملی پہلی بات جو انہوں نے مجھے کہی چار یار رضی اللہ عنہم کے متعلق تھی۔ ربیع کہتے ہیں میں اویس کو دیکھنے گیا تو اونکو صبح کی نماز میں پایا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو تسبیح میں مشغول ہو گئے یہانتک کہ ظہر کی نماز پڑہی۔ اُس کے بعد دوسری نماز تک اور اسیطرح تین روز تک نہ کچھ کہایا نہ سوئے۔ چوتھی شب میں دیکھا کچھ دیر سوئے اور جلدی سے اُٹھ کر مناجات میں مصروف ہو گئے۔ اور کہا الٰہی میں چشم پُرخواب اور شکم پُر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں نے کہا مجکو اسیقدر کافی ہے اور لوٹ آیا۔ کہتے ہیں وہ رات کو ہرگز نہ سوتے اور کہتے یہ رات سجدہ کی ہے یہ رات رکوع کی ہے اور یہہ رات قیام کی ہے ہر رات کو دوسری طرح جاگتے۔ لوگوں نے پوچھا اے اویس کیسے ہو۔ کہا میں سجدہ میں چاہتا ہوں سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلیٰ نہ کہنے پاؤں کہ صبح نکل آئے میں چاہتا ہوں آسمان والونکی طرح عبادت کروں۔ ان سے پوچھا گیا کہ خشوع نماز میں کیا ہے۔ کہا یہ کہ اگر نیزہ ماریں اور اُسے خبر نہ ہو۔ دریافت کیا گیا تم کیسے ہو جواب دیا وہ شخص کیسا ہوگا جو صبحکو اُٹھ کر نہیں جانتا کہ رات تک موت اُسکی مُہلت دیگی یا نہیں۔ لوگوں نے پوچھا کیا حال ہے۔ کہا آہ بے زادی و درازی راہ سے۔ **نقل ہے** اُنہوں نے کسی سے کہا اگر تم آسمان و زمین والونکی عبادت سے خدا کی پرستش کروگے تو وہ قبول نہ کرے گا

جب تک اُسپر یقین نہ رکھوگے اُس نے پوچھا اُسپر یقین کیسے رکھوں کہا جو کچھ ہے تمہارے
لئے مقرر کیا ہے اُسپر مطمئن رہو اور فارغ رہو تاکہ اُسکی پرستش میں اور چیز کی طرف مشغول
نہو۔ انہوں نے فرمایا ہے جو شخص تین چیزوں کو دوست رکھیگا دوزخ اُس کی رگ گردن سے
بھی زیادہ نزدیک ہوگا۔ اچھا کھانا کھانا۔ عمدہ کپڑا پہننا۔ اور امیروں کے ساتھ بیٹھنا۔ اویس
سے لوگوں نے کہا تمہارے قریب ایک ایسا شخص ہے جو تیس سال سے گور میں بیٹھا ہوا ہے
اور گردن میں کفن ڈالے ہوئے رو رہا ہے کہا مجھکو وہاں لے چلو میں دیکھوں۔ اُسکے نزدیک
لے گئے تو دیکھا کہ زرد پڑ گیا ہے اور گریہ سے خشک ہو گیا ہے۔ کہا اے شخص تجھکو گور و کفن
نے خدا تعالیٰ سے مشغول کر دیا۔ انہیں دونوں پر تو اسکی نگاہ رہی ہے یہ دونوں تیری راہ میں
حاجب ہو گئے ہیں۔ اُس شخص نے انکے نور سے یہ آفت اپنے میں دیکھی حال اُسپر کشف ہو گیا تو نعرہ
مارا اور اُسی قبر میں جان دیدی۔ جب گور و کفن حجاب ہے تو اور چیزوں کا کیا ذکر کیا ہوگی
نقل ہے کہ انہوں نے تین روز تک کھانا نہ کھایا تھا۔ چوتھے روز باہر آئے تو ایک دینار
راہ میں دیکھا مگر نہ لیا کہ کسی کا گر پڑا ہوگا اور جب آگے بڑھے گھاس کھا کر پیٹ بھریں ایک بکری کو دیکھا
گرم روٹی منہ میں لئے ہوئے آئی اور ان کے سامنے رکھدی۔ اویس نے کہا شاید کسی شخص کی
ملک ہے۔ وہ بکری بولی اور کہا میں اُسی خدا کا بندہ ہوں جس کے تم ہو۔ جب اُسے لے لیا تو
بکری غائب ہو گئی۔ انکی مدحت و فضائل بہت اور بیشمار ہیں۔ ابتدا میں شیخ ابو القاسم
گرگانی اویسی ہوئے ہیں۔ حضرت اویس کے کلام میں سے یہ کلمات ہیں مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ
تعالیٰ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ یعنی جو شخص خدا کو پہچان لیگا اُسپر کوئی چیز پوشیدہ نہ رہیگی
عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ یعنی میں نے اپنے پروردگار کو اُسی کی وجہ سے پہچانا۔ اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ
یعنے سلامتی تنہائی میں ہے اور تنہا وہ ہے جو فرد ہو۔ اور وحدت یہ ہے کہ غیر کا خیال نہ آنے
پائے ظاہر میں تنہا رہنا درست نہیں ہے کہ اَلشَّیْطَانُ [illegible] مِنَ الْاِثْنَیْنِ یعنی شیطان دو
شخصوں سے بھاگتا ہے۔ اور فرمایا عَلَیْکَ بِقَلْبِکَ یعنی اپنے دل کو حاضر رکھو تاکہ غیر اُسپر

راہ نہ پائے۔ اور طلبت الرفعۃ فوجدتہ فی التواضع وطلبت الریاسۃ فوجدتہ فی نصیحت الخلق وطلبت المروۃ فوجدتہ فی الصدق وطلبت الفخر فوجدتہ فی الفقر وطلبت النسبۃ فوجدتہ فی التقوی وطلبت الشرف فوجدتہ فی القناعۃ وطلبت الراحۃ فوجدتہ فی الزھد وطلبت الاستغناء فوجدتہ فی التوکل ۔

نقل ہے انکے ہمسایہ کہتے ہیں کہ ہم انکو دیوانہ شمار کرتے تھے ہمنے درخواست کی اور گھر انکے واسطے ترتیب دیا کبھی وقت کوئی وجہ ایسی نہ تھی کہ دروازہ کہولتے انکا کھانا یہ تھا کہ چھوارے کے دانے چن کر فروخت کرتے اور اس سے کھانا خرید کرکے افطار کرتے۔ اور اگر چھوارے پاتے تو انکو بجائے صدقہ دیتے۔ کپڑے انکے پرانے ہوتے جو گھوڑوں پر سے اٹھا لیتے اور انکو سی لیتے۔ نماز کے وقت چلے جاتے اور بعد نماز کے سونے کو آتے۔ جہاں کہیں ہوتے بچے انکے پتھر مارتے اور وہ کہتے چھوٹے چھوٹے پتھر مارو تاکہ خون نہ نکلے اور میری طہارت نہ ٹوٹے کہ مجھکو نماز کا غم ہے پتھر کا نہیں کہتے ہیں کہ آخر عمر میں امیر المومنین حضرت علی رضہ کے سامنے آئے اور صفین میں انکے ساتھ لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ جاننا چاہیئے ایک قوم جنکو اویسی کہتے ہیں ایسی ہے کہ انکو پیر کی حاجت نہیں کہ بلا کسی واسطے کے انکو نبوت پرورش کرتی ہے جیسے اویس کو اگرچہ انہوں نے ظاہر میں خواجہ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا تھا مگر ان سے پرورش پاتے تھے اور یہ مقام نہایت عظیم و عالی ہے کسکو پہونچاتی ہے اور یہ دولت کسکو ملتی ہے۔ والسلام

تیسرا باب ذکر حسن بصری رح پروردۂ نبوت خوکردۂ فتوت کعبہ عمل و علم قبلہ ورع و حلم سبق بردہ بصفا صدری صدر سنت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

آپکے مناقب بیشمار اور خوبیاں بیشمار ہیں صاحب علم و معاملہ تھے۔ اور ہمیشہ خوف حق انکو رہتا تھا آپکی والدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی لونڈیوں میں سے تھیں۔ جب آپکی والدہ کسی کام

میں مشغول ہوتیں اور آپ رونے لگتے تو حضرت ام سلمہ رض انکے منہ میں پستان رکھدیتیں جسکو وہ
چوستے اور چند قطرے دودھ اتر آتا۔ اتنی ہزار برکتیں جو اللہ تعالیٰ نے انھیں عطا کیں وہ سب
خاتون مصطفےٰ کے اثر سے تھیں نقل ہے کہ حسن بچے تھے تو ایکدن انہوں نے حضرت
ام سلمہ کے گھر میں کوزہ میں سے پانی پیا۔ آنحضرت نے پوچھا کس نے پانی پیا کہا حسن
بصری نے۔ فرمایا جسقدر اس نے پانی پیا ہے اسی قدر میرا علم پہنچیگا روایت ہے کہ ایک دن
پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ام سلمہ کے یہاں تشریف لائے تو حسن کو دیکھکر
آپنے انکے لئے دعا فرمائی پس جو کچھ انہوں نے پایا اسی دعا سے پایا۔ نقل ہے کہ جب وہ
پیدا ہوئے تو حضرت عمر بن الخطاب کی خدمت میں لیگئے آپنے فرمایا انکا نام حسن رکھو کیونکہ
حسن الوجہ و خوبصورت ہیں۔ ام سلمہ رض انکی پرورش و حفاظت کرتی تھیں اور شفقت کی
وجہ سے جو وہ انپر کرتی تھیں دودھ اتر آیا اور آپ ہمیشہ فرماتیں خداوندا اسکو خلق کا مقتدا
بنادے یہاں تک کہ ایسا ہوا کہ ایکسو تیس صحابہ کو انہوں نے پایا جنمیں ستر بدری واقعہ بدر
میں شریک تھے انکو ارادت حسن بن علی سے تھی تمام علم میں انہیں کی طرف رجوع کی تھی۔ اور تحفہ
میں منقول ہے کہ حسن بصری کو حضرت علی سے ارادت تھی اُن سے خرقہ لیا تھا۔ انکی توبہ کی ابتدا
یہ تھی کہ وہ گوہر فروش تھے انکو حسن لؤلؤی کہتے تھے ایکبار وزیر کے پاس روم گئے تھوڑی دیر
وہاں رہے۔ وزیر نے کہا ہم ایک جگہ جاتے ہیں تم ساتھ چلو گے جواب دیا چلونگا پھر حسن
کے واسطے ایک گھوڑا کسدیا گیا اور دونوں صحرا میں گئے حسن نے ایک خیمہ دیکھا جو دیبائے
رومی کا ہے اور اسکی طناب ریشمی اور میخیں زرین ہیں۔ اور ایک بڑا لشکر دیکھا مسلح آلات
حرب کے جو خیمہ کے گرد پھرا اور کچھ کہہ کر چلا گیا۔ اس کے بعد حکیم و شکوہ ... کو بھی
کرتے دیکھا پھر قریب چار سو کے وزیروں کو اسیطرح دیکھا پھر قریب چار سو کے ماہرو کنیزیں
دیکھیں جنمیں ہر ایک کے ساتھ زر و جواہر سے بھرے ہوئے طبق تھے انہوں نے بھی ایسا
ہی کیا پھر بادشاہ وزیر خیمہ کے اندر گئے اور باہر نکلکر چلے گئے حسن کہتے ہیں کہ میں متحیر ہوگیا اور

پوچھے کہا نہ معلوم ہوا۔ آخر اپنے وزیر سے سوال کیا اس نے کہا بادشاہ کا ایک لڑکا تھا
صاحب جمال اور انواع علوم میں کامل اور میدان معرکہ میں بے نظیر۔ باپ اس پر ہزار دل سے عاشق
تھا۔ ناگاہ وہ بیمار ہوگیا۔ حاذق طبیب اس کے معالجہ سے عاجز ہوگئے۔ آخر وہ مرگیا اور
اس خیمہ میں مدفون ہے۔ ہر سال یہ لوگ اسکی زیارت کو آتے ہیں۔ اول وہ لشکر جو تم نے دیکھا
اس خیمہ کے گرد آکر کہتے ہیں۔ اے شاہزادہ اگر یہ حال جو تمکو پیش آیا جنگ سے دفع ہوجاتا تو
ہم سب جانیں فدا کرکے تمکو چھڑا لیتے مگر یہ حال اسکی طرف سے ہے جس سے کوئی لڑائی نہیں لڑ سکتا
پھر فیلسوف و دبیر آکر کہتے ہیں اے شاہزادے اگر دانش و فیلسوفی و عقلمندی سے تمہارے
اس حال کو ہم دفع کرسکتے تو کردیتے۔ پھر پیران محترم آکر کہتے ہیں اگر شفاعت و زاری سے تمہاری
حالت کو دفع کرسکتے تو ہم کردیتے مگر یہ حالت اسکی طرف سے ہے کہ اس عالم میں شفاعت و
زاری کام نہیں آتی۔ اس کے بعد کنیزکان ماہرو زر و جواہر کے طبق لئے ہوئے آتی ہیں
اور کہتی ہیں اے ہمارے مالک اگر مال و جمال سے ہم آپکو چھڑا سکتے تو اپنے آپکو فدا کردیتے لیکن یہ
حال اسکے ساتھ ہے جسکے سامنے مال و جمال کی کچھ قدر نہیں۔ پھر قیصر مع وزیر کے خیمہ میں جاکر
کہتے ہیں اے جان پدر میرے بس میں کیا ہے۔ تیرے واسطے میں لشکر گراں لایا اور فیلسوف و پیر
اور صاحب جمال عورتیں اور مال میں خود لیکر آیا۔ اگر ان تدبیروں سے اس حادثہ کا دفعیہ ہوسکتا
تو میں سبکو صرف کردیتا اور جو کچھ کرسکتا کرتا لیکن یہ اسکا کام ہے کہ تیرا باپ اور جو کچھ
عالم میں ہے سب اس کے قبضۂ قدرت میں عاجز ہیں۔ آئندہ سال تک ہمارا تجھپر سلام ہو
یہ کہکر وہ لوٹ جاتا ہے۔ اس بات نے حسن کے دل میں ایسا اثر کیا کہ کام سے جلتے ہے
دلچسپی کی تدبیر کی اور بصرہ میں آکر قسم کھائی کہ اب کبھی دنیا میں نہ ہنسوں گا۔ اور اپنے آپکو
ایسا عبادت و مجاہدہ میں ڈالا کہ کسی زمانہ میں کسیکو اتنی مجال نہ تھی۔ یہاں تک ستر سال
تک وضو بجز حاجت وضو کرنیکی جگہ ٹوٹتی تھی۔ اور عزلت میں تمام آدمیوں سے علیحدہ رہتے یہاں تک
کہ سب سے اونچے نکل گئے۔ ایک شخص نے کہا حسن کیوں ہمارے سردار و بہتر ہیں تو ایک بزرگ

نے جواب پایا کہ اس وجہ سے کہ تمام خلق کو اُنکے علم کیطرف حاجت ہے اور انکو سوائے حق کے کسی سے احتیاج نہیں۔ اور سب دین میں اُن کے حاجتمند ہیں۔ منقول ہے کہ آپ ہفتہ میں ایک بار وعظ کہتے اور جب مجلس میں رابعہؒ کو نہ دیکھتے تو ترک کر دیتے۔ آدمی کہتے تھے کہ اسقدر بزرگ اور خواجہ آئے ہیں اگر ایک پیر زن نہیں آئی تو کیا ہے۔ فرماتے ہاں جو شربت ہاتھیوں کے لیے ہم نے بنایا ہے وہ چیونٹیوں کے سینہ میں نہیں ڈال سکتے۔ اور جب کلام میں گرم ہو جاتے تو رابعہ کی طرف منہ کر کے فرماتے۔ ھٰذا مِن جَمَراتِ قَلبِکِ یا سیدۃ یعنی یہ گرمی تمہارے دل کی گرمی سے ہے۔ آپسے لوگوں نے پوچھا کہ اسقدر جماعت جو آپکے وعظ میں حاضر ہوتی ہے اس سے آپ خوش ہوتے ہیں۔ فرمایا ہم کثرت سے خوش نہیں ہوتے لیکن اگر کوئی جلا ہوا درویش آجاتا ہے تو اس سے خوش ہو جاتے ہیں کسی نے پوچھا مسلمانی کیا ہے اور مسلمان کون ہے۔ فرمایا مسلمانی کتابوں میں ہے اور مسلمان خاک کے نیچے۔ دریافت کیا گیا کہ اصل دین کیا ہے فرمایا ورع (پرہیزگاری) پوچھا وہ کیا چیز ہے جو ورع کو تباہ کر دے فرمایا طمع لوگوں نے پوچھا کہ جناتِ عدن کیا ہیں۔ فرمایا سونے کا ایک محل ہے جسمیں پیغمبر یا صدیق وشہید یا سلطان عادل کے سوا اور کوئی نہ جائے گا۔ پوچھا گیا کہ بیمار طبیب دوسروں کا علاج کیسے کرے۔ فرمایا اول اپنا علاج کرے پھر دوسروں کا کرے۔ ایک مرتبہ فرمایا بات سُن لیا کرو کہ میرا علم تم کو نفع دے گا اور میری بےعملی تمکو نقصان نہ پہونچائے گی کسی نے دریافت کیا کہ ہمارے دل سو گئے ہیں آپکی بات اثر نہیں کرتی ہم کیا کریں۔ فرمایا تمہارے دل مُردہ ہیں۔ سویا ہوا ہلانے سے جاگ جاتا ہے مگر مردہ بیدار نہیں ہوتا بعض لوگوں نے کہا کچھ شخص ہم کو ایسا ڈرا دیتے ہیں کہ ہمارے دل خون سے پارہ پارہ ہو جاتے ہیں فرمایا ٹھیک ہے آج ڈرانے والوں کی صحبت میں رہو اور کل خوف میں رہو کسی نے کہا کہ بعض لوگ آپکی بات کو یاد رکھتے ہیں تاکہ اوسپر اعتراض کریں اور عیب نکالیں۔ فرمایا میں نے اپنے آپکو دیکھا کہ فردوس اعلیٰ اور مجاورت حق تعالیٰ کی طمع کرتا ہوں۔ لوگوں سے سلامتی کی طمع

ہرگز نہیں کرتا کہ اونکا پیدا کرنے والا بھی ان کی زبان سے سلامت نہیں کسی نے کہا بعض کہتے ہیں کہ خلق کو اسوقت دعوت دو جب اپنے نفس کو پاک کرلو۔ فرمایا شیطان آرزو میں ہے کہ امر معروف و نہی منکر کا دروازہ بند ہوجائے۔ لوگوں نے پوچھا مومن حسد کرتا ہے۔ فرمایا برادران یوسف کو تم بھول گئے لیکن جب مومن سینہ سے نکالڈالیگا تو کچھ نقصان نرہےگا۔ **نقل** ہے کہ حسن کا ایک مرید تھا جو قرآن کی کوئی آیت سنتا تو اپنے آپکو زمین پردے مارتا۔ آپنے اس سے فرمایا یہ جو تو کرتا ہے اس کے نہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے جب تو تو آتش نیست ہے کہ اپنی عمر پر لگ گیا ہے اور اگر نہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تو ہمکو وس منزل میں پشت چھوڑ دیا پھر فرمایا۔ اَلصَّعْقَۃُ مِنَ الشَّیْطَانِ یعنی جو شخص آواز کرتا ہے وہ اسکا قاصد نہیں ہے بلکہ شیطان سے ہے۔ ایک روز آپ مجلس میں تھے کہ حجاج لشکر اور کھینچی ہوئی تلواروں کے ساتھ آیا۔ ایک بزرگ حاضر تھے کہا آج حسن کا امتحان کریں گے حجاج بیٹھ گیا مگر حسن نے اسکی طرف بالکل نہ دیکھا اس بزرگ نے کہا حسن حسن ہی ہیں جب مجلس ختم ہوئی تو حجاج حسن کے پاس گیا اور انکے ہاتھ کو چوم کر کہا اگر تم چاہتے ہو کسی مرد کو دیکھو تو حسن کو دیکھو کسی نے حجاج کو عرصات قیامت میں خواب میں دیکھکر پوچھا تو کیا چاہتا ہے کہا جو موحد چاہتے ہیں۔ اور حالت نزع میں اس نے یہ کہا تھا کہ خداوندا تو غفار اور اکرم الاکرمین ہے تو اس مشت خاک کو اپنی قدرت دکھاوے کہ میں غفار ہوں سب لوگ ایک دل ایک زبان ہیں کہ کل تو مجکو چھوڑ دیگا اور بخشش نہ کریگا۔ اونکے مقابلہ میں بخشدے اور انکو دکھادے کہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ میں ہوں (جو چاہتا ہوں کرتا ہوں) یہہ بات حسن سے بیان کی تو آپنے کہا یہ خبیث آخرت کو بھی طراری سے لینا چاہتا ہے +

نقل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کمر پر اونٹ کی مہار باندھے ہوئے بصرہ میں تشریف لائے اور تین روز رہے۔ حکم دیا کہ تمام منبروں کو توڑ ڈالا اور وعظوں کو منع کردیا حسن کی مجلس میں تشریف لیگئے تو حسن کچھ کہہ رہے تھے۔ پوچھا تم عالم ہو یا متعلم۔ کہا جو بات مجہکو

پیغمبر سے پہونچی ہے اسی درجہ پاتا ہوں علی مرتضیٰ نے انکو منع نہ کیا اور فرمایا یہ جوان شائستہ
سخن ہے پھر تشریف لے گئے حسن کو معلوم ہوا کہ حضرت علی ہیں تو منبر سے اتر کر ان کے
پیچھے روانہ ہوئے یہاں تک کہ آپکے پاس پہنچ گئے تو کہا خدا کے لئے مجھے طہارت کرنا
بتا دیجئے۔ ایک جگہ ہے جسکو باب الطشت کہتے ہیں وہاں طشت لایا گیا۔ آپنے حسن کو وضو
کرنا سکھا دیا اور تشریف لیگئے۔ ایکبار بصرہ میں خشک سالی تھی ہزاروں خلق استسقاء
(طلب بارش) کیلئے جمع ہوئی اور منبر بچھایا گیا اور حسن کو منبر پر بھیجا تاکہ دعا کرے حسن نے
کہا اگر تم چاہتے ہو کہ بارش ہو تو مجھے بصرہ سے باہر کر دو۔ آپکے اوپر خوف اسقدر غالب تھا کہ
لوگ بیان کرتے ہیں جب آپ بیٹھے ہوتے تو تم کہتے کہ شاید جلاد کے سامنے بیٹھے ہیں۔ ہرگز
کسی نے انکو ہنستے نہ دیکھا۔ آپ درد عظیم رکھتے تھے ایکبار ایک مرد کو روتے دیکھا تو پوچھا
کیوں روتے ہو۔ کہا میں محمد کعب قرظی کی مجلس میں تھا انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص
مومن ایسا ہوگا جو گناہوں کی شومی سے کتنے سال دوزخ میں رہے گا۔ آپنے فرمایا کاشکے
حسن ان لوگوں میں سے ہوتا کہ بعد ہزار سال کے اسے آگ میں سے نکالتے۔ نقل ہے کہ
ایک دن یہ حدیث پڑھی جاتی تھی کہ آخر من یخرج من النار رجل یقال له هناد یعنی
سب سے آخر جو شخص اس امت میں کا دوزخ سے نکلیگا وہ ہناد ہوگا آپنے فرمایا کاشکے وہ شخص حسن
ہوتا۔ نقل ہے کہ ایک شب کو حسن گھر میں رو رہے تھے۔ لوگوں نے کہا باوجود اس حالت کے
جو آپ رکھتے ہیں یہ نالہ کس وجہ سے ہے۔ فرمایا میں اس لئے روتا ہوں کہ بغیر میرے علم و قصد کے
کوئی کام ہو گیا ہو یا کوئی قدم خطا سے میں ایسی جگہ رکھوں جو درگاہ حق میں پسندیدہ نہ ہو
اور مجھ سے کہا جائے کہ جا ہماری درگاہ میں تیری کچھ قدر نہیں ہم تیری کوئی طاعت کو
ہم قبول نہ کریں گے۔ نقل ہے کہ آپ عبادت خانہ کے کوٹھے پر اسقدر روئے تھے کہ آنسو
پرنالہ سے گرنے لگے۔ ایک شخص اس راستہ نکل رہا تھا اسپر ٹپکے تو اوسنے کہا کہ نہ معلوم پانی پاک ہے
یا نہیں۔ حسن نے فرمایا کہ دھو لے چشم عاصی کا پانی ہے۔ ایکبار نماز جنازہ کے لئے گئے

جب مُردہ کو دفن کر دیا اور مٹی کے برابر کر دی تو حسن وہاں بیٹھکر اسقدر روئے کہ مٹی کا گارا ہو گیا پھر فرمایا اے لوگو اول آخر لحد ہے دُنیا کا آخر بھی گور ہے اور آخرت کی ابتدا بھی گور اَلْقَبْرُ مَنْزِلٌ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَۃِ (قبر آخرت کی ایک منزل ہے) اس عالم پر کیا ناز کرتے ہو جسکا اخیر یہ ہے اور اس عالم سے کیوں نہیں ڈرتے جسکا اول یہ ہے جب اول و آخر تمہارا یہ ہے تو اے اہل غفلت اول و آخرۃ کا کام کرو۔ اسوقت جو لوگ حاضر تھے اسقدر روئے کہ سب یک رنگ ہو گئے ٭ نقل ہے کہ ایک روز آپ چند لوگوں کے ہمراہ گورستان میں گئے تو فرمایا اس گورستان میں ایسے مرد ہیں جنکا سر ہمت ہشت بہشت میں نہیں سما سکتا لیکن انکی خاک میں اتنی حسرت ملی ہوئی ہے کہ اگر اس حسرت میں سے ایک ذرہ اہل آسمان کے سامنے پیش کریں تو سب غم سے گر پڑیں ٭ نقل ہے کہ بچپن میں کوئی معصیت اُن سے ہو گئی تھی تو جب نیا کپڑا سیتے اُس گریبان پر اس گناہ کو لکھ لیتے پھر اسقدر روتے کہ بیہوش ہو جاتے۔ ایکمرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے آپکو خط لکھا کہ مجھکو کوئی ایسی نصیحت کیجئے جسے میں یاد رکھوں اور اپنا امام بنا لوں حسنؒ نے لکھدیا کہ جب خدا تمہارے ساتھ ہی تو تمکو کس سے ڈر ہے اور اگر خدا تمہارے ساتھ نہیں تو کس سے تم امید رکھتے ہو۔ ایکبار اور عمر بن عبد العزیز کو آپنے خط لکھا کہ اسدن کو آیا سمجھو جب مرنا ہوگا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اُس روز کو آیا ہوا سمجھو جب کہ دنیا ہو گی نہ آخرت٭ ایکمرتبہ ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکو لکھا کہ مینے سنا ہے آپ حج کو جائیں گے میں چاہتا ہوں کہ آپکی صحبت میں رہوں انکو جواب لکھا کہ معاف کرو تاکہ ہم پردہ خدا میں زندگی کریں کیونکہ اکٹھے رہنے سے ایک کا عیب دوسرے پر ظاہر ہوتا ہے اور ایک دوسرے کو بُرا سمجھنے لگتا ہے ٭ نقل ہے کہ ایکبار سعید جبیر نصیحت کر رہے تھے کہ تین کام نہ کرو ایک بادشاہوں کے فرش پر قدم نہ رکھو۔ اگرچہ محض شفقت ہو۔ دوسرے کسی پردہ نشین کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھو اگرچہ وہ بالکل رابعہ ہو اور تم اسکو کتاب پڑھاؤ۔ تیسرے امرا

کہئے اپنے کان کو ہرگز عاریت نہ دو۔ اگرچہ تم مردوں (یعنی اہلِ کمال) کا درجہ رکھتے ہو کیونکہ وہ
آفت سے خالی نہیں اور آخر الامر اپنا زخم پاؤ گے۔ منقول ہے کہ کسی نے حسن سے پوچھا
عالم کی عقوبت کیا ہے۔ جواب دیا دل کا مرجانا۔ پوچھا دل کا مرجانا کیا ہے۔ جواب دیا
حبِ دنیا۔ عبداللہ کہتے ہیں ایک دن صبح کو میں اٹھا اور نماز جماعت کیلئے مسجد کو
حسن کے دروازے پر پہنچا تو دروازہ بند تھا اور حسن دعا کر [illegible]
تھے میں نے کہا شاید حسن کے پاس [illegible] تھوڑی دیر بیٹھا رہا یہاں تک کہ [illegible]
پرورش کی۔ دروازہ کھل گیا میں اندر گیا [illegible] نماز
پڑھ چکا تو میں نے اُن سے قصہ پوچھا کہ خدا کے لئے مجھ کو اس حال سے آگاہ کر دیجئے۔ فرمایا کہ
جنات ہر شب جمعہ کو یہاں آتی ہیں میں اُن سے علم کی باتیں کرتا ہوں اور دعا مانگتا ہوں
وہ آمین کہتی ہیں۔ نقل ہے کہ حسن دعا کرتے تو حبیب عجمی آمین [illegible]
دیکھ رہا ہوں۔ ایک بزرگ کہتے ہیں ہم حسن کے ساتھ حج کو گئے اور ہمیں پیاس لگی تو
ایک کنوئیں پر گئے مگر ڈول رسی نہ پائی۔ حسن نے کہا جب میں نماز پڑھوں تو تم پانی پی لینا۔ پس
نماز پڑھنے لگے تو ہم کنوئیں پر گئے پانی کنوئیں کے اوپر آ گیا اور ہم نے پی لیا۔ ایک نے کوزہ
بھرا تو پانی اندر چلا گیا۔ جب حسن نماز سے فارغ ہوئے تو کہا تم خدا کے عہد پر نہ رہے
اسلئے پانی اندر چلا گیا۔ پھر اس جگہ سے آگے بڑھے تو حسن نے راہ میں [illegible]
ہمکو دیا ہم نے کھا لیا اس کی گٹھلی بہت عمدہ تھی [illegible]
صدقہ کر دیا۔ ابو عمرو امام قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ ایک امرد خوبصورت قرآن پڑھنے کو آیا
ابو عمرو نے اوس پر بری نگاہ ڈالی تو الحمد کے الف سے والناس کے سین تک سب بھول گئے اور
آگ سی لگ گئی۔ بیقرار ہو کر حسن کے پاس گئے اور اپنا حال کہا۔ حسن نے فرمایا اب حج کا وقت ہے
جا کر حج ادا کرو۔ جب فارغ ہو جاؤ تو مسجد خیف میں جانا۔ وہاں ایک بڈھا محراب میں بیٹھا ہوگا
اُنکا وقت خراب نہ کرنا صبر کرنا یہاں تک کہ وہ خالی ہو جائیں تو ان سے کہنا کہ دعا کریں

ابوعمرو نے ایسا ہی کیا اور مسجد کے گوشہ میں بیٹھ گئے۔ ایک بہت بزرگ کو دیکھا کہ اس کے گرد لوگ بیٹھے ہیں جب کچھ دیر ہو گئی تو ایک مرد سپید و پاکیزہ کپڑے پہنے ہوئے آئے۔ لوگ اُنکے سامنے گئے اور سلام کر کے آپس میں باتیں کرنے لگے جب نماز کا وقت ہو گیا تو وہ مرد چلے گئے اور لوگ بھی انکے ہمراہ چلے گئے وہ بزرگ خالی رہ گئے۔ ابوعمرو کہتے ہیں میں آگے جا کر سلام کیا اور کہا اللہ میری فریاد سن لیجیے۔ اور حال بیان کر دیا غمناک ہوئے اور آنکھ اٹھا کر آسمان کو دیکھا ابھی اُنکا سر نیچا نہ ہوا تھا کہ تمام قرآن مجھ پر کشادہ ہو گیا۔ میں خوشی سے اُنکے پیروں پر گر پڑا۔ انہوں نے کہا تمکو یہ نشان کس نے بتلایا میں نے کہا حسن بصری نے۔ کہا حسن نے ہمکو رسوا کیا ہم بھی انکو رسوا کریں گے انہوں نے ہمارا پردہ کھولدیا ہم بھی اُنکا پردہ کھولدیں گے پھر کہا تمنے اُن بزرگ کو دیکھا جو نماز ظہر کے بعد سے تھے سفید پوش آئے اور سب اٹھ کر چلے گئے اور ہم سب نے انکی تعظیم کی میں نے کہا دیکھا کہا وہ حسن تھے ہمیشہ ظہر کی نماز یہاں پڑھ کر یہاں آتے ہیں اور ہم سے باتیں کرتے دوسری نماز بصرہ میں ادا کرتے ہیں۔ اور کہا جو شخص حسن جیسا امام رکھتا ہے وہ ہم سے دعا کیوں چاہتا ہے۔ **نقل ہے** کہ حسن کے زمانہ میں ایک شخص کے گھوڑے میں کچھ عیب ہو گیا وہ بہت پریشان ہوا اور اپنا حال حسن سے کہا آپنے اس گھوڑے کو چارسو درم میں اُس سے خرید لیا۔ رات کو اس شخص نے بہشت میں ایک چراگاہ خواب میں دیکھی جہاں وہ گھوڑا موجود ہے اور اسکے ہمراہ چار سو بچے ہیں جو سب سفید ہیں۔ پوچھا یہ گھوڑا کس کا ہے جواب ملا تیرے نام کا تھا اب حسن کے نام کر دیا گیا جب بیدار ہوا تو حسن کے پاس جا کر کہا اے امام بیع فسخ کر دیجیے کہ میں پشیمان ہوا حسن نے کہا جا جو خواب تو نے دیکھا ہے وہی تجھ سے پہلے مینے دیکھا ہے۔ وہ شخص غمگین ہو کر چلا گیا۔ دوسری شب حسن نے محل اور منظر خواب میں دیکھے پوچھا یہ کس کی ملک ہیں جواب ملا اُسکی جو بیع کو فسخ کرے حسن نے صبح کو اُسے بلا کر بیع کو فسخ کر دیا۔ **نقل ہے** کہ حسن کا ایک پڑوسی آتش پرست تھا جسکا نام شمعون تھا وہ بیمار ہو گیا اور اُسکی حالت تنگ ہو گئی تو کسی نے حسن سے آکر کہا کہ

پڑوسی کی خبر لیجئے۔ آپ اوس کے بالین پر گئے تو دیکھا کہ آگ کے دھوئیں سے سیاہ ہو رہا ہے
فرمایا خدا سے ڈر تمام عمر تو نے آگ اور دھوئیں میں بسر کی اسلام لے آ تاکہ وہ تجھ پر رحمت کرے
شمعون نے کہا مجھکو اسلام سے تین چیزیں باز رکھتی ہیں۔ ایک یہ کہ تم دنیا کی برائی کرتے ہو
اور شب و روز دنیا طلب کرتے ہو۔ دوسرے یہ کہ موت کو حق کہتے ہو اور اسکا سامان کچھ نہیں
کرتے تیسرے یہ کہتے ہو کہ حق تعالیٰ کا دیدار ہوگا اور یہاں ایسا کام کرتے ہو جو اسکی رضا کے
خلاف ہے۔ آپ نے کہا یہ آشنا لوگوں کا نشان ہے پس اگر مومن ایسا کرتے ہیں تو تو کیا
کہتا ہے۔ وہ تو اسکی یگانگی کے مقر ہیں اور تو نے عمر آتش پرستی میں صرف کی ہے۔ اور تو کہ ستر
سال تک آتش کی پرستش کر چکا ہے اور میں نے کہ اسکی پرستش نہیں کی دونوں کو وہ جلا دیگی اور
تیرا خیال نہ کریگی لیکن میرا خدا چاہے تو آگ کی مجال نہیں کہ میرا ایک بال بھی جلا سکے۔ آ ہم
دونوں آگ میں ہاتھ ڈالدیں تاکہ تو آگ کا ضعف اور خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھ لے۔ یہ
کہا اور ہاتھ آگ میں رکھدیا بہت دیر تک رکھے رہے مگر ایک ذرہ برابر متغیر نہ ہوئے اور قدرت خدا
سے کچھ تکلیف نہ ہوئی شمعون نے جب یہ دیکھا تو اسکی حالت بدل گئی اور رونا شروع
کیا اور حسن سے کہا ستر سال ہمیشہ آتش پرستی کی ہے۔ اب چند سانسیں رہ گئی ہیں کیا تدبیر
کر سکتا ہوں۔ حسن نے کہا تدبیر آسان ہے کہ تو مسلمان ہو جا۔ شمعون نے کہا اگر آپ خط لکھدیں
کہ حق تعالیٰ مجھپر عذاب نہ کریگا تو میں ایمان لے آؤں۔ آپ نے خط لکھدیا۔ شمعون نے کہا بصرہ
کے معتبر شخصوں سے آپ گواہی کرا دیجئے۔ جب گواہی ہوگئی تو آپ نے خط اسکو دیدیا۔ شمعون
نہایت گریہ کرکے رویا اور اسلام لے آیا۔ حسن کو وصیت کی کہ میں مر جاؤں تو آپ اپنے
ہاتھ سے قبر میں دفنانا اور یہ خط میرے ہاتھ میں رکھدیں کہ کل میری حجت یہی ہوگی۔ پھر کلمہ
پڑھ کر مر گیا حسن نے اس کی وصیت پوری کی اور اسے دفن کر دیا۔ بہت سے لوگوں نے اسکی
نماز پڑھی حسن اس رات کو اندیشہ سے نہ سوئے تمام رات نماز میں رہے آپ ہی آپ کہتے
تھے یہ میں نے کیا کیا میں خود غرق ہوں دوسرے ڈوبتے کا ہاتھ کیسے پکڑوں مجھکو اپنے ملک پر

کچھ قیمت نہیں۔ خدا کے بلک پر پینے کیسی مہر کر دی۔ اسی اندیشہ میں سو گئے تو شمعون
کو دیکھا کہ شمع کی طرح تاج سر پر اور حلہ بدن میں پہنے ہوئے ہنستا ہوا مرغزار بہشت میں
پھر رہا ہے۔ پوچھا شمعون تو کیسا ہے۔ کہا کیا پوچھتے ہو جیسا آپ دیکھ رہے ہیں۔ اللہ نے
نے مجکو اپنے جنت میں اتارا اور اپنے فضل سے دیدار دکھایا اور جو لطف میرے حق میں
فرمایا وہ بیان و عبارت میں نہیں آسکتا۔ یہ خط لیجئے کہ اسکی حاجت نہیں۔ جب حسن خواب
سے بیدار ہوئے تو وہ خط ہاتھ میں دیکھا۔ غرض کیا خداوند معلوم ہے کہ تیرا کام سبب سے
نہیں ہے محض فضل سے ہے۔ تیری در پر کون نقصان کر سکتا ہے کہ ستر سال کے گبر کو ایک
کلمہ میں تو اپنا قرب دیدیتا ہے تو ستر سال کے مومن کو کب محروم چھوڑیگا۔ **نقل** ہے حسن
اسقدر تواضع رکھتے تھے کہ جسکو دیکھتے اسے اپنے آپ سے بہتر جانتے۔ ایک روز دجلہ کے
کنارے جا رہے تھے کہ ایک حبشی ایک عورت کے ساتھ بیٹھا دیکھا جسکے سامنے مشک
رکھی تھی اور اسمیں سے پی رہا تھا۔ حسن کے دل میں آیا کہ کیا یہ شخص مجھ سے بہتر ہے پھر
کہا کہ یہ مجھ سے بہتر نہیں کہ عورت کے ساتھ مشک رکھ کر پی رہا ہے۔ اسی اندیشہ میں تھے
کہ ایک گرانبار کشتی آئی اور چکر کھا کر غرق ہو گئی۔ سات شخص اسمیں تھے وہ حبشی پانی میں گیا
اور چھ شخصوں کو باہر نکال لایا پھر حسن کیطرف منہ کر کے کہا اگر تم مجھ سے بہتر ہو تو آؤ
میں نے چھ شخصوں کو نکال لیا تم ایک ہی کو نکال لو۔ اے امام المسلمین وہ میری ماں ہے اور
اس مشک میں پانی ہے جو میں پی رہا تھا میں تمہارا امتحان کرنا چاہتا تھا کہ تم نابینا ہو یا
بینا۔ مگر معلوم ہوا کہ نابینا۔ حسن اس کے پاؤں پر گر پڑے اور عذر چاہا اور سمجھے کہ یہ اللہ کا
مقرر کیا ہوا ہے اور کہا اے شخص جس طرح تو نے ان لوگوں کو دریا سے نجات دی مجھے
بھی دریائے پندار سے نجات دے۔ کہا تم خوش و خرم رہو۔ اسکے بعد ایسی حالت ہو گئی کہ
ہرگز کسی سے اپنے آپکو بہتر نہ تصور کرتے۔ ایک دن ایک کتے کو دیکھکر کہا الٰہی مجکو اس
کتے کے ساتھ اٹھانا۔ کسی نے پوچھا آپ بہتر ہیں یا کتا۔ جواب دیا اگر عذاب سے چھوٹ

جاؤں جب تو میں بہتر ہوں ورنہ قسم عزت خدا کی وہ مجھ جیسے سو سے بہتر ہے۔ نقل ہے کہ حسن کو خبر پہونچائی گئی کہ فلان شخص نے آپکی غیبت کی ہے۔ آپنے ایک طباق تر چھوارے اُس کے پاس تحفہ بھیجے بطور عذر کے اور کہا مجھے خبر پہونچی ہے کہ تونے اپنی نیکیاں مجھے دے ڈالی ہیں۔ تو مینے چاہا کہ تجھے اسکا عوض دوں معاف کرنا کہ مین پورا عوض نہیں دے سکتا۔ نقل ہے کہ حسنؓ نے فرمایا مجھے چار شخصوں کی باتوں سے تعجب ہے ایک لڑکے اور ایک مست اور ایک مخنث اور ایک عورت کی۔ پوچھا کیوں۔ کہا ایکدن ایک مخنث کا کپڑا مینے کھینچا تو اسنے کہا حضرت ہمارا حال ابھی ظاہر نہیں ہوا ہے آپ مجھ سے کپڑا علیحدہ نہ کریں کہ دوسرے موقعہ پر خدا جانے کیا حال ہوگا۔ اور ایک مست کو مینے دیکھا کہ وہ کیچڑ میں اُفتاں خیزاں جارہا تھا مینے کہا قدم ثابت رکھ کہیں تو گر نہ پڑے۔ اُسنے کہا تم قدم ثابت رکھو۔ اس دعوی کے ہوتے ہوئے۔ اگر میں گر پڑونگا تو مست ہوں مٹی میں لتھڑا ہوا اٹھ کر دھوڈالونگا اور یہ سہل بات ہے مگر تم اپنے گرنے سے ڈرو اس بات نے بھی میرے دل میں اثر کیا۔ اور ایک لڑکا چراغ لئے جارہا تھا مینے پوچھا یہ روشنی تو کہاں سے لایا ہے۔ اسنے فوراً چراغ کو پھونک دیا اور کہا تم بتاؤ کہ وہ کہاں گئے تو میں بتاؤں کہ کہاں سے لایا ہوں۔ اور ایک عورت کو مینے دیکھا جسکا سر اور منہ برہنہ تھا اور دونوں ہاتھ بھی ننگے تھے غصے میں بھری ہوئی تھی اور نہایت خوبصورت تھی شوہر کی شکایت مجھ سے کر رہی تھی مینے کہا منہ ہاتھ ڈھانک لے تو اوس نے جوابدیا میں ایک شخص کی دوستی میں ایسی ہوگئی ہوں کہ میری عقل زایل ہوگئی ہے۔ اگر تم مجکو خبر نہ کرتے تو اسی طرح اُسکے عشق میں بازار جانا چاہتی تھی۔ تم دوستی خالق میں اس دعوی کے باوجود اگر میری منہ کا کھلا ہونا نہ دیکھتے تو کیا ہوتا۔ نقل ہے کہ جب وہ منبر سے نیچے اترتے تو چند لوگونکو پکڑ کر کہتے آؤ تاکہ نور پھیلائیں ایک دن کوئی دوسرا شخص جوان لوگوں میں سے نہ تھا اُنکے ساتھ آنے لگا تو حسنؓ نے کہا تو لوٹ جا۔ ایک روز اپنے یاروں سے کہا تم اصحاب رسول کی مانند ہو وہ خوش ہوگئے۔ فرمایا

منہ اور داڑھی میں ہی مشابہ ہو۔ اور کسی بات میں نہیں۔ اگر انپر تمہاری آنکھ پڑ جاتی تو
سب تمہیں دیوانہ معلوم ہوتے اور اگر اونکو تمہاری اطلاع ہو جاتی تو تم میں سے کسی کو مسلمان نہ کہتے
کہ وہ راہوار گھوڑوں پر مرغ و ہوا کی طرح آگے نکل گئے ہیں اور ہم زخمی گدھوں پر رہ گئے ہیں۔
نقل ہے ایک اعرابی نے آکر آپ سے صبر کے متعلق سوال کیا تو آپنے فرمایا صبر دو طرح کا ہے۔ ایک
بلا و مصیبت پر دوسری اُن چیزوں پر جن سے ہمکو خدا نے منع کیا ہے اور جیسا صبر کا حق تھا
اُسے بیان کر دیا اعرابی نے کہا میں نے ہرگز آپ سے زیادہ کوئی زاہد نہ دیکھا اور آپ سے زائد کوئی صابر
نہ سنا۔ فرمایا اے اعرابی میرا زہد سب رغبت کی وجہ سے اور صبر جزع کے سبب سے ہے۔ اعرابی نے کہا
اس بات کا مطلب بتا دیجئے کہ میرا اعتقاد مذبذب ہو گیا۔ فرمایا بلاؤں پر میرا صبر کرنا آتش دوزخ
سے خوف ظاہر کرتا ہے اور یہ عین جزع ہے۔ اور دنیا میں میرا زہد آخرت کی رغبت ہے، اور یہ عین
نصیب طلبی ہے۔ پھر فرمایا صبر اسکا قوی ہے جو اپنے جزا کو درمیان سے اٹھا دے تاکہ اسکا صبر
اللہ کے لئے نہ ہو نہ سلامتی بدن کے لئے اور اسکا زہد حق تعالیٰ کے واسطے نہ بہشت میں
پہونچنے کے واسطے۔ یہ علامت اخلاص کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں آدمی کو علم نافع اور عمل کامل اور
اخلاص و قناعت و صبر چاہئے جب سب باتیں ہونگی تو نہ معلوم اسے کیا جزا ملے گی۔ اور
فرماتے ہیں بکری آدمی سے زیادہ آگاہ ہے اسلئے کہ چرواہے کی آواز اسکو چرنے سے باز
رکھتی ہے اور آدمی کو خدا کا فرمان اپنی مراد سے باز نہیں رکھتا۔ اور فرمایا بُروں کی صحبت آدمی کو
نیکوں سے بدگمان کر دیتی ہے۔ اور فرمایا اگر کوئی شخص مجھے شراب پینے کو بلائے تو میں اس بات
سے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ طلب دنیا کے لئے بلائے۔ اور فرمایا معرفت یہی کہ آپ میں خصومت و
دشمنی کا ذرہ نہ دیکھے۔ اور فرمایا بہشت جاودان اس چند روزہ عمل سے نہیں ملتا۔ بلکہ نیک نیتی
سے ملتا ہے۔ اور فرماتے ہیں اوّل اہل بہشت بہشت کو دیکھکر سات سو سال تک بیہوش رہینگے
اس وجہ سے کہ حق تعالیٰ اُنپر تجلی فرمائے گا۔ اگر اُسکے جلال کو دیکھیں گے تو مست ہیبت ہو جائینگے
اور اگر جمال پر نگاہ کریں گے تو غرق وحدت ہو جائیں گے۔ اور فرماتے ہیں فکر ایک آئینہ ہے

جو تجھپر تیری نیکیاں اور بدیاں ظاہر کر دیتا ہے۔ اور فرماتے ہیں جسکی بات بہتر حکمت سے نہیں وہ عین آفت ہے اور جسکی خاموشی بہتر فکر سے نہیں وہ محض شہوت وغفلت ہے اور جو نظر بطور عبرت ہے نہیں وہ بالکل لہو و ذلت ہے۔ اور فرماتے ہیں توریت میں ہے جس شخص نے قناعت کی وہ خلق سے بے نیاز ہو گیا۔ اور جب خلق سے عزلت کر لی تو سلامتی پا گیا۔ اور جب شہوت دور کر دی تو آزاد ہو گیا اور جب حسد سے ہاتھ اٹھا لیا تو مروت ظاہر ہو گئی اور جب چند روز صبر کر لیا تو نفع جاوید پا لیا۔ اور فرمایا اہل عقل ہمیشہ خاموش رہتے ہیں یہاں تک کہ جب انکے دل نطق میں آتے ہیں تو وہ زبان پر سرایت کرتا ہے۔ اور فرمایا ورع میں تین مقام ہیں ایک یہ کہ بندہ خواہ غصہ میں ہوں یا راضی حق بات ہی کہے۔ دوسرے اپنے اعضا کو ان باتوں سے علیحدہ رکھے جنہیں خدا کی ناراضی ہو۔ تیسرے اس چیز کا قصد کرے جس سے خدا راضی ہے اور فرمایا ذرہ برابر ورع ہزار سال کے نماز روزہ سے بہتر ہے۔ اور فرمایا سب اعمال سے افضل فکر و ورع ہے۔ اور فرمایا اگر مجکو معلوم ہو جائے کہ مجھ میں نفاق نہیں ہے تو جو کچھ روئے زمین پر ہے اس سب سے زیادہ میں اپنے آپکو دوست رکھوں۔ اور فرمایا ظاہر و باطن کا اختلاف نفاق میں سے ہے۔ اور فرماتے ہیں نہ کوئی مومن گزشتہ لوگوں میں ایسا ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا جو اپنے منافق ہونے سے نہ ڈرتا ہو۔ اور فرماتے ہیں جو شخص کہے قسم خدا کی میں مومن ہوں وہ یقینی مومن ہے۔ اور فرماتے ہیں مومن وہ ہے جو آہستہ ہو اور رات میں ایندھن بٹورنے والے کی طرح نہ ہو یعنی اسکی طرح نہ ہو کہ جو کچھ چاہے کر بیٹھے اور جو زبان میں آئی کہدی۔ اور فرماتے ہیں تین شخصوں کی غیبت نہیں ہے۔ صاحب ہوا۔ فاسق۔ اور امام ظالم کی۔ اور فرماتے ہیں غیبت کا کفارہ گو استغفار کافی ہے اگر اس شخص سے معافی مانگ لو۔ اور فرماتے ہیں مسکین آدمی ایسی سرائے پر راضی ہو گیا جسکے حلال کا حساب اور حرام پر عذاب ہے۔ اور فرماتے ہیں کسی حالت میں آدمی تین حسرتوں کے بغیر دنیا سے مفارقت نہیں کرتا۔ ایک یہ کہ جمع کرنے سے سیر نہ ہوا اور دوسرے جو امید تھی وہ نہ پائی۔ تیسرے اس رستہ کے لئے توشہ تیار نہ کیا

جو اسکو درپیش ہے کسی نے کہا فلاں شخص دم توڑ رہا ہے۔ فرمایا ایسا مت کہہ کیونکہ وہ ستر سال سے دم توڑ رہا ہے اب دم توڑنے سے چھوٹ جائے گا۔ اور فرمایا سبکبار نجات پاگئے اور گرانبار ہلاک ہوگئے۔ اور فرمایا خدا ان لوگوں کو بخشے جن کے پاس دنیا امانت تھی۔ اس امانت کو واپس کرکے وہ سبکبار گئے۔ اور فرمایا میرے نزدیک عقلمند وہ شخص ہے جو دنیا کو خراب کرکے آخرت تیار کرے اور آخرت کو خراب کرکے دنیا تیار نکرے۔ اور فرمایا جس شخص نے خدا کو پہچانا وہ اُسے دوست رکھتا ہے اور جس نے دنیا کو پہچانا وہ اسے دشمن رکھتا ہے۔ اور فرمایا کوئی جانور دنیا میں تیرے نفس سے زیادہ سخت لگام کے قابل نہیں ہے۔ اور فرمایا اگر تو دیکھنا چاہتا ہے کہ دنیا تیرے بعد کیسی ہوگی تو دیکھ لے کہ دوسروں کے مرنے کے بعد کیسی ہے۔ اور فرماتے ہیں قسم خدا کی لوگوں نے بتوں کی پرستش دنیا کی دوستی کے سبب سے ہی کی۔ اور فرماتے ہیں جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اس کتاب کی قدر جانتے تھے جو انکے پاس خدا کی طرف سے پہونچی تھی رات کو غور کرتے اور دن میں اس پر عمل کرتے۔ اور تمنے اسکو اچھی طرح پڑھ لیا مگر عمل چھوڑ دیا اُسکے اعراب و حروف درست کرلئے اور پھر دنیا کی کتاب پڑھتے ہو اور فرماتے ہیں قسم خدا کی کوئی شخص زر و سیم کو عزیز نہیں رکھتا جسے حق تعالے خوار نہ کرے۔ اور فرماتے ہیں جو احمق لوگوں کو اپنے پیچھے چلتے ہوئے دیکھتا ہے اسکا دل ٹھیک نہیں رہتا اور فرماتے ہیں کہ جو حکم کسی کو دو اوّل خود اُسپر عمل کرو۔ اور فرماتے ہیں جو شخص لوگوں کی باتیں تیرے سامنے لاتا ہے وہ تیری باتیں بھی دوسروں کے پاس لیجائے گا۔ اور فرماتے ہیں ہمارے نزدیک بھائی زیادہ عزیز ہیں اہل و اولاد سے کہ وہ یار دین ہیں اور اہل و اولاد یار دنیا و دشمنِ دین ہیں۔ اور فرماتے ہیں بندہ اپنے اور ماں باپ کے لئے جو خرچ کرتا ہے اس کا حساب ہوگا مگر جو کھانا مہمان اور دوستوں کے سامنے رکھتا ہے اسکا حساب نہیں۔ اور فرماتے ہیں جس نماز میں دل حاضر نہ ہو وہ عقوبت سے بہت نزدیک ہے۔ لوگوں نے پوچھا خشوع کیا ہے۔ جواب دیا ایک خوف ہے جو دل میں کھڑا ہوجاتا ہے۔ لوگوں نے کہا ایک

شخص بیس سال سے نماز جماعت میں نہیں آیا اور کسی سے نہیں ملا جن لوگوں نے اس سے
کہا تم کیوں نماز کو نہیں آتے اور نہیں ملتے۔ کہا مجھے معاف رکھو کیونکہ میں مشغول ہوں پوچھا
کس بات میں مشغول ہو۔ جواب دیا میری کوئی سانس ایسی نہیں جو اسکی نعمت مجھ تک نہ پہنچتی
ہو اور مجھ سے معصیت نہ ہوتی ہو اس نعمت کے شکر اور اس معصیت کے عذر میں مشغول
ہوں جسن نے کہا کہ ایسے ہی رہو تم مجھ سے بہتر ہو۔ لوگوں نے دریافت کیا کبھی آپکو خوشی
حاصل ہوئی۔ کہا میں ایکدن کوٹھے پر تھا۔ پڑوس کی عورت شوہر سے کہہ رہی تھی کہ قریب
پچاس سال سے میں تیرے گھر میں ہوں کوئی چیز ہوئی یا نہ ہوئی میں نے صبر کیا گرمی اور جاڑے
میں تجھ پر زیادتی طلب نہ کی اور تیرے نام و ننگ کی حفاظت کی اور تیرا گلہ کسی سے نہ کیا
مگر میں دوسرے نکاح کی اجازت نہ دونگی کیونکہ تو میرے سر پر دوسری کو اختیار کرتا ہے۔ حالانکہ
سب مخلوق غیر میں اسلئے اٹھا میں کہ میں تجھکو دیکھوں اور تو مجھکو نہ یہ کہ تو دوسری کو دیکھے آج
تو دوسری کی طرف التفات کرتا ہے تو میں امام المسلمین سے شکایت کرونگی جسن فرماتے
ہیں مجھے خوشی ہوئی اور آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اسکی نظیر میں نے قرآن میں تلاش کی تو یہ آیت
پائی۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنے بندے
سب گناہ معاف کر دینگے مگر تو گوشہ خاطر سے دوسرے کی طرف میل کریگا تو ہرگز نہ بخشوں گا
نقل ہے کہ کسی نے آپ سے پوچھا آپ کیسے ہیں۔ فرمایا اُن لوگوں کا حال کیا ہوگا جو دریا
میں ہوں اور کشتی ٹوٹ جائے تو ہر شخص ایک تختہ پر رہ جائے۔ کہا سخت ہوگا فرمایا میرا
حال بھی ایسا ہی ہے نقل ہے عید کے دن کچھ لوگوں پر آپکا گذر ہوا جو ہنستے اور کھیلتے تھے
فرمایا ان شخصوں پر مجھے تعجب آتا ہے جو ہنستے ہیں اور انکو اپنے حقیقت حال سے خبر نہ ہو
نقل ہے آپنے ایک شخص کو گورستان میں روٹی کھاتے دیکھا تو فرمایا یہ منافق ہے۔ پوچھا
گیا کیوں۔ فرمایا جس شخص کو ان مردوں کے سامنے خواہش پیدا ہو وہ مرگ آخرت پر
ایمان نہیں رکھتا اور یہی منافقوں کا نشان ہے نقل ہے آپ مناجات میں کہتے تھے

الٰہی تو نے مجکو نعمت دی مینے شکر نہ کیا تو نے بلا ڈالی مینے صبر نہ کیا مگر اس وجہ سے کہ مینے شکر نہ کیا تو نے مجھ سے نعمت واپس نہ کی اور اس سبب سے کہ مینے صبر نہ کیا تو نے بلا کو ہمیشہ نہ رکھا تو الٰہی تجھ سے سوا اکرم کے اور کیا ہوگا۔ جب آپکی وفات نزدیک آئی تو آپ ہنسے اور کسی نے آپکو کبھی ہنستے نہ دیکھا تھا اور کہتے تھے کونسا گناہ کونسا گناہ اور انتقال فرما گئے۔ ایک بزرگ نے آپکو خواب میں دیکھکر پوچھا حال حیات میں آپ ہرگز نہ ہنسے مگر نزع میں ہنسے یہ کیا بات تھی۔ جواب دیا مینے ایک آواز سنی کہ اے ملک الموت سختی کر ابھی اسکا ایک گناہ رہ گیا ہے۔ مجھے اس خوشی سے ہنسی آ گئی مینے کہا کونسا گناہ اور جان دیدی۔ ایک بزرگ نے اسی رات کو جسمیں آپکی وفات ہوئی تھی خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور منادی آواز دے رہے تھے کہ حسن بصری خدا کے پاس پہونچگئے اور خدا ان سے خوشنود ہوا ۔

چوتھا باب ذکر مالک بن دینار رحمۃ اللہ

وہ سراپا ہدایت متوکل ولایت پیشوائے رستین مقتدائے راہ دین سلطان طیار مالک دینار حسن بصری کے رفیق تھے اور اس طایفہ کے بزرگوں میں سے۔ انکی پیدایش والد کے غلام ہونیکی حالت میں ہوئی تھی اگرچہ بندہ زادے تھے مگر دونوں جہان سے آزاد تھے انکی کرامات مشہور اور ریاضات مذکور ہیں۔ دینار انکے والد کا نام تھا بعضی کہتے ہیں مالک کشتی میں تھے جب بیچ دریا میں پہونچے تو کشتی کی مزدوری طلب ہوئی آپنے فرمایا میرے پاس نہیں ہے۔ اسقدر مارا کہ آپ بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں ہوئے تو پھر اجرت طلب کی اور مارکر کہا ہم تمہارے پیر پکڑ کر دریا میں ڈالدیں گے۔ دریا کی مچھلیاں منہ میں ایک ایک دینار لئے ہوئے نکلیں تو مالک نے ہاتھ بڑھا کر ایک مچھلی سے دینار لے لیا اور انکو دیدیا۔ جب انہوں نے ایسا دیکھا تو آپکے پیروں پر گر پڑے۔ آپ کشتی سے اتر کر

پانی پر چلنے لگے اور غائب ہوگئے اسی سبب سے آپکا نام مالک بن دینار ہو گیا۔ انکی توبہ کا سبب یہ تھا کہ نہایت خوبصورت اور مالدار تھے۔ دمشق میں مقیم تھے۔ جامع دمشق میں جس کو حضرت معاویہ نے بنایا تھا اور اس کے متعلق بہت وقف کر دیا تھا معتکف تھے اس طمع سے کہ اسکی تولیت مجھے ملجائے ایک سال تک عبادت کرتے رہے جو شخص انکو دیکھتا نماز میں ہی دیکھتا اپنے آپ سے کہتے اَنْتَ مُنَافِقٌ (تو منافق ہے) ایک سال کے بعد ملکیات کو تماشہ کیلئے باہر گئے تو آواز سنی کہ یَا مَالِکُ مَالَکَ اَنْ لَا تَتُوْبَ یعنی اے مالک تو کیوں نہیں توبہ کرتا جب یہ سنا تو متحیر ہوکر مسجد میں آگئے اور اپنے آپ سے کہنے لگے کہ ایک سال سے میں ریاو نفاق سے عبادت کرتا ہوں مگر یہ اخلاص کے ساتھ عبادت سے بہتر نہیں اور مجھے شرم آتی ہے۔ اس شب کو صاف دل سے عبادت کی۔ دوسرے روز آدمی مسجد میں آئے تو کہا اس مسجد میں ہم بہت خرابیاں پاتے ہیں۔ ایک متولی ہونا چاہیئے جو انتظام کرے اور سب نے مالک پر اتفاق کیا۔ کوئی شخص ان سے زیادہ لایق نہیں انکے پاس گئے تو وہ نماز میں تھے۔ صبر کیا یہاں تک کہ فارغ ہوگئے تو کہا ہم سفارش کے لئے آئے ہیں کہ آپ تولیت قبول کرلیں۔ مالک نے کہا الٰہی ایک سال تک ریا سے میں نے عبادت کی تو کسی نے میری طرف توجہ نہ کی۔ اب کہ میں نے تجھکو دل دیدیا اور یقین درست کر لیا تو نے اتنے شخصوں کو بھیجا کہ یہ کام میری گردن میں باندھ دیں۔ قسم ہے تیری عزت کی کہ اب مسجد سے میں باہر نکلنا نہیں چاہتا یہ کہکر اپنے کام میں مشغول ہوگئے۔ ریاضت و مجاہدہ کرنے لگے۔ کہتے ہیں بصرہ میں ایک امیر شخص تھا وہ مرگیا تو بہت سامال اور ایک لڑکی نہایت صاحب جمال چھوڑی۔ لڑکی نے ثابت بنانی سے آکر کہا کہ میں مالک دینار کی زوجہ بننا چاہتی ہوں تاکہ مجھکو کار عبادت میں مدد دیں۔ ثابت نے مالک سے کہا تو انہوں نے جوابدیا میں نے دنیا کو تین طلاقیں دیدیں اور عورت بھی دنیا میں سے ہے تین طلاق دالی سے نکاح ہو نہیں سکتا۔ نقل ہے مالک ایک دیوار کے سایہ میں سو رہے تھے اور ایک سانپ نرگس کی شاخ منہ میں لئے ہوئے

[illegible] پنکھا جھل رہا تھا۔ نقل ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ عرصہ سے میں جہاد کی آرزو میں تھا
جب جانیکا اتفاق ہوا تو جنگ کے روز مجھے تپ آگئی جس سے میں نہ جا سکا۔ اس غم
میں سو گیا کہ اپنے آپ سے کہتا تھا اگر تیری خدا تعالیٰ کے یہاں منزلت ہوتی تو یہ تپ آتی۔
ہاتف نے آواز دی کہ اگر تو اس دن لڑتا تو قید ہو جاتا اور تجکو سور کا گوشت دیتے اور
کافر کر دیتے یہ تپ تیری لئے تحفۂ عظیم ہے۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو خدا کا شکر ادا کیا
نقل ہے مالک کا ایک دہریہ سے مناظرہ ہوا اور بہت دیر ہو گئی ہر ایک کہتا تھا میں حق پر
ہوں آخر اس پر اتفاق ہوا کہ دونوں اپنے ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالدیں جو جلجائے وہ
باطل پر ہے چنانچہ ایسا کیا مگر دونوں نہ جلے۔ لوگوں نے کہا شاید دونوں حق پر ہیں۔ مالک
دل تنگ گھر کو گئے اور خاک پر منہ رکھکر مناجات کی کہ میں ستر سال تک ایمان میں قدم رکھا
تو ایک دہریہ کے برابر ہوا۔ ہاتف نے آواز دی کہ تم نہیں جانتے تمہارے ہاتھ نے دہریے کے
ہاتھ کی حمایت کی۔ اگر وہ تنہا اپنا ہاتھ آگ میں رکھتا تو سزا پاتا۔ نقل ہے مالک فرماتے ہیں
ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہو گیا اسقدر کہ اپنے آپ سے دل اٹھا لیا۔ جب بقدر اچھا ہو گیا تو کسی
چیز کی حاجت پڑی۔ ہزار حیلہ سے بازار گیا۔ ناگاہ امیر شہر آیا۔ نقیب آواز دیتے تھے کہ ہٹ جاؤ
اور مجھ میں قوت نہ تھی آہستہ چل رہا تھا۔ اونمیں سے ایک نے میرے کوڑا مار دیا۔ میں نے کہا اللہ
تیرا ہاتھ توڑے۔ دوسرے دن اسکو میں نے دیکھا کہ ہاتھ کٹا ہوا چوراہے پر پڑا ہے۔ نقل ہے
مالک کے پڑوس میں ایک جوان نہایت مفسد تھا آپ اس سے ہمیشہ رنجیدہ رہتے تھے مگر
صبر کرتے تھے یہاں تک کہ کچھ لوگ آپکے پاس اس کی شکایت لائے آپ اٹھکر اس کے
پاس گئے مگر وہ بہت سخت تھا مالک سے کہا میں بادشاہ کا آدمی ہوں کس کی مجال ہے کہ
مجھے اس سے باز رکھے۔ مالک نے فرمایا ہم بادشاہ سے کہیں گے۔ جوان نے کہا سلطان میری
خاطر نہ چھوڑیگا اور جو کچھ میں کہونگا یا کرونگا اسپر راضی رہے گا۔ مالک نے فرمایا اگر سلطان
سے نہیں کہہ سکتے تو رحمٰن سے کہیں گے۔ جوان نے کہا وہ اس سے بہت زیادہ کریم ہے

نہیں پکڑے۔ مالک عاجز ہو کر چلے آئے۔ تھوڑے دن گذرے تھے کہ اُس جوان کا فساد حد سے گذر گیا دوبارہ لوگ شکایت لائے تو آپنے عزم کیا کہ اُسے تنبیہ کریں۔ راہ میں جا رہے تھے کہ آواز سُنی ہمارے دوست سے ہاتھ اُٹھالے۔ مالک کو تعجب ہوا اس شخص کے پاس گئے۔ جب اُس نے دیکھا تو کہا تم پھر آئے۔ مالک نے فرمایا کہ اس مرتبہ میں تجھکو یہ خبر دینے آیا ہوں کہ مینے ایسی آواز سُنی ہے۔ جوان نے یہ سُنا تو کہا اگر ایسا ہے تو جو کچھ میں رکھتا ہوں اُسکے نام پر دیئے دیتا ہوں۔ جو کچھ ملک و مال رکھتا تھا سب دیدیا اور اُسکی راہ میں چلدیا۔ مالک فرماتے ہیں مدت کے بعد مینے اسکو مکہ میں دیکھا کہ خلال کی طرح ہو گیا ہے اور جاں بلب ہے۔ کہتا تھا اُسنے کہا ہے کہ یہ ہمارا دوست ہے تو ہم دوست کی راہ میں چلدیئے اور جو دوست کی رضا ہے طلب کی۔ میں جانتا ہوں کہ دوست کی رضا اسکی طاعت میں ہے مینے توبہ کی کہ اُسکی نافرمانی نہ کرونگا یہ کہکر جان دیدی۔ **نقل ہے** ایکبار مالک نے کرایہ پر مکان لیا اور آپکا پڑوسی یہودی تھا۔ مالک کے مکان کی محراب یہودی کے دروازہ پر تھی اُس نے وہاں پاخانہ بنایا اور نجاست مالک کے مکان میں ڈالتا تھا اور محراب کو پلید کر دیتا۔ ایک مدت تک اُس نے یہی کیا۔ مگر مالک نے کسی سے نہ کہا ایک روز یہودی نے آکر کہا اے مالک تمکو میرے پاخانہ سے کچھ تکلیف تو نہیں۔ فرمایا ہے تو مگر مینے ایک برتن اور جھاڑو رکھ لی ہے جس سے اُسکو پاک کر دیتا ہوں۔ اُس نے کہا یہ تکلیف تم کیوں اُٹھاتے ہو۔ فرمایا حق تعالیٰ کا یہی فرمان ہے۔ والکاظمین الغیظ یہودی نے کہا ہے دین پسندیدہ کہ خدا کا دوست دشمن کی ایسی تکلیف اُٹھائے اور ہرگز فریاد نہ کرے اس حد تک صبر کرے پھر وہ فوراً اسلام لے آیا۔ **نقل ہے** آپ چالیس سال تک بصرہ میں رہے اور خرمانہ کھائے۔ جب خرما تک پہنچتے تو فرماتے اے اہل بصرہ میرا شکم کچھ کم نہ ہوا اور تم جو روز خرما کھاتے ہو تمہارا شکم کچھ زیادہ نہ ہوا جب چالیس سال گذر گئے تو خرما کی آرزو اُنکے نفس میں پیدا ہوئی مگر وہ نفس کو منع کرتے اور

کہتے تھے میں تجھکو ہرگز اس آرزو تک نہ پہونچاؤنگا۔ ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ خرما کھاؤ
اور نفس کو قید سے چھوڑدو جب یہ خواب دیکھا تو نفس نے فریاد کی۔ مالکؒ نے کہا اے نفس ایک
ہفتہ تک روزہ رکھو نہ دن کو کھانا نہ رات کو اور رات کو جاگ تو تجھکو اس آرزو تک پہنچاؤں
نفس نے مان لیا اور روزہ رکھا۔ مالک نے خرما خریدی اور مسجد میں کھانیکے لیئے گئے۔ ایک لڑکے
نے اپنے باپ کو آواز دی کہ ایک یہودی چھوارے خرید کر مسجد میں کھانے کے لئے گیا ہے۔ باپ نے
کہا یہودی کا مسجد میں کیا کام لکڑی لے کر آیا اور دیکھا تو مالکؒ کو پایا۔ آپکے پیروں پر
گر پڑا اور کہا اے خواجہ معاف کیجئے۔ ہماری محلہ میں سوا یہودیوں کے کوئی دن کو نہیں
کھاتا سب روزہ دار ہیں۔ لڑکے نے آپکو نہ پہچانا اور نادانی سے کہدیا۔ اُسکا قصور معاف
کیجئے۔ مالک نے جب یہ سُنا تو اُنکی جان میں آگ لگ گئی سمجھہ گئے کہ بچے نے زبان غیب
سے کہا ہے۔ عرض کیا خداوندا بغیر چھوارے کھائے ہوئے تُو نے میرا نام یہودی رکھا۔
ایک بیگناہ کی زبان پر اگر کھالونگا تو میرا نام کافر کہدیگا۔ قسم تیری عزت کی میں ہرگز نہ
کھاؤں گا۔ نقل ہے کہ ایک شب بصرہ میں آگ لگ گئی تو مالکؒ عصا و نعلین اُٹھا کر
ایک کوٹھے پر گئے اور دیکھنے لگے۔ لوگ رنج و تعب میں مُبتلا تھے بعض جل رہے تھے بعض
بھاگتے تھے اور بعضے اسباب نکال رہے تھے۔ مالک نے فرمایا نَجَا الْمُخِفُّوْنَ وَ هَلَكَ
الْمُثْقِلُوْنَ (ہلکے نجات پاگئے اور بوجھل ہلاک ہوگئے) ایسا ہی قیامت میں ہوگا +
نقل ہے ایک دن آپ ایک بیمار کی عیادت کو گئے تو بیان کرتے ہیں کہ مینے دیکھا اس کا
وقت قریب آگیا ہے کلمۂ شہادت اُسپر پیش کیا مگر اُسنے نہ کہا۔ ہرچند میں کوشش
کرتا تھا لیکن وہ کہتا تھا دس گیارہ۔ پھر کہا اے شیخ میرے سامنے آگ کا پہاڑ ہے۔
جب میں کلمۂ شہادت کا قصد کرتا ہوں تو آگ میرا قصد کرتی ہے۔ مینے اُسکا پیشہ پوچھا تو
لوگوں نے کہا مال دھوکہ سے دیتا اور پیمانہ کم رکھتا تھا۔ جعفر بن سلیمان کہتے ہیں میں مالکؒ
کے ساتھ مکہ میں تھا۔ جب انہوں نے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ شروع کیا تو بیہوش ہوکر

گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو بیٹے اسکا سبب پوچھا۔ فرمایا مجھے خوف ہوا اسکا جواب لا لبیک، نہ آئی۔ نقل ہے جب آپ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتے تو زار زار روتے پھر فرماتے اگر یہ کتاب خدا کی آیت نہ ہوتی اور اس کا حکم نہ ہوتا تو میں ہرگز نہ پڑھتا یعنے ہم کہتے ہیں کہ تیری ہی پرستش کرتے ہیں حالانکہ ہم نفس پرست ہیں اور کہتے ہیں کہ تجھی سے مدد چاہتے ہیں حالانکہ ہم تیرے دروازہ پر جاتے ہیں اور سکا شکریہ اور شکایت کرتے ہیں۔ نقل ہے تمام رات آپ بیدار رہتے آپکی ایک لڑکی تھی۔ ایک رات کو کہا اے باپ آخر ایک لحظ تو آرام کیجئے۔ فرمایا بیٹی تیرا باپ قہر کے شبخون سے ڈرتا ہے۔ یعنے کہا میں اس سے ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو دولت میری طرف متوجہ ہو اور مجھے سوتا پائے۔ لوگوں نے پوچھا کس طرح۔ فرمایا میں نعمت خدا کی کھاتا ہوں اور حکم شیطان کا کرتا ہوں۔ اور آپنے فرمایا کہ اگر کوئی شخص مسجد کے دروازہ پر آواز دے کہ تم میں سب سے بدتر کون ہے باہر آؤ تو سوائے میرے کوئی شخص اپنے آپکو باہر نہ نکالے گا۔ عبد اللہ بن مبارک نے جب یہ بات سنی تو فرمایا مالک کی بزرگی اسیوجہ اور بات کی سچائی سے ہے۔ کہتے ہیں ایکبار ایک عورت نے کہا اے ریاکار آپنے جوابدیا کہ بیس سال ہوئے کسی نے مجکو میرے نام سے نہ پکارا مگر تجھے خوب معلوم ہوگیا کہ میں کون ہوں۔ فرماتے ہیں جہاں تک میں نے خلق کو پہچانا اس سے میں نہیں ڈرتا کہ کوئی میری تعریف کرے یا برائی۔ اسوجہ سے کہ میں نے تعریف یا مذمت کرنیوالوں کو غلو ہی کرتے دیکھا اور جس ہم نشین کی صحبت سے تمکو فائدہ نہ ہو اس سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اور فرماتے ہیں اہل زمانہ کی دوستی مثل بازار کے پالودہ کی طرح رنگ میں اچھی اور مزے میں بری پائی۔ اور فرماتے ہیں اس سحارہ یعنے دنیا سے پرہیز کرو جس نے علماء کے دلوں کو اپنا مسخر کر لیا ہے۔ اور فرماتے ہیں جو شخص لوگوں سے باتیں کرنیکو یاد خدا و مناجات سے زیادہ دوست رکھے اسکا علم تھوڑا دل نابینا اور عمر ضایع ہے۔ اور فرماتے ہیں سب سے بہتر عمل میرے نزدیک اخلاص ہے۔ اور فرماتے ہیں خدائے تعالے نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ لوہے کی نعلین اور عصا بناؤ

اور روئے زمین میں پھر کر آثار و عبرت طلب کرو۔ اور ہماری نعمتوں حکمتوں کا نظارہ کرو۔ یہاں تک نعلین گھس جائیں اور وہ عصا ٹوٹ جائے۔ مطلب یہ ہے کہ صبر کرنا چاہیئے کیونکہ دین بیان کرنیوالا ہے اسمیں اچھی طرح شغل رکھو۔ اور فرماتے ہیں توریت میں آیا ہے کہ حقتعالیٰ فرماتا ہے۔ شَوَّقْنَاکُمْ فَلَمْ تَشْتَاقُوْا یعنی تمہیں مشتاق کیا تم مشتاق نہ ہوئے یعنے سماع کیا تمنے رقص نہ کیا۔ اور فرماتے ہیں مینے پڑھا ہے بعض آسمانی کتابوں میں ہے کہ حق تعالےٰ نے اُمت محمدؐ کو دو چیزیں ایسی دی ہیں جو نہ جبرئیلؑ کو دی ہیں نہ میکائیلؑ کو۔ ایک یہ ہے فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ یعنے جب تم مجکو یاد کروگے تو میں تمکو یاد کرونگا دوسری اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنے جب تم مجھسے دعا کروگے تو میں قبول کرونگا۔ اور فرماتے ہیں مینے توریت میں پڑھا ہے کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے اے صدیقو دنیا میں میری ذکر پر عیش کرو کہ میرا ذکر دنیا میں نعمت عظیم اور آخرت میں جزائے جزیل ہے۔ اور فرماتے ہیں بعض آسمانی کتب میں ہے کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے جو عالم دنیا کو دوست رکھیگا اُسکے ساتھ نہایت ادنیٰ بات یہ کرونگا کہ اپنے ذکر و مناجات کی حلاوت اُس کے دل سے نکالدونگا۔ اور فرماتے ہیں جو شخص دنیا میں شہوت چاہتا ہے شیطان اُسکی طلب سے فارغ ہے۔ ایک شخص نے آخر عمر میں آپ سے وصیت چاہی تو فرمایا ہر وقت اُسکی کارسازی پر رضی رہ جو تیرا کام بناتا ہے تاکہ نجات پائے۔ جب وفات پائی تو ایک بزرگ نے آپکو خواب میں دیکھکر پوچھا خدا تعالےٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا۔ خداوند جل جلالہ کے پاس تین محض گناہوں کے ساتھ پہونچا۔ مگر اُس نیک گمان کی وجہ سے جو میں اُس کے ساتھ رکھتا تھا اُس نے سب محو کر دیئے۔ ایک دوسرے بزرگ نے خواب میں قیامت کو دیکھا کہ مالک دینار اور محمد واسع کو بہشت میں لئے جاتے ہیں کہتے ہیں مینے غور کیا کہ اوّل بہشت میں کون جاتا ہے تو مالک دینار کو پہلے لیگئے میں نے کہا تعجب ہے محمد واسع زیادہ عالم و کامل تھے۔ جواب ملا ہاں لیکن محمد واسع کے دنیا میں دو پیراہن تھے اور مالک کا ایک تھا یہ تفاوت اسی وجہ سے ہے ✦

پانچواں باب ذکر محمد واسع مقدم زہاد معظم عباد عالم عامل عارف کامل توانگر قانع محمد واسع رحمۃ اللہ علیہ

اپنے وقت میں آپ اپنی نظیر نہ رکھتے تھے بہت سے تابعین کی خدمت کی تھی اور مشائخ متقدمین کو پایا تھا طریقت و شریعت میں پورا حصہ رکھتے تھے ریاضت میں ایسے تھے کہ خشک روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے تھے اور کہتے تھے جو شخص اس پر قناعت کریگا خلق سے بے نیاز ہو جائیگا۔ مناجات میں کہتے تھے الٰہی تو نے مجھے اپنے دوستوں کی طرح برہنہ اور بھوکا رکھا آخر یہ مقام میں نے کس وجہ سے پایا کہ میرا حال تیرے دوستوں کی طرح ہے۔ کبھی نہایت بھوک کی وجہ سے حسن بصریؒ کے گھر میں چلے جاتے اور جو کچھ پاتے کھا لیتے جب حسنؒ آتے تو اس سے خوش ہوتے۔ آپکا ارشاد ہے کہ وہ شخص بہت اچھا جو صبح کو بھوکا اٹھے اور رات کو بھوکا سوئے کہ اس حالت میں خدائے تعالےٰ کی طرف حضور رہتا ہے۔ کسی نے وصیت چاہی تو فرمایا میں تجھکو وصیت کرتا ہوں کہ دنیا و آخرت میں بادشاہ رہ یعنی دنیا میں زاہد ہو جا۔ کسی شخص سے طمع نہ کر اور تمام خلق کو محتاج سمجھ تو یقیناً تو غنی و بادشاہ ہو جائے گا۔ ایک دن مالک دینار سے کہا خلق سے زبان کا محفوظ رکھنا درم و دینار کی حفاظت سے زیادہ سخت ہے۔ ایک روز قتیبہ بن مسلم کے پاس صوف کے کپڑے پہن کر گئے تو انہوں نے پوچھا تمنے صوف کیوں پہنا ہے مگر خاموش ہو گئے۔ کہا جواب کیوں نہیں دیتے۔ کہا میں کہنا چاہتا ہوں کہ زہد کیوجہ سے مگر یا تو اسمیں اپنی تعریف ہوگی یا درویشی سے حق تعالیٰ کا گلہ ہوگا۔ ایک دن اپنے لڑکے کو اکڑ کر چلتے دیکھا تو کہا تو کچھ جانتا ہے کہ تو کون ہے تیری ماں کو چند درم میں خریدا ہے اور میں جو تیرا باپ ہوں ایسا ہوں کہ مجھسے بدتر کوئی مسلمان نہیں تو تیری اکڑ کیوں ہے کسی نے ان سے پوچھا کہ تم کیسے ہو۔ فرمایا اس شخص کا حال کیسا ہوگا جسکی عمر گھٹتی جاتی تھی اور گناہ بڑھتے جاتے ہیں معرفت میں آپ ایسے تھے کہ

فرماتے ہیں۔ مَارَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَأَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ میں کوئی چیز ایسی نہ دیکھی جسمیں اللہ کو نہ دیکھا
ہو یعنی ہر چیز کو دیکھتا ہوں اللہ ہی نظر آتا ہے آپ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو پہچانتے ہو تو تھوڑی دیر
تک سر نیچے کئے رہے اور فرمایا جس نے اسے پہچان لیا اُسکی گفتگو کم ہو گئی اور تحیر دائمہ ہو گیا
اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اپنی معرفت سے اُسکو عزیز کر لیا ہے کہ
اُسکے مشاہدہ سے ہرگز غیر کی طرف رجوع نہ ہو گا اور اُس کے مقابلہ میں کسیکو اختیار نہ کریگا۔
اور فرمایا صادق ہرگز صادق نہیں جبتک اُس چیز سے خوفناک نہ ہو جسکی امید رکھتا ہے۔
یعنی اسکا خوف و امید برابر ہو تو صادق و مومن حقیقی ہو گا۔ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا
یعنے اوسط درجہ کا کام بہتر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

چھٹا باب ذکر حبیب عجمی ولی تقیہ غیرت صفی پردہ وحدت صاحب صدق صاحب ہمت صاحب یقین سگمان خلوت نشین بن نشا فقیر عدمی حبیب عجمی

آپ بیشمار ریاضات و کرامات رکھتے تھے۔ شروع میں مالدار تھے بصرہ میں سُود دیتے اور ہر روز تقاضا
کے لئے جاتے اگر نہ دیتے تو نہ جاتے ورنہ آنیکا خرچ مانگتے اور اُس سے اپنا صرف کرتے۔ ایکدن
مال طلب کرنے گئے۔ وہ مقروض گھر میں نہ تھا۔ عورت نے کہا میرا شوہر تو ہے نہیں اور میرے
پاس کوئی چیز نہیں ایک بکری ہمنے ذبح کی تھی اُسکی گردن ہی رہ گئی ہے۔ اگر تم چاہو تو دیدوں
کہا لاؤ اور لیکر گھر گئے بیوی سے کہا یہ سُود کی ہے ہانڈی رکھو۔ عورت نے کہا روٹی اور لکڑی
نہیں ہے۔ کہا میں جا کر سُود میں روٹی اور لکڑی لاتا ہوں۔ اور جا کر اسی طریقہ سے روٹی
اور لکڑی لے آئے۔ عورت نے ہانڈی رکھدی جب پک گئی تو پیالہ میں کرنا چاہا۔ ناگاہ ایک سائل
نے آکر سوال کیا۔ حبیب نے کہا جا تجھے کچھ نہ ملیگا کیونکہ اسقدر ہی جو ہم تجھے دیں گے تو امیر نہ
ہو جائیگا اور ہم فقیر ہو جائیں گے۔ سائل نا امید پھر گیا۔ حبیب کی زوجہ نے جب ہانڈی

میں مچھ ڈالا تو وہ سب خون ہو گیا تھا۔ شوہر کو آواز دی کہ آکر دیکھ تیری شومی سے کیا ظاہر ہوا۔ حبیب نے جب دیکھا تو کہنے لگے: الہیٰ ایسی آگ لگ گئی جو ہرگز نہ بجھے۔ کہلائے بیوی تمام بری باتوں سے میں نے توبہ کی۔ دوسرے دن قرضداروں کو تلاش کرنے نکلے کہ روپیہ لے لے اور پھر سود پر نہ دے۔ جمعہ کا دن تھا اور بچے کھیل رہے تھے جب حبیب کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ سود خوار حبیب آیا الگ ہٹ جاؤ کہ اس کے پیر کی گرد ہم تک نہ پہونچے جس سے ہم اسکی طرح بدبخت ہو جائیں۔ حبیب سنکر رنجیدہ ہوئے اور حسن بصری رح کی مجلس میں پہونچے۔ حسن کی زبان سے کوئی بات ایسی نکل گئی جس نے کیا۔ کہ حبیب کے دل کو غارت کر دیا۔ پس انہوں نے توبہ کی۔ وہاں سے لوٹے تو ایک مال والے کو اپنے پاس سے بھاگتا دیکھا کہا مت بھاگ کہ مجکو تجھ سے بھاگنا چاہیئے۔ پھر راستہ میں انہیں لڑکوں کے پاس پہونچے تو انہوں نے آپس میں کہا ہٹو حبیب تائب آیا ہماری گرد اسپر نہ پڑجائے جس سے ہم گنہگار ہوں حبیب نے کہا الہیٰ اس ایک دن میں جو میں نے تجھ سے دوستی کی تو نے اسکا اثر دوستوں کے دل میں پہونچا دیا اور میرا نام نیکی کے ساتھ ظاہر کر دیا پھر ندا کر دی کہ جس کسی کی کچھ چیز بھی حبیب پر چاہیئے وہ آکر لے لے۔ سب لوگ آئے جو مال جمع تھا انکو دیدیا یہاں تک کہ کچھ نہ رہا ایک شخص آیا اور ایسا دعویٰ کیا تو اُسے اپنا پیراہن دیدیا۔ دوسرے نے آکر دعویٰ کیا تو بیوی کی چادر دیدی اور دونوں برہنہ رہ گئے۔ فرات کے کنارے عبادتگاہ بنالی اور عبادت حق میں مشغول ہوگئے۔ دن کو حسن بصری رح سے علم سیکھتے اور رات میں عبادت کرتے۔ عجمی انکو اسوجہ سے کہتے تھے کہ قرآن ٹھیک نہ پڑھ سکتے تھے۔ جب عرصہ گذر گیا اور انکی بیوی محتاج ہو گئیں تو کہا خرچ چاہیئے۔ حبیب نے کہا کام پر جاتا ہوں۔ ہر روز عبادت گاہ میں جاکر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ رات کو گھر گئے تو بیوی نے کہا تم کچھ لائے نہیں حبیب نے کہا میں نے جسکا کام کیا ہے وہ کریم ہے مجھے شرم آتی ہے کہ اس سے کچھ مانگوں جب وقت آجائیگا تو وہ خود دیدیگا۔ اور وہ کہتا ہے کہ ہر دسویں روز میں اجرت دیدونگا۔ پھر ہر روز عبادتخانہ

میں جا کر عبادت کرنے لگے یہاں تک کہ دس دن گذر گئے تو اندیشہ ہوا کہ آج رات کو گھر کیا لے جاؤں گا۔ اسی فکر میں تھے کہ حق تعالےٰ نے اُس کے دروازے پر چند شخصوں کو بھیجدیا جو آٹا اور گوشت اور روغن اور شہد اور تین ہزار درم لے کر پہونچے اُسکے دروازے پر دستک دی اور وہ چیزیں حبیب کی بیوی کو دیدیں اور کہا یہ کام والے نے بھیجی ہیں اور کہلا ہے کہ حبیب سے کہنا کام زیادہ کریں میں اُجرت زیادہ دونگا۔ یہ کہکر چلے گئے جب رات ہوئی تو حبیب شرمندہ گھر کے دروازہ پر آئے گھر میں سے کھانے کی خوشبو آرہی تھی۔ بیوی نے آگے آکر تواضع کی یہ تم کس کا کام کرتے ہو وہ بہت ہی اچھا اور بہت مہربان و شفیق ہے اوسنے یہ یہ بھیجا اور ایسا ایسا کہا ہے۔ حبیب نے کہا تعجب ہے میں نے دس دن کام کیا تو اسنے میرے ساتھ یہ نیکی کی اگر اس سے زیادہ کرونگا تو کیا کریگا۔ پس بالکل دُنیا سے مُنہ موڑکر عبادت حق کرنے لگے یہاں تک کہ مستجاب الدعوات بزرگوں میں سے ہوگئے اور انکی دُعا مجرّب ہوگئی۔ ایک روز ایک عورت آکر بہت روئی کہ میرا لڑکا غائب ہوگیا ہے اور مجھکو اُس کے فراق کی طاقت نہیں رہی۔ بہر خدا دعا کیجئے کہ وہ لوٹ آئے۔ فرمایا کچھ روپیہ تیرے پاس ہے کہا دو درم ہیں۔ آپنے اُس سے لیکر فقیرونکو دیدیئے اور دعا کی اور فرمایا جا وہ آگیا۔ ابھی وہ عورت اپنے گھر تک نہ پہونچی تھی کہ اپنے لڑکے کو دیکھکر چیخ ماری کہ یہ ہی میرا لڑکا ہے پھر پوچھا بیٹے کیا حال رہا۔ جواب دیا میں کرمان میں تھا کہ استاد نے مجکو گوشت لینے بھیجا میں گوشت لے کر گھر جاتا تھا کہ ایک ہوا آئی اور مجھے اُڑا کر لیگئی میں نے ایک آواز سنی کہ اے ہوا اسے اسکے گھر واپس پہونچا دے دُعائے حبیب اور اُن دو درم صدقہ کی برکت سے۔ اگر کوئی کہے کہ ہوا کیسے لے آئی تو کہو کہ جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کو مہینہ کے راستہ پر ایک دن میں لیجاتی تھی اور جس طرح تخت بلقیس کو پلک جھپکتے میں سلیمان ؑ تک پہونچا دیا۔ نقل ہے کہ حبیب کو آٹھویں ذی الحجہ کو بصرہ میں دیکھا اور نویں کو عرفات میں۔ ایک مرتبہ بصرہ میں سخت قحط پڑا تو حبیب نے بہت سا کھانا اُدھار خرید کر فقیروں کو دیا

اور ایک تھیلی سی کر سرہانے رکھ لی جب لوگ تقاضے کو آتے تو تھیلی باہر نکالتے جو روپیوں سے بھری ہوتی اور دام ادا کر دیتے۔ بصرہ میں آپکا گھر چوراہے پر تھا۔ اور ایک پوستین آپکے پاس تھی جو ہمیشہ پہنے رہتے۔ ایک دن طہارت کے لئے گئے اور وہ پوستین سر راہ چھوڑ گئے حسن بصری وہاں پہونچے تو وہ پوستین دیکھکر کہا انہوں نے پوستین یہاں چھوڑ دی ہے کوئی آدمی اٹھا نہ لیجائے وہیں کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ حبیب لوٹ کر آئے تو سلام کر کے کہا اے امام المسلمین آپ کیوں کھڑے ہیں۔ جواب دیا تم نہیں جانتے یہاں پوستین چھوڑ دی ہے کوئی لے جائیگا کس کے اعتماد پر چھوڑ گئے تھے۔ کہا اسکے اعتماد پر جس نے آپکو حفاظت کیلئے مقرر فرما دیا **نقل ہے** ایک دن حسن حبیب کے پاس آئے تو انکے یہاں ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا نمک کے ساتھ تھا وہ ان کے سامنے پیش کر دیا حسن کھا ہی رہے تھے کہ ایک سائل آیا تو حبیب نے وہ اٹھا کر سائل کو دیدیا حسنؒ نے کہا اے حبیب تم عجیب آدمی ہو اگر کسیقدر علم رکھتے ہوتے تو بہتر تھا تم اتنا نہیں جانتے کہ مہمان کے سامنے سے روٹی اٹھانا نہ چاہئے کچھ سائل کو دیدینا چاہیئے تھا اور کچھ رکھا رہنے دیتے۔ مگر حبیب نے کچھ نہ کہا تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ایک غلام آیا جس کے سر پر حلوے اور روٹیوں کا خوان تھا۔ وہ اور پانسو درم حبیب کے سامنے رکھدیئے حبیب نے روپیہ فقیروں کو دیدیا اور روٹی دونوں نے کھائی۔ پھر کہا اے استاد تم عجیب آدمی ہو اگر کچھ یقین رکھتے ہوتے تو بہتر تھا کہ علم بھی ہوتا اور یقین بھی کیونکہ علم الیقین کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ **نقل ہے** کہ ایکدن مغرب کے وقت حسنؒ کا گذر حبیب کے عبادت گاہ پر ہوا وہ تکبیر کہکر نماز کو کھڑے ہوگئے تھے حسن نے آکر دیکھا کہ حبیب الحمد کو الہمد پڑھ رہے تھے کہا ان کے پیچھے نماز روا نہیں ہے اور نماز علیحدہ پڑھی۔ اسی رات حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا خدایا تیری رضا کس بات میں ہے ارشاد ہوا اے حسن تو نے ہماری رضا پالی تھی مگر اسکی قدر نہ جانی عرض کیا خدایا وہ کیا فرمایا حبیب کے پیچھے نماز پڑھنا کہ وہ نماز تمہاری کل نمازوں کے مقابل

ہو سکتی ہے مگر تمنے عبارت کی صحت کا خیال کیا اور صحت نیت کا خیال نہ کیا اور زبان
اور دل ٹھیک کئے انمیں بہت تفاوت ہے۔ **نقل** ہے کہ حسن حجاج کے آدمیوں سے
بھاگ کر حبیب کے عبادت خانہ میں چھپ گئے۔ حبیب سے پوچھا حسن کہاں ہیں تو جواب دیا کہ
میں۔ انہوں نے مجھ پر ہاتھ رکھا مگر دیکھا نہیں۔ باہر آکر کہا اے حبیب حجاج جو تمہارے
ساتھ کرتا ہے وہی تمہاری سزا ہے کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ حبیب نے کہا وہ یہاں سے
میرے برابر ہو کر گئے اگر تم نہ دیکھو تو میرا کیا قصور۔ دوبارہ گئے اور ڈھونڈا تو بھی نہ
پایا اور باہر نکلکر چلے گئے۔ حسنؒ نے باہر آکر کہا اے حبیب تمنے میری استادی کے حق کا
کچھ خیال نہ کیا اور میرا پتہ بتا دیا۔ حبیب نے کہا اے استاد میرے سچ کہنے کی وجہ سے
آپنے خلاصی پائی۔ اگر میں جھوٹ کہتا تو دونوں گرفتار ہو جاتے۔ حسن نے پوچھا تمنے
کیا پڑھ دیا جو انہوں نے مجھکو نہ دیکھا۔ کہا دو بار آیۃ الکرسی اور دس دس بار قل ہو اللہ
اور آمن الرسول پڑھ کر مینے کہا خدایا مینے حسن کو تیرے سپرد کیا انکی حفاظت کر۔
نقل ہے ایک روز حسنؒ کہیں جا رہے تھے دجلہ کے کنارہ پہونچے تو حبیب بھی پہونچگئے
اور کہا اے امام آپ کیوں کھڑے ہیں۔ فرمایا کشتی دیر میں آئیگی حبیب نے کہا استاد
مینے علم آپ ہی سے سیکھا ہے دل سے لوگوں کا حسد نکال ڈالئے اور دنیا کو دل پر
سرد کر لیجئے۔ بلاؤں کو غنیمت سمجھئے اور تمام کام خدا کی طرف سے جانئے پھر پانی پر پاؤں رکھکر
چلے جائیے اور آپ پانی پر چلے گئے حسن بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو
لوگوں نے پوچھا کیا ہوا جواب دیا اس نے علم مجھ سے سیکھا ہے اسوقت مجھکو ملامت
کی اور پانی پر پاؤں رکھکر چلا گیا اگر کل کو آواز آئی کہ آتشیں پلصراط پر سے گذرو اور
ہم یونہی رہجائیں گے تو کیا ہوگا۔ پھر حبیب سے پوچھا یہ منزلت تمنے کیسے پائی۔ کہا میں
دل سپید کرتا ہوں اور آپ کاغذ سیاہ کرتے ہیں حسن نے کہا علمی نفع غیری و لم
ینفعنی میرے علم نے دوسرونکو نفع دیا اور مجھکو نہ دیا۔ ممکن ہے کسی کو گمان پیدا ہو کہ

حبیبؒ کا درجہ حسنؒ سے زیادہ تھا مگر ایسا نہیں کیونکہ علم کے درجہ سے بڑھکر کوئی چیز خدا کی راہ میں نہیں۔ اسی وجہ سے مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والثنا کو فرمان آیا کہ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْماً دیکھو پروردگارا مجھے علم زیادہ دے۔ چنانچہ مشائخ کے کلام میں ہے کہ کرامات طریقت کا چودھواں درجہ ہے اور اسرار اٹھارہویں درجہ میں ہیں کیونکہ کرامات بہت سی عبادات سے ہوتی ہیں اور اسرار زیادہ تفکر سے۔ اسکی مثال سلیمان علیہ السلام کا حال ہے کہ جو حاجات انکی تھی عالم میں کسی کی نہ تھی۔ دیو پری بادل ہوا ان کے فرمان میں تھے۔ وحوش وطیور انکے مسخر تھے۔ اور کل دانش مطیع اور چالیس کوس کا فرش ہوا میں اڑتا تھا۔ باوجود اس عظمت اور جانوروں کی زبان جاننے کے کتاب کا مفہوم جو عالم اسرار سے ہے موسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا۔ سلیمان علیہ السلام باوجود اسی عظمت کے موسیٰ علیہ السلام کے متابع تھے۔ **نقل** ہے کہ امام احمد حنبل و شافعی بیٹھے تھے کہ حبیبؒ ظاہر ہوئے۔ احمدؒ نے کہا ان سے کچھ سوال کریں شافعی نے کہا ان لوگوں سے نہ کرنا چاہیئے کہ یہ عجیب لوگ ہیں جب حبیبؒ آگئے تو احمد نے کہا تم اسکے حق میں کیا کہتے ہو جسکی ایک نماز پانچ میں سے جاتی رہے مگر اسے یہ نہ معلوم کہ وہ کونسی ہے تو کیا کرنا چاہیئے۔ کہا کہ دل جو شخص خدا سے غافل ہو اسے تنبیہ کرنا چاہیئے اور پانچوں نمازوں کی قضا کرنا چاہیئے۔ احمد اُن کے جواب میں متحیر ہو گئے۔ شافعی نے کہا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ ان لوگوں سے سوال نہ کرنا چاہیئے۔ **نقل** ہے اندھیرے گھر میں حبیبؒ کے ہاتھ سے سوئی گر پڑی تو گھر روشن ہو گیا حبیبؒ نے آنکھ پر ہاتھ رکھ لیا اور کہا نہیں نہیں میں سوئی بغیر چراغ کے ڈھونڈنا نہیں جانتا۔ **نقل** ہے تیس ۳۰ سال سے حبیبؒ کے گھر میں ایک کنیزک تھی جسکا منہ اچھی طرح اُنہوں نے نہ دیکھا تھا۔ ایک دن اپنی کنیزک سے کہا اے پردہ نشین ہماری لونڈی کو آواز دیدو۔ اُس نے کہا میں ہی تمہاری لونڈی ہوں حبیبؒ نے کہا اس تیس سال میں ہمکو یہ مجال نہ تھی کہ سوا خدا کے کسی کیطرف نگاہ کریں اسوجہ سے تیری جانب متوجہ نہ ہوئے۔ **نقل** ہے آپ ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے

کہہ رہے تھے جسکا دل تجھ سے خوش نہیں اُسے خوشی نہ ہو اور جسکو تجھ سے اُنس نہ ہو کسی
کبھی سے اُنس نہ ہو۔ لوگوں نے کہا آپ گوشہ میں بیٹھے ہیں اور کام سے ہاتھ اٹھالیا ہے
بتلائے رہنا کہاں ہے ہیں ہے۔ فرمایا اُس دل میں جسمیں نفاق کا غبار نہ ہو۔ جب انکے سامنے قرآن
پڑھا جاتا تو بہت روتے۔ لوگوں نے کہا تم عجمی ہو قرآن نہیں جانتے تو روتے کیوں ہو۔ کہا
میری زبان عجمی ہے مگر دل عربی ہے۔ ایک درویش کہتے ہیں میں نے حبیب کو مرتبہ عظیم پر دیکھ کر
کہا آخر عجمی نے یہ مرتبہ کہاں سے پایا۔ آواز آئی کہ ہاں عجمی ہے مگر حبیب ہے۔ ایک خونی کو
سُولی دی گئی مگر اسی شب میں اسکو لوگوں نے بہشت میں دیکھا کہ بھاری پوشاک پہنے خراماں
خراماں جا رہا ہے۔ پوچھا تو قتال تھا یہ مرتبہ کہاں سے پایا۔ کہا جسوقت مجھے سُولی دی حبیب عجمی
مجھپر گذرے اور گوشہ چشم سے دیکھکر دعا دی یہ تمام برکات اسی کے ہیں۔ والسلام

ساتواں باب ذکر ابو حازم مکی مخلص متقی مقتدائے مقتدی شمع سابقان صبح صادقان فقیر غنی ابو حازم مکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مجاہدہ و مشاہدہ میں بے نظیر تھے۔ اور بہت سے مشائخ کے پیشوا۔ عمر بہت پائی۔ ابو
عثمان مکی ان کے بڑے مداح ہیں۔ انکا کلام سب کا مقبول اور مشکلوں کی کلید ہے بہت کتابوں
میں ہے جو زیادتی چاہے تلاش کرے۔ ہم بطور تبرک کے چند کلمے نقل کرتے ہیں۔ وہ
بزرگان تابعین میں سے ہیں۔ بہت سے صحابہ جیسے انس بن مالک رضؓ اور ابو ہریرہ رضؓ وغیرہ کو
پایا ہے۔ ہشام بن عبدالملک نے ان سے پوچھا وہ کیا ہے جس سے ہم اس کام میں نجات پائیں
فرمایا یہ کہ جو درم لو ایسی جگہ سے لو کہ حلال ہو اور ایسی جگہ دو کہ حق ہو۔ اُن سے کہا یہ کون کرسکتا
ہے۔ فرمایا جو دوزخ سے بھاگے اور بہشت کا جویاں اور رضائے رحمٰن کا طالب ہو۔ آپ کا
ارشاد ہے کہ تمکو چاہیئے دنیا سے احتراز کرو۔ کیونکہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ قیامت کے دن

ایک بندہ کو جس نے دنیا کو دوست رکھا تھا کھڑا کریں گے سب کے سامنے اور منادی کریں گے
دیکھو یہ وہ بندہ ہے کہ جو چیز خدا نے حقیر سمجھ کر پھینک دی اس نے اٹھا کر عزیز
رکھا اور دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس سے تو خوش ہو اور اس کے بعد ایسی چیز نہ ہو
جس سے غمگین ہو۔ خالص خوشی آخرت ہی میں ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ دنیا تجھ کو
آخرت سے بے توجہ کرے گی۔ اور فرماتے ہیں دو چیزیں ہیں دو چیزوں میں پائیں
ایک وہ جو میرے لئے ہے۔ دوسری وہ جو میرے واسطے نہیں۔ اگر میں اس سے بھاگوں
جو میرے لئے ہے تو وہ میری ہی طرف آئیگی۔ اور جو دوسرے کے لئے ہے نہایت کوشش
سے میرے پاس نہ آئیگی۔ اور فرماتے ہیں اگر میں دعا کرنے سے محروم رہوں تو مجھ پر زیادہ
دشوار ہو قبول نہ ہونے سے۔ اور فرماتے ہیں تم ایسے عالم میں پڑ گئے ہو کہ قول پر فعل چھوڑ کر
راضی ہو گئے ہیں اور عمل چھوڑ کر علم سے خوش ہیں پس تم بدترین آدمیوں اور بہترین لوگوں
میں ہو۔ ایک شخص نے پوچھا آپکا حال کیا ہے۔ فرمایا رضائے خدا اور خلق سے بے نیازی
اور ضرور ہے کہ جو شخص خدا سے راضی ہوگا خلق سے مستغنی ہوگا۔ آپ خلق سے اسقدر بے پروا
تھے کہ ایک دن ایک قصاب کے پاس سے گذرے جس کے پاس فربہ گوشت تھا۔ اور گوشت
بے لگاہ کی قصاب نے کہا لے لو کہ فربہ ہے۔ جواب دیا میں دام نہیں رکھتا۔ کہا میں تمکو امان
دیتا ہوں۔ کہا میں اپنے آپکو امان دیتا ہوں۔ قصاب نے کہا تمہاری ہڈیاں نکل آئی ہیں
فرمایا گور کے کیڑوں کو یہی بہت ہے۔ نقل ہے ایک بزرگ کہتے ہیں میں نے حج کا عزم کیا جب
بغداد پہونچا تو ابو حازم مکی کے پاس گیا مگر اونکو سوتا پاکر تھوڑی دیر صبر کیا۔ یہاں تک
بیدار ہوئے تو کہا اس وقت میں نے پیغمبر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپنے مجھے تمکو پیغام
پہونچانیکا حکم دیا کہ ماں کے حق کا خیال کرو تمکو وہ حج کرنے سے بہتر ہے لوٹ جاؤ اور
ان کے دل کی رضا طلب کرو۔ میں لوٹ آیا اور مکہ نہ گیا۔

اٹھارواں باب ذکر عتبہ بن الغلام — شمع جمال گم شدۂ وصال بحر وفا کان صفا خواجہ

عتبہ بن الغلام رحمۃ اللہ علیہ

عتبہ صاحب حال تھے اور عجیب روش رکھتے تھے سب باتوں کے ستودہ اور حسن بصری رح کے شاگرد تھے۔ ایکبار دریا کے کنارہ جارہے تھے۔ عتبہ پانی کے اوپر چلنے لگے حسن رح نے تعجب کیا اور کہا یہ درجہ تمنے کیسے پایا۔ عتبہ نے کہا آپ تیس سال سے وہ کرتے ہیں جو حکم دیا جاتا ہے اور میں وہ کرتا ہوں جو وہ چاہتا ہے۔ تسلیم و رضا کی طرف اشارہ ہے۔ انکی توبہ کا سبب تھا کہ ابتدا میں ایک عورت کو دیکھکر دل میں ظلمت ظاہر ہوگئی۔ اس پردہ نشین کو خبر ملی تو اس نے کسی کو بھیجا کہ ہمیں تو نے کہاں سے دیکھا۔ جواب دیا آنکھ دیکھی۔ اس پردہ نشین نے اپنی آنکھ نکالکر طبق میں رکھدی اور کہلا بھیجا جو تو نے دیکھا ہے اسے دیکھ۔ عتبہ بیدار ہوئے اور توبہ کر کے حسن رح کی خدمت میں پہونچ گئے پھر تو ایسے ہوگئے کہ اپنا قوت خود بوتے اور جو کا آٹا پیسکر پانی میں بھگوتے اور خشک کرکے ایک ہفتہ تک ایک ٹکی کام میں لاتے اور عبادت میں مشغول رہتے اور کہتے کرام الکاتبین سے مجھے شرم آتی ہے کہ ہفتہ میں ایکبار سے زیادہ پاخانہ میں جاؤں + نقل ہے لوگوں نے عتبہ کو سخت جاڑے میں ایک کرتا پہنے کھڑا دیکھا اور پسینہ ان سے ٹپکتا تھا پوچھا یہ کیا حالت ہے جواب دیا ابتدا میں کچھ لوگ میرے مہمان آئے تھے اس پڑوسی کی دیوار سے ہاتھ دھونے کے لئے انہوں نے تھوڑی مٹی لے لی تھی۔ جب کبھی میں یہاں پہونچتا ہوں تو اس خجالت و ندامت سے اتنا پسینہ مجھے ٹپکتا ہے۔ اگرچہ میں معافی مانگ لی + نقل ہے احمد زید سے پوچھا گیا آپ کسی ایسے شخصکو جانتے ہیں جو دنیا میں اپنے حال میں مشغول رہتا ہو۔ فرمایا نہیں ایک شخصکو جانتا ہوں جو ابھی آئیگا۔ عتبہ بن الغلام آئے لوگوں نے پوچھا راستہ میں کس کو دیکھا کہا میں نے کسیکو نہ دیکھا۔ حالانکہ اونکی راہ میں بازار

پیغمبر فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ
وَنِیَّاتِکُمْ یعنی کام صورت سے نہیں نیت سے ہے اور فرماتے ہیں یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی نِیَّاتِھِمْ
(لوگ اپنی نیتوں پر حشر کئے جائیں گے) جب عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے دو تہائی حصہ دین
لینا روا ہے تو انکی کنیزوں سے بھی فایدہ دینی حاصل کرنا روا ہے۔ جب عورت راہ خدا میں مرد
ہو تو اسے عورت نہ کہنا چاہئیے۔ چنانچہ عباسہ طوسی نے کہا ہے کہ جب کل میدان قیامت میں
آواز دیں گے کہ اے مردو تو سب سے پہلے مردوں کی صف میں مریم پیر رکھیں گی۔ اگر امام حسن
بصری کی مجلس میں نہ ہوتیں تو آپ بیان نہ کرتے تو ضرور انکا ذکر مردوں میں کر سکتے ہیں
بلکہ حقیقی بات تو یہ ہے کہ یہاں جو یہ لوگ ہیں توحید کی اعتبار سے ہیں۔ توحید میں [illegible]
وجود ہی کب رہتا ہے جو مرد و عورت کا فرق ہو۔ جیسا کہ ابو علی فارمدی کہتے ہیں نبوت میں
عزت و رفعت ہے انمیں زیادتی و کمی نہیں پس ولایت بھی یونہی ہے۔ رابعہ اپنے زمانہ
میں معاملت و معرفت میں مثل نہ رکھتی تھیں۔ بزرگوں کی معتمد اور اہل زمانہ پر حجت قاطع
تھیں نقل ہے جس رات کو رابعہ پیدا ہوئیں انکے والد کے گھر میں اتنا بھی نہ تھا کہ
روغن منگائیں جس سے انکی ناف چرب کریں۔ نہ چراغ تھا اور نہ کپڑا کہ انہیں لپیٹیں
اور ان کے تین لڑکیاں اور تھیں چوتھی رابعہ تھیں اسی وجہ سے انکو رابعہ کہتے ہیں۔ پس
انکے والد سے گھر کے لوگوں نے کہا کہ فلاں پڑوسی کے پاس جاکر تھوڑا روغن لے آؤ
تاکہ چراغ جلالیں مگر رابعہ کے والد نے عہد کرلیا تھا کہ کسی شخص سے کوئی چیز نہ مانگوں گا
مگر اُس ہمسایہ کے دروازہ پر ہاتھ رکھا اور لوٹ کر گھر والوں سے کہدیا کہ وہ دروازہ
نہیں [illegible] سو گئے تو رسول علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں غمگین مت ہو
[illegible] شفاعت میں ہونگے پھر فرمایا کہ امیر بصرہ عیسیٰ زادان کے
[illegible] درود بھیجتا ہے اور شب جمعہ کو چار سو
[illegible] جمعہ کو جو تو بھول گیا اسکے کفارہ میں چار سو دینار اس شخص کو دو۔ رابعہ کے والد جب

بیدار ہوئے تو رونے لگے اور اٹھ کر یہ خط لکھا اور ایک شخص ان کے ہاتھ بھیجا۔ امیر نے
جب یہ دیکھا تو کہا دس ہزار درہم اس شکرانہ میں کہ رسول علیہ السلام نے مجھ کو یاد فرمایا درویشوں
کو دو اور چار سو دینار اس شخص کو دیدو اور کہو میں چاہتا ہوں کہ تم کو آکر دیکھوں مگر
میں روا نہیں رکھتا کہ تم اس عظمت کے باوجود کہ رسول کا پیغام لئے ہو میرے پاس آؤ۔
جب کوئی حاجت ہو میرے پاس آنا تمہاری خاطر داری کرونگا۔ مگر تم کو قسم ہے جب کبھی حاجت ہو تو کہدینا۔
رابعہ کے والد نے وہ روپیہ لیا اور جو چاہئے تھا خرید لیا۔ جب رابعہ بڑی ہوئیں تو ان کے
ماں باپ مر گئے بصرہ میں قحط پڑا اور بہنیں متفرق ہو گئیں۔ رابعہ بھی کہیں چلدیں ایک
ظالم نے ان کو پکڑ کے لونڈی بنا لیا اور چند درم میں بیچ ڈالا۔ خریدار گھر لے گیا اور محنت مشقت کے کام
لیتا تھا۔ ایک دن وہ جا رہی تھیں کہ ایک نامحرم ان کے سامنے آگیا تو وہ بھاگ کر راہ میں گر
پڑیں اور ان کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ منہ خاک پر رکھکر کہا خدایا میں غریب بے ماں باپ کی اسیر
ہوں اور ہاتھ ٹوٹ گیا ہے مگر مجھے اس بات کا کچھ غم نہیں میں تو تیری رضا چاہتی ہوں کہ
تو راضی ہے یا نہیں۔ ایک آواز سنی کہ غم مت کر کل تیری یہ جاہ ہوگی کہ مقربان آسمان
تجھ پر ناز کریں گے۔ پس رابعہ مالک کے گھر آئیں ہمیشہ روزہ رکھتیں اور آقا کی خدمت
کرتیں اور رات بھر نماز پڑھتیں صبح تک کھڑی رہتیں۔ ایک رات کو آقا خواب سے بیدار ہوا
تو کچھ آواز سنی۔ دیکھا تو رابعہ کو سجدہ میں پایا کہہ رہی تھیں الٰہی تو جانتا ہے کہ میرے دل کی
خواہش تیرے فرمان کی موافقت میں ہے اور میری آنکھوں کی روشنی تیری درگاہ کی خدمت میں
ہے۔ اگر کام میرے ہاتھ میں ہوتا تو ایک ساعت بھی تیری خدمت سے علیحدہ نہ ہوتی مگر تو نے
مجھے ایک مخلوق کے قبضہ میں کر دیا ہے اسوجہ سے تیری خدمت میں دیر میں آتی ہوں۔ آقا نے
دیکھا کہ ایک قندیل ان کے سر پر معلق تھا اور تمام گھر میں روشنی پھیلا رہا تھا۔ جب یہ دیکھا تو اٹھ کر
فکر کرتا رہا اور اپنے آپ سے کہا ایسے شخص کو اپنی خدمت میں مشغول نہ رکھنا چاہئے بلکہ ہمیں اسکی
خدمت کرنا چاہئے جب صبح ہوئی تو رابعہ کو بلا کر کہا اگر تم یہاں رہو تو ہم سب تمہاری خدمت

کریں گے ورنہ تم مختار ہو۔ رابعہ اجازت لیکر باہر آئیں اور عبادت خدا میں مشغول ہو گئیں کہتے ہیں
رات دن میں ہزار رکعت نماز پڑھتیں کبھی کبھی حسن بصری رح کی مجلس میں جاتیں اور ان سے
محبت کرتی تھیں بعض کہتے ہیں مطربی میں پڑ گئیں اور پھر توبہ کر کے ویرانہ میں آن بیٹھیں
بعد اس کے ایک عبادت خانہ بنا لیا اور مدت تک وہاں عبادت کی۔ پھر حج کا ارادہ ہوا تو
جنگل کو چلیں۔ ایک چھوٹا سا گدھا تھا اسپر اسباب لاد لیا تھا جنگل میں آ کر وہ مر گیا تو لوگوں نے
کہا ہم تمہارا اسباب اٹھا لیں۔ فرمایا تم جاؤ میں تمہارے بھروسہ پر نہیں آئی ہوں۔ قافلہ چلا
گیا اور رابعہ تنہا رہ گئیں۔ سر اٹھا کر کہا الٰہی بادشاہ ایک غریب عاجز عورت کے ساتھ ایسا ہی
کرتے ہیں۔ تو نے مجکو اپنے گھر بلایا اور راستہ میں میرے گدھے کو مار ڈالکر بیابان میں تنہا چھوڑ
دیا۔ ابھی مناجات تمام نہ ہوئی تھی کہ گدھا اٹھ کھڑا ہوا۔ رابعہ اسپر اسباب لادکر مکہ چلی گئیں
راوی کہتا ہے کہ ایک مدت کے بعد میں نے اس گدھے کو بکتے دیکھا۔ رابعہ جب مکہ میں گئیں تو چند
روز تک جنگل میں رہیں۔ کہا الٰہی تو نے میرے دل کو پکڑ لیا میں کہاں جاتی ہوں میں مٹی ہوں اور
وہ پتھر کا مکان ہے مجکو تو چاہیے۔ حق تعالٰے نے بے واسطہ انکے دل سے خطاب فرمایا کہ اے رابعہ تو اٹھارہ
ہزار عالم کے خون میں ہو گی۔ تو نے نہ دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے دیدار چاہا اور ذرا سی تجلی جو پہاڑ
پر ڈالی تو وہ چالیس ٹکڑے ہو گیا۔ نقل ہے کہ ایک دوسری مرتبہ حج کو جا رہی تھیں جنگل
میں دیکھا کہ کعبہ انکے استقبال کو آیا ہے۔ رابعہ نے کہا مجھے صاحب مکان چاہیے میں مکان کو کیا
کرونگی مجھے مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا کا استقبال چاہیے کعبہ کو کیا دیکھوں
مجھے کعبہ کی استطاعت نہیں کعبہ کے جمال سے میں کیا خوشی کروں۔ نقل ہے ابراہیم ادھم
رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ چودہ سال تک چلے تو کعبہ پہونچے۔ اور فرمایا دوسرے لوگ اس راہ میں قدم
سے گئے ہیں۔ آہ یہ کیا حادثہ ہے۔ شاید میری آنکھوں میں خلل ہو گیا ہے۔ ہاتف نے آواز دی
کہ تمہاری آنکھوں میں خلل نہیں بلکہ کعبہ ایک ضعیفہ کے استقبال کو گیا ہے جو ادھر آ رہی ہے ابراہیم
غیرت سے چیخنے لگے اور ادھر دیکھا کون ہے جب تک رابعہ کو دیکھا۔ لکڑی ٹیکتے چلی آ رہی ہیں

کعبہ اپنی جگہ آگیا۔ ابراہیم نے کہا اے رابعہ یہ کیا شور ادر کا۔ دیا ہے جو تمنے جہان میں ڈالدیا ہے کہا تمنے جہان میں شور ڈالدیا ہے کہ چودہ سال میں کعبہ تک پہنچے پڑی ہو۔ ابراہیم نے کہا ہان چودہ سال تک نماز میں بیٹھے جنگل قطع کیا۔ رابعہ نے کہا تمنے نماز میں قطع کیا اور میں نیاز میں پہنچ گیا اور رو کر کہا الٰہی تو نے حج پر بھی نیکی کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور مصیبت پر بھی۔ اگراب میرا حج قبول نہیں تو مصیبت بڑی ہے میری مصیبت کا ثواب دے۔ پھر بصرہ میں آکر عبادت میں دو سال تک مشغول رہیں۔ اور کہا پار سال کعبہ نے میرا استقبال کیا تھا امسال میں اس کا استقبال کرونگی جب وقت آیا تو شیخ علی فارسی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں۔ کہ جنگل کو چلدیں اور سات سال تک پہلو کے بل عرفات میں پہنچیں۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے مدعیہ کیا طلب ہے جسنے تیرا دامن پکڑ لیا ہے۔ اگر تو مجھکو چاہتی ہے تو چاہ تاکہ میں ایک تجلی کروں عرض کیا رب العزت رابعہ کا اسقدر سرمایہ نہیں مگر فقر کا نقطہ چاہتی ہوں۔ ندا آئی کہ اے رابعہ فقر خشک سال ہمارا قہر ہے کہ لوگوں کی راہ میں رکھدیا ہے جب بال برابر نہ رہیگا کہ ہمارے وصال تک پہنچے تو کام بگڑ جائیگا اور فراق سے بدل جائے گا اور تو ابھی ستر حجاب میں ہے جبتک کہ ان سب چیزوں کے تحت سے باہر نہ ہوگی اور ہمارے راہ میں قدم نہ رکھے گی یہ ستر حجاب نہ علیحدہ کریگی ہمارے فقر کی حدیث نہ کرسکے گی لیکن دیکھ۔ رابعہ نے دیکھا تو ہوا میں خون کا دریا معلق پایا۔ ہاتف نے آواز دی کہ یہ سب ہمارے عاشقوں کی آنکھوں کا خون ہی جو ہماری طلب میں آئی ہیں اور منزل اوّل میں ہیں جنکا نام ونشان دونوں عالم میں کسی مقام سے ظاہر نہ ہوا۔ رابعہ نے کہا رب العزت ایک صفت انکی دولت سے مجھپر ظاہر کردی اسیوقت عورتوں کا عذر انکو پیدا ہوگیا۔ ہاتف نے آواز دی کہ انکا مقام اوّل یہ ہے کہ سات سال تک پہلو سے چلتے ہیں تاکہ ہماری راہ کے ایک ڈھیلے کی زیارت کریں۔ اور جب اس ڈھیلے کے پاس پہونچتے ہیں تو وہ انپر راہ بند کردیتا ہے۔ رابعہ نے کہا خداوندا تو مجھکو اپنے گھر میں نہیں چھوڑتا۔ یا بصرہ میں مجھے اپنے گھر چھوڑ دے یا مکہ میں اپنے گھر اوّل اوّل میں کعبہ میں نہ آتی تھی تجکو چاہتی تھی۔ اب

تیرے گھر کے قابل نہیں رہی۔ یہ کہہ کر بصرہ کو لوٹ گئیں اور عبادت خانہ میں معتکف ہو گئیں ٭
نقل ہے دو شخص آپکی زیارت کو آئے جو بھوکے تھے۔ کہا اگر کوئی شخص ایسا کھانا لائے جو حلال
ہو تو ہم کھائیں۔ رابعہ کی دو روٹیاں جو تھیں پیش کر دیں۔ ایک سائل نے آواز دی رابعہ نے
دونوں روٹیاں سائل کو دیدیں۔ وہ لوگ متحیر ہو گئے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ایک کنیز کچھ
گرم روٹیاں لیکر آئی اور کہا کہ بانو نے بھیجی ہیں۔ آپ نے شمار کیں تو اٹھارہ روٹیاں تھیں
کہا واپس لیجاؤ۔ تم نے غلطی کی کنیز کہنے لگی کہ تمہارے ہی پاس بھیجی ہیں۔ انہوں نے کہا
مجھے دھوکا ہوا واپس لیجاؤ وہ لے گئے اور اپنی بیوی سے بیان کیا۔ اس نے دو روٹیاں
اُوپر اَور رکھدیں اور پھر بھیجدیں۔ رابعہ نے گنیں تو بیس تھیں۔ لیکر انکے سامنے رکھدیں وہ
کھاتے اور تعجب کرتے تھے پھر آپ سے پوچھا یہ کیا راز تھا۔ کہا جب تم آئے تو مجھے معلوم ہوگیا
کہ بھوکے ہو میں نے کہا دو روٹیاں دو بزرگوں کے سامنے کیسے رکھوں سائل آیا تو میں نے اسے
دیدیں اور مناجات کی خدایا تو نے فرمایا ہے میں ایک کے دس دیتا ہوں اور اسپر مجھے یقین
تھا اب میں تیری رضا میں دو روٹیاں دیں جب اٹھارہ روٹیاں آئیں تو میں سمجھ گئی کہ تصرف
سے خالی نہیں یا مجھکو نہیں بھیجیں اسلئے میں نے واپس کر دیں یہاں تک کہ پوری بیس ہو گئیں ٭
نقل ہے ایک شب عبادت خانہ میں نماز پڑھ رہی تھیں کہ خستگی کا اثر ہوا تو بیخبر ہو کر
سو گئیں۔ ایک چور آیا اور آپکی چادر لیکر باہر نکلنا چاہا مگر راہ نہ پائی چادر اپنی جگہ رکھدی
تو راہ مل گئی پھر چادر لے لی تو راہ نہ ملی۔ اسیطرح چند مرتبہ ہوا تو عبادت خانہ کے گوشہ سے
آواز آئی کہ اے شخص اپنے آپکو تکلیف نہ دے کہ اس نے چند سال سے اپنے آپکو ہماری سپرد
کر دیا ہے۔ ابلیس کا زہرہ نہیں کہ انکے گرد آئے تو چور کا کیا زہرہ ہے کہ انکی چادر کے گرد
آسکے۔ اے چور اگر ایک دوست سویا ہوا ہے تو دوسرا دوست تو بیدار ہے۔ ٭ نقل ہے رابعہ
کی خادمہ پیاز کی چٹنی کر رہی تھی کہ کئی دن سے کھانا نہ پکایا تھا۔ پیاز کی حاجت پڑی تو
اس نے کہا ہمسایہ سے لے لوں۔ رابعہ نے کہا چالیس سال ہوتے میں نے خدا سے عہد کر لیا ہے

کہ اسکے غیر سے کچھ نہ مانگوں گی پیاز نہیں تو نہ ہو۔ اسیوقت ایک مرغ ہوا سے آیا اور چھلی ہوئی پیاز ہانڈی میں ڈالدی۔ رابعہ نے کہا میں مکر سے بیخوف نہیں پیاز کی چلنی چھوڑ دی اور روکھی روٹی کھائی۔ نقل ہے رابعہ ایکدن پہاڑ پر گئیں تو ہرن اور گورخر انکے گرد جمع ہوگئے اور انکا نظارہ کر رہے تھے ناگاہ حسن بصری ظاہر ہوئے تو سب بھاگ گئے جب حسن نے یہ دیکھا تو رنجیدہ ہوئے اور کہا اے رابعہ کیوں یہ مجھ سے بھاگ گئے اور تم سے انس رکھتے ہیں۔ رابعہ نے پوچھا تم نے آج کیا کھایا ہے۔ جواب دیا آبہ کی چربی۔ کہا تم نے انکی چربی کھائی تو وہ کیسے تم سے نہ بھاگیں۔ نقل ہے ایکمرتبہ رابعہ کا گذر حسن رح کے گھر ہوا اور حسن اسقدر روتے تھے کہ آنسو پرنالے سے بہتے تھے انھوں نے تلاش کی کہ کیا پانی ہے۔ جب معلوم ہوگیا تو کہا اے حسن اگر یہ گریہ رعونت نفس سے ہے تو آنسو نہ نکالو تاکہ تمہاری اندر دریا ہوجائے ایسا کہ اگر اس دریا میں دل ڈھونڈھو تو نہ پاؤ۔ مگر بادشاہ مقتدر کے پاس حسن کو یہ بات گراں گذری اور کچھ نہ کہا۔ ایکدن رابعہ کو فرات کے کنارہ بیٹھا دیکھا تو حسن نے پانی پر جانماز ڈالکر کہا اے رابعہ آؤ یہاں دو رکعت نماز پڑھیں۔ رابعہ نے کہا اے استاد جب بازار دنیا میں آپ اہل آخرت کو پیش کرتے ہیں تو ایسی بات چاہیئے جس سے آپکی ابنائے جنس عاجز ہوں پھر رابعہ نے ہوا میں سجادہ ڈالکر کہا اے حسن یہاں آؤ تاکہ خلق کی آنکھ سے زیادہ پوشیدہ رہو۔ پھر رابعہ نے حسن کا دل اپنے ہاتھ میں لینا چاہا۔ کہا اے استاد جو کچھ تینے کیا ایک مچھلی کرتی ہے اور جو مینے کیا ایک مکھی کرتی ہے کام ان دونوں سے باہر ہے۔ نقل ہے حسن بصری رح فرماتے ہیں۔ ایک شبانہ روز میں رابعہ کے پاس تھا طریقت و حقیقت کی باتیں کرتا تھا مگر نہ میرے دل میں گذرا کہ مرد ہوں اور نہ انکے دل پر کہ عورت ہوں۔ آخر الامر جب میں اٹھا تو اپنے آپکو میں نے مفلس دیکھا اور انکو مخلص ایک رات کو حسن یاروں کے ہمراہ رابعہ کے یہاں گئے وہاں چراغ نہ تھا اور انکو چراغ چاہیئے تھا۔ رابعہ نے اپنی انگشت پر پھونک ماردی اور صبح تک اپنی انگشت سے چراغ جلایا۔ اگر کوئی

کہے کہ کیسے ہو سکتا ہے تو ہم کہیں گے جو شخص نبی کی متابعت کریگا اسے ... کرامت ... ملے گا جو بات پیغمبر کیلئے معجزہ ہے وہ متابعت پیغمبر کی برکات سے ولی کے واسطے کرامت
مَنْ رَدَّ دَانِقًا مِنَ الْحَرَامِ فَقَدْ نَالَ دَرَجَةَ النُّبُوَّةِ یعنی جو شخص حرام کی ایک
کوڑی واپس کردیگا وہ نبوت سے درجہ پائیگا۔ اور آنحضرتؐ فرماتے ہیں سچا خواب نبوت کے
چالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ ایک مرتبہ رابعہ نے حسن کو تین چیزیں بھیجیں موم کا
ٹکڑا۔ اور سوئی اور بال۔ اور کہا موم کی طرح عالم کو منور رکھو اور اپنے آپ جلو اور سوئی کی طرح
برہنہ رہو اور ہمیشہ کام کرو جب یہ کام کرلو تو بال کی طرح ہو جاؤ تاکہ تمہارا کام خراب نہ ہو
حسن نے رابعہ سے کہا تم شوہر کی رغبت نہیں کرتیں جواب دیا عقد نکاح وجود پر ہوتا ہے اور
یہاں وجود کہاں ہے کہ میں اپنی مالک نہیں اسکی مملوک ہوں اسکے سایۂ حکم میں ہوں اسے
پیغام دینا چاہیئے۔ کہا اے رابعہ یہ درجہ تم نے کیسے پایا۔ جواب دیا یوں کہ سب پائی ہوئی چیزوں
کو میں نے اسمیں گم کردیا۔ حسن نے کہا تم اسے کس طرح جانتے ہو۔ کہا اے حسن کیفیت تم جانتے ہو
ہم بے کیفیت جانتے ہیں۔ **نقل ہے** ایک دن حسن اونکی عبادت گاہ میں گئے اور کہا ان
علموں میں سے جو نہ تعلیم سے ہوں اور نہ سنکر بلکہ بیواسطہ خلق آپکے دل میں ... ہوں
مجھ سے کچھ بیان کیجئے کہا چند کلاوے رسے کے بینے بٹے تھے تاکہ بیچکر اس ہی قوت
حاصل کروں چنانچہ دو درم میں بیچے جنمیں سے ایک میں نے اس ہاتھ میں لیا اور دوسرا اسمیں مجھے
خوف ہوا کہ اگر دونوں ایک ہاتھ میں ہونگے تو جفت ہو جائیں گے اور مجھے راہ سے بہکا دینگے۔
آج میری فتح یہ تھی۔ لوگوں نے رابعہ سے کہا کہ حسن کہتے ہیں اگر کل ایکدم دیدارِ حق
سے محروم رہونگا تو آخرت میں اس قدر روؤں گا کہ تمام اہل بہشت کو مجھپر رحم آئے گا۔
رابعہ نے کہا یہ بات اچھی ہے مگر دنیا میں اگر ایسا ہے کہ ایکدم حق تعالےٰ کے ذکر سے
غافل رہتے ہیں تو ماتم اور گریہ وزاری ظاہر ہوتی ہے۔ جب تو یہ اسکی علامت ہے کہ آخرت
میں بھی ایسا ہوگا ورنہ ایسا نہیں۔ لوگوں نے کہا تم شوہر کیوں نہیں کرتیں۔ جواب دیا

تین چیزوں کے غم میں ہوں۔ اگر مجھے ان سے بےغم کردو تو میں شوہر کرلوں۔ اول یہ کہ بوقت مرگ ایمان سلامت لیجاؤنگی یا نہیں۔ کہا ہم نہیں جانتے۔ دوسری یہ کہ میرا اعمالنامہ میرے ہاتھ میں دینگے یا نہیں۔ کہا خدائے تعالیٰ جانے۔ تیسری یہ کہ اسوقت جبکہ ایک جماعت کو سیدھے ہاتھ کیطرف سے بہشت میں لیجائیں گے اور ایک گروہ کو الٹے ہاتھ کی طرف سے میں کس راستے جاؤنگی۔ کہا ہم نہیں جانتے۔ فرمایا جب مجھے اتنے ماتم درپیش ہوں تو شوہر کی پرواہ کیسے ہو۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہاں سے آتے ہو۔ جواب دیا اُس جہان سے۔ پوچھا کہاں جاؤ گے۔ جواب دیا اسی جہان میں۔ پوچھا اس جہان میں کیا کرتے ہو۔ فرمایا افسوس۔ پوچھا کیوں۔ فرمایا روٹی اس جہان کی کھاتی ہوں اور کام اُس جہان کا کرتی ہوں۔ لوگوں نے کہا تم بہت شیریں زبان ہو۔ رباط بانی کے شایاں ہو۔ فرمایا میں رباط بان تو ہوں ہی۔ جو میرے اندر ہے اُسے باہر کرتی ہوں اور جو باہر ہے اسے اندر نہیں رکھتے۔ اگر کوئی شخص آئے جائے تو مجھ سے کچھ کام نہیں میں دل نگاہ رکھتی ہوں نہ گل۔ لوگوں نے پوچھا تم شیطان کو دشمن رکھتی ہو۔ جواب دیا میں رحمان کی دوستی چھوڑ کر شیطان کی عداوت میں مشغول نہیں ہوتی۔ **نقل** ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپنے فرمایا اے رابعہ تم مجکو دوست رکھتی ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے جو آپکو دوست نہیں رکھتا لیکن محبت حق نے ایسا پکڑ لیا ہے کہ اُس کے غیر کی دوستی و دشمنی کی میرے دل میں جگہ ہی نہیں رہی۔ لوگوں نے محبت کو دریافت کیا کہا وہ ازل سے آئی اور ابد کو جائے گی۔ اٹھارہ ہزار عالم میں کسی نے اس کا ایک گھونٹ نہ پیا آخر وہ حق تعالےٰ کے پاس ہی پہنچ گئی اور یہ ندا آئی کہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ لوگوں نے کہا کہ آپ جسکی پرستش کرتے ہیں اسکو دیکھتے ہیں۔ فرمایا اگر نہ دیکھتے تو پرستش کیسے کرتے۔ **نقل** ہے رابعہ ہمیشہ روتی رہتی ہیں لوگوں نے پوچھا کیوں روتی ہو کہا اس سے ڈرتی ہوں کہ میں نے اُس کے ساتھ عادت کی ہے ایسا نہ ہو کہ مرتے وقت ندا آئے تو میرے

لائق نہیں۔ لوگوں نے پوچھا بندہ کب خدا سے راضی ہوتا ہے کہا اسوقت کہ جس طرح نعمت پر شکر کرے یونہی محنت پر۔ پوچھا گنہگار توبہ کرے تو قبول ہوگی یا نہیں۔ کہا کیسے توبہ کریگا۔ ہاں اگر خدا اُسے توبہ دے اور قبول کرے۔ جبتک وہ توبہ نہ دیگا نہیں کرسکتا آپنے فرمایا اے آدمیو دیدہ سے حق کی طرف منزل نہیں اور زبانوں سے اسکی طرف راہ نہیں۔ کان شاہ سے کہنے والے ہیں اور دست و پا حیرت میں ہیں۔ کام دل سے پڑا ہے کوشش کرو تاکہ دل بیدار ہوجائے جب دل بیدار ہوجائیگا تو اُسے یار کی حاجت نہیں یعنے بیدار دل وہ ہے جو حق میں گم ہوگیا ہے اور جو اسمیں گم ہوگیا وہ یار کا کیا کریگا یہی فنافی اللہ کا مقام ہے۔ آپنے فرمایا ہے زبان سے استغفار جھوٹوں کا کام ہے۔ اور اگر ہم خود بخود توبہ کریں تو دوسری توبہ کے محتاج ہوں۔ اور اگر صبر مرد ہوتا تو کریم ہوتا اور فرمایا ثمرۂ معرفت خدا کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ اور عارف وہ ہے جو حق سے دل چاہے۔ جب وہ اُسے دل دیدے تو فوراً خدا کو واپس کردے تاکہ اسکے قبضہ میں محفوظ رہے اور اس کے پردہ میں خلق سے محجوب رہے۔ صالح مری رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے جو شخص کسی دروازہ پر دستک دیگا آخر کبھی وہ کھل ہی جائیگا۔ ایکبار رابعہ بھی حاضر تھیں کہا کبتک تم دستک دوگے جو وہ کھلجائیگا جسنے بند کیا ہے وہی کھولیگا۔ کہا عجب مرد جاہل اور ضعیفہ عورت دانا۔ آیکروز رابعہ نے ایک مرد کو دیکھا جو کہتا تھا ہائے اندوہ۔ فرمایا یوں کہہ کہ ہائے بے اندوہ۔ کیونکہ اگر تو اندوہگین ہوتا تو دم مارنے کی طاقت نہ رکھتا۔ نقل ہے ایکبار آپنے ایک شخص کو سر پر پٹی باندھے دیکھکر پوچھا آپنے پٹی کیوں باندھی ہے۔ کہا سر میں درد ہوتا ہے۔ پوچھا تیری عمر کتنی ہے۔ کہا تیس سال کی۔ فرمایا اس مدت میں تو تندرست رہا یا رنجور۔ فرمایا اسمیں تو نے شکر کی پٹی کبھی نہ باندھی۔ اس ایک دن کی بیماری میں شکایت کی پٹی باندھتا ہے ایکمرتبہ آپنے کسی شخص کو چار درم دیئے کہ کمبل خریدلے۔ اس نے پوچھا سیاہ

یا سفید کہا درم واپس دے اور لیکر جلد میں ڈالدیئے اور کہا ابھی کمبل خریدا بھی نہیں کہ تفرقہ ظاہر ہو گیا۔ فصل بہاری ہیں آپ گھر میں چلی جاتی تہیں باہر نہ نکلتی تہیں۔ خادمہ نے کہا بیوی باہر آیئے تاکہ قدرت کے کرشمے دیکھو۔ رابعہ نے کہا تو یہاں آ تا کہ صانع کو دیکھے۔ شغلنی مشاهدة الصانع عن مطالعۃ الصنع (مجھے صانع کے مشاہدے نے صنعت کے مطالعہ سے باز رکھا ہے) ایکبار کچھہ لوگ آپکے پاس گئے تو دیکھا گوشت دانتوں سے کاٹ رہی ہیں۔ کہا آپکے پاس چھری نہیں۔ جواب دیا کٹنے کے ڈر سے میں نے کبھی چھری نہ رکھی۔ نقل ہے ایکبار سات دن برابر روزہ نہ کہولا اور رات میں بالکل نہ سوئیں۔ آٹھویں شب میں بھوک غالب ہوئی نفس نے فریاد کی کہ مجھے اسقدر تکلیف دیتی ہو۔ ناگاہ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہانیکا پیالہ لایا۔ رابعہ نے لیکر رکھدیا تاکہ چراغ جلائیں بلی آکر اس پیالہ کو گرا گئی تو کہا جا کر پانی کا کوزہ لے آؤں اور روزہ کہول لوں جب کوزہ لائیں تو چراغ گل ہو گیا۔ چاہا پانی پی لوں کہ کوزہ ہاتھ سے گر پڑا۔ اور ٹوٹ گیا رابعہ نے ایک آہ ایسی کھینچی جس سے ڈر تھا کہ گھر نہ جلجائے اور کہا الٰہی یہ کیا جو تو مجھ بیچاری کے ساتھ کرتا ہے۔ آواز سنی اگر تم چاہتی ہو تو دنیا کی نعمت تمپر وقف کردوں مگر اپنا غم تمہارے دل سے نکال لونگا۔ کیونکہ میرا غم اور نعمت دنیا ایکدل میں جمع نہیں ہوتی۔ اے رابعہ تمہاری مراد اور ہے اور ہماری مراد اور۔ ہماری اور تیری مراد اکٹھی نہ ہوگی۔ خود کہتی ہیں کہ جب میں نے یہ خطاب سنا تو دنیا سے دل ایسا ہٹا لیا اور امید کو تاہ کرلی کہ میں رخصت ہونیوالے کی طرح نماز پڑھتی ہوں اور ایسی خلق سے علیحدہ ہو گئی کہ جب دن ہوتا ہے تو اس ڈر سے کہ مجھے مشغول کرلیں گے کہتی ہوں الٰہی مجھے اپنی طرف مشغول رکھ تاکہ کوئی شخص مجکو تجھ سے بے توجہ نہ کرے۔ نقل ہے آپ ہمیشہ رویا کرتی تہیں لوگوں نے کہا آپکو کوئی مرض تو ظاہر نہیں مگر درد و نالہ میں رہتی ہیں۔ کہا ہاں مرض تو مجھے ہے مگر سینہ کے اندر ہے کہ عالم کے طبیب اسکا علاج نہیں کرسکتے

ہماری زخم کا مرہم اُسکا وصال ہی ہے میں بیمار بنتی ہوں تاکہ شاید کبھی ہیں مقصود تک پہونچ جاؤں آخر اس سے کم نہ ہونا چاہیئے۔ **نقل ہی** کچھ بزرگ رابعہ کے پاس گئے تو ایک سے رابعہ نے پوچھا تو خدائے تعالی کی پرستش کیوں کرتا ہے۔ کہا دوزخ کے سات طبقے بہت بڑے ہیں۔ ہر شخصکو اسپر گذرنا ہوگا۔ ناچار اسکی وحشت سے میں خدا کی پرستش کرتا ہوں۔ دوسرے نے کہا بہشت کے آٹھ درجے بہت عمدہ ہیں نہیں آسایش کا وعدہ ہے۔ رابعہ نے کہا وہ بندہ بُرا ہے جو اپنے خدا کی عبادت ڈر سے کرے یا طمع سے۔ انہوں نے پوچھا تم کیوں عبادت کرتی ہو۔ جواب دیا الجار ثم الدار (پہلے پڑوسی تلاش کرنا چاہئے پھر گھر) اور فرمایا کیا ہمارے لئے یہ کافی نہیں کہ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اُسکی عبادت کریں اگر بہشت دوزخ نہ ہوتی تو کیا اُسکی طاعت نہ کرنا چاہیئے تھی وہ اسکا استحقاق نہیں رکھتا کہ بیواسطہ اُسکی عبادت کیجائے۔ **نقل ہے** ایک بزرگ اُنکے پاس گئے تو اُنکے کپڑے بہت خراب دیکھے کہا بہت لوگ ہیں کہ اگر تم اشارہ کردو تو وہ تمپر نظر کریں۔ جواب دیا میں شرم رکھتی ہوں کہ کسی سے دُنیا چاہوں کیونکہ دُنیا خدا کی ملک ہے۔ پس اس شخص سے کیسی مانگ سکتی ہوں جسکے ہاتھ میں عاریت ہے۔ اُس بزرگ نے کہا اس ضعیفہ کی ہمت بلند دیکھو کہ اسے افسوس معلوم ہوتا ہے کہ اپنا وقت سوال میں صرف کرے۔ **نقل ہے** کچھ لوگ امتحان کے لئے انکے پاس گئے اور کہا تمام فضائل مردوں پر نثار کردئیے گئے ہیں اور کرامت کا پٹکہ مردوں کی کمر پر باندھا گیا ہے کبھی پیغمبری کسی عورت کو نہیں ملی تم یہ شیخی کہاں سے مارتی ہو۔ رابعہ نے کہا یہ جو کچھ تم نے کہا ٹھیک ہے لیکن انانیت و خود پرستی کہ انا ربکم الاعلی کبھی عورت سے سرزد نہیں ہوئی اور کوئی عورت کبھی مخنث نہیں ہوئی۔ مردوں ہی میں مخنث ظاہر ہوئے ہیں۔ **نقل ہے** ایکمرتبہ آپ بیمار ہوگئیں تو لوگوں نے پوچھا بیماری کا کیا سبب ہے۔ جواب دیا ہمارے دل نے ایکدن بہشت کی طرف میل کیا تو دوست نے ہمپر عتاب کیا اسکے عتاب سے یہ بیماری ہے۔ حسن بصری اُنکی عیادت کو آئے تو کہا میں نے رابعہ کے عبادت خانہ پر بصرہ کے ایک رئیس کو دیکھا

فیصلہ ... ہم سب ... (margin note, partly illegible)

جو روپیوں کی تھیلی سامنے رکھتے۔ ورنہ تھا میں نے پوچھا کیوں رد کرتے ہو۔ کہا اس زاہدہ و عابدہ کریمہ زمانہ کیلئے کہ اگر اسکی برکت نہ ہو تو خلق ہلاک ہو جائے اسکے لئے میں کچھ دیدیتا ہوں مگر ڈرتا ہوں کہ وہ قبول نہ کریگی۔ تم سفارش کرو تو شاید قبول کرے۔ میں نے جاکر پیغام کہا تو رابعہ نے گوشۂ چشم سے میری طرف دیکھکر جواب دیا کہ جو برا کہتا ہے اسکی روزی تو وہ بند کرتا نہیں جسکی جان اسکی محبت کا جوش مارتی ہے اسکا رزق بند کردیگا۔ جب سے میں نے اسے پہچانا ہے خلق کی طرف پیٹھ کرلی ہے اور جس شخص کا مال مجھے معلوم نہیں حلال ہی یا حرام کیسے قبول کروں + نقل ہے آپ بیان کرتی ہیں ایکمرتبہ میں نے بادشاہ کے چراغ کی روشنی میں پیرہن کا شگاف سی لیا تو عرصہ تک میرا دل بند رہا جبتک میں نے اُسے ادھیڑا نہیں میرا دل کشادہ نہ ہوا۔ عبدالواحد عامر کہتے ہیں میں اور سفیان ایکروز انکی عیادت کو گئے تو انکی ہیبت سے بات شروع نہ کرسکے۔ انہوں نے سفیان سے کہا کچھ کہو۔ کہا اے رابعہ دعا کرو کہ حق تعالیٰ یہ رنج تمپر آسان کردے۔ رابعہ نے مُنہ انکی طرف کرکے کہا سفیان تم نہیں جانتے کہ یہ میرا رنج کس نے چاہا ہے کیا خدا نے نہیں چاہا۔ کہا ہاں آپنے کہا جب تم جانتی ہو تو مجھے یہ حکم دیتی ہو کہ اسکی مرضی کے خلاف میں اس سے درخواست کروں دوست کا خلاف کرنا روا نہیں۔ پھر سفیان نے پوچھا تمہیں کس چیز کی آرزو ہے۔ رابعہ نے کہا اے سفیان تم اہل علم میں سے ہو ایسی بات کیوں کہتی ہو۔ بارہ سال سے مجھے تر چھواری کی آرزو ہے اور تم جانتے ہو کہ چھواروں کی بصرہ میں کچھ قدر نہیں مگر میں نے ابھی تک نہیں کھایا کہ میں بندہ ہوں اور بندہ کو آرزو سے کیا کام۔ اگر میں چاہوں اور خداوند نہ چاہے تو کفر ہو جائے۔ سفیان نے کہا میں تمہارے معاملہ میں بات نہیں کرسکتا تم میرے معاملہ میں کوئی بات کہو۔ کہا تم نیک مرد ہو اگر یہ نہ ہو کہ دُنیا کو دوست رکھتے ہو۔ میں نے کہا یہ کیا جواب دیا روایت حدیث یعنی یہ جاہلیت سفیان کہتے ہیں مجھے رقت آگئی میں نے کہا خداوندا مجھسے خوشنود ہو رابعہ نے کہا تمکو شرم نہیں آتی کہ اسکی رضا چاہتے ہو جس سے راضی نہیں ہو۔ مالک دینار

کہتے ہیں میں رابعہ کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہاں ایک ٹوٹا ہوا کوزہ رکھا ہے جس سے وضو کرتی اور پانی پیتی ہیں۔ ایک پرانا بوریا تھا اور ایک اینٹ جسپر سر رکھتی تھیں میرے دل میں درد آیا اور کہنے لگا رابعہ میرے دوست امیر ہیں اگر اجازت ہو تو تمہارے لئے اُن سے کچھ مانگوں۔ جواب دیا تم نے بڑی غلطی کی کیا میرا اور اُنکا روزی دینے والا ایک نہیں ہے۔ کہا بیشک۔ کہا کیا اُسنے درویشوں کی روزی درویشی کے سبب سے فراموش کر دی ہے اور امیروں کو امیری کے سبب سے یاد رکھتا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ کہا تو جب وہ حال جانتا ہے تو کیا حاجت کہ اُسے یاد دلاؤں وہ ایسا چاہتا ہے تو ہم بھی ایسا ہی چاہتے ہیں۔

نقل ہے حسن بصری اور مالک دینار اور شفیق بلخی رابعہ کے پاس تھے اور صدق کی متعلق گفتگو ہو رہی تھی حسن نے کہا لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَمْ یَصْبِرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاہُ وہ شخص اپنے دعوی میں صادق نہیں جو اپنے خداوند کی مار پر صبر نہ کرے۔ رابعہ نے کہا اس بات سے انانیت کی بو آتی ہے شفیق نے کہا لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَمْ یَشْکُرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاہُ۔ اپنے دعوی میں صادق نہیں جو اپنے مالک کی مار پر شکر نہ کرے۔ رابعہ نے کہا اس سے بھی زیادہ ہونا چاہیئے۔ مالک نے کہا لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَمْ یَتَلَذَّذْ بِضَرْبِ مَوْلَاہُ وہ شخص اپنے دعوی میں صادق نہیں جو مالک کی مار سے لذت نہ لے۔ رابعہ نے کہا اس سے بھی زیادہ ہونا چاہیئے۔ انہوں نے کہا تم کہو۔ رابعہ نے کہا لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَمْ یَنْسَ اَلَمَ الضَّرْبِ فِیْ مُشَاھَدَۃِ مَوْلَاہُ۔ وہ شخص دعوی میں صادق نہیں جو مولی کے مشاہدہ میں مار کی تکلیف نہ بھولے۔ اور کچھ تعجب کی بات نہیں کہ مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف کے مشاہدہ میں زخم کا الم نہ پایا اگر کوئی شخص خالق کے مشاہدہ میں اسی حالت پر ہو تو کیا عجب ہے۔

نقل ہے بصرہ کے ایک مشائخ رابعہ کے پاس آئے اور اُنکے سرہانے بیٹھکر دنیا کی مذمت شروع کی۔ رابعہ نے کہا تم دنیا کو بہت دوست رکھتے ہو کیونکہ اگر دوست نہ رکھتے تو اُسکا ذکر نہ کرتے اسباب

کا تو ڑ بیٹھا لاغر پیدا ہوتا ہے۔ اگر تم دنیا سے فارغ ہوتے تو اسکے نیک و بد کو یاد نہ کیا کرتے مگر
اس وجہ سے یاد کرتے ہو کہ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ جو شخص جس چیز کو دوست
رکھتا ہے اُسکا ذکر بہت کرتا ہے۔ نقل ہے حسن کہتے ہیں کہ ایک وقت میں رابعہ کے
پاس گیا تو وہ کچھ پکانا چاہتی تھیں گوشت ہانڈی میں ڈالا ہوا تھا۔ جب ہم نے باتیں
شروع کر دیں تو انہوں نے کہا یہ بات ہانڈی پکانے سے اچھی ہے اور ہانڈی کو ویسے
ہی چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ مغرب کی نماز پڑھ چکے تو خشک روٹی لائیں اور پانی کا پیالہ۔ اور
ہانڈی لینے گئیں تو خدا کی قدرت سے ہانڈی جوش مار رہی تھی۔ پیالے میں کر لیا اور ہمنے
اس گوشت کو کھایا۔ وہ ایسا کھانا تھا کہ ہمنے کبھی اس مزہ کا کھانا نہیں کھایا تھا۔ سفیان
کہتے ہیں ایک شب کو میں رابعہ کے یہاں تھا وہ محراب میں گئیں اور صبح تک نماز پڑھتی رہیں
میں دوسرے گوشہ میں نماز پڑھتا تھا۔ صبح کے وقت کہا ہم اسکا کیا شکر کریں کہ اوسنے
ہمکو توفیق دی کہ رات بھر ہمنے اُس کی عبادت کی اور کہا کل شکرانہ کا روزہ رکھیں گے
آپکی مناجات ہے کہ بار خدایا اگر کل قیامت کے دن تو مجھے دوزخ میں بھیجیگا تو ایسا
راز آشکارا کرونگی کہ دوزخ مجھ سے ہزاروں کوس بھاگ جائیگی۔ اور فرماتی ہیں الٰہی جو
لئے تو نے دنیا کا جو حصہ رکھا ہے وہ اپنے دشمنوں کو دیدے اور جو آخرت میں حصہ
رکھا ہے وہ اپنے دوستوں کو دیدے کہ ہمیں تو ہی کافی ہے۔ اور اگر خداوند میں دوزخ
کے ڈر سے میں تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے دوزخ میں جلانا اور اگر بہشت کی امید
میں کرتی ہوں تو وہ مجھ پر حرام کر دینا اور اگر تیرے لئے ہی عبادت کرتی ہوں تو اپنے
جمال باقی مجھ سے پوشیدہ نہ رکھ اور کہا ہے بار خدایا اگر مجھے تو دوزخ میں ڈالیگا تو
میں فریاد کرونگی کہ میں نے تجھے دوست رکھا ہے دوستوں کے ساتھ کہیں ایسا کرتے
ہیں۔ ہاتف نے آواز دی کہ یا رابعہ لَا تَظُنِّیْ بِنَا ظَنَّ السَّوْءِ ہمارے ساتھ
بدگمانی نہ کر ہم تجھے اپنے دوستوں کے جوار میں اتارینگے تاکہ تو ہم سے کلام کرے

اور فرمایا الٰہی دنیا میں میری آرزو تمام دنیا میں سے تیری یاد ہے اور آخرت میں تمام آخرت
میں سے تیرا دیدار میرا کام تو یہ ہے تو جو چاہے کر۔ ایک رات کو کہہ رہی تھیں یا رب
میرا دل حاضر کر دے یا نماز بیدل کی قبول کر۔ جب انکی وفات قریب ہوئی تو بہت بزرگ
اُن کے سرہانے تھے۔ کہا اُٹھو اور خدا کے رسولوں کے لیئے جگہ خالی کرو وہ اٹھ کر باہر
آگئے اور دروازہ بند کر دیا تو ایک آواز سنی کہ یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی
رَبِّکِ الآیہ پھر تھوڑی دیر تک کچھ آواز نہ آئی گئی تو وفات ہو چکی تھی۔ مشائخ کہتے ہیں رابعہ
دنیا میں آئیں اور آخرت میں چلی گئیں مگر حق تعالےٰ کیساتھ کبھی گستاخی نہ کی اور کچھ نہ
چاہا۔ یہ نہ کہا کہ مجھے اسطرح رکھ یا اس طرح رکھ چہ جائیکہ خلق سے کوئی چیز مانگتیں
لوگوں نے انکو خواب میں دیکھا تو پوچھا منکر و نکیر کا حال کہو۔ کہا جب انہوں نے آکر
کہا مَنْ رَّبُّکَ (تمہارا پروردگار کون ہے) تو میں نے کہا لوٹ جاؤ اور حق تعالیٰ سے کہو
اسقدر ہزاروں خلق میں سے تو نے ایک ضعیفہ عورت کو فراموش نہ کیا کہ میں تمام جہان میں
سے تجھے رکھتی ہوں تجکو ہرگز فراموش نہیں کرتی جو تو کسی کو بھیجکر پوچھتا ہے کہ تیرا خدا
کون ہے۔ محمد اسلم طوسی اور نعمی طرطوسی جنہوں نے جنگل میں تیس ہزار شخصوں کو پانی دیا
تھا دونوں رابعہ کے قبر پر آئے اور کہا تم شیخی مارتی تھیں کہ دونوں جہان میں رہونگی
تو بتاؤ کہاں پہونچی تو آواز آئی کہ مجھ مبارک ہو جو میں نے دیکھا اور دیکھتی ہوں رحمہا اللہ
تعالےٰ بغفرانہ ۔

دسواں باب ذکر فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

وہ مقدم تابان آفتاب کرم وحسان دریائے ورع وعرفان از دو جہان صاحب اعراض
پیر وقت فضیل بن عیاض مشائخ کبار سے تھے اور خود وہ اقران مرجع قوم ریاضات و
کرامات میں شان اسرار رفیع رکھتے تھے اور ورع و معرفت میں بے ہمتا تھے۔ اول انکا حال

ایسا تھا کہ بیابان میں خیمہ لگا لیا تھا اور کمبل پہن لیا تھا بالوں کی ٹوپی سر پر رکھی تھی اور
گردن میں تسبیح ڈال لی تھی۔ اور بہت سے یار تھے جو سب چور اور ڈاکو تھے جو مال اُنکے سامنے
لاتے اُسے تقسیم کر دیتے کیونکہ اُنکے سردار تھے اور جسقدر چاہتے اپنا حصہ لے لیتے مگر جماعت
ہرگز ہاتھ نہ اُٹھاتے اور جو خدمتگار جماعت نہ کرتا اُسے دور کر دیتے۔ ایک روز ایک بڑا قافلہ آرہا
تھا چوروں کی آواز اُنہوں نے سن لی اور انمیں سے ایک شخص کے پاس نقدی تھی۔ اُسنے
کہا اس بیابان میں کسی جگہ چھپا دوں کا اگر قافلہ لوٹ لیں تو نقد رہجائے۔ جنگل میں اتر کر
گیا تو ایک خیمہ دیکھا جسمیں ایک شخص کمبل پوش تسبیح سجادہ کے ساتھ ہے۔ کہا یہیں
خوب پایا روپیہ اسکی سپرد کر دوں۔ وہاں جا کر حال کہا تو اسنے اشارہ کیا کہ خیمہ میں کونے میں
وہ رکھ کر قافلہ میں گیا تو دیکھا چوروں نے قافلہ کو لوٹ لیا تھا اور جو چیز باقی رہگئی تھی وہ
اس نے اُٹھالی اور اس خیمہ کی طرف گیا۔ تاکہ امانت واپس لے جب اُس خیمہ میں پہونچا تو
دیکھا کہ چور مال بانٹ رہے تھے۔ کہا آہ اپنے ہاتھ سے مینے چور کو روپیہ دیدیا۔ فضیل نے
جب دور سے دیکھا تو آواز دی وہ ڈرتا ڈرتا وہاں گیا۔ پوچھا کیوں آیا ہے۔ کہا امانت
چاہتا ہوں۔ جوابدیا جسجگہ رکھی ہے لے لے۔ وہ لیکر قافلہ کیطرف چلا گیا فضیل کے یاروں
نے کہا اس قافلہ میں ہمنے کچھ نقد نہیں پایا تُو نے یہ کیوں واپس کر دیا۔ فضیل نے کہا اسنے میرے
ساتھ نیک گمان کیا اور میں بھی خدائے تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہوں۔ لہذا میں نے
اسکے گمان کو صحیح کر دیا تاکہ حق تعالیٰ اپنے کرم سے میرا گمان راست کرے۔ اسکے بعد انہوں نے
ایکدوسرے قافلہ کو لوٹا اور مال چھین لیا۔ کھانا کھانے بیٹھے تو ایک شخص نے قافلہ میں
سے کہا کہ تمہارا کوئی سردار نہیں۔ کہا ہے پوچھا کہاں ہے کہا دریا کنارہ نماز پڑھ رہا ہے
اُسنے کہا یہ نماز کا وقت نہیں۔ جوابدیا نفل پڑھتا ہے۔ پوچھا کھانا نہیں کھاتا کہا روزہ رکھتا ہے
اُسنے کہا رمضان کا مہینہ نہیں۔ جوابدیا نفل کا روزہ رکھتا ہے۔ اس شخص کو تعجب ہوا پس
وہ فضیل کے پاس گیا اور کہا روزہ و نماز اور چوری کا آپسمیں کیا کام۔ فضیل نے کہا

تو قرآن جانتا ہے۔ کہا جانتا ہوں۔ کہا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی۔ وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا
خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وہ شخص انکی حال میں متحیر ہو گیا نقل ہے انکی طبیعت میں مروت و ہمت تھی
کہ اگر قافلہ میں کوئی عورت ہوتی تو ہرگز اسکے گرد نہ جاتے جس شخص کا سرمایہ کم ہوتا اس سے نہ
چھینتے اور ہر شخص کی چیز بقدر اسکے مال کے چھوڑ دیتے اور انکی توجہ اچھائی کی طرف ہوتی۔ ابتدا
میں ایک عورت پر عاشق تھے جو کچھ لوٹ سے ہاتھ آتا اسے بھیجدیتے اور کبھی کبھی اسکے پاس جاتے
اور اسکی ہوس میں روتے تھے۔ ایک رات کو ایک قافلہ جا رہا تھا۔ اور اسمیں ایک شخص یہ آیت
پڑھ رہا تھا کہ اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰهِ یعنی کیا ابھی وقت
نہیں آیا کہ تمہارا دل خفتہ بیدار ہو۔ یہ ایک تیر تھا جو فضیل کی جان پر لگا گویا اس آیت
نفس کے مقابلہ پر آکر کہا تو کبتک لوٹ کریگا اور تیری راہ قطع کریں گے فضیل نے کہا
اور کہا وقت آگیا اور خالص توبہ کرلی۔ وہاں پر بعض قافلہ کے اترے تھے کہا فضیل
راہ میں ہے آگے نہیں بڑھ سکتے فضیل نے کہا تم کو بشارت ہو کہ اس نے توبہ کرلی اور تم سے امن میں ہے
پھر اسکے پاس جاتے اور رو رو کر جن کا مال لوٹا تھا انکو راضی کرتے تھے مگر ایک یہودی راضی
نہ ہوتا تھا اور سختی کرتا اور اس نے کہا یہ موقع ہے کہ ہم تمہارا نکو خفیف کریں پس فضیل سے کہا
اگر تم چاہتے ہو کہ میں معافی دیدوں تو ریت کا وہ ٹیلا اٹھا لاؤ اور وہ ٹیلا بہت بڑا تھا فضیل
اسے شب و روز ہٹاتے تھے ایک رات کو ہوا آئی اور اسے پست کردیا۔ یہودی نے جب دیکھا تو
کہا میں قسم کھا چکا ہوں جبتک میرا مال نہ دوگے معاف نہ کرونگا۔ میرے سرہانے روپیوں
کی تھیلی ہے وہ لیکر مجھے دیدو۔ کہ میری قسم سچی ہو جائے فضیل نے تھیلی اٹھا کر اسے
دیدی تو اسنے کہا اول مجھے مسلمان کرلو تو میں تمہیں معافی دوں۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا پھر
اوسنے کہا تم جانتے ہو میں کیوں مسلمان ہوا۔ کہا نہیں کہا آجتک مجھے معلوم نہ تھا کہ
حق کونسا ہے آج معلوم ہوا۔ کیونکہ توریت میں پڑھا تھا کہ جسکی توبہ سچی ہوگی وہ اگر خاک پر
ہاتھ رکھیگا تو وہ سونا ہو جائیگی میرے سرہانے خاک تھی میں تمکو آزمانا چاہتا تھا۔ اب مجھکو

معلوم ہوا کہ تمہارا دین حق ہے۔ فضیل نے ایک شخص سے کہا بخدا مجھے نصیحت کرادے سلطان
کے پاس لیجا پہلے اس پر جو حدود ہیں وہ جاری کرے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ بادشاہ نے جب
اُن کی پیشانی دیکھی تو اہل صلاح سے پایا۔ اور عزت کے ساتھ مکان پر بھیجا۔ جب گھر کے
دروازہ پر پہنچے تو ایک آواز دی۔ گھر والوں نے کہا شاید انکے ہیں زخم لگ گیا ہے۔ جواب دیا
بیشک زخم لگ گیا ہے۔ پوچھا کہاں۔ جواب دیا جان پر۔ اور آخرت سے کہا میں خانہ خدا کا
عزم رکھتا ہوں۔ اگر تم چاہو تو تمہیں آزاد کردوں۔ اس نے کہا میں تم سے جدا نہ ہونگی
جہاں تم رہوگے خدمت کرونگی۔ پس وہ مکہ کو چلے گئے۔ حق تعالیٰ نے راہ انپر آسان کردی اور
وہیں رہنے لگے۔ بعض اولیاء کو آپنے پایا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کی صحبت میں مدت تک رہے
ہیں اور علم پڑھا ہے۔ مکہ میں انپر کلام کشادہ ہو گیا۔ اہل مکہ ان کے پاس جمع ہو گئے اور
وہ وعظ فرماتے۔ انکی یہ حالت ہو گئی کہ باہر دروازہ سے انکے اعزا دیکھنے کو آئے تو ان سے ملنے
کو وہ واپس نہ جاتے تھے تو کوٹھے پر چڑھ کر کہا تم عجب غافل شخص ہو خدا تعالیٰ تمکو عقل دے
اور کسی کام میں مشغول کرے۔ سب پاؤں سے گر پڑے اور آخر نا امید ہو کر خراسان چلے گئے
اور وہ اسیطرح کوٹھے پر روتے رہے مگر دروازہ نہ کھولا۔ **نقل ہے** ایک شب کو ہارون رشید
نے فضیل برمکی سے کہا کہ آج ہمیں کسی مرد کے پاس لیچلو کہ اس طمطراق سے دل ہٹ
گیا ہے تاکہ آسایش حاصل ہو۔ فضیل انکو سفیان عیینہ کے دروازہ پر لیگئے اور دروازہ
کوٹا تو سفیان نے پوچھا کون ہے۔ کہا امیر المومنین۔ جواب دیا مجھے کیوں نہ خبر کردی کہ میں
خدمت میں حاضر ہوتا۔ جب ہارون نے یہ سنا تو کہا یہ وہ مرد نہیں جسے میں طلب کرتا ہوں
سفیان نے یہ سنکر کہا مرد تم چاہتے ہو فضیل بن عیاض ہیں۔ انکے دروازہ پر گئے تو وہ
یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ
كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ ہارون نے کہا اگر میں پند چاہتا ہوں تو یہی کافی ہے اور اس آیت کے
معنے یہ ہیں کہ آیا ان لوگوں نے جنہوں نے بدکرداری کی ہے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم انکو

نیک کام والوں کے برابر کر دیں گے۔ پھر دروازہ کوٹا تو فضیل نے پوچھا کون ہے۔ کہا امیر المومنین۔ جواب دیا امیر المومنین کا میرے پاس کیا کام اور مجھ بھی اس سے کیا مطلب مجھے مشغول نہ کرو فضیل برمکی نے کہا بادشاہوں کی اطاعت واجب ہے۔ فرمایا مجھے پریشان مت کرو فضیل نے کہا اجازت سے آؤں یا حکم سے۔ فرمایا اجازت نہیں ہے اگر حکم سے آؤ تو تم جانو۔ ہارون اندر آئے تو فضیل نے چراغ گل کر دیا تاکہ ہارون کا منہ نظر نہ آئے۔ ہارون کا ہاتھ اس اثنا میں فضیل کے ہاتھ میں پڑ گیا تو فرمایا۔ مَا اَلْیَنَ ھٰذَا اِنْ نَجَا مِنَ النَّار یہ ہاتھ کسقدر نرم ہے اگر دوزخ سے نجات پائے۔ یہ فرما کر نماز میں کھڑے ہو گئے۔ ہارون رونے لگے اور کہا آخر کوئی بات تو کہئیے فضیل نے جب سلام پھیرا تو کہا تمہارے جدّ امجد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے آپ سے درخواست کی کہ مجھے قوم کا امیر کر دیجئے۔ فرمایا اے عم محترم آپکو آپکے نفس پر امیر بنا دیا یعنے تمہارا نفس خدا کی طاعت میں ہو یہ ہزار سال تک خلق کی طاعت سے بہتر ہے۔ اِنَّ الْاِمَارَۃَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ النَّدَامَۃُ (امارت سے قیامت کے دن ندامت ہوگی) ہارون نے کہا اور کچھ کہئیے۔ فرمایا جب عمر بن عبد العزیز کو تخت پر بٹھا دیا تو انہوں نے سالم بن عبد اللہ اور رجاء بن حیوۃ اور محمد بن کعب کو بلا کر کہا میں اس نیک کام میں مبتلا ہوا ہوں میرے کام کی تدبیر کیا ہے۔ انہوں نے کہا اگر تم چاہتے ہو کہ کل عذاب سے نجات ہو تو بوڑھے مسلمان کو مثل اپنے باپ کے اور جوانوں کو مثل بھائیوں کی اور بچوں کو مثل اولاد کی اور عورتوں کو مثل ماں بہن کی سمجھو اور ان کے ساتھ ایسا معاملہ کرو۔ جیسا باپ ماں بھائی بہن کے ساتھ ہوتا ہے۔ کہا اور کچھ کہو۔ کہا دیار اسلام تمہارے گھر کی طرح ہیں اور خلائق مثل عیال کے۔ کہا کچھ اور۔ کہا باپ پر لطف کرو اور بھائیوں پر کرم اور اولاد کے ساتھ نیکی کرو پھر کہا میں تیرے اچھے چہرہ سے ڈرتا ہوں کہ آتش دوزخ میں مبتلا ہو کر برا ہو جائے۔ اور کہا بہت سے خوبصورت چہرے دوزخ میں بد صورت ہو جائیں گے اور بہت سے امیر وہاں اسیر ہو جائیں گے۔ کہا اور کچھ کہئیے

اور چلا کر رونے لگے فضیل رحمۃ اللہ نے کہا خدائے تعالیٰ سے ڈرو اور خدا کے جواب کیلئے
ہشیار رہو کہ قیامت کے روز حق تعالیٰ تم سے ایک ایک مسلمان کی بازپرس کریگا۔ اور
ہر ایک کا انصاف طلب فرمائیگا اگر رات کو کوئی بڑھیا عورت بھوکی سوئی ہوگی تو کل تمہارا
دامن پکڑے گی ہارون گریہ سے ایسے بیہوش ہوگئے کہ خبر نہ رہی فضیل برمکی نے کہا اے
فضیل بس کرو تم نے امیر المومنین کو مار ڈالا فضیل نے فرمایا اے ہامان خاموش کہ تو نے اور
تیری قوم نے اسے مار ڈالا ہے میں نے نہیں ہارون کا گریہ اس بات سے اور زیادہ ہو گیا اور
فضیل سے کہا تجھے ہامان اسوجہ سے کہا کہ مجھے فرعون جانتے ہیں پھر ہارون نے پوچھا
آپ پر قرض ہے۔ فرمایا ہاں خداوند کے قرض مجھ پر ہیں اور وہ میری طاعت ہے اگر مجھ سے اس کے
عتاب کیا تو مجھ پر افسوس ہے۔ ہارون نے کہا میں خلق کے دام پوچھتا ہوں۔ فرمایا خدا کا شکر
ہے اسکی نعمت میرے پاس بہت ہیں کچھ گلہ نہیں رکھتا۔ ہارون نے ہزار دینار کی تھیلی انکے
سامنے رکھکر کہا یہ حلال ہیں اور میراث مادری ہیں فضیل نے فرمایا میری ان تمام نصیحتوں
نے تمکو کچھ سود نہ دیا اور یہیں سے تم نے ظلم شروع کر دیا اور بیدادگری کرنے لگے میں تمکو
نجات و سلامتی کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے ہلاکت گمراہی میں ڈالتے ہو میں کہتا ہوں جو
تم رکھتے ہو وہ اسکے مالکوں کو دو تم اُسے دیتے ہو جسے دینا نہ چاہئے مجھے کچھ فائدہ نہیں
یہ کہکر ہارون کے سامنے سے اُٹھے اور دروازہ بند کر لیا۔ ہارون باہر آئے اور کہا آہ وہ کیا
مرد تھا مرد حقیقت میں فضیل ہے۔ **نقل** ہے ایک دن آپنے اپنے فرزند کو گود میں لے کر
بوسہ دیا جیسے کہ باپوں کی عادت ہوتی ہے۔ بچے نے کہا ابا تم مجھے دوست رکھتے ہو۔ جواب دیا
ہاں۔ پوچھا خدائے تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو۔ جواب دیا ہاں۔ کہا اے باپ ایک دل میں دو
دوست نہیں رہ سکتے فضیل سمجھ گئے کہ یہ بات کس طرف سے ہے غیرت حق سے سبق ہے لڑکے کو
ڈالکر حق کی طرف مشغول ہو گئے۔ **نقل** ہے ایکدن عرفات میں کھڑے ہوئے خلق کا نظارہ کر
رہے تھے اور انکی زاری و فریاد کی حس سنتے تھے کہا سبحان اللہ اگر اسقدر لوگ ایک بخیل شخص کے

کے پاس جاکر تھوڑا سا زر مانگیں تو وہ انکو نا اُمید نکرے۔ تجھپر کہ تو خداوند کریم ہی انکی بخشش اس سے زیادہ آسان ہی جتنا ایک دانگ اس شخص پر اور تو اکرم الاکرمین ہے۔ اُمید ہے کہ سبکو بخشدیگا۔ عرفات میں اُن سے سوال کیا گیا کہ ان لوگوں کا حال آپ کیسا دیکھتے ہیں۔ فرمایا بخشدیے گئے ہیں۔ اگر فضیل درمیان میں نہو۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے کہ ہم اہل خوف کو نہیں دیکھتے۔ فرمایا اگر تم خائف ہوتے تو وہ لوگ تم سے پوشیدہ نہ ہوتے کہ خائف کو خائف ہی دیکھتا ہے۔ اور ماتم زدہ کو ماتم زدہ ہی دیکھتا ہے۔ پوچھا گیا آدمی دوستی حق میں انتہا تک کب پہونچ جاتا ہے۔ فرمایا جب منع اور عطا اُسکے نزدیک یکساں ہو۔ پوچھا اس مرد کے حق میں آپ کیا کہتے ہیں جو لبیک کہنا چاہے مگر اللہ کے خوف سے نہ کہہ سکے۔ فرمایا میں اُمید رکھتا ہوں کہ جو شخص ایسا ہوگا اور اپنے آپکو ایسا جانیگا اُس سے کوئی لبیک کہنے والا نہ ہوگا۔ دریافت کیا اصل دین کیا ہے۔ جواب دیا عقل کہا اصل عقل کیا ہے۔ فرمایا حلم۔ پوچھا اصل حلم کیا ہے۔ جواب دیا صبر۔ احمد حنبل رح فرماتے ہیں میں نے فضیل سے سنا کہ جسنے ریاست چاہی وہ خوار ہوا میں نے کہا مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ کہا تابع رہو متبوع نہ ہو۔ بشر حافی رح کہتے ہیں میں نے اُن سے پوچھا زہد بہتر ہے یا رضا۔ کہا رضا اسواسطے کہ راضی اپنی منزلت سے اونچی کوئی منزلت طلب نہ کریگا۔ **نقل ہے کہ** سفیان ثوری بیان کرتے ہیں میں ایک رات کو اُنکے پاس گیا اور آیات و احادیث بیان کرتا رہا۔ پھر میں نے کہا مبارک ہے یہ رات جو آج تھی اور اچھی ہے یہ نشست جو آج ہوئی بیشک ایسی نشست تنہائی سے بہتر ہے فضیل نے کہا بری ہے یہ رات اور نشست جو آج ہوئی میں نے پوچھا کیوں۔ کہا اسلیئے کہ تم تمام رات اس فکر میں رہے کہ ایسی بات کہو جو مجھے پسند آئی اور میں اس خیال میں رہا کہ کہیں سے ایسا جواب عمدہ دوں جو تمہیں پسند آئے پس دونو ایک دوسرے کی باتوں میں خدائے تعالیٰ سے باز رہے پس تنہائی اور حق تعالیٰ سے مناجات کرنا بہتر ہے۔ **نقل ہے** ایک روز آپنے عبداللہ مبارک کو اپنے آگے آتے دیکھا تو کہا

جہاں سے آئے ہو وہیں واپس جاؤ ورنہ میں واپس جاتا ہوں تم اس لئے آئے ہو کہ مجھ سے کچھ
باتیں کرو اور میں تم سے۔ ایک شخص فضیل رح کی زیارت کو آیا۔ آپنے پوچھا کس کام کو آیا ہے
کہا اِسلئے کہ آپ سے راحت و موانست پاؤں۔ کہا قسم خدا کی یہ وحشت سے بہت نزدیک ہے
اور تو اسی لئے آیا ہے کہ مجھے جھوٹ سے فریب دے اور میں تجھے۔ یہاں سے چلا جا۔ آپنے فرمایا ہے
میں چاہتا ہوں کہ بیمار ہو جاؤں تاکہ نماز جماعت میں جانا اور خلق کو دیکھنا نہ پڑے
اور فرمایا اگر ہو سکے تو ایسی جگہ رہو کہ نہ تمہیں کوئی شخص دیکھے اور نہ تم کسی کو دیکھو کہ یہ بہت
اچھا ہے۔ اور فرمایا اس شخص کا مجھپر بڑا احسان ہو جو میرے پاس سے گذرے اور مجھے
سلام نہ کرے اور جب میں بیمار ہوں تو میری عیادت کو نہ آئے۔ اور فرمایا جب رات ہوتی ہے
تو میں خوش ہوتا ہوں کہ مجھے بے تفرقہ خلوت حاصل ہوگی اور جب صبح ہو جاتی ہے تو
دیدارِ خلق کی کراہیت سے اندوہگین ہو جاتا ہوں کہ ایسا نہ ہو وہ آجائیں اور مجھے پریشان
کریں۔ اور فرمایا جسے تنہائی سے وحشت ہو اور خلق سے اُنس کرے وہ سلامتی سے دور ہے
اور فرمایا جو شخص اپنے عمل سے بات کہیگا اُسکی بات کم ہوگی مگر اُسی کے متعلق جو اسکے کام آئے
اور فرمایا جو شخص خدائے تعالےٰ سے ڈریگا اُسکی زبان گنگ سی ہوگی۔ اور فرمایا جب حق تعالےٰ
کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اُسے اندوہ بہت دیتا ہے اور جب دشمن رکھتا ہے تو
دنیا کو اُسپر فراخ کر دیتا ہے۔ اور فرمایا اگر کوئی غمگین اُمت میں روئے تو تمام اُمت کو اُسکے
سبب سے بخشدیا جائے۔ اور فرمایا ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور عقل کی زکوٰۃ طولِ اندوہ ہے
اسیوجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر غمگین رہتے تھے۔ اور فرمایا جس طرح تعجب ہے
کہ بہشت میں کوئی روئے اس سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ کوئی دنیا میں ہنسے۔ اور فرمایا جب دل
میں خوف ہوتا ہے تو بات نہیں ہوتی ہے وہ اس شخص کی زبان پر نہیں آتی اور اس خوف سے
شہوات و حُبِّ دنیا جلجاتی ہیں اور رغبت دنیاوی سے باہر ہو جاتی ہے۔ اور فرمایا
جو شخص خدائے تعالےٰ سے ڈرتا ہے اس سے تمام چیزیں ڈرتی ہیں اور جو خدا سے نہیں ڈرتا

وہ تمام چیزوں سے ڈرتا ہے۔ اور فرمایا بندہ کو خوف و ہیبت اسیقدر ہوتی ہے جتنا علم ہوتا ہے
اور دنیا میں زہد اتنا ہی ہوتا ہے جتنی آخرت کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ اور فرمایا اس امت
میں ابن سیرین سے زیادہ میں نے کسی آدمی کو نہ دیکھا جو خدا سے امیدوار اور ترسناک ہو۔ اور فرمایا اگر
تمام دنیا حلال و بیحساب مجھے دیدیں تو میں اس سے ننگ رکھوں جیسے تم مردار سے ننگ رکھتے ہو
اور فرمایا تمام بدیاں ایک گھر میں جمع کردی گئیں اور انکی کنجی دنیا کی دشمنی بنا دی گئی۔
اور فرمایا دنیا میں پڑ جانا آسان ہے مگر باہر نکلنا اور خلاصی پانا دشوار ہے۔ اور فرمایا دنیا
بیماروں کا مقام ہے اور خلق اسمیں دیوانوں کی طرح ہے۔ اور فرمایا قسم خدا کی اگر آخرت باقی
رہنیوالی مٹی سے ہوتی اور دنیا زر فانی سے تو شایاں ہوتا کہ رغبت خلق باقی رہنیوالی مٹی کی
طرف ہو۔ چہ جائیکہ دنیا نہیں ہے مگر فنا ہوجانیوالی مٹی سے اور آخرت نہیں ہے مگر زر
باقی سے۔ اور فرمایا کسی شخص کو دنیا میں سے کوئی چیز نہ دی گئی جو اسکی آخرت اس سے حصہ کم نہ
کر دی گئی ہو۔ اسواسطے کہ تجھے حق تعالیٰ کے نزدیک وہ ہی ملیگا جو تو نے کمایا ہے اور کمایا ہے
خواہ زیادہ حاصل کر یا کم۔ اور فرمایا نرم کپڑے اور عمدہ کھانے سے لذت حاصل نہ کرو کیونکہ
اسکی لذت نہ پاؤ گے۔ اور فرمایا آدمی جو ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے یہ تکلف کے سبب سے
ہے جب تکلف درمیان سے اٹھ جائے تو آپسمیں گستاخ بھی ہو سکتے ہیں۔ اور فرمایا حق تعالیٰ
نے پہاڑوں پر وحی کی کہ تم میں سے میں ایک پر ایک پیغمبر سے کلام کرونگا۔ سب پہاڑوں نے
تکبر کیا مگر طور سینا نے کہ اسپر موسیٰ علیہ السلام سے کلام ہوا۔ جب اسنے تواضع کی تو
اسے پسند کر لیا گیا اور تواضع حق کے سامنے عاجزی کرنا فرمان کا بجا لانا جو کچھ ہے اسکا
قبول اور ادا کرنا ہے۔ اور فرمایا جو شخص اپنی قیمت جانتا ہے تواضع سے نصیب نہیں ہے۔ اور
فرمایا تین چیزیں تلاش نہ کرو کہ نہ پاؤ گے۔ وہ عالم نہ ڈھونڈو جسکا علم میزان عمل میں درست
ہو نتیجہ یہی عالم سے رہو۔ اور وہ عامل نہ تلاش کرو جسکا عمل اخلاص کے موافق ہو بغیر ہی
عامل کے رہو۔ اور نہ کوئی عیب بھائی نہ ڈھونڈو کہ نہ پاؤ گے بغیر ہی بھائی کے رہو۔ اور فرمایا جو

شخص زبان سے بھائی کے ساتھ دوستی ظاہر کرے اور دل میں دشمنی رکھے خدا اسپر لعنت کرے
اور اسے اندھا گونگا کرے۔ اور فرمایا ایک زمانہ تھا کہ لوگ جو کام کرتے تھے وہ ریا ہوتا تھا
اب جو نہیں کرتے اسمیں ریا کرتے ہیں۔ اور فرمایا عمل کا خلق کیلئے دوست رکھنا ریا ہے
خلق کے لئے عمل کرنا شرک۔ اخلاص یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ تم کو ان دو خصلتوں سے
بچا رکھے۔ اور فرمایا اگر میں قسم کھاؤں کہ میں ریاکار ہوں تو یہ اس سے زیادہ دوست رکھتا
ہوں کہ کہوں ریاکار نہیں ہوں۔ اور فرمایا اہل زہد حق تعالیٰ سے راضی ہوتا ہے اور جو
کچھ وہ کرے اور تمام خلق سے زیادہ چاہئے حق کے سزاوار اہل معرفت ہیں۔ اور فرمایا جو شخص
خدا کو اچھی طرح پہچانے اور پورے طور پر اوسکی پرستش کرے تو جوانمردی برادروں سے درگذر
کرتا ہے۔ اور فرمایا توکل کی حقیقت یہ ہے کہ غیر اللہ سے امید نہ رکھے۔ اور غیر اللہ سے نہ ڈرے
اور فرمایا متوکل وہ ہے کہ خدا پر بھروسہ رکھے نہ جو کچھ کرے اسمیں خدا کو متہم کرے اور نہ شکایت
کرے یعنی ظاہر و باطن تسلیم میں لائے۔ اور فرمایا جب تجھسے پوچھیں کہ تو خدا کو دوست رکھتا
ہے تو خاموش ہوجا کہ اگر نہیں کہیگا تو کافر ہوجائے گا۔ اور اگر ہاں کہیگا تو تیرا کام دوستوں
کا سا نہ ہے گا۔ اور فرمایا مجھے خدا سے بہت شرم آئی کہ میں پاخانہ میں گیا حالانکہ دو تین روز
میں اونکو پاخانہ کی حاجت ہوتی تھی۔ اور فرمایا بہت سے شخص ایسے ہیں جو طہارت کی جگہ
جاتے ہیں اور پاک باہر آتے ہیں اور بہت سے شخص ایسے ہیں جو کعبہ میں جاتے ہیں اور ناپاک
نکلتے ہیں۔ اور فرمایا عقلمندوں سے جنگ کرنا بیوقوفوں کے ساتھ حلوا کھانے سے زیادہ
آسان ہے۔ اور فرمایا جو شخص فاسق کے سامنے خوشی سے ہنسے گا وہ مسلمانی کے خراب کرنے
میں سعی کریگا۔ اور فرمایا اگر مجھے خبر ملے کہ تیری ایک دعا مقبول ہے جو چاہے مانگ تو میں
دعا بادشاہ کے حق میں صرف کروں کیونکہ اگر اپنی اچھائی کیلئے کروں تو میری ہی اچھائی
اور بادشاہ کی صلاحیت تمام خلق کی صلاحیت ہے۔ اور فرمایا دو باتیں دل کو خراب کردیتی
ہیں بہت کھانا اور بہت سونا۔ اور فرمایا تم میں دو عادتیں جہالت کی ہیں۔ ایک یہ کہ بغیر تعجب کی

بات کیے سنتے ہو۔ دوسری نصیحت کرتے ہو اور خود وہ نہیں کرتے شب کو بیدار نہیں رہتے اور خدا فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم اگر تو میری یاد کریگا تو میں تیری یاد کرونگا۔ اور اگر تو مجھے فراموش کردیگا تو میں تجھے فراموش نہ کرونگا اور وہ ساعت جسمیں تو مجھے یاد نہ کریگا تیری اوپر ہو نہ تجھ پر۔ اب غور کر کہ تو کیا کرتا ہے۔ اور فرمایا خدا تعالےٰ نے ایک پیغمبر سے کہ گنہگاروں کو بشارت دیدو کہ اگر توبہ کرینگے تو میں قبول کرونگا اور صدیقوں کو ڈرا دو کہ اگر عدل سے اُنکے ساتھ معاملہ کرونگا تو سب پر عقوبت کرونگا۔ کسی شخص نے فضیل سے کہا مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَہَّارُ۔ متفرق معبود بہتر ہیں یا خدائے واحد وقہار۔ ایکبار آپکے لڑکے کا پیشاب بند ہوگیا تو ہاتھ اُٹھا کر کہا الٰہی تجھے میری دوستی کی قسم ہے اسکو رنج سے نجات دے فوراً شفا ہوگئی۔ مناجات میں کہتے تو مجھے بھوکا رکھتا ہے اور میرے عیال کو بھوکا ننگا رکھتا ہے اور رات کو چراغ نہیں دیتا۔ یہ تو اپنے دوستوں کے ساتھ کرتا ہے میں کس وجہ سے یہ دولت پائی۔ اور کہتے الٰہی مجھپر رحمت کر کہ تو میری حالت جانتا ہے اور عذاب نہ کر کہ تو مجھپر قادر ہے۔ نقل ہے تیس سال تک کسی نے اُنکو ہنستا نہ دیکھا۔ مگر جس روز اُنکا لڑکا مرگیا اُسدن تبسم کیا۔ لوگوں نے کہا حضرت یہ اسکا کیا وقت ہے۔ فرمایا میں سمجھا کہ خدا اسکی موت سے راضی تھا میں بھی اسکی رضا کیوجہ سے تبسم کیا۔ آخر عمر میں فرماتے تھے مجھے پیغمبروں پر رشک نہیں کیونکہ انکو بھی لحد وقیامت اور دوزخ وپلصراط درپیش ہے اور سب کوتاہ دستی سے نفسی نفسی کہیں گے اور فرشتوں سے بھی رشک نہیں کہ اُنکو بنی آدم سے زیادہ خوف ہے مجھے تو اُس شخص پر رشک آتا ہے جو پیدا ہی نہ ہوا کہتے ہیں ایکروز ایک خوش آواز قاری نے اُنکے سامنے کوئی آیت پڑھی تو فرمایا اسے میرے لڑکے کے پاس لیجاؤ تاکہ وہ پڑھے اور کہدیا سورۃ القارعہ ہرگز نہ پڑھنا کہ وہ قیامت کی بات سُننے کی طاقت نہیں رکھتا۔ قضارا قاری نے القارعہ پڑھدی تو اُس پاک زادہ نے نعرہ مار کر جان دیدی۔ جب فضیلؒ کی وفات نزدیک پہونچی اور آپکی

دو لڑکیاں تھیں۔ گھر والوں کو وصیت کی کہ جب مجھے دفن کر دو تو انکو کوہ بوقبیس پر لیجانا اور آسمان کیطرف منہ کر کے کہنا خداوندا فضیل نے مجھے وصیت کی ہے کہ جب تک میں زندہ تھا انکو اپنی طاقت سے رکھتا تھا جب تو نے مجھے گور میں محبوس کر دیا تو انکو بھی تجھے واپس کر دیا۔ جب فضیل کو دفن کر دیا تو فضیل کی بیوی نے ایسا ہی کیا مناجات کی اور بہت روئیں۔ اسیوقت امیر یمن دو لڑکوں کے ساتھ وہاں پہونچا اور زاری سنکر حال پوچھا۔ عورت نے حال کہا اسنے کہا یہ لڑکیاں اپنے لڑکوں کو دیدوں۔ عورت نے کہا دیدو۔ اسیوقت اوسنے عماری تیار کی اور انکو یمن میں لیگیا اور بزرگوں کو جمع کر کے نکاح کر دیا۔ اور ہرایک کا مہر دس ہزار ٹھرایا مَن کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ (جو اللہ کا ہو جائیگا اللہ اسکا ہو جائیگا) عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں جب فضیل دنیا سے اٹھ گئے تو اندوہ رونے زمین سے اٹھ گیا۔

گیارہواں باب ذکر ابراہیم ادھم سلطان دنیا و دین سیمرغ قاف یقین گنج عالم عزلت گنجینۂ سرائے دولت شاہ دولت اقلیم ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ

متقی وقت و صدیق روزگار تھے۔ انواع معاملات اور اصناف حقایق میں حظ کامل رکھتے تھے اور سب کے مقبول تھے۔ بہت سے مشایخ کو دیکھا تھا۔ امام اعظم ابو حنیفہ کی صحبت میں رہتے تھے شیخ العراق جنید رح فرماتے ہیں۔ مفاتیح العلوم ابراھیم ادھم اس طائفہ کے تمام علوم کی کلید ابراہیم ادھم ہیں نقل ہے ایک روز آپ امام اعظم ابو حنیفہ کے پاس گئے تو انکے اصحاب نے چشم حقارت سے ابراہیم کو دیکھا ابو حنیفہ رح نے فرمایا سیدنا ابراہیم۔ اصحاب نے کہا انہوں نے یہ سیادت کیسے پائی۔ فرمایا اسوجہ سے کہ ہمیشہ خدمت خداوند میں مشغول رہتے ہیں اور ہم دوسروں کے کام میں بھی مشغول رہتے ہیں۔ انکا ابتدائی

حال یہ تھا کہ آپ بلخ کے بادشاہ تھے تمام عالم زیر فرمان تھا چالیس خوان اور گرز زرین اُنکے آگے پیچھے لیجاتے تھے۔ ایک رات کو تخت پر سو رہے تھے کہ آدھی رات کو چھت ہلی۔ آواز
دی کون ہے۔ جواب ملا میرا اونٹ گم ہوگیا ہے اُسے ڈھونڈتا ہوں۔ کہا اونٹ کوٹھے پر
کیسے ہوگا۔ جواب دیا اے غافل تو خدا کو اطلسی جامہ اور زریں تخت پر طلب کرتا ہے۔ یہ کوٹھے
پر اونٹ تلاش کرنے سے زیادہ عجیب ہے۔ اس بات سے ابراہیم کے دل میں ہیبت ہوئی اور
اندر آگ بھڑک گئی اور متفکر و متحیر و غمگین ہوگئے۔ دوسرے روز تمام ارکان اپنی اپنی جگہ
کھڑے تھے غلام آگے صف باندھے ہوئے تھے اور دربار عام تھا کہ ناگاہ ایک باہیبت شخص
دروازہ سے آیا خادم و حشم میں کسی کی مجال نہ ہوئی جو پوچھے کہ تو کون ہے سب گونگے ہوگئے وہ شخص
اسی طرح چلا آتا تھا یہاں تک کہ تخت ابراہیم کے پاس پہونچا تو انہوں نے کہا کیا ڈھونڈتا
ہے۔ کہا میں اس سرائے میں ٹھیرونگا۔ ابراہیم نے کہا یہ سرائے نہیں ہے میرا مکان ہے کہا
یہ مکان تم سے پہلے کس کا تھا۔ کہا میرے باپ کا۔ کہا اُن سے پہلے کس کا تھا۔ کہا اُنکے باپ کا۔
پوچھا اُن سے پہلے کس کا تھا۔ جواب دیا فلاں شخص کا اسیطرح چند بار شمار کر کے کہا۔ یہ سرائے نہیں کہ
ایک آتا ہے ایک جاتا ہے یہ کہا اور باہر آکر غائب ہوگیا۔ ابراہیم تنہا اُسکے پیچھے روانہ
ہوئے جب پاس پہونچے تو پوچھا تم کون ہو۔ فرمایا میں خضر ہوں۔ ابراہیم کی جان میں آگ
لگ گئی اور درد بڑھ گیا۔ حکم دیا گھوڑا تیار کرو ہم جنگل کو جائیں گے۔ نہ معلوم یہ حال کہاں تک
پہونچے۔ چند لوگوں کے ساتھ صحرا کو چلدئے وہاں سیر کر رہے تھے کہ اتفاق سے لشکر سے جدا ہوگئے۔
ناگاہ ایک آواز سنی کہ بیدار ہو جا۔ دوسری بار بھی یہی آواز سنی۔ تیسری چوتھی بار آواز
سنی کہ اس سے پہلے بیدار ہو جا کہ موت سے تجھے بیدار کریں۔ جب سنا تو ہاتھ سے جاتے رہے۔
ناگاہ ایک ہرن کو دیکھا اُسکی طرف مشغول ہوئے تو وہ کہنے لگا مجھے شکار کرنیکے لئے بھیجا ہے تم مجھے
شکار نہیں کرسکتے اور تمکو اسی کام کیلئے پیدا کیا ہے جو تم کرتے ہو۔ دوسرا کوئی کام نہیں
ابراہیم نے کہا نہ معلوم کیا حال ہے۔ ہرن کی طرف سے ہٹے تو وہی بات جو ہرن سے سنی تھی۔

غائبیہ زمین سے سنی تو انہیں خوف ظاہر ہو گیا اور کشف زیادہ ہو گیا۔ جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ کام پورا کر دے تو انکے تکمۂ گریبان سے بھی آواز آئی وہ کشف یہاں تمام ہو گیا اور ملکوت کا دروازہ انپر کھلگیا یقین حاصل ہو گیا اور تمام کپڑے اور گھوڑا انکے آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ توبہ نصوح کر لی اور ایک طرف کو چلدیئے۔ ایک چرواہے کو دیکھا کہ کمبل پہنے اور کمبل کی ٹوپی سر پر رکھی ہوئی ہے اپنی مغرق ٹوپی اور زربفت کے کپڑے اُسے دیدیئے اور وہ کمبل لیلیا۔ تمام ملکوت انکے نظارہ میں آگیا۔ زرے سلطنت جو ابراہیم کو حاصل ہوئی تھی کپڑے پہنکیئے اور خلعت فقر پہن لی۔ کوہ و بیابان میں پیادہ پھرتے اور گناہ پر روتے تھے یہاں تک کہ مرو دیکھا وہاں ایک پل ہے ایک نابینا اس پل پر سے گذرا۔ ابراہیم نے کہا۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْہُ (اے اللہ اسکی حفاظت کر) وہ ہوا میں معلق کھڑا رہگیا اور ابراہیم نے اُسے پکڑ کر اٹھالیا۔ وہ ابراہیم کے حال میں خیرہ ہو گیا کہ کیا ہے بزرگ مرد ہے۔ وہاں سے چلکر نیشاپور پہونچے وہاں ایک غار مشہور ہے اُسمیں نو برس تک رہے۔ کسی کو معلوم کہ اس غار میں کیا مجاہدات و ریاضات کئے۔ بہت جوانمرد اور نیک سرایہ ہونا چاہیے تو وہاں رہ سکتا ہے۔ جمعرات کو غار پر آتے اور لکڑیوں کا بوجھ بنا کر صبح کے وقت نیشاپور لیجا کر بیچتے اور جمعہ کی نماز پڑھتے روٹی خریدتے تو اُسمیں سے آدھی فقیر کو دیتے اور دوسرے ہفتہ تک انکا یہی حال ہوتا۔ نقل ہے کہ موسم سرما میں ایک رات کو اس غار میں سخت سردی تھی۔ انہوں نے برف توڑ کر غسل کیا اور صبح تک نماز میں رہے۔ وقت سحر خوف ہوا کہ ہلاک ہو جائیں۔ دل میں آیا کہ آگ ہوتی تو ایک پوستین اُنکی پشت پر آئی اور گرم کر دیا کہ وہ سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو دیکھا ایک اژدہا تھا جو اُنکی پشت کو گرم کرتا تھا اُنکے دل میں خوف عظیم آیا اور کہا خداوندا تو نے اُسے لطف کی صورت میں میری پاس بھیجا اب میں قہر کی صورت میں اُسکو دیکھتا ہوں میں اسکی طاقت نہیں رکھتا اسیوقت اژدہا نے منہ زمین پر ملا اور غائب ہو گیا۔ نقل ہے جب آدمیوں نے اُنکی حالت سے آگاہی پائی تو وہ اس غار سے بھاگ گئے اور مکہ کو چلے گئے جب شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ

اُس غار کی زیارت کو گئے تو کہا سبحان اللہ اگر یہہ غار مُشک سے بھرا ہوتا تو اسقدر عمدہ خوشبو نہ دیتا کیونکہ ایک جوانمرد یہاں چند روز تک رہا ہے نقل ہے جب ابراہیم جنگل چلے گئے تو اُن کا دین ہیں سے ایک بزرگ وہاں پہونچے اور اسم اعظم اُنکو سکھا دیا۔ اُنہوں نے اس نام سے خداکو پکارا تو فوراً خضر کو دیکھا۔ فرمایا اے ابراہیم وہ میرے بھائی الیاس تھے جنہوں نے تمکو اسم اعظم سکھایا پھر انمیں اور خضر میں بہت باتیں ہوئیں۔ انکے پیر خضر تھے کہ اُنکو باذن اللہ اس کام میں چلاتے تھے۔ فرماتے ہیں جب میں ذات العرق پہونچا تو ستر مرقع پوش لوگوں کو دیکھا جنہوں نے جان دیدی تھی اور خون ان سے جاری تھا میں اُنکے پاس گیا تو ایک کی سانس باقی تھی میں نے پوچھا اے جوانمرد یہہ کیا حالت ہے۔ کہا اے ابن ادہم علیک بالماء والمحراب دُمتم پانی اور محراب کو لازم پکڑو۔ دور دور نہ جاؤ کہ مہجور ہو اور نزدیک نہ آؤ کہ رنجور ہو۔ کوئی نہ ہو جو فرش سلامت پر یہہ گستاخی کرے۔ اس دوست سے ڈرو جو حاجیوں کو کافران روم کی طرح مار ڈالتا ہے اور حاجیوں سے جنگ کرتا ہے سو ہم صوفی لوگ تھے۔ قدم بر توکل جنگل کو چلدیے اور عزم کر لیا کہ بات نہ کریں گے۔ سو خدا کے سوا کسیکا خیال نہ لائیں گے۔ حرکت و سکون اُسکے لئے کریں گے۔ اور اسکے غیر کیطرف متوجہ نہ ہونگے۔ جب جنگل سے گذر گئے اور حرم گاہ میں پہونچے تو خضر ہمیں ملے ہمنے سلام کیا اور شاد ہو کر کہا الحمد للہ ہمارے کوشش ٹھکانے لگی اور طالب مطلوب تک پہونچا کہ ایسا شخص ہمارے استقبال کو آیا اسی وقت ہماری جانوں میں آواز آئی کہ اے جھوٹے مدعیو قول و عہد یہی تھا کہ تم مجھے بھول گئے اور غیر کی طرف مشغول ہو گئے۔ جاؤ تمہاری عوض میں لونگا اور تمہارا خون بہا نکالونگا

خون ریز بود ہمیشہ در کشور ما — جان عود بود ہمیشہ بر مجمر ما
داری سر ما وگرنہ دور از بر ما — ما دوست کشیم و تو نداری سر ما

لہ ہماری ولایت میں ہمیشہ خون بہائے جاتے ہیں اور ہماری انگیٹھی میں ہمیشہ جان قربان ہوتی ہے اگر تو ہمارا خیال رکھتا ہے جب تو خیر ورنہ ہمارے پاس سے دور ہو کیونکہ ہم دوست کو مار ڈالتے ہیں اور تو ہمارا خیال نہیں رکھتا۔

وہ جوانمرد جو تم دیکھتے ہو سب آہی کے سوختہ ہیں۔ اے ابراہیم خبردار اگر تم اسکی طاقت رکھتے
ہو جب تو قدم رکھو ورنہ لوٹ جاؤ۔ ابراہیم کہتے ہیں میں حیران ہو گیا اور ... رہ
ٹھہر گیا۔ جواب دیا وہ پختہ ہیں اور میں ابھی خام ہوں۔ جان توڑتا ہوں کہ پختہ ہو جاؤں
اور انکے پیچھے جاؤں یہ کہکر جان دیدی۔ چودہ سال تک آپ نے جنگل قطع کیا اور تمام راہ
تضرع و نماز میں رہے تو مکہ پہنچے۔ پیران حرم کو خبر ہوئی تو وہ آپ کے استقبال کیلئے آئے۔ ابراہیم
نے اپنے آپکو قافلہ کے آگے کر لیا تاکہ کوئی شخص انکو نہ پہچانے۔ جو خادم ان بزرگوں سے
پہلے آئے تھے انہوں نے ابراہیم کو دیکھکر پوچھا ابراہیم ادہم نزدیک ہیں مشائخ حرم انکے
استقبال کو آئے ہیں۔ ابراہیم نے کہا وہ اس زندیق (بیدین) سے کیا چاہتے ہیں چنانچہ
نے انکو مارنا شروع کیا کہ تو ایسے شخص کو زندیق کہتا ہے تو خود زندیق ہے۔ ابراہیم نے کہا
میں یہی تو کہتا ہوں کہ میں زندیق ہوں۔ جب وہ انکے پاس سے چلے گئے تو اپنے نفس سے
کہا ہاں اے نفس تو نے اپنی سزا دیکھی تو چاہتا تھا کہ مشائخ حرم تیرے استقبال کو آئیں
الحمدللہ کہ اپنے مقصد کے مطابق میں تجکو دیکھا جب انکو پہچانا تو عذر چاہا پھر مکہ میں ساکن
ہو گئے اور انکے یار ظاہر ہو گئے۔ ابراہیم اپنے کسب سے کھاتے تھے کبھی لکڑیاں کاٹتے اور
کبھی پالیز بانی کرتے۔ نقل ہے جب وہ بلخ سے چلے گئے تو انکا ایک چھوٹا لڑکا تھا جب
بڑا ہوا تو پوچھا میرے باپ کہاں ہیں۔ والدہ نے انکا حال بیان کیا اور کہا اب انکا
نشان مکہ میں دیتے ہیں۔ کہا میں مکہ جاکر زیارت کرونگا اور اپنے باپ کو تلاش کرکے
انکی خدمت میں رہوں گا۔ حکم دیا بلخ میں منادی کر دی کہ جسکو حج کی آرزو ہو تو
خرچ میرے ذمہ ہے۔ کہتے ہیں چار ہزار شخص آئے ان سبکو اپنے خرچ سے لے گیا۔ اس امید
میں کہ اپنے والد کا دیدار دیکھے۔ جب مکہ پہنچا تو مسجد حرام میں ...
ابراہیم ادہم کو تم پہچانتے ہو۔ کہا وہ ہمارے شیخ ہیں صحرا میں لکڑیاں ... گئے ہیں
بیچکر ہمارے لئے روٹی خریدیں۔ لڑکا صحرا میں گیا تو دیکھا کہ ایک ...

گردن پر رکھے آرہا ہے۔ لڑکے کو رونا آگیا مگر ضبط کر لیا اور آہستہ آہستہ انکے پیچھے چلنے لگا
یہاں تک کہ ابراہیم نے بازار میں آواز دی کہ کون شخص عمدہ مال کو عمدہ چیز سے خریدتا ہے۔
ایک شخص نے وہ لکڑی خرید کر انکو روٹی دیدی۔ ابراہیم یاروں کے پاس آئے اور روٹی انکے
سامنے رکھکر نماز میں مشغول ہوگئے۔ وہ روٹی کھاتے تھے اور ابراہیم نماز پڑھتے تھے۔ ابراہیم
ہمیشہ اپنے اصحاب سے کہا کرتے تھے اپنے آپکو امردوں سے محفوظ رکھنا۔ خاصکر آج کہ عورتیں
اور بچے بہت ہونگے نظر کو بچائے رکھنا۔ سب نے قبول کر لیا۔ جب حاجی طواف میں مشغول
ہوئے تو ابراہیم بھی معہ یاروں کے طواف کرنے لگے۔ انکا لڑکا سامنے آیا تو اسے دیکھنے
لگے۔ یاروں نے اسپر تعجب کیا۔ جب طواف سے فارغ ہوگئے تو انہوں نے کہا اللہ آپ پر
رحم کرے ہمکو آپنے حکم دیا تھا کہ کسی امرد اور عورت پر نظر نہ کرنا اور خود ایک صاحب جمال لڑکے کو
دیکھا اسمیں کیا حکمت تھی۔ کہا تمنے دیکھا تھا کہ جب میں بلخ سے آیا تھا تو ایک شیرخوار بچہ
رکھتا تھا جسے چھوڑ کر آیا تھا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ میرا لڑکا ہے۔ دوسرے دن ابراہیم کا
ایک یار قافلہ میں گیا اور بلخ کا قافلہ تلاش کیا تو ایک دیبا کا خیمہ لگا ہوا دیکھا جسمیں کرسی
رکھی ہوئی ہے اور اسپر وہ لڑکا قرآن پڑھتا اور روتا ہے۔ اس درویش نے اجازت چاہی
اور کہا تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ کہا بلخ کا۔ پوچھا کس کے لڑکے ہو۔ لڑکے نے رو کر
کہا میں نے باپ کو نہیں دیکھا۔ مگر کل ایک شخص کو دیکھا تھا معلوم نہیں وہ میرا باپ ہے
یا نہیں۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر کہدونگا تو وہ بھاگ جائیں گے کہ وہ ہم سے بھاگ
آئے ہیں میرے باپ ابراہیم ادھم ہیں اور اسکی ماں بھی اس کے ساتھ تھی۔ درویش
نے کہا آؤ تمہیں ان کے پاس لے چلوں۔ ابراہیم یاروں کے ساتھ رکن یمانی کے
سامنے بیٹھے تھے دور سے دیکھا تو اپنے یار کو لڑکے اور بیوی کے ساتھ پایا۔ جب بیوی
نے انکو دیکھا تو صبر نہ رہا چیخکر لڑکے سے کہا تیرا باپ یہ ہے۔ سب یار اور لوگ بہت روئے
اور لڑکا بیہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو باپ کو سلام کیا۔ ابراہیم نے جواب دیکر

گود میں لیا اور پوچھا تم کس دین پر ہو۔ کہا محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے دین پر کہا الحمد للہ
پھر پوچھا تم قرآن جانتے ہو کہا ہاں فرمایا الحمد للہ۔ پوچھا کچھ علم سیکھا ہے جواب دیا
ہاں۔ فرمایا الحمد للہ۔ پھر ابراہیم نے چاہا کہ چلے جائیں مگر لڑکا نہ چھوڑتا تھا اور ماں رو
رہی تھی۔ ابراہیم نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا الٰہی غثنی۔ لڑکے نے اسیوقت اُنکی
گود میں جان دیدی۔ یاروں نے کہا اے ابراہیم کیا واقعہ ہوا۔ کہا جب مینے اسے
گود میں لیا اور اسکی محبت میرے دل میں پیدا ہوئی تو ندا آئی کہ اے ابراہیم تدعی
محبتنا وتحب معنا غیرنا تم ہماری دوستی کا دعویٰ کرتے ہو اور ہمارے ساتھ
دوسرے کو دوست رکھتے ہو۔ دوسرے کیطرف مشغول ہوتے ہو۔ یاروں کو وصیت کرتے
ہو کہ امرد کی طرف نظر نہ کرو اور خود زن و فرزند کی جانب مشغول ہوتے ہو جب مینے یہ سنا تو
دعا کی کہ اے رب العزت میری فریاد سن اگر اسکی محبت مجھے تیری محبت سے باز رکھے گی
تو یا اسکی جان لے یا میری۔ دعا اسکے حق میں قبول ہو گئی۔ اگر کسی شخصکو اس حال
سے تعجب ہو تو ہم کہیں گے کہ حضرت ابراہیم پیغمبر سے زیادہ تعجب نہیں جنہوں نے لڑکے
کو قربان کر دیا۔ نقل ہے فرماتے ہیں راتوں کو فرصت تلاش کرتا تھا کہ کعبہ کو خالی پاؤں
مگر نہ پاتا تھا۔ ایک رات کو نہایت بارش ہو رہی تھی اور میں تنہا طواف کرنے لگا اور
ہاتھ حلقہ میں ڈالکر گناہ سے حفاظت چاہی تو آواز سنی کہ تم گناہ سے عصمت چاہتے ہو
اور تمام خلق مجھ سے یہی چاہتی ہے۔ اگر سب کو عصمت دیدوں تو میری غفاری و
غفوری رحمانی و رحیمی کے دریا کہاں جائیں گے مینے کہا۔ اللھم اغفرلی ذنوبی
(خدایا میرے گناہ بخشدے) بیٹے آواز سنی کہ ہم سے تمام جہان کی باتیں سنو۔ مگر
اپنی بات نہ کہو تمہاری بات بہتر ہے کہ دوسرے کہیں۔ مناجات میں کہتے تجھے الٰہی تو
جانتا ہے کہ آٹھوں بہشت اس اکرام کے مقابلہ میں جو تونے میرے ساتھ کیا ہے تھوڑی
ہیں۔ اور میری محبت کے مقابلہ میں اور اپنے ذکر سے مجھے انس دینے کے مقابلہ میں اور

اس فراغت کے مقابلہ میں جو تیری عظمت میں تفکر کے وقت تو نے مجھے دی ہے دوسری
مناجات انکی یہ تھی کہ الٰہی مجکو معصیت کی ذلت سے طاعت کی عزت عطا کر اور کہتے تو آہ
وہ شخص جس نے تجھے پہچانا مگر اچھی طرح نہ پہچانا پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جو تجھے پہچانتا ہی
نہیں۔ نقل ہے فرماتے ہیں میں نے پندرہ سال تک سختی و مشقت اٹھائی تو آواز سنی
کُنْ عَبْدًا فَاسْتَرِحْ اب اسکا بندہ ہو راحت تو پا چکا یعنی فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ
(جیسا حکم دیا گیا ہے استقامت کرو) ان سے پوچھا تمہیں کیا واقعہ پیش آیا جو بادشاہت
کو چھوڑ دیا۔ فرمایا میں ایک دن تخت پر بیٹھا اور آئینہ سامنے تھا میں نے نگاہ کی تو اپنا مکان گور
دیکھا جسمیں کوئی مونس نہیں ہے۔ اور سفر دراز میں نے درپیش دیکھا اور میرے پاس زاد راہ
نہیں۔ قاضی عادل دیکھا اور میری کوئی دلیل نہیں پس ملک میرے دل پر سرد ہو گیا
لوگوں نے کہا آپ خراسان سے کیوں بھاگے۔ کہا اس وجہ سے کہ لوگ پوچھتے تھے کل تم
کیسے تھے اور آج کیسے ہو۔ پوچھا بیوی کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا کوئی عورت اس لئے شوہر
کرتی ہے کہ برہنہ ہے اور بھوکی ہے میں اگر سکوں تو اپنے آپکو طلاق دیدوں دوسرے کو
اپنے دامن سے کیسے باندھوں اور عورت کو دھوکا دوں پھر ایک درویش سے پوچھا تم
بیوی رکھتے ہو۔ کہا نہیں۔ پوچھا فرزند رکھتے ہو کہا نہیں۔ فرمایا اچھا ہے پوچھا کیوں
فرمایا جس درویش نے عورت کی۔ وہ کشتی میں بیٹھ گیا اور جب فرزند ہوا تو غرق ہو گیا
نقل ہے آپ نے ایک درویش کو دیکھا جو درویشی سے روتا تھا۔ فرمایا میں جانتا ہوں
تو نے درویشی کو مفت خریدا ہے اس نے کہا درویشی کو خریدتے ہیں۔ فرمایا میں نے
بادشاہت بلخ میں خریدا ہے اور ابھی آرزو میں ہوں۔ نقل ہے کہ ابراہیم کو کسی
شخص نے ہزار درہم لا کر دیئے۔ فرمایا میں درویشوں سے کچھ نہیں لیتا اس نے کہا میں
غنی ہوں۔ فرمایا جس قدر تیرے پاس ہے اس سے زیادہ تجھے چاہیئے۔ کہا چاہیئے فرمایا
اٹھا لے کہ تو درویشوں سے بھی بڑھ کر ہے یہ درویشی نہیں بلکہ گدائی ہے آپ نے فرمایا ہے

سب سے زیادہ سخت حالت جو مجھے پیش آتی ہے یہ ہے کہ میں ایسی جگہ پہونچوں جہاں لوگ مجھے پہچانتے ہیں اسوقت مجھے وہاں سے بھاگنا چاہیئے نہ معلوم کونسی بات زیادہ سخت ہے نہ پہچاننے کے وقت ذلت اُٹھانا یا پہچان کے وقت بھاگنا۔ اور فرمایا ہم نے درویشی تلاش کی تو توانگری پیش آئی اور دوسروں نے امیری تلاش کی تو درویشی پائی۔ ایک شخص ہزار درم آپکے پاس لیگیا تو قبول نہ کئے اور فرمایا تو چاہتا ہے کہ تو اس روپیہ سے میرا نام درویشوں سے علیحدہ کردے۔ **نقل ہے** جب کوئی وارد غیب سے آتا تو فرماتے کہاں ہیں بادشاہان دُنیا دیکھیں یہ کیا کاروبار ہے تاکہ اپنے ملک سے اُنکو ننگ آئے۔ اور فرمایا وہ صادق نہیں جو شہوت طلب کرے۔ اور فرمایا اخلاص خدائے تعالےٰ کے ساتھ صدق نیّت ہے۔ اور فرمایا جو شخص تین وقتوں پر اپنا دِل حاضر نہ پائے تو اسکی علامت ہے کہ اُسپر دروازہ بند کردیا ہے۔ ایک قرآن پڑھتے وقت۔ دوسرے ذکر کرتے وقت تیسرے نماز پڑھتے وقت۔ اور فرمایا عارف کی علامت یہ ہے کہ اکثر اُسکا دل تفکر میں رہے اور کلام ثناؤ مدحت حق میں اکثر اُسکا عمل طاعت ہو اور اُسکی نظر لطائف صنعت و قدرت میں۔ اور فرمایا میں نے راہ میں ایک پتھر پڑا دیکھا جسپر لکھا تھا الٹ کر پڑھ جب الٹ کر پڑھا تو لکھا تھا کہ جب تو عمل نہیں کرتا تو جو جانتا ہے اُسے وہ کیوں طلب کرتا ہے جو نہیں جانتا۔ اور فرمایا کوئی چیز مجھپر کتاب کی مفارقت سے سخت نہیں ہوئی یا حکم ہوا مطالعہ نہ کرو۔ اور فرمایا کل نماز دمیں سب سے زیادہ بھاری وہ عمل ہوگا جو آج تجھپر زیادہ گراں ہے۔ اور فرمایا تین حجاب سالک کے دل پر سے اُٹھنا چاہئیں تو در دولت اُسپر کشادہ ہو۔ ایک یہ کہ اگر دونوں عالم کی بادشاہت ہمیشہ کیلئے دیدیں تو وہ شاد نہ ہو کیونکہ اگر وہ کسی موجود سے شاد ہے تو ابھی حریص ہے اور حریص محروم ہے دوسری یہ کہ اگر دونوں عالم کی بادشاہت اُسکے پاس ہو اور اس سے لے لیں تو افلاس سے اندوہگین نہ ہو کیونکہ یہ علامت خشم کی ہے اور خشم کا عذاب ہوگا۔ تیسرے یہ کہ کسی مدح

دلِ تعریف پر فریفتہ نہ ہو کیونکہ جو تعریف پر فریفتہ ہو وہ حقیر ہمت ہے اور حقیر ہمت محجوب ہے عالی ہمت ہونا چاہیئے + نقل ہے ایک شخص سے آپنے پوچھا تو اولیا میں سے ہونا چاہتا ہے کہا چاہتا ہوں۔ فرمایا ایک ذرّہ دنیا و آخرت میں رغبت نہ کر اور بالکل خدا تعالیٰ کیطرف متوجہ ہو جا اپنے آپکو ماسوی اللہ سے فارغ کرلے اور حلال کا کھانا اور تجہیزیہ قیام شب ہے نہ صیام روز۔ اور فرمایا کسی شخص نے نماز و روزہ حج و جہاد سے مردوں کا رتبہ نہ پایا بلکہ اسوجہ سے کہ وہ خدا کے علم میں تھا۔ لوگوں نے کہا ایک جوان صاحب وجد ہے عجیب حالت رکھتا ہے اور بڑی ریاضت کرتا ہے۔ ابراہیم نے فرمایا مجھے اُسکے پاس لیچلو کہ میں اُسے دیکھوں وہاں گئے تو جوان نے کہا تین روز میرے مہمان رہو چنانچہ تین روز وہاں رہے اور اُسکی حالت پر غور کرتے رہے۔ اُس سے زیادہ تھا جو لوگوں نے کہا تھا۔ ابراہیم کو غیرت آئی کہ ہم ایسے فسردہ ہیں اور یہ تمام رات بیدار و بیقرار رہتا ہے آؤ اس کے حال کو تلاش کروں کسی شیطان نے اسکی حالتمیں تو راہ نہیں پائی یا محض خالص ہی پھر کہا جو اصل ہے اُسکا تفحص کرنا چاہیئے اور وہ لقمہ ہے اُس کے لقمہ کو دریافت کیا تو حلال طریقہ پر نہ تھا۔ کہا اللہ اکبر یہ شیطانی ہے پھر جوان سے کہا تو بھی ہمارے یہاں تین دن مہمان رہ۔ جوان کو لیگئے اور اپنا لقمہ حلال دیتے تھے جوان کا حال گم ہوگیا اور عشق نہ رہا وہ گرمی و بیقراری جاتی رہی۔ ابراہیم سے کہا تمنے میرے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا ہاں تمہارا لقمہ حلال طریقہ پر نہ تھا۔ شیطان اُسکے ساتھ تجھمیں جاتا اور آتا تھا۔ جب تیرے پیٹ میں حلال لقمہ گیا تو تیرا اصلی حال ظاہر ہوگیا تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ اس کام کی بنیاد حلال لقمہ ہے۔ سفیان سے فرمایا تم تھوڑی یقین کے محتاج ہو اگرچہ علم بہت رکھتے ہو۔ ایک دن شقیق و ابراہیم اکٹھے تھے تو شقیق نے کہا تم خلق سے کیوں بھاگتے ہو۔ کہا اپنا دین بغل میں لیلیا ہے۔ اور اس شہر سے اُس شہر کو بھاگتا ہوں اور اس پہاڑ سے اُس پہاڑ کو تاکہ جو کوئی مجھے دیکھے یہ نہ سمجھے کہ حمّال ہوں یا دیوانہ ہوں سکتا ہوں لیں ابلیس کے ہاتھ سے دین بچاؤں اور مرگ کے دروازہ سے سلامت نکلجاؤں +

نقل ہے کہ رمضان میں دن کو گھاس لاتے اور بیچکر دام فقیروں کو دیدیتے اور اپنے آپ تمام رات صبح تک نماز پڑھتے۔ لوگوں نے کہا تمہاری آنکھ سے خواب کیوں آشنا نہیں ہوتی۔ فرمایا اس وجہ سے کہ ایک ساعت اسے گریہ سے فرصت نہیں ہوتی۔ اور جب یہ حال ہو تو خواب کی گنجائش کیسے جگہ ہو۔ جب نماز پڑھتے تو ہاتھ منہ پر رکھ لیتے۔ اور فرماتے ہیں کہ ڈرتا ہوں نماز میرے منہ پر نہ ماردی جائے۔ نقل ہے ایک دن کچھ کھانا نہ ملا تو کہا الٰہی شکر اللہ کی چار سو رکعت پڑھونگا دوسرے دن بھی کچھ نہ پایا اور اسیطرح چار سو رکعتیں پڑھیں۔ سات شب تک یہی ہوا اسکے بعد نہیر ضعف طاری ہوگیا تو کہا اگر اللہ دیگا تو بہتر ہے فوراً ایک جوان نے آکر کہا کھانے کی حاجت ہے۔ فرمایا ہے۔ انکو اپنے گھر لیگیا۔ میزبان نے جب غور سے دیکھا تو ابراہیم تھے۔ نعرہ مارکر کہا میں تمہارا غلام ہوں اور جو کچھ رکھتا ہوں تمہاری ملک ہے۔ فرمایا مینے تجھے آزاد کردیا اور جو کچھ تو رکھتا ہے تجھی بخشدیا مجھے اجازت دے کہ جاؤں پھر کہا الٰہی مینے عہد کیا کہ اب سوا تیرے کسی سے کوئی چیز نہ مانگونگا کہ مینے ایک رات روٹی مانگی تو دنیا کو تو نے پیش کردیا۔ ابراہیم کے تین یار ایک ویران مسجد میں تھے اور رات نہایت سردی کی تھی۔ ابراہیم صبح تک دروازہ پر کھڑے رہے۔ انہوں نے پوچھا آپنے ایسا کیوں کیا۔ فرمایا ہوا سرد تھی مینے کہا تم تک کم آئے۔ عطاء سلمی عبداللہ بن مبارک سے نقل کرتے ہیں کہ ابراہیم ایک سفر میں تھے اور زاد نہ رہا تو چالیس روز تک صبر کیا پھول کھاتے رہے اور کسی سے نہ کہا تا کہ کسیکو رنج نہ پہونچے۔ سہل بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں ابراہیم ادہم کے ساتھ سفر کو گیا اور بیمار ہوگیا تو جو کچھ انکے پاس تھا مجھ پر خرچ کردیا مینے اس سے کچھ آرزو بیان کی تو گدھا بیچکر میرا خرچ کیا۔ جب میں اچھا ہوگیا تو پوچھا گدھا کہاں ہے۔ فرمایا مینے بیچڈالا مینے کہا میں کس چیز پر بیٹھوں۔ فرمایا میری گردن پر بیٹھو اور تین منزل تک مجھے گردن پر بٹھا کر لیگئے۔ عطاء سلمی کہتے ہیں ایکبار ابراہیم کے پاس چندہ روز تک خرچ نہ رہا تو ریگ کھایا۔ اور فرمایا ہے مکہ کا میوہ چالیس سال سے میں نے نہیں کھایا۔ اور اگر نزع کی حالت میں نہ ہوتا تو میں نہ کہتا۔ کھایا اس وجہ سے نہیں کہ لشکر والوں نے

مکہ کی بعض زمینیں خرید لی تھیں۔ آپنے اسقدر پیادہ حج کئے مگر چاہ زمزم سے پانی نہ
بھرا کیونکہ اسکا ڈول بادشاہی تھا۔ نقل ہے ہر روز مزدوری کو جاتے اور رات تک کام
کرتے جو ملتا یاروں کے پیچ میں اُٹھاتے نماز شام پڑھ کر جاتے۔ ایکدن زیادہ دیر میں
آئے تو یاروں نے کہا ہم انکا انتظار نہ کریں گے اور کوئی چیز مول لیکر کھالیں گے اور سو رہینگے
تاکہ اس کے بعد بہت جلد آیا کریں۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ ابراہیم آئے تو اُنکو سوتا
دیکھا فرمایا آہ مسکینوں کو کچھ نہ ملا اور بھوکے سو گئے تھوڑا آٹا لائے تھے اُسے گوندھا۔ اور
آگ جلائی مگر نہ جلتی تھی۔ ڈاڑھی خاک پر رکھکر پھونک رہے تھے کہ یار اُٹھ بیٹھے اور کہا کیا
کرتے ہو۔ فرمایا میںنے تمکو سوتا پاکر کہا کہ شاید تمکو کوئی چیز نہ ملی ہوئیں کھانا تیار کروں کہ تم
اُٹھو تو کھالو۔ انہوں نے کہا دیکھو ہم نے انکے حق میں کیا خیال کیا اور یہ کیا خیال کرتے ہیں
وہ لوگ بیان کرتے ہیں جو انکے ساتھ صحبت رکھتا اس سے تین شرطیں کرتے کہ خدمت میں
کرونگا اور اذان میں دونگا اور دُنیا کی جو فتوح ہونگی اُسمیں سب برابر ہونگے۔ ایکبار
ایک شخص نے کہا میں اسکی طاقت نہیں رکھتا۔ ابراہیم نے فرمایا مجھے تیرے صدق پر تعجب آیا۔
ایک شخص مدت تک آپکی صحبت میں رہا۔ جب مفارقت چاہی تو کہا حضرت جو عیب آپنے مجھ میں
دیکھا ہے اس سے خبر دیجئے۔ فرمایا میںنے تجھ میں کوئی عیب نہ دیکھا اسلئے کہ میں تجھکو دوستی
کی آنکھ سے دیکھتا تھا۔ اپنا عیب کسی اَور سے پوچھ۔ ایک عیالدار شخص شام کو اپنے گھر
جارہا تھا اور اُسے کچھ نہ ملا تھا اندوہگین اور تنگدل تھا کہ عیال و اطفال سے کیا کہونگا۔ نہایت
پریشانی میں جارہا تھا۔ ابراہیم کو دیکھا کہ سکون سے بیٹھے ہیں۔ کہا اے ابراہیم مجھے تم سے غیرت
آتی ہے کہ تم ایسے ساکن و فارغ بیٹھے ہو اور میں ایسا سرگردان و عاجز ہوں۔ ابراہیم نے کہا
میںنے جسقدر عبادت مقبول اور نیک کام کئے ہیں سب تجھکو دیدئے تو مجھے ایک ساعت کا اندوہ
مجھے دیدے۔ معتصم نے ابراہیم سے پوچھا تم کیا پیشہ کرتے ہو۔ فرمایا میںنے دُنیا کو طالبانِ دُنیا
کے لئے چھوڑ دیا ہے اور عقبیٰ کو طالبانِ عقبیٰ کے لئے۔ اِسجہان میں میںنے خدائے تعالےٰ کا

فقر اختیار کر لیا ہے اور اجہان میں دیدارِ خدا کو۔ ایک اور شخص نے پوچھا آپ کیا کام کرتے ہیں۔ فرمایا نہیں جانتا تو کہ خدا کے کارکنوں کو پیشہ کی حاجت نہیں۔ نقل ہے ایک حجام انکی لبیں درست کر رہا تھا ایک مرید آیا تو آپنے کہا تیرے پاس کچھ ہے کہ دے دیا اشرفیوں کی ہمیان حجام کو دیدی۔ ایک سائل نے حجام سے آکر سوال کیا اُسنے کہا یہ ہمیان لے لے آپنے کہا وہ روپیہ سے بھری ہے۔ اُس نے کہا میں جانتا ہوں لے بخیل میری تو دل بے نہ مال ہے۔ ابراہیم نے کہا وہ ہی اُسنے کہا لے بیہودہ میں جیسے دیتا ہوں جانتا ہوں کیا ہے۔ ابراہیم کہتے ہیں اس شرم کا میں کبھی کسی بات سے مقابلہ نہیں کر سکتا نفس کو میں نے اپنی مراد کے مطابق اسی جگہ پایا۔ آپ سے پوچھا گیا جب سے تم اس راہ میں آئے ہو کوئی خوشی حاصل ہوئی۔ فرمایا چند بار۔ اوّل جب میں پھٹے کپڑوں اور بڑے بالوں کے ساتھ کشتی میں تھا اور ایسی حالت پر تھا کہ اہل کشتی اس سے غافل تھے مجھپر ہنستے تھے اُن میں ایک مسخرہ تھا جو بار بار آکر میرے بال پکڑ کر کھینچتا اور گردن پر مارتا تھا۔ میں اپنے آپکو اپنی مراد کے مطابق پاتا اور نفس کی اس خواری سے شاد ہوتا۔ ناگاہ ایک ایسی موج اُٹھی کہ غرق کا خوف ہوا۔ ملاح نے کہا کسی کو کشتی سے نکال دینا چاہیئے تاکہ موج ٹھہر جائے میرا کان پکڑا تاکہ ڈالدیں موج جاتی رہی اور کشتی ٹھہر گئی۔ اسوقت جو میرا کان پکڑا تھا میں نے نفس کو اپنی مراد پر پایا۔ اور اس خواری سے خوش ہوا ایکمرتبہ میں مسجد میں سونے کو گیا مگر لوگ سونے نہ دیتے تھے اور میں ضعف سے اُٹھ نہ سکتا تھا۔ میرے پیر پکڑ کر کھینچ لائے اور نیچے ڈالدیا مسجد کے تین پایہ تھے میرا سر ان پایوں پر آیا جس پایہ پر گرتا تھا میرا سر ٹوٹتا تھا اور ہر پایہ کے نیچے ایک اقلیم کا راز منکشف ہو گیا میں نے دل میں کہا کاش کہ پایہ زیادہ ہوتے۔ ایکمرتبہ میں ایک اور جگہ گرفتار ہو گیا۔ ایک شخص مجھپر پیشاب ڈالتا تھا وہاں بھی میں خوش ہوا۔ ایکبار میری پوستین میں کیڑے بہت ہو گئے تھے جو مجھے کاٹتے تھے۔ ناگاہ کپڑوں کا خزینہ مجھے یاد آگیا تو میرا نفس فریاد کرنے لگا کہ آخر یہ بھی

بیچ ہے جو تونے اپنے اوپر رکھا ہے نفس کو بینے مراد کے مطابق پایا اور خوش ہوا۔ فرماتے ہیں
ایکبار میں توکل پر جنگل گیا چند روز تک کوئی چیز نہ ملی میرا ایک دوست تھا مینے کہا اگر
میں اس کے پاس جاؤنگا تو توکل باطل ہو جائیگا۔ ایک مسجد میں جا کر پڑھنے لگا توکلت
علی الحی الذی لا یموت یعنے اس خدا پر توکل کیا جو ہمیشہ زندہ ہے ہاتف نے
آواز دی پاک ہے وہ خدا جسنے روئے زمین کو متوکل لوگوں سے پاک کر دیا مینے کہا کیوں
کہا وہ شخص متوکل کب ہے جو لقمہ کے لئے دور دور از راہ چلے کہ مجازی دوست اسے دیگا
اور اسوقت کہے توکلت علی الحی الذی لا یموت تو نے دروغ کا نام توکل رکھا ہے
نقل ہے فرماتے ہیں مینے ایک متوکل زاہد سے پوچھا تم کہاں سے کھاتے ہو کہا اسکا
علم مجھے نہیں روزی دینے والے سے پوچھ مجھے اس فضول بات سے کیا کام۔ ایکبار مینے
غلام خریدا اُس سے پوچھا تیرا کیا نام ہے کہا جس سے تم پکارو مینے پوچھا کیا کھاتا ہے
کہا جو تم کھلاؤ۔ مینے پوچھا تو کیا پہنتا ہے۔ کہا جو تم پہناؤ۔ مینے پوچھا تو کیا کرتا ہے کہا جو
تم حکم دو۔ مینے پوچھا تو کیا چاہتا ہے۔ کہا بندہ کو خواہش سے کیا کام پس مینے اپنے آپ سے
کہا اے مسکین تو تمام عمر میں خدا کا ایسا بندہ نہ ہوا اب بندگی سیکھ لے اور اسقدر رویا
کہ بیہوش ہو گیا۔ نقل ہے کہ آپ چار زانو ہرگز نہ بیٹھتے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا
ایکروز میں چار زانو بیٹھا تھا کہ ایک آواز سنی اے ابن ادہم بندے خداوند کے سامنے یوں ہی
بیٹھتے ہیں۔ مینے توبہ کی اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ سے پوچھا کیا تم کس کے بندے ہو تو کانپ
کر گر پڑے اور لوٹنے لگے پھر یہ آیت اٹھکر پڑھی۔ اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اِلَّا اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا۔ لوگوں نے کہا آپنے پہلے کیوں جواب نہ دیا فرمایا میں ڈرا کہ اگر میں
کہوں اسکا بندہ ہوں تو وہ حق بندگی طلب کریگا۔ اور اگر کہتا ہوں کہ نہیں ہوں تو
کہہ نہیں سکتا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ زمانہ کس طرح گذارتے ہیں۔ فرمایا میرے پاس چار
سواریاں ہیں جب کوئی نعمت ظاہر ہوتی ہے تو شکر کی سواری پر بیٹھتا ہوں۔ اور جب

اطاعت ہوتی ہے تو اخلاص کے مرکب پر سوار ہوتا ہوں اور جب بلا آتی ہے تو صبر کے مرکب پر سوار ہوتا ہوں اور جب معصیت ہو جاتی ہے تو توبہ کے مرکب پر سوار ہوتا اور استغفار کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں جب تک اپنی بیوی کو مثل بیوہ کے اور اولاد کو مانند یتیموں کے نہ کردو اور شب کو کتوں کی طرح خاکدان پر نہ سوؤ یہ طمع نہ ہو کہ مردوں کی صف میں پہنچو۔ اور یہ بہا در ہیں آپکا ارشاد بہت درست ہی کہ بادشاہی چھوڑی تو یہاں تک پہنچے۔ ایک دفعہ بہت سے مشائخ بیٹھے تھے۔ ابراہیم نے انکے پاس کا قصد کیا مگر انہیں راہ نہ دی اور کہا جا ابھی تجھ سے شاہی کی بو نہیں گئی ہے۔ باوجود اس حالت کے انکو راہ نہ دی تو نہ معلوم دوسرو نکو کیا کہتے۔

نقل ہے ان سے پوچھا گیا کہ دل حق سے کیوں محجوب ہیں۔ فرمایا اسوجہ سے کہ اس چیز کو دوست رکھتے ہیں جسے حق دشمن رکھتا ہے اور اسی نے پیدا ہو جانے والے بہاڑ ہیں جو لہو و لعب کی جگہ ہے مشغول ہو گئے ہیں اور اس مکان ابدی و نعیم دائم کو بھول گئے ہیں جسکی حیات و لذت کو نہ نقصان ہے نہ انقطاع۔ ایک شخص نے وصیت چاہی تو آپنے فرمایا اپنے خداوند کو اپنا دوست بنالے اور خلق کو چھوڑدے۔ ایک شخص نے وصیت چاہی تو فرمایا بندھی چیز کھول اور کھلی بند کر دی۔ اوسنے کہا میں نہیں سمجھا۔ فرمایا بندھی ہوئی ہتھیلی کھول اور کھلی ہوئی زبان بند کر۔ احمد خضرویہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک شخص سے طواف میں کہا جب تک چھ منزلوں سے نہ گذر جاؤ گے صالحوں کا درجہ نپاؤ گے۔ اپنے اوپر نعمت کا دروازہ بند کرلو اور محنت کا دروازہ کھولو۔ عزت کا دروازہ بند کرلو اور ذلت کا دروازہ کشادہ کرلو۔ خواب کا دروازہ بند کردو اور بیداری کا دروازہ کھولو۔ توانگری کا دروازہ بند کرلو اور درویشی کا دروازہ کشادہ کرلو۔ نقل ہے کہ ایک شخص نے آپسے آکر کہا حضرت میرا نفس بہت ظالم کیا ہے مجھے کوئی بات بتائیے تاکہ اسے اپنا امام بنالوں۔ ابراہیم نے فرمایا اگر تو میری چھ باتیں قبول کریگا تو تجھے کبھی اس سے نقصان ہوگا۔ اول جب معصیت کرے تو اسکی روزی مت کھا۔ جب رزاق وہ

ہے تو اور کہاں سے کھاؤں۔ یہ تو ٹھیک نہیں کہ اُسکا رزق کھائے اور پھر نافرمانی کرے۔ دوسرے کوئی گناہ کرنا چاہے تو اسکے ملک سے ۔ اُسنے کہا جب مشرق و مغرب خدا کے ملک میں تو میں کہاں جاؤں۔ فرمایا یہ ٹھیک نہیں کہ اُسکے ملک میں رہکر اُسکا نافرمان ہو۔ تیسرے جب معصیت کرنا چاہے تو ایسی جگہ تلاش کر کہ وہ نہ دیکھے۔ کہا وہ عالم الاسرار دلوں کی باتیں جاننے والا ہے۔ فرمایا یہ ٹھیک نہیں کہ اُسکے ملک میں رہے اُسکا رزق کھائے اور پھر اس کے سامنے معصیت کرے۔ چوتھے جب ملک الموت تیری جان قبض کرنیکو آئیں تو کہدے کہ مجھو مہلت دو تاکہ توبہ کرلوں۔ اُسنے کہا وہ میری یہ بات نہ سُنیں گے۔ فرمایا اسپر تو قادر نہیں کہ ملک الموت کو دفع کرے مگر یہ تو ہو سکتا ہے کہ اُنکے آنے سے پہلے توبہ کرلے اور اس وقت کو غنیمت جان۔ پانچویں جب منکر و نکیر آئیں تو اپنے پاس سے دفع کردے۔ کہا میں نہیں کرسکتا۔ فرمایا تو انکے جواب کو آمادہ رہ۔ چھٹے جب قیامت میں فرمان ہو کہ گنہگاروں کو دوزخ میں لیجاؤ تو کہنا کہ میں نہیں جاتا۔ کہا وہ زبردستی لیجائیں گے۔ فرمایا پس گناہ نکر۔ مرد نے یہ سُنکر کہا آپنے جو فرمایا بہت درست ہے اور اسیوقت توبہ کرلی اور وفات تک توبہ پر رہا۔ نقل ہے لوگوں نے آپسے پوچھا اسکا کیا سبب ہے کہ ہم خداتعالےٰ سے دعا کرتے ہیں مگر وہ قبول نہیں کرتا۔ فرمایا اسوجہ سے کہ تم خداتعالیٰ کو جانتے ہو مگر اسکی طاعت نہیں کرتے اُسکے رسول کو پہچانتے ہو مگر انکی سُنت کا اتباع نہیں کرتے۔ قرآن پڑھتے ہو مگر اسپر عمل نہیں کرتے۔ حق تعالیٰ کی نعمت کھاتے ہو مگر شکر نہیں کرتے۔ جانتے ہو کہ اہل طاعت کیلئے بہشت آراستہ ہے مگر طلب نہیں کرتے۔ پہچانتے ہو کہ دوزخ کے آتشین طوق عاصیوں کے لئے ہیں مگر اس سے نہیں بھاگتے۔ جانتے ہو کہ شیطان دشمن ہے مگر اس سے عداوت نہیں رکھتے بلکہ دوستی کرتے ہو۔ سمجھتے ہو کہ موت آئیگی مگر اسکا سامان نہیں کرتے۔ ماں باپ اولاد کو گور میں رکھتے ہو مگر اس سے عبرت نہیں پکڑتے۔ اپنے عیبوں سے ہاتھ نہیں اُٹھاتے مگر دوسروں کی عیبوں کی طرف توجہ کرتے ہو جو شخص ایسا ہے

اسکی دعا کیسے مستجاب ہو۔ دریافت کیا گیا کہ آدمی بھوکا ہو اور کچھ نہ پائے تو کیا کرے۔ فرمایا ایک دو تین روز تک صبر کرے۔ کہا دس روز تک صبر کیا پھر کیا کرے۔ فرمایا صبر کرے اور مر جائے تاکہ اسکا عوض مارنے والے (خدا) پر ہو۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ گوشت گراں ہے۔ فرمایا ہم ارزاں کر دیں گے اور خرید نہ کریں گے۔ لوگوں نے آپکی دعوت کی اور لوگ ایک شخص کا انتظار کر رہے تھے۔ ایک نے کہا وہ گراں جان ہے آجائیگا۔ ابراہیم نے فرمایا لوگ اول روٹی کھاکر گوشت کھاتے ہیں اور تم اول گوشت کھاتے ہو یعنے غیبت کرتے ہو۔ ایکبار آپ حمام میں گئے اور کپڑے پھٹے پرانے تھے۔ لوگوں نے راہ ندی تو آپکے اوپر ایک حالت طاری ہو گئی۔ فرمایا خالی ہاتھ ایک ناپاک گھر میں نہیں جانے دیتے تو بے طاعت کے خدا تعالےٰ تک کیسے جانے دیں گے۔ فرماتے ہیں ایکبار میں جنگل میں توکل پر جا رہا تھا اور تین روز تک مجھے کچھ نہ ملا تو ابلیس نے آکر کہا تو نے بلخ کی بادشاہی اور وہ نعمت چھوڑ دی اب بھوکا حج کو جا رہا ہے تجمل سے بھی جا سکتا تھا۔ میں نے کہا الٰہی دشمن کو دوست پر مقرر کرتا ہے کہ وہ مجھے بہکا دے۔ یہ جنگل کو میں تیری مدد سے قطع کر سکتا ہوں۔ پس میں نے ایک آواز سُنی کہ اے ابراہیم جو کچھ جیب میں ہے نکالکر پھینکدو تاکہ جو غیب میں ہے اسکو ظاہر کروں۔ میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو چار دانگ چاندی تھی جو بھول سے رہ گئی تھی۔ جب میں نے اسے پھینکدیا تو ابلیس میرے پاس سے بھاگ گیا اور غیب سے مجھ میں قوت آگئی۔ فرماتے ہیں ایکبار میں خوشہ چُننے کو گیا۔ جب میں دامن بھر لیتا تو مجھے مارتے اور چھین لیتے۔ چالیس بار یہی کیا اکتالیسویں بار کچھ نہ کہا۔ اور میں نے ایک آواز سُنی کہ یہ چالیس بار اُس چالیس ڈھالوں کے مقابلہ میں ہے جو تمہارے آگے آگے جاتی تھیں۔ اور فرماتے ہیں ایک باغ حفاظت کے لیے میرے سپرد ہوا باغ کے مالک نے آکر کہا کہ انار شیریں لاؤ۔ میں چند انار لایا وہ ترش تھے۔ کہا اتنا زمانہ ہوا کہ تو انار رکھتا ہے مگر ترش اور شیریں نہیں پہچانتا۔ ابراہیم نے کہا تو نے باغ میری سپرد حفاظت کے لئے کیا ہے نہ اسلئے کہ انار کھاؤں۔ اُسنے کہا اس زہد سے جو تم ہو تو میرا گمان ہے کہ ابراہیم ادہم ہو

جب میں نے یہ سُنا تو اس باغ سے چلا گیا۔ اور فرماتے ہیں جبریل علیہ السلام کو میں نے خواب میں دیکھا کہ کتاب ہاتھ میں ہے۔ میں نے کہا کیا کرو گے۔ جواب دیا دوستان خدا کے نام لکھتا ہوں میں نے کہا میرا نام لکھو گے۔ کہا تو ان میں سے نہیں ہے۔ میں نے کہا آخر انکے دوستوں سے تو ہوں۔ انہوں نے ایک ساعت سوچ کر کہا فرمان آگیا کہ اول تمہارا نام لکھوں کہ اس راہ میں امید نومیدی سے ظاہر ہو گئی۔ اور فرماتے ہیں ایک شب کو میں مسجد بیت المقدس میں تھا اور اپنے آپکو چٹائی میں لپیٹ لیا تھا کیونکہ خادم وہاں کسیکو نہ چھوڑتے تھے۔ جب کچھ رات گذر گئی تو مسجد کا دروازہ کھلا۔ ایک بزرگ چالیس شخصوں کے ساتھ آئے اور وہ سب کے سب کمبل پوش تھے۔ محراب میں آکر دو رکعت نماز پڑھی اور محراب کی طرف پشت کر لی۔ انمیں سے ایک نے کہا کہ آج کوئی شخص مسجد میں ایسا ہے جو ہم میں سے نہیں۔ ان بزرگ نے تبسم کیا اور فرمایا ابن ادہم ہیں۔ چالیس شبانہ روز ہوئے کہ عبادت کی حلاوت نہیں پاتے۔ جب میں نے یہ سُنا تو باہر آکر کہا تم ٹھیک پتہ دیتے ہو تمکو خدا کی قسم سچ کہو کس سبب سے ہے کہا فلاں روز تم نے بصرہ میں خرما خریدی تھی اور ایک خرما گر پڑا تھا تو تم سمجھے کہ میرا ہے اور اُسی اُٹھا کر اپنے چھواروں میں رکھ لیا۔ ابراہیم کہتے ہیں جب میں نے یہ سُنا تو بصرہ جا کر اس شخص سے معافی چاہی اُسنے معاف کر دیا۔ اور کہا جب حالت ایسی نازک ہے تو میں نے خرما فروشی چھوڑی اور اس کام سے توبہ کی۔ دوکان اُٹھا ڈالی اور ابدال میں سے ہو گیا نقل ہے کہ ابراہیم صحرا میں جا رہے تھے کہ ایک لشکری نے آکر پوچھا تم کون ہو۔ جواب دیا بندہ پوچھا آبادی کس طرف ہے۔ آپنے گورستان کی طرف اشارہ کر دیا۔ کہا مجھسے تم ہنسی کرتے ہو اور ابراہیم کو بہت مارا انکا سر توڑ دیا اور گردن میں رسی ڈالکر کھینچنے لگا۔ لوگوں نے دیکھکر کہا اے نادان تونے ایسا کیوں کیا یہ ابراہیم ادہم ہیں۔ وہ شخص آپکے پاؤں پر گر پڑا اور عذر کرنے لگا۔ ابراہیم نے فرمایا میں اس معاملہ کیوجہ سے جو تونے میرے ساتھ کیا تیرے لیئے دعا کرتا تھا۔ کیونکہ اسکی وجہ سے میری نصیب میں بہشت تھا

تو میں نے نہ چاہا کہ تیرے نصیب میں دوزخ ہو۔ اُس نے کہا آپنے یہ کیوں کہا کہ میں بندہ ہوں۔ فرمایا کون ہے جو خدا کا بندہ نہیں۔ اُسنے کہا جب مینے آبادی کا نشان پوچھا تو گورستان کی طرف کیوں اشارہ کیا۔ فرمایا اسوجہ سے کہ ہر روز گورستان زیادہ آباد ہے اور شہر زیادہ خراب۔ ایک بزرگ کہتے ہیں مینے بہشتیوں کو خواب میں دیکھا کہ ہر شخص دامن و آستین ومروارید سے بھری ہوئی ہے۔ مینے پوچھا کیا بات ہے تو انہوں نے کہا ابراہیم ادہم کا ایک نادان نے سر توڑ دیا ہے۔ جب وہ بہشت میں آئیں گے تو فرمان آئیگا کہ انکے سر پر گوہر نثار کرو۔ ایکبار آپکا گذر ایک مست پر ہوا تو اسکا منہ آلودہ دیکھکر پانی سے دہو دیا اور کہا جس منہ سے خدا کا ذکر ہوتا ہے اُسے تو آلودہ چھوڑ دیا ہے یہ بیحرمتی ہے۔ جب وہ بیدار ہوا تو اُس سے لوگوں نے کہا ابراہیم ادہم نے تمہارا منہ دہو کر ایسا کہا۔ اسنے کہا مینے بھی توبہ کی۔ اسکے بعد ابراہیم نے خواب میں دیکھا کہ تمنے ہمارے واسطے اسکے منہ کو دہویا ہمنے تمہارا دل دہو دیا۔ محمد مبارک صوفی کہتے ہیں میں ابراہیم کے ہمراہ بیت المقدس کے بیابان میں تھا۔ قیلولہ کے وقت ایک انار کے درخت کے نیچے اُترکر چند رکعت نماز پڑہی۔ اُس درخت سے آواز آئی کہ اے ابو اسحق مجھے مشرف کیجئے میرے اناروں میں سے کچھ کھائیے۔ ابراہیم نے سر نیچے ڈال لیا۔ تین بار درخت نے یہی کہا۔ پھر مجھ سے کہا اے ابو محمد میری سفارش کرو کہ یہ انار کھائیں مینے کہا اے ابو اسحق سنتے ہو۔ فرمایا سنتا ہوں اور دو انار توڑکر ایک مجھے دیا اور ایک آپ کھایا مگر ترش تھا اور وہ درخت چھوٹا تھا جب ہم لوٹ کر آئے تو وہ درخت بلند اور بڑا ہو گیا تھا۔ اُسکا انار شیریں تھا اور سال بھر میں دو مرتبہ پھل لاتا تھا۔ لوگوں نے آپکی برکت سے اُسکا نام رُمان العابدین رکھا تھا اور عابد اُسکے سایہ میں بیٹھتے تھے۔ آپ ایک بزرگ کے ساتھ پہاڑ پر باتیں کر رہے تھے کہ اُنہوں نے سوال کیا آدمی کے کمال کا کیا نشان ہے۔ ابراہیم نے جواب دیا یہ کہ اگر پہاڑ سے کہے تو چلنے لگے۔ اُسی وقت پہاڑ چلنے لگا

ابراہیم نے فرمایا اے پہاڑ میں تجھ سے چلنے کو نہیں کہتا بلکہ مثال بیان کرتا ہوں تو وہ اسیوقت ٹھیر گیا۔ ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ میں کشتی میں ابراہیم کے ساتھ تھا مخالف ہوا اسقدر چلی کہ غرق کا خوف ہوا۔ ہوا سے آواز آئی کہ غرق ہونے سے نڈر رہو کیونکہ تمہارے ساتھ ابراہیم ادہم ہیں اور فوراً ہوا بند ہوگئی **نقل** ہے کہ ابراہیم ایک کشتی میں تھے اور ایک موج عظیم اٹھی تو آپنے قرآن شریف اٹھا کر دیکھکر بلند کیا اور کہا الٰہی تو ہمکو غرق کردیگا حالانکہ تیری کتاب ہمارے پاس ہے فوراً رک گئی اور آواز آئی کہ ایسا نہ کرا ایکبار کشتی میں بیٹھنا چاہتے تھے مگر روپیہ پاس نہ تھا اور ملاح ایک دینار مانگتے تھے۔ آپنے دو رکعت نماز پڑھکر کہا الٰہی یہ مجھ سے کچھ مانگتے ہیں اسیوقت دریا کا ریتہ سب سونا ہوگیا۔ آپنے ایک مٹھی اٹھا کر انکو دیدیا۔ ایک روز دجلہ کے کنارہ بیٹھے تھے اور کپڑے میں پیوند لگا رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر کہا ملک بلخ کے چھوڑنے سے تمنے کیا پایا آپنے سوئی دجلہ میں ڈالکر اشارہ کیا تو ہزاروں مچھلیاں دجلہ میں آگئیں اور ہر ایک کے منہ میں سونے کی سوئی تھی۔ ابراہیم نے فرمایا میں اپنی وہی سوئی چاہتا ہوں ایک چھوٹی مچھلی آہستہ آئی اور آپکی سوئی منہ میں لاکر سامنے رکھدی۔ فرمایا سب سے کمتر چیز جو مینے ملک بلخ چھوڑنے میں پائی یہ ہے۔ ایکدن ایک کنوئیں پر پہونچے ڈول اندر ڈالا تو سونے سے بھرا ہوا نکلا۔ اسے پھینکدیا۔ دوسری مرتبہ ڈالا تو چاندی سے بھرا آیا اُسے بھی پھینکدیا۔ تیسری بار مروارید سے بھرا آیا تو آپنے کہا الٰہی تو میرے سامنے خزانہ پیش کرتا ہے۔ حالانکہ جانتا ہے کہ میں اسپر فریفتہ نہ ہونگا مجھے پانی دے تاکہ طہارت کروں۔ ایکمرتبہ حج کو جارہے تھے چند لوگ آپکے ساتھ تھے اُنھوں نے کہا ہمارے پاس زاد راہ نہیں ہے۔ فرمایا خدا پر بھروسہ رکھو پھر فرمایا اگر زر کی طمع ہے تو اس درخت کو دیکھو۔ انھوں نے دیکھا تو حق تعالیٰ کی قدرت سے بالکل سونا ہوگیا تھا۔ ایکدن چند لوگوں کے ساتھ جارہے تھے ایک حصار پر پہنچے جسکے دروازہ پر بہت سی لکڑیاں تھیں۔ سبنے کہا آج رات کو یہیں

ٹھیریں گے اور آگ جلائیں گے کہ جاری پانی اور لکڑیاں بہت ہیں۔ چنانچہ وہاں اُتر پڑے اور آگ جلادی۔ ایک درویش نے کہا کاش کہ ہمیں حلال گوشت ملتا کہ اس آگ میں بھونتے۔ ابراہیم نماز میں تھے جب سلام پھیرا تو کہا اللہ قادر ہے کہ ہم کو گوشت حلال بھیجے۔ یہ کہہ کر نماز کو کھڑے ہو گئے۔ سیونت شیر کے غرانے کی آواز آئی دیکھا تو ایک شیر آرہا ہے اور گورخر کو آگے آگے لا رہا ہے۔ اسے پکڑ کر ذبح کیا اور کباب لگا کر کھالئے۔ شیر برابر بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا۔ آخر عمر میں آپ غائب ہو گئے آپکی قبر ٹھیک طرح معلوم نہیں بعض کہتے ہیں بغداد میں ہے اور بعض کہتے ہیں لوط نبی کے جوار میں ہے۔ جب آپنے وفات پائی تو ہاتف نے آواز دی کہ اَلَا اِنَّ اَمَانَ الْاَرْضِ قَدْ مَاتَ۔ آگاہ ہو جاؤ کہ روئے زمین کی امان نے وفات پائی خلق متحیر ہوگئی۔ یہاں تک کہ وفات ابراہیم کی خبر مشہور ہوگئی ٭

بارھواں باب ذکر بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وہ مبارز میدان مجاہدہ مجاہد ایوان مشاہدہ۔ عامل کارگاہ ہدایت کی بارگاہ عنایت مالک ممالک صافی بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجاہدہ عظیم و شان رفیع رکھتے تھے قوم کے مشار الیہ تھے۔ اپنے ماموں علی حشرم کے مرید اور اصول و فروع کے عالم تھے پیدائش مرو کی تھی اور رہتے بغداد میں تھے۔ توبہ کی ابتدا یہ تھی کہ وہ شوریدہ روزگار تھے مستی کی حالت میں جارہے تھے کہ ایک کاغذ پایا جس پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھا تھا۔ عطر خرید کر اُسے معطر کیا اور تعظیم سے ایک جگہ رکھدیا۔ ایک بزرگ کو خواب میں حکم ہوا کہ جاکر بشر سے کہدو تونے ہمارے نام کو پاک کیا ہمنے تجھے پاک کر دیا۔ تُونے ہمارے نام کی تعظیم کی ہمنے تجھے معظم بنادیا۔ تُونے ہمارے نام کو ظاہر کیا ہمنے تجھے ظاہر کردیا۔ اپنی عزت کی قسم میں تیرا نام دنیا و آخرت میں پاک کرونگا۔ بزرگ نے کہا یہ شخص تو فاسق

تب ۔ شاید میں غلط دیکھ رہا ہوں ۔ وضو کر کے نماز پڑھی اور سو گئے تو دوبارہ وہی دیکھا
غرض تین مرتبہ صبح کو انہیں طلب کیا تو لوگوں نے کہا وہ شراب کی مجلس میں ہیں
اُس گھر کے دروازہ پر گئے تو لوگوں نے کہا مست و بیخبر ہیں ۔ کہا کہدو کہ میں ایک
پیغام لایا ہوں ۔ لوگوں نے کہدیا ۔ پوچھا کہ کس کا پیغام ہے ۔ کہا خدائے تعالےٰ کا ۔
بشر رونے لگے اور کہا آہ عتاب ہوگا یا عقاب یا انکو وداع کیا اور کہا میں چلا ۔ آپ مجھے
اس کام میں نہ دیکھو گے ۔ پھر آکر توبہ کی اور ایسی ہو گئی کہ جس نے انکا نام سنا اس کے
دل کو راحت پہونچی ۔ پس طریق زہد اختیار کیا اور شدت غلبۂ مشاہدۂ حق سے کبھی جوتہ
نہ پہنا اسی وجہ سے انکو حافی کہتے ہیں ۔ لوگوں نے پوچھا آپ جوتہ کیوں نہیں پہنتے ۔
فرمایا جسدن میں نے دوستی کی میں برہنہ پا تھا ۔ اب شرم آتی ہے کہ جوتہ پہنوں ۔ دوسرے
حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں نے زمین کو تمہارا فرش کیا ہے اور بادشاہوں کے فرش پر
جوتہ پہن کر چلنا خلافِ ادب ہے ۔ بہت سے لوگ اصحاب خلوت میں ایسے ہوئے ہیں کہ
پیشاب سے استنجا نہ کرتے اور تھوک زمین پر نہ ڈالتے کہ اس سب میں نورِ خدا دیکھتے تھے
بشر کی بھی یہی حال تھا ۔ بلکہ نورِ خدا آنکھ بن جاتا ہے کہ وہ سوا خدا کے کچھ دیکھتا ہی
نہیں ۔ اور خدا جس کی آنکھ بن گیا وہ سوا خدا کے کچھ دیکھ ہی نہیں سکتا ۔ جس طرح
رسُول علیہ السلام جنازہ ثعلب کے پیچھے پیروں کی انگلیوں پر چلتے تھے ۔ اور فرماتے تھے
میں ڈرتا ہوں کہ فرشتوں کے پروں پر پیر رکھوں اور وہ ملائکہ کیا ہیں نورِ خدا ۔ احمد
حنبل کو انکے پاس بہت جاتے انکے ساتھ بہت ارادت رکھتے تھے ۔ آپ کے شاگرد کہتے تھے
آپ امام حدیث وفقہ واجتہاد کے عالم ہیں ۔ اور انواع علوم میں نظیر نہیں رکھتے ۔ ہر وقت
ایک شوریدہ کے پیچھے جاتے ہیں یہ ٹھیک نہیں ۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ تمام علوم جو تم نے
شمار کیئے میں ان سے بہتر جانتا ہوں مگر وہ خدا کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں پس آپ
انکے پاس جا کر کہتے ۔ حدثنی عن ربک مجھ سے میرے رب کی باتیں کرو ۔

نقل ہے بشر ایک شب گھر میں جا رہے تھے ایک پیر اندر رکھا اور ایک باہر رکھا صبح تک
متحیر کھڑے رہے۔ بیان کرتے ہیں۔ انکی بہن کے دل میں آیا کہ آج بشر میرے گھر آتے ہیں
وہ گھر میں گئیں اور منتظر تھیں کہ بشر آئے شوریدہ دست اور چاہا کہ کوٹھے پر جائیں جبکہ
سیڑھیوں پر گئے اور صبح تک متحیر کھڑے رہے پھر جماعت میں شامل ہوئے اور واپس آئے تو
ہمشیرہ نے حال پوچھا۔ فرمایا میرے دل میں آیا کہ بغداد میں چند شخص ہیں جن کا نام بشر
ہے۔ ایک یہودی ایک آتش پرست۔ میرا نام بھی بشر ہے۔ میں تو اس دولت تک پہنچ
گیا اور اسلام پایا۔ انہوں نے کیا کیا جو دور پڑ گئے اور میں نے کیا کیا کہ اس دولت پر پہنچ گیا
اسی حیرت میں کھڑا رہا۔ بلال خواص کہتے ہیں میں تیہ بنی اسرائیل میں تھا کہ ایک شخص
میرے ساتھ جا رہے تھے میرے دل میں آیا کہ یہ خضر ہیں میں نے کہا تمکو خدا کی قسم تم کون ہو
فرمایا میں تمہارا بھائی خضر ہوں میں نے کہا آپ شافعی کے بارہ میں کیا کہتے ہیں۔ فرمایا وہ اوتاد
میں سے ہیں میں نے پوچھا احمد حنبل کے حق میں کیا کہتے ہیں۔ فرمایا وہ صدیق ہیں میں نے پوچھا
بشر کے بارہ میں کیا کہتے ہیں۔ فرمایا انکے بعد ان سا کوئی نہ ہوگا۔ عبداللہ جلا کہتے ہیں
میں نے ذوالنون کو دیکھا انکو عبادت حاصل تھی اور سہل کو اشارت اور بشر کو ورع حاصل تھا
مجھ سے لوگوں نے پوچھا تم کس طرف زیادہ مائل ہو۔ میں نے کہا بشر حارث کی طرف کہ وہ ہمارے
استاد ہیں۔ آپ نے حدیث کی سات کٹھڑیاں بھر کر کتابیں یاد کی تھیں انکو زمین میں دفن کیا
اور حدیث کی روایت نہیں کی۔ فرمایا میں اس وجہ سے روایت نہیں کرتا کہ اپنے آپ میں اسکی
خواہش پاتا ہوں اگر خواہش خاموشی کی دیکھوں تو روایت کروں۔ لوگوں نے آپ سے
پوچھا کہ بغداد کا حال مخلوط ہے بلکہ اکثر حرام کا ہے آپ کس چیز میں سے کھاتے ہیں۔ فرمایا
جس سے تم کھاتے ہو۔ پوچھا پھر اس منزلت پر کیسے پہنچے۔ فرمایا لقمے سے کم لقمہ اور
دوستی سے کم دوستی کے سبب سے جو شخص کہ کھائے اور ہنسے اسکے برابر نہیں ہو سکتا جو
کھائے اور روئے۔ پھر فرمایا حلال میں اسراف ہو سکتا ہے۔ ایک نے پوچھا پھر کیا چیز

اختیار کروں۔ فرمایا عافیت نقل ہے چالیس برس تک انکو بھنی ہوی بکری کی آرزو رہی مگر اُسکی قیمت نہ پائی۔ اور کہتے ہیں برسوں تک انکا دل باقلا چاہتا تھا مگر نہ کھایا تھا۔ کبھی آپنے اُس نہر سے پانی نہ پیا جو بادشاہ کے آدمیوں نے کھودی تھی۔ ایک بزرگ کہتے ہیں اکیدن میں بشر کے پاس تھا اور سخت سردی تھی مگر اُنکو بیٹھے دیکھا کہ برہنہ کانپ رہے تھے میں نے کہا اے ابانصر یہ کیا حالت ہے۔ فرمایا میں نے درویشوں پر غور کیا تو اتنا مال نہ تھا جو اُن سے موافقت کروں میں نے چاہا کہ بدن سے ہی اُنکی موافقت کروں۔ لوگوں نے پوچھا تم اس منزلت پر کیسے پہونچے۔ فرمایا اس وجہ سے کہ میں نے اپنا حال تمام عمر غیر خدا سے پنہاں رکھا۔ لوگوں نے کہا آپ بادشاہ کو نصیحت کیوں نہیں کرتے کہ وہ بڑا ظلم کرتا ہے۔ فرمایا میں خدا کو اس سے برتر جانتا ہوں کہ اسکا ذکر ایسے شخص کے سامنے کروں جو اُسے نہ جانے۔ احمد بن ابراہیم المطلب کہتے ہیں بشر نے مجھسے کہا معروف سے کہدینا کہ میں نماز پڑھکر آپکے پاس آؤنگا میں نے پیغام پہونچا دیا اور ہم منتظر تھے ہمنے ظہر کی نماز پڑھ لی مگر وہ نہ آئے۔ یہانتک کہ عشا کی نماز پڑھ چکے تو میں نے دل میں کہا بشر جیسا آدمی وعدہ خلافی کرے۔ اور میں مسجد کے دروازہ پر انتظار کر رہا یہانتک کہ بشر سجادہ اُٹھا کر روانہ ہوئے جب دجلہ پر پہونچے تو پانی پر سے چلے گئے میں اُنکے پاؤں پر گر پڑا۔ اور کہا میرے لئے دعا کیجیے۔ آپنے دعا کی اور فرمایا آشکارا نہ کرنا جبتک وہ زندہ رہے میں نے کسی سے نہ کہا۔ چند لوگ آپکے پاس تھے اور آپ رضا کے بارہ میں باتیں کر رہے تھے۔ ایک نے کہا اے ابانصر تم جاہ کیلئے خلق سے کچھ قبول نہیں کرتے اگر تم حقیقۃً زاہد ہو اور دُنیا سے منہ پھیر لیا ہے تو خلق سے لیکر خفیہ درویشوں کو دیدو۔ اور توکل پر بیٹھکر اپنا قُوت غیب سے لو۔ یہ بات بشر کے اصحاب پر بہت گراں گذری پھر بشر نے کہا جواب سنو فقیر تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو کبھی سوال نہیں کرتے اگر لوگ دیتے ہیں تو نہیں لیتے اور بھاگتے ہیں یہ روحانی لوگ ہیں کہ جب خدا سے سوال کرتے ہیں تو جو چاہتے ہیں خدا تعالیٰ دیتا ہے۔ اگر خدا کو قسم دیں تو اسیوقت قبول کرے۔ دوسرے وہ جو سوال نہیں

دیتے مگر کوئی دیتا ہے تو لے لیتے ہیں یہ قوم اوسط درجہ کے ہیں اور خدائے تعالےٰ کے
توکل پر ثابت قدم ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو حظیرہ قدس میں خلد کے دستر خوان پر بیٹھتے
ہیں تیسرے وہ ہیں جو صبر سے بیٹھے رہتے ہیں اور جب تک رہ سکتا ہے وقت کی حفاظت
کرتے اور خواہشات کو دفع کرتے ہیں۔ اس صوفی نے جب جواب سنا تو کہا میں تمہارے
اسباب کو پسند کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو۔ بشر فرماتے ہیں میں پانی کے ایک چشمہ
پر یعنی نہر جاری کے پاس پہونچا جب نیچے گیا تو وہ تھم گئے۔ اور کہا بیٹے کیا گناہ کیا
ہے تو آج آدمی کو دیکھا ہیں اسکے نیچے وڑا اور تہ پہ شیت تجھے۔ فرمایا فقر کو عمل
میں لے۔ زندگانی صبر کے ساتھ گذار۔ خواہش کو دشمن رکھ۔ شہوت کی مخالفت کر
اپنے گھر کو آج قبر سے زیادہ خالی کر دے۔ کہ جس روز تو یہ سے تجھے بلائیں تو فارغ البال اور
خوش خوش خدا تک پہونچ سکے۔ چند لوگ شام سے بشر کے پاس آئے اور کہا ہم حج کا عزم
رکھتے ہیں آپ ہمارے ساتھ چلتے ہیں۔ فرمایا تین شرط سے کہ کوئی چیز ہم ساتھ نہ لیں گے
اور کسی سے کچھ طلب نہ کریں گے اور اگر کوئی دیگا تو قبول نہ کریں گے۔ انہوں نے کہا
دو باتیں تو ہم کر سکتے ہیں مگر یہ نہیں کر سکتے کہ کوئی دے تو ہم قبول نہ کریں۔ بشر نے کہا
پس تم حاجیوں کے زاد پر توکل کیا ہے۔ اور یہ اسبات کا بیان ہے جو صوفی کے جواب
میں کہتے کہ اگر تم نیت کر لیتے کہ ہم خلق سے کوئی چیز قبول نہ کریں گے تو یہ خدائے
تعالےٰ پر توکل ہوتا۔ بشر فرماتے ہیں ایک دن میں گھر میں گیا تو ایک مرد کو دیکھا۔ میں نے کہا
تو کون ہے کہ بے اجازت آگیا۔ جواب دیا تمہارا بھائی خضر۔ میں نے کہا میرے لئے کچھ دعا
فرمایئے۔ فرمایا خدا تعالیٰ تم پر طاعت گذارنا آسان کرے۔ میں نے کہا اور کیجیے۔ فرمایا خدا تم پر
تمہاری طاعت پوشیدہ رکھے۔ ایک شخص نے بشر سے مشورہ کیا کہ میرے پاس دو ہزار درم
حلال کے ہیں میں چاہتا ہوں کہ حج کو جاؤں۔ فرمایا تو تماشہ کو جاتا ہے۔ اگر رضائے خدا
کیلئے جاتا ہے تو کسی درویش کا قرضہ ادا کر دے یا کسی یتیم یا عیالدار کو دیدے کیونکہ وہ

وہ راحت جوان کے دل کو پہونچیگی ستّو حج سے زیادہ بہتر ہے۔ کہا مَیں حج کی رغبت زیادہ پاتا ہوں۔ فرمایا اس وجہ سے کہ یہ مال تُونے نیک طریقہ سے پیدا نہیں کیا۔ جبتک بے طریقہ خرچ نہ کریگا تجھے قرار نہ آئیگا۔ آپ گورستان میں گئے تو فرماتے ہیں مَینے دیکھا کہ اہل گورستان قبروں پر آگئے ہیں اور نزاع کر رہے ہیں جس طرح لوگ کوئی چیز تقسیم کرتے ہیں مینے کہا یا خدایا مجھے آگاہ کردے کہ یہ کیا حال ہے۔ آواز سُنی کہ جاکر پوچھ۔ تب مینے جاکر پوچھا تو انہوں نے کہا ایک ہفتہ ہوا کہ ایک بیدار شخص کا گذر ہمپر ہوا اُسنے تین بار قل ہو اللہ احد پڑھ کر اُسکا ثواب ہمکو پہونچا دیا اس روز سے تقسیم کر رہے ہیں مگر ابھی تک فارغ نہیں ہوئے ہیں بشر کہتے ہیں مینے رسول علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو آپنے فرمایا اے بشر کچھ جانتے ہو کہ تمکو ہمسروں میں سے کیوں۔ خدا نے تعالےٰ نے برگزیدہ کیا اور تمہارا درجہ بلند کیا مینے کہا نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا اس وجہ سے کہ تمنے میری سنّت کی متابعت اور صالحین کی حرمت اور بھائیوں کو نصیحت کی میرے اصحاب و اہلبیت کو دوست رکھا اسوجہ سے تمکو مقام ابرار تک پہونچایا گیا۔ **نقل ہے** وہ فرماتے ہیں ایک شخص کو مینے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ ارشاد فرمایا بہتر ہے امیر کی شفقت درویشوں پر ثواب رحمٰن کیلئے اور اس سے زیادہ بہتر ہے درویشوں کا ... سے اور خالق جہان کے کرم پر اعتماد۔ آپنے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ پانی جبتک جاری ہوتا ہے تو اچھا ہوتا ہے اور جب ٹھہر جاتا ہے تو متغیر ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا جو شخص دُنیا میں عزیز رہنا چاہے اُس سے کہدو تین باتوں سے دُور رہے۔ مخلوق سے حاجت طلب نہ کر اور کسی کو بُرا نہ کہہ اور کسی کے مہمان کے ساتھ نہ جا۔ اور فرمایا وہ شخص آخرت کی حلاوت نہ پائیگا جو یہ دوست رکھے کہ لوگ مجھے جانیں۔ اور فرمایا اگر قناعت میں سوائے عزت زندگانی کے کچھ نہ ہو تو بھی کافی ہے۔ اور فرمایا اگر تم یہ چاہتے ہو کہ لوگ تمکو جانیں تو یہ محبت دنیا کا راز ہے۔ اور فرمایا تم عبادت و نماز کی حلاوت ہرگز نپاؤگے جب تک

اپنے اور شہوات کے درمیان میں لوہے کی دیوار نہ بنالوگے۔ اور فرمایا سب سے سخت تین کام ہیں
تنگدستی میں سخاوت۔ خلوت میں تقویٰ اور کسی کے سامنے بات کہنا جس سے تم ڈرتے ہو۔ اور
فرمایا ورع یہ ہے کہ شبہات سے علیحدہ رہو اور ہر طرفۃ العین میں نفس کا محاسبہ کرتے رہو اور
فرمایا زہد ایسا ملک ہے جو خالی دل کے سوا کہیں قرار نہیں پکڑتا۔ اور فرمایا اندوہ ایسا ملک ہے
کہ جب قرار پکڑ گیا تو اپنے ساتھ کسی چیز کو نہیں رہنے دیتا۔ اور فرمایا سب سے بہتر چیز جو بندہ
کو دی گئی ہے معرفت اور فقر پر صبر ہے۔ اور فرمایا اگر خدا کے خاص لوگ ہیں تو عارف ہیں
اور فرمایا صوفی ہے جو خدا کے ساتھ دل صافی رکھتا ہو۔ اور فرمایا عارف وہ لوگ ہیں کہ
اُنہیں سوا خدا کے کوئی نہیں پہچانتا اور اُنکی تعظیم محض خدا کے واسطے کیجائے۔ اور فرمایا
جو شخص آزادی کا مزا چکھنا چاہے اُس سے کہدو کہ مر پاک رکھے۔ اور فرمایا جو شخص صدق سے
خدا کیلئے عمل کریگا اُسے خلق سے وحشت ہوجائے گی۔ اور فرمایا اہل دُنیا کو سلام کرو مگر
کراہت کے ساتھ۔ اور فرمایا بخیل کا دیکھنا دلکو سخت کردیتا ہے۔ اور فرمایا بھائیوں
میں ادب سے ہاتھ اُٹھانا ادب ہے۔ اور فرمایا میں کسی کے پاس نہ بیٹھا اور نہ کوئی میرے پاس
بیٹھا کہ جب ہم جُدا ہوئے تو مجھے یقین نہ ہوا ہو کہ اگر ساتھ بیٹھتے تو دونوں کو بہتر ہوتا۔
اور فرمایا تو کامل نہ ہوگا جبتک دشمن تجھ سے بیخوف نہ ہوگا۔ اور فرمایا اگر خدا کی طاعت
نہیں کرتے ہو تو معصیت تو نہ کرو۔ ایک نے آپ کے سامنے کہا۔ توکلت علی اللہ۔ فرمایا
تو اللہ تعالےٰ پر افترا کرتا ہے اگر تو نے اسپر توکل کیا ہوتا تو جو کچھ وہ کرتا اُسپر راضی ہوتا۔ اور
فرمایا اگر تجھے کسی چیز پر تعجب آئے تو خاموش رہ اور جب خاموشی سے تعجب ہو تو بات کہہ اور
فرمایا اگر دنیا میں تو تمام عمر سجدۂ شکر میں مشغول رہے تو اُسکا شکر نہ کرسکیگا کہ اُس نے
ازل میں تیری بات دوستوں سے کی کوشش کرتا کہ دوستوں ہی ہوجائے۔ جب آپکی وفات کا
وقت آیا تو نہایت اضطراب ہوا لوگوں نے کہا شاید آپ زندگانی کو دوست رکھتے ہیں
فرمایا نہیں لیکن شہنشاہ کے دربار میں جانا بہت مشکل ہے۔ نقل ہے آپ مرض الموت

میں تھے۔ ایک شخص نے آکر ننگی کی شکایت کی۔ آپنے اپنا پیراہن جو پہنے تھے اُسے دیدیا اور ایک پیراہن عاریت لیلیا اسی میں وفات پائی۔ جبتک بشر زندہ تھے بغداد میں کبھی بیل وغیرہ نے آپکے پیروں کی حُرمت کے سبب گوبر نہ کیا۔ ایک رات کو ایک بیل نے گوبر کر دیا تو اسکا مالک چیخنے لگا کہ شبہ یہ ہے بغداد کی تمام راہیں گوبر نہ تھا یہ بنی خلاف عادت دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ بشر نہیں ہے۔ بعد وفات کے آپکو خواب میں دیکھکر پوچھا کہ خدائے تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا عتاب کیا اور ارشاد فرمایا دنیا میں تم اسقدر کیوں ڈرتے رہے تمنے نہ جانا کہ کرم میری صفت ہے۔ ایک اور شخص نے بشر کو خواب میں دیکھا تو سوال کیا کہ خدا تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا مجھے بخشدیا اور ارشاد فرمایا کہ کُلْ یَا مَنْ لَا یَاکُلْ وَ اَشْرَبْ یَا مَنْ لَا یَشْرَبْ۔ کھالے وہ شخص جس نے میرے واسطے نہ کھایا اور پیالے وہ شخص جس نے میرے لئے نہ پیا۔ ایک دوسرے نے خواب میں دیکھکر پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ جوابدیا کہ بخشدیا اور نصف بہشت میرے لئے مباح کردی اور فرمایا اے بشر اگر تم مجھے آگ میں سجدہ کرتے تو اسکا شکریہ ادا نہ کرپاتے کہ بندوں کے دل میں مینے تمہاری جگہ کردی۔ اور ایک شخص نے آپکو خواب میں دیکھکر یہی پوچھا تو جوابدیا کہ فرمان ہوا یا مرحبا یا بشر جس وقت تمہاری جان نکلی تم سے زیادہ روئے زمین پر کوئی دوست نہ تھا۔ ایکدن ایک ضعیفہ نے حضرت امام احمد حنبلؒ سے جاکر کہا کہ میں کوٹھے پر روئی کات رہی تھی اور خلیفہ کی مشعل ظاہر ہوئی جو اُسکے آدمی لئے جاتے تھے اُنکی روشنی سے کچھ کاتا گیا تو یہ روا ہے یا نہیں۔ فرمایا تم کون ہو کہ اس قسم کی بات پوچھتے ہو۔ جوابدیا میں بشر حافی کی ہمشیرہ ہوں حضرت امام احمد نے روکر فرمایا ایسا تقویٰ انہیں کی خاندان سے ہوسکتا ہے۔ پھر فرمایا تمہیں ہرگز روا نہیں تاکہ تمہارا صاف پانی میلا نہ ہوجائے اور اُسی مقتدا یعنے اپنے بھائی کی اقتدا کرو تاکہ ایسے ہو جاؤ کہ اگر انکی روشنی میں کاتنا

چاہو تو ہاتھ تمہارا کام نہ دے۔ تمہارے بھائی ایسے تھے کہ جب کبھی ایسے کھانے کی طرف ہاتھ دراز
کرتے جس میں شبہ ہوتا تو انکا ہاتھ کام نہ دیتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میرے لیے ایک سلطان ہے
جسے دل کہتے ہیں اور اسکی رعیت تقویٰ ہے میں اسکی طاقت نہیں رکھتا کہ اسکی بغیر اجازت
سفر کروں +

تیرھواں باب ذکر ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

وہ مقتدائے اہل ملامت شمع حق قیامت برہان نبوت و تجرید سلطان معرفت و توحید
ثقۃ المتقر فخری ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملوک طریقت میں سے تھے اور سالک
راہ بلا و ملامت تھے۔ اسرار توحید میں نہایت دقیق نظر رکھتے تھے۔ درویش کامل تھے اور ریاضات
و کرامات بہت رکھتے تھے۔ اکثر اہل مصر انکو زندیق کہتے تھے اور بعض لوگ انکے حال میں متحیر تھے
جب تک زندہ رہے سب انکے منکر تھے۔ یہاں تک کہ وفات پا گئے اور کوئی انکے احوال سے واقف
نہ ہوا اپنے آپکو بہت پوشیدہ رکھا۔ انکی توبہ کا سبب تھا کہ انکو خبر ملی کہ فلاں جگہ ایک عابد ہے
اسکی زیارت کا قصد کیا۔ دیکھا کہ وہ ایک درخت میں لٹکا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے بدن
طاعت میں میری موافقت کر ورنہ تجھکو یونہی چھوڑ دونگا کہ تو بھوک سے مرجائیگا۔ ذوالنون
مصری رو پڑے۔ عابد نے رونے کی آواز سنکر کہا کون ہے جو اس شخص پر رحم کرتا ہے کہ اسکی شرم
کم ہے اور جرم بہت۔ آپ اسکے سامنے گیا اور پوچھا یہ کیا حالت ہے۔ جواب دیا یہ
تن طاعت حق تعالیٰ میں بہت ساتھ قرار نہیں پکڑتا اور خلق سے ملنا چاہتا ہے۔ ذوالنون
نے کہا میں سمجھا کہ تمنے کسی مسلمان کا خون کیا ہے یا کوئی کبیرہ گناہ کر لیا ہے۔ جواب دیا تو نہیں
جانتا کہ جب خلق سے تو ملا آرا سکیگا تو تمام آفتیں ہو جائینگی۔ میں نے کہا بڑے زاہد ہو۔
وہ بولا مجھ سے زیادہ زاہد شخص دیکھنا چاہتے ہو میں نے کہا چاہتا ہوں۔ کہا اس پہاڑ پر جاؤ
جب میں پہاڑ پر پہونچا تو ایک جوان کو عبادت خانہ کے دروازہ پر دیکھا کہ ایک پیر دروازہ

کے اندر ہے اور ایک پاؤں جو کٹا ہوا ہے اور کیڑے کھا رہے ہیں میں اُنکے پاس گیا اور سلام کرکے
اُنکا حال پوچھا تو جواب دیا ایکدن میں اس عبادت خانہ میں بیٹھا تھا کہ ایک عورت کا گذر ہوا
میرا دل اسکی طرف مائل ہوگیا اور جسم نے تقاضا کیا۔ عبادت خانہ سے میرا پاؤں باہر رکھا
تھا کہ ایک آواز آئی [illegible] شرم نہیں آتی [illegible] سال تک خدا کی عبادت و طاعت کے بعد شیطان
کی طاعت کرتا ہے پس میں نے [illegible] جو باہر رکھا تھا کاٹ ڈالا اور یہیں بیٹھا ہوں معلوم
کیا ہوگا اور میرے [illegible] ساتھ کیا کیا جائیگا تو گنہگار کے پاس کیوں آیا ہے اگر چاہتا ہے کہ
کسی مرد خدا کو دیکھے تو اس پہاڑ کی چوٹی پر جا۔ ذوالنون کہتے ہیں میں اس پہاڑ کی بلندی
کے باعث اوپر نہ چڑھ سکا تھا تو میں نے اُنکا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا وہ ایک مدت
سے اس صومعہ میں عبادت کرتے ہیں۔ [illegible] ایک شخص اُن سے مناظرہ کرتا تھا کہ روزی
سبب سے ہے تو انہوں نے [illegible] کہ میں کچھ نہ کھاؤنگا جسمیں کسب مخلوقات سبب ہو چند روز
بغیر کھائے رہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے مکھیوں کو بھیجدیا وہ انکے گرد اڑتی اور انکو شہد دیتی ہیں
ذوالنون کہتے ہیں ان باتوں سے میرے دل میں نہایت درد پیدا ہوگیا اور میں سمجھ گیا کہ جو
شخص خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہے خدا اسکا کام بنائیگا اور اسکی محنت ضایع نہ ہوگی۔ راہ میں
آرہا تھا کہ میں نے ایک درخت پر [illegible] جانور بیٹھا دیکھا وہ درخت سے نیچے آیا میں نے کہا یہ بیچارہ دانہ
پانی کہاں سے پاتا ہوگا۔ اس نے چونچ سے زمین کریدی تو دو پیالے ظاہر ہوئے۔ ایک سونے
کا جو تلوں سے بھرا تھا اور دوسرا چاندی کا [illegible] سے بھرا تھا سیر ہوکر کھایا اور درخت
پر جا بیٹھا۔ ذوالنون [illegible] تو [illegible] سے چلتے رہے اور توکل پر انکو پورا
اعتماد ہوگیا۔ [illegible] کہتے ہیں کہ رات کے وقت ایک ویرانہ میں
پہونچا وہاں [illegible] کا [illegible] ایک تختہ تھا اور اس تختہ پر اللہ کا نام لکھا تھا۔
اسکے پاس [illegible] ذوالنون نے کہا یہ تختہ [illegible] دوست کا نام
[illegible] کی حالت [illegible] پہونچی کہ ایک رات کو خواب میں

دیکھا ارشاد ہوتا ہے اے ذوالنون تجھے زیادہ ہر کیطرح توبہ کی اور تجھے اس ہی بڑا کر چیز
پسند کی یعنی ہمارا نام لہٰذا ہمنے علم و حکمت کا دروازہ تجھپر کشادہ کر دیا پس شہر میں واپس آ گئے
فرماتے ہیں ایک دن میں ایک دریا کے کنارہ وضو کرنے گیا وہاں ایک محل دیکھا پس میں جا کر وضو کیا
جب فارغ ہوا تو ناگاہ میری آنکھ محل کے کوٹھے پر پڑی وہاں ایک لونڈی نہایت صاحب
جمال کھڑی دیکھی میں چاہا کہ اسکا امتحان کروں پس میں نے کہا اے کنیزک تو کسکی ہے اسنے جواب دیا
اے ذوالنون جب تم دور سے ظاہر ہوئے تو میں سمجھی تھی کہ شاید دیوانہ ہو جب نزدیک آئے
تو میں سمجھی کہ عالم ہو جب بہت قریب آگئے تو سمجھی کہ عارف ہو لیکن جب میں نے خوب غور کیا تو نہ
تم دیوانہ ہو نہ عالم ہو نہ عارف ہو میں نے پوچھا کیوں کہا اگر تم دیوانہ ہوتے تو طہارت نکرتے
اور اگر عالم ہوتے تو نامحرم کو نہ دیکھتے اور اگر تم عارف ہوتے تو تمہاری آنکھ خدا کے ماسوا
پر نہ ہوتی (اور مجھسے نہ پوچھتے کہ تو کسکی لونڈی ہے) یہ کہکر غائب ہو گئی میں سمجھ
گیا کہ وہ آدمی نہ تھی بلکہ تنبیہ تھی میرے لئے پس میری جان میں آگ لگ گئی اور دریا کی
طرف متوجہ ہوا لوگ کشتی میں بیٹھے ہوے تھے میں بھی بیٹھ گیا۔ ایک سوداگر کا گوہر جاتا رہا
سب نے اتفاق کر لیا کہ تیرے پاس ہے مجھے تکلیف دیتے اور ذلیل کرتے تھے۔ مگر میں خاموش
رہتا تھا۔ جب حالت حد سے گذر گئی تو میں نے کہا خداوندا تو جانتا ہے۔ ہزاروں مچھلیوں
نے دریا سے منہ نکالا اور ہر ایک کے منہ میں گوہر تھا۔ ذوالنون نے ایک لیکر انکو دیدیا
کشتی والوں نے جب یہ دیکھا تو انکے پاؤں پر گر پڑے اور عذر چاہا۔ اسیوجہ سے ان کا نام
ذوالنون رکھ لیا۔ انکی عبادت و ریاضت کی انتہا نہ تھی۔ یہاں تک کہ انکی ایک ہمشیرہ
تھیں وہ انکی خدمت میں ایسی عارفہ ہو گئیں تھیں کہ ایک روز یہ آیت پڑھ رہی تھیں
وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى تو کہا تو نے الٰہی بنی اسرائیل
کو من و سلویٰ بھیجا اور محمدیوں کو نہ بھیجا تیری خدائی کی قسم ہے کہ جبتک تو من و سلویٰ
نہ بھیجیگا میں نہ بیٹھونگی اسیوقت من و سلویٰ برسنا شروع ہو گیا تو گھر سے باہر نکلیں

بیابان کی طرف چلدیں پھر کبھی کسی نے انکو نہ دیکھا۔ ایکبار ذوالنون پہاڑوں میں
پھر رہے تھے تو کہتے ہیں چند لوگوں کو دیکھا جو سب کے سب بیمار ہیں۔ پوچھا تمہیں کیا ہوگیا
ہے۔ انہوں نے کہا ایک عابد یہاں ہیں جو صومعہ سے سال بھر میں باہر آتے ہیں۔ اور
بیماروں پر پھونکدیتے ہیں تو وہ شفا پا جاتے ہیں پھر دوسرے سال تک صومعہ میں چلے
جاتے ہیں مینے بھی صبر کیا یہاں تک کہ وہ باہر آئے تو مینے دیکھا زرد رو نحیف ہیں آنکھوں
میں گڑھے پڑ گئے ہیں۔ انکی ہیبت سے پہاڑ پر لرزہ پڑ گیا۔ انہوں نے چشم شفقت سے
انکو دیکھا اور آسمان کی طرف نظر کر کے انپر پھونکدیا جس سے وہ سب اچھے ہوگئے جب
انہوں نے صومعہ میں جانیکا ارادہ کیا تو مینے دامن پکڑ کر کہا ظاہری مرض کا تمنے علاج کیا
بہر خدا باطنی مرض کا بھی علاج کرو۔ انہوں نے میری طرف دیکھکر کہا اے ذوالنون میری
دامن سے ہاتھ ہٹا لے کہ دوست اوج عظمت وجلال سے دیکھ رہا ہے جب وہ دیکھے گا کہ تونے
اسکے غیر سے مدد مانگی تو تجھے اسپر چھوڑ دیگا اور اسے تجھ پر یہ کہکر صومعہ میں چلے گئے۔
ایک روز یاروں نے انکو گریاں دیکھکر پوچھا کیا سبب ہے۔ فرمایا کل سجدہ میں میری آنکھ
لگ گئی تو مینے خدائے تعالے کو دیکھا۔ ارشاد فرمایا اے ابو الفیض مینے خلق کو پیدا کیا تو وہ دس
حصہ ہوئی۔ دنیا مینے انپر پیش کی تو نو حصے اسکی طرف متوجہ ہوئے اور ایک حصہ نے
اسکو ترک کیا پھر یہ بھی دس حصے ہوئے انپر مینے بہشت پیش کی تو نو حصے بہشت کی طرف
متوجہ ہوئے اور ایک حصہ رہ گیا۔ پھر وہ ایک حصہ بھی دس حصوں پر ہوا تو مینے دوزخ پیش
کیا نو حصے بھاگ گئے اور پراگندہ ہوگئے دوزخ کے ڈر سے ایک حصہ رہ گیا جو نہ دنیا پر فریفتہ
ہوا نہ بہشت کیطرف میل کیا نہ دوزخ سے ڈرے مینے کہا اے میرے بندو تمنے دنیا پر
نگاہ نہ کی اور بہشت کی امید نہ رکھی اور دوزخ سے نہ ڈرے تم کیا چاہتے ہو سب نے سر نیچے
ڈال لیا اور کہا اَنْتَ تَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ تو جانتا ہے جو ہم چاہتے ہیں ٭ نقل ہے ایک
لڑکے نے ذوالنون سے آکر کہا مجھے سو ہزار دینار میراث میں پہونچے ہیں میں چاہتا ہوں

کہ آپکی خدمت میں صرف کردوں۔ ذوالنون نے فرمایا تو بالغ ہے کہا نہیں۔ فرمایا تو خرچ نہیں کرسکتا۔ جبتک بالغ ہو۔ پھر جب لڑکا بالغ ہوگیا تو شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی اور وہ لاکھ دینار درویشوں پر صرف کردیئے کہ کچھ نہ رہا۔ ایک روز درویشوں کے پاس گیا۔ اور کوئی ضرورت تھی اسکے لئے روپیہ نہ تھا تو اس جوان نے کہا افسوس لاکھ دینار اور ہوتے تو میں سب درویشوں پر صرف کردیتا۔ شیخ نے یہ بات سنکر سمجھ لیا کہ وہ حقیقت حال پر نہیں پہونچا کہ دنیا ابھی اسکے خطرہ میں ہے۔ اسکو بلا کر فرمایا فلاں عطار کی دوکان پر جاکر میری طرف سے کہو کہ تین درم فلاں دوا دیدے۔ وہ گیا اور لے آیا۔ شیخ نے کہا ہاون دستہ میں کوٹ کر روغن میں ملالے اور اسکے تین مہرہ بنالے۔ اور ہر ایک میں سوئی سے سوراخ کرکے لے آ۔ چنانچہ وہ یوں ہی کرکے لایا تو شیخ اسکو ہاتھ سے ملکر پھونک ماری تو یاقوت کے تین ٹکڑے ہوگئے کہ ویسے اس لڑکے نے کبھی دیکھے نہ تھے۔ فرمایا انکو بازار میں لیجاکر قیمت پوچھ مگر فروخت نہ کرنا۔ وہ بازار میں گیا اور کہا ہے تو ہر ایک کے ایک لاکھ دینار بتائے۔ اس نے آکر ذوالنون سے کہا۔ آپنے فرمایا ہاون دستہ میں رکھکر ٹکڑے کردے اور پانی میں ڈالدے اور سمجھ لے کہ یہ درویش روٹی کے بھوکے نہیں ہیں بلکہ انہوں نے اس حالت کو خود اختیار کیا ہے۔ اس جوان نے توبہ کی اور بیدار ہوگیا پھر جہان کی اس کے دل میں کچھ قدر نہیں رہی۔ فرماتے ہیں تیس سال تک میں نے خلق کو دعوت کی مگر جیسا چاہیئے ایک شخص درگاہ خدا میں آیا۔ اسکا قصہ یہ ہے کہ ایک روز مسجد کے دروازہ سے بادشاہزادہ آیا اور میں یہ کہہ رہا تھا کہ اس ضعیف سے زیادہ کوئی شخص احمق نہیں جو قوی سے بھڑ جائے۔ اس نے آکر پوچھا یہ کیا بات میں نے کہا آدمی ضعیف ہے اور خدائے قوی سے درہم ہوتا ہے۔ اس جوان کا رنگ فق ہوگیا اور اٹھکر چلا گیا۔ دوسرے روز آکر کہا خدا تک پہونچنے کا راستہ کیا ہے میں نے کہا ایک راستہ تھوڑا ہے اور ایک زیادہ۔ اگر تھوڑا چاہتا ہے تو دنیا اور گناہ اور شہوت کو ترک کردے۔ اور اگر زیادہ چاہتا ہے

تو وہ ما سوائے حق کو چھوڑ دینا اور سب سے دل خالی کر لینا ہے۔ اُسنے کہا میں بڑا ہی سخت
اختیار کرونگا۔ پھر دوسرے روز کمبل پہن کر آگیا اور کام میں مشغول ہو گیا یہاں تک کہ
ابدال میں سے ہو گیا۔ ابو جعفر اعور کہتے ہیں میں ذوالنون کے پاس تھا اور اُنکے چند یار
حاضر تھے۔ اور طاعتِ جمادات کا بیان کر رہے تھے۔ وہاں ایک تخت رکھا تھا۔ ذوالنون
نے فرمایا جماداتِ اولیا کی طاعت یُوں کرتے ہیں کہ اگر میں اس وقت اس تخت سے
کہدوں کہ اس گھر کے گرد گھوم تو حرکت کرنے لگے۔ فوراً وہ تخت حرکت میں آیا اور اس
گھر کے گرد پھر کر اپنی جگہ پر آگیا۔ جب یہ دیکھا تو آپ یہاں تک روئے کہ جان دیدی۔ اسی
تخت پر انکو غسل دیا اور دفن کر دیا۔ ایک مرتبہ آپ سے کسی نے آکر کہا کہ مجھپر قرضہ ہے مگر
میرے پاس دام نہیں۔ آپنے ایک پتھر زمین سے اُٹھا کر اُسے دیدیا۔ وہ اس پتھر کو
بازار لیگیا تو وہ زمرد ہو گیا تھا۔ چار سو درم میں بکا قرضہ میں دیدیئے۔ ایک جوان تھا
جو ہمیشہ صوفیوں کا انکار کرتا تھا۔ ایک روز آپنے اُسے انگوٹھی دیکر فرمایا۔ نانبائی کے
پاس جا کر ایک دینار میں گروی رکھ آ۔ وہ لیگیا تو نانبائی نے کہا میں ایک درم سے
زیادہ میں نہ لونگا۔ وہ واپس لایا تو آپنے فرمایا صراف کے پاس جا کر قیمت پوچھ۔ وہ
صراف کے پاس لیگیا تو اُسنے ہزار دینار قیمت لگائی وہ واپس لایا تو شیخ نے فرمایا تیرا علم
صوفیوں کے حال سے ایسا ہے جیسا نانبائی کا علم انگوٹھی کے متعلق۔ جوان نے توبہ
کی اور انکار کا خیال چھوڑ دیا۔ دس برس تک آپکو سکباج کی آرزو رہی۔ مگر اپنے نفس
کو ندیا۔ عید کی شب تھی تو نفس نے کہا اگر کل عید کو مجھے سکباج دیدو گے تو کیا ہو جائیگا۔
فرمایا اگر اس بات میں تو میری موافقت کرے کہ دو رکعت نماز میں قرآن ختم کروں تو سکباج
چاہتا ٹھیک ہے۔ نفس نے اسمیں موافقت کی۔ دوسرے دن لذیذ کھانا لائے۔ لقمہ اُٹھایا کہ
مُنہ میں لیجائیں پھر پیالہ میں رکھدیا اور اُٹھ کر نماز میں کھڑے ہو گئے۔ جب نماز سے فارغ
ہوئے تو لوگوں نے پوچھا کیا بات تھی۔ فرمایا جسوقت مینے وہ لقمہ اٹھایا تو نفس نے کہا

آخر میں وہ اس حال کی مراد کو پہنچا۔ بیٹے نے کہا خدا کی قسم تو نہ پہونچیگا۔ کہتے ہیں اسوقت ایک شخص سکباج کی دیگ سر پر رکھے ہوئے آیا اور کہا میں حمال ہوں مدت سے میرے بچے سکباج کی آرزو رکھتے تھے مگر دستیاب نہیں ہوتا ہے۔ کل عید کو میں نے سکباج بنایا۔ آج میری آنکھ لگ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا کہ اگر کل تو مجھے دیکھنا چاہتا ہے تو سکباج کی دیگ ذوالنون کے پاس لیجا اور کہو کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب سفارش کرتے ہیں کہ ایک دم کو نفس سے صلح کرلو اور اسمیں سے چند لقمے کام میں لاؤ۔ ذوالنون رو پڑے اور کہا میں فرمانبردار ہوں جب انکی حالت بلند ہوئی تو کسی کی آنکھ انکے حال پر نہ پڑتی تھی۔ اہل مصر انکے زندقہ کی گواہی دیتے تھے سب نے متفق ہوکر بادشاہ وقت متوکل کو انکے احوال سے آگاہ کردیا خلیفہ نے آدمی بھیجے کہ انکو بغداد میں حاضر کریں۔ وہ انکے پاؤں میں بیڑی ڈالکر خلیفہ کے پاس لے گئے۔ ایک بوڑھی عورت نے آکر کہا خبردار اسبات سے نہ ڈرنا کیونکہ وہ تمہاری طرح خدا کا بندہ ہے جبتک خدا نہ چاہے بندہ کچھ نہیں کرسکتا۔ فرماتے ہیں میری راہ میں ایک آراستہ و پاکیزہ سقا کو دیکھا اسنے مجھے پانی دیا میرے ساتھ جو شخص تھا اسے میں نے اشارہ کیا کہ اسکو ایک دینار دیدی مگر اسنے قبول نہ کیا۔ اور کہا تم اسیر و قیدی ہو تم سے کچھ لینا جوانمردی نہیں پس خلیفہ نے حکم دیا کہ انکو قیدخانہ میں لیجاؤ۔ چالیس شبانہ روز قیدخانہ میں رہے اور بشر حافی کی ہمشیرہ ہر روز انکے لئے ایک روٹی لے جاتی تھیں جس روز انکو رہا کیا نکالا وہ چالیسوں روٹی ویسی ہی ایک جگہ پر تھیں بشر حافی کی ہمشیرہ نے جب دیکھا تو وہ رنجیدہ ہوئیں اور کہا تم جانتے کہ یہ حلال کی اور بے منت تھیں پھر کیوں نہ کھائیں۔ فرمایا اسلئے کہ انکی طبیعت پاک نہ تھی یعنی قیدخانہ کے دربان کے ہاتھ میں جاتی تھیں جب قیدخانہ سے باہر آئے تو گر پڑے اور پیشانی ٹوٹ گئی۔ بہت خون نکلا مگر انکے منہ اور کپڑے پر ذرا بھی نہ آیا اور جو زمین پر گرتا تھا سب حق تعالیٰ کے فرمان سے غائب ہوجاتا تھا۔ پھر انکو خلیفہ

کے سامنے لے گئے اور سب بات کا جواب چاہا۔ انہوں نے بہت اچھی طرح گفتگو کی۔
متوکل اور ارکان دولت بہت روئے اور انکی فصاحت و بلاغت میں متحیر ہو گئے خلیفہ
آنکا مرید ہو گیا اور اکرام واحترام کے ساتھ مصر کو واپس کر دیا۔ احمد سلمی کہتے ہیں میں ذوالنون
کے پاس گیا تو میں دیکھا کہ ایک زرین طشت انکے سامنے رکھا ہے۔ اور مشک عبیر عنبر
گرد ہیں مجھسے فرمایا تو وہی ہے کہ بادشاہوں کے پاس جاتا ہے میں اسیوقت لوٹ آیا
چھر دوبارہ گیا تو آپنے ایک درم مجھے دیا بلخ میں میں اُس ہی خرچ کرتا تھا۔ ذوالنون کا ایک
مرید تھا جسنے چالیس چلہ کئے اور چالیس حجبہ کھڑا رہا اور چالیس سال تک رات کو نہ سویا۔
اور چالیس سال حجرۂ دل کی پاسبانی پر بیٹھا رہا۔ ایک دن ذوالنون کے پاس آ کر کہا اے شیخ
میں نے ایسا اور ایسا کیا۔ مگر باوجود اس تمام رنج و مشقت کے دوست ہم سے بات نہیں کرتا
اور ہماری طرف نظر نہیں کرتا۔ کوئی بات عالم غیب سے منکشف نہیں ہوتی۔ اور یہ جو میں
کہتا ہوں اپنی تعریف نہیں کرتا بلکہ یہ ظاہر کرتا ہوں کہ جو محنت میری وسعت میں تھی وہ میں
بجالایا میں اللہ تعالیٰ کی شکایت نہیں کرتا میری جان و دل آپ کی خدمت کا شوق رکھتے
ہیں مگر اپنی بیدولتی کا غم کہتا ہوں اور اپنی بدبختی کی شکایت کرتا ہوں میں اس وجہ سے
نہیں کہتا کہ میرے دل کو طاعت سے ملال ہوا۔ بلکہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر کچھ عمر باقی ہو تو وہ بھی یونہی
گذر جائیگی میں ایک عمر تک در امید پر حلقہ کیا مگر کوئی آواز نہ سنی تو مجھے گراں معلوم ہوا۔ اب تمہیں
غمناکوں کے طبیب ہو میرے لئے کچھ تدبیر کرو۔ ذوالنون نے فرمایا جا کر آج رات کو سیر ہو کر
کھا۔ اور عشا کی نماز نہ پڑھ تمام رات سو شاید کہ دوست لطف سے نہیں آتا تو عتاب کے ساتھ آئے
اگر رحمت سے تجھپر نظر نہیں کرتا تو غضب سے نظر کرے۔ درویش نے جا کر سیر ہو کر کھایا مگر اُسکے دل
نے نہ مانا کہ نماز عشا چھوڑ دی۔ نماز پڑھ کر سو گیا تو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کو
خواب میں دیکھا۔ آپنے فرمایا دوست تمکو سلام کہتا اور فرماتا ہے کہ مخنث نامرد ہے وہ شخص جو
ہماری درگاہ میں آ کر جلد سیر ہو جائے کہ اصل کام میں استقامت و ترک ملال ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے

کہنا کہ میں اس کی مراد میں تجھے دونگا۔ اور جو امید رکھتا ہے اس تک پہونچا دونگا لیکن ہمارا سلام اس راہزن مدعی یعنی ذوالنون کو پہونچا کر کہدے کہ اے مدعی دروغگو اگر میں تجھے رسوائے شہر نہ کروں تو تیرا خداوند نہیں تاکہ ہمارے عاشقوں اور درگاہ کے حاضروں سے تو مکر نہ کرے مرید بیدار ہوا تو رونے لگا اور ذوالنون کی خدمت میں جاکر حال کہا۔ ذوالنون نے سنا کہ خدا تعالے نے انکو سلام پہونچایا اور مدعی دروغگو کہا ہے تو خوشی سے ہائے ہائے کرکے رونے لگے۔ اگر کوئی کہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک شیخ کسی سے کہے نماز مت پڑھ اور سو رہ تو میں کہونگا وہ لوگ طبیب ہیں اور طبیب کبھی زہر سے علاج کرتا ہے جب وہ جانتے تھے کہ کشایش کار اسی میں ہے تو اس سے فرما دیا اور یہ بھی وہ جانتے تھے کہ یہ نماز چھوڑ نہیں سکتا جیسے حق تعالی نے خلیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ لڑکا قربان کرو اور معلوم تھا کہ وہ نہ کرسکیں گے۔ بہت سی باتیں طریقت میں ایسی ہوتی ہیں جو ظاہر شریعت سے ٹھیک نہیں ہوتیں خلیل کو اللہ تعالے نے حکم دیا اور نہ چاہا کہ کریں۔ جو شخص اس مقام پر نہیں پہونچا اور یہاں قدم رکھیگا وہ زندیق واجب القتل ہوگا اور وہ جو کچھ کرے فرمانِ شرع سے کرے۔ ذوالنون فرماتے ہیں میں نے ایک اعرابی کو طواف میں دیکھا جسکا تن نزار و نزار و ضعیف و نحیف ہے اور ہڈیاں گل گئی ہیں میں نے اس سے پوچھا تو محب ہے جواب دیا ہاں میں نے پوچھا تیرا محبوب تیرے پاس ہے یا دور۔ کہا نزدیک۔ میں نے پوچھا موافق ہے یا مخالف۔ کہا موافق میں نے کہا سبحان اللہ تیرا محبوب نزدیک و موافق ہے اور تو ایسا زار اور ضعیف و نحیف ہے۔ کہا کمبخت تو نہیں جانتا کہ موافقت کا عذاب دوری و مخالفت کے عذاب سے ہزار درجہ سخت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے ایک سفر میں ایک عورت کو دیکھا تو اس سے غایت محبت کے متعلق سوال کیا اسنے کہا کمبخت محبت کی کچھ انتہا نہیں میں نے پوچھا کیوں۔ کہا اسواسطے کہ محبوب کی نہایت نہیں + نقل ہے ذوالنون ان لوگوں میں سے ایک کے پاس گئے جو محبت میں مشہور تھے اور اسکو بلا میں مبتلا دیکھا اسنے کہا وہ شخص حق کو دوست نہیں رکھتا جو درد حق سے الم پائے۔ ذوالنون نے کہا میں یہ کہتا ہوں کہ اسے وہ شخص دوست نہیں

لکھتا جو اپنے آپکو اسکی دوستی میں مشہور کرے تو اُسنے کہا استغفر اللہ واتوب الیہ۔ ذوالنون بیمار تھے ایک شخص انکی عیادت کو آیا تو کہا دوست کا الم اچھا ہوتا ہے۔ ذوالنون بہت برہم ہوئے اور کہا اگر تو اسکو جانتا ہوتا تو اس آسانی سے نام نہ لیتا۔ ایکبار آپنے اپنے ایک دوست کو خط لکھا کہ حق تعالے نے مجھے اور تمکو جہل کے پردہ میں پوشیدہ رکھے اور اس پردہ میں وہ ظاہر کرے جو اسکی رضا ہے کیونکہ بہت سے لوگ ہیں جو پردہ میں ہیں اور وہ کام کرتے ہیں جو اسکی مرضی کے خلاف ہے۔ فرماتے ہیں مَیں ایک سفر میں تھا اور صحرا برف سے پُر تھا تو مینے ایک گبر کو دیکھا کہ دامن سر میں ڈالے ہوئے دانے بکھیر رہا ہے۔ مینے کہا کیا ڈالتا ہے۔ کہا آجکل جانور دانہ نہیں پاتے مَیں اسلئے ڈال رہا ہوں کہ یہ نکل آئیں خدا تعالے مجھپر رحمت کرے۔ مینے کہا جو دانے کہ بیگانہ بکھیرتا ہے وہ قبول کب ہونگے۔ اُسنے کہا اگر قبول نہ ہونگے تو جو مَیں کر رہا ہوں وہ دیکھیں گے۔ مینے کہا ہاں دیکھیں گے تو کہا میرے لئے یہی کافی ہے۔ پھر میں حج کو گیا تو اس گبر کو عاشق کی طرح طواف میں دیکھا۔ اس نے کہا اے ابوالفیض تمنے دیکھا کہ اسنے دیکھا اور قبول کرلیا وہ تخم نکل آئے۔ اُسنے مجھے دوستی دی آگاہی بخشی اور اپنے گھر پہونچا یہ سُنکر میرا جی خوش ہوا اور مینے کہا خداوندا تو نے ایک مُشت دانوں میں ایک چہل سالہ گبر کو اپنے تک راہ دی تو ارزاں بیچتا ہے۔ ہاتف نے آواز دی کہ حق سبحانہ وتعالے جسکو بلاتا ہے علت سے نہیں بلاتا اور جسکو نکالتا ہے سبب سے نہیں نکالتا لے ذوالنون تم مطمئن رہو کہ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ کا کام تمہاری عقل وقیاس میں ٹھیک نہ آئے گا۔ فرماتے ہیں۔ میرا ایک دوست فقیر تھا وہ مرگیا تو مینے اسے خواب میں دیکھکر پوچھا کہ خدائے تعالے نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ کہا خدائے تعالے نے فرمایا کہ مینے تجھے اس تردد کی وجہ سے بخشدیا جو تجھے رہتا تھا کہ تو نے دنیا کے سفلوں سے کچھہ نہ لیا۔ اور اوسنے کہا مینے کبھی بسر ہو کر نہ کھایا پیا کہ خدا کی معصیت نہ کی ہو یا معصیت کا قصد نہ ہوا ہو۔ جب آپ نماز کو کھڑا ہونا چاہتے تو کہتے بار خدایا مَیں کس قدم سے تیری

درگاہ میں آؤں اور کس آنکھ سے تیرے قبلہ کو دیکھوں اور کس زبان سے تیرا راز کہوں اور کس لغت میں تیرا نام لوں۔ بڑی مزگی کا بیٹے سرمایہ جمع کیلئے ہے اور تیری درگاہ میں آیا ہوں جب کام ضرورت پر پہونچا تو بنی حیا کو اٹھا ڈالا یہ کہہ لیتے اس وقت تکبیر کہتے پھر کہتے آج مجھے کوئی اندوہ پیش آتا ہے تو اس سے کہتا ہوں کل اس سے اندوہ پہونچیگا تو کس سے کہونگا۔ اور کہتے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تُعَذِّبْنِي بِذُلِّ الْحِجَابِ خداوندا مجھ عذاب نہ دے حجاب کی ذلت سے محجوب نکر۔ آپنے فرمایا ہے کہ پاک ہے وہ خدا جسنے اہل معرفت کو دنیا کے خلق سے آخرت کے پردوں میں اور آخرت کی خلق سے دنیا کے پردوں میں محجوب کیا۔ اور فرمایا سب سے زیادہ سخت حجاب دید نفس ہے اور فرمایا حکمت اُس معدہ میں نہیں ٹھہر سکتی جو پُر ہے۔ اور فرمایا استغفار بغیر اسکے کہ گناہ سے باز رہو جھوٹوں کی توبہ ہے۔ اور فرمایا وہ شخص بہت اچھا ہے جسکے دل کا شعار تقوی ہو اور فرمایا صحت بدن کی تھوڑا کھانے میں ہے اور صحت روح کی تھوڑے گناہ کرنے میں اور فرمایا اُس سے کچھ تعجب نہیں جو کسی بلا میں مبتلا ہو کر صبر کرے تعجب تو اُس سے ہے جو بلا میں مبتلا ہو کر راضی رہے۔ اور فرمایا آدمی جبتک ڈرتے رہیں گے کام پر رہیں گے اور جب ڈر انکے دل سے جاتا رہیگا تو گمراہ ہو جائیں گے۔ اور فرمایا راہ راست پر وہ ہے کہ خدا سے ترساں ہے جب ڈر جاتا رہیگا تو راہ سے بھٹک جائے گا۔ اور فرمایا بندہ پر خدا کے غصہ کی علامت بندہ کا درویشی سے ڈرنا ہے۔ اور فرمایا آدمی پر فساد چھ چیزوں سے آتا ہے۔ اول اہل آخرت میں نیت کا ضعف۔ دوسرے اسکی تنہائی شیطان کے لئے ہو تیسرے باوجود قرب موت کے اُس پر اُمید کی زیادتی غالب ہو چوتھے مخلوق کی رضا کو رضائے خالق پر اختیار کرے۔ پانچویں خواہش کی متابعت کرے اور سنت رسول اللہ کو پس پشت ڈالدے۔ چھٹے سلف کی لغزشوں کو اپنی حجت بنائے اور انکے ہنروں کو دفن کردے۔ اور فرمایا صاحب ہمت اگرچہ کمتر ہے سلامتی سے نزدیک ہے اور صاحب ارادت اگرچہ صحیح ہے منافق ہے یعنی جو شخص صاحب ہمت ہے اُسے خواہش کا ارادہ نہیں ہوگا۔ اور صاحب ارادت جلدی سے راضی ہو جائیگا۔ اور کسی

چیز کی طرف متوجہ ہو جائیگا۔ اور فرمایا زندگانی نہیں ہے مگر ان مردوں کی جن کا دل تقویٰ کی طرف مائل ہے اور انکو ذکر مولیٰ سے نشاط حاصل ہے۔ اور فرمایا اس سے دوستی کرو جو تمہارے تغیر سے متغیر نہ ہو۔ اور فرمایا اگر تم دوستی کرنا چاہتے ہو تو ایسی کرو جیسی حضرت صدیق رضؓ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی کہ دین و دنیا میں کچھ آپکی مخالفت نہ کی تو حق تعالیٰ نے انکو صاحب رفیق فرمایا۔ اور فرماتے ہیں محبت خدا کی علامت یہ ہے کہ اخلاق و افعال اوامر و سنن میں حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متابع ہو۔ اور فرماتے ہیں خدا کے ساتھ موافقت کے سوا اور خلق کے ساتھ نصیحت کے سوا اور نفس کے ساتھ مخالفت کے سوا اور دشمن کے ساتھ عداوت کے سوا اپیش نہ آؤ۔ اور فرماتے ہیں اس سے زیادہ جاہل نہیں کوئی طبیب یہاں جو مستی کے وقت مستوں کا علاج کرے یعنے اس شخص کو نصیحت کرنا جو دنیا میں مست ہے بیفایدہ ہے مست کی کوئی دوا نہیں ہوا سکے کہ ہشیار ہو پھر اسکی دوا توبہ سے کریں۔ اور فرماتے ہیں خدائے تعالےٰ بندہ کو اس سے زیادہ کوئی عزت نہیں دیتا کہ اسے اسکے نفس کی خواری دکھلائے۔ اور کسی بندہ کو اس سے زیادہ خوار نہیں کرتا جسے خواری نفس سے محجوب کرے کہ وہ اپنے نفس کی ذلت نہ دیکھے۔ اور فرماتے ہیں عمدہ اور شہوات سے باز رکھنے والا یا آنکھ اور کان کی حفاظت ہے۔ اور فرمایا اگر تجھے خلق سے انس ہے تو اسکی طمع ہرگز نہ رکھ کہ خدائے تعالےٰ سے انس ہو۔ اور فرماتے ہیں میں نے خلوت سے بڑھکر کوئی چیز اخلاص تک پہونچانے والی نہیں دیکھی کہ جو خلوت رکھے گا سوا خدا کے کچھ نہ دیکھے گا اور جو کوئی خلوت پسند کریگا وہ اخلاص وصدق کے رکن کو تھام لیگا۔ اور فرمایا اول قدم میں جو تو ڈھونڈھے گا پائیگا یعنے اگر تو کچھ نہ پائے تو یہ اسکا نشان ہے کہ ابھی تو نے اس راہ میں ایک قدم بھی نہیں رکھا کہ جبتک وجود کا ایک ذرہ باقی ہے گا تو راہ میں قدم نہ رکھیگا۔ اور فرمایا ابرار کی نیکیاں مقربین کے گناہ ہیں۔ اور فرمایا جب بساط مجد بچھایا جائیگا تو اسکے کناروں پر اولین و آخرین کے گناہ محو ہو جائیں گے۔ اور فرمایا محبت خدا کو پیالہ محبت کا اسوقت دیتے ہیں جب خوف اس کے دل کو جلا دے۔ اور فرمایا ارواح انبیا [illegible] معرفت میں چھوڑ دیا تو ہماری پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم

کی روح سب سے پیشتر آگ رد ضئہ وصال تک پہونچگئی۔ جاننا چاہیئے کہ خوف آتش فراق کو مقابلہ میں بمنزلہ ایک قطرہ پانی کے ہی جو ایک بحر ذخار دریا میں خوف فراق سے زیادہ کوئی چیز دلکو پکڑنیوالی نہیں جاننا۔ اور فرمایا ہر چیز کی عقوبت ہے محبت کی عقوبت یہ ہے کہ ذکر خدا سے غافل رہے اور فرمایا صوفی وہ ہے کہ جو کچھ کہے اسکی حقیقت حال ہو یعنی وہ بات نہ کہے جو اسمیں نہ ہو اور جب خاموش ہو تو اسکا معاملہ اسکے حال کی تعبیر کرے اسکا حال قطع علایق کا ناطق ہو۔ اور فرمایا عارف ہر ساعت زیادہ خشوع کرتا ہے کیونکہ وہ ہر ساعت زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا عارف کون ہوتا ہے۔ فرمایا وہ ہوتا ہے جو لوگوں میں سے ہو اور ان سے جدا ہو۔ اور فرمایا عارف کا خائف ہونا چاہیئے نہ واصف کہ جو معرفت سے اپنی تعریف کرے وہ عارف نہیں اگر عارف ہوتا تو خائف ہوتا۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ۔ اور فرمایا عارف کو ایک حالت لازم نہیں ہوتی کیونکہ عالم غیب سے ہر ساعت ایک حالت اسپر ہوتی ہے۔ اور فرمایا عارف کا ادب سب سے زیادہ ہے کیونکہ معرفت اسکی موّدب ہے۔ اور فرمایا معرفت تین قسم کی ہے معرفت توحید یہ عام مومنوں کو ہے۔ دوسری معرفت حجت وبیان یہ حکما بلغا علماء کو ہے۔ تیسری معرفت صفات وحدانیت یہ اہل ولایت کو حاصل ہے وہ لوگ جو اپنے دلوں سے حق کا مشاہدہ کرنے والے ہیں جس سے حق تعالےٰ انپر وہ باتیں ظاہر کرتا ہے جو عالم میں کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اور فرمایا حقیقت معرفت یہ ہے کہ اسرار پر ایسے اطلاع ہو جیسے کہ لطائف انوار اسے حاصل ہوں یعنی نور آفتاب سے آفتاب کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں ہرگز معرفت کا مدعی نہ ہو یعنی اگر مدعی ہوگا تو کذاب ہوگا۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ جب عارف ومعروف حقیقت میں ایک ہیں تو تو درمیان میں کہاں ہے۔ ایک معنی یہ ہیں کہ اگر مدعی ہوگا تو سچ کہیگا یا جھوٹ اگر سچ کہتا ہے تو صدیق اپنی تعریف نہیں کرتے جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے لَسْتُ بِخَیْرِکُمْ (میں تم سے بہتر نہیں) اور اسی معنی میں ذوالنون نے فرمایا ہے کہ اَکْبَرُ ذَنْبِیْ مَعْرِفَتِیْ اِیَّاہُ (میرا سب سے بڑا گناہ اسکی معرفت کا دعوی کرنا ہے) اور اگر جھوٹ

کھتاہے تو جھوٹا عارف نہیں ہوسکتا۔ ایک معنی یہہ ہیں کہ تولپنے آپکو عارف مت کہتا وہ جو
سمجھے۔ اور فرماتے ہیں سب سے زیادہ عارف وہ ہے جو آفتاب میں زیادہ متحیر ہوگا۔ یہانتک کہ اسجگہ پہنچ
جائے کہ وہ وہ نہ ہے ؎ نزدیکاں رابیش بود حیرانی ٭ کایشان دانند سیاست سلطانی ٭
اُن سے عارف کی صفت پوچھی تو فرمایا عارف دیکھنے والا ہوتاہے بغیر علم وچشم مشاہدہ وصفت
کشف وحجاب کے وہ وہ نہیں ہوتے اور وہ وہ اپنے نہیں ہوتے بلکہ جو کچھ ہوتے ہیں حق کے
ہوتے ہیں۔ اُنکی گردش حق کے گردش کرانیسے ہوتی ہے۔ اُنکی زبان پر کلام حق جاری ہوتاہی
اور اُنکی نظر حق کی نظر ہوتی ہے جو اُنکی آنکھوں میں راہ پاتی ہے۔ پھر فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے
اس صفت کی خبر دی ہے اور حق تعالیٰ سے شکایت کی ہے کہ وہ فرماتاہے جب میں بندہ
کو دوست بناتا ہوں تو میں کہ خدا ہوں اُسکا کان ہوجاتا ہوں کہ وہ مجھہ سے سنتاہے
اُسکی آنکھ بن جاتا ہوں کہ وہ مجھ سے دیکھتاہے۔ اُسکی زبان ہوجاتا ہوں کہ وہ مجھ سے
کہتاہے اُسکا ہاتھ بن جاتا ہوں کہ وہ مجھسے پکڑتاہے۔ اور فرماتے ہیں زاہد آخرت کے
بادشاہ ہیں اور عارف زاہدوں کے بادشاہ ہیں۔ اور فرماتے ہیں صحبت حق تعالیٰ کی علامت
یہہ ہے کہ جو بات اُسے خدا سے بے توجہ کرے اُسکو چھوڑدے تاکہ وہ اور وہ شغل خدا ہو وبس
اور فرماتے ہیں بیمار دل کی چار علامتیں ہیں۔ ایک یہ کہ طاعت سے حلاوت نپائے۔ دوسرے
خدا سے ترسناک نہ ہو۔ تیسرے چیزوں کو چشم عبرت سے نہ دیکھے۔ چوتھی جو بات علم کی سنے اُسکو
نہ سمجھے۔ اور فرماتے ہیں مقام عبودیت تک پہنچنے کی علامت یہہ ہے کہ مخالف ہوا اور تارک
شہوات ہو۔ اور فرماتے ہیں عبودیت یہہ کہ ہر حال میں اُسکا بندہ رہے جس طرح وہ ہر حال میں تیرا
خداوند ہے۔ اور فرماتے ہیں علم موجود ہے مگر علم پر عمل مفقود ہے۔ عمل موجود ہے
مگر عمل میں اخلاص مفقود ہے۔ محبت موجود ہے مگر محبت میں صدق مفقود
ہے۔ اور فرماتے ہیں عوام کی توبہ گناہ سے ہے اور خواص کی توبہ غفلت سے۔
اور فرماتے ہیں توبہ دو قسم کی ہے توبۂ انابت اور توبہ استجابت۔ توبہ انابت

یہ ہے کہ بندہ عقوبت تعالٰے کے خوف سے توبہ کرے اور توبۂ استجابت یہ کہ خدا کی شرم
سے توبہ کرے۔ اور توبہ ہر عضو کی ہے۔ دل کی توبہ ترک حرام کی نیت ہے اور آنکھ کی
توبہ حرام باتوں کو نہ دیکھنا اور کان کی توبہ خراب باتوں کے سننے سے ہے۔ ہاتھ کی توبہ
ممنوعات کے چھونے سے ہے۔ اور پیر کی بُری باتوں کے لئے جانے سی۔ پیٹ کی توبہ
حرام کا نہ کھانا ہے۔ اور شرمگاہ کی توبہ ناجائز باتوں سی دور رہنا۔ اور فرماتے ہیں خوف
عمل کا رقیب ہے، اور امید شفیع ہے۔ اور فرماتے ہیں خوف اُمید سے غالب ہونا چاہیئے کہ
اگر اُمید غالب ہوگی تو دل پریشان ہو جائیگا۔ اور فرمایا طلب حاجت زبان فقر سے کرتے
ہیں نہ زبان حکم سے۔ اور فرمایا مخلوط درویشی کے دوم کو میں غرور کے ساتھ صفائی سے
زیادہ پسند کرتا ہوں۔ اور فرمایا ذکر خدا میری جان کی غذا ہے اور اُسکی ثنا پانی اور اس
سے حیا لباس۔ اور فرمایا شرم کے معنے ہیں دل میں اُن بدیوں سے ہیبت و وحشت
جو تجھ سے ہو گئے ہیں۔ اور فرمایا دوستی گفتگو کراتی ہے اور شرم خاموش کرا دیتی ہی اور
خوف بے آرام بنا دیتا ہے۔ اور فرمایا تقوی یہ ہے کہ ظاہر کو معاصی سے اور باطن کو
فضول کام سے آلودہ نہ کرے۔ اور خدائے تعالٰے کے ساتھ مقام پر کھڑا ہے۔ اور فرمایا
صادق وہ ہے جسکی زبان صدق و صواب کی ناطق ہو۔ اور فرمایا صدق خدا کی شمشیر ہے
جس کسی پر گریگی اُسے پارہ پارہ کر دے گی۔ اور فرمایا مراقبت یہ ہے کہ جو حق تعالٰے نے
پسند کیا ہے اُسے اختیار کرے اور خدا تعالیٰ نے جس چیز کی عظمت کی ہے اُسکی عظمت کرے
اور جب تجھ سی ذرہ برابر تکبر ظاہر ہو تو ایثار کے سبب پھر اُسکی طرف گوشہ چشم سے نہ دیکھے
اور اسکو فضل خدا سے سمجھے نہ اپنے عمل سے۔ اور دنیا اور جس چیز کو خدا نے حقیر بتایا ہے
اُسکی طرف التفات نکرے اُس سی ہاتھ جھاڑ دے اور اپنا اس اعراض میں کچھ دخل نہ سمجھے
اور فرمایا وجد دل میں ایک ستر ہے اور سماع ایسی چیز ہے کہ دلونکو خدا اُس سی برانگیختہ
کرتا اور اپنی طلب پر حریص بنا دیتا ہے جس نے اُسکو حق کے ساتھ سُنا وہ حق کیطرف

راہ پائیگا۔ اور جو نفس کے ساتھ سُنیگا زندقہ میں پڑجائے گا۔ اور فرمایا توکل کے معنے ہیں سب خداوندوں کی طاعت سے باہر آنا اور ایک خدا کی طاعت میں مشغول ہونا اور سبب سے علیحدہ ہونا اپنے آپکو صفتِ بندگی میں رکھنا اور صفِ خداوندی سے باہر آنا۔ اور فرمایا توکل کے معنے ہیں ترکِ تدبیر اور اپنی قوت وحیلہ سے علیحدہ ہو جانا۔ اور فرمایا اُنس یہ ہے کہ آدمی کو دُنیا و خلق سے وحشت آئی۔ مگر حق تعالیٰ کے اولیا سے اِسوجہ سے کہ اولیاء خدا سے اُنس کرنا خدا سے اُنس کرنا ہے۔ اور فرمایا اولیا کو جب عیشِ اُنس میں ڈالتے ہیں تو تم کہو کہ اُنسی بہشت میں بزبانِ نور خطاب کرتے ہیں۔ اور جب عیش ہیبت میں ڈالتے ہیں تو تم کہو کہ دوزخ میں اُن سے بزبانِ نار خطاب کرتے ہیں۔ اور فرمایا جو لوگ خدا سے اُنس رکھتے ہیں اُنکا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اُنکو آگ سے جلاویں تو ایک ذرّہ اُنکی ہمت کم نہ ہو کیونکہ وہ تو اس سے اُنس رکھتے ہیں۔ اور فرمایا علامت اُنس یہ ہے کہ خلق سے اُنس نہ کرے۔ اور فرمایا کلید عبادت فکر ہے اور خدا تک پہونچنے کا پتہ نفس وہوا کی مخالفت ہے۔ اور اُنکی مخالفت آرزوؤں کا ترک کر دینا ہے۔ جو شخص دل سے ہمیشہ فکر کریگا وہ رُوح سے عالم غیب دیکھیگا۔ اور فرمایا رضا کے معنے ہیں قضا کی تلخی میں دل کا شاد رہنا اور قضا سے پہلے اختیار ترک کر دینا اور بعد قضا کے تلخی نہ پانا اور عین بلا میں دوستی کا جوش مارنا۔ لوگوں نے پوچھا اپنے نفس کا زیادہ جاننے والا کون ہے۔ فرمایا وہ جو اسپر راضی ہے کہ مقسوم میں کر دیا گیا ہے۔ اور فرمایا اخلاص بغیر اس کے کامل نہیں ہوتا کہ اُس میں صدق و صبر ہو۔ اور فرمایا اخلاص یہ ہے کہ دشمن سے بچا ہے کہ وہ تباہ نہ کردے۔ اور فرمایا تین باتیں اخلاص کی علامت ہیں مدح و مذمت اُسکے نزدیک ایک ہو۔ اعمال کی رعایت بھول جائے اور اس عمل پر آخرت میں کچھ ثواب واجب نہ جانے۔ اور فرمایا خلوت میں اخلاص سے زیادہ میں کوئی چیز سخت نہ دیکھی۔ اور فرمایا جو چیز آنکھوں سے دیکھے اُس کی نسبت علم سے ہے اور جو دل سے دیکھے اُسکی نسبت یقین سے ہے۔ اور فرمایا صبر یقین کا ثمرہ ہے۔ اور فرمایا تین باتیں یقین کی علامت ہیں۔ اوّل ہر چیز میں حق کیطرف نظر

کرنا۔ دوسری تمام کاموں میں اسکی طرف رجوع کرنا۔ تیسری ہر حالت میں اُسی سے مدد چاہنا
اور فرمایا یقین کوتاہی اُمید کی طرف بلاتا ہے اور کوتاہی اُمید زہد کی طرف اور زہد
حکمت کی طرف اور حکمت انجام دیکھنے کی طرف۔ اور فرمایا تھوڑا سا یقین تمام دنیا سے
بہتر ہے کیونکہ تھوڑا سا یقین دل کو حب آخرت کی طرف مائل کر دیتا ہے اور تھوڑے
یقین سے تمام ملکوت آخرت کا مطالعہ ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا یقین کی علامت یہ ہے
کہ زندگی میں خلق کی بہت مخالفت کرے اور اگر لوگ اسے بخشش بھی دیں تو خلق کی مدح نہ
کرے اور اگر منع بھی کریں تو اُنکی بُرائی سے فارغ رہے۔ اور فرمایا جس نے خلق سے
اُنس کیا وہ فرعونوں کے فرش پر بیٹھ گیا اور جو شخص نفس کی طرف کان لگانے سے غائب ہوا وہ
اخلاص سے دور پڑ گیا اور جس شخص کو تمام چیزوں میں سے صرف حق نصیب ہوا وہ کچھہ باک نہیں رکھتا
اور فرمایا جو شخص کہ دعویٰ کرتا ہے وہ شہود حق سے محجوب ہے اور جو شخص حق کے ساتھ حاضر ہے وہ
دعویٰ کا محتاج نہیں لیکن اگر غائب ہے تو دعویٰ ہوگا کہ دعویٰ محجوبوں کا نشان ہے۔ اور فرمایا
کوئی ہرگز مرید نہیں ہوتا جبتک خدا سے زیادہ اپنے پیر کا فرمانبردار نہ ہو۔ اور جو شخص اپنے
حضرت دل میں خدا کا مراقبہ کریگا اُسے اللہ حرکات ظاہری میں بزرگ کردیگا اور جو شخص ڈریگا
وہ خدا میں بھاگے گا اور جو خدا میں بھاگے گا وہ نجات پائے گا۔ اور فرمایا جو شخص قناعت کریگا
وہ اہل زمانہ سے راحت پائے گا اور برابر والونکا سردار ہو جائیگا۔ اور جو شخص اس چیز میں تکلف
کریگا جو اسکے کام نہیں آتی وہ دل سے اُس چیز کو ضائع کردیگا جو اس کے کام آتی ہے اور فرمایا
جو خدا سے ڈریگا اسکا دل حق کو نہ چھوڑیگا خدا کی دوستی اُسکے دل میں مستحکم ہوگی اور عقل کامل
ہو جائے گی۔ اور فرمایا جو شخص عظیم شئے کو طلب کرتا ہے اُسے خطرہ عظیم ہوا ہی اور جو ایسی چیز طلب
کریگا کہ اُسے پہچانتا نہیں تو اُسکی آنکھ میں اُس چیز کی قدر نہ رہیگی جو دل سے کرنا چاہیئے۔ اور
فرمایا اگر تو حق کیلئے کم افسوس کرتا ہے تو یہ اُسکی نشانی ہے کہ تیری قدر حق کے نزدیک کم
ہے۔ اور فرمایا جبکہ تو کسی کو دیکھے کہ وہ کرامات ظاہر کرے اس کے پاس مت بیٹھو۔ اور فرمایا جو شخص حقیقت

میں خدا کو یاد کریگا وہ اسکی یاد کے مقابلہ میں تمام چیزوں کو فراموش کردیگا۔ اور تمام چیزوں کا عوض خدائے تعالیٰ ہو جائیگا۔ لوگوں نے پوچھا آپنے خدا کو کس چیز سے پہچانا۔ فرمایا مینے خدا کو خدا سے ہی پہچانا اور خلق کو رسول سے پہچانا یعنے اللہ ہی اور اللہ کا نور۔ خدا خالق ہی خالق کو خالق سے ہی پہچان سکتی ہیں اور نور خدا خلق ہے اور وصل خلق نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے پس خلق کو آں حضرت سے پہچان سکتے ہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا خلق کے بارہ میں آپ کیا کہتے ہیں۔ فرمایا تمام خلق وحشت غیب میں ہی۔ پوچھا گیا کہ بندہ مفوض دا آپکو خدا کی سپرد کرنیوالا کب ہوتا ہے۔ فرمایا جب آپنے نفس وعقل سے مایوس ہو جائے اور خدا کی پناہ چاہے جملہ احوال میں سواخ کے اسکا کوئی وسیلہ نہ رہے۔ لوگوں نے پوچھا ہم کس کے ساتھ صحبت رکھیں۔ فرمایا اسکے ساتھ جبکا ملک نہ ہو اور کسی حالت میں تجھ سے انکار نہ کرے تیرے تغیر سے متغیر نہو ہر چند کہ وہ تغیر بہت بڑی چیز سے ہو کیونکہ تم جسقدر زیادہ متغیر ہوگے دوست کے زیادہ محتاج ہوگے۔ اور پوچھا گیا کہ بندہ کو راہ خوف کب آسان ہوتی ہے۔ فرمایا جبکہ اپنے آپکو بیمار سمجھ کر تمام چیزوں سے پرہیز کرے کہ بیماری بڑھ نہ جائے۔ پوچھا بندہ کس سبب سے بہشت کا مستحق ہوتا ہے۔ فرمایا پانچ باتوں سے۔ استقامت کہ اسمیں تغیر نہ ہو اور کوشش کہ اسمیں سہو نہ ہو ظاہر اور باطن میں خدا کا مراقبہ۔ موت کا انتظار اور راہ تیار کرنے سے اور قبل اس کے کہ حساب ہو اپنے نفس کا حساب کرنا۔ پوچھا علامت خوف کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ خوف خدا اسکو تمام خوفوں سے محفوظ کردے۔ پوچھا لوگوں سے کون زیادہ محفوظ ہے۔ فرمایا جو اپنی زبان کو محفوظ رکھے۔ پوچھا توکل کی علامت کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ تمام خلق سے طمع منقطع کردو۔ پھر پوچھا تو فرمایا دوستوں کو چھوڑ دینا اور اسباب کا قطع کردینا۔ کہا اور کچھ فرمائیے۔ فرمایا نفس کو عبودیت میں ڈالدینا اور ربوبیت سے باہر نکالنا۔ پوچھا عزلت کب درست ہوتی ہے۔ فرمایا جب تم اپنے نفس سے عزلت اختیار کرو۔ پوچھا اندوہ کسے زیادہ ہوتا ہے۔ فرمایا سب سے زیادہ بدخو آدمی کو۔ پوچھا دنیا کیا ہے۔ فرمایا جب تجھ سے بے توجہ کرے۔ پوچھا سفلہ کون ہے۔ فرمایا جو خدا تک

راہ نہ پائے اور نہ دریافت کرے۔ یوسف بن الحسینؒ نے ذوالنونؒ سے پوچھا میں کس کی صحبت میں رہوں۔ فرمایا اسکی جس سے من وتو درمیان میں نہ ہو۔ کہا مجھے وصیت کیجئے فرمایا اپنے نفس کی دشمنی میں خدا کا یار ہو نہ کہ خدا کے مقابلہ میں اپنے نفس کا یار ہو اور کسیکو حقیر نہ سمجھ اگرچہ وہ ذلیل ہی ہو اور انجام کو دیکھ۔ ممکن ہے کہ معرفت سلب کرلیں ایک نے آپ سے وصیت چاہی تو فرمایا اپنے باطن کو حق کی طرف مشغول رکھ اور ظاہر خلق کو دیدے اور خدا کو عزیز رکھ تاکہ وہ تجکو خلق سے بے نیاز کردے۔ لوگوں نے کہا اور فرمایئے۔ فرمایا شک کو یقین پر اختیار نہ کرو اور اپنے نفس سے رضی نہ ہوتا کہ وہ آرام نہ لے اور کوئی بلا تمپر آئے تو صبر سے تحمل کرو اور ہمیشہ خدا کی درگاہ میں ہو۔ ایک اور شخص نے وصیت چاہی تو فرمایا اپنی ہمت کو پس وپیش سے مت بھیج۔ لوگوں نے کہا اسبات کو تشریح سے بیان کیجئے۔ فرمایا جو کچھہ گذرگیا اور جو ابھی نہیں ہوا اس سے اندیشہ نہ کرو اور نقدِ وقت کے لئے رہو۔ لوگوں نے پوچھا صوفی کون شخص ہیں۔ فرمایا وہ جنہوں نے خدا کو تمام چیزوں پر اختیار کیا ہے اور خدا نے انکو تمام لوگوں پر اختیار کیا ہے ایک نے کہا مجھے راہِ حق بتلایئے۔ فرمایا اگر اسکی راہ پوچھتا ہے تو وہ اس سے زیادہ ہے کہ شمار میں آئے اور اگر قرب چاہتا ہے تو اول قدم میں ہے اور اسکی شرح پہلے گذر چکی ہے۔ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں تمکو دوست رکھتا ہوں۔ فرمایا اگر تو خدا کو پہچانتا ہے تو وہ تیرے لئے دوست کافی ہے اور اگر نہیں پہچانتا تو ایسے شخص کو تلاش کر جو اسے پہچانتا ہو تا کہ وہ شخص تجھے اسکا راستہ بتادے۔ لوگوں نے نہایت معرفت دریافت کی تو فرمایا جو شخص نہایتِ معرفت تک پہونچ جائیگا اسکا نشان ہے کہ ہر وقت اور ہر حالتمیں جہاں کہیں ہو ویسا ہی ہو جیسا اس سے پہلے تھا۔ پوچھا اول درجہ جسمیں عارف پہونچتا ہے کیا ہے۔ فرمایا تحیر اسکے بعد افتقار پھر اتصال پھر حیات۔ عارف کا کام پوچھا تو فرمایا کہ تمام احوال میں حق کو دیکھتا رہے۔ کمالِ معرفت نفس کو دریافت کیا تو

فرمایا اُسکے ساتھ بدگمانی رکھنا نیک گمان کبھی نہ کرنا۔ اور فرمایا حقایق قلوب فراموش کرنا لغو کا حصہ ہے۔ اور فرمایا خدائے تعالےٰ سے سب سے دور وہ شخص ہے جسکا اشارہ ظاہر میں خدا کی طرف زیادہ ہو یعنی پوشیدہ رکھنا چاہیئے چنانچہ آپ سے منقول ہے کہ میں ستر سال تجرید و تفرید تائید و تشدید میں قدم رکھا۔ مگر ان سب سے سوا گمان کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ مرض موت میں آپ سے کہا کہ کیا آرزو رکھتے ہو۔ فرمایا یہ آرزو ہی کہ مرنے سے پہلے اگر ایک ہی لحظہ ہو تو میں اسے جان لوں پھر یہ شعر پڑھا۔ اَلْخَوْفُ اَمْرَضَنِیْ وَالشَّوْقُ اَحْرَقَنِیْ ۔ وَالْحُبُّ اَضْنَانِیْ وَاللّٰہُ اَحْیَانِیْ ۔ یوسف بن حسین نے کہا اسحالتمیں مجھے وصیت کیجیے۔ فرمایا مجھے مشغول نہ کرو کہ اسکے احسان میں متعجب ہوں پھر وفات پا گئے۔ اُس شب کو ستر شخصوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپنے فرمایا کہ خدا کے دوست ذوالنون آئیں گے ہم انکے استقبال کو آئے ہیں۔ جب وفات ہوگئی تو انکی پیشانی پر بخط سبز لکھا دیکھا کہ ھٰذَا حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ ھٰذَا قَتِیْلُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ جب اُنکا جنازہ اُٹھایا تو آفتاب بہت گرم تھا مرغانِ ہوائی آکر پرا باندھ لیا اور آپکی جنازہ پر گھر سے لب گور تک سایہ رکھا۔ راہ میں مؤذن اذان کہہ رہا تھا جب کلمۂ شہادت پر پہنچا تو ذوالنون نے انگشت اُٹھا دی اور لوگ نالہ و فریاد کرنے لگے۔ کہا شاید یہ زندہ ہیں جنازہ رکھدیا اُنکی انگشت ویسی ہی تھی بہت کوشش کرتے تھے کہ نیچی ہو جائے مگر نہ ہوتی تھی پھر انکو دفن کر دیا۔ اہلِ مصر نے جب یہ دیکھا تو اُس جفا سے جو اُنکے ساتھ کی تھی پشیمان ہوئے اور توبہ کرلی ۔

چودھواں باب ذکر بایزید بسطامی رح

وہ سلطان العارفین برہان المحققین خلیفۂ الٰہی علامۂ نامتناہی تختۂ جہان ناکامی بایزید بسطامی قدس اللہ روحہ العزیز اکبر مشائخ و اعظم اولیا حجت خدا خلیفۂ برحق قطب عالم

و مرجع اوتاد تھے۔ انکی ریاضات و کرامات بہت تھی۔ اسرار و حقایق میں نظر ثاقب وجد بلیغ رکھتے تھے۔ ہمیشہ مقام قرب و ہیبت میں تھے اور آتش محبت میں غرق تھے۔ برابر تن کو مجاہدہ میں اور دل کو مشاہدہ میں رکھتے تھے۔ احادیث عالی میں اونکی روایات ہیں۔ آپ سے پہلے کسی کو معانی طریقت میں اسقدر استنباط نہ تھا۔ آپکا کمال پوشیدہ نہیں یہانتک کہ جنید رحنے فرمایا۔ بایزید ہم میں ایسے ہیں جیسے ملائکہ میں جبریل۔ یہ بھی فرمایا کہ تمام سالکان توحید کی نہایت میدان بایزید کی ابتدا ہے۔ اسکی دلیل یہی ہے کہ بایزید فرماتے ہیں کہ بزرگ بوستان پر گذریں تو ہم جیسا پھول کہیں۔ شیخ ابوسعید ابو الخیر کہتے ہیں اٹھارہ ہزار عالم میں بایزید سے پُر دیکھتا ہوں اور بایزید درمیان میں نہیں ہیں یعنی جو کچھ بایزید میں ہے حق میں محو ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ انکے جد گبر تھے۔ اور بزرگان بسطام میں سے ایک انکے والد تھے۔ شکم مادر سے آپ بزرگی لیکر آئے تھے۔ چنانچہ آپکی والدہ کہتی ہیں کہ جب میں اپنے منہ میں ایسا لقمہ رکھتی جسمیں شبہ ہوتا تو میری شکم میں درد ہونے لگتا جب تک میں اس لقمہ کو نکال نہ ڈالتی قرار نہ آتا مصداق امہات کے وہی ہیں جو ان سے پوچھا کہ آدمی کو اس راہ میں کیا بہتر ہے۔ فرمایا دولت مادر زاد۔ کہا اگر یہ نہ ہو تو فرمایا چشم بینا۔ کہا اگر یہ بھی نہ ہو۔ فرمایا کان سننے والا۔ کہا اگر وہ بھی نہ ہو۔ فرمایا تو مرگ ناگہانی + نقل ہے کہ جب والدہ نے انکو مکتب میں بھیجا۔ اور وہ سورۂ لقمان میں اس آیت پر پہونچے۔ کہ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرا شکر کرو اور اپنے والدین کا تو استاد سے اس آیت کے معنے پوچھے۔ استاد نے جب معنی بیان کئے تو اُن کے دلپر اسکا اثر ہوا تختی رکھہ کر کہا مجھے اجازت دیجئے کہ والدہ کے پاس جاکر ایک بات کہوں۔ استاد نے اجازت دیدی گھر پہونچے تو والدہ نے پوچھا کس کام کو آئے ہو کہا میں اس آیت پر پہونچا کہ حق تعالے اپنی اور تمہاری خدمت کا حکم دیتا ہے۔ میں دو گھروں کا انتظام نہیں کرسکتا۔ یہ آیت میری جان کو آگئی ہے۔ یا مجھے خدا سے

تم مانگ لو کہ میں بالکل تمہارا مملوک ہو جاؤں۔ یا مجھے خدا کیلئے چھوڑ دو تاکہ محض اسی کا مملوک رہوں۔ والدہ نے کہا اے بیٹے میں نے تجھے خدا کے لئے چھوڑا اور اپنا حق تجھے بخشدیا۔ جاؤ اور خدا کا ہو جا۔ پس بایزید بسطام سے چلے گئے اور تیس سال تک صحرائے شام میں پھرتے اور ریاضت کرتے رہے۔ ہمیشہ بے خواب اور بھوکے رہتے تھے۔ ایکسو تیرہ بزرگوں کی خدمت کی اور سب سے فایدہ حاصل کیا۔ منجملہ انکے ایک صادق رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ایک دن آپ صادق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے کہ صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بایزید وہ کتاب طاق سے اتار لو۔ بایزید نے کہا کونسا طاق۔ فرمایا اتنی مدت سے تم یہاں ہو مگر طاق نہیں دیکھا۔ کہا نہیں مجھے اس سے کیا کام میں آپکے سامنے سر رکھتا ہوں نظارہ کے لئے نہیں آیا ہوں صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب ایسا ہی تو بسطام کو جاؤ تمہارا کام پورا ہو گیا۔ لوگوں نے آپکو نشان دیا کہ فلاں جگہ ایک بزرگ ہیں۔ انکو دیکھنے گئے جب نزدیک پہونچے تو اس شخص نے قبلہ کی طرف کو تھوکا۔ فوراً واپس آگئے اور فرمایا اگر اسکا قدم طریقت میں ہوتا تو اس سے خلاف شریعت نہ ہوتا۔ آپکے گھر سے مسجد تک چالیس قدم تھے۔ راہ میں ہرگز تھوک نہ ڈالتے مسجد کی حرمت کے سبب سے۔ نقل ہے بارہ سال میں آپ کعبہ تک پہونچ پائے تھے۔ چند قدم پر مصلے ڈالکر دو رکعت نماز پڑھتے اور کہتے یہ بادشاہان دنیا کی دہلیز نہیں کہ ایک ساتھ وہاں تک پہونچ سکیں پھر کعبہ گئے اور اس سال مدینہ نہ گئے۔ فرمایا اسکو حج کا تابع بنانا خلاف ادب ہے اسکے لئے علیحدہ احرام باندہیں گے۔ چنانچہ دوسری سال نیا احرام باندہ کر گئے۔ راہ میں بہت سے لوگ انکے پیچھے ہو لئے۔ بایزید نے پیچھے پھر کر دیکھا تو فرمایا یہ کون لوگ ہیں۔ کہا یہ آپکے ساتھ رہیں گے۔ فرمایا خدایا میں تجھسے خواہش کرتا ہوں کہ میری وجہ سے خلق کو اپنی آپ سے محجوب نہ کر۔ پھر چاہا کہ اپنی محبت انکے دل سے نکال ڈالیں۔ اور اپنی زحمت انکی راہ سے دور کردیں۔ نماز صبح پڑھ کر انکی طرف دیکھکر کہا۔ اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ (بیشک میں اللہ ہوں میری سوا کوئی معبود نہیں پس

میری عبادت کرو) لوگوں نے کہا یہ شخص دیوانہ ہے۔ انکو چھوڑ کر چلے گئے۔ اور شیخ اسوقت
خدا کی زبان سے فرماتے تھے جس طرح منبر پر اللہ تعالیٰ کے قول کو نقل کرتے ہیں۔ پھر آپ راہ
میں آرہے تھے کہ ایک کھوپری ملی جسپر لکھا تھا صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ایک نعرہ
لگایا اور اٹھا کر اسے چومتے تھے۔ اور فرمایا صوفی کا سر ہے گیا کہ حق میں محو ہو گیا تھا نہ کان
رکھتا ہو کہ خطاب لم یزلی سنے اور نہ آنکھ رکھتا ہے کہ جمال لم یزلی دیکھے اور نہ زبان رکھتا ہے کہ
اسکی معرفت کا ذرہ جانے۔ یہ آیت اسی کی شان میں ہے کہتے ہیں ذوالنون مصری رحؒ نے ایک مرید
کو بایزیدؒ کے پاس بھیجا اور کہا ان سے کہنا کہ اے بایزید تمام رات جنگل میں سوتے اور راحت
میں مشغول رہتے ہو اور قافلہ نکلگیا۔ اس شخص نے آکر کہدیا۔ بایزید نے جوابدیا کہ ذوالنون
سے کہدینا کہ مرد کامل وہی ہے جو تمام رات سوتا رہے۔ جب صبحکو اٹھے تو قافلہ کے اترنے
سے پہلے منزل پر جا اترے جب ذوالنون نے یہ بات سُنی تو رو کر کہا انکو مبارک ہو کہ ہماری
حالت اسدرجہ تک نہیں پہونچی۔ راہ حج میں آپکے پاس ایک اونٹ تھا جسپر اپنا اور مریدوں
کا اسباب لادکیا تھا۔ ایک نے کہا اس بیچارہ اونٹ پر بوجھ بہت ہے اور یہ پورا ظلم
ہے۔ بایزیدؒ نے فرمایا اے جوان مرد اس بار کا اٹھانیوالا یہ اونٹ نہیں ہے دیکھہ تو کچھہ بار
اسکی پشت پر ہے یا نہیں۔ اوسنے غور کیا تو اونٹ کی پشت سے ایک ہاتھ اونچا تھا۔ کہا سبحان
اللہ عجب حالت ہے۔ بایزید نے فرمایا اگر میں اپنا حال تم سے پنہاں رکھوں تو زبان
ملامت دراز کرو اگر ظاہر کردوں تو تم اسکی طاقت نہیں رکھتے تم سے کیا کرنا چاہیئے جب
مدینہ کی زیارت کرلی تو دل میں آیا کہ والدہ کی خدمت میں جائیں۔ چند لوگوں کے ساتھ
بسطام کیطرف چلے۔ شہر میں خبر ہوئی تو انکے استقبال کو پہونچے۔ جب آپکے نزدیک پہونچے
تو آپنے ایک دوکان سے روٹی لیکر کھانی شروع کردی اور رمضان کا مہینہ تھا جب لوگوں
نے یہ دیکھا تو انکے پاس سے چلے گئے۔ شیخ نے اصحاب سے فرمایا تمنے دیکھا کہ مَیں نے
شریعت کے ایک مسئلہ پر عمل کیا تو سب خلق نے مجکو مردود کیا۔ ایکدن صبح کیوقت

گھر کے دروازہ پر جا کر دیکھا تو والدہ طہارت کرتی اور کہتی جاتی تھیں کہ الٰہی میرے اُس غریب کو اچھی طرح رکھنا۔ مشائخ کا دل اُس سے خوش رکھنا اور عمدہ احوال اُسے عطا کرنا۔ بایزید نے یہ سُنا تو رو پڑے پھر دروازہ پر دستک دی ماں نے کہا کون ہے۔ کہا آپکا غریب ماں رونے لگیں اور دروازہ کھولدیا۔ اور کہا دیر میں کیوں آئے میری آنکھوں میں خلل آ گیا تمہارے فراق میں بہت روئی اور میری پشت دوتا ہو گئی۔ فرماتے ہیں جس کام کو میں سب سے پیچھے جانتا تھا یعنی رضائے مادر۔ اور فرماتے ہیں وہ تمام باتیں جو میں ریاضات مجاہدات اور غربت میں تلاش کرتا تھا میں نے اسمیں پائیں کہ ایک رات کو ماں نے مجھ سے پانی مانگا میں لینے کو گیا مگر کوزہ میں پانی نہ تھا گھڑی میں دیکھا تو اُسمیں بھی نہ تھا تب میں ندی سے جا کر پانی لایا۔ والدہ سو رہی تہیں رات سردی کی تھی میں کوزہ ہاتھ میں لیے رہا۔ جب جاگ کر اُٹھیں تو پانی پی کر مجھے دُعا دی اور کوزہ اسی طرح میرے ہاتھ میں افسردہ ہو گیا تھا کہا تم نے ہاتھ میں سے کیوں نہ رکھا میں نے کہا میں ڈرا کہ تم بیدار ہو اور میں حاضر نہ ہوں ؂

نقل ہے مکہ سے لوٹتے میں ہمدان پہونچے تو تخم معصفر خریدا کپڑے میں باندھ لئے اور بسطام لائے جب کھولے تو اُنمیں چند چیونٹیاں دیکھیں۔ کہا میں نے انکو انکی جگہ سے علیحدہ کیا پھر اُٹھ کر اُنہیں ہمدان میں پہونچایا۔ جبتک کوئی شخص تمام تعظیم لامر اللہ میں انتہا پر نہ ہوگا۔ عالم شفقت بخلق اللہ میں اس درجہ پر نہ پہونچیگا۔ فرماتے ہیں بارہ سال تک میں اپنے نفس کا آہنگر تھا۔ ریاضت کی بھٹی میں رکھتا اور مجاہدہ کی آگ سے گرم کرتا اور تیغ ملامت سے کوٹتا تھا تو اپنا آئینہ میں نے بنا پایا۔ پانچسال تک میں اپنا آئینہ تھا اور انواع طاعت و عبادات سے اُس آئینہ پر میں صیقل کرتا تھا پھر ایک سال نظر عبرت کی تو اپنی کمر میں غرور و عشوہ اعتمادِ طاعت اور اپنا عمل پسند کرنیکی زنار دیکھی۔ پھر پانچسال تک کوشش کی تو وہ زنار ٹوٹی تازہ اسلام لایا تو تمام خلق کو مردہ دیکھا چار تکبیریں انکے حق میں کہیں اور سب کے جنازہ سے واپس ہوا اور بے زحمت خلق مدد حق

تک حق تک پہونچا جب آپ مسجد کے دروازہ پر جاتے تو کھڑے ہو کر روتے۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے۔ فرمایا میں اپنے آپکو استحاضہ والی عورت کی طرح پاتا ہوں کہ مسجد میں جائیگی۔ تو آلودہ کر یگی۔ ایکبار حج کا عزم کیا اور چند منزل جاکر لوٹ آئے لوگوں نے کہا آپنے کبھی عزم فسخ نہ کیا ہے اس وقت کیا واقعہ ہوا۔ فرمایا راستہ میں میں نے ایک حبشی کو تلوار کھینچے دیکھا اُس نے کہا اگر تو لوٹ جائے گا جب تجھے خیر ورنہ تیرا سر تن سے جُدا کر دونگا پھر کہا تَرَكْتَ اللّٰهَ بِبَسْطَامَ وَقَصَدْتَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ تو نے خدا کو بسطام میں چھوڑ دیا اور کعبہ کا قصد کیا ہے۔ ایک شخص نے آکر پوچھا کہاں جاتے ہو۔ فرمایا حج کو۔ کہا تمہارے پاس کیا ہے۔ فرمایا دو سو درم۔ کہا مجھے دیدو کہ میں صاحب عیال ہوں اور سات بار میرے گرد پھر کر لوٹ جاؤ کہ تمہارا حج یہی ہے۔ آپنے ایسا ہی کیا اور وہ شخص چلا گیا جب آپکا مرتبہ بلند ہو گیا اور آپکی بات اہل ظاہر کے حوصلہ میں نہ سماتے تھے تو سات بار بسطام سے آپکو باہر نکالدیا۔ پوچھا مجھے کیوں نکالتے ہو کہا تم بُرے شخص ہو۔ فرمایا بہت اچھا ہے وہ شہر جسکا بُرا بایزید ہو۔ ایک رات کو صومعہ کے کوٹھے پر ذکر کرنیکے لئے گئے تو دیوار پر کھڑے رہے اور کچھ نہ بولے۔ لوگوں نے دیکھا تو بجائے پیشاب کے آپکا خون جُدا ہوا تھا۔ پوچھا یہ کیا حالت ہے۔ فرمایا دو سبب سے میں صبح تک خراب حالت میں رہا۔ ایک یہ کہ بچپن میں میری زبان سے ایک ایسی بات نکل گئی تھی کہ عظمت نے مجھپر ایسا اثر ڈالا کہ میرا دل متحیر ہو گیا۔ اگر دل حاضر ہوتا تھا تو زبان کام نہ دیتی تھی اور اگر زبان حرکت میں آتی تھی تو دل کام کا نہ رہتا تھا۔ تمام رات اسی حالت میں صبح کر دی نقل ہے کہ جب عبادت یا فکر کیلئے خلوت کرتے تو گھر میں جاکر تمام سوراخ اچھی طرح بند کر دیتے۔ اور فرماتے مجھے ڈر ہے کہ آواز مجھے پریشان کرے اور یہی بہانہ ہو جائے۔ عیسٰے بسطامی کہتے ہیں تیرہ سال تک میں شیخ کی صحبت میں رہا مگر اُن سے کوئی بات نہ سُنی آپکی عادت یہ تھی کہ سر زانو پر رکھ لیتے۔ جب سر اٹھاتے تو آہ کرتے اور پھر زانو پر رکھ لیتے شیخ سہلگی کہتے ہیں یہ حال قبض کی حالت میں تھا لیکن حالتِ بسط میں اُن سے

بہت فوائد پاتے تھے۔ ایکبار خلوت میں انکی زبان سے نکلگیا۔ سُبحانی ما اعظم شانی
جب ہوش میں آئے تو مریدوں نے کہا آپنے ایسے لفظ فرمائے۔ ارشاد کیا خدائے عزوجل تمہارا
دشمن ہو جائے اگر دوبارہ سنو اور مجھی ٹکڑے ٹکڑے کردو پھر ہر ایک کو چھری دیدی۔ اصحاب نے
مار ڈالنے کا قصد کیا تو گھر کو بایزید سے بھرا دیکھا کہ گھر کے چاروں کونے ان سے بھرے
تھے وہ چھری مارتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پانی پر مار رہے ہیں (کچھ اثر ہی نہ ہوتا
تھا) جب ایک ساعت گذری تو وہ صورت چھوٹی ہونا شروع ہوئی یہاں تک کہ بایزید
ممولے کی طرح محراب میں ظاہر ہوئے۔ اصحاب نے وہ حالت شیخ سے کہی۔ فرمایا بایزید یہ ہے
جو تم دیکھتے ہو وہ بایزید نہ تھے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے تو میں کہوں گا جس طرح آدم علیہ السلام
ابتدا میں زمین پر آئے تو سر فلک سے لگتا تھا جبریل علیہ السلام نے انپر ایک پر لگادیا تو
انکا قد کم ہوگیا۔ جب ہوسکتا ہے کہ بڑی صورت چھوٹی ہوجائے تو اسکا عکس بھی ہوسکتا
ہے جیسے بچہ شکم مادر میں مثلاً دو سیر ہو اور جوانی میں پہونچکر سنو لسیر ہوجائے جس طرح
جبریل علیہ السلام مریم پر صورت بشر میں متجلی ہوئے۔ اسی قسم سے بایزید کی بھی حالت تھی
لیکن جبتک کوئی اس واقعہ تک نہ پہونچیگا اُسے شرح سے کچھ فایدہ نہیں۔ ایکبار آپنے
سُرخ سیب ہاتھ میں لیا اور اسے دیکھکر فرمایا سیب لطیف ہے۔ ندا آئی کہ اے بایزید ہمارا نام سیب پر
رکھتے ہو تمکو شرم نہیں آتی چالیس روز تک نامِ خدا اُنکے دل سے فراموش رہا فرماتے
ہیں میں نے قسم کھالی کہ جبتک زندہ رہونگا بُسطام کا میوہ نہ کھاؤنگا۔ فرماتے ہیں ایکدن
میں بیٹھا تھا کہ میرے دل میں آیا اِسوقت میں پیر وقت اور بزرگ زمانہ ہوں جب یہ خیال
کیا تو معلوم ہوا کہ بڑی غلطی ہوئی۔ اُٹھ کر خراسان کی طرف چلدیا۔ ایک منزل پر مقام
کردیا اور قسم کھالی کہ یہاں سے اسوقت تک نہ اٹھونگا جبتک حق تعالیٰ کسی ایسے شخص کو
میرے پاس نہ بھیجے جو میری حقیقت مجھے دکھلاوے تین شبانہ روز وہاں قیام کیا
چوتھے دن ایک کانے شخص کو دیکھا کہ سواری پر آتا ہے۔ جب غور کیا تو اُسے آشنا پایا

اونٹ کو مینے اشارہ کیا کہ ٹھہر جا۔ فوراً اونٹ کا پیر زمین میں دھس گیا۔ اُس شخص نے میری طرف دیکھکر کہا مجھے اسوجہ سے بلایا ہے کہ دکھی ہوئی آنکھ واپس کروں اور سلی ہوئی دیدوں اور بسطام کو معہ اہل بسطام و بایزید کے غرق کردوں۔ میری ہوش اُڑ گئی۔ میں نے پوچھا تم کہاں سے آتے ہو۔ کہا جس وقت سے تو نے عہد کیا ہے میں تین ہزار کوس سے آیا ہوں پھر کہا اے بایزید خبردار دل کو نگاہ رکھ اور منہ پھیر کر چلا گیا۔ چالیس سال تک آپ مسجد میں مجاور رہے۔ مسجد کے کپڑے جُدا رکھتے تھے اور گھر کے جُدا اور وضو کے جُدا۔ اور چالیس سال تک سوائے مسجد یا سرائے کے کسی دیوار سے پشت نہ لگائی۔ اور فرماتے تھے ذرہ ذرہ سے سوال کریں گے اور یہہ ذرہ سے زیادہ نہیں۔ فرمایا چالیس سال تک میں نے وہ نہ کھایا جو آدمی کھاتے ہیں یعنی میرا قوت دوسری جگہ سے تھا۔ اور فرمایا چالیس سال تک میں دل کا محافظ رہا جب نگاہ کی تو بندگی و خداوندی دونوں کو حق سے دیکھا۔ اور فرمایا تیس سال تک میں خدائے تعالے کو طلب کرتا تھا جب نگاہ کی تو وہ طالب تھا اور میں مطلوب اور فرمایا تیس برس گذر گئے کہ جب میں خدائے تعالے کو یاد کرتا ہوں تو اپنے منہ اور زبان کو تعظیم حق کے باعث تین مرتبہ دھوتا ہوں۔ ابو موسیٰ نے ان سے پوچھا کہ اس راہ میں زیادہ سخت آپنے کیا کام دیکھا۔ فرمایا مدت تک میں نفس کو درگاہ میں لیجاتا تھا تو وہ روتا تھا۔ جب حق کی مدد پہونچی تو نفس مجکو لیجاتا تھا اور ہنستا تھا۔ نقل ہے آخر میں انکا حال یہاں تک پہونچگیا تھا کہ جو کچھہ انکا ظاہر میں گذرتا فوراً اُنکے سامنے ظاہر ہو جاتا اور جب خدائے عزوجل کو یاد کرتے تو بجائے پیشاب کے اُنکو خون آتا۔ ایکدن چند لوگ آپکے پاس آئے آپنے سر جھکا لیا۔ پھر سر اُٹھا کر کہا صبح سے میں ایسی چیز تلاش کرتا ہوں جو تمکو دوں اور تمہارے حوصلہ میں آسکے تم اُسکے اُٹھانے کی طاقت رکھتے ہو مگر نہیں ملتی۔ ابو تراب کا ایک مرید بہت تیز چلنے والا اور صاحب وجد تھا۔ ابو تراب ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ جیسا تو ہے تجھے بایزید کو دیکھنا چاہیئے۔ مرید نے کہا جو شخص روزانہ سو بار بایزید کے

خداکو دیکھتا ہے وہ بایزید کا کیا کریگا۔ ابو تراب نے کہا جب تو خداکو دیکھیگا تو بقدر اپنی
دیکھے گا اور جب بایزید کے سامنے دیکھے گا تو بایزید کے بقدر دیکھیگا۔ آنکھوں میں تفاوت
ہے کیا ایسا نہیں کہ صدیق پر ایکبار تجلی ہوگا اور تمام خلق پر ایکبار یہ بات مرید کے
دل میں آئی اور کہا اٹھو چلیں۔ دونوں بسطام پہونچے شیخ گھر میں نہ تھے پانی کو گئے تھے وہ انکے
پیچھے گئے تو شیخ کو دیکھا کہ آرہے ہیں ایک ہاتھ میں پانی کا گھڑا ہے اور دوسرے ہاتھ میں
کہنہ پوستین ہے جب بایزید کی آنکھ مرید پر پڑی اور مرید کی آنکھ بایزید پر تو وہ فوراً کانپ کر
گر پڑا اور جان دیدی۔ ابو تراب نے کہا اے شیخ ایک نظر اور مرگ شیخ نے کہا اے ابو تراب اس
جوان میں ایسی حالت تھی کہ اسکی کشف کا وقت آیا تھا۔ بایزید کے مشاہدہ میں یکبارگی
کشف ہوگیا اور وہ طاقت نہ رکھتا تھا لہذا مرگیا مصر کی عورتوں کو بھی ایسا ہی ہوا۔
جمال یوسف کی طاقت نہ رکھتی تھیں۔ ایک ساتھ ہاتھوں کو کاٹ ڈالا کیونکہ انہیں خبر ہی
نہ تھی۔ یحیی معاذ رازی نے بایزید کو نامہ لکھا کہ تم اسکے حق میں کیا کہتے ہو جو ایک پیالہ پی کر
مست ازل و ابد ہو گیا۔ بایزید نے جواب لکھا کہ یہاں ایک ایسا مرد ہے جو رات
دن میں ازل و ابد تک پہونچتا ہے اور ھل من مزید کا نعرہ لگاتا ہے یحیی نے یہ بھی
لکھا تھا کہ مجھی تمہارے ساتھ ایک ستر ہے اگر میری اور تمہاری میعاد بہشت ہے
سایہ طوبے کے نیچے اور ایک روٹی اس خط کے ہمراہ بھیجکر کہا کہ شیخ کو یہ روٹی کام
میں لانا چاہیئے رہنے اسے آب زمزم سے گوندا تھا۔ بایزید نے جواب دیا کہ جس جگہ یاد
حق ہے وہ بہشت بھی ہے اور سایہ طوبی بھی اور ہم اس روٹی کو کام میں نہ لائے کیونکہ
تم نے لکھا تھا کہ آب زمزم سے گوندی ہے یہ نہیں لکھا کہ کس تخم سے کاشت کی ہے یحیی نے
جب سنا تو شیخ کا اشتیاق ان پر غالب ہوگیا اور شیخ کی زیارت کو گئے نماز عشا کے وقت
وہاں پہونچے کہتے ہیں میں نے نہ چاہا کہ شیخ کو زحمت دوں۔ صبح کو میں نے سنا کہ وہ گورستان میں مشغول
عبادت ہیں وہاں جاکر دیکھا کہ وہ صبح تک دو انگلیوں پر کھڑے تھے میں انکے حال پر

تعجب کر رہا تھا اور اُنکی طرف کان لگائے تھا۔ تمام رات کام میں اور گفتگوئے داؤ
ستدیں مشغول رہے۔ جب صبح ہوئی تو شیخ کی زبان سے نکلا کہ اَعُوذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ
هٰذَا الْمَقَامَ (یعنی اس مقام کے سوال سے تیری پناہ مانگتا ہوں) پس یحییٰ نے آگے
جا کر سلام کیا اور شب کا واقعہ پوچھا شیخ نے فرمایا بیس مقام میرے سامنے پیش کئے گئے
تھے میں یہ کوئی نہیں چاہتا کیونکہ یہ سب مقام حجاب ہیں یحییٰ متبدی تھے اور وہ منتہی
کہا اے شیخ آپ نے معرفت کیوں نہ چاہی کہ وہ مالک الملکوت ہے اور اُسنے فرمایا ہے کہ
جو چاہو مانگو۔ بایزید نے نعرہ لگا کر کہا کہ اے یحییٰ خاموش مجھے اپنے اوپر غیرت آتی ہے کہ
اُسے جانوں میں ہرگز نہیں چاہتا کہ اُسے اُسکے سوا کوئی جانے جسجگہ اُسکی معرفت ہے
میرا اور میان میں کیا کام اُسکی خواہش یہ ہے کہ سوا اُسکے کوئی اُسے نہ جانے یحییٰ نے
کہا تمکو عزت خدا کی قسم کہ کل جو فتوح آپکو ہوئی اُنہیں سے کچھ حصہ مجھے دیجیے۔ شیخ نے فرمایا
اگر صفوت آدم قدس جبرئیل۔ خلت ابراہیم۔ شوق موسیٰ۔ طہارت عیسیٰ محبت محمد علیہم
افضل الصلوٰۃ والتحیات تمکو دیدی جائے تو ہرگز راضی نہ ہونا کسی بات پر رک نہ جانا
اُسکے ماسوا طلب کرنا کہ اسکے علاوہ بہت کام ہیں۔ صاحب ہمت رہو اور سر کسی پر نیچا
نہ کرو شیخ نے کہا کہ اگر آسمان و زمین والوں کی عبادت جمع کرکے تکیہ کیطرح سر کے نیچے رکھ لی
ذوالنون مصری نے ایک مصلا شیخ کے پاس بھیجا شیخ نے واپس کر دیا کہ مصلا میرے
کس کام میں آئیگا میرے کام کا مسند ہے وہ بھیجو تو اسپر تکیہ لگاؤں یعنی کام نماز
سے گذر گیا اور نہایت تک پہونچ گیا۔ ذوالنون نے یہ سنا تو ایک پر تکلف مسند بھیجا
شیخ نے پھر واپس کر دیا اور کہا جسکا تکیہ گاہ لطف و کرم حق تعالیٰ ہو وہ مخلوق کے
تکیہ پر ناز نہ کریگا اور اُسے اُسکی ضرورت نہ ہوگی۔ فرماتے ہیں میں ایک شبکو صحرا میں تھا
اور منہ کپڑوں میں لپیٹ لیا تھا کہ احتلام ہوگیا اور سردی بہت تھی میں نے چاہا کہ غسل
کروں مگر نفس نے کاہلی کی اور کہا صبر کر جب آفتاب نکل آئے تو غسل کرنا۔ جب میں نے

نفس کی کاہلی دیکھی تو جان لیا کہ نماز قضا ہو گی۔ اسیطرح برف توڑ کر غسل کر لیا اور ہوا گرم ہونے تک وہی ٹھنڈا کپڑا باندھے رہا۔ تمام جاڑوں میں اُسے اپنے اسی رنج میں رکھا بعض دن ہوتا تھا کہ میں اسکی کاہلی سے ستر بار بیہوش ہو جاتا تھا۔ ایک رات کو شیخ گورستان سے آرہے تھے بسطام کے رؤسا میں سے ایک جوان بربط بجا رہا تھا جب شیخ نزدیک پہنچے تو فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جوان نے بربط کو شیخ کے سر پر مار دیا اور بربط اور شیخ کا سر دونوں ٹوٹ گئے۔ شیخ پھر کونہ میں چلے آئے اور علی الصباح بربط کی قیمت اور حلوے کا ایک طبق خادم کے ہاتھ اُس جوان کے پاس بھجدیا اور کہا اُس سے کہنا کہ بایزید عذر چاہتے اور کہتے ہیں کہ کل وہ بربط تو نے توڑ ڈالی یہہ قیمت لیکر دوسری خرید لے اور یہہ حلوا کھا لے تاکہ اُسکا غصہ اور تلخی تیرے دل سے جاتی رہے۔ جب جوان نے یہ دیکھا تو شیخ کے قدموں پر گر پڑا اور توبہ کر کے بہت رویا اور اخلاق شیخ کی برکت سے چند اور نوجوانوں نے بھی اُسکی موافقت کی۔ ایک دن آپ اپنے دوستوں کے ساتھ جا رہے تھے۔ ایک گلی میں ایک کتا آرہا تھا شیخ ہٹ گئے اور کتے کے لئے راہ چھوڑ دیا۔ بطریق انکار ایک مرید کے دل میں آیا کہ حقتعالے نے آدمی کو مکرم بنایا ہے۔ اور شیخ سلطان العارفین ہیں۔ باوجود اس رتبہ اور مریدان صادق کی جماعت کے کتے کو سب پر ترجیح دی۔ یہ کیا بات ہے شیخ نے فرمایا اے عزیز اُس کتے نے زبان حال سے کہا کہ ازل میں مجھ سے کیا تقصیر اور تم سے کیا توقیر ہوئی کہ مجھے کتے کا بھیس دیا اور تمکو خلعت سلطان العارفینی پہنائی گئی۔ یہہ اندیشہ ہمیں پیدا ہوا تو راہ اُسکے لئے چھوڑ دی۔ ایک دن جا رہے تھے کہ ایک کتا ہمراہ ہو گیا آپنے اُس سے دامن کھینچا۔ کتے نے کہا اگر میں خشک ہوں تو مجھ میں کچھ خلل نہیں اور اگر تر ہوں تو سات پانی اور مٹی مجھے پاک کر دیتے ہیں۔ مگر تم اگر دامن اپنی طرف کھینچو گے اور سات دریا سے غسل کرو گے تو پاک نہ ہو گے۔ بایزید نے کہا تو ظاہر کی پلیدی رکھتا ہے اور میں

باطن کی۔ ہم دونوں کو جمع کرلیں جو ممکن ہے کہ جمع کرنے سے پاکی ظاہر ہو۔ کتی نے کہا میری
ہمراہی کے قابل نہیں کیونکہ میں مردودِ خلق ہوں اور تم مقبول۔ جو شخص میرے پاس
پہونچیگا میرے پتھر مارے گا اور جو تمہارے پاس آئیگا وہ کہیگا السلام علیک یا سلطان العارفین
میں نے کبھی دوسرے دن کو کوئی ہڈی نہ رکھی اور تم مٹکا بھر گیہوں رکھتے ہو۔ بایزید نے کہا جب
میں کتے کے ہمراہی کے قابل نہیں تو لم یزل ولایزال کی ہمراہی کے قابل کیسے ہوں گا۔
پاک ہے وہ خدا جو بہترین خلق کو بدترین خلق سے نصیحت کرتا ہے۔ فرماتے ہیں مجھے تنگ ہوگیا
اور طاعت سے میں نومید ہو گیا تو بازار گیا کہ زنار خرید کر ڈال لوں۔ بازار میں ایک زنار
لٹکی ہوئی تھی میں نے پوچھا کتنے کی ہے۔ کہا ہزار درم کی۔ میں نے سر نیچے ڈال لیا۔ ہاتف نے
آواز دی کہ جو زنار تم جیسا ڈالے گا وہ ہزار درم سے کم میں نہ ملے گی۔ میرا دل خوش ہو گیا
اور میں نے سمجھ لیا کہ حق تعالیٰ کی مجھ پر عنایت ہے۔ بزرگانِ بسطام میں سے ایک زاہد صاحب طبع و
صاحب قبول تھا بایزید کے حلقے سے کبھی غائب نہ ہوتا۔ ایک دن کہنے لگے شیخ تیس
سال سے میں صائم الدہر قائم اللیل ہوں مگر اپنے آپ میں اس علم کا جو آپ فرماتے ہیں کچھ اثر
نہیں پاتا اور میں اس علم کی تصدیق کرتا ہوں اور دوست رکھتا ہوں۔ شیخ نے فرمایا اگر
تین سو سال تک روزہ رکھو اور نماز پڑھو اور اسی طریقہ سے رہو جیسے اب ہو تو ایک ذرہ
اس حدیث کی بو نہ پاؤ۔ پوچھا کیوں۔ فرمایا اس وجہ سے کہ تو اپنے نفس میں محجوب ہے۔ پوچھا
کچھ دوا ہے۔ فرمایا ہے۔ میں کہتا ہوں مگر تو قبول کرے۔ تب اوس نے کہا میں قبول کرونگا کہ
برسوں سے طالب ہوں۔ شیخ نے فرمایا اسیوقت جا کر سر اور ڈاڑھی منڈا دے اور یہ کپڑے
اتار کر ایک کمبل باندھ کر اس محلے کے سر پر بیٹھ جا جہاں کے لوگ تجھے اچھی طرح جانتے
ہیں اور ایک توبرہ بادام سے بھر کر اپنے پاس رکھ لے اور لڑکوں کو جمع کر کے کہہ کہ جو مجھے
ایک دھپڑ مارے گا اُسے ایک بادام دونگا اور جو دو مارے گا اُسے دو دونگا۔ اور شہر میں گشت لگا
کہ لڑکے تیری دھپڑ ماریں اور جس جگہ تجھے زیادہ ذلت ہو وہاں مقام کر کہ تیرا علاج یہی ہے۔

کہا سبحان اللہ لا الٰہ الا اللہ۔ شیخ نے فرمایا اگر کوئی کافر یہ کلمہ کہے تو مومن ہو جائے اور تو اس کلمہ سے مشرک ہو گیا۔ پوچھا کیوں؟ فرمایا اسلئے کہ تو نے اس کلمہ سے اپنی تعظیم کی حق کی تعظیم نہ کی۔ کہا میں یہ نہیں کر سکتا کسی دوسرے کو حکم دیجئے۔ شیخ نے فرمایا علاج تیرا یہی ہے اور میں کہہ دیا تھا کہ تو نہیں کر سکیگا۔ شقیق بلخی کی شاگرد کو حج کا اتفاق ہوا تو شقیق نے کہا بسطام جا کر بایزید کی زیارت کرنا۔ جب مرید شیخ کی خدمت میں پہنچا تو شیخ نے پوچھا تم کس کے مرید ہو کہا شقیق بلخی کا مرید ہوں۔ پوچھا وہ کیا کہتے ہیں۔ کہا وہ خلق سے علیحدہ ہو کر توکل پر بیٹھ گئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اگر آسمان اور زمین آہنی ہو جائیں نہ آسمان سے برسے اور نہ زمین سے لگے اور تمام عالم میرا عیال ہو جائے تو میں اپنے توکل سے نہ پھرونگا۔ بایزید نے فرمایا یہ سخت کافر و مشرک ہے اگر بایزید پرندہ ہو تو اس مشرک کے شہر میں اڑ کر پہونچے۔ جب تو لوٹے تو اس سے کہہ دینا کہ خدائے عزوشانہ کی دو روٹیوں میں آزمایش نہ کر۔ جب بھوکا ہو تو کسی ہم جنس سے دو روٹیاں لے اور توکل کا بار علیحدہ رکھے کہ تیری شومی سے شہر و ولایت زمین میں نہ دھس جائیں۔ وہ اس درشتی کلام سے لوٹ آیا اور شقیق کے پاس پہونچا انہوں نے کہا تو جلد لوٹ آیا۔ کہا آپنے فرمایا تھا کہ بایزید کی زیارت کو جانا میں گیا تھا انہوں نے ایسا ایسا کہا۔ شقیق نے کہا تو نے نہ کہا اگر وہ ایسے ہیں تو تم کیسے ہو کہا نہیں کہا۔ پھر جا کر پوچھ۔ مرید دوبارہ گیا اور بایزید کے پاس پہونچا۔ شیخ نے فرمایا تو پھر آیا۔ کہا مجھے یہ پوچھنے کو بھیجا ہے کہ اگر وہ ایسے ہیں تو تم کیسے ہو۔ بایزید نے کہا یہ دوسری نادانی دیکھو پھر فرمایا اگر میں اپنی حالت بیان کرونگا تو تو نہ سمجھیگا۔ کہا اگر آپ مصلحت سمجھیں تو کسی کو لکھنے کا حکم دیں۔ تاکہ میرا وقت ضایع نہ ہو کہ میں دور و دراز راہ سے آیا ہوں شیخ نے کہا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بایزید یہ ہے اور کاغذ لپیٹ کر کے دیدیا یعنی بایزید کچھ نہیں جب موصوف ہی نہیں تو صفت کیسے

ہو سکتی ہے۔ بایزید ایک فرشتہ ظاہر نہیں تو کیسے پوچھ سکتے ہیں کہ وہ کیسی ہیں اور ان کا ہر کرتے
ہیں یا اخلاص کیسے حب ہلاک کی صفت ہیں۔ اخلاق الٰہی سے متخلق ہونا چاہیئے نہ کہ تو کہ ہے
متجلی ہونا مرید شیخ کی خدمت میں گیا جب شہر میں آیا تو وہ بیمار تھے اور وقت نزدیک آ پہنچ
چکا تھا۔ بایزید کے جواب کا انتظار کر رہے تھے۔ ناگاہ مرید نے پہنچ کر کاغذ دیا۔ جب مطالعہ کیا تو
کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ اور اپنی پندار
کے عیب سے پاک ہو کر مسلمان ہو گئے اور جان دیدی۔ ہزار مرید احمد خضرویہ کے بایزید کے پاس
گئے جن میں سے ہر ایک پانی پر چلتا اور ہوا میں اڑتا تھا۔ احمد نے فرمایا تم میں جو کوئی
مشاہدہ بایزید کی طاقت رکھے وہ آئے اور جو نہ رکھے وہ باہر رہے ہم انکی زیارت کو آئے ہیں
شاید ان سے کہ اور اپنے عصا بیت الحصا میں رکھ دیئے آپ نے کہا جس کو دیدار کی
طاقت نہیں کہ آئیں یہاں تمہارے عصا کی حفاظت کرتا ہوں۔ جب شیخ و اصحاب شیخ
بایزید کے سامنے گئے شیخ نے فرمایا تم میں جو سب سے بہتر ہو ملے۔ احمد کو بلا لیا گیا تو
کہا سیاحت اور عالم کے گرد پھرنا کب تک۔ احمد نے کہا پانی ایک جگہ ٹھہر یگا تو خراب ہو جائیگا
شیخ نے کہا تم دریا کیوں نہیں ہوتے کہ متغیر نہ ہو اور آلایش قبول نہ کرو۔ پھر بایزید کلام
میں گئے تو احمد نے کہا نیچے اترو ہم نہیں سمجھتے۔ اسی طرح سات مرتبہ ہوا اس وقت
بایزید کا کلام سمجھے جب خاموش ہو گئے تو احمد نے کہا اے شیخ میں نے ابلیس کو آپ کے کوچہ
میں دار پر لٹکا دیکھا۔ فرمایا ہاں اوسنے ہم سے عہد کیا تھا کہ بسطام کے گرد نہ آؤں گا اس وقت
ایک شخص کو وسوسہ کیا تو خون میں گر پڑا۔ اور شرط ہے کہ بادشاہ کی درگاہ میں چوروں
کو دار پر لٹکا دیا جائے۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا ہم آپ کے ساتھ مثل عورتوں کے
ایک جماعت دیکھتے ہیں۔ وہ کون ہیں۔ فرمایا فرشتے ہیں مجھ سے علوم پوچھتے ہیں انکو
جواب دیتا ہوں۔ فرماتے ہیں ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان اول کے فرشتے میرے
سامنے آئے اور کہا اٹھو خدائے عزوجل کی یاد کریں۔ میں نے کہا میری پاس اسکی ذکر کی زبان

نہیں ہے۔ پھر دوسرے آسمان کے فرشتے آئے اور یہی کہا مینے یہی جواب اسی طرح ما
ساتوں آسمان کے فرشتے آئے اور مَیں وہی جواب دیتا تھا۔ پھر انہوں نے کہا تم اسکے
ذکر کی زبان کب رکھو گے۔ مینے کہا جبکہ دوزخ والے دوزخ میں اور بہشت والے بہشت میں
پہونچ جائیں گے اور قیامت ہوجائے گی تو بایزید عرشِ باری کے گرد گھوم کر اللہ اللہ کہیگا۔
فرماتے ہیں ایک رات میرا گھر روشن ہوگیا تو مینے کہا اگر تو شیطان ہے تو مَیں اس سے برتر اور
بلند ہمت ہوں کہ تجھے مجھ پر طمع ہو اور اگر نزدیکوں میں سے ہے تو آؤ کہ سامنے خدمت سے ملکر
کرامت میں چلیں۔ نقل ہے ایک شب ذوقِ عبادت نہ پاتے تھے تو خادم سے فرمایا دیکھ کیا
چیز ہے گھر میں دیکھا تو انگور کا خوشہ ملا۔ فرمایا کسی کو دیدو کہ ہمارا گھر بقال کی دکان نہیں ہے
پھر اُنکا وقت اچھا گذرا۔ آپکا پڑوسی گبر تھا اُسکا ایک شیر خوار بچہ تھا اور تمام رات تاریکی
سے روتا تھا کہ چراغ نہ تھا۔ شیخ ہر رات کو چراغ لیکر اس گبر کے گھر میں لیجاتے تو وہ بچہ
خاموش ہوجاتا۔ جب گبر سفر سے واپس آیا تو بچے کی ماں نے شیخ کا قصہ کہا۔ گبر نے کہا جب
شیخ کی روشنی آگئی تو افسوس ہے کہ ہم اپنی تاریکی میں رہیں اور آکر مسلمان ہوگیا۔ ایک گبر
سے لوگوں نے کہا کہ مسلمان ہوجا۔ اس نے کہا اگر مسلمانی یہی ہے جو بایزید کرتے ہیں تو میں
طاقت نہیں رکھتا اور اگر یہ ہے جو تم کرتے ہو تو اسکا میرے نزدیک کچھ اعتبار نہیں۔
ایک دن آپ مسجد میں بیٹھے تھے ناگاہ فرمایا اٹھو ایک خدا کے دوست کے استقبال کو چلیں جب
دروازہ پر پہونچے تو ابراہیم ھروی دراز گوش پر بیٹھے آرہے تھے۔ بایزید نے کہا میرے دل میں
ندا ہوئی کہ اٹھ کر انکا استقبال کر اور ہمارے پاس شفیع بناکر لاؤ۔ ابراہیم نے کہا اگر اولین
کی شفاعت تمکو دیدی جائے اور آخرین کی تمکو تو آنحضرت کے مقابلہ میں ایک مشت
خاک ہے نکلے۔ بایزید کو انکی بات سے تعجب آیا۔ جب دسترخوان کا وقت آیا تو عمدہ عمدہ کھانے
آئے۔ ابراہیم نے دل میں کہا شیخ ایسے کھانے کھاتے ہیں۔ بایزید کو یہ بات معلوم ہوگئی جب
کھانے سے فارغ ہوئے تو شیخ ابراہیم کا ہاتھ پکڑ کر ایک کنارہ کو لیگئے۔ اور ایک دیوار پر ہاتھ

ارا تو دروازہ کھلگیا اور دریائے بے نہایت ظاہر ہوا۔ کہا آؤ اس دریا میں چلیں
ابراہیم ڈر گئے اور کہا یہ میرا مقام نہیں پھر بایزید نے کہا وہ جو جو تم صحرا سے لاتے ہو اور
روٹی پکائی ہے وہ چوپایوں نے کھا کر ڈالی ہیں اور تم انکو پکا کر کھاتے ہو جب غور کیا تو
ایسا ہی تھا ابراہیم نے توبہ و استغفار کیا۔ ایک شخص نے بایزید سے کہا کہ میں طبرستان
میں فلاں شخص کے جنازہ پر حضرت خضر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے آپکو دیکھا تھا۔ جب نماز
جنازہ ہو چکی تو آپکو دیکھا کہ ہوا میں چلے گئے شیخ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے چند لوگ آپکے
پاس آکر قحط سے رونے لگے اور کہا دعا فرمائیے کہ حق تعالیٰ مینہ برسائے شیخ نے سر نیچے ڈال
لیا پھر اٹھا کر فرمایا جاؤ اور پرنالے درست کرو کہ مینہ آیا۔ چنانچہ اسیوقت مینہ برسنا شروع
ہوگیا ایک دن رات تک برستا رہا۔ ایک دن شیخ نے پیر پھیلایا تو ایک مرید نے بھی پھیلا دیا۔
شیخ نے پیر سمیٹ لیا مرید نے ہر چند چاہا مگر پیر نہ سمٹا اور آخر عمر تک لولا ہی رہا۔ یہ اسوجہ سے
تھا کہ وہ سمجھا تھا شیخ کا پیر دراز کرنا دوسروں کی طرح ہے۔ ایک منکر نے شیخ کے پاس
آکر کہا کہ فلاں مسئلہ کا مجھپر کشف کر دیجیے شیخ نے اسکا انکار اسمیں دیکھکر فرمایا فلاں کوہ
میں ایک غار ہے وہاں ہمارا ایک دوست ہے اس سے سوال کرنا وہ تجھپر کشف کر دیگا
وہ اٹھکر غار میں گیا تو نہایت مہیب ایک بڑا اژدہا دیکھا۔ اسے دیکھکر بیہوش ہوگیا
اور کپڑے ناپاک ہوگئے بیخود ہوکر وہاں سے بھاگا اور جوتیاں وہیں چھوڑ دیں۔ پھر
شیخ کی خدمت میں آکر پیروں پر گر پڑا شیخ نے فرمایا سبحان اللہ تو خوف کو نہ لے سکا
اور ایک مخلوق کی ہیبت سے طہارت خراب کر دی تو خالق کی ہیبت میں کشف کس طرح
نگاہ رکھ سکیگا اور انکار کے طور پر آیا کہ فلاں بات مجھپر کشف کر دیجیے۔ ایک شخص کو
شیخ کے حق میں انکار تھا کہ ان سے بڑی بڑی کام دیکھتا تھا اور وہ بیچارہ محروم تھا۔ کہتا
تھا کہ جو ریاضتیں وہ کرتے ہیں میں بھی کرتا ہوں مگر وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جس سے ہم
بیگانہ ہیں شیخ اس سے آگاہ تھے۔ ایک دن اس نے شیخ کی خدمت کا قصد کیا تو شیخ نے

اُسپر ایک بیاسنس والدی تین روز تک وہ پڑا رہا۔ اور کپڑے نجس ہو گئے جب ہوش میں آیا تو غسل کر کے شیخ کے پاس گیا آپنے فرمایا تو سمجھا کہ ہاتھیوں کا بوجھ گدھوں پر نہیں رکھتے شیخ ابو سعید مخورانی بایزید کے پاس گیٔ اور امتحان کرنا چاہا آپنے اُنکو ایک مرید کے حوالہ کردیا جسکا نام ابو سعید راعی تھا۔ کہا اُسکے پاس جاؤ کہ ولایت وکرامت ہمنے اُسکو دیدی۔ جب سعید وہاں گئے تو ابو سعید راعی کو دیکھا کہ صحرا میں نماز پڑھ رہے ہیں اور بھیڑیے اُنکی بکریوں کی حفاظت کر رہے تھے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو گئے تو پوچھا کیا چاہتے ہو کہا گرم روٹی اور انگور چرواہے کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اُسکے دو ٹکڑے کئے۔ آدھی اپنی طرف گاڑدی اور آدھی اُسکی طرف۔ اُسیوقت انگور لگ گئے چرواہے کیطرف سپید تھے اور اُسکی طرف سیاہ۔ اُسنے پوچھا تمہاری طرف سپید اور میری طرف سیاہ کیوں ہیں۔ چرواہے نے کہا اس وجہ سے کہ مینے یقین سے چاہا اور تونے بطور امتحان کے چاہا تھا۔ رنگ ہر چیز کا اُسکے لائق حال ہوتا ہے۔ بعد اُسکے ایک کمبل سعید مخورانی کو دیکر کہا اسے حفاظت سے رکھنا جب سعید حج کو گئے تو عرفات میں وہ کمبل اُن سے غائب ہو گیا۔ جب بسطام واپس آئے تو کمبل چرواہے کے پاس تھا۔ بایزید سے پوچھا کہ تمہارا پیر کون ہے؟ فرمایا ایک بوڑھی عورت کہ ایک روز میں غلبات شوق و توحید میں تھا صحرا میں تنہا پہونچا۔ ایک پیرزن آٹے کا برتن لئے پہونچیں اور کہا میرا یہ برتن رکھ لینا میں اس حالت میں تھا کہ اپنے آپکو بھی نہیں لیجا سکتا تھا۔ ایک شیر کو اشارہ کیا وہ آیا تو اُسکی پشت پر اُسے رکھدیا۔ پیرزن سے مینے پوچھا اگر تم شہر میں جاؤ گی تو کیا کہو گی کہ مینے کسکو دیکھا۔ کہا میں کہونگی کہ ایک رعنا ظالم کو دیکھا۔ مینے پھر کہا ہاں کیا کہو گی۔ پیرزن نے کہا یہ شیر مکلف ہے یا نہیں مینے کہا نہیں۔ کہا جسے خدا نے تکلیف نہیں دی تو اُسے تکلیف دیتا ہے یہ ظلم نہیں ہے۔ مینے کہا ہے۔ اُسنے کہا تو اس سے یہ چاہتا ہے کہ اہل شہر یہ جانیں کہ شیر تیرا مطیع ہے اور تو صاحب کرامت ہے یہ رعنائی ہے۔ مینے کہا ہاں مینے توبہ کی اور اعلیٰ سے اسفل میں آگیا

پیرزن کی یہ بات میری پیر تھی۔ اسکے بعد میں ایسا ہو گیا کہ جب کوئی علامت وکرامت ظاہر
ہوتی تو حق تعالےٰ سے اسکی تصدیق چاہتا پس اُسوقت ایک نور خط سبز سے لکھا ہوا ظاہر
ہوتا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نوح نجی اللہ ابراھیم خلیل اللہ موسیٰ کلیم اللہ
عیسیٰ روح اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ان پانچ گواہوں سے کرامت قبول کرتا پھر
ایسا ہوا کہ گواہ کی ضرورت نہ ہوتی۔ احمد خضرویہ کہتے ہیں مینے حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا
تمام آدمی مجھ سے کچھ طلب کرتے ہیں۔ شقیق بلخی اور ابو تراب نخشبی شیخ کے پاس گئے آپنے
کھانا کھانا چاہا اور شیخ کا ایک مرید خدمت میں کھڑا تھا تو ابو تراب نے کہا موافقت کر اُنے
کہا میرا روزہ ہے۔ کہا کھا اور ایک ماہ کا ثواب لے۔ اُسنے کہا میں روزہ نہیں کھول سکتا شقیق
نے کہا روزہ کھول اور ایکسال کا ثواب لے مگر اُسنے کہا میں نہیں کھول سکتا۔ بایزید نے کہا
اسے چھوڑ دو کہ وہ راندۂ درگاہ ہے۔ تھوڑے دن گذرے تھے کہ وہ کسی چوری میں پکڑ لیا۔ اور
دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے۔ شیخ ایک روز جامع مسجد میں عصا لے گئے تھے وہ گر پڑے وہاں ایک بوڑھی
آئی تو لیکر شیخ کا عصا اُٹھایا اور اُنکے گھر لیگئی شیخ نے اُن سے معافی چاہی کہ لکڑی اُٹھانے
میں تمہیں پیچھے لیجانی۔ ایکروز ایک شخص نے آکر حیلہ کے متعلق دریافت کیا شیخ نے اسکا جواب دیا تو
وہ شخص پانی ہو گیا۔ ایک مرید آیا اُس نے زرد پانی کھڑا دیکھکر پوچھا اے شیخ یہ کون ہے۔ فرمایا
ایک شخص نے آکر مجھ سے حیا کا سوال کیا مینے جواب دیا مگر وہ طاقت نہ رکھتا تھا اسوجہ سے پانی
ہو گیا۔ فرماتے ہیں ایکبار میں دجلہ پر پہونچا تو دجلہ نے پانی اُٹھا کر دیا مینے کہا اسپر غرہ نہیں کرتا کہ
مجھے ذرا سی چیز میں بھلا دو میں اپنی تیس سال کی عمر میں ذرا سی چیز بھی زبان پر نہ لایا۔
مجھے کریم چاہئیے نہ کرامت۔ فرماتے ہیں مینے حق تعالیٰ سے درخواست کرنا چاہی کہ عورتوں سے
مجھے بچائے رکھے پھر مینے کہا یہ چاہنا درست نہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں چاہا۔
پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مینے یہ حرمت کی تو حق تعالےٰ نے مجھے بچائے رکھا میرے نزدیک
عورت اور دیوار ایک ہے۔ نقل ہے شیخ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ چکے تو امام نے پوچھا

تم کچھ کسب نہیں کرتے اور کسی سے کوئی چیز نہیں چاہتے تو کھاتے کہاں سے ہو۔ فرمایا صبر
میں نماز قضا کر لوں۔ کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے نماز روا نہیں جو روزی دینے والے کو نہ جانے۔ ایکبار
آپنے کسی کو مسجد میں نماز پڑھتے دیکھکر کہا اگر تو سمجھتا ہے کہ نماز خدا تک پہنچنے کا سبب ہے
تو غلطی کرتا ہے اگر نماز نہ پڑھیگا تو کافر ہوگا۔ اور اگر پڑھے براہ چشم اعتماد سے اسکو دیکھیگا تو مشرک
ہو جائے گا۔ فرمایا ہے کہ بعض آدمی ہماری زیارت کو آتے ہیں اور اسکا ثمرہ وہ نیز لعنت
ہوتی ہے اور بعض آدمی آتے ہیں تو رحمت لیکر جاتے ہیں۔ پوچھا کیسے۔ فرمایا ایک شخص آتا ہے
اور مجھپر ایسی حالت غالب دیکھکر میری غیبت کرتا ہے جسمیں میں ہوش میں نہیں ہوتا وہ لعنت
میں پڑتا ہے۔ دوسرا آتا ہے تو حق کو مجھپر غالب دیکھکر معذور رکھتا ہے اسکا ثمرہ رحمت ہوتا ہے
آپنے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ قیامت بہت جلد آئی تو میں اپنا خیمہ دوزخ کے کنارہ پر
لگاتا تاکہ دوزخ مجھے دیکھکر پست ہو جائے اور میں راحت خلق کا سبب ہوں۔ حاتم اصم مریدوں
سے کہا کرتے تھے کہ تم میں سے جو شخص قیامت کے دن اہل دوزخ کا شفیع نہ ہو وہ میرا
مرید ہو یہ بات بایزید سے کہی تو آپنے کہا میں کہتا ہوں کہ میرا مرید وہ ہے جو دوزخ کی
کنارہ پر کھڑا ہو جائے اور جسے دوزخ میں لیجائیں اسکا ہاتھ پکڑکر بہشت میں کردے اور
اسکے بجائے خود دوزخ میں جائے۔ لوگوں نے پوچھا باوجود اس فضل کے جو خدائے تعالیٰ
نے آپ پر کیا ہے آپ کیوں خلق کو خدا کی طرف نہیں بلاتے۔ فرمایا جسکو وہ رد کرے
بایزید اسے کس طرح لا سکتا ہے۔ ایک بزرگ بایزید کے پاس گئے تو انکو دیکھا کہ گریبان فکر
میں سر ڈالے ہوئے ہیں۔ جب سر اٹھایا تو پوچھا اے شیخ تمنے کیا کیا۔ فرمایا اپنی فنا میں
سر ڈال لیا تھا اور بقائے حق میں اٹھا لیا۔ آپکے سامنے خطیب نے منبر پر یہ آیت پڑھی۔ وَمَا
قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ تو آپنے اسقدر سر منبر پر مارا کہ بیہوش ہو گئے۔ پھر کہا جب تجھے
معلوم تھا تو اس دروغگو گدا کو کہاں سے آیا کہ تیری معرفت کا دعویٰ کرے۔ ایک مرید
نے شیخ کو کانپتے دیکھا تو کہا اے شیخ یہ حرکت آپکی کیوں ہے۔ فرمایا تیس سال تک راہ صدق

میں قدم رکھنا اور مزبلوں کی خاک داڑھی سے بہارنا اور سر زانوئے اندوہ میں رکھنا چاہیئے تو مردوں کی حرکت تجھے معلوم ہو دوایک روز میں تختہ کے پیچھے سے اٹھا تو چاہتا ہے کہ مردوں کے اسرار سے واقف ہو جائے۔ ایکبار لشکر اسلام روم میں ضعیف ہوا اور نزدیک تھا کہ کفار سے ہار جائے تو آپنے آواز سنی کہ اے بایزید لینا۔ اسیوقت خراسان کی جانب سے ایک آگ پیدا ہوئی جس سے لشکر کفار میں ہراس پڑگیا اور لشکر اسلام نے نصرت پائی ایک شخص آپکے پاس آیا تو آپ سر نیچے ڈالے ہوئے تھے جب اٹھایا تو اس نے کہا آپ کہاں تھے۔ فرمایا دربار میں۔ اسنے کہا اسوقت میں دربار میں تھا۔ مگر آپکو نہ دیکھا۔ شیخ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو میں پردہ کے اندر تھا اور تم باہر۔ باہر والے اندر والوں کو نہیں دیکھتے۔ آپنے فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن نہ پڑھے مسلمان کے جنازہ پر حاضر نہ ہو بیماروں کی عیادت کو نہ جائے یتیموں کو نہ پوچھے اور دعویٰ اسبات (معرفت) کا کرے تو جان لو کہ وہ محض مدعی ہے۔ ایک شخص نے آپسے کہا دل صاف کرو تو میں تم سے بات کہوں شیخ نے کہا تیس سال ہوئے کہ میں حق تعالیٰ سے دل صافی مانگتا ہوں مگر ابھی تک نہیں ملا۔ ایک ساعت میں تیرے لیئے کہاں سے لاؤں۔ فرماتے ہیں لوگ نہیں جانتے کہ خدائے تعالیٰ کی راہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور میں اتنے برسوں سے چاہتا ہوں کہ سوئی کے سرے کے برابر بھی راہ مجھپر کشادہ ہو جائے مگر نہیں ہوتی کسی دن انپر کوئی بلا نہ پہونچتی۔ تو کہتے الٰہی تو نے روٹی تو بھیجدی سالن بھی بھیجدے۔ ایکروز ابو موسےٰ نے شیخ سے کہا کہ صبح تمکو کیسی ہوتی ہے۔ جوابدیا مجھے صبح ہے نہ شام۔ فرماتے ہیں ہمارے سینہ میں آواز ہوئی کہ اے بایزید ہمارا خزانہ طاعت مقبول و خدمت پسندیدہ کا ہے اگر تم ہمکو چاہتے ہو تو ایسی چیز لاؤ کہ ہمارے یہاں نہ ہو میں نے پوچھا خداوندا وہ کیا ہے جو تیرے یہاں نہیں ہے۔ فرمایا بیچارگی عجز۔ نیاز۔ خواری و شکستگی۔ فرماتے ہیں میں صحرا میں گیا تو باران عشق برساتھا۔ اور زمین ترتھی۔ میرا پیر برف میں چلا گیا اور حلق تک میں عشق میں دہس گیا۔ آور فرماتے ہیں نمانسے میں سوا کھڑے ہونے کے اور روزہ سے

سوا عجز کے رہنے کے کچھ نہ دیکھا مجھے جو کچھ ہے اُسکے فضل سے ہے نہ کہ اپنے فعل سے۔ پھر
فرماتے ہیں جہد و کسب سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے اور یہ بات جو مجھے ہر دونوں جہان سے پہلے
ہے لیکن نیک بخت بندہ ہے وہ جو جاتا ہو اور ناگاہ پیر خزانہ پر پڑ جائے اور امیر ہو جائے
اور فرمایا جو مرید ارادت میں آتا ہے تو مجھے نیچے اُترنا اور اُسکے فہم کے بقدر بات کہنی پڑتی
ہے جب آپ صفات حق کی گفتگو کرتے شادمان اور ساکن رہتے اور جب ذات حق کی گفتگو
کرتے تو جگہ سے اُٹھ بیٹھتے جنبش کرتے اور کہتے آگیا آگیا اور ہر تنگ آگیا۔ ایک مرید کو اپنے کہتے
سُنا کہ میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو اُسے جانے اور اُسکی طاعت نکرے شیخ نے کہا
میں اُسپر تعجب کرتا ہوں جو اُسے جانے اور اُسکی طاعت کرے یعنی تعجب ہے کہ جگہ پر قایم رہے فرماتے
ہیں اوّل بار جو میں حج کو گیا تو خانہ کعبہ دیکھا دوسری بار گیا تو صاحب خانہ کو دیکھا تیسری
بار نہ خانہ کعبہ کو دیکھا نہ خداوند خانہ کو یعنی حق میں ایسا گم ہو گیا تھا کہ کچھ نجانتا تھا اگر دیکھتا
تھا تو حق دیکھتا تھا اسکی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص نے جا کر آپکے دروازہ پر آواز دی شیخ
نے پوچھا کسکو بلاتے ہو۔ کہا بایزید کو۔ فرمایا تیس سال سے میں بیچارہ بایزید کو ڈھونڈھتا ہوں
مگر اُسکا نام و نشان نہیں پاتا۔ یہ بات ذوالنّون سے بیان کیگئی تو کہا خدائے عزوجل میرے
بھائی بایزید کو بخشے ایک جماعت ایسی ہے جو خدائے عزوجل میں گم ہو گئی ہے وہ بھی انہیں
میں سے ہیں۔ لوگوں نے کہا اپنے مجاہدات میں سے کچھ بیان کیجئے۔ فرمایا اگر بہت بڑی
بات کہونگا تو تم اُسکی طاقت نہ رکھو گے اُس سے بہت کم کہتا ہوں۔ ایک دن میں نے نفس کو کسی
کام کا حکم دیا اُسنے سرتابی کی تو میں نے ایکسال تک اسے پانی نہ دیا اور کہا اے نفس یا طاعت
میں مشغول ہو یا پیاس سے جان دیدے۔ لوگوں نے پوچھا اُسکے حق میں آپ کیا کہتے ہیں ج
جسکا حجاب حق ہے یعنی جبتک وہ جانتا ہے کہ حق ہے حجاب ہے۔ فرمایا اُسے چاہیئے کہ
خود نہ رہے اور نہ اُسکی دانش باقی رہے تو کشف حقیقی ہو۔ آپ استغراق میں اس قدر تھے کہ بیس سال
سے ایک مرید تھا جو ایک روز کو آپ سے جُدا نہ ہوا تھا مگر جب شیخ اُسے بلاتے تو پوچھتے تیرا کیا نام ہے

ایک دن اس نے کہا اے شیخ شاید آپ مجھ سے استہزا کرتے ہیں تیس برس سال سے آپکی خدمت میں ہوں اور ہر روز آپ نام پوچھتے ہیں کہا نہیں استہزا انہیں کرتا بلکہ اسکے نام نے آکر میرے دل سے تمام تمام بھولا دیئے ہیں میں تیرا نام یاد کر لیتا ہوں اور پھر بھول جاتا ہوں۔ لوگوں نے کہا یہ درجہ تم نے کس وجہ سے پایا۔ جواب دیا ایک رات بچپن میں بسطام سے باہر نکلا تو ماہتاب چمک رہا تھا اور جہان آرام میں تھا۔ ایک درباریں نے ایسا دیکھا جسکے مقابلہ میں تمام جہان ایک ذرہ معلوم ہوتا تھا میری سوزش پڑ گئی اور عجیب حالت مجھ پر غالب ہو گئی میں نے کہا خداوندا اتنی بڑی درگاہ اور خالی۔ بہ قدر عمدہ دربار اور ایسا پنہان تو ایک ہاتف نے آواز دی۔ درگاہ اس وجہ سے خالی ہے کہ کوئی نہیں یہ آتا ہے وجہ یہ ہم نہیں چاہتے کہ ہر بے منہ دھلا اس درگاہ کے شایاں نہیں۔ میں نے نیت کی کہ تمام خلایق کو چاہوں۔ پھر دل میں آیا کہ مقام شفاعت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور میں نے ادب کا لحاظ رکھا پس ایک آواز سنی کہ اس ایک ادب کی وجہ سے ہم نے تیرا نام بلند کیا کہ قیامت تک لوگ کہیں گے سلطان العارفین بایزید ؒ نقل ہے لوگوں نے ابونصر قشیری کے سامنے کہا کہ بایزید نے یہ حکایت بیان کی ہے کہ کل میں نے ارادہ کیا کہ ہم ربوبیت سے چاہوں کہ دامن غفران میں اولین و آخرین کے جرایم چھپا لے لیکن مجھی شرم آئی کہ شفاعت جو صاحب شریعت کا مقام ہے وہ اپنے تصرف میں لاؤں اور میں نے ادب کا لحاظ کیا۔ قشیری نے کہا۔ بِھٰذِہِ الْھِمَّۃِ نَالَ مَا نَالَ۔ اسی ہمت بلند کی وجہ سے وہ اوج شرف پر پرواز کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں مجھے تمام عمر میں چاہیئے کہ ایک نماز ایسی پڑھوں جو اسکی درگاہ کے لایق ہو مگر نہ پڑھی۔ ایک رات کو نماز عشاء سے صبح تک چار رکعت پڑھتا تھا۔ جب فارغ ہوتا تو کہتا اس سے بہتر چاہیئے نزدیک ہے کہ صبح نکل آئی اور کچھ نتیجہ نہ نکلا اور کہتا الٰہی میں نے کوشش کی کہ تیری مقبول ہو جائے مگر نہ ہوئی بایزید کے ہی پاس ہی۔ اب تیری بہت سے بے نماز ہیں۔ بایزید کو انمیں سے ایک کر دے فرماتے ہیں چالیس سال تک ریاضت کے بعد ایک شب کو حجاب اٹھا تو میں نے زاری کی کہ مجھے راہ دیں۔ خطاب آیا کہ شکستہ کوزہ اور پوستین کے ساتھ تمکو بار نہیں ملیگا۔ میں نے کوزہ اور پوستین کو پھینکدیا تو

آواز سنی کہ اے بایزید ان مدعیوں سے کہدے کہ بایزید نے چالیس سال کے مجاہدہ و ریاضت کے بعد جبتک شکستہ کوزہ اور پوستین کو پارہ پارہ کر کے نہ پھینکدیا بار نہ پایا۔ تم اس قدر علائق میں پھنسے ہو اور طریقت کو ہوائی نفس کا دام و دانہ بنا لیا ہے حاشا و کلا ہرگز بار نہ پاؤ گے۔ ایک شخص بوقت سحر دیکھ رہا تھا کہ شیخ کیا کرتے ہیں۔ ایکبار آپنے اللہ کہا اور گر پڑے خون جاری ہو گیا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا حالت تھی۔ فرمایا ندا آئی کہ تو کون ہے جو ہماری باتیں کرتا ہے۔ ایک رات کو نماز عشاء سے سحر تک پیروں کی انگلیوں پر کھڑے رہے۔ خادم یہ حال دیکھ رہا تھا۔ شیخ کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ تعجب میں رہگیا۔ صبحکو شیخ سے پوچھا کہ یہ کیا حال تھا ہمیں سے ہمیں بھی کچھ حصہ ملے۔ فرمایا اول قدم جو میں چلا تو عرش پر پہونچا اور اوسکو بھیڑیئے کی طرح سب آلودہ اور خالی پیٹ دیکھا میں نے کہا اے عرش تیرا پتہ دیتے ہیں کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی آ تو کیا رکھتا ہے۔ کہا ہمکو بھی تمہار دل کا نشان دیتے ہیں کہ اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ (میں منکسر القلب شخصوں کے پاس ہوں) اگر آسمان والے ہیں تو زمین والوں سے تلاش کرتے ہیں اور زمین والے آسمان والوں سے۔ بوڑھا جوان سے پوچھتا ہے اور جوان بوڑھے سے۔ زاہد خراباتی سے اور خراباتی زاہد سے۔ اور فرماتے ہیں جب مقام قرب پر پہونچا تو حکم ہوا مانگ۔ میں نے کہا مجھے کوئی خواہش نہیں سوا تیرے۔ کہا جبتک وجود بایزید ذرہ برابر درمیان میں ہے یہ خواہش محال ہے۔ دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ (اپنے نفس کو چھوڑ دو اور آؤ) میں نے کہا بغیر گستاخی کے نہ لوٹونگا۔ حکم ہوا کہو۔ میں نے کہا تمام خلائق پر رحمت کر۔ حکم ہوا غور سے دیکھو۔ میں نے دیکھا تو کسی مخلوق کو ایسا نہ پایا جسکا شفیع نہ ہو اور حق کو ان پر اپنے آپ سے زیادہ مہربان دیکھا پس خاموش ہو رہا۔ اسکے بعد میں نے کہا ابلیس پر رحمت کر۔ فرمایا تو گستاخی کرتا ہے۔ خاموش وہ آتش سے ہے آتش کیلئے آتش چاہیئے تو اسکی کوشش کر کہ اپنے آپکو آتش کے قابل بنانے کی طرف متوجہ نہ کرے کہ اسکی طاقت تو نہیں رکھتا۔ اور فرماتے ہیں حق تعالے نے مجھے دو ہزار مقام میں اپنے سامنے

حاضر کیا اور ہر مقام میں ایک مملکت میرے سامنے پیش کی میں نے قبول نہ کی۔ آخر مجھ سے
فرمایا اے بایزید تو کیا چاہتا ہے میں نے کہا کچھ نہیں چاہتا۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب
کوئی آپ سے دعا چاہتا تو کہتے خداوندا یہ تیری خلق ہے اور تو انکا خالق میں کون ہوں
کہ تیرے اور تیری خلق کے درمیان میں واسطہ ہوں۔ پھر اپنے آپ سے کہتے وہ دانائے
اسرار ہے مجھے اس فضول بات سے کیا کام۔ ایک شخص نے آپ سے آکر کہا مجھے کوئی ایسی چیز
بتا دیجئے جو میری رستگاری کا سبب ہے۔ فرمایا بس اتنی بات سمجھ لے کہ حق تعالیٰ تجھ پر مطلع
ہے اور جو کچھ تو کرتا ہے وہ دیکھتا ہے اور خدا تیرے عمل سے بے نیاز ہے۔ ایک روز شیخ جا رہے تھے کہ
ایک جوان نے آپ کے قدم پر قدم رکھ کر کہا ایسے شیخ کے قدم پر قدم رکھتے ہیں۔ ایک پوستین
شیخ کی بغل میں تھی۔ کہا اے شیخ اسمیں سے ایک ٹکڑا مجھے دیدو تاکہ آپکی برکات مجھے پہونچیں
فرمایا اگر تو بایزید کی پوستین پہنے گا تو کچھ سود نہ ہوگا۔ جبتک بایزید کا کام نہ کریگا۔ ایکروز
شیخ یہ دعا کہتے سنا کہ الٰہی میری طرف دیکھ۔ شیخ نے غیرت وجوش وجد میں کہا تو بہت
اچھا منہ رکھتا ہے کہ وہ تیری طرف دیکھے۔ اُس نے کہا اے شیخ میں وہ نظر اسی لئے چاہتا
ہوں کہ میرا منہ عمدہ ہو جائے شیخ کو بہت پسند آیا اور کہا تو سچ کہتا ہے۔ ایک روز
شیخ سخن حقیقت کہتے اور اپنا لعاب دہن چوستے تھے اور فرماتے تھے میں شراب بھی ہوں
شراب خوار بھی اور ساقی بھی۔ فرماتے ہیں میں نے ستر زنار اپنی کمر سے کھولڈالیں مگر ایک رہ گئی
ہر چند کوشش کی وہ کھلتی نہ تھی۔ میں نے زاری کی اور کہا الٰہی مجھے قوت دے کہ اسے
بھی کھول ڈالوں۔ آواز آئی تو نے تمام زناریں توڑ ڈالیں ایک اسکا کھولنا تیرا کام
نہیں۔ فرماتے ہیں تمام ہاتھوں سے میں نے حق کو ڈھونڈا مگر جبتک بلا کے ہاتھ سے نہ ڈھونڈا
ظاہر نہ ہوا۔ اور تمام قدموں سے اسکی راہ گیا جبتک قدم دل سے نہ گیا منزل عزت پر نہ
پہونچا۔ اور فرماتے ہیں تیس سال سے میں کہتا تھا ایسا کر اور ایسا دے۔ جب معرفت کے
اول قدم پر پہونچا تو میں نے کہا الٰہی تو میرا ہو جا۔ اور جو چاہے کر۔ فرماتے ہیں ایکبار میں نے

اسکی درگاہ میں مناجات کی اور کہا کیف الوصول الیک ۔ تجھ تک کس طرح رسائی ہو
ایک آواز سنی کہ اے بایزید طلق نفسک ثلثا ثم قل اللہ پہلے اپنی آپکو تین طلاق
دے پھر ہمارا نام لے ۔ اور فرماتے ہیں اگر حق تعالیٰ مجھ سے ستر سال کا حساب لیگا تو میں اس سے
ستر ہزار سال کا حساب لونگا اسوجہ سے کہ ستر ہزار سال اس نے الست بربکم کہا ہے اور
سبکو شور میں ڈالدیا ہے ۔ بلیٰ کہنے سے ۔ تمام شور جو زمین و آسمان میں ہیں الست کے شوق
سے ہیں خطاب آیا کہ جواب سنو ۔ روز شمار ہم تمہاری ہفت اندام کو ذرہ ذرہ کریں گے اور ہر
ذرہ کو دیدار دکھائیں گے میں نے کہا یہ ستر ہزار سال کا حساب ہے ۔ اور حاصل و باقی ہم تیرے
پاس رکھیں گے ۔ اور فرماتے ہیں اگر آٹھوں بہشت ہمیں دیدیئے جائیں اور دونوں جہان کی
ولایت دیدی جائے جب بھی ہم اس کے بدلے میں ایک آہ جو سحر کے وقت اسکے شوق میں
ہماری جان سے نکلے ندیں ۔ بلکہ ایک سانس جو اس کے درد میں ہم نے لی اٹھارہ ہزار عالم کی
ملک بھی برابر نہ کریں ۔ اور فرماتے ہیں اگر کل بہشت میں دیدار نہ ہوگا تو اسقدر نوحہ و زاری
کرونگا کہ ساتوں دوزخ والے میرے گریہ و نالہ سے اپنا عذاب بھولجائیں گے ۔ اور فرماتے
ہیں جو لوگ ہم سے پہلے تھے وہ کسی نہ کسی چیز پر ٹھہر گئے اور ہم کسی چیز پر نہیں ٹھہرتے ۔
ایکبارگی اپنے آپکو اسکے فدا کردیا اور اپنے آپکو اپنے لئے نہیں چاہتے کہ اگر ایک ذرہ ہماری
صفت کا صحرا میں آئے تو ساتوں آسمان و زمین خراب ہو جائیں ۔ اور فرماتے ہیں اس نے
چاہا کہ ہمکو دیکھے مگر ہم نے نہ چاہا کہ اسے دیکھیں یعنی بندہ کی کچھ خواہش نہیں ہوتی ۔ اور
فرماتے ہیں چالیس برس تک میں خلق کی طرف متوجہ رہا اور انکو حق کی طرف بلایا مگر کسی نے
قبول نہ کیا تو انکی طرف سے منہ پھیر کر دربار میں گیا ۔ ان سب کو اپنے آپ سے پہلے وہاں
دیکھا یعنے خلق کے بارہ میں عنایت حق اپنی عنایت سے پہلے دیکھی یعنی جو کچھ چاہتا
تھا وہ حق تعالیٰ نے ایک عنایت میں کردیا ۔ اور فرماتے ہیں میں بایزید سے باہر آگیا جب نگاہ
کی تو عاشق و معشوق کو ایک دیکھا کہ عالم توحید میں سب کو ایک دیکھ سکتے ہیں ۔ اور

فرماتے ہیں مجھ سے مجھ میں ندا کی کہ تو میں ہوں یعنی مقام فنا فی اللہ پر میں پہونچگیا اور
فرماتے ہیں میں نے چند ہزار مقامات طے کر لئے تو اپنے آپکو مقام حزب اللہ میں دیکھا یعنے
کُنہ الٰہی تک راہ نہیں ہے۔ اور فرماتے ہیں تیس سال تک حق تعالیٰ میرا آئینہ تھا اب میں
خود اپنا آئینہ ہوں یعنی جو کچھ تھا نہ رہا تو حق تعالےٰ اپنا آئینہ ہے پس میں جو کہتا ہوں کہ
اب میں اپنا آئینہ ہوں یہ حق ہے جو میری زبان سے بات کرتا ہے میں درمیان سے غائب
ہوں۔ اور فرماتے ہیں برسوں میں اس درگاہ میں مجاور رہا۔ مگر آخر کو ہیبت وحیرت
کے سوا کچھ میرے نصیب میں نہ آیا۔ اور فرماتے ہیں میں درگاہ عزت میں گیا تو کچھ زحمت نہ
تھی۔ اہل دنیا دنیا میں مشغول و محجوب ہیں۔ اور اہل آخرت آخرت میں۔ اور اہل دعوی
دعوی میں اور ارباب طریقت و تصوف میں سے بعض لوگ کھانے پینے میں اور بعض سماع
و رقص میں۔ اور جو لوگ متقدمین راہ پیشروان سپاہ تھے وہ صحرائے حیرت میں گم ہو گئے
تھے و دریائے حیرت میں غرق ہو گئے تھے۔ اور فرماتے ہیں مدت تک میں خانہ کعبہ کا
طواف کرتا تھا جب حق تک پہونچا مجھکو آواز سنی کہ اے بایزید ہمارے سوا دوسری چیز ڈھونڈتے ہو
تمکو دل سے کیا کام۔ اور فرماتے ہیں مرد وہ نہیں ہے کہ کسی چیز کے پیچھے جائے مرد وہ ہے
کہ جہاں کہیں جو چیز چاہے وہ اُس کے سامنے آجائے اور جس سے بات کہے اُس سے جواب
پائے۔ اور فرماتے ہیں حق تعالیٰ نے مجھے اسجگہ پہونچادیا کہ تمام خلق کو اپنی دو انگشت کے
درمیان میں دیکھا۔ اور فرمایا مرید کو طاعت کی حلاوت دیتے ہیں جب وہ اُس سے شاد
ہوتا ہے تو اُسکی شادی اُسکی قربت کا حجاب ہو جاتی ہے۔ اور فرمایا ادنیٰ درجہ عارف کا
یہ ہے کہ صفات حق اُسمیں ہوں۔ اور فرمایا اگر تمام خلق کے بدلہ میں مجھے آگ میں جلا
دے اور میں صبر کروں تو اسوجہ سے کہ مجھے اُسکی محبت کا دعوی ہے میں ابھی کچھ بھی نکر سکونگا
اور اگر وہ میرے اور تمام خلق کے گناہ بخشدے تو اُس کے مقابلہ میں کہ راحت و رحمت
اُسکی صفت ہے ابھی کچھ نہ ہوگا۔ اور فرمایا توبہ معصیت سے ایک ہے اور طاعت سے ہزار

یعنے طاعت میں غرور گناہ سے بدتر ہے۔ اور فرمایا عارف کے درجہ کا کمال محبت میں جلنا ہے
اور فرمایا علم ازل کا دعویٰ اُس سے درست ہوتا ہے کہ اوّل اپنے اوپر نورِ ذات ظاہر کرے
اور فرمایا میں نے دُنیا کو دشمن بنالیا اور خالق کے پاس گیا خدا کو مخلوقات پر اختیار کیا یہاں
تک محبتِ حق میرے دل پر غالب ہوئی کہ میں اپنے وجود کو بھی دشمن بنالیا اور جب زحمت
درمیان سے اُٹھا ڈالی تو وہ بقائے لطفِ حق سے اُنس رکھا۔ اور فرمایا خدا کے ایسے بندے
بھی ہیں کہ اگر بہشت تمام زینت کے ساتھ اُنکے سامنے پیش کردیں تو وہ بہشت سے یونہی
فریاد کریں جس طرح دوزخ والے دوزخ سے۔ اور فرمایا عابد حقیقت میں اور عامل صادق وہ ہے کہ
تیغ جہد سے تمام مرادات کا سر اُڑا دے اور اوسکی تمام شہوات و تمنا محبتِ حق میں ناچیز ہو
جائیں۔ وہی چیز دوست رکھے جو حق چاہے اور وہ آرزو کرے کہ حق اسکا شاہد ہو۔ لوگوں نے
پوچھا کیا خدائے تعالیٰ اپنی رضا سے بندونکو بہشت میں نہیں لیجاتا۔ فرمایا بیشک کہا جب کسیکو
اپنی رضا دیگا تو وہ بہشت کا کیا کریگا۔ اور فرمایا دل میں ایک ذرہ [illegible] کی معرفت کی عبادت
فردوس اعلیٰ کے ہزار قصر سے بہتر ہے۔ اور فرمایا اُسکی دوستی بہت بڑی مرد کو عاجز کردیتی ہے
اور نہایت عاجز کو مرد۔ اور فرمایا خداشناسوں کو ثواب بہشت ہے اور بہشت اُنکا وبال ہے
اور فرمایا تمکو اتنا گناہ مضر نہیں جتنا مسلمان بھائی کا خوار کرنا۔ اور فرمایا دنیا اہلِ دنیا کو دھوکہ
پر دھوکا ہے اور آخرت اہل آخرت کو سرور پر سرور اور دوستی حق اہل معرفت کو نور پر نور
اور فرمایا معاینہ میں کام نقد ہے مگر مشاہدہ میں بالکل نقد ہی نقد ہے۔ اور فرمایا اہلِ معرفت
کی عبادت پاسِ انفاس ہے۔ اور فرمایا جب عارف خاموش ہو تو اُسکی مراد یہ ہے کہ حق سے
بات کرتا ہے۔ اور جب آنکھ بند کرے تو مقصود یہ ہے کہ کھولیگا تو حق پر نظر کریگا۔ اور جب سر زانو پر
رکھے تو یہ طلب کرتا ہے کہ جبتک اسرافیل صور پھونکیں گے سر نہ اُٹھائیگا۔ کثرت امید کے
باعث جو حق کے ساتھ رکھتا ہے۔ اور فرمایا سوار دل اور پیادہ تن رہو۔ اور فرمایا شناخت
حق کی علامت خلق سے بھاگنا اور اُسکی معرفت میں خاموش رہنا ہے۔ اور فرمایا جو شخص

حق کا مبتلا ہوگیا وہ مملکت کو اُس سے منع نہ کریگا اور وہ خود دونوں جہان کی طرف توجہ نہ کریگا۔ اور فرمایا عشق آیا اور اُسکا ماسوا اُٹھہ گیا ماسوا کا کچھ اثر نہ رہا تاکہ جس طرح خود یگانہ ہے وہ بھی یگانہ رہے۔ اور فرمایا عارف کا کمال اُسکا دوستی حق میں جلنا ہے۔ اور فرمایا کل اہل بہشت زیارت کو جائیں گے جب لوٹیں گے تو صورتیں اُن کے سامنے پیش کیجائیں گی اور جو کوئی صورت اختیار کریگا اُسے زیارت کی راہ نہ دیں گے۔ اور فرمایا بندہ کو اس سے بہتر کچھ نہیں کہ زہد علم عمل کچھ نہ ہو جب بے ہمہ ہوگا تو باہمہ ہو جائیگا۔ اور فرمایا اس قصہ کے لئے الم چاہیئے کہ قلم سے کچھ نہیں ہوسکتا۔ اور فرمایا عارف معرفت سے اسقدر رکھے اور لگسکے کوچہ میں اس قدر دوڑے کہ معارف نہ رہیں اور عارف پہونچ جائے پس معارف عارف کی نیابت کریں گے اور عارف معرفت تک نہ پہونچیگا جب تک معارف نہ بیان کریگا۔ اور فرمایا طالب علم واخبار اُس شخص کو چاہیئے جو علوم سے معلوم اور خبر سے مخبر (خدا) کی طرف راجع ہو مگر جو شخص مباہات علمی کے لئے پڑھے اُس سے اپنا رتبہ وزینت چاہے تاکہ مخلوق اُسے پسند کریں تو وہ ہر روز زیادہ دور اور مہجور رہوگا۔ اور فرمایا دُنیا کی قدر ہی کیا ہے کہ کوئی اُسکی چھوڑنے کو کام سمجھے۔ اور فرمایا محال ہے کہ کوئی حق کو پہچانے۔ اور دوست نہ رکھے! اور معرفت بے محبت کوئی چیز نہیں۔ اور فرمایا جاری پانی سے تم سُنتے ہو کیسی آواز آتی ہے اور جب دریا میں پہونچ جاتا ہے تو ساکن ہو جاتا ہے۔ اُسکے آنے اور نکلجانے سے دریا کو زیادتی ونقصان نہیں ہوتا۔ اور فرمایا اُسکے ایسے بندہ ہیں کہ اگر دُنیا میں ایک ساعت اُس سے محجوب ہیں تو اُس کی پرستش وطاعت نہ کریں یعنی جب محجوب ہونگے تو نابود ہو جائیں گے اور نابود عبادت کیسے کریگا۔ اور فرمایا جو خدا کو جانتا ہے وہ یاد حق کے سوا کسی بات میں زبان نہ کھول سکیگا اور فرمایا ادنیٰ بات جو عارف پر واجب ہے یہ ہے کہ ملک ومال سے بیزاری کرے اور حق یہ ہے اگر دونوں جہان اُسکی دوستی میں لُٹادو تو بھی تھوڑا ہے۔ اور فرمایا عارفوں کا ثواب حق سے حق ہی ہوتا ہے۔ اور فرمایا عارف ظاہر میں مکان ڈھونڈتے ہیں اور حقیقت میں کچھ اثر

نہیں رکھتے۔ اگر سو ہزار آدم اور متبعین و نسل بیشمار اور جبریل و میکائیل علیہما السلام کی طرح سو ہزار مقرب فرشتے عدم سے دلِ عارف کے گوشہ میں قدم رکھیں تو وہ معرفت حق کے مقابلہ میں انکو موجود نہ سمجھے اور اُنکے آنے باہر جانیکی خبر نہ رکھے۔ اور اگر اس کے خلاف ہے تو مدعی ہے عارف نہیں۔ اور فرمایا عارف کو معروف دیکھتا ہے اور عالم عارف کے ساتھ بیٹھتا ہے عالم کہتا ہے مَیں کیا کروں عارف کہتا ہے وہ کیا کرے۔ اور فرمایا دوستان حق کے دل میں بہشت کا خطرہ بھی نہیں آتا۔ اور باوجودیکہ اہل محبت محبت میں محجوب ہیں ایسی حالت رکھتی ہیں کہ خفتہ ہیں تو اور بیدار ہیں تو مطلوب کے طالب ہیں اپنی طلبگاری اور دوستی سے فارغ ہیں مشاہدہ حق کے مغلوب ہیں کہ عاشق پر اپنا عشق دیکھنا تاوان ہے اور مطلوب کے مقابلہ میں اپنی طلبگاری پر نظر کرنا راہِ محبت میں طغیان ہے۔ اور فرمایا حق اپنے اولیاء کے دلپر مطلع ہے بعض دل ایسے دیکھے جو اسکی معرفت کا بار نہیں اُٹھا سکتے انکو اپنی عبادت میں مشغول کردیا۔ اور فرمایا حق کا بار بار گران حق ہی اٹھا سکتے ہیں کہ وہ مجاہدہ و مشاہدہ کی محنت و ریاضت اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور فرمایا کاش کہ خلق اپنی شناخت تک پہونچ جاتی کہ انہیں انکی معرفت پوری ہو جاتی۔ اور فرمایا جبتک ایک دم پاؤ کوشش کرو کہ اس میں بجز حق کے زمین و آسمان میں کچھ نہ دیکھو۔ اور فرمایا حق جسے دوست رکھتا ہے اوسکو تین خصلتیں دیتا ہے۔ دریا کی طرح سخاوت اور آفتاب کیطرح شفقت۔ اور زمین کی طرح تواضع۔ اور فرمایا حاجی لوگ قالب سے خانۂ کعبہ کے گرد طواف کرتے اور بقا چاہتے ہیں۔ اور اہل محبت قلوب سے عرش کے گرد طواف کرتے اور دیدار چاہتے ہیں اور فرمایا علم میں ایک علم ہے جسے علما نہیں جانتے اور زہد میں ایک زہد ہے جسے زاہد نہیں جانتے۔ اور فرمایا جسے حق نے برگزیدہ کیا اُسپر ایک فرعون کو مقرر کردیا جو اُسے تکلیف دے۔ اور فرمایا یہ تمام گفتگو آواز حرکت اور آرزو بیرون پردہ ہے۔ پردہ کے اندر خاموشی و سکون آرام و ہیبت ہے۔ اور فرمایا یہ دلیری اسوقت تک ہے کہ خواجہ حضرت حق سے غائب

اور اپنا عاشق ہے جب حضور حاصل ہوگیا تو کیا گفتگو کی جگہ ہے۔ اور فرمایا نیکوں کی صحبت کار نیک سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت کار بد سے بدتر ہے۔ اور فرمایا کام تمام مجاہدہ میں کر لینا چاہئیں اور پھر خدائے عزوجل کا فضل دیکھنا نہ کہ اپنا فعل اور فرمایا جسنے خدائے عزوجل کو پہچان لیا اسکو سوال کی حاجت نہیں اور جسنے نہ پہچانا وہ عارف کی بات نہ پائیگا اور فرمایا عارف وہ ہے جیسے کوئی مشرب تیرہ نہ کرے اور جو کدورت اس تک پہونچے صاف ہو جائے اور فرمایا آتش عذاب سپر ہے جو خدا کو نہ جانے مگر خداشناس آتش عذاب پر ہوتے ہیں اور فرمایا ہر روز ہزار آدمی اس راہ میں آتے ہیں کہ رات کو ایمان سے باہر آتے ہیں اور کچھ قدر نہیں رکھتے۔ اور فرمایا جو کچھ ہے دو قدم میں حاصل ہو جاتا ہے۔ ایک قدم لینے حصوں پر رکھے اور ایک فرمان حق پر۔ وہ ایک قدم اٹھائے اور پھر دوسرا رکھے۔ اور فرمایا جسنے حرص و ہوا کو ترک کر دیا حق تک پہونچگیا۔ اور فرمایا جو حق کے نزدیک ہے تمام چیزیں اور تمام حال اس کے ہیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ ہر جگہ ہے اور تمام چیزیں اوسی کی ہیں۔ اور فرمایا جو حق کا عارف ہے وہ جاہل ہے اور جو حق سے جاہل ہے وہ عارف ہے اور فرمایا عارف اڑنیوالا ہے اور زاہد سیر کرنیوالا۔ اور فرمایا جسنے خدا کو پہچانا وہ آتش پر عذاب ہو جائے گا۔ اور جسنے خدا کو نہ پہچانا اس پر آتش عذاب ہوگی۔ اور فرمایا جسنے خدا کو پہچانا بہشت اسکو ثواب ہوگا اور بہشت اس پر وبال ہوگی۔ اور فرمایا عارف بجز وصال کے کسی چیز سے شاد نہیں ہوتا۔ اور فرمایا عارفوں کا لنفاق مریدوں کے اخلاق سے بڑھ کر ہے۔ اور فرمایا یہ جو روایت ہے کہ حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسےٰ صلوات اللہ علیہم نے کہا کہ خدایا ہمکو امت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے کر دے۔ تو حاشا وکلا یہ گمان نہ کرنا کہ انہوں نے چند ریاست جو علما کو دیکھکر آرزو کی تھی بلکہ انہوں نے اس امت میں ایسے مرد دیکھے جن کے قدم تحت الثریٰ میں ہیں اور سر اعلیٰ علیین سے گذر گئے ہیں اور وہ اسمیں گم ہو گئے ہیں۔ اور فرمایا تفاوت درجات چار ناموں سے ہے اور انسان کے ہر فرقہ کا قیام خدائے عزوجل کے کسی ایک نام کے ساتھ اور وہ ارشاد باری ہے کہ

ھوالاول والآخر والظاھر والباطن جسکو ان ناموں میں سے آخر حاصل ہے اُس کا
شغل مستقبل پر موقوف ہے۔ اور ہر شخص کو بقدر طاقت کشف حاصل ہے۔ اور فرمایا کہ اگر
تمام خلایق کی دولت تمہارے حوالے ہو تو نہ لو اور اگر تمام خرابیاں تمہارے راہ میں آجائیں تو
ناامید نہ ہو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا کام کن فیکون ہے۔ اور جو شخص اپنی طرف متوجہ نہوگا
وہ اپنی عبادت خالص بیچیگا اور صفائی کشف کا کچھ حساب کریگا۔ اور جو اپنے نفس کو
اخبث النفوس نہ سمجھے وہ کسی حساب میں نہیں۔ اور فرمایا جو کوئی اپنے دلکو کثرت شہوات سے
مردہ کرلے لے لعنت کے کفن میں لپیٹ کر ندامت کی زمین میں دفن کرے۔ اور جو شہوات
کے ردکرنے سے نفس کو مارے وہ اسکو رحمت کے کفن میں لپیٹ کر سلامت کی زمین میں دفن
کرے۔ اور فرمایا جو پہونچا وہ حفظ حرمت سے ہی پہونچا اور جو راہ سے گرا وہ ترک حرمت سے
ہی گرا۔ اور فرمایا ہرگز یہ بات طلب سے نہیں ملسکتی مگر طالب پاتے ہیں اور فرماتے ہیں جب مرید
نعرہ لگائے اور آواز کرے تو حوض ہے اور جب خاموش ہو تو موتیوں سے بھرا ہوا دریا ہے
اور فرمایا ایسا معلوم ہو کہ ہے یا ایسا رہ کہ معلوم ہو۔ اور فرمایا جسکو ثواب خدا کل کو ملیگا
اُسنے آج عبادت نہیں کی ہے کیونکہ مجاہدات کے ہر سانس کا ثواب دل میں حاصل ہوتا ہے
اور فرمایا علم دھوکا ہے اور معرفت مکر ہے اور مشاہدہ حجاب پس جو طلب کرتا ہے وہ
کوکب بلی تھکیگا۔ اور فرمایا دلوں کا قبض نفوس کے بسط میں ہے اور دلوں کا بسط نفوس کے
قبض میں ہے۔ اور فرمایا نفس ایسی چیز ہے جو باطل ہی کی طرف جاتی ہے۔ اور فرمایا
حیات علم میں ہے اور راحت معرفت میں اور ذوق ذکر میں۔ اور فرمایا شوق عاشقوں کے دل
کا دار الملک ہے جسمیں سیاست فراق کا تخت رکھا ہے اور ہول ہجراں کی تیغ کھینچی
ہوئی ہے۔ نرگس وصال کی ایک شاخ ہجراں کے ہاتھ میں ہے اور ہر دم میں ہزار سر اُس
تیغ سے اڑائے جاتے ہیں اور ہزار سال گذرگئے مگر وہ نرگس ابھی تک تر و تازہ ہے کہ کسی امید
کا ہاتھ اُس تک نہیں پہونچا۔ اور فرمایا معرفت یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ خلق کی حرکات

و سکنات خدا سے ہیں۔ اور فرمایا ذکر کثیر عدد سے نہیں بلکہ حضور بے غفلت سے۔ اور فرمایا محبت یہ ہے کہ دنیا و آخرت کو دوست نہ رکھے۔ اور فرمایا تجرید توحید کے ماسوا میں اختلافِ علماء رحمت ہے۔ اور فرمایا بھوک ایسا ابر ہے جو باران رحمت ہی برساتا ہے اور فرمایا حق سے بہت دور وہ ہے جو اشارہ اختیار کرے اور سب میں زیادہ حق سے نزدیک وہ ہے جو خلق کا بار بہت اٹھائے اور اچھی عادت رکھے۔ اور فرمایا نفس کی فراموشی حق کی یاد ہے اور جو حق کو حق سے پہچانے وہ زندہ ہے اور جو حق کو اپنے آپ سے پہچانے وہ فانی ہوجائیگا۔ اور فرمایا عارف کا دل ایسا ہے جیسے شفاف قندیل میں چراغ جسکی شعاع تمام ملکوت کو روشن کرتی ہے اُسے تاریکی سے کیا باک۔ اور فرمایا خلق کی ہلاکت دو باتوں میں ہے۔ ایک خلق کی حرمت نہ کرنا۔ دوسرے حق کا احسان نہ ماننا۔ لوگوں نے پوچھا فرض و سنت کیا ہے فرمایا فرض صحبتِ مولیٰ ہے اور سنت ترکِ دنیا۔ ایک مرید سفر کو جاتا تھا شیخ سے کہا مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا تین خصلتوں کی وصیت کرتا ہوں جب بدخو سے صحبت رکھے تو اسکی بری عادت کو اپنی نیک عادت میں لا۔ تاکہ تیرا عیش ٹھیک ہوجائے۔ اور جب کوئی تجھے انعام دے تو پہلے خدا کا شکر کر۔ پھر اُس شخص کا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اُسکا دل تجھپر مہربان کیا۔ اور جب بلا آئے تو جلدی سے عجز کا معترف ہو اور فریاد کر کہ تو صبر نہ کرسکیگا اور حق باک نرکھیگا۔ لوگوں نے زہد کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا زہد کی کچھ قیمت نہیں۔ کیونکہ میں تین دن زاہد رہا پہلے دن دنیا سے۔ دوسرے دن آخرت سے تیسرے دن غیر خدا سے ہاتف نے آواز دی کہ اے بایزید تم ہماری طاقت نہیں رکھتے۔ میں نے کہا میری مراد بھی یہی تو میرے کان میں آواز آئی کہتے ہیں تمنے پالیا۔ اور فرمایا میرا اس سے کمالِ رضا اس حد تک ہے۔ کہ اگر وہ کسی بندہ کو ہمیشہ علیین میں رکھے اور مجھے ہمیشہ اسفل میں تو میں اس بندہ کی بہ نسبت زیادہ راضی ہونگا۔ لوگوں نے پوچھا بندہ درجۂ کمال پر کب پہونچتا ہے۔ فرمایا جب اپنے عیب کو پہچانے اور ہمت خلق سے اٹھائے اسوقت حق کو بقدر اُسکی ہمت اور نفس سے دوری کے اپنے آپ سے

نزدیک کریگا۔ لوگوں نے کہا آپ ہمکو تو زہد و عبادت کا حکم دیتے ہیں اور خود نہیں کرتے شیخ نے نعرہ لگایا اور کہا زہد و عبادت مجھ سے علیحدہ کرلی ہے۔ پوچھا حق تک راہ کیا ہے۔ فرمایا تو راہ سے اٹھ بیٹھ حق تک پہونچ جائیگا۔ پوچھا حق تک کس چیز سے پہونچ سکتے ہیں۔ فرمایا اندھا گونگا بہرا ہونیسے۔ کہا ہمنے بہت سے پیروں کی بات سُنی ہے مگر آپکی بات سے بڑھکر کوئی بات نہیں ہے۔ فرمایا اُنہوں نے بحر صفا و معاملہ کا بیان کیاہے اور میں بحر صفا محبت کا بیان کرتا ہوں وہ مخلوط کہتے ہیں اور میں خالص۔ مخلوط کو مخلوط پاک نہیں کرسکتا۔ انہوں نے کہا تو اور ہم کہتے ہیں تو اور تو۔ ایک نے وصیت چاہی فرمایا آسمان کو دیکھ۔ اُسنے دیکھا تو پُوچھا تو جانتا ہے کس نے پیدا کیا ہے۔ کہا جانتا ہوں۔ فرمایا جسنے آسمان پیدا کیا ہے وہ جسجگہ تو ہوگا تجھسے مطلع ہوگا اُس سے پرحذر رہ۔ ایک نے کہا یہ طالب سیاحت سے آسایش نہیں پاتے۔ فرمایا جو مقصود ہے وہ مقیم ہے اور مسافر کا طلب کرنا محال ہے۔ لوگوں نے پوچھا ہم کس سے صحبت رکھیں۔ فرمایا اُس سے کہ جب تم بیمار ہو تو وہ تمکو پوچھے اور جب گناہ کرو تو توبہ قبول کرے اور جو تجھسے حق جانے اُس سے پوشیدہ نہ ہو۔ ایک نے کہا نماز عشا کیوں نہیں پڑھتے۔ فرمایا مجھے نماز کی فرصت نہیں میں ملکوت کے گرد پھرتا ہوں اور جہاں کہیں جو پڑا ہے اُسکا ہاتھ پکڑتا ہوں یعنی اندر کام کرتا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا عارف کا سب سے بڑا نشان کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ تیرے ساتھ کھانا کھائے اور تجھ سے بھاگے۔ تجھسے خریدے اور پھر تیرے ہی ہاتھ بیچے۔ اور اسکی دل نے خطایر قدس پر تکیہ لگایا ہو۔ اور فرمایا عارف وہ ہے کہ سوا خدا کے کسیکو خواب میں بھی نہ دیکھے اور اُس کے سوا کسی سے موافقت نہ کرے اُسکے سوا کسی پر اپنا راز نہ کہے۔ امر معروف ونہی منکر کو دریافت کیا تو فرمایا اُس ولایت میں رہو جہاں امر معروف ونہی منکر نہ ہو۔ پوچھا آدمی کو کب معلوم ہوتا ہے کہ وہ حقیقت معرفت تک پہونچگیا۔ فرمایا جب اطلاع حق کے تحت میں فانی ہوجائے اور بساط حق پر باقی ہو۔ بے نفس و بے خلق ہو پس وہ فانی باقی اور باقی فانی مُردہ زندہ اور زندہ مردہ۔

محجوب بکشوف اور مکشوف محجوب ہے۔ لوگوں نے کہا سہل رح معرفت میں کلام کرتے ہیں۔ فرمایا اہل دریا کے کنارہ گئے ہیں اور گرداب میں پڑ گئے ہیں۔ پوچھا اے شیخ جو دریا میں غرق ہوا اسکا حال کیا ہوگا۔ فرمایا چونکہ حق کا دیدار ہوتا ہے تو وہ دونوں جہان سے بے پروا ہو جاتا ہے۔ اور فرش گفتگو طے کر دیتا ہے مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ (جو اللہ کو پہچانتا ہے اسکی زبان بند ہو جاتی ہے) اور فرمایا جسکا پیر اپنے گوشۂ دل میں گنج پر پہنچ جائے اُسے رسولِ آخرت کہتے ہیں۔ اُس کنج میں ایک گوہر ملیگا جسے محبت کہتے ہیں جسنے وہ گوہر پا لیا درویش ہے۔ پوچھا مرد خدا تک کب پہونچتا ہے۔ فرمایا اے مسکین ہرگز نہیں پہونچتا۔ پوچھا آپنے جو پایا کیسے پایا۔ فرمایا مینے دُنیا کا اسباب جمع کرکے زنجیر قناعت سے باندھ دیا۔ اور صدق کی گوپھن میں رکھکر دریائے نومیدی میں ڈالدیا۔ پوچھا آپکی عمر کتنی ہے۔ فرمایا چار سال کی۔ کہا کیسے؟ فرمایا ستر سال سے دُنیا کی محبت میں تھا مگر اب چار سال سے اُسکو دیکھتا ہوں۔ احمد خضرویہ نے شیخ سے کہا میں نہایت تک نہیں پہونچتا۔ فرمایا نہایت تو بے حد کہتی ہے اور عزت صفت حق کی مخلوق اُسے کیسے پا سکتی ہے۔ لوگوں نے پوچھا خدا تک راہ کس طرح ہے۔ فرمایا راہ سے غائب ہونا اور اللہ تعالےٰ سے ملنا۔ پوچھا بھوک کی مدح آپ کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا اگر فرعون بھوکا ہوتا تو انا ربکم الاعلیٰ نہ کہتا۔ ہرگز متکبر معرفت کی بو نہیں پاتا۔ پوچھا متکبر کون ہے؟ فرمایا جو ہژدہ ہزار عالم میں کسیکو اپنے نفس سے زیادہ خبیث سمجھے۔ لوگوں نے کہا آپ پانی پر چلے جاتے ہیں۔ فرمایا لکڑی کا ٹکڑا پانی پر چلا جاتا ہے۔ کہا آپ ہوا میں اُڑتے ہیں۔ فرمایا مرغ ہوا میں اڑتے ہیں۔ کہا ایک رات میں آپ کعبہ پہونچ جاتے ہیں۔ فرمایا جادو ایک رات میں ہند سے دماوند تک پہونچ جاتا ہے۔ لوگوں نے کہا تو مردوں کا کیا کام ہے۔ فرمایا یہ کہ دل سوا خدائے عزوجل کے کسی سے نہ لگائے۔ پوچھا آپ مجاہدات میں کس طرح رہے فرمایا سولہ سال تک محراب میں رہا اور اپنے آپکو حائضہ عورت کی طرح سمجھتا تھا۔ اور فرماتے ہیں مینے دُنیا کو تین طلاقیں دیدیں اور یگانہ کا یگانہ ہوگیا اور دربار میں کھڑا ہوگیا عرض کیا

بار خدایا میں سوا تیرے کوئی نہیں رکھتا اور جب تجھے رکھتا ہوں تو سب رکھتا ہوں جب سے میرا صدق معلوم ہوا تو سب سے پہلے مجھپر یہ فضل کیا کہ خاشاکِ نفس کو میرے آگے سے اٹھا دیا اور فرماتے ہیں حق تعالیٰ نے امر و نہی کی جنہوں نے اُسکا فرمان پورا کیا اُنکو خلعت دی اور وہ اُس خلعت میں مشغول ہوگئے۔ مگر میں نے اس سے اُسکے سوا کچھ نہ چاہا۔ اور فرماتے ہیں مینے اس قدر اُسکی یاد کی کہ تمام خلق نے کی یہاں تک کہ میرا یاد کرنا اسکا یاد کرنا ہوگیا پس اُسکی معرفت نے آکر مجھے زندہ کر دیا۔ اور فرماتے ہیں مینے سمجھا کہ میں اسکو دوست رکھتا ہوں جب نگاہ کی تو اوسکی دوستی مجکو سابق تھی۔ اور فرماتے ہیں ہر شخص دریائے عمل میں غرق ہوا۔ اور میں اُسکے دریائے احسان میں غرق ہوں یعنی دوسروں نے اپنی ریاضت کا خیال کیا اور مینے عنایت حق کا۔ اور فرماتے ہیں لوگوں نے علم مُردوں سے حاصل کیا اور ہمنے زندہ سے حاصل کیا جو کبھی نہ مریگا۔ اور فرماتے ہیں سب حق کی باتیں کہتے ہیں اور میں حق کی طرف سے کہتا ہوں۔ لہذا متابعت علم اور علم ظاہر کے تعلم سے زیادہ کوئی چیز مجھپر دشوار نہیں۔ اور فرماتے ہیں مینے نفس کو خدا کی طرف بلایا مگر اُسنے نہ مانا تو میں اُسکو چھوڑکر در بار آلہی میں تنہا چلا گیا۔ اور فرماتے ہیں میرا دل آسمان پر لیگئے۔ تمام ملکوت کے گرد پھرا اور لوٹ آیا۔ پوچھا کیا لایا۔ مینے کہا محبت و رضا کہ یہی دونوں بادشاہ ہیں۔ اور فرماتے ہیں مینے دریافت کرنا چاہا کہ سب سے زیادہ سخت عقوبت میرے بدن پر کیا ہے تو غفلت سے بڑھکر مینے کوئی چیز نہ دیکھی۔ آتشِ دوزخ آدمی کے ساتھ وہ نہیں کرتی جو ایک ذرہ غفلت کرتی ہے۔ اور فرماتے ہیں میں برسوں سے نماز پڑھتا ہوں۔ مگر ہر نماز میں میرے نفس کا اعتقاد یہ ہوا کہ میں گبر ہوں اور زنار کاٹ ڈالونگا۔ اور فرماتے ہیں عورتوں کا کام ہمارے کام سے بہتر ہے کہ وہ ہر مہینہ میں ناپاکی سے غسل کرتی ہیں۔ اور ہمنے اپنی تمام عمر میں پاکی سے غسل نہ کیا۔ اور فرماتے ہیں اگر تمام عمر میں بایزید سے یہ کلمہ درست ہوجائے تو وہ کسی بات سے پاک نہ رکھے۔ اور فرماتے ہیں اگر کل میدان قیامت میں کہیں کہ تو نے کیوں نہ کیا تو یہ مجھے اس سے زیادہ دوست ہے کہ کہیں تو نے کیوں کیا یعنی جو کچھ میں کرونگا اُسمیں انانیت ہوگی اور انانیت

شرک ہے جو بدترین گناہ ہے۔ سوا اُس طاعت کے جسمیں میرا خیال ہو کہ میں درمیان میں نہیں ہوں۔
اور فرماتے ہیں خدائے تعالیٰ خلائق کے اسرار پر مطلع ہے جسطرف دیکھتا ہے اپنی محبت سے
خالی پاتا مگر بایزید کا دل اپنے آپ سے پُر دیکھتا ہے۔ اور فرماتے ہیں بہت سے شخص ہیں جو ہم سے
نزدیک ہیں اور ہم سے دور ہیں۔ اور بہت سے شخص ایسے ہیں جو ہم سے دُور ہیں اور ہم سے
نزدیک ہیں۔ اور فرماتے ہیں مینے خواب میں دیکھا کہ میں توحید کے بعد حق تعالیٰ سے زیادتی
چاہتا ہوں جب بیدار ہوا تو مینے کہا یا رب میں توحید سے زیادتی نہیں چاہتا۔ اور فرماتے
ہیں مینے حق جل وعلا کو دیکھا تو ارشاد ہوا اے بایزید کیا چاہتا ہے۔ مینے کہا میں وہ چاہتا
ہوں کہ تو چاہتا ہے۔ فرمایا میں تیرا ہوں جیسے تو میرا ہے۔ اور فرماتے ہیں مینے حق تعالیٰ کو خواب
میں دیکھکر پوچھا تیرا راستہ کیا ہے۔ فرمایا خودی ترک کرے تو مجھ تک پہونچ جائیگا۔ اور فرماتے
ہیں لوگ جانتے ہیں کہ میں اُن جیسا ایک شخص ہوں اگر عالم غیب میں میری صفت دیکھیں
تو ہلاک ہو جائیں۔ اور فرماتے ہیں میری مثال اس دریا کی طرح ہے جسکا نہ گہراؤ معلوم ہے
نہ اوّل و آخر۔ ایک نے پوچھا عرش کیا ہے۔ فرمایا میں ہوں۔ پوچھا کرسی کیا ہے۔ فرمایا میں
پوچھا لوح و قلم کیا ہے فرمایا میں۔ کہا خدائے عزوجل کے برگزیدہ بندہ ہیں۔ ابراہیم موسیٰ
عیسےٰ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ فرمایا وہ سب میں ہوں۔ کہا کہتے ہیں کہ خدا کے برگزیدہ
بندے ہیں جبریل میکائیل۔ اسرافیل عزرائیل علیہم السلام۔ فرمایا وہ سب میں ہوں۔ وہ شخص
خاموش ہو گیا تو فرمایا ہاں جو حق میں محو ہو گیا تو حقیقت میں جو کچھ ہے حق ہے۔ اگر وہ شخص نہ
ہو تو حق سب اپنے آپکو دیکھتا ہے یہ تعجب کی بات نہیں۔

معراج شیخ بایزید بسطامی رح

فرماتے ہیں مینے چشم یقین سے حقتعالیٰ کو دیکھا بعد اسکے کہ مجھے تمام موجودات سے درجہ استغنا
پہونچا دیا۔ اور اپنے نور سے منور کردیا عجائب و اسرار مجھپر آشکار کردیئے اور اپنی عظمت و ہویت

مجھپر ظاہر کرے۔ یعنی حق سے اپنے آپکو دیکھا اور اپنے صفات میں تامل کیا تو میرا نور نورِ حق کے مقابلہ میں ظلمت تھا اور میری عظمت عظمتِ حق کے مقابلہ میں عینِ حقارت تھی۔ اور میری عزت عزتِ حق کے مقابلہ میں ناپید ہو گئی وہاں بالکل صفا تھی یہاں محض کدورت۔ پھر نگاہ کی تو اپنا نور اُسکے نور میں اپنی عزت وعظمت اُسکی عزت وعظمت میں پائی۔ میں جو کچھ کرتا ہوں اوسی کی قدرت سے کرسکتا ہوں۔ اُسکا نور میرے قالب میں چمکا۔ چشم انصاف و حقیقت سے نظر کی تو تمام پرستش حق سے تھی مجھسے نہ تھی اور میں سمجھا تھا کہ میں اُسکی پرستش کرتا ہوں۔ یعنی کہا بارِ خدایا یہ کیا۔ فرمایا وہ سب میں ہوں میرا غیر نہیں یعنی افعال کا کسب کرنیوالا تو ہی ہے لیکن قوت وقدرت دینے والا میں ہی ہوں۔ جب تک میری توفیق تجھے حاصل نہ ہو تجھسے کچھ طاعت نہیں ہو سکتی۔ پس میری آنکھ واسطہ اور اپنے آپکو دیکھنے سے سیدہی اور اپنی ہویت کی طرف مشغول کردیا۔ مجھی میری تُو دسی ناپید کردیا۔ اور اپنی بقا سے باقی کرلیا اور اپنی خودی بغیر زحمت میرے وجود کے مجھے دکھادی حق نے مجھے حقیقت دیدی اور حق سے حق کو میں نے دیکھا اور حق کو حقیقت میں دیکھا۔ وہاں مقام کیا آرام لیا۔ کوشش کے کان بند کرلئے اور زبان کی زبان نامرادی کے تالو میں کرلی جو علم کسبی تھا اُسے چھوڑدیا۔ نفسِ امارہ کی زحمت اٹھا ڈالی۔ بیواسطہ مدت تک قرار کیا۔ اور راہِ وصول سے دستِ توفیق میں پہونچگیا۔ حق کی میرے اوپر بخشش ہوئی اُسنے مجکو علم ازلی دیا اور زبان اپنے لطف سے میرے تالو میں رکھی اور میری آنکھ اپنے نور سے پیدا کی سب موجودات کو حق میں دیکھا۔ جب زبان لطف سے حق کے ساتھ مناجات کی اور علم حق سے علم حاصل کیا اور اُسکے نور سے اُسکو دیکھا تو فرمایا اے بایزید بیہمہ باہمہ۔ بیواسطہ وباواسطہ۔ یعنی کہا بارِ خدایا میں اِسپر مغرور نہیں ہوتا اور اپنے تُودسی تجھسے مستغنی نہیں ہوا۔ تجھسے میرا ہونا اِس سے بہتر ہے کہ میں بے تیرے اپنا ہوں اور جب تیرے ساتھ تجھ سے بات کروں تو اس سے بہتر ہے کہ بغیر تیرے اپنے نفس کے ساتھ

تیرے کوچہ میں چلوں۔ فرمایا اپ شریعت پر کان رکھ اور حدامر و نہی سے باہر پیر نہ کرتا کہ تیری سعی ہمارے نزدیک مشکور ہو میں نے کہا کہ میری مراد ہے اور میرے دل کو یقین ہے اگر تو شکر کرے تو اپنے آپ کر کہ وہ مجھ سے کرنے سے بہتر ہے اور اگر مذمت کرے تو تو عیب و نقصان سے منزہ ہے مجھ سے فرمایا تو نے کس سے سیکھا۔ کہا میں کہ سائل اس سے بہتر جانتا ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے کہ وہ مراد بھی ہے اور مرید بھی مجاب بھی ہے اور مجیب بھی۔ جب صفا حاصل ہوئی تو میرے دل نے رضائے حق کی ندا سنی خوشنودی کی رقم مجھ پر کھینچی اور مجھی منور کر دیا ظلمت نفس اور کدورت بشریت سے گذار دیا میں جانا کہ اس سے زندہ ہوں اور اسکو فضل سے بساط شادی دل میں بچھایا ہے۔ فرمایا جو چاہتا ہے مانگ۔ میں نے کہا تجھی کو چاہتا ہوں کہ تو فضل سے زیادہ بہتر اور کرم سے زیادہ بزرگ ہے میں تجھ سے تجھ پر قناعت کرتا ہوں جب تو میرا ہے تو فضل و کرم کی کتاب میں نے لپیٹ دی اپنے آپ سے مجھے باز نہ رکھ اور اپنے ماسوا کو میرے سامنے نہ لا۔ تھوڑی دیر تک مجھے جواب نہ دیا پھر تاج کرامت میرے سر پر رکھدیا اور فرمایا تو حق کہتا اور حق تلاش کرتا ہے کیونکہ تو نے حق دیکھا اور سنا ہے میں نے کہا اگر دیکھا تو تجھ سے دیکھا اور اگر سنا تو تجھ سے سنا پہلے تو نے سنا پھر میں نے اسکی ثنا کی تو اسنے کبریا سے مجھے پر دیے جن سے میں اس کے میدان عزت میں اڑتا اور عجائب صنعت دیکھتا تھا۔ جب اسے میرا ضعف معلوم ہوا اور میرا نیاز ظاہر ہوا تو اسنے مجھے اپنی قوت سے قوی کر دیا اور اپنی زینت سے آراستہ کر دیا اور تاج کرامت میرے سر پر رکھدیا اور خانہ توحید کا دروازہ مجھ پر کھولدیا جب میں مطلع ہوا کہ میری صفات اسکی صفات میں ہو گئیں تو اسنے اپنی درگاہ سے میرا نام رکھا اور اپنی خودی سے مجھے شرف دیا یکتائی ظاہر ہوئی اور دوئی اٹھ گئی۔ فرمایا تیری رضا وہ ہے جو ہماری رضا ہے۔ تیری بات آلایش قبول نہ کریگی۔ اور کسیکی انانیت تیرے اوپر اثر نہ کریگی پھر مجھے زخم غیرت چکھایا اور دوبارہ زندہ کیا امتحان کی بھٹی سے بہت خالص نکلا تو فرمایا ملک کسکا ہے میں نے کہا تیرا۔ فرمایا

حکم کس کا ہے میں کہا تیرا۔ فرمایا اختیار کس کا ہے۔ میں کہا تیرا۔ اسنے چاہا کہ مجھپر ظاہر کرے کہ اگر میری رحمت سابق نہ ہوتی تو خلق ہرگز آسودہ نہ ہوتی۔ اور اگر محبت نہ ہوتی تو قدرت سب کا او حشتہ نکالدیتی۔ نظر قہاری سے بواسطہ جباری مجھے دیکھا تو میرا کچھا پتہ نہ پایا جب ہستی میں اپنے آپکو ہر وادی میں ڈالا اور آتش غیرت سے تن کو تمام گھڑیوں میں پگھلایا اور اسپ طلب فضا میں دوڑایا تو نیاز سے بہتر کوئی صید میں نہ دیکھا اور خاموشی سے زیادہ روشن کوئی چراغ پسند نہ آیا اور سہات سے بہتر کوئی بات نہ سنی تو سرائے ملکوت میں ساکن ہوگیا اور صابری کی صدری پہن لی تو حالت یہاں تک پہنچی کہ ظاہر باطن سرائے بشریت کو خالی پایا سینۂ ظلمانی میں ایک سوراخ ہولدیا مجکو تجرید و توحید کی زبان دی تو اب ضرور میری زبان لطف صمدی سے اور میرا دل نور ربانی سے اور آنکھ صنعت یزدانی سے ہے اوسی کی مدد سے کہتا ہوں اور اوسیکی قوت سے پکڑتا ہوں جب اس کے ساتھ زندہ ہوں تو ہرگز نہ مروں گا جب اس مقام پر پہونچگیا تو میرا اشارہ ازلی ہے اور عبادت ابدی۔ میری زبان زبان توحید ہے اور روح روح تجرید۔ اپنے آپسے نہیں کہتا کہ بات کرنیوالا ہوں۔ اور نہ آپ کہتا ہوں کہ ذکر کرنیوالا ہوں زبان کو وہ حرکت دیتا ہے میں درمیان میں ترجمان ہوں حقیقت میں وہ ہے نہ میں۔ اب جبکہ اسنے مجکو بزرگ کردیا تو مجھسے فرمایا خلق چاہتی ہے کہ تجھے دیکھے میں کہا میں انکو نہیں دیکھنا چاہتا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ مجھے خلق کے سامنے پیش کرے تو میں تیرے خلاف نہیں کرسکتا مجھے اپنی وحدانیت میں ظاہر کر یعنی جب وہ مجھے دیکھیں تو تیری صنعت کو دیکھیں صانع کو دیکھیں میں درمیان میں نہ ہوں یہہ مراد اسنے مجھے دیدی اور تاج کرامت میرے سر پر رکھا اور مقام بشریت سے مجھے نکالدیا پھر فرمایا میری خلق کے سامنے آ میں ایک قدم دربار سے باہر رکھا تو دوسرے پیر سے گر پڑا۔ آواز سنی کہ میرے دوست کو پھیر لاؤ کہ وہ بغیر میرے نہیں رہ سکتا اور سوا میرے راہ نہیں جانتا۔ اور فرماتے ہیں جب میں

وحدانیت میں پہونچا اور دہ اول لحظہ تھا کہ مینے توحید کو دیکھا تو برسوں تک اُس وادی میں
فہم کے قدم سے دوڑا یہاں تک کہ مرغ ہوگیا اور ہوا ئی چگونگی میں اُڑتا رہا۔ جب مجھے مخلوقات
سے غائب ہوگیا تو مینے کہا خالق تک پہونچگیا۔ وادی ربوبیت سے سر نکالکر ایسا پیاسا رہا
کہ ابد تک اُس کے ذکر کی تشنگی سے سیراب نہ ہوا۔ پھر تیس ہزار سال تک اوسکی فضا ؤ وحدانیت
میں اُڑا اور تیس ہزار سال الوہیت میں اور تیس ہزار سال فردانیت میں۔ جب نوے ہزار
سال گذر گئے تو مینے بایزید کو دیکھا اور جو کچھ دیکھا سب میں تھا پھر چار ہزار وادی مینے قطع
کئے کہ درجہ اولیا کی انتہا پر پہونچگیا جب نگاہ کی تو اپنے آپکو درجہ انبیا علیہم السلام کی
ابتدا میں پایا پھر اسمیں اسقدر چلا کہ مینے کہا اسدرجہ سے اوپر کبھی کوئی نہیں پہونچا اور اس
سے برتر کوئی مقام نہیں جب مینے دیکھا تو اپنا سر ایک نبی کے کف پا پر پایا پس مجھے
معلوم ہوا کہ اولیا کا نہایت حال انبیا کی ہدایت حال ہے نہایت انبیا کی کوئی غایت نہیں
پھر میری روح تمام ملکوت پر گذری اور بہشت دوزخ اسے دکھایا گیا۔ مگر کسی کی طرف التفات
نہ کی اور جو کچھ اُس کے سامنے آیا اسکی طاقت نہ رکھی جس پیغمبر کے روح پر گذری اسے سلام کیا
جب مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پر گذری تو وہاں سو ہزار سال کے راستہ کا بے نہایت
آتشی دریا اور نور کے ہزار حجاب دیکھے کہ اگر دریا میں قدم رکھتا تو جلجاتا اور اپنے آپکو برباد کردیتا
ہیبت و دہشت سے ایسا مدہوش ہوگیا کہ کچھہ نہ رہا۔ ہر چند مینے چاہا کہ خیمہ محمد رسول اللہ
کی طناب دیکھہ لوں مگر آپکے خیمہ تک پہونچنے کی طاقت نہ رکھتا تھا باوجودیکہ حق تک پہونچگیا
یعنی ہر شخص بقدر اپنے خدائے تعالیٰ تک پہونچسکتا ہے کہ حق کے ساتھ ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ
اُس صدر خاص کے سامنے ہیں آ جبتک وادی لا الہ الا اللہ قطع نہ ہوگا وادی محمد رسول اللہ
تک رسائی نہ ہوگی۔ اور حقیقت میں دونوں وادی ایک ہیں چنانچہ یہ حنفی اس سے پہلے بیان
کرچکا ہوں کہ اُبوتراب کا مرید حق کو دیکھتا تھا مگر بایزید کے دیدار کی طاقت نہ رکھتا تھا۔
پھر بایزید نے کہا الٰہی مینے جو کچھ دیکھا وہ سب میں تھا مجکو اپنے ادوی کے ساتھ تیری طرف

راہ نہیں اور اپنی خودی سے میرا گذر نہیں تو کیا کرنا چاہیئے۔ فرمان آیا کہ تیری خلاصی خودی سے ہمارے دوست محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت میں ہے آنکھ میں اُنکی خاک قدم کا سُرمہ لگا اور اُنکی متابعت پر مداومت کر۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ جو شخص نبوت کی اس قدر تعظیم کرے اُسپر لوگ اعتراض کرتے ہیں اور اس کے اقوال کے معنی نہیں سمجھتے جس طرح بایزید سے لوگوں نے کہا کہ فرمائے قیامت میں خلایق لوائے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نیچے ہونگے۔ کہا قسم خدا کی میرا لوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لوا سے زیادہ ہو کہ خلایق اور پیغمبر میری لوا کے نیچے ہونگے۔ مجھ جیسا نہ آسمان میں پائیں گے اور نہ زمین میں۔ میری صفات غیب میں غائب ہیں جب کوئی شخص ایسا ہے تو وہ یہ شخص کیسے ہوگا۔ بلکہ اس شخص کو زبان حق حاصل ہوگی اور کہنے والا بھی حق ہوگا اُسکا بولنا حق کا بولنا ہوگا تو ضرور حق بایزید کی زبان سے کہتا ہے کہ میرا لوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لوا سے برتر ہے۔ جب روا ہے کہ اِنّی اَنَا اللّٰہ ایک درخت سے ظاہر ہو تو یہ بھی روا ہے کہ لِوائی اعظم مِن لِواءِ محمدٍ اور سُبحانی ما اعظم شانی بایزید سے ظاہر ہو۔

مناجات شیخ بایزید رح

عرض کیا بار خدایا کب تک میری اور تیری درمیان میں من و تو رہیگا۔ میری خودی درمیان سے اُٹھا دے کہ میری خودی تیری ساتھ ہو اور میں کچھ نہ رہوں۔ الٰہی جب تک تیری ساتھ ہوں تو سب سے زیادہ ہوں اور جب تک اپنی ساتھ ہوں تو سب سے کمتر ہوں۔ الٰہی مجھے فقر و فاقہ نے تجھ تک پہونچایا اور تیری لطف نے اُسے زایل کر دیا۔ خدایا مجھے زاہدی اور عالمی نہیں چاہئے اگر مجھے اہل خیر میں سے کرنا چاہتا ہے تو اپنے اسرار میں سے ایک شمہ کا اہل کر دے۔ اور اپنے دوستوں کے درجہ تک پہونچا دے۔ اور عرض کیا میں تجھپر ناز کرتا ہوں اور تجھ سے تجھ تک پہونچتا ہوں الٰہی کیا اچھا ہی تیرا الہام دل کے خطرات پر اور کیا شیریں ہی تیری افہام کی روش راہ غیب میں اور کیا عظیم ہے وہ حالت جسکو خلق ظاہر نہیں کرسکتی اور ادس کے

وقت کی زبان نہیں جانتے عمر بسر ہو جائے اور یہ قصہ ختم نہ ہو۔ اور کہا اسکا تعجب نہیں کہ میں
تجھے دوست رکھتا ہوں کیونکہ میں بندۂ ضعیف اور عاجز و محتاج ہوں تعجب تو یہ ہے کہ تو مجھے
دوست رکھتا ہے حالانکہ تو قادر و خداوند بادشاہ و مستغنی ہو۔ اور کہا الٰہی اب میں تجھ سے ڈرتا
ہوں اور اسقدر شاد ہوں تو بیخوف ہو کر کیسے شادمان نہ ہونگا۔ اور کہتے ہیں بایزید ستر بار
حضرت عزت میں قرب پایا جب واپس آتا تو زنار باندھتا اور پھر توڑ ڈالتا جب عمر آخر ہوئی تو
محراب میں گیا اور زنار باندھ لی اور شگوفہ دار پوستین پہنی اور شگوفہ دار ٹوپی سر پر رکھی اور
کہا الٰہی میں تمام عمر کی ریاضت نہیں بیچتا رات کی نماز پیش نہیں کرتا روزہ تمام عمر کا نہیں
لیتا اور ختم قرآن کا شمار نہیں کرتا۔ تیری مناجات و قربت کے اوقات نہیں بیان کرتا۔
اور تو جانتا ہے کہ میں کچھ نہیں دیکھتا اور یہ جو زبان ہی بیان کرتا ہوں بطریق تفاخر و اعتماد
کے نہیں بلکہ اس لئے بیان کرتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کیا ہے اس سے ننگ رکھتا ہوں اور یہ خلعت تو نے
ہی مجھے دی ہے کہ میں اپنے آپکو ایسا دیکھتا ہوں اور یہ سب ہیچ ہے۔ اس سے انکار نہیں کہ
میں ایک ترکمان ہوں جسنے ستر سال تک گبر بن میں بال سفید کئے ہیں۔ ابھی میں بیابان سے
آرہا ہوں اور تنگری تنگری کہتا ہوں۔ اب اللہ اللہ سیکھتا ہوں اور زنار توڑ کر دائرہ اسلام
میں قدم رکھتا ہوں اور زبان کو شہادت کے لئے حرکت دیتا ہوں۔ تیرا کام علت سے
نہیں۔ تیرا قبول کرنا طاعت سے نہیں اور تیرا رد کرنا معصیت سے نہیں۔ میں نے جو کچھ کیا اسے ہیچ
سمجھا تو بھی مجھ سے جو بات ایسی دیکھے کہ تیری درگاہ میں ناپسند ہو اس پر خط عفو کھینچ دے
اور مجھ سے گرد معصیت دھو ڈال کہ میں نے پندار طاعت کی گرد دھو ڈالی۔ نقل ہے ابتداء
میں اللہ اللہ بہت کہتے تھے نزع کے وقت بھی وہی اللہ کہتے تھے۔ پھر کہا یا رب میں نے کبھی تجھے
بغیر غفلت کے یاد نہ کیا اور اب کہ جان جارہی ہے تیری طاعت سے غافل ہوں نہ معلوم کہ
اب حضور کب ہوگا پس ذکر و حضور میں جان دیدی جس شب کو آپکی وفات ہوئی ابو موسیٰ غائب
تھے کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ عرش کو لپیٹے سر پر رکھے اڑ رہا ہوں مجھے تعجب ہوا صبح کو

شیخ سے کہنے چلا تو شیخ وفات پاچکے تھے اور بہت سے لوگ اطراف سے آئے تھے جب اُنکا جنازہ
اُٹھایا تو مینے کوشش کی کہ جنازہ کا ایک کونہ مجھے دیدیں مگر نہ ملا تو مَیں بے صبر ہو گیا اور جنازہ
کے نیچے جاکر سر پر اٹھالیا۔ وہ خواب میں بھول گیا تھا شیخ کو مینے دیکھا۔ فرمایا اے ابو موسیٰ یہ کل
کے خواب کی تعبیر ہے کہ تونے عرش جو سر پر اُٹھایا تھا وہ بایزید کا جنازہ ہے۔ ایک مرید نے
شیخ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا منکر نکیر سے آپ کیسے چھوٹے۔ فرمایا جب اُنہوں نے سوال کیا
تو مینے کہا تمہیں اِس سوال سے کوئی فایدہ نہیں کیونکہ اگر مَیں کہوں کہ وہ میرا خدا ہے تو
یہ بات مجھ سے ہیچ ہے تم واپس جاکر اُس سے پوچھو کہ مَیں اُسکا کون ہوں جو کچھ وہ کہیگا وہی
ٹھیک ہے اگر مَیں سو بار کہوں کہ وہ میرا خدا ہے تو جبتک وہ مجھے اپنا بندہ نہ کہے کچھ فایدہ نہیں
ایک بزرگ نے آپکو خواب میں دیکھا تو پوچھا خدائے عزّوجل نے تم سے کیا کیا۔ فرمایا مجھ سے
پوچھا کہ بایزید تم کیا لائے ہو۔ مینے کہا خدایا کوئی چیز نہیں لایا جو تیرے دربارِ عزت کے شایان
مگر مینے تیرے ساتھ شرک نہیں کیا۔ فرمایا اُس شب کو جو تمنے دودھ کہا یا تھا وہ شرک نہ تھا۔
لوگوں نے پوچھا یہ کیا بات۔ فرمایا ایک رات کو مینے دودھ پیا تھا اور میری پیٹ میں درد ہوا تھا تو
میری زبان سے نکلگیا تھا کہ مینے دودھ پیا اور میرے پیٹ میں درد ہونے لگا۔ اسقدر بات پر
میرے اوپر عتاب فرمایا یعنے سوا میرے کوئی اَور درکار ہے۔ جب شیخ کو دفن کیا تو مادر علی احمد
خضرویہ کی زوجہ تھیں شیخ کی زیارت کو آئیں۔ جب زیارت سے فارغ ہو گئیں تو کہا تم جانتی
ہو کہ شیخ بایزید کون تھے؟ کہا تم اچھی طرح جانتے ہو۔ کہا ایک رات کو مَیں خانہ کعبہ کا طواف
کرتی تھی ایک ساعت بیٹھ گئی اور سو گئی تو ایسا دیکھا کہ مجھکو آسمان پر لیگئے اور عرش کے نیچے پہونچی
تو وہاں مینے ایک بیابان دیکھا جسکا طول و عرض ناپید تھا اور تمام میں پھول تھے اور ہر ایک
پھول پر لکھا تھا کہ بایزید ولی اللہ تھے۔ ایک بزرگ کہتے ہیں مینے شیخ کو خواب میں دیکھا تو کہا مجھے
وصیت کیجئے۔ آپنے ایک شعر عربی میں پڑھا جسکے معنے یہ تھے کہ آدمی دریائے نہایت میں ہیں اور
اُن سے دُور رہنا کشتی ہے اُسکی کوشش کر کہ اُس کشتی میں بیٹھکر تو اپنے تنِ مسکین کو امن میں لائے

جایا کرتے۔ لوگوں نے شیخ کو خواب میں دیکھکر کہا تصوف کیا ہے۔ فرمایا آسایش کا دروازہ اپنے اوپر بند کرلینا اور زانوے محنت کے پیچھے بیٹھنا جب شیخ ابوسعید ابوالخیر شیخ کی زیارت کو گئے تو ایک ساعت تک کھڑے رہے اور جب لوٹے تو کہا یہی جگہ ہے کہ عالم میں جسکی کوئی چیز گم ہوگئی ہو وہ یہاں ڈھونڈھے۔

پندرھواں باب ذکر عبداللہ بن مبارک دین زمان رکن ایمان امام شریعت و طریقت ذوالجہادین بحقیقت امیر اقلیم ولایت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

آپکو شہنشاہ علما کہتے تھے۔ علم و شجاعت میں آپکا نظیر نہ تھا محتشمان طریقت اور محترم ارباب شریعت میں سے تھے۔ فنون علوم میں احوال پسندیدہ رکھتے تھے۔ بڑے بڑے مشائخ کو پایا تھا اور سب کے مقبول تھے۔ آنکی تصانیف بہت اور مشہور ہیں آپ کرامات میں شہرت رکھتے ہیں نقل ہے ایک دن آپ آرہے تھے تو سفیان ثوری نے کہا تعال یا رجل المشرق (آؤ اے مشرق کے شخص) فضیل حاضر تھے کہا و المغرب و ما بینھما (اور مغرب و مشرق و مغرب کے درمیان میں کے) جن کا فضل فضیل بیان کریں انکی ستایش کیسے ہوسکتی ہے انکی توبہ کی ابتدا یہ تھی کہ ایک لونڈی پر ایسے عاشق ہوگئے کہ قرار نہ آتا تھا۔ ایک شبکو موسم سرما میں معشوقہ کے زیر دیوار صبح تک کھڑے رہے اور تمام رات برف پڑتی رہی جب اذان ہوئی تو سمجھے کہ عشا کی اذان ہے۔ جب دن نکل آیا تو معلوم ہوا کہ تمام رات صبح تک معشوق کے انتظار میں مستغرق رہے۔ آپنے آپسے کہا اے ابن مبارک تجھے شرم کرنی چاہیئے کہ ایسی مبارک رات میں صبح تک ہوائے نفس کے لیئے کھڑا رہا اور اگر امام نماز میں بڑی سورت پڑھتا تو تو دیوانہ ہوجاتا اور تیرے بدبخت دل سے فریاد پیدا ہوتی۔ اسیوقت انکے دل میں درد پیدا ہوگیا توبہ کرکے عبادت میں مشغول ہوگئے اور اس درجہ پر پہونچگئے کہ ایک دن آپکی والدہ باغ

اپنے بیٹے عبدالرحمن بن مبارک

ہیں گئیں تو آپکو ایک درخت کے سایہ میں سوتا دیکھا اور ایک سانپ نرگس کی شاخ منہ میں لئے
مگس رانی کر رہا تھا۔ پھر مرو سے جا کر بغداد میں مدت تک مشائخ کی صحبت میں رہے
پھر مکہ میں جا کر مدت تک مجاور رہے۔ پھر مرو میں آ گئے۔ اہل مرو ان سے محبت رکھتے تھے اور دو
گروہ تھے۔ ایک گروہ فقہا کا تھا اور دوسرا اہلحدیث و راویان اخبار کا۔ وہ دونوں فریق
سے ایسی موافقت رکھتے تھے کہ انکو رضی الفریقین کہتے تھے اور ہر فریق انپر دعویٰ رکھتا
تھا۔ وہاں دو مکان بنا دیئے تھے ایک اہلحدیث کے لئے اور ایک اہل رائے کے لئے پھر
حجاز کو چلے گئے اور مجاور ہو گئے۔ نقل ہے ایک سال آپ حج کرتے اور ایک سال
جہاد اور ایک سال تجارت اور اوسکی منفعت اصحاب کو دیدیتے۔ فقیروں کو خرما دیتے
اور انکی گٹھلیاں گنتے رہتے جو کوئی زیادہ کھاتا اسے ہر گٹھلی پر ایک درم دیتے۔ ایکبار
ایک خراب عادت والے کا ساتھ ہوا۔ جب اس سے جدا ہوئے تو عبداللہؒ رونے لگے
لوگوں نے کہا کیوں روتے ہو۔ فرمایا وہ بیچارہ گیا اور وہ بری عادت اسمیں اسی طرح ہے۔
ایک مرتبہ جنگل میں اونٹ پر سوار جا رہے تھے کہ ایک درویش پر گذر ہوا تو فرمایا اے درویش
ہم امیر ہیں ہمکو تو بلایا ہے۔ تم کہاں جاتے ہو کہ طفیلی ہو۔ اس نے کہا جب میزبان کریم
ہے تو طفیلی کو بہت اچھی طرح رکھیگا۔ اگر تمکو اپنے گھر بلائے گا تو ہمکو اپنے پاس بلائیگا۔
عبداللہ نے کہا ہم امیروں سے اس نے قرض طلب کیا ہے۔ درویش نے کہا اگر وہ سو
چاہتا ہے تو ہمارے لئے چاہتا ہے۔ عبداللہ شرمندہ ہو گئے اور کہا تو سچ کہتا ہے۔ تقویٰ آپکا
اس حد تک تھا کہ ایکبار ایک منزل پر اترے گھوڑا قیمتی تھا نماز میں مشغول ہوئے
تو گھوڑا کسی کے کھیت میں چلا گیا۔ جب حال دیکھا تو گھوڑا وہیں چھوڑ کر پیادہ گئے۔
ایکبار ایک شخص سے قلم مانگا تھا اور واپس نہ دیا تھا تو مرو سے شام تک اسے دینے کو گئے۔
ایک دن آپ نکل رہے تھے تو لوگوں نے ایک نابینا سے کہا کہ عبداللہ مبارک آ رہے ہیں
جو تجھے چاہیئے وہ مانگ۔ اسنے کہا یا عبداللہ توقف کیجئے۔ آپ کھڑے ہو گئے تو

اُس سے کہا دعا کیجئے کہ حق تعالے مجھے آنکھیں دے۔ چنانچہ سر زانو پر ڈالکر دعا کی تو وہ فی الحال بینا ہو گیا
ایکبار عشرہ ذوالحجہ میں صحرا میں تھے اور آرزو سے حج سے جل رہے تھے۔ کہتے تھے اگر میں وہاں نہیں ہوں
تو انکے سے کام تو کروں کہ جو شخص ان اعمال میں متابعت کریگا ناخن نہ ترشوائیگا سر نہ منڈائے گا
اُسے حاجیوں کا ثواب ملیگا۔ اسی اثنا میں ایک بوڑھی عورت آئی جسکی کمر دوہری تھی اور ہاتھ میں
لکڑی تھی۔ کہا اے عبد اللہ شاید تم حج کی آرزو رکھتے ہو؟ کہا ہاں۔ کہا مجھے تمہارے لئے بھیجا ہے
میرے ساتھ چلو۔ عرفات میں پہونچا دوں۔ فرماتے ہیں میں نے دل میں کہا کہ تین روز اور رہے ہیں مجھ کو عرفات
میں کیسے پہونچاویگی۔ پیرزن نے کہا جس نے صبح کی سنتیں سنجاب میں پڑھی ہوں اور فرض دریا
کے کنارہ پر اور آفتاب مرو میں نکلا ہو اُسکے ہمراہ پہونچ سکتے ہو۔ میں نے کہا بسم اللہ اور چلدیئے رستہ
میں بڑی بڑی دریا پڑے کہ جن سے کشتی میں بھی گذرنا دشوار تھا جس دریا پر پہونچتے وہ مجھ سے کہتی
آنکھیں بند کرو میں آنکھ بند کرتا تو اپنے آپکو آدھے دریا میں دیکھتا تھا۔ یہاں تک کہ اُس نے
مجکو عرفات میں پہونچا دیا جب حج ادا کر چکے اور طواف و سعی و عمرہ سے فارغ ہو گئے اور طواف وداع
کیا تو بوڑھی نے کہا آؤ میرا ایک لڑکا چند روز سے غار کے اندر ریاضت میں ہے اُسکو دیکھ لیں
وہاں گئے تو ایک جوان دیکھا زرد رُو اور ضعیف مگر نورانی۔ جب اُسنے ماں کو دیکھا تو اُنکے قدموں
پر گر پڑا۔ اور منہ کف پا سے ملنے لگا۔ اور کہا میں جانتا ہوں کہ تم خود نہیں آئے ہو خدا نے تمکو بھیجا ہے
کہ میری تجہیز کرو۔ میرا وقت نزدیک ہے۔ عورت نے کہا اے عبد اللہ یہاں ٹھیرو تاکہ اُسکو دفن کردو۔
پھر اسیوقت وہ جوان مر گیا ہمنے اُسکو دفن کر دیا بعد اسکے بوڑھی عورت نے کہا مجھے کوئی کام
نہیں ہے باقی عمر اُس کی قبر پر رہونگی۔ تم اے عبد اللہ جاؤ دوسرے سال آؤگے تو مجھے نہ پاؤگے
مجھے دعا میں یاد رکھنا۔ ایک سال عبد اللہ حج سے فارغ ہوکر تھوڑی دیر کو حرم میں سو گئے تو
خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اُترے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ امسال کتنے شخص
حج کو آئے ہیں۔ اُس نے جواب دیا چھ لاکھ۔ کہا کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا۔ جواب دیا کسیکا نہیں
عبد اللہ کہتے ہیں میں نے یہ سُنا تو مجکو اضطراب پیدا ہو گیا۔ میں نے کہا یہ تمام لوگ جہان کے اور دور سے

اس قدر رنج و تعب کے ساتھ بیابان قطع کر کے آئے ہیں یہ سب ضایع ہو جائیں گے۔ فرشتے
نے کہا دمشق میں ایک جوتا بنانیوالا ہے جسکا نام علی بن الموفق ہے وہ حج کو نہیں آیا ہے مگر اسکا
حج قبول ہے اور ان تمام لوگوں کو اسکی وجہ سے بخش دیا گیا ہے۔ مینے سُنا تو اُٹھ بیٹھا اور کہا دمشق
میں چلکر اس شخص کی زیارت کرنی چاہیئے۔ جب دمشق جاکر اُسکا گھر تلاش کیا اور آواز دی تو
ایک شخص باہر آئے۔ مینے پوچھا تمہارا کیا نام ہے۔ کہا علی بن الموفق۔ مینے کہا مجھے تم سے ایک بات
کہنا ہے کہا کہو۔ مینے پوچھا تم کیا کام کرتے ہو۔ کہا جوتے گانٹھتا ہوں۔ مینے یہ واقعہ اُن سے کہا تو
پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ مینے کہا عبداللہ بن المبارکؒ۔ اُنہوں نے ایک چیخ ماری اور گر کر بیہوش
ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو مینے پوچھا مجھے اپنی حالت کی خبر دو۔ کہا تیس سال سے مجھے حج کی
آرزو تھی اور جوتا گانٹھ کر تین سو درم مینے جمع کئے۔ امسال حج کا عزم کر لیا تھا مگر ایک دن
میری بیوی نے جو حاملہ تھی ہمسایہ کے گھر سے کھانے کی خوشبو پاکر مجھ سے کہا کہ جاکر ہمسایہ کے
یہاں سے تھوڑا کھانا لے آؤ۔ میں گیا تو اُسنے کہا سات دن رات سے میرے بچوں نے کچھ نہیں
کھایا تھا آج مینے ایک گدھا مرا دیکھا تو اُسکا گوشت کاٹ کر پکایا ہے یہ تم پر حلال نہیں۔ مینے یہ
سُنا تو میری جان میں آگ لگ گئی۔ اور میں نے تینوں سو درم اُٹھا کر اُسکو دیدیئے اور کہا
خرچ کرو کہ ہمارا حج یہی ہے۔ عبداللہ نے کہا فرشتے نے خواب میں سچ کہا اور اللہ تعالیٰ کا حکم
وقضا درست ہے۔ نقل ہے عبداللہ کا ایک غلام مکاتب تھا کسی نے آپ سے کہا غلام
قبروں میں سے کفن نکالتا اور اوس کے دام تمکو دیتا ہے۔ آپ غمگین ہو گئے۔ ایک رات کو
اُس کے پیچھے گئے یہاں تک کہ وہ گورستان میں پہونچا اور ایک قبر کا منہ کھولا وہاں ایک محراب
تھی اُس میں نماز کو کھڑا ہو گیا عبداللہ دور سے یہ دیکھ رہے تھے آہستہ آہستہ اُسکے قریب گئے
تو غلام کو دیکھا کہ ایک کمبل پہنے اور ایک طوق گردن میں ڈالے ہوئے منہ خاک میں ملتا اور
زاری کرتا ہے۔ عبداللہ یہ دیکھکر آہستہ آہستہ پیچھے لوٹ آئے اور رونے لگے۔ ایک گوشہ میں بیٹھ گئے
غلام صبح تک وہاں رہا پھر باہر نکلکر قبر کو بند کر کے مسجد میں گیا اور صبح کی نماز پڑھی۔ اور کہا الٰہی

دن نکل آیا اور مالک مجازی مجب ہے وہ ماہم مانگیگا مفلسوں کا دینے والا تو ہے جہاں سچ تو جانتا ہے
اسیوقت ہوا سے نور ظاہر ہوا۔ اور ایک درہم غلام کے ہاتھ پر آگیا۔ عبد اللہ کو طاقت ضبط کی
نہ رہی اور اُٹھکر غلام کا سر گود میں لیکر چومنے لگے۔ اور فرماتے تھے مالک کی ہزار جانیں ایسے
غلام پر فدا ہوں۔ کاش کہ تو مالک ہوتا اور میں غلام ہوتا غلام نے یہ دیکھکر کہا الٰہی میرا پردہ
کھلگیا اور میرا راز ظاہر ہوگیا مجھے راحت نہ ملے گی۔ تجھے اپنی عزت کی قسم کہ مجکو فتنہ نہ بنا اور میری
جان لے لے۔ ابھی اُسکا سر عبد اللہ کی گود میں تھا کہ جان دیدی۔ عبد اللہ نے اُسی کمبل
کے ساتھ اُسکو اُسی گور میں دفن کردیا۔ اوسی رات کو آنحضرت اور ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والتسلیم
کو خواب میں دیکھا کہ براق پر تشریف لائے۔ اور فرمایا اے عبد اللہ تمنے ہمارے اُس دوست اور
خدا کے محبوب کو کمبل کے ساتھ کیوں دفن کیا۔ ایک دن عبد اللہ بڑی شان و شوکت سے مسجد میں
سے نکلکر جا رہے تھے۔ ایک سید زادہ نے کہا یہ کیا بات ہے میں فرزند رسول ہوں تمام دن
محنت کرتا ہوں تو قوت ملتا ہے اور تم اسقدر شان و شوکت سے ہو۔ عبد اللہ نے کہا اس وجہ
سے کہ میں وہ کرتا ہوں جو تمہارے نانا کرتے تھے اور فرماتے تھے اور تم وہ نہیں کرتے۔ یہ بھی
کہتے ہیں کہ آپنے کہا اے سید زادہ تیرے پدر مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اور میرے باپ
بے نام تھے تمہارے پدر کی میراث علم رہی وہ میں لیکر ذی عزت ہوگیا۔ اور تمنے میرے باپ کی
میراث لی تو خوار ہوگئے۔ عبد اللہ نے اُسی رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں
ناراض دیکھا۔ پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراضی کا کیا سبب ہے۔ فرمایا تم ہمارے
فرزند پر نکتہ چینی کرتے ہو اسلئے ہم ناراض ہیں۔ عبد اللہ بیدار ہوئے تو انکے صاحبزادہ کو عذر کرنی
کے لئے بلایا۔ اُسنے بھی اُسی شب میں آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا۔ آپنے فرمایا اگر تو ایسا ہوتا
جیسا چاہیئے تو وہ تجکو ایسا کلمہ نہ کہہ سکتا تھا۔ وہ جب بیدار ہوا تو عبد اللہ کی خدمت کا عزم
کیا تاکہ عذر چاہے۔ راہ میں دونوں کی ملاقات ہوئی ماجرا بیان کیا اور دونو رونے لگے
سہل بن عبد اللہ ہمیشہ عبد اللہ کے پاس آیا کرتے تھے ایک روز باہر نکلکر کہا اب تم تنہا

ورنہ میں نہ آؤنگا کہ آج تمہاری کنیزوں نے کوٹھے پر چڑھ کر مجھے اپنی طرف بلایا اور کہا ہمارا سہل ہمارا آہل آپ انکو تادیب کیوں نہیں کرتے۔ عبداللہ نے کہا آؤ سہل کی نماز جنازہ پڑھ لیں۔ اسیوقت سہل وفات پا گئے اور انکی نماز پڑھی۔ لوگوں نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔ فرمایا وہ حوریں تھیں کہ انکو بلاتی تھیں۔ میری کوئی کنیزک نہیں ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے عجائب میں سے کیا دیکھا۔ فرمایا مینے ایک راہب کو دیکھا جو مجاہدہ سے نحیف ہو گیا تھا مینے پوچھا خدا تک راہ کسقدر دور کیا ہے جواب دیا کہ تو اسکو جانتا ہے اور اسکا راستہ بھی جانتا ہے۔ اور میں اس کی پرستش کرتا ہوں جسے پہچانتا نہیں اور تو گنہگار ہے کہ اسے پہچانتا ہے یعنی معرفت خوف کی مقتضی ہے مگر میں تجھمیں خوف نہیں دیکھتا اور کفر جہل کا مقتضی ہے لیکن اپنے آپکو خوف سے گھلا دیا ہے اسکی بابت مجھے پند ہو گئی اور بہت سی نادانی سے باز رکھا۔ فرماتے ہیں ایکبار میں عرفہ میں شہر روم میں تھا تو دیکھا کہ بہت لوگ جمع تھے اور ایک شخص کو سولی پر چڑھایا تھا اور سولی دینے والے کہتے تھے کہ اگر تو ذرا تقصیر کرے تو تجھے بڑا بت سمجھے خوب سختی کرے۔ اور وہ بیچارہ بڑی رنج میں تھا مگر آہ نہ کرتا تھا مینے پوچھا باوجود اس سختی کے تو آہ تک نہیں کرتا کیا بات ہے۔ اس نے کہا مجھسے ایک بڑا جرم ہو گیا ہے اور ہماری ملت میں سنت ہے کہ جبتک تمام چیزوں سے پاک نہ ہو جائے بڑے بت کا نام نہ لے اب تم مسلمان معلوم ہوتے ہو سنو کہ مینے ترازو کے دو پلوں کے درمیان میں بڑی بت کا نام لے لیا ہے یہ اسکا بدلہ ہے۔ مینے کہا ہماری ملت میں یہ ہو کہ جو اسے پہچانتا ہے وہ اسکی یاد نہیں کر سکتا۔ کہ حدیث شریف میں ہے۔ مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ كَلَّ لِسَانُهٗ. (جو اللہ تعالےٰ کو پہچانتا ہے اسکی زبان بند ہو جاتی ہے) نقل ہے ایکبار جہاد کو گئے اور ایک کافر سے لڑتے تھے نماز کا وقت آ گیا تو کافر سے مہلت چاہ کر نماز پڑھ لی جب کافر کی نماز کا وقت آیا تو کافر نے آن سی مہلت چاہی جب اسنے بت کی طرف منہ کیا تو عبداللہ نے کہا اسوقت مینے اسپر ظفر پائی تلوار کھینچکر اسکے سر پر گئے کہ غیب سے ماردالیں آواز سنی کہ اے عبداللہ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ

کَانَ مَسْئُوْلًا (عہد پورا کرو اس کا سوال ہوگا) عبداللہ روئے تو کافر نے سر اٹھا کر دیکھا عبداللہ کو تلوار کھینچے اور روتے پایا۔ پوچھا کیا ہوا عبداللہ نے کہا کہ تیری وجہ سے مجھ پر ایسا عتاب ہوا۔ کافر نے نعرہ مارا اور کہا جوانمردی کے خلاف ہے۔ ایسے خدا کی نافرمانی و سرکشی کرنا جو دشمن کے لئے دوست پر عتاب کرے پس مسلمان ہو کر راہِ دین میں صاحب عزت ہو گیا۔ فرماتے ہیں مکہ میں میں نے ایک جوان کو دیکھا جو صاحب جمال تھا اس نے کعبہ میں جانیکا قصد کیا تو ایک ساتھ گر کر بیہوش ہو گیا میں اسکے پاس گیا تو وہ فوراً کلمہ پڑھنے لگا۔ میں نے پوچھا اے جوان تجھ پر کیا گذری۔ کہا میں ترسا تھا اور دھوکے سے کعبہ میں جانا چاہتا تھا تاکہ اسے دیکھوں۔ ہاتف نے آواز دی تَدْخُلُ بَيْتَ الْحَبِيْبِ وَفِيْ قَلْبِكَ مُعَادَاةُ الْحَبِيْبِ تو دوست کے گھر میں آنا چاہتا ہے اور تیرے دل میں اس کی دشمنی ہے۔ ایکبار سردی کے موسم میں نیشاپور کے بازار میں جا رہے تھے ایک غلام کو دیکھا کہ ایک کرتا پہنے ہوئے جاڑے سے کانپ رہا ہے۔ فرمایا اپنے مالک سے کیوں نہیں کہتا کہ وہ تجھے جبہ مول لے دے۔ کہا میں کیا کہوں وہ خود دیکھتا اور جانتا ہے۔ عبداللہ خوش ہوئے اور چیخ مار کر گر پڑے پھر فرمایا طریقت اس غلام سے سیکھو۔ ایکبار عبداللہ پر کوئی مصیبت آئی تو لوگ انکی تعزیت کو گئے ایک گبر بھی گیا اور عبداللہ سے کہا خردمند وہ ہے کہ جب کوئی مصیبت اسپر آئے تو پہلے ہی وہ کرے جو جاہل تین روز کے بعد کریگا عبداللہ نے فرمایا یہ بات لکھ لو کہ حکمت ہے۔ آپ سے پوچھا کہ کون سی خصلت آدمی میں زیادہ نافع ہے۔ فرمایا عقل وافر۔ کہا اگر یہ نہ ہو فرمایا حسن ادب۔ کہا اگر وہ بھی نہ ہو فرمایا برادرِ مشفق جس سے مشورہ کرے۔ کہا اگر وہ بھی نہ ہو فرمایا خاموشی دایم۔ کہا اگر یہ بھی نہ ہو۔ فرمایا ناگہانی موت۔ فرماتے ہیں جو شخص ادب یعنی مستحب چھوڑ دیگا اس کی سنتوں میں خلل ظاہر ہو کر فرائض سے اسکو محروم کر دیگا۔ اور جو فرائض سے بے پروائی کریگا وہ معرفت سے محروم ہو جائیگا۔ اور جو معرفت سے محروم ہو جائیگا اور جو معرفت سے محروم ہوگا اسکا حال تم جانتے ہو کیا ہوگا۔ اور فرماتے ہیں دوستانِ حق

کا دل کبھی ساکن نہیں ہوتا یعنے ہمیشہ طالب رہتا ہے کہ جو ٹھہر گیا اُسنے اپنا مقام ظاہر کر دیا
اور فرماتے ہیں ہم بہت علم کی بہ نسبت تھوڑی ادب کے زیادہ محتاج ہیں اور میری نزدیک نفس کا پہچاننا
ادب ہے۔ اور فرماتے ہیں جو شخص ایک درم اُسکے مالک کو واپس کردے تو مَیں یہہ اس سے زیادہ
پسند کرتا ہوں کہ ہزار درم صدقہ کرے اور جو کوئی حرام کی ایک کوڑی بھی لے وہ متوکل نہیں
اور فرماتے ہیں توکل یہہ نہیں کہ تو اپنے نفس سے توکل سمجھے بلکہ توکل یہہ ہے کہ خدائے عزوجل
تجھ سے توکل سمجھے۔ اور فرمایا کسب کرنا تفویض و توکل سے مانع ہے۔ اور فرمایا قوی شخص
ہو تو کسب کرنا چاہیئے کہ اگر بیمار ہو جائے تو خرچ کرے اور مر جائے تو کفن بنائے۔ اور فرمایا آدمی
میں کوئی چیز نہیں جسنے کسب کی ذلت نہ اُٹھائی ہو۔ اور فرمایا خوش رہنے کی مروت دینے
کی مروت سے بہتر ہے۔ اور فرمایا زہد کے معنے ہیں خدائے تعالےٰ پر مطمئن رہنا اور درویشی کو
دوست رکھنا۔ اور فرمایا جسنے بندگی کا مزہ نہ چکھا اُسے کچھہ ذوق نہیں۔ اور فرمایا جس شخص
کے عیال و اولاد ہو وہ انکو نیک کام میں رکھے اور رات کو سوتے سے اُٹھے بچوں کو برہنہ دیکھکر
اُنپر کپڑا اُڑھا دے تو یہ کام اُسے جہاد سے بہتر ہے۔ اور فرمایا جسکی قدر خلق کے نزدیک بہت
ہو اُسے چاہیئے کہ اپنے آپکو بہت حقیر سمجھے۔ لوگوں نے پوچھا دل کی دوا کیا ہے۔ فرمایا لوگوں سے
دُور رہنا۔ اور فرمایا ہے امیروں سے تکبر کرنا اور فقیروں کے ساتھ تواضع کرنا تواضع ہے۔ اور فرمایا
تواضع یہ ہے کہ دنیا میں جو شخص تجھ سے بالا ہو اُسکے ساتھ تکبر کرے اور جو کم ہے اُس سے
تواضع کرے۔ اور فرمایا اصلی رجا وہ ہے جو خوف سے ظاہر ہو اور اصلی خوف وہ ہے جو صدق
اعمال سے ظاہر ہو اور صدق اعمال سے ظاہر ہوتا ہے جس رجا کے ابتدا میں خوف نہ ہو وہ
شخص جلد بے خوف و ساکن ہو جائیگا۔ اور فرمایا وہ بات جو خوف سے پیدا ہو کر دل میں قرار کر لیتی
ہے ظاہر و باطن میں مراقبہ کا دوام ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایکبار آپکے سامنے غیبت کے متعلق
گفتگو ہو رہی تھی آپنے فرمایا اگر مَیں غیبت کروں تو اپنے ماں باپ کی کروں کہ وہ میری احسان کے
زیادہ شایاں ہیں۔ ایک روز ایک جوان آپکے پیروں پر آکر گر پڑا۔ زار زار رونے لگا اور

کہا میں نے ایک ایسا گناہ کیا ہے جو شرم سے کہہ نہیں سکتا۔ فرمایا کہو تو کیا ہوا۔ کہا میں نے زنا کیا ہے۔ فرمایا میں ڈر گیا کہ شاید تو نے غیبت کی ہو۔ ایک شخص نے آپ سے وصیت چاہی تو فرمایا خدا کو نگاہ رکھ۔ اُس نے پوچھا اسکی تفسیر کیا ہے۔ فرمایا ہمیشہ ایسا رہ کہ گویا خدائے عزوجل کو دیکھتا ہے۔ آپ نے اپنے حیات میں ہی تمام مال اپنا درویشوں کو دیدیا تھا۔ ایکبار آپکے یہاں مہمان آیا جو کچھ تھا وہ خرچ کردیا اور فرمایا مہمان خدائے عزوجل کا فرستادہ ہے۔ بیوی نے اُن سے ایک بارہ میں جھگڑا کیا تو فرمایا جو عورت مجھ سے جھگڑا کرے اُسے گھر میں نہ رکھنا چاہیئے اور اُسکو طلاق دیدی۔ خدا نے ایسا حکم کیا کہ رئیس زادوں کی ایک لڑکی انکی مجلس میں آئی اور آپکی باتیں اُسے پسند آئیں گھر جاکر باپ سے درخواست کی کہ مجھے اُنکے نکاح میں دیدیجیئے۔ باپ نے پچاس ہزار دینار لڑکی کو دیئے اور آپکے ساتھ لڑکی کا نکاح کردیا۔ خواب میں دیکھا کہ تم نے ہماری واسطے عورت کو طلاق دی تھی تو یہ اسکا عوض ہے تاکہ تمکو معلوم ہو جائے کہ کوئی ہمارے لئے نقصان نہیں کرتا۔ جب آپکی نزع کا وقت ہوا تو اپنا تمام مال درویشوں کو دیدیا۔ ایک مرید آپکے سر پر بیٹھا تھا کہا اے شیخ آپکے تین لڑکیاں ہیں آپ دنیا سے آنکھ بند کرتے ہیں انکے لئے کوئی چیز چھوڑ دیجیئے انکی تدبیر آپنے کیا کی ہے۔ فرمایا میں اُنکے بارہ میں کہہ چکا ہوں۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ اہل صلاح کا کارساز وہ ہے اور جسکا کارساز وہ ہے اس سے بہتر ہے کہ عبداللہ ہو۔ پھر وقت مرگ آنکھیں کھولکر ہنستے اور فرماتے تھے لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ (اسی کی مثل کرنے والے کریں) سفیان ثوری کو خواب میں دیکھا تو پوچھا خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ جواب دیا بخشدیا۔ کہا عبداللہ مبارک کا کیا حال ہے۔ جواب دیا وہ روزانہ حق کے دربار میں جاتے ہیں۔

باب سولہواں ذکر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ تاجِ دین و دیانت شمع زہد و ہدایت شیخ و بادشاہِ علما حاجب درگاہِ قدرا قطب حرکت دوری امام عالم سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بزرگانِ دین میں سے تھے۔ آپکو لوگ امیر المومنین

کہتے تھے مگر بوشاہت کبھی نہ کی۔ سچے معتقد اور صاحب قبول تھے۔ علوم ظاہر و باطن میں نظیر نہ رکھتے
تھے اور نیچگانہ مجتہدوں میں سے تھے۔ ورع و تقویٰ میں انتہا پر پہونچ گئے تھے۔ اوراد بھی بہت
بہت کرتے تھے بہت سے مشائخ کبار کو دیکھا تھا۔ اوّل سے آخر تک جس حالت پر تھے اُس سے
ایک ذرہ نہ ہٹے۔ جیسا منقول ہے کہ ابراہیم نے اُنکو بلایا اور کہا آؤ باتیں کریں۔ آپ اسی وقت
چلے گئے۔ ابراہیم نے کہا میں اُن کا خلق آزمانا چاہتا تھا۔ ماں کے پیٹ سے متقی پیدا ہوئے تھے
چنانچہ نقل ہے کہ ایک روز آپکی ماں کوٹھے پر گئی تھیں اور ہمسایہ کی ترشی میں سے ایک اُنگلی برابر منہ
میں دے لی تو آپنے شکم میں اس قدر سر مارا کہ ماں کے دل میں آیا اور جاکر معافی مانگی۔ اُنکی ابتدائے
توبہ یہ تھی کہ ایک روز غفلت سے اُلٹا پیر مسجد میں رکھدیا تو آواز سُنی کہ اے ثور ثوری تک۔ اسی سبب
سے انکو ثوری کہتے تھے جب آواز سُنی تو بیہوش ہو گئے۔ ہوش میں آئے تو اپنی داڑھی پکڑکر منہ
پر طمانچہ مارتے تھے اور کہتے تھے مسجد میں تُونے ادب سے پیر نہ رکھا تو تیرا نام انسانوں کے دفتر سے
محو کردیا۔ ہوش رکھہ کہ قدم کس طرح رکھتا ہے۔ ایکبار کھیت میں پیر رکھا تو آواز سُنی کہ اے ثور
دیکھہ اُس کے حق میں کسقدر عنایت ہوگی جو ایک قدم خلاف میں نہیں اُٹھا سکتا۔ جب ظاہر میں
اس قدر پر گرفت تھی تو اُنکے باطن کا حال کون کہہ سکتا ہے۔ بیس سال تک رات بھر کبھی نہ سوئے۔
فرماتے ہیں مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کبھی نہ سُنی کہ اُسپر عمل نہ کیا ہو۔ فرمایا کہ تمھے
یاروحدیث کی زکوٰۃ دو۔ پوچھا کیا زکوٰۃ ہے۔ فرمایا دوسو حدیثوں میں سے پانچ پر عمل کیا کرو۔ خلیفہ
وقت آپکے سامنے نماز پڑھ رہا تھا اور نماز میں اپنی داڑھی کو حرکت دیتا تھا۔ سفیان نے
فرمایا ایسی نماز نماز نہیں اور سکو کل قیامت کے میدان میں ناپاک گنید کی طرح تیرے منہ پر ماریں گے
خلیفہ نے کہا آہستہ کہو۔ فرمایا میں اگر ایسے اہم کام سے ہاتھ اُٹھالوں تو ابھی میرا پیشاب خون
ہو جائے۔ خلیفہ نے اس بات کو دل میں رکھا اور حکم دیا کہ دار کھڑی کرکے انکو دار پر رکھدیں تاکہ کوئی
دوسرا ایسی دلیری نہ کرے۔ جسدن دار کھڑی کی جاتی تھی سفیان ایک بزرگ کی گود میں سر
رکھے ہوئے تھے اور سفیان بن عینیہ کی گود میں پیر اور سو گئے تھے۔ اِن دونوں کو یہ حال

معلوم ہوا تو آپسمیں کہا انکو اس حال سے خبردار کردیں وہ خود بیدار تھے۔ کہا کیا ہے انہوں نے قصہ لوٹا اور بہت رنج کیا سفیان ثوری نے فرمایا میری جان میں اتنی آبرو نہیں ہے لیکن دینی کاموں کا حق ادا کرنا واجب ہے پھر آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا یا خدایا انکو بہت سختی سے پکڑ اسیوقت خلیفہ تخت پر تھا اور ارکان دولت آس پاس کہ اس مکان میں تڑاقا ہوا اور خلیفہ مع ارکان دولت کے ایکبار زمین میں دھس گئے۔ ان دونوں نے کہا اسقدر جلد مقبول کوئی دعا ہمنے نہ دیکھی۔ سفیان نے فرمایا ہاں ہمنے اپنی درگاہ میں اپنی آبرو نہیں کھوئی ہے۔ دوسرا خلیفہ بیٹھا تو آپکا معتقد ہوگیا۔ آپ بیمار ہوئے تو خلیفہ کے پاس جو ایک آتش پرست طبیب تھا بہت حاذق تھا اسے سفیان کے پاس معالجے کو بھیجا جب قارورہ دیکھا تو کہا اسکا جگر خدا کے خوف سے پارہ پارہ ہوگیا ہے۔ اور مثانہ کے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر آگئے ہے جس دین میں ایسا شخص ہے وہ باطل نہیں اسیوقت مسلمان ہوگیا خلیفہ نے کہا میں سمجھا تھا کہ طبیب بیمار کے پاس جاتا ہے مینے بیمار ہی کو طبیب کے پاس بھیجا تھا۔ حالتِ جوانی میں ہی آپکی پشت دوہری ہوگئی تھی۔ لوگوں نے کہا اے امام اہلِ اسلام ابھی تمہارا یہ وقت نہیں ہے۔ آپنے جواب نہ دیا کیونکہ ذکرِ حق سے خلق کی پرواہ نہ تھی۔ ایک دن لوگوں نے بہت الحاح کیا تو فرمایا میرے پیر ایک تھا بہت بزرگ شخص تھے ناگاہ آنکھ کھولکر مجھسے کہا اے سفیان تم دیکھتے ہو کہ ہمارے ساتھ کیا کیا جاتا ہے پچاس سال میں خلق کو راہِ راست بتاتا ہوں اور درگاہِ حق میں بلاتا ہوں اب مجھے نکالا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جا ہماری کام کا نہیں۔ آپنے فرمایا میرے تین استادوں کی خدمت کی اور اُن سے علم پڑھا انمیں سے ایک اخیر وقت یہودی ہوگیا اور دوسرا گبر اور تیسرا ترسا اس خوف سے میری پیٹھ سے آواز آئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی۔ ایک شخص نے دو تھیلیاں روپیوں کی آپکے پاس بھیجیں اور کہا یہ لیجئے میرے باپ آپکے دوست تھے اور وہ حلال کی بہت کوشش رکھتے تھے یہ اُنکی میراث میں سے بھیجتا ہوں۔ آپنے اپنے لڑکے کے ہاتھ واپس کردیں اور فرمایا

تیرے باپ سے میری دوستی خدا کے لئے تھی آپکے صاحبزادے کہتے ہیں کہ میں لوٹ آیا اور کہا
کہ اے باپ شاید تمہارا دل پتھر کا ہے تم دیکھتے ہو کہ میں عیال رکھتا ہوں اور کچھ پاس نہیں رکھتا
مجھ پر رحم نہیں کرتے فرمایا تجھے چاہیئے کہ کھائے اور میں خدا کی دوستی دنیا کی دوستی سے بیچوں
قیامت میں درماندہ رہوں۔ ایک شخص آپکے پاس ہدیہ لایا تو آپنے قبول نہ فرمایا۔ اس نے
کہا میں نے کبھی آپ سے حدیث نہیں سنی۔ فرمایا تیرے بھائی نے سنی ہے اور میں ڈرتا ہوں
کہ تیرے مال کی وجہ سے میرا دل تیرے ساتھ اور لوگوں سے زیادہ مشفق ہو اور یہ منقول ہے
کبھی کسی سے کوئی چیز نہ لیتے تھے۔ ایک دن ایک شخص کے ہمراہ ایک رئیس کے دروازہ پر
سے گذرے تو اس شخص نے ایوان کی طرف دیکھا آپنے اسے منع کیا اور فرمایا اگر تم نگاہ نہ
کروگے تو یہ اسقدر اسراف نہ کریں گے پس جب تم نظر کروگے تو اس اسراف کے گناہ میں شریک
ہوگے۔ آپکا ایک ہمسایہ مر گیا تھا اسکے جنازہ میں موجود تھے لوگ اسے نیک کہتے تھے۔ فرمایا
اگر میں جانتا کہ خلق اس سے خوشنود تھی تو اس جنازہ میں نہ آتا اسلئے کہ جبتک آدمی منافق نہیں
ہوتا لوگ اس سے خوش نہیں ہوتے حضرت سفیانؒ کی عادت تھی کہ جامع مسجد کے در میں
بیٹھتے تھے جب بادشاہ کے محل پر لوبان کی انگیٹھی سلگائی جاتی تو وہاں سے بھاگتے تاکہ وہ بو
ان تک نہ پہنچے۔ **نقل ہے** کہ ایک دن آپ کپڑا الٹا پہنے تھے لوگوں نے کہا اسے سیدھا
کر لیجئے مگر نہ کیا اور کہا یہ پیراہن میں نے خدائے عزوجل کے لئے پہنا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ
خلق کے لئے لوٹوں اور ویسا ہی چھوڑ دیا۔ جب حماد بن سلیمان نے جو ملک کوفہ میں سے تھے
وفات پائی تو لوگوں نے حضرت سفیان سے کہا تم اسکے جنازہ پر نماز نہیں پڑھتے۔ فرمایا اگر
نیت درست ہوتی تو پڑھتا۔ ایک سال ان کا حج رہ گیا تھا تو اسنے آہ بھری۔ سفیان نے فرمایا میں نے چار
حج کئے ہیں وہ تجھے بخشدیے تو یہ آہ مجھے دیدے۔ اسنے کہا میں نے دیدی۔ اسی شب کو
خواب میں دیکھا کہ تو نے نفع کیا۔ اگر تمام اہل عرفات پر تقسیم کرے تو وہ امیر ہوجائیں۔ ایک دن
حمام میں گئے اور ایک امرد آیا تو فرمایا اسے باہر نکالدو کیونکہ ہر عورت کے ساتھ ایک شیطان ہے

اور ہر امرد کے ساتھ اٹھارہ شیطان ہیں جو اسے آدمیوں کی آنکھوں میں آراستہ کرتے ہیں۔ ایک دن
روٹی کھاتے تھے اور وہاں ایک کتا تھا اُسے بھی دیتے جاتے تھے۔ لوگوں نے کہا اپنے زن و
فرزند کے ساتھ کیوں نہیں کھاتے۔ فرمایا کتے کو روٹی دیتا ہوں تو وہ میری حفاظت کرتا
ہے تاکہ میں نماز پڑھ لوں۔ اور اگر زن و فرزند کو دیتا ہوں تو وہ مجھے طاعت سے باز رکھتے
ہیں۔ ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا اچھا اور برا کھانا اس سے زیادہ نہیں ہے کہ لب سے
حلق تک پہونچے۔ اتنی دیر تک اچھا ہو یا برا صبر کرو تاکہ اچھا اور برا تمہارے نزدیک ایک
ہو جائے کیونکہ جو چیز اس جلدی سے گذر جائے بغیر اس کے صبر کر سکتے ہو۔ انکی مسجد میں
درویشوں کی تعظیم امرا کی طرح ہوتی تھی۔ ایکبار محمل میں تھے اور مکہ کو جاتے تھے۔ ایک
رفیق ساتھ تھا اور آپ تمام راہ روتے جاتے تھے۔ رفیق نے کہا آپ گناہ کے ڈر سے روتے
ہیں۔ سفیان نے ہاتھ بڑھا کر گھاس کا ایک تنکا اٹھا لیا۔ اور فرمایا گناہ اگرچہ بہت ہیں
لیکن سب گناہ اللہ تعالیٰ کے فضل رحمت اور وسعت لطف کے مقابلہ میں اس تنکے
برابر بھی نہیں ہیں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ میں ایمان لایا ہوں تو ایمان ہے بھی یا نہیں
فرماتے ہیں عارف بارگاہ قدس میں مشغول ہوئے تو انکی قربت زیادہ ہو گئی اور دوسری جگہ
میں مشغول ہوئے تو حکمت نے انکو واپس کر دیا۔ اور فرماتے ہیں گریہ دس حصہ ہے اونمیں سے
نو حصہ ریا ہے اور ایک خدا کے لئے۔ سال بھر میں اگر ایک آنسو آنکھ سے خدا کے لئے نکلے تو بہت ہے
اور فرماتے ہیں اگر بہت سے لوگ ایک جگہ بیٹھے ہوں اور کوئی شخص منادی کرے کہ جو کوئی جانتا ہو
کہ آج رات تک میں جیتا رہونگا اور وہ اٹھ بیٹھے تو ایک بھی نہ اٹھے گا۔ اور تعجب ہے کہ
اگر تمام خلق کہے کہ اس کام کے لئے جو سب کو درپیش ہے جس نے موت کا سامان کیا ہو
وہ کھڑا ہو جائے تو ایک بھی نہ اٹھ سکیگا۔ اور فرماتے ہیں عمل پر پرہیز کرنا عمل سے زیادہ
سخت ہے۔ اکثر ہوتا ہے کہ آدمی نیک عمل کرتا ہے اور اسے دیوان علانیہ میں لکھ لیتے ہیں
اس کے بعد وہ اس پر اسقدر فخر کرتا اور اسے لوگوں کے سامنے اس قدر بیان کرتا ہے کہ

ریا کے دفتر میں لکھ دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں جب درویش امیر کے گرد پھرے تو جان لو کہ وہ ریاکار ہے۔ اور جب بادشاہ کے گرد پھرے تو جان لو کہ چور ہے۔ اور فرماتے ہیں زاہد وہ ہے جو دنیا میں زہد کے کام کرے اور پیٹ زہد وہ ہے جسکا زہد زبانی ہو۔ اور فرماتے ہیں دنیا میں زہد ٹاٹ پہننا ہے اور نہ جو کی روٹی کھانا بلکہ دنیا میں دل نہ لگانا اور لالچ کم کرنا۔ اور فرماتے ہیں کہ ایسا زمانہ ہے کہ گھر میں خاموش بیٹھا رہنا چاہیئے۔ ایک شخص نے کہا اگر میں گوشہ میں بیٹھوں تو کسب کے بارہ میں آپ کیا کہتے ہیں۔ فرمایا خدا سے ڈر کے میں نے کسی ڈرنیوالے کو کسب کا محتاج نہ دیکھا۔ اور فرماتے ہیں آدمی کو سوراخ سے بہتر کوئی چیز نہیں کہ اس میں بھاگ کر اپنے آپکو ناپید کرے۔ بزرگوں نے اسباب کو ناپسند کیا ہے کہ نیا یا پرانا ایسا کپڑا پہنے جسپر انگلی اٹھے بلکہ یہ چاہیئے کہ اسکا ذکر بھی نہ کرے۔ اور فرماتے ہیں میں اہل زمانہ کیلئے نیند سے بہتر کوئی سلامتی نہیں پاتا۔ اور فرماتے ہیں سب سے بہتر بادشاہ وہ ہے جو اہل علم کے پاس بیٹھکر علم سیکھے اور سب سے بدتر عالم وہ ہے جو بادشاہوں کے پاس بیٹھے۔ اور فرماتے ہیں پہلی عبادت تنہائی ہے۔ پھر طلب علم پھر علم پر عمل۔ پھر اسکی اشاعت۔ اور فرماتے ہیں میں نے اس سے پہلے کبھی کسیکی تواضع نہ کی کہ اس سے ایک حرف حکمت کا دیکھ لیا۔ اور فرماتے ہیں دنیا کو تن کے لیئے لے اور آخرت کو دل کیلئے۔ اور فرماتے ہیں اگر گناہ کو کید و مکر حاصل ہوتا تو کوئی اسکے کید سے نہ بچتا۔ اور جو کوئی اپنے آپکو دوسروں پر فضیلت دے وہ متکبر ہے۔ اور فرماتے ہیں تمام خلق سے زیادہ عزیز پانچ شخص ہیں عالم۔ زاہد۔ فقیہ صوفی۔ امیر متواضع۔ درویش شاکر اور شریف سُنّی۔ اور فرماتے ہیں جو نماز میں خشوع نہ رکھیگا اس کی نماز نہ ہوگی۔ اور فرماتے ہیں جو شخص حرام سے صدقہ و خیرات دے وہ اس شخص کی طرح ہے جو ناپاک کپڑے خون سے دھوتا ہے اور فرماتے ہیں۔ اچھی عبادت خدائے عزوجل کے غضب کو دور کردیتی ہے۔ اور فرماتے ہیں یقین کے یہ معنے ہیں کہ جو کچھ تجھ تک پہنچے تجھے اسمیں خدا کو متہم نہ کرے۔ اور فرماتے ہیں سبحان اللہ وہ خدا ہمارا نکال دیتا ہے اور مال لے لیتا ہے اور ہم اسکو دوست رکھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں اگر مجھ سے

کوئی کہے کہ تو اچھا شخص ہے اور یہ تجھے اسکے کہنے سے زیادہ پسند آئے کہ تو برا شخص ہے تو جان لے کہ تو ابھی برا شخص ہے۔ لوگوں نے یقین کے بارہ میں پوچھا تو فرمایا دل کا ایک فعل ہے جب وہ درست ہوگا تو معرفت حاصل ہو جائیگی یقین یہ ہے کہ جو کچھ تیرے پاس پہونچے تو سمجھے کہ ٹھیک پہونچا ہے یا ایسا ہو کہ تیرا وعدہ مثل عیاں کے بلکہ عیاں سے بھی بڑھ کر یعنے حاضر ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ اُس گھر والوں کو دشمن رکھتا ہے جسمیں گوشت بہت کھایا جاتا ہے۔ فرمایا غیبت والوں کو فرمایا ہے کہ وہ مسلمانوں کا مردار گوشت کھاتے ہیں۔ حاتم اصم سے کہا کہ میں تم سے چار باتیں کہتا ہوں جو جہالت کی ہیں۔ ایک یہ کہ آدمیوں کو ملامت کرنا قضا کو نہ دیکھنے سے ہے اور قضا کا نہ دیکھنا کفر ہے۔ دوسرے مسلمان بھائی پر حسد کرنا قسمت نہ دیکھنے سے ہے اور قسمت کا نہ دیکھنا بھی کفر ہے۔ تیسرے حرام کا مال جمع کرنا شمارِ قیامت کا خیال نہ کرنے سے ہے اور شمار قیامت کا خیال نہ کرنا بھی کفر ہے۔ چوتھے حق تعالیٰ کے وعید سے بیخوف ہونا اور اُس کے وعدہ کی اُمید رکھنا یہ کفر ہے۔ جب آپکا کوئی شاگرد سفر کو جاتا تو فرماتے اگر تمکو کہیں موت ملجائے تو میرے لئے خرید لینا۔ جب انکا وقت قریب آیا تو رو کر کہا میں موت کی آرزو کرتا تھا اب دیکھی بہت سخت ہے۔ کاش کہ تمام سفر ایسا ہی ہوتا لیکن خدائے عزوجل کے پاس جانا اس سے بھی سخت ہے۔ جب آپ موت اور اُسکے غلبہ کی باتیں سنتے تو چند روز تک بیخود رہتے اور جس کسی کے پاس جاتے فرماتے اِسْتَعِدَّ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ۔ موت کا سامان کر لو اس سے پہلے کہ وہ آئے۔ موت سے اس قدر ڈرتے تھے اور پھر آرزو کرتے تھے۔ وقت آسکے یار کہتے تھے آپکو بہشت مبارک ہو۔ آپ رو رو کر فرماتے تھے کہ تم کیا کہتے ہو بہشت کبھی مجھ تک پہونچ سکتی ہے۔ بصرہ میں آپ بیمار پڑے تو امیر بصرہ نے طلب کیا۔ لوگوں نے دیکھا پیٹ کا مرض کہتے تھے اور عبادت سے ایک دم کو آرام نہ لیتے تھے۔ اس شب کا حساب کیا تو ساٹھ بار اٹھکر وضو کیا تھا۔ نماز میں مشغول ہو جاتے تھے اور پھر ضرورت ہوتی۔ لوگوں نے

کہا وضو نہ کرو۔ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ جب عزرائیل آئیں تو میں پاک ہوں نجس نہ ہوں
کیونکہ پیدو پا حق میں نہیں جا سکتا۔ عبداللہ مہدی کہتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ نے فرمایا
میرا منہ زمین پر رکھدو کہ میرا وقت قریب آگیا۔ میں انکا سر زمین پر رکھکر باہر آیا تاکہ لوگوں
کو خبر کروں۔ لوٹ کر آیا تو سب لوگ حاضر تھے۔ میں نے کہا تمکو کس نے خبر کردی۔ کہا ہم نے خواب میں
دیکھا کہ سفیان کے جنازہ میں حاضر ہو۔ لوگ آئے اور آپکا حال تنگ ہو چکا تھا تو تکیہ کے
نیچے ہاتھ ڈالکر ہزار دینار کی ہمیان نکالی اور فرمایا صدقہ کردو۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ
سفیان ہمیشہ کہتے تھے کہ دنیا کو نہ لینا چاہیئے اور خود اسقدر روپیہ رکھتے تھے۔ سفیان
نے فرمایا یہ میرے دین کے پاسبان تھے۔ انکی وجہ سے ابلیس کا قبضہ مجھپر نہیں ہو سکتا۔ اگر
وہ کہتا کہ تو آج کیا کھائیگا اور کیا پہنیگا تو میں کہتا یہ روپیہ موجود ہے۔ اگر وہ کہتا تیرے
پاس کفن نہیں ہے تو میں کہتا یہ موجود ہے۔ اسکا وسوسہ اپنے آپ سے دفع کر دیتا۔ اگرچہ
مجکو اسکی کچھ حاجت نہ تھی۔ پھر کلمۂ شہادت پڑھا اور جان بحق تسلیم ہوئے۔ بیان کرتے ہیں کہ
بخارا میں آپکا ایک رشتہ دار تھا وہ مرگیا تو علمائے بخارا نے وہ مال حفاظت سے رکھا۔
سفیان کو خبر ہوئی تو بخارا کا عزم کیا۔ اہل بخارا نے دریا کنارہ تک استقبال کیا اور شہر
میں باعزاز تمام لیگئے۔ اسوقت سفیان اٹھارہ سال کے تھے۔ وہ روپیہ انہوں نے اونکو
دیدیا۔ وہ انہوں نے حفاظت سے رکھ لیا تاکہ کسی سے کوئی چیز مانگنا نہ پڑے۔ یہاں تک
وفات کا یقین ہوگیا تو صدقہ کردیا۔ جس شب کو آپکی وفات ہوئی تو آواز سنی گئی کہ مَاتَ
الْوَرَعُ مَاتَ الْوَرَعُ (تقوی مرگیا ورع چلا گیا) پھر آپکو لوگوں نے خواب میں دیکھا تو کہا کہ آپنے گور کی
وحشت و تنہائی پر کیسے صبر کیا۔ فرمایا میری گور بہشت کی ایک پھلواری ہے۔ ایک اور شخص نے
خواب میں دیکھا تو پوچھا خدائے تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا میں نے ایک قدم
پلصراط پر رکھا اور دوسرا بہشت میں۔ ایک دوسرے شخص نے دیکھا کہ بہشت میں آپ ایک
درخت سے دوسری درخت پر اڑتے ہیں۔ پوچھا یہ بات آپنے کاہے سے پائی فرمایا تقوی سے

نقل ہے اس شفقت کی وجہ سے جو آپکو خلقِ خدا پر تھی۔ ایک روز بازار میں ایک جانور پنجری
میں دیکھا جو فریاد کرتا اور تڑپتا تھا اسکو خرید کر چھوڑ دیا۔ وہ جانور ہر رات کو آپکے گھر آتا آپ
تمام شب نماز پڑھتے اور وہ دیکھتا رہتا کبھی کبھی آپکے اوپر بیٹھ جاتا۔ جب آپکو دفن کے لئے
لئے جاتے تھے تو وہ جانور اپنے آپکو جنازہ سے ٹپکتا اور فریاد کرتا تھا لوگ اسے ہٹا کرتے تھے
جب شیخ کو دفن کردیا تو وہ مرغ اپنے آپکو اس خاک پر ٹپکتا تھا یہاں تک کہ گور سے آواز
آئی کہ حق تعالےٰ نے اس شفقت کے سبب جو انہیں خلق پر تھی سفیان کو بخشدیا۔

ستروان باب ذکر شقیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وہ متوکل ابرار مصرف اسرار رکن محترم قبلہ محتشم زاہد طریق ابو علی شقیق رحمۃ اللہ علیہ یگانۂ وقت
اور شیخ زمان تھے۔ زہد و عبادت میں قدم راسخ رکھتے تھے۔ تمام عمر توکل میں گذری انواع
علوم میں کامل تھے مختلف فنون میں آپکی تصانیف بہت سی تھیں۔ حاتم اصم کے استاد تھے
ابراہیم ادھم سے طریقت پائی تھی۔ بہت سے مشائخ کی صحبت میں رہے تھے۔ خود فرماتے ہیں
ایکہزار سات سو استادوں کی مینے شاگردی کی اور بہت سے اونٹ بھر کر کتابیں جمع کیں اور
مینے سمجھ لیا کہ خدا کی رضا چار چیزوں میں ہے۔ اول روزی پر اطمینان۔ دوسرے کام میں
اخلاص تیسرے عداوت شیطان۔ چوتھے موت کا سامان۔ آپکی توبہ کا سبب تہا کہ ترکستان
میں تجارت کو گئے تھے۔ ایک بتخانہ کے نظارہ کو گئے تو ایک بت پرست کو دیکھا کہ بت کی
پوجا کرتا تہا اور روتا تہا شقیق نے کہا تیرا پیدا کنم اسنے کہا کہ اگر ایسا ہے جیسا تم کہتے ہو تو کیا وہ
اس چیز پر قادر نہیں کہ تمہارے شہر میں تمکو روزی دیوے جو تمکو یہاں آنا پڑا شقیق اس سے بیدار
ہوکر بلخ کو چلدیئے۔ ایک گبر آپکے ہمراہ ہوا اسنے شقیق سے پوچھا تم کیا کام کرتے ہو۔ جواب دیا
سوداگری۔ کہا اگر اس روزی کے لئے کوشش کرتے ہو جو تمہاری تقدیر میں نہیں تو اسے
عمر ضایع کرتے ہیں اور اگر اس روزی کے لئے جاتے ہو جو تمہاری تقدیر میں ہے تو نہ جاؤ

کہ وہ خود تم تک پہونچیگی شقیق نے جب سُنا تو آنکھیں بیدار ہوئے اور دُنیا انکے دل پر سرد ہوگئی پھر بلخ میں پہونچے تو دوست کے پاس جو بہت تھے کہ وہ نہایت جوانمرد تھے بلخ کا بادشاہ علی بن عیسیٰ بن ماہان تھا اُسکا ایک کُتا گم ہوگیا تھا شقیق کے ہمسایہ کو پکڑ لیا تھا کہ کُتا تیرے پاس ہے اور اُسے تکلیف دیتے۔ اُس نے شقیق سے التجا کی تو آپ بادشاہ کے پاس گئے اور فرمایا تین روز میں میں کُتا تم تک پہونچا دونگا۔ اسے چھوڑدو۔ انہوں نے چھوڑدیا بعد تین روز کے ایک شخص نے وہ کُتا پایا تھا خیال کیا کہ اسے شقیق کے پاس لیجانا چاہیئے وہ جوانمرد شخص ہے مجھے کچھ دیگا۔ چنانچہ وہ شقیق کے پاس لایا اور آپ بادشاہ کے پاس لیگئے۔ اور دُنیا سے بالکل اعراض کرلیا۔ بلخ میں ایکبار سخت قحط تھا یہاں تک کہ آدمی ایک دوسرے کو کھاتے تھے آپنے بازار میں ایک غلام کو شاداں اور ہنستا دیکھا۔ فرمایا اے غلام خوشی اور شادی کی جگہ کیا ہے تو نہیں دیکھتا کہ لوگ بھوک سے کیسے ہو رہے ہیں۔ اُس نے کہا مجھے کیا باک ہے میں ایسے شخص کا بندہ ہوں جس کا خاص گاؤں ہے اور وہ بہت سا غلہ رکھتا ہے مجھے بھوکا نہ رکھیگا۔ شقیق اس وقت ہاتھ سے جاتے رہے۔ کہا الٰہی وہ غلام اپنے مالک پر جو اتنا سا مال رکھتا ہے نازاں ہے تو مالک الملوک ہے تونے روزی کا وعدہ کیا ہے تو ہم کیوں اندوہ کریں۔ اسی وقت دُنیا کے کاروبار سے رجوع کرکے توبہ نصوح کرلی اور درگاہ حق کی طرف متوجہ ہوگئے اور توکل میں حدکمال تک پہونچگئے ہمیشہ فرمایا کرتے تھے میں ایک غلام کا شاگرد ہوں حاتم اصم فرماتے ہیں میں شقیق کے ساتھ جہاد کو گیا۔ ایک دن بہت سخت تھا۔ اور لڑائی ہو رہی تھی۔ سوائے سر نیزہ کے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا اور تیر ہوا میں جاتا تھا مجھ سے فرمایا اے حاتم تو اپنے آپکو کیسا پاتا ہے۔ شاید تو سمجھتا ہے کہ کل کا دن ہے جو تو اپنی بیوی کے پاس خواب کے کپڑوں میں تھا پھر آکر دونوں صفوں کے سامنے سوگئے اور کپڑوں کا تکیہ لگالیا بسبب اُس اعتماد کے جو اُنکو حق تعالےٰ پر تھا ایسے دشمنوں کے درمیان میں لیٹے رہے۔ ایک روز آپ مجلس میں تھے کہ شہر میں غل پڑگیا۔ کافر آیا آپ باہر تشریف لیگئے

اور کافروں کو ہزیمت دیکر واپس آ گئے۔ ایک مریدنے تھوڑے پھول آپکے سجادہ کے سامنے رکھدیئے۔ آپ اسے سونگھنے لگے۔ ایک جاہل نے دیکھکر کہا لشکر شہر کے دروازہ پر ہے اور امام المسلمین پھول سونگھ رہے ہیں شیخ نے فرمایا منافق پھول سونگھنا دیکھتے ہیں۔ لشکر کو شکست دینا نہیں دیکھتے۔ ایک روز آپ جا رہے تھے کہ ایک بیگانہ نے دیکھکر کہا ای شقیق تمکو شرم نہیں آتی کہ حاصل ہونیکا دعویٰ کرتے ہو اور ایسی باتیں کہتے ہو۔ یہ بات تو اسکو حاصل ہو سکتی ہی جو اسکی پرستش کرے اور جو اسپر روزی دینے کے سبب ایمان لائے وہ نعمت پرست ہے شقیق نے اپنے یاروں سے کہا یہ بات لکھ لو اسنے کہا تم جیسا مرد مجھ جیسے کی بات لکھے۔ فرمایا ہاں ہم اگر گوہر پاتے ہیں تو اگرچہ وہ نجاست میں پڑا ہو اسے اٹھالیتے ہیں اور پاک کر لیتے ہیں۔ اس نے کہا مجھے اسلام میں داخل کر لیجیئے کہ تمہارا دین تو جامع کا ہے اور حق بات قبول کرنیکا۔ فرمایا ہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلْحِکْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَاطْلُبُهَا وَلَوْ کَانَ عِنْدَ الْکَافِرِ حکمت مسلمان کی گمشدہ چیز ہے پس اسے تلاش کرو اگرچہ کافر ہی کے پاس ہو۔ **نقل ہے** کہ شقیق سمرقند میں بیان فرما رہے تھے قوم کی طرف منہ کرکے فرمایا اے لوگو اگر مردہ ہو تو یہ گورستان ہی اور اگر بچے ہو تو مکتب ہے اور اگر دیوانہ ہو تو بیمارستان ہے اور اگر کافر ہو تو کافرستان ہے اگر بندہ ہو تو اسلام کی داد دینا چاہیئے لے مخلوق پرستوں۔ ایک شخص نے شقیق سے کہا لوگ تمکو ملامت کرتے ہیں کہ لوگوں کی تکلیف تم اٹھاتے ہو آؤ میں تمکو اپنے پاس سے کچھ دوں فرمایا اگر تجھ میں پانچ عیب نہ ہوتے تو میں ایسا کرتا۔ ایک یہ کہ تیرا خزانہ کم ہو گا۔ دوسرے ممکن ہے کہ چور لیجائے۔ تیسرے ہو سکتا ہے کہ تو پشیمان ہو۔ چوتھے اگر مجھ میں کوئی عیب دیکھیگا تو مجھ سے واپس کر لیگا۔ پانچویں تجھے موت آئے گی تو میں بے سروسامان رہجاؤں گا۔ مگر میرا ایسا خداوند ہے جو ان تمام عیوب سے منزہ اور پاک ہی۔ ایک نے آکر کہا کہ میں حج کو جانا چاہتا ہوں شقیق نے پوچھا راہ کا توشہ کیا ہے کہا چار چیزیں۔ ایک یہ کہ میں اپنی

روزی سے اپنے آپ سے زیادہ نزدیک کسیکو نہیں دیکھتا۔ اور اپنے آپ سے زیادہ دور اپنی روزی سے کسیکو نہیں دیکھتا اور خدا کے حکم کو سمجھتا ہوں کہ جہاں کہیں ہونگا مجھ تک پہنچ جائیگا۔ اور جس حال میں بھی ہوں جانتا ہوں کہ خدائے عزوجل مجھ سے زیادہ میری حال کو جانتا ہے شقیق نے فرمایا تیرے پاس بہت اچھا زادہ ہے تجھے مبارک ہو۔ جب شقیق نے کعبہ کا قصد کیا اور بغداد پہونچے تو ہارون الرشید نے اُنکو بلایا جب وہ ہارون کے پاس پہونچے تو اُس نے کہا تم شقیق زاہد ہو۔ فرمایا شقیق تو میں ہی ہوں مگر زاہد نہیں ہوں ہارون نے کہا مجھے نصیحت کیجئے۔ فرمایا ہوش رکھہ کہ حق تعالیٰ نے تجھکو صدیق رضہ کی جگہ بٹھایا ہے تجھ سے صدق طلب کریگا اور بجائے فاروق رضہ کے بٹھایا ہے تجھ سے حق و باطل میں فرق چاہیگا اور بجائے ذوالنورین رضہ کے بٹھالا ہے وہ تجھ سے حیا و کرم چاہے گا۔ اور بجائے مرتضیٰ رضہ کے بٹھایا ہے تجھ سے علم و عدل طلب کریگا۔ کہا اَور فرمایئے؟ فرمایا خدائے تعالےٰ کا ایک مکان ہے جسے دوزخ کہتے ہیں تجھو اُسکا دربان بنادیا ہے اور تین چیزیں تجھو دی ہیں مال اور شمشیر اور تازیانہ اور حکم دیا ہے کہ خلق کو ان تین چیزوں سے دوزخ سے باز رکھہ جو حاجتمند تیری پاس آئے اُسکو مال دے۔ اور جو فرمان حق تعالیٰ کے خلاف کرے اُسے تازیانہ سے سزا دے اور جو کسیکو مار ڈالے تو مقتول کے اقربا کی اجازت سے قصاص لے۔ اور اگر ایسا نکرے گا تو دوزخیوں کا پیشرو تو ہوگا۔ ہارون نے کہا اور کچھ فرمایئے؟ فرمایا تو چشمہ ہے اور عمال اُسکی نہریں اگر چشمہ صاف ہوگا تو نہروں کے میلے ہونے سے کچھ حرج نہیں لیکن اگر چشمہ ہی میلا ہوگا تو نہر کے صاف ہونیکی کچھ امید نہیں۔ کہا اَور فرمایئے؟ فرمایا اگر تو بیابان میں پیاسا ہو یہانتک کہ قریب ہلاکت کے ہو اُسوقت تجھے ایک گھونٹ پانی ملجائے تو کتنے میں خرید سے گا۔ کہا جتنے میں وہ دے۔ فرمایا اگر وہ آدھے ملک ہی میں بیچے کہا میں دیدوں۔ فرمایا اگر تو وہ پانی پی لے اور تیرا پیشاب بند ہو جائے یہانتک کہ ہلاکت کا خوف ہو اور ایک شخص کہے کہ میں تیرا علاج کردونگا مگر آدھا ملک لونگا تو تو کیا کریگا۔ کہا میں دیدونگا۔ فرمایا پس ایسے

ملک پر کیا ناز کرتا ہے جسکی قیمت ایک گھونٹ پانی ہے جسو پی نے تو باہر بھی نہ نکلے بادشاہ رونے لگا اور آپکو نہایت اعزاز سے واپس کردیا پھر شقیق مکہ پہونچے اسوقت وہاں آدمی جمع ہوگئے فرمایا یہاں روزی تلاش کرنا جہالت ہے اور روزی کے لئے کام کرنا حرام۔ ابراہیم ادہم سے ملاقات ہوگئی تو کہا اے ابراہیم تم معاش کے بارہ میں کیا کرتے ہو کہا اگر کوئی چیز مل جاتی ہے تو شکر کرتے ہیں اور نہیں ملتی تو صبر کرتے ہیں شقیق نے کہا ہمارے یہاں کے کتے بھی یہی کرتے ہیں کہ اگر کوئی چیز ملجاتی ہے تو ہم ہلاتے ہیں اور نہیں ملتی تو صبر کرتے ہیں۔ ابراہیم نے کہا تم کیا کرتے ہو۔ جوابدیا اگر ہمکو کچھ ملجاتا ہے تو خیرات کردیتے ہیں اور اگر نہیں ملتا تو شکر کرتے ہیں۔ ابراہیم نے اُٹھکر انکا سر چوم لیا اور کہا انت الاستاذ۔ جب پھر مکہ سے بغداد آئے تو بیان فرمایا اور اکثر توکل کے متعلق بیان کرتے تھے۔ اثنائے بیان میں فرمایا میں ایک جنگل کو گیا تو چار دانگ چاندی میری جیب میں تھی۔ اور وہ آج تک رکھی ہے۔ ایک جوان نے اُٹھکر کہا اسلئے کہ چار دانگ چاندی آپنے جیب میں رکھی تھی غلط جاتا نہ تھا اُسوقت خدا پر اعتماد نہ رہا تھا شقیق کا چہرہ متغیر ہوگیا اور اسکا اقرار کیا۔ اور فرمایا تو سچ کہتا ہے اور منبر سے نیچے اتر آئے۔ **نقل** ہے ایک بڈھا شخص آپ کے پاس آیا اور کہا مینے بہت گناہ کئے ہیں توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا تو دیر میں آیا اُسنے کہا میں جلد آیا جو موت سے پہلے آئے وہ جلد آیا۔ شقیق نے فرمایا تو خوب آیا اور خوب کہا۔ فرماتے ہیں مینے خواب میں دیکھا کہ فرمایا گیا جو شخص اپنی روزی کا بھروسہ خدا پر کریگا اُس کی نیک خو کی زیادتی ہوگی اور اسکا تن سخی ہوگا اور طاعت میں وسوسہ نہ ہوگا۔ اور فرماتے ہیں جو شخص مصیبت میں جزع کرے وہ ایسا ہے کہ نیزہ لیکر خدا سے جنگ کرتا ہے۔ اور فرماتے ہیں اصل طاعت۔ خوف۔ رجا۔ اور محبت ہے۔ اور فرماتے ہیں خوف کی علامت حرام باتوں کا چھوڑنا اور رجا کی علامت دایمی طاعت اور محبت کی علامت شوق و رجوع ہے۔ اور فرماتے ہیں جس کے پاس تین چیزیں نہیں وہ دوزخ سے نجات نہ پائیگا امن اور

خوف اور اضطرار۔ اور فرماتے ہیں خائف بندہ وہ ہے جسے سب بات کا خوف ہے کہ ایک
جو گذر سے نہ معلوم کیسے گذری اور نہ معلوم اس کے بعد کیا فرمان ہوگا۔ اور فرماتے ہیں
عبادت دس حصہ ہے نو حصے خلق سے بھاگنا ہے اور ایک حصہ خاموشی۔ اور فرماتے ہیں آدمیوں
کی ہلاکت تین باتوں میں ہے توبہ کی امید پر گناہ اور زندگانی کی امید پر توبہ نہ کرنا اور توبہ بغیر کئے
ہوئے رحمت کی امید۔ ایسا شخص کبھی توبہ نہ کریگا۔ اور فرماتے ہیں حق تعالے اہل طاعت کو
حالت وفات میں زندہ کر دیتا ہے اور اہل معصیت کو حالت زندگانی میں مردہ بنا دیتا ہے
اور فرماتے ہیں تین باتیں فقر کو زینت دینے والی ہیں۔ دل کی فراغت اور حساب کی
سبکی۔ اور راحت نفس اور تین باتیں امیروں کو لازم ہیں۔ رنج تن۔ اور شغل دل۔ اور سختی
حساب۔ اور فرماتے ہیں موت کیلئے تیار رہنا چاہیئے کہ جب آئے تو لوٹ نہ جائے۔ اور فرماتے
ہیں میں کسی چیز کو مہمان سے زیادہ پسند نہیں رکھتا کیونکہ اسکی روزی و اجرت خدا پر ہے
اور میں اس کے درمیان میں کوئی نہیں۔ اور فرماتے ہیں جو شخص نعمت سے تنگدستی میں پڑ جائے
اور تنگدستی اس کے نزدیک نعمت سے بڑھ کر نہ ہو وہ بڑے دو غموں میں پڑ گیا۔ ایک غم
دنیا۔ دوسرے غم آخرت اور جو شخص نعمت سے تنگدستی میں پڑ کر نعمت سے بڑھ کر تنگدستی سمجھے وہ
دو خوشیوں میں ہے ایک دنیا کی اور دوسری آخرت کی۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیسے معلوم ہو
کہ بندہ خدائے تعالے پر وثوق و اعتماد رکھتا ہے۔ فرمایا جب اس کی دنیا کی کوئی چیز فوت
ہو جائے تو وہ اسکو غنیمت سمجھے۔ اور فرمایا اگر تم آدمی کو پہچاننا چاہتے ہو تو دیکھو کہ وہ خدا
کے وعدہ پر۔ اور فرمایا تقوی تین چیزوں سے معلوم ہو سکتا ہے جو دین کے حکم ہیں ان کو
بجا لانا اور دنیا سے علیحدہ رہنا یعنے ممنوعات سے دور رہنا۔ اور دین و دنیا کے متعلق
بات کرا کہ بات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آدمی دین میں ہے یا دنیا میں۔ اور فرمایا میں نے
سات سو عالموں سے پانچ باتیں پوچھیں کہ عقلمند کون ہے اور امیر کون ہے اور زیرک
کون ہے اور بخیل کون ہے۔ اور درویش کون ہے تو سب نے ایک ہی جواب دیا کہ

عقلمند وہ ہے جو دنیا کو دوست نہ رکھے اور زیرک وہ ہے جسے دنیا فریفتہ نہ کرے اور امیر وہ ہے جو خدا کی تقدیر پر راضی رہے۔ اور درویش وہ ہے جسکے دل میں زیادتی کی طلب نہ ہو۔ اور بخیل وہ ہے جو مال خدا کا حق نہ دے۔ حاتم اصم فرماتے ہیں آپ سے ایسی بات کی وصیت چاہی جو نافع ہو تو فرمایا اگر وصیت عام چاہتے ہو تو زبان کو محفوظ رکھو۔ اور جبتک اس کا جواب اپنے آپ میں نہ پاؤ کوئی بات ہرگز نہ کہو اور اگر وصیت خاص چاہتے ہو تو اسوقت تک ہرگز بات نہ کہو جبتک یہ نہ سمجھ لو کہ اگر میں نہ کہونگا تو جلجاؤں گا۔

اٹھارھواں باب ذکر امام اعظم حضرت ابو حنیفہ کوفی رح

وہ چراغ شرع و ملت شمع دین و دولت نعمان ثابت حقائق عمان جواہر معانی و دقائق عارف عالم صوفی امام جہان ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو تمام زبانوں کی ستودہ اور تمام ملتوں میں مقبول ہوں انکی صفت کون کرسکتا ہے۔ آپکی ریاضت و مجاہدہ خلوت و مشاہدہ کی کوئی انتہا نہیں۔ اصول طریقت فروع شریعت میں درجہ رفیع اور نظر ناقد رکھتے تھے۔ بہت سے مشایخ صحابہ کو دیکھا تھا۔ مثلاً انس بن مالک جابر بن عبد اللہ عبد اللہ بن ابی اوفی۔ واثلہ بن الاسقع عبد اللہ الزبعری وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم حضرت امام صادق رضہ کی صحبت پائی تھی۔ فضیل ابراہیم ادہم۔ بشر حافی اور داؤد طائی کے استاد تھے۔ روضۂ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے تو کہا السلام علیک یا سید المرسلین۔ جواب آیا وعلیک السلام یا امام المسلمین۔ ابتدا میں ہی عزلت کا عزم کر لیا قبلۂ حقیقی کی طرف توجہ کرلی اور خلق سے منہ پھیر لیا۔ اور ایک صوف پہن لیا۔ ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ آنحضرت علیہ السلام کی استخوان مبارک لحد میں سے جمع کر رہے ہیں اور ان میں سے بعض کو پسند کرتے ہیں۔ اس خواب کی ہیبت سے بیدار ہوگئے۔ اور ابن سیرین کے ایک رفیق سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے علم اور حفظ سنت میں اس درجہ تک پہونچو گے کہ اسمیں متصرف ہو جاؤ گے اور صحیح کو سقیم سے علیحدہ کرو گے۔ ایکبار آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کو خواب میں دیکھا۔ آپنے فرمایا اے ابو حنیفہ تمکو اسلیئے پیدا کیا ہے کہ میری سنت کو ظاہر کرو۔ عزلت کا قصد نکرو۔ آپ محتاط اسقدر تھے کہ شعبی جو آپکے استاد تھے وہ بوڑھے ہو گئے تھے خلیفہ نے ایک مجلس کی اور شعبی و تمام علمائے بغداد کو جمع کیا اور داروغہ کو حکم دیا کہ ہر خادم کے نام کچھہ اسباب لکھہ بعض کو اقرار اور بعض کو ملک اور بعض کو وقف کے طور پر۔ ایک خادم اس کاغذ کو شعبی کے پاس لیگیا جو قاضی تھے۔ اور کہا امیر المومنین فرماتے ہیں کہ اسپر گواہی لکھدو انہوں نے اور تمام فقہانے لکھدی۔ ابو حنیفہؒ کے پاس لیگیا اور کہا امیر المومنین فرماتے ہیں کہ گواہی لکھدو۔ پوچھا کہاں ہیں۔ کہا محل میں۔ فرمایا امیر المومنین یہاں آئیں یا میں وہاں جاؤں تو شہادت ٹھیک ہو۔ خادم نے انکے ساتھ درشتی کی کہ تمام فقہانے لکھدیا آپ فضول باتیں کرتے ہیں۔ ابو حنیفہ نے فرمایا لھا ما کسبت (جو شخص جیسا کریگا اسکے ساتھ ہے) یہ بات بادشاہ کے کان میں پہونچی تو شعبی کو بلاکر پوچھا شہادت میں دیکھنا شرط ہے۔ کہا ہاں۔ کہا تو تمنے مجھے کہاں دیکھا تھا جو گواہی لکھدی۔ کہا مجھے معلوم تھا کہ آپکے علم سے ہے مگر آپکے دیکھنے کو میں کچھہ نہ سکتا تھا خلیفہ نے کہا یہ بات حق سی دور ہے اور قضا تم سے لے لینا بہتر ہے۔ بعد اس کے خلیفہ منصور نے خیال کیا کہ کسے قضا دے اور لوگوں سے مشورہ کیا۔ سب نے چار اکابر علماء میں سے ایک پر اتفاق کیا۔ ابو حنیفہؒ۔ سفیانؒ۔ شریحؒ۔ مسعر بن خرامؒ چاروں کو بلایا۔ راہ میں ابو حنیفہؒ نے فرمایا تم سب کو میں ایکبات بتاؤں۔ انہوں نے کہا بہتر۔ فرمایا میں تو کسی حیلہ سے قضا قبول نہ کرونگا اور سفیان بھاگ جائیں۔ اور مسعر اپنے آپکو دیوانہ بنالیں۔ اور شریح قاضی ہو جائیں پس سفیان بھاگ کر کشتی میں چھپ گئے اور کہا مجھے چھپا لو کہ میرا سر کاٹیں گے اس حدیث کے معنے پر کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے

مَنْ جُعِلَ قَاضِیًا فَقَدْ ذُبِحَ بِغَیْرِ سِکِّیْنٍ جس کسیکو قاضی بنایا اُسے بے چھری کے ذبح کیا ملاح نے انکو چھپا لیا اور وہ تینوں منصورؒ کے پاس گئے۔ اُس نے ابوحنیفہؒ سے کہا آپ قاضی ہوجایئے۔ فرمایا مَیں عرب میں سے نہیں ہوں بلکہ اُنکے موالی میں سے ہوں سادات عرب میرے حکم پر راضی نہ ہوں گے جعفر نے کہا یہ کام نسب سے تعلق نہیں رکھتا اس کیلئے علم چاہیئے۔ ابوحنیفہؒ نے فرمایا مَیں اس کام کے لایق نہیں۔ اگر اس قول میں کہ مَیں اس کے لایق نہیں سچا ہوں تو لایق نہیں اور اگر جھوٹا ہوں تو جھوٹا قاضی ہونیکے قابل نہیں اور تو خدا کا خلیفہ ہے اسکو روا نہ رکھ کہ ایک جھوٹے کو اپنا خلیفہ بنائے اور مسلمانوں کے خون کا اُسپر اعتماد کرے۔ یہ کہکر آپنے نجات حاصل کی۔ مسعر نے آگے بڑھ کر خلیفہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو کیسا ہے تیرے فرزند کیسے ہیں۔ منصور نے کہا اسکو نکالدو کہ یہ دیوانہ ہے۔ پھر شریح سے کہا تم قاضی ہوجاؤ۔ کہا مَیں سودائی شخص ہوں میرا دماغ ضعیف ہے۔ منصور نے کہا علاج کرو کہ عقل کامل ہوجائے اور شریح کو قضا سپرد کردی۔ ابوحنیفہؒ نے انکو چھوڑ دیا اور کبھی اُن سے بات نہ کی۔ **نقل** ہے کہ چند لڑکے گیند سے کھیل رہے تھے اور گیند ابوحنیفہؒ کی مجلس میں آپڑی تو کوئی لڑکا گیند نہ لاسکتا تھا۔ ایک نے کہا مَیں لاؤنگا اور گستاخ وار جاکر لے آیا۔ ابوحنیفہؒ نے فرمایا شاید یہ لڑکا حلال زادہ نہیں ہے تلاش کیا تو ایسا ہی تھا۔ لوگوں نے کہا اے امام آپکو کیسے معلوم ہوگیا۔ فرمایا اگر حلال زادہ ہوتا تو حیا اُسکو مانع ہوتی۔ آپکا ایک شخص پر مال تھا اور اُسکے محلہ میں آپکا ایک شاگرد مرگیا آپ اُس کی نماز جنازہ کو گئے تو نہایت دھوپ تھی وہاں سوا اُس شخص کی دیوار کے کوئی سایہ نہ تھا۔ لوگوں نے کہا اس سایہ میں بیٹھ جایئے۔ فرمایا میرا اس دیوار کے مالک پر مال ہے تو اس سے تمتع اُٹھانا روا نہیں کیونکہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَۃً فَهُوَ حَرَامٌ (جو قرض نفع کھینچے تو حرام ہے) اگر مَیں نفع لونگا تو سُود ہوجائیگا۔ ایکبار آپکو ایک مجوسی نے قید کرلیا تو ایک ظالم نے آکر کہا میرا قلم بنا دیجئے۔ فرمایا مَیں نہ بناؤنگا۔ اُسنے ہرچند کہا مگر کچھ فایدہ

ہوا اُس نے پوچھا کیوں نہیں بناتے۔ فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ اُن لوگوں میں نہ ہو جاؤں جنکے بارہ میں حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ ہر شب تین سو رکعت پڑہا کرتے تھے۔ ایکدن جارہے تھے تو ایک عورت دوسری سے کہہ رہی تھی کہ یہ مرد ہر شب کو پانچسو رکعت پڑہتا ہے۔ امام نے یہ سُنکر نیت کرلی کہ اسکے بعد پانچسو رکعت ہر شب کو پڑہا کرونگا تاکہ انکا گمان راست ہو جائے۔ ایکدن اور جارہے تھے تو بچوں نے آپ پر کہا یہ شخص جو جارہے ہیں ہر شب ہزار رکعت پڑہتے ہیں۔ ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں مینے نیت کرلی کہ اب سے ہزار رکعتیں پڑہا کرونگا۔ ایک روز آپسے ایک شاگرد نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں ابو حنیفہؒ رات کو سوتے نہیں۔ فرمایا مینے نیت کرلی کہ اب رات کو نہ سوؤنگا پوچھا کیوں؟ فرمایا خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَیُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا بعض بندے ایسے ہیں جو بغیر کئے کام پر تعریف پسند کرتے ہیں میں اب زمین پر پہلو نہ رکھونگا تاکہ ان لوگوں میں شامل نہ ہو جاؤں اُس کے بعد تیس سال تک صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑہتے تھے۔ آپکے زانو کا سرا اُونٹ کی طرح ہو گیا تھا۔ کثرت سجدہ کی وجہ سے۔ ایک امیر شخص کی آپنے مال کے سبب سے تواضع کی تھی تو فرماتے ہیں اُسکے کفارہ میں ہزار ختم مینے کئے۔ اور کہتے ہیں کبھی ایسا ہوتا کہ چالیس بار ختم کرتے تو جو مسئلہ مشکل ہوتا منکشف ہو جاتا۔ محمد بن حسنؒ نہایت صاحب جمال تھے۔ ایکبار اونکو دیکھہ لیا تھا تو پھر کبھی نہ دیکھا۔ انکو سبق پڑہاتے تو ستون کے پیچھے بٹھاتے تاکہ ان پر نگاہ نہ پڑجائے۔ داؤد طائی کہتے ہیں میں بیس سال تک امام ابو حنیفہؒ کے پاس رہا۔ اس مدت میں خلا و ملا میں انکو دیکھتا رہا کبھی ننگے سر نہ بیٹھے اور آرام کے لئے پیر نہ پھیلائے مینے کہا اے امام دین اگر خلوت میں آپ پاؤں پھیلالیں تو کیا ہو۔ فرمایا خلوت میں خدا کے ساتھ ادب سے رہنا زیادہ شایاں ہے۔ ایکروز جارہے تھے تو ایک بچہ دیکھا کہ کیچڑ میں ہے۔ فرمایا دیکھہ گر نہ پڑے۔ اُس نے کہا میرا گرنا سہل ہے اگر گرونگا تو تنہا لیکن آپ

سنبھلے رہئے اگر آپکا پیر پھسل جائیگا تو تمام مسلمان جو آپکے پیچھے آئیں گے پھسل جائیں گے اور سب کا اُٹھنا دشوار ہو گا۔ امام کو اس بچہ کی تیزی سے تعجب آیا اور اصحاب سے فرمایا خبردار اگر تمکو کسی مسئلہ میں کوئی بات ظاہر ہو اور کوئی زیادہ واضح دلیل معلوم ہو تو میری متابعت نہ کرو اور میری تقلید پر نہ رہو۔ یہ کمال انصاف کی نشانی ہے جبھی تو امام ابو یوسف اور امام محمد بہت سے مسایل میں اختلاف رکھتے ہیں۔ ایک شخص بد اعتقاد تھا اور امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دشمن رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ کوئی آپکو یہودی کہتا تھا۔ یہ بات امام صاحب تک پہنچی تو آپنے اس ہی بلا کر فرمایا میں تیری لڑکی فلاں یہودی کو دیدونگا۔ کہا آپ مسلمانوں کے امام ہیں۔ یہ کیسے روا رکھیں گے کہ مسلمان کی لڑکی یہودی کو دیدیں اور نہیں خود بھی ہرگز نہ دونگا۔ فرمایا سبحان اللہ تو تو اپنی لڑکی یہودی کو دینا روا نہیں رکھتا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دو لڑکیاں یہودی کو کیسے دیدیتے۔ وہ شخص اسیوقت سمجھ گیا کہ کہاں کی بات ہو اس اعتقاد سے بہ برکت امام صاحب توبہ کرلی۔ ایک دن آپنے حمام میں کسیکو بغیر تہ بند کے دیکھا۔ بعضوں نے کہا یہ فاسق ہو اور بعضوں نے کہا دہری ہو۔ آپنے اسکی طرف سے آنکھیں بند کرلیں تو اُسنے کہا اے امام آپکی بینائی کب سے لی گئی۔ فرمایا جسوقت تجھ سے پردہ اٹھا دیا گیا۔ فرماتے ہیں جب قدری شخص سے مناظرہ کرو تو دو باتیں ہیں یا وہ کافر ہو جائیگا یا اپنے مذہب سے پھر جائیگا۔ اُس سے کہو کہ خدا نے چاہا میرا علم انہیں راست ہوا اور معلوم علم کے مطابق ہوا گر وہ کہے نہیں جب تو کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کہے ہاں تو اُسنے تسلیم کیا اور اپنے مذہب سے بیزار ہو گیا۔ اور فرماتے ہیں میں بخیل کو عادل نہ سمجھونگا اُس کی گواہی نہ سنونگا۔ کیونکہ بخل اُسکو اس بات پر آمادہ کریگا کہ اپنے حق سے آمادہ کریگا کہ اپنے حق سے زیادہ لے۔ ایک مسجد تعمیر ہو رہی تھی لوگوں نے بطور تبرک امام صاحب سے کچھ مانگا تو امام پر گراں گذرا لوگوں نے کہا ہماری غرض تبرک سے ہے وہ جو چاہیں دیدیں۔ آپنے بہ کراہیت تمام ایک درم دیا۔ شاگردوں نے کہا آپ عالم اور کریم ہیں سخاوت میں اپنا ہمتا نہیں رکھتے اتنا سا

دینا آپ پر گراں کیوں ہوا۔ فرمایا مال کیوجہ سی نہیں بلکہ مجھے یقین سی معلوم ہے کہ مال حلال
پانی اور مٹی میں ہرگز خرچ نہیں ہوتا اور میرا مال حلال کا ہے۔ جب مجھ سے اُنہوں نے مانگا
تو مجھے اسوجہ سے گراں گذرا کہ میرے مال حلال میں شبہ پیدا ہوتا ہے اس سبب سے میں بہت
رنجیدہ تھا۔ جب چند روز گذر گئے تو اس درم کو لوگ واپس لائے اور کہا کھوٹا ہے امام اعظمؒ
شاد ہوگئے۔ ایکروز بازار میں جا رہے تھے کہ ناخن کے برابر مٹی اُنکے کپڑے میں لگ گئی۔ تو
دجلہ کے کنارہ جاکر اُسے دھویا۔ لوگوں نے کہا اے امام آپ کپڑے پر مقدار معین نجاست کو معاف
بتاتے تھے اور اسقدر مٹی کو دھوتے ہیں۔ فرمایا ہاں وہ فتویٰ ہے اور یہ تقویٰ ہے جیسا کہ رسولؐ نے
بلال کو ذخیرہ کرنیکی اجازت نہ دی تھی اور ازواج کے لئے ایک سال کا کھانا رکھ دیا تھا کہتے ہیں
جب داؤد طائیؒ مقتدا ہوئے تو امام صاحب سے کہا اب میں کیا کروں۔ فرمایا علم پر کاربند
رہو کیونکہ جس علم پر کاربند نہ ہوگے وہ جسم بلا روح ہوگا۔ خلیفہ وقت نے خواب میں ملک الموت
کو دیکھا تو پوچھا میری عمر کتنی رہتی ہے۔ اُنہوں نے پانچ اُنگلیوں سے اشارہ کیا۔ اسکی تعبیر بہت
لوگوں سے پوچھی مگر معلوم نہ ہوئی۔ امام صاحب کو بُلا کر پوچھا تو فرمایا پانچ باتوں کی طرف اشارہ
کیا ہے کہ اُنکو کوئی نہیں جانتا۔ وہ پانچوں باتیں اس آیت میں ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ
عِلۡمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّاذَا
تَکۡسِبُ غَدًا وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ [۱] شیخ ابو علی بن عثمان الجلالی کہتے
ہیں میں شام میں بلال مؤذنؓ کی قبر کے پاس سو رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ میں مکہ میں ہوں اور
پیغمبر علیہ السلام باب بنی شیبہ سے ایک بوڑھے شخص کو بڑی شفقت سے گود میں لئے ہوئے تشریف
لائے جیسے بچوں کو گود میں لیتے ہیں۔ میں نے دوڑ کر آپ کے قدموں کو بوسہ دیا اور تعجب میں تھا کہ یہ
بوڑھے کون ہیں۔ آنحضرتؐ معجزہ سے میری نیت سے مطلع ہو گئے۔ فرمایا یہ تمہارے ملک اور

---

[۱] قیامت کا علم اللہ کو ہی وہ مینہ اُتارتا ہے اور رحم کے بچوں کو جانتا ہے۔ کوئی نفس نہیں جانتا کہ
کل کیا کرونگا اور نہ کوئی نفس جانتا ہے کہ کس زمین میں مروں گا ۱۲

مسلمانوں کے امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ نوفل بن حیان کہتے ہیں جب امام صاحب کی وفات ہو گئی تو مینے قیامت کو خواب میں دیکھا کہ تمام خلق حساب گاہ میں کھڑی ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کو دیکھا حوض کوثر کے کنارہ تشریف رکھتے ہیں اور آپکے سیدھے اور اُلٹی طرف کو مشائخ کھڑے ہیں۔ ایک بزرگ کو دیکھا جو خوبصورت اور سپید چہرہ کے تھے کہ آنحضرتؐ کے منہ پر منہ رکھتے ہیں۔ اور امام ابو حنیفہؒ آپکے برابر کھڑے ہیں مینے سلام کر کے کہا مجھے پانی دیجئے۔ کہا جب تک حضور اجازت نہیں گے نہ دونگا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ دیدو۔ اُنہوں نے ایک پیالہ مجھے دیا مینے اور تمام اصحاب نے اُسمیں سے پانی پیا مگر کچھ کم نہ ہوا مینے پوچھا وہ بزرگ آنحضرتؐ کے سیدھی طرف کون ہے؟ کہا حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور اُلٹی جانب حضرت ابو بکر صدیقؓ اسی طرح مَیں پوچھتا تھا اور ایک اُنگلی سے گرہ دیتا تھا۔ سترہ شخصوں کو مینے پوچھا جب بیدار ہوئے تو وہ سب گرہ موجود تھیں یحییٰ معاذ رازی کہتے ہیں مینے پیغمبر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو پوچھا مَیں آپکو کہاں تلاش کروں۔ فرمایا علم ابو حنیفہؒ کے نزدیک آپکے مناقب بیار اور مجاہدات بیشمار ہیں جو پوشیدہ نہیں ہم اسی پر ختم کرتے ہیں۔

اُنیسواں ۱۹ باب ذکر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

وہ سلطان شریعت و طریقت برہان محبت و حقیقت مفتی اسرار الٰہی مہدی انوار نا متناہی وارث دین نبی امام شافعی مطلبی رضی اللہ تعالے عنہ آپکا حال بیان کرنیکی ضرورت نہیں۔ تمام عالم آپکے شرح صدر سے پُر ہے۔ فضایل شمایل مناقب آپکے بہت ہیں۔ آپکا پورا وصف یہ ہے درخت نبوی کی شاخ اور شجرۂ مصطفوی کا میدہ ہیں۔ فراست و کیاست میں یگانہ تھے اور مروت و جوانمردی میں عجوبہ۔ کریم جہان اور جوا زمان افضل وقت اور عالم عہد تھے۔ الائمۃ من قریش (امام قریش میں سے ہیں) کی حجت تھے اور قدموا القریش (قریش کو مقدم رکھو) سے مقدم آپکی ریاضات و کرامات اسقدر نہیں کہ یہہ کتب اُنکا بیان کر سکے۔ تیرہ سال کی عمر میں حرم شریف میں کہتے تھے

بچپن سے جو چاہو پوچھو اور پندرہ سال کی عمر میں فتویٰ دیتے تھے۔ احمد حنبل کہ امام جہان تھے
اور تین ہزار حدیثیں یاد کیتے تھے آپکی شاگردی کو آتے اور غاشیہ برداری میں سر بر بند رہتے۔ لوگوں
نے اعتراض کیا کہ اس وجہ سے کہ شخص ایک پچیس سالہ لڑکے کے سامنے بیٹھتے ہیں اور مشائخ و استادان
کی صحبت ترک کرتے ہیں۔ احمدؒ نے فرمایا جو ہم یاد رکھتے ہیں اس کے معنے یہ جانتے ہیں اگر وہ ہمکو نہ
ملتے تو ہم دروازہ پر ہی رہنا چاہتے تھے کہ انہوں نے حقایق اخبار اور آیات اور جو کچھ پڑھی
سمجھا ہے ہم حدیث سے زیادہ نہیں جانتے۔ وہ جہان کے لئے آفتاب اور خلق کے واسطے
عافیت ہیں۔ حضرت امام احمد حنبلؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ فقہ کا دروازہ خلق پر بند تھا ان کے
سبب سے حق تعالےٰ نے کھولدیا اور فرمایا ہے میں نہیں جانتا کہ شافعیؒ کے زمانہ میں ان سے
زیادہ اسلام پر کسیکا احسان ہو۔ اور فرمایا شافعی چار علموں میں فیلسوف ہیں لغت، اختلاف الناس
علم فقہ، علم معانی اور فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو ارشاد ہے کہ ہر سو سال پر ایک
شخص پیدا ہوتا ہے جس سے لوگ میرا دین سیکھتے ہیں" اس سے مراد امام شافعی ہیں۔ ثوریؒ
فرماتے ہیں کہ اگر شافعی کی عقل آدھی مخلوق سے وزن کیجائے تو انکی عقل راجح ہو۔ بلال
خواص کہتے ہیں میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ شافعیؒ کے بارہ میں کیا کہتے ہیں
فرمایا اوتاد میں سے ہیں۔ ابتداءً کسی شادی و دعوت میں نہ جاتے تھے اور ہمیشہ گریاں
سوزاں رہتے تھے۔ ابھی بچے ہی تھے کہ خلعت ہزار سالہ انکی گردن میں ڈالدیا گیا پس سلیم راعی
سے ملاقات ہو گئی انکی صحبت میں بہت رہے یہاں تک کہ تصرف میں سب سے سابق ہو گئے۔
عبد اللہ انصاری فرماتے ہیں کہ میں امام شافعی کا مذہب نہیں رکھتا مگر انکو دوست
رکھتا ہوں انکو آگے پاتا ہوں۔ امام شافعیؒ خود فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے بچہ تم کون ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکا ایک امتی
ہوں۔ فرمایا قریب آؤ میں قریب گیا تو اپنا لعاب مبارک لیا میں نے منہ کھولدیا آپ نے میرے منہ
میں ڈالدیا جو لب اور منہ اور زبان پر پہونچا پھر فرمایا اب جاؤ خدا تمکو برکت دے۔ اور اسوقت

علی مرتضیٰ رضؓ کو بھی خواب میں دیکھا کہ آپنے اپنی انگشتری اُتار کر مجھے پہنادی تو آپکا علم
بھی مجھہ میں سرایت کرگیا۔ بیان کرتے ہیں کہ امام شافعیؒ چھہ سال کے تھے مکتب کو جاتے
تھے آپکی والدہ بنی ہاشم میں سے اور زاہدہ تھیں۔ لوگ اُنکو امانت سپرد کرتے تھے۔ ایک دن
دو شخص آئے اور ایک جامہ دان اُنکے سپرد کر گیا پھر انمیں سے ایک شخص نے آکر وہ مانگا انہوں
نے اُسکو دیدیا پھر وہ دوسرا آیا اور جامہ دان مانگا انہوں نے کہا تیرے یار کو دیدیا۔ اُسنے
کہا کیا یہ قرار نہ پا گیا تھا کہ جب تک ہم دونوں نہ آئیں گے تم نہ دینا۔ کہا ہاں اُسنے کہا تو تم نے
کیسے دیدیا وہ ملول ہوئیں۔ شافعی نے آکر کہا اے والدہ رنجیدہ کیوں ہو انہوں نے حال
بیان کیا۔ شافعی نے کہا کچھ ڈر نہیں۔ مدعی کہاں ہے میں جواب دوں۔ اُس شخص نے
کہا میں ہوں۔ فرمایا جامہ دان موجود ہے تو جاکر اپنے یار کو بلا لا اور جامہ دان لے لے
وہ شخص متعجب ہوگیا اور قاضی کا موکل جو آیا تھا وہ حیران ہوگیا اور دونوں چلے گئے۔ اُس کے
بعد امام مالکؒ کی شاگردی کی اور امام مالک سترہ سال کے تھے۔ اُنکے مکان کی دروازہ
پکڑے رہتے اور جو فتویٰ باہر آتا اُسے دیکھتے اگر ٹھیک نہ ہوتا تو کہتے کہ واپس جاکر کہو کہ
غور کیجئے جب غور کرتے تو حق امام شافعی کے ساتھ ہوتا۔ اور مالکؒ اُسپر ناز کرتے تھے۔
اسوقت ہارون رشید خلیفہ تھا۔ ایکرات کو ہارون زبیدہؓ سے مناظرہ کر رہے تھی۔ زبیدہؓ نے
کہا اے دوزخی۔ ہارون نے کہا اگر میں دوزخی ہوں تو تجکو طلاق ہے اور ایک دوسرے
سے جدا ہوگئے۔ ہارون زبیدہ کو بہت دوست رکھتے تھے بیقرار ہوکر حکم دیا کہ علمائے بغداد
حاضر ہوئے اور یہ مسئلہ دریافت کیا کسی نے جواب نہ لکھا کہ خدا تعالیٰ جانے ہارون دوزخی
ہیں یا بہشتی۔ ایک بچے نے مجلس میں سے اُٹھ کر کہا میں جواب دیتا ہوں لوگوں نے تعجب کیا
اور کہا شاید یہ دیوانہ ہے جہاں اتنے بڑے بڑے علماء عاجز ہوں اِسے بات کرنیکی
کیا مجال ہے۔ ہارون نے انکو بلاکر کہا جواب بیان کرو۔ شافعیؒ نے کہا تجھی مجھہ سے حاجت
ہے یا مجھی تجھ سے۔ کہا مجھی تم سے۔ شافعیؒ نے کہا پس تخت سے اُترو کہ علماء کی جگہ

زیادہ ملبت ہے۔ خلیفہ نے انکو تخت پر بٹھایا اور خود نیچے اُتر آیا شافعی ؒ نے فرمایا اول تم میرے سوال کا جواب دو تو میں تمہارے مسئلہ کا جواب دوں۔ پوچھا تمہارا کیا سوال ہے۔ فرمایا کبھی کسی معصیت پر قادر ہو کر تم خوف خدا کے باعث اُس سے باز رہے ہو۔ ہارون نے کہا قسم خدا کی ایسا ہی ہے۔ شافعی نے فرمایا میں نے حکم دیا کہ تم بہشتی ہو علماء نے آواز اُٹھائی کہ کس دلیل وحجت سے۔ جواب دیا قرآن سے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے: وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى۔ جو شخص معصیت کا قصد کرے اور خوف خدا اُسکو باز رکھے اُسکی جگہ بہشت ہے۔ سب چیخ پڑے اور کہنے لگے کہ بچپن میں یہ ایسے ہیں تو جوانی میں کیسے ہوں گے۔ تمام عمر آپ نے حرام لقمہ منہ میں نہ رکھا۔ ایکبار ایک شکر والے کی پاس قیام کر لیا تھا تو اُس کے کفارہ میں چالیس راتوں کو صبح تک نماز پڑھی۔ ایکبار درس میں دس بار اُٹھے اور بیٹھے تو لوگوں نے کہا کیا بات ہے۔ فرمایا ایک سید زادہ دروازہ پر کھیل رہا ہے جب میرے برابر آتا ہے تو اُسکی تعظیم کو اُٹھ بیٹھتا ہوں کہ مجھے روا نہیں کہ فرزند رسول سامنے آئے اور میں نہ اُٹھوں۔ ایکبار کسی نے مال بھیجا کہ مجاوران مکہ کو دیدیا جائے شافعی بھی وہاں تھے کچھ مال لوگ آپ کے پاس بھی لیگئے۔ پوچھا صاحب مال نے کیا کہا ہے۔ کہا اُس نے وصیت کی ہے کہ یہ مال متقی فقیروں کو دینا۔ فرمایا مجھے اسمیں سے نہ لینا چاہیئے کہ میں متقی نہیں ہوں۔ ایکبار صنعا سے مکہ میں آئے اور دس ہزار دینار آپکے پاس تھے۔ لوگوں نے کہا اس سے کوئی اسباب یا بکریاں خرید لینا چاہیئں آپ نے مکہ سے باہر ایک خیمہ لگا کر وہ روپیہ ڈالدیا۔ جو کوئی آتا تھا اُسے ایک مٹھی دیدیتے تھے۔ نماز ظہر تک کچھ باقی نہ رہا۔ نقل ہے کہ روم سے ہر سال ہارون الرشید کے پاس مال آیا کرتا تھا ایک سال اُنہوں نے چند رہبان بھیجے اور کہا بادشاہ کہتا ہے کہ دانشمندوں سے بحث کریں اگر وہ ان سے بہتر جانتے ہونگے جب تو مال دونگا ورنہ اب ہم سے مال نہ طلب کرنا اور چار سو ترسا آئے خلیفہ نے حکم دیا کہ منادی ہو گئی۔ تمام علماء بغداد لب دجلہ پر حاضر ہوئے ہارون الرشید نے امام شافعی کو بلا کر کہا انکا جواب تمکو دینا چاہیئے۔

جب سب حاضر ہوگئے تو شافعیؒ نے جانماز کاندھے پر ڈالی اور پانی پر جاکر جانماز ڈالدی اور فرمایا جو کوئی ہم سے بحث کرے وہ یہاں آئے جب اُنہوں نے یہ دیکھا تو سب مسلمان ہوئے قیصر روم کو خبر پہنچی کہ وہ امام شافعیؒ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگئے۔ اُسنے کہا خدا کا شکر ہے کہ وہ شخص یہاں نہ آیا اگر آتا تو تمام روم میں زنار داری نہ رہتی۔ ابتدائے جوانی میں ایک مدت تک مکے میں بحالت درویشی رہے۔ ایکبار لوگوں نے دیکھا کہ حرم میں چاندنی میں بیٹھے ہوئے مطالعہ دیکھ رہے ہیں اور کعبے کے نزدیک شمع روشن تھی پوچھا شمع کی روشنی میں آپ مطالعہ کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا وہ شمع کعبہ کیواسطے روشن کیگئی ہے میں اُس سے مطالعہ نہیں دیکھ سکتا۔ چند لوگوں نے ہارون سے کہا کہ شافعی کو قرآن حفظ نہیں ہے اور تھا بھی ایسا ہی لیکن آپ کی قوت حافظہ ایسی تھی کہ ہارون نے امتحان لینا چاہا۔ ماہ رمضان میں انکو امام بنادیا۔ امام شافعی روزانہ ایک پارہ دیکھ لیتے تھے اور رات کو تراویح میں پڑھ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ماہ رمضان میں تمام قرآن حفظ کرلیا۔ آپکے زمانہ میں ایک عورت خوبصورت تھی اُسکو آپنے دیکھنا چاہا تو سو دینار میں عقد کیا اور دیکھکر طلاق دیدی اور مہر اُسکے سامنے رکھدیا۔ احمد حنبلؒ کے مذہب میں جو شخص ایک نماز عمداً ترک کرے وہ کافر ہوجاتا ہے اور امام شافعیؒ کے مذہب میں کافر تو نہیں ہوتا مگر ایسا عذاب ہے جو کفار پر بھی نہیں۔ آپنے امام احمدؒ سے پوچھا کہ جو شخص ایک نماز ترک کرکے کافر ہوجائے تو مسلمان کیسے ہو۔ فرمایا نماز پڑھے۔ کہا کافر کی نماز کیسے درست ہوگی امام احمد خاموش ہوگئے اسی قسم کے بہت اسرار فقہ اور سوال جواب ہیں۔ مگر یہ کتاب اُنکی جگہ نہیں۔ فرماتے ہیں اگر تم ایسے عالم کو دیکھو جو رخصت اور تاویلات میں مشغول ہو تو جان لو اُس سے کچھ نہ ہوگا۔ اور فرماتے ہیں جسنے مجھے ایک حرف تعلیم کردیا میں اُسکا بندہ ہوں۔ اور فرماتے ہیں جو شخص نالائق کو تعلیم دے اُس نے علم حق کا ضایع کردیا اور جسنے اُس شخص سے چھپایا جو اُسکا اہل ہے اُسنے ظلم کیا۔ اور فرماتے ہیں کہ اگر دنیا ایک ٹکیا میں میرے ہاتھ بیچیں تو میں نہ لوں۔ اور فرماتے ہیں جس کسیکو اس بات کی ہمت ہو کہ کوئی چیز (علم وغیرہ) اُس کے

شکم میں ہو تو اسکی قیمت یہ ہے کہ وہ اس کے پیٹ سے باہر نکلے۔ ایکبار کسی نے آپ سے کہا مجھے نصیحت کیجئے۔ فرمایا ان قید (غبطہ در رشک) کر کہ زندہ لوگ مردوں پر کرتے ہیں یعنی یہ ہرگز نہ کہہ کہ افسوس ہنے بھی اسقدر سو پیہ جمع نہ کیا کیونکہ وہ جمع کر کے حسرت سے چھوڑ گیا بلکہ اسپر رشک کر کہ جتنی طاعت اسنے کی میں بھی کرتا۔ دوسرے مردہ پر کوئی حسد نہیں کرتا تو زندہ پر بھی نہ کرنا چاہیئے کہ یہ زندہ بھی مر جائیگا۔ ایک روز شافعی کا وقت گم ہو گیا تھا تمام خرابات اور مسجد اور بازار اور مدرسہ میں ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ ایک خانقاہ پر گذر ہوا وہاں چند صوفیوں کو بیٹھے دیکھا انمیں سے ایک نے کہا وقت کو عزیز رکھو۔ وقت ہاتھ سے نہ جاتا رہے شافعیؒ نے خادم کی طرف منہ کر کے کہا ہنے وقت پالیا۔ سن یہ کیا کہتے ہیں شیخ بو سعیدؒ نقل کرتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے فرمایا تمام عالم کا علم میرے علم تک پہونچا اور میرا علم صوفیوں کے علم تک نہ پہونچا اور ان سب کا علم انکی پیر کی ایک بات کے علم تک نہ پہونچا کہ فرمایا ہے۔ اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ (وقت کاٹنے والی تلوار ہے) ربیع خثیم کہتے ہیں ہنے امام شافعیؒ کی وفات سے چند روز پیشتر دیکھا کہ آدم علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔ اور لوگ جنازہ باہر لانا چاہتے ہیں ہنے ایک تعبیر بتانے والے سے پوچھا تو اسنے کہا جو شخص اس زمانہ میں سب سے بڑا عالم ہے اُسکی وفات ہوگی کیونکہ علم حضرت آدم کا خاصہ ہے۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا پس اسی کے بعد امام شافعیؒ کی وفات ہو گئی۔ آپنے وقت وفات وصیت کی کہ فلاں شخص مجھے غسل دے اور وہ شخص مصر میں تھا۔ جب وہ واپس آیا تو لوگوں نے کہا امام شافعیؒ نے ایسی وصیت کی تھی اُس نے کہا اُن کے کاغذات لاؤ۔ لائے تو ستر ہزار درم قرض تھے۔ اسنے چھوڑ دیئے اور کہا میرا اُنکو غسل دینا یہ تھا۔ ربیع بن سلیمان کہتے ہیں ہنے شافعیؒ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا خدانے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا مجھے کرسی پر بٹھا کر زر و مروارید نثار کئے اور چند دینار کے بدلہ میں ستر ہزار دیئے اور رحمت فرمائی ✦

بیسواں باب ذکر امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ

وہ امام دین و سنت مقتدائے مذہب و ملت صاحب تیغ زمانہ صاحب ورع یگانہ حق ادا آخر امام برحق احمد حنبل قدس اللہ روحہ العزیز شیخ سنت و جماعت اور امام دین و دولت تھے علم احادیث میں کسیکا وہ مرتبہ نہیں ہے جو آپکا ہے۔ ورع و تقوی ریاضت و کرامت میں شان عظیم رکھتے تھے صاحب فراست اور مستجاب الدعوات تھے۔ تمام فرقوں نے آپکو غایت رشد اور انصاف کا باعث تبرک سمجھا ہے اور فرقہ مشبہ نے جو آپ پر افترا کیا ہے اس سے آپ مقدس مبرا ہیں ایکروز آپکے صاحبزادے اس حدیث کے معنے کہہ رہے تھے کہ خمرت طینتہ آدم بیدہ اور معنی کہتے ہیں آستین سے ہاتھ باہر نکال لیا تو امام احمد نے فرمایا حیث اللہ کی متعلق گفتگو کیا کرو تو ہاتھ سے اشارہ نہ کرو آپنے بہت سے مشائخ کو دیکھا تھا جیسے ذوالنون ابشر حافی سری سقطی معروف کرخی وغیرہ بشر حافی فرماتے ہیں۔ احمد حنبل میں تین خصلتیں ہیں جو مجھمیں نہیں ہیں حلال مال اپنے بھی لئے طلب کرنا اور اپنے عیال کے لئے بھی اور میں صرف اپنے لئے طلب کرتا ہوں۔ سری سقطی فرماتے ہیں آپ ہمیشہ حالت حیات میں معتزلہ کی طعن سے مضطر رہتے تھے اور حالت وفات میں مشبہ کی خیال سے اور آپ سب سے بری ہیں جب بغداد میں معتزلہ کا غلبہ ہوا تو انہوں نے کہا انکو تکلیف دینا چاہئے تاکہ قرآن کو مخلوق کہیں آپکو خلیفہ کے محل پر لیگئے وہاں دروازہ پر ایک سرہنگ کھڑا تھا اوسنے کہا اے امام خبردار مردانہ وار رہنا کیونکہ مینے ایکبار چوری کی تھی۔ ہزار کوڑیاں لیں مگر مینے اقرار نہ کیا آخر چھوٹ گیا میں باطل پر ایسا صبر کیا تو تم حق پر ہو اسکی زیادہ مستحق ہو۔ امام احمد فرماتے ہیں اسکی بات مجھے یاد تھی پس آپکو لیگئے اور آپ سن ضعیف تھے۔ ہزار کوڑے مارے کہ قرآن کو مخلوق کہو آپنے نہ فرمایا اثنا میں آپکا کمربند کھلگیا اور ہاتھ آپکے بندھے تھے تو دو ہاتھ غیب سے ظاہر ہوئے انہوں نے کمربند باندھ دیا جب یہ بات دیکھی تو آپکو رہا کر دیا اسی میں آپکی وفات ہوئی۔ آخر وقت میں لوگوں نے آپ سے آکر پوچھا کہ جن لوگوں نے آپکو تکلیف پہونچائی ان کی بارہ میں آپ کیا کہتے ہیں۔ فرمایا انہوں نے مجھے

خدا کیلئے مارا تھا وہ سمجھو کہ میں باطل پر ہوں صرف لکڑی کے زخم سے میں قیامت میں ان سے
کچھ خصومت نہ کرونگا۔ ایک جوان کی ماں بیمار تھی اور ہاتھ پیر سے بیکار ہو گئی تھی ایکدن
اُسنے کہا بیٹے اگر تو میری خوشنودی چاہتا ہے تو امام احمد حنبلؒ کے پاس جاکر کہو کہ وہ میرے لئے
دعا کریں شاید حق تعالیٰ صحت دیدے اس بیماری سے میرا دل جاتا رہا ہے۔ اُسنے آپکے دروازہ پر
جاکر آواز دی پوچھا کون ہے؟ کہا ایک حاجتمند اور حال بیان کیا کہ میری ماں بیمار ہیں وہ
آپ سے دعا چاہتی ہیں۔ امام اس سے بہت مکروہ ہوئے یعنی یہ مجھکو کیا پہچانے۔ پھر اُٹھکر
غسل کیا اور نماز میں مشغول ہوگئے۔ آپکے خادم نے کہا اے شخص تو جا کہ امام تیرے کام
میں مشغول ہیں جب وہ گھر کے دروازہ پر پہنچا تو ماں نے اُٹھکر دروازہ کھولا اور صحت کلی
پائی بفرمان خدائے تعالیٰ۔ ایکبار آپ دریا کے کنارہ وضو کر رہے تھے اور ایک دوسرا شخص آپ سے
اوپر وضو کر رہا تھا تو وہ آپکی تعظیم کو اُٹھ بیٹھا اور نیچے آگیا۔ جب وہ مرگیا تو لوگوں نے اسے خواب
میں دیکھا پوچھا خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا رحمت کی اس وجہ سے کہ مینے وضو کرتے میں
امام کی تعظیم کی تھی۔ احمدؒ فرماتے ہیں میں جنگل میں اکیلا گیا اور راہ بھول گیا تو ایک اعرابی کو ایک
گوشہ میں بیٹھا دیکھا مینے کہا جاکر اس سے راہ پوچھوں۔ جاکر پوچھا تو وہ رونے لگا مینے کہا شاید
بھوکا ہے روٹی کا ایک ٹکڑا تھا وہ اسے دیا۔ وہ خفا ہوا اور کہا تو کون ہے کہ خدا کے گھر کو
جاتا ہے اور اسکی روزی پہنچانے پر راضی نہیں جبھی تو راہ بھول گیا ہے۔ فرماتے ہیں میں آتش
غیرت سے جلگیا اور کہا الٰہی گوشوں میں تیرے ایسے بندے پوشیدہ ہیں۔ اُس نے کہا تم
کیا سوچتے ہو اسکے ایسے بندے ہیں کہ اگر خدائے تعالیٰ کو قسم دیں تو تمام زمین اور پہاڑ
سونا ہو جائیں مینے دیکھا تو تمام زمین اور پہاڑ سونے کے ہوگئے تھے میں بیخود ہوگیا۔ ہاتف
نے آواز دی کہ اے احمد دل کیوں نہیں نگاہ رکھتے وہ ہمارا ایسا بندہ ہے کہ اگر چاہے تو اُسکے
لئے آسمان کو زمین سے لگا دیں اور زمین کو آسمان سے ہم نے اسے تمکو دکھا دیا مگر اب دوبارہ
نہ دیکھوگے۔ آپ بغداد میں رہتے تھے مگر کبھی بغداد کی روٹی نہ کھاتے تھے۔ فرماتے تھے کہ

اس زمین کو امیر المومنین عمرؓ نے نمازیوں پر وقف کر دیا ہے۔ موصل سے آٹا منگا کر روٹی کھاتے تھے
آپ کے صاحبزادہ صالح ایک سال اصفہان میں قاضی رہے۔ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو نماز
پڑھتے۔ رات بھر میں دو گھڑی سے زیادہ نہ سوتے آپنے گھر کے دروازہ پر ایک جگہ بنا لی تھی شب و روز
وہیں بیٹھے رہتے تھے کہ شاید رات میں کسی کو کوئی مہم ہو اور دروازہ بند پائے۔ ایک دن امام احمدؒ کیلئے
روٹی پکا رہے تھے تو خمیر صالح کی ملک میں سے لے لیا۔ جب آپکے سامنے روٹی لائے تو پوچھا اس روٹی
میں کیا ہو گیا ہے۔ لوگوں نے کہا خمیر صالح کی ملک کا ہے۔ فرمایا آخر وہ ایکسال تک اصفہان کے
قاضی رہے ہیں انکی روٹی ہمارے حلق کے لائق نہیں۔ پوچھا اس روٹی کا کیا کریں۔ فرمایا رکھ لو
جب کوئی سائل آئے تو کہنا کہ خمیر صالح کا ہے اور آٹا احمد کی ملک کا اگر سے تو لے لے چالیس روز
تک گھر میں رکھی رہی مگر کوئی سائل نہ آیا جو لے۔ اسمیں بو آ گئی تو دجلہ میں ڈالدی۔ اسکے بعد امام
احمدؒ نے دجلہ کی مچھلی ہرگز نہ کھائی۔ آپکا تقوی اس حد تک تھا فرماتے ہیں اگر جماعت میں ایک
شخص کی سرمہ دانی چاندی کی ہو تو وہاں نہ بیٹھنا چاہیئے۔ ایکبار مکہ میں سفیان عینیہ کے
پاس احادیث سننے کیلئے گئے تھے۔ ایک دن نہ گئے تو انہوں نے آدمی بھیجا کہ کیوں نہیں آئے وہ
گیا تو آپنے کپڑے دھوبی کو دیدیئے تھے اور برہنہ بیٹھے تھے کہا میں چند دینار دیدوں۔ فرمایا نہیں
کہا اپنے کپڑے عاریت دیدوں۔ فرمایا نہیں کہا میں واپس جاؤنگا تب تک اسکی تدبیر نہ کروگے
فرمایا میں ایک کتاب لکھتا ہوں اسکی مزدوری سے میرے لئے کپڑا خریدنا۔ کہا کتان خریدیں فرمایا
نہیں دس گز کھدر لے لینا کہ پانچ گز میں کرتا بنالوں اور پانچ گز میں تہ بند۔ آپکا ایک شاگرد آپکے یہاں
مہمان گیا تو رات کو آپنے ایک کوزہ پانی کا اس کے پاس رکھدیا۔ صبح کو ویسا ہی دیکھا تو فرمایا یہ
کوزہ ویسا ہی کیوں ہے کہا میں کیا کرتا۔ فرمایا طہارت کرتا اور رات کو نماز پڑھتا ورنہ یہ علم
کیوں پڑھتا ہے۔ آپکے یہاں ایک شخص مزدوری کرتا تھا شام کے وقت شاگرد سے
فرمایا کہ مزدوری سے کچھ زیادہ اسے دیدو مگر اُسنے نہ لیا۔ فرمایا اس کے پیچھے سے لیجاؤ کہ وہ لیگا
کہا کیسے فرمایا اُسوقت اُسنے اپنے دل میں لالچ بنا یا تھا اسوقت پائیگا تو لیگا۔ آپ کا

ایک قدیم شاگرد تھا اُسے اسوجہ سے چھوڑ دیا کہ اُسنے گھر میں مٹی لیپی تھی۔ فرمایا تو نے مسلمانوں کی شاہراہ سے ایک ناخن مٹی لے لی تجھے علم سکھانا نہ چاہئیے۔ ایکبار آپنے ایک تیر گروی رکھا جب واپس لیتے تھے تو بقال وہ تیر لایا اور کہا جو آپکا ہو وہ اُٹھا لیجئے مَیں نہیں پہچانتا کہ تمہارا کون ہے۔ امام احمد اُسی کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔ مدت سے امام احمد کو عبداللہ مبارک کے ملنے کی آرزو تھی یہاں تک کہ وہاں عبداللہ پہونچے تو صالح نے کہلایے والد عبداللہ دروازہ پر کھڑے ہیں آپکے دیکھنے کو آئے ہیں امام احمد نے اُنکو اجازت نہ دی لڑکے نے پوچھا اسمیں کیا حکمت ہے کہ برسوں سے آپ انکی آرزو میں جلتے تھے آج ایسی دولت دروازہ پر آئی ہے تو آپ انکو آنے نہیں دیتے۔ فرمایا ایسا ہی ہے جیسا تم کہتے ہو لیکن مَیں ڈرتا ہوں کہ انکو دیکھکر انکی لطف کا خوگر ہو جاؤں اور اسکے بعد انکی فراق کی طاقت نہ رکھوں تو یونہی اُنکی بو پر عمر گذارتا ہوں معاملات میں آپکے کلمات عالیہ ہیں۔ جو کوئی آپسے مسئلہ پوچھتا اگر معاملہ کا ہوتا تو جواب دیتے اور اگر حقائق کا ہوتا تو بشر حافی پر حوالہ کر دیتے۔ فرماتے ہیں مَیں نے خدای تعالیٰ سے چاہا کہ خوف کا دروازہ مجھپر کشادہ کر دے تو مَیں ایسا ہو گیا کہ عقل زائل ہونیکا خوف تھا مَیں نے دعا کی کہ الٰہی تجھسے میرا تقرب کس چیز سے بہت ہے فرمایا میری کلام یعنی قرآن سے۔ لوگوں نے پوچھا اخلاص کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ آفات اعمال سے خلاصی پاؤ۔ پوچھا توکل کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ پر وثوق۔ پوچھا رضا کیا ہے فرمایا یہ کہ اپنے کام خدا کے سپرد کر دو۔ پوچھا محبت کیا ہے؟ فرمایا یہ بشر سے پوچھنا چاہئیے جب تک وہ زندہ ہیں مَیں اسکا جواب نہ دونگا۔ پوچھا زہد کیا ہے؟ فرمایا تین قسم کا ہے۔ ترک حرام یہ عوام کا زہد ہے اور حلال میں سے زیادتی کا ترک۔ یہ خواص کا زہد ہے۔ اور جو بات تمکو حق سے بیتوجہ کرے اسکا ترک۔ یہ عارفوں کا زہد ہے۔ لوگوں نے کہا یہ صوفی مسجد میں توکل پر بغیر علم کے بیٹھے ہیں۔ فرمایا غلط کہتے ہو انکو علم نے بٹھالا ہے۔ کہا انہوں نے اپنی تمام ہمت ایک ٹکڑی روٹی میں کر لی ہے۔ فرمایا مَیں روئے زمین پر ان لوگوں سے زیادہ ہمت والا کسیکو نہیں جانتا کہ دنیا میں تمام ہمت انکی ایک ٹکڑے روٹی سے زیادہ نہیں ہے جبکہ اس زخم سے جو ہم بیان

کر چکے ہیں۔ آپکی وفات قریب ہوئی اور آپ درجہ نزع میں تھے اس حالت میں ہاتھ سے
اشارہ کرتے تھے اور کہتے تھے ابھی نہیں صاحبزادہ نے کہا یہ کیا حالت ہے فرمایا بہت نازک وقت ہے
جواب کی کیا جگہ ہے دعا سے مدد کرو کہ وہ سیدھی انکی جانب بیٹھے ہیں۔ ابلیس برابر کھڑا ہوا
خاک پر سر گرتا ہے اور کہتا ہے اے احمد تم میرے ہاتھ سے جان لیجیے میں کہتا ہوں ابھی نہیں
ایک سانس باقی رہگئی ہے خطر کی جگہ ہے نہ کہ امن کی۔ تب آپکی وفات ہوگئی او جنازہ اُٹھایا
گیا تو جانور آپکے جنازہ پر اپنے آپکو پٹکتے تھے یہاں تک کہ دو ہزار یہودی اور گبر و ترسا
مسلمان ہوگئے۔ زنار توڑتے اور نعرہ لگاتے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے تھے
اُسدن اللہ تعالےٰ نے چار چیزوں پر گریہ ڈالدیا تھا۔ پرندوں پر۔ یہودیوں پر۔ ترساؤں
پر۔ مسلمانوں پر۔ ایک بزرگ سے پوچھا کہ انکی نظر زندگی میں زیادہ تھی یا بعد وفات جواب
دیا انکی دو مقبول دعائیں تھیں ایک یہ کہ خدایا جسے تونے ایمان نہ دیا ہو اُسے دیدے
او جسکو دیا ہو اُس سے پھیر نہ لے۔ ان دونوں میں سے ایک حالت حیات میں مقبول ہوگئی
کہ جسکو ایمان ملا تھا اُس سے لیا نہ گیا اور دوسری حالت موت میں مقبول ہوئی کہ انکو
ایمان نصیب کر دیا محمد بن خزیمہ فرماتے ہیں میں نے امام احمد کو بعد وفات خواب میں دیکھا
اکڑ کر چل رہے ہیں میں نے پوچھا یہ کیا رفتار ہے۔ فرمایا جنت میں جانا۔ پوچھا خدائے
تعالےٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا بخشدیا اور تاج میرے سر پر رکھکر نعلین پیروں
میں پہناکر فرمایا اے احمد یہ اسوجہ سے ہے کہ تم نے قرآن کو مخلوق نہ کہا۔ پھر مجھ سے
فرمایا وہ دعا پڑھو جو سفیان ثوری سے تم تک پہونچی ہے میں نے پڑھا یَا رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ
بِقُدْرَتِکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ اِغْفِرْ لِیْ کُلَّ شَیْءٍ وَّلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ۔ پس
اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے احمد یہ جنت ہے اسمیں چلے جاؤ میں چلا گیا۔

۵ لے اے ہر چیز کے پروردگار ہر چیز پر قدرت سے میرے تمام گناہ بخشدے اور کسی بات
کا مجھسے سوال نہ کر ۱۲ منہ

اکیسواں باب ذکر داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ

وہ شمع دانش و بینش چراغ آفرینش عامل طریقت عالم حقیقت موحد الٰہی داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ اکابر طائفہ میں سے اور سید القوم تھے ورع میں حد کمال تک پہونچے ہوئے تھے اور فنون علوم میں بہرہ کامل رکھتے تھے فقہ میں خاص مہارت تھی بیس سال تک ابو حنیفہؒ کی شاگردی کی۔ فضیل اور ابراہیم ادہم کو دیکھا تھا۔ انکے پیر طریقت حبیب راعی تھے ابتدا ہی سے انکے دل میں حزن غالب تھا خلق سے ہمیشہ بھاگتے رہتے تھے توبہ کا سبب تھا کہ ایک نوحہ گر سے ایک شعر سنا جسکے معنے یہہ ہیں کہ وہ کونسا چہرہ ہے جو خاک میں نہ ملا اور وہ کونسی آنکھ ہے جو زمین میں دفن نہ ہوئی اس سے انکے نہایت درد پیدا ہو گیا اور قرار جاتا رہا اور متحیر ہو گئے اسی حالت میں امام ابو حنیفہ آپکے یہاں گئے اور اپنے حال میں دیکھا تو پوچھا تمکو کیا ہو گیا۔ انہوں نے واقعہ بیان کیا اور کہا میرا دل دنیا سے سرد ہو گیا اور ایسی چیز مجھ میں پیدا ہو گئی ہے کہ میں اس تک راہ نہیں جانتا اور کسی کتاب میں اس کے معنے نہیں پاتا اور وہ کسی فتوی میں نہیں آتے امام نے فرمایا خلق سے علیحدہ رہو۔ داؤد نے خلق سے روگردانی کر لی اور ایک مکان میں معتکف ہو گئے جب ایک مدت گذر گئی تو امام ابو حنیفہؒ انکے پاس گئے اور فرمایا یہ کوئی بات نہیں ہے کہ تم گھر میں معتکف رہو اور بات نہ کہو بات تو یہ ہے کہ لوگوں میں بیٹھو نامعلوم بات سنکر صبر کرو کچھہ نہ کہو اور نکات مسایل ان سے بہتر جانو۔ داؤد سمجھ گئے کہ جیسا استاد فرماتے ہیں ویسا ہی ہے۔ ایک سال تک درس میں جاتے تھے ائمہ کے پاس بیٹھتے اور کچھ نہ کہتے جو کچھ وہ کہتے اسپر صبر کرتے جواب دیتے اور سننے پر کفایت نہ کرتے۔ جب ایک سال ہو گیا تو کہا میرے اس ایکسال کے صبر سے تیس سال کا کام ہو گیا۔ پھر حبیب راعی کی صحبت میں بیٹھنے لگے اس کام میں آپکی کشائش انہیں سے ہوئی تو مردانہ وار اس راہ میں پیر رکھا اور کتابوں کو پانی میں ڈبا دیا عزلت اختیار کر لی اور خلق سے امید منقطع کر دی

انکو میں دینار میراث میں پہونچے تھے جو بیس سال تک انہیں سے کھاتے تھے بعض شیوخ نے کہا کہ بات ایثار ہے نہ کہ حفاظت سے رکھنا فرمایا میں اس قدر اس وجہ سے رکھتا ہوں کہ میری فراغت کا سبب ہے کہتے دم تک اسی ہو سامان کرنا۔ کام کرنے سے کبھی آرام نہ لیا یہاں تک کہ روٹی پانی میں ڈالتے اور پیتے فرماتے ہیں سے چبانے تک ہیں پچاس آیتیں پڑہ سکتا ہوں۔ ابو بکر عیاش کہتے ہیں میں داؤد کے حجرہ میں گیا تو انکو دیکھا کہ سوکہی روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں تھا اور روتے تھے میں نے کہا اے داؤد کیا ہوا جواب دیا میں اس ٹکڑے کو کہانا چاہتا ہوں مگر نہیں معلوم کہ حلال ہے یا حرام۔ ایک اور شخص انکے پاس گیا تو دیکھا ہے منہ پانی کا گھڑا دہوپ میں رکھا دیکھا۔ میں نے پوچھا سایہ میں کیوں نہیں رکھتے۔ فرمایا جب میں نے یہاں رکھا تھا تو سایہ تھا اب خدا سے شرم آتی ہے کہ نفس کیلئے تنعم کروں۔ آپکا گہر بہت بڑا تھا جب ایک کوٹھری خراب ہو جاتی تو دوسری میں بیٹھ جاتے۔ لوگوں نے کہا گہر کو بناتے کیوں نہیں۔ فرمایا میں نے خدائے عزوجل سے عہد کیا ہے کہ دنیا کو بناونگا نہیں۔ تمام مکان گر پڑا تھا سوا دہلیز کے جس شب کہ وفات ہوئی دہلیز بھی گر پڑی۔ ایک شخص آپکے پاس گیا اور کہا چھت ٹوٹ گئی ہے گر پڑیگی؟ فرمایا بیس سال سے میں نے اس چھت کو نہیں دیکھا۔ آپ سے کہا خلق کے پاس کیوں نہیں بیٹھتے۔ فرمایا کس کے پاس بیٹھوں اگر اپنے سے چھوٹوں کے پاس بیٹھوں تو وہ مجھے امر دین کا حکم نہ کریں گے اور بڑوں کے پاس بیٹھوں تو وہ میرے عیب نہ نکالیں گے اور مجھے میری آنکھ میں آراستہ ظاہر کریں گے پس صحبت خلق کا کیا کروں لوگوں نے پوچھا آپ عورت کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا میں مومن عورت کو فریب نہیں دینا چاہتا۔ پوچھا کیسے؟ فرمایا جب میں اسے کرونگا تو اسکا بار اپنی گردن میں ڈالونگا۔ لوگوں نے کہا داڑھی میں شانہ تو کیجئے فرمایا میں فارغ ہوں کہ یہ کام کروں۔ چاندنی کی رات تھی آپ کوٹھے پر گئے آسمان کو دیکھتے اور ملکوت میں تفکر کرکے روتے تھے یہاں تک کہ بیخود ہو کر گر پڑے۔ ہمسایہ نے سمجھا کہ چور چھت پر ہے تلوار لیکر کوٹھے پر چڑھا تو داؤد کو دیکھا۔ ہاتھ پکڑ کر

کہا تمکو کس نے گرادیا۔ فرمایا نہ معلوم میں موجود تھا مجھے خبر نہیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ
نماز کو دوڑتے جاتے ہیں۔ پوچھا کیا جلدی ہے۔ فرمایا شہر کے دروازہ پر لشکر ہے اور میرا
منتظر ہے۔ پوچھا کون لشکر۔ فرمایا گورستان کے مُردے۔ جب سلام پھیرتے تو ایسے چلتے
کہ کسی سے بھاگتے ہیں اور گھر میں چلے جاتے خلق سے وحشت کے باعث نماز کو جانے
سے بہت گھبراتے تھے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اُن سے اُنکو بے پرواکر دیا۔ ایک دن آپکی
والدہ نے دیکھا دھوپ میں بیٹھے ہیں اور پسینہ بہ رہا ہے۔ کہا جان مادر گرمی بہت ہے
اور تم ہمیشہ روزہ رکھتے ہو۔ اگر سایہ میں بیٹھو تو کیا ہو۔ فرمایا مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ
اپنے نفس کی خوشی کو قدم اُٹھاؤں اور میرے پاس چادر بھی نہیں ہے ماں نے کہا
یہ بات کیا۔ فرمایا بغداد میں جب بیٹے بُری حالتیں دیکھیں تو حق تعالیٰ سے بیٹے دعا
کی کہ اُس نے مجھ سے چادر لے لی تاکہ میں معذور رہوں اور جماعت میں حاضر نہ ہو سکوں
سولہ سال سے میرے پاس چادر نہیں مگر بیٹے تم سے نہ کہا۔ آپ ہمیشہ اندوہگین رہتے
تھے۔ جب رات ہوتی تھی تو کہتے الٰہی تیرے اندوہ نے تمام اندوہوں پر غلبہ کر لیا اور
میری نیند کھودی اور کہتے وہ شخص اندوہ سے کب باہر ہو گا جس پر متواتر مصائب آئیں
ایک درویش کہتے ہیں داؤد طائی کے پاس گیا تو اُنکو ہنستا دیکھا مجھے تعجب آیا اور بیٹے
کہا اے ابا سلیمان یہ خوشدلی کس چیز سے ہے۔ فرمایا سحر کے وقت مجھے شراب دی گئی
جسے شراب اُنس کہتے ہیں آج بیٹے عید اور بہت خوشی کی ہے۔ نقل ہے کہ
ایک ترسا نکلا اسے ٹکڑا دیدیا۔ اس شب کو ترسا نے صحبت کی تو معروف کرخی موجود
میں آئے۔ ابوربیع واسطی کہتے ہیں بیٹے داؤد سے وصیت چاہی تو فرمایا صُم عن الدنیا
وافطر عن الاخرۃ دنیا سے روزہ رکھو اور آخرت سے افطار کرو موت کو عید سمجھو
اور آدمیوں سے یوں بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ ایک اور نے وصیت چاہی فرمایا
زبان کی حفاظت کرو کہا اور کچھ۔ فرمایا خلق سے تنہا رہو اور اگر ہو سکے تو اُن سے

دل اُٹھا لو کہا اور کچھ فرمایا اس جہان میں سلامت دین کی کوشش کرو جس طرح اہل دنیا سلامت دنیا کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک شخص نے وصیت چاہی تو فرمایا دنیا کیلئے اتنی کوشش کرو جو دنیا میں رہنے تک کام آئے اور آخرت کیلئے اسقدر کوشش کرو جہاں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ ایک آدمی نے چاہی تو فرمایا مرجے تیرے منتظر ہیں۔ اور فرمایا آدمی توبہ و طاعت کو پس پشت ڈالے اور آدمیں مجھ کو مبتلائے گرشتہ کرے جس سے دوسروں کو منفعت ہو۔ ایک شخص سے فرمایا اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو اسکو رخصت کا سلام کرلے اور اگر کرامت چاہتا ہے تو آخرت پہ تکبیر کہہ دونوں سے گذر تو حق تک پہنچے۔ فضیل عیاض نے تمام عمر میں دو دفعہ لوگ کہتے تھا اور یہ فخر کرتے تھے ایکبار کوئی چھت کے نیچے بیٹھے تھے کہا اٹھو ہم ... گر پڑیگی۔ فرمایا تب سے میں یہاں ہوں ہں چھت کو نہیں دیکھا یعنی جیسی فضول باتیں مکروہ ہیں یونہی بیکار نظر کا چیز کو دیکھنا بھی حرام ہے دوسری بار کہا مجھے نصیحت کیجئے تو فرمایا خلق سے بھاگو۔ معروف کرخی فرماتے ہیں ہمنے کوئی شخص نہ دیکھا جو آپ سے زیادہ دنیا کو خوار سمجھتا ہو تمام اہل دنیا اور دنیا کی انکی آنکھ میں ذرا قدر نہ تھی۔ اگر کسی کو دیکھتے تو شکایت کرتے فرماتے تھے کہ جب میں کپڑا دھوتا ہوں تو دل کو متغیر پاتا ہوں لیکن فقیروں اور درویشوں کو بہت دوست رکھتے تھے انکے معتقد تھے اور چشم مروت و حرمت سے دیکھتے تھے حضرت جنید فرماتے ہیں ایک حجام نے آپکی حجامت بنائی انکو ایک دینار دیا۔ لوگوں نے کہا آپنے اسراف کیا۔ فرمایا جسے مروت نہ ہو اسکی عبادت نہیں۔ لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا مُرُوَّۃَ لَہٗ۔ ایک شخص آپکے پاس تھا وہ آپکو بہت دیکھتا تھا۔ فرمایا تو نہیں جانتا کہ جیسے بہت بولنا بُرا ہے ایسے ہی بہت دیکھنا بھی بُرا ہے۔ امام محمد و ابو یوسف رح میں خلاف ہوتا تو حکم آپ ہوتے جب وہ آپکے سامنے آتے تو ابو یوسف کی طرف پشت کرتے اور محمد کیطرف منہ کرکے ان سے اور انکی طرف سے ابو یوسف سے بات کرتے

اگر قول محمد موافق ہوتو فرماتے قول یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں اور ابو یوسف کا قول ٹھیک ہوتا
تو کہتے قول یہ ہے مگر انکا نام نہ لیتے۔ لوگوں نے کہا دونوں علم میں بزرگ ہیں ان سے
بات کیوں کرتے اور انکو عزیز رکھتے ہو اور انکو سامنے نہیں آنے دیتے۔ فرمایا اس وجہ سے
کہ محمد بن حسن بہت سی نعمت کی حالت سے علم کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ اور علم عزت
دین و ذلت دنیا کا سبب ہے۔ اور ابو یوسف ذلت و فاقہ سے آئے تھے انہوں نے
علم کو اپنے جاہ و عزت کا سبب گردانا تھا۔ پس محمد ہرگز انکی طرح نہیں کیونکہ امام ابو حنیفہ
کے تازیانے مارے مگر انہوں نے قضا قبول نہ کی اور ابو یوسف نے قبول کرلی جو
شخص اپنے استاد کا خلاف کرے ہم اس سے بات نہیں کرتے نقل ہے ہارون رشید نے ابو یوسف سے
درخواست کی کہ مجھے داؤد کے پاس لیچلو میں انکی زیارت کرونگا۔ ابو یوسف داؤد کے
دروازہ پر گئے مگر بار نہ پایا تو داؤد کی والدہ سے درخواست کی انہوں نے سفارش
کی تو داؤد نے انکار کیا اور فرمایا مجھے اہل دنیا اور ظالموں سے کیا کام۔ والدہ نے کہا میری دودھ کی
قسم ہے انکو اجازت دو۔ فرمایا میں ہرگز اس ظالم کو نہ دیکھوں گا۔ پھر کہا الٰہی تو نے فرمایا
کہ ماں کے حق کا خیال کرو کیونکہ میری رضا اسی میں ہے ورنہ مجھے ان سے کیا کام پھر
اجازت دیدی وہ آکر بیٹھ گئے جب ہارون لوٹنے لگا تو اشرفیوں کی تھیلی رکھدی
اور کہا یہ حلال ہے۔ فرمایا لیجاؤ مجھے اسکی حاجت نہیں میں نے طریق حلال سے اپنا گھر
فروخت کردیا اس سے خرچ کرتا ہوں اور خدائے تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ جب یہ خرچ
تمام ہوجائے تو میری جان لے لے تاکہ مجھے کسی سے حاجت نہ ہو۔ پس وہ دونوں چلے
گئے ابو یوسف نے آپکے وکیل سے پوچھا کہ آپکا خرچ کتنا رہا ہے کہا دس درم ہر روز۔
ایک دانگ خرچ کرتے ہیں حساب سے آخر روز ابو یوسف محراب سے پشت لگائے بیٹھے تھے تو
فرمایا آج داؤد کی وفات ہوگئی دیکھا تو ایسا ہی تھا۔ لوگوں نے پوچھا آپکو کیسے معلوم
ہوگیا۔ فرمایا میں نے انکے حساب کا خرچ کیا وہ بالکل باقی نہ رہا اور یہ میں جانتا ہوں کہ انکی دعا

مقبول ہو گی۔ آپکی والدہ سے آپکا حال وفات پوچھا تو کہا کہ تمام شب نماز پڑھتے رہے آخر شب میں سر سجدہ میں رکھکر نہ اٹھایا میرا دل پریشان ہوا بیٹے کہا بیٹے نماز کا وقت ہے جب غور کیا تو وفات پا چکے تھے۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ اسی عملیز میں آپ پڑے ہوئے تھے سخت گرمی تھی۔ ایک اینٹ سر کے نیچے رکھی ہوئی تھی اور نزع کی حالت میں قرآن پڑھ رہے تھے بیٹے کہا آپ کہیں تو میں آپکو کشادہ جگہ میں لے چلوں فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ اپنے نفس کے لئے کوئی درخواست کروں میرے نفس نے کبھی مجھ پر قابو نہیں پایا تو اس حال میں بدرجہ اولیٰ نہ ہونا چاہیئے پس اسی شب کو وفات پائی اور وصیت کی کہ مجھے دیوار کے نیچے دفن کرنا کہ کوئی شخص میرے سامنے سے نگذرے چنانچہ ایسا ہی کیا اور اب تک ایسا ہی ہے۔ بعد کو خواب میں دیکھا کہ ہوا میں اڑتے ہیں اور فرماتے ہیں اب میں نے زندان سے رہائی پائی۔ خواب دیکھنے والا بیان کرتا ہے جب آیا تو انکی وفات ہو گئی تھی۔ اور آپکی وفات کے بعد آسمان سے آواز آئی کہ داؤد طائی مقصود تک پہونچ گئے اور خدائے تعالےٰ ان سے خوشنود ہے۔

بائیسواں ۲۲ باب ذکر حارث محاسبی رح

وہ سید اولیاء عمدۃ اتقیاء محتشم محترم معتبر مفخم ختم کردہ خولمنا قبی شیخ عالم حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہر و باطن میں علمائے مشائخ میں سے تھے۔ اور معاملات و اشارات میں سب کے مقبول تھے۔ انواع علوم میں انکی تصانیف بہت ہیں۔ نہایت عالی ہمت اور بزرگوار تھے۔ سخاوت و مروت بہت تھی۔ فراست و حذاقت میں نظیر نہ رکھتے تھے اپنے وقت میں شیخ المشائخ تھے۔ تجرید و توحید میں مخصوص اور مجاہدہ و مشاہدہ میں منتہا پر اور طریقت میں مجتہد تھے۔ رضا انکے نزدیک احوال میں سے ہے نہ کہ مقامات میں سے اسکی شرح طول ہے۔ آپکی پیدایش حضرت حسن بصری رح کے زمانہ میں تھی اور وفات بغداد میں

شیخ ابو عبداللہ خفیف فرماتے ہیں ہمارے پیروں میں سے پانچ بزرگوں کی اقتدا انکی حال کی متابعت کرو اور باقی کو تسلیم کرو۔ ایک حارث محاسبیؒ دوسرے جنیدؒ تیسرے رویم چوتھے ابن عطار۔ پانچویں عمرو بن عثمان مکی۔ کیونکہ یہ علم شریعت طریقت حقیقت کے جامع ہیں۔ انکے سوا جو ہیں وہ اعتقاد کے لائق ہیں مگر یہ پانچوں اعتقاد کے بھی لائق ہیں اور اقتدا کے بھی۔ بزرگان طریقت رحمہم اللہ فرماتے ہیں ابو عبداللہ خفیف انہیں سے چھپے ہیں مگر انکی تعریف کرنا انکا کام نہیں۔ تیس ہزار دینار والد سے آپکو میراث میں پہونچے تھے فرمایا بیت المال میں لیجاؤ کہ بادشاہ کے سوجائیں۔ لوگوں نے کہا کیوں؟ فرمایا آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ فرقہ قدریہ میری امت کے مجوس ہیں اور میرا باپ قدریہ تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ مسلمان مجوس سے میراث نہیں لیتا اور میرا باپ مجوسی ہی تھا۔ آپکے حق میں اللہ کی ایسی عنایت تھی کہ جب کبھی مشتبہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے تو انگلی کی رگ کھیچ جاتی جس سے انگلی قابو میں نہ ہوتی وہ سمجھ لیتے کہ یہ لقمہ ٹھیک نہیں اور اسے ترک کر دیتے۔ جنیدؒ فرماتے ہیں ایک دن وہ میرے پاس آئے تو میں نے انپر بھوک کا اثر دیکھا کہا کہ کھانا لاؤں؟ فرمایا بہتر۔ میں گھر میں لینے کو گیا اور سات کو کسی شادی میں سے کچھ آیا تھا وہ انکے سامنے لیگیا تو انگلی نے انکی مطاوعت نہ کی لقمہ منہ میں رکھتے تھے مگر وہ نگلا نہ جاتا تھا آخر اٹھکر چلے گئے۔ پھر میں نے انکو دیکھا تو پوچھا۔ فرمایا میں بھوکا تھا اور جی چاہتا تھا کہ تمہارا دل رکھ دوں لیکن خدا نے میرے لئے نشان مقرر کر دیا ہے کہ جس کھانے میں شبہ ہوگا وہ میرے حلق میں نہ اتریگا اور میری انگلی کام نہ دیگی۔ میں نے ہر چند کوشش کی مگر وہ نہ اترا وہ کھانا کہاں کا تھا میں نے کہا ایک رشتہ دار کے گھر کا۔ پھر میں نے کہا آج میرے گھر آنا۔ کہا آؤنگا۔ چنانچہ آئے تو سوکھی روٹی کا ٹکڑا تھا وہ ہنس کر کھایا۔ کہا جو چیز فقیروں کے پاس لاؤ ایسی ہی لاؤ۔ خود فرماتے ہیں کہ تیس سال میرے کان نے میرے راز کے علاوہ کچھ نہیں سنا۔ پھر تیس سال اور گذرے کہ میرے دل نے سوا حق کے کسی اور کو نہ جانا اور فرماتے ہیں کہ جس شخص کو لوگ نماز میں دیکھیں اور وہ اس سے شاد ہو تو میں توقف کرتا تھا کہ آیا اسکی نماز باطل ہوگی یا نہیں اب میرا گمان غالب ہو گیا کہ باطل ہو جائیگی محاسبہ میں نہایت مبالغہ کرتے تھے اس وجہ سے آپکو محاسبی کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں اہل محاسبہ کی چند خصلتیں آزمودہ ہیں کہ

جب اُنپر قیام کیا ہے تو بتوفیق خدا منازل شریعت تک پہونچوگے ہیں اور تمام چیزیں قوت عزم سے
حاصل ہوتی ہیں جس کا عزم قوی ہوگا اسپر مخالفت ہوا آسان ہوگی پس عزم قوی رکھو اور ان خصلتوں کا
التزام رکھو کہ مجرب ہیں۔ اوّل یہ کہ خدای تعالیٰ کی قسم نہ کہاؤ نہ سچ پر نہ جھوٹ پر نہ سہو سے نہ قصداً
دوسرے جھوٹ سے پرہیز کرو تیسرے جب وفا کر سکتے ہو تو وعدہ کے خلاف نہ کرو اور جہاں تک ہوسکے
کبھی تو وعدہ نہ کرو کہ صواب نزدیک ہے چوتھے کسی پر لعنت نہ کرو۔ اگرچہ اوسنے ظلم کیا ہو۔ پانچویں بددعا
نہ کرو نہ گفتار سے نہ کردار سے اور بدلہ کی تلاش نہ کرو خدائے عزوجل کیلئے تحمل کرو چھٹے کسی پر گواہی نہ دو
نہ کفر نہ شرک نہ نفاق کی کہ یہ خدا کے غضب سے بہت قریب ہے ساتویں ظاہر و باطن میں کسی معصیت کا قصد نہ کرو
اپنے اعضا کو ہر معصیت سے باز رکھو آٹھویں اپنا بوجھ کسی پر نہ رکھو اور اپنا تھوڑا یا بہت بار سب پر سے
اُٹھا لو خواہ اُس کی حاجت تمکو ہو یا نہیں۔ نویں خلائق سے طمع بالکل اُٹھالو اور سب سے ناامید ہو جاؤ
دسویں درجہ کی بلندی کی تلاش نہ کرو ہر آدمی کو اپنے سے بہتر جانو۔ فرماتے ہیں قرب خدا میں دل کا علم
مراقبت ہے اور تمہاری حکام کے تحت میں آرام لینا رضا ہے اور تیر بلا کا نشانہ ہونا صبر ہے اور
اسباب حقتعالیٰ کو قایم سمجھنا توکل ہے اور نزول بلا کے وقت ظاہر و باطن میں بغیر کسی تدبیر کے ثابت
قدم رہنا تسلیم ہے۔ اور تمام ان بری باتوں سے باز رہنا خدا تعالیٰ جن سے راضی نہیں حیا ہے اور
محبت کے معنے ہیں بالکل ایک چیز کیطرف متوجہ ہونا اسکو اپنی تن جان پر ترجیح دینا اور ظاہر و باطن میں
اُس کی موافقت کرنا پھر جاننا کہ تجھ سے تقصیر ہے۔ اور خوف یہ ہے کہ ایک حرکت بھی کبھی جو اس کا
گمان ہو کہ اس حرکت پر گرفتار ہونگا۔ اور حقتعالیٰ سے اسکی ملامت خلق سے وحشت اور جس میں
خلق ہو اُس سے بھاگنا اور جسقدر انس حقتعالیٰ سے دل میں ہوتا ہے اُسکے ذکر سے حلاوت حاصل
ہوتی ہے پھر مخلوق سے انس اُٹھ جاتا ہے۔ اور فرماتے ہیں صادق وہ ہے کہ اُسے باک نہ ہو۔ اگر خلق کے
نزدیک اُسکی کچھ حقیقت نہ ہو اور اپنی صلاحیت سے بھی بیجا جانے۔ یہ پسند کرے کہ میرا ذرہ برابر عمل دیکھیں
اور تمام کاموں میں سستی سے پرہیز کرے کیونکہ اس وقت یہ دشمن تجھپر ظفر پائیگا جس وقت تم عزم
میں فتور دیکھو اپنے اوپر بالکل اطمینان نہ کرو۔ خدائے عزوجل سے پناہ مانگو اور فرماتے ہیں خدا کی جلوہ

ورنہ خود نہ رہو۔ یہ نہایت عمدہ بات ہے۔ اور فرماتے ہیں جس نے اپنے نفس کو ریاضت سے مہذب بنایا ہو اُسی سزاوار ہے کہ راہ دکھائیں۔ اور فرماتے ہیں جو شخص اہل بہشت کی لذت پانا چاہے اُس سے کہو کہ قلع صلح درویشوں کی صحبت میں رہے۔ اور فرماتے ہیں جو شخص مراقبت و اخلاص سے اپنا باطن درست کریگا خدائے تعالیٰ اُس کو مجاہدہ و اتباع سنت سے آراستہ کردیگا۔ اور فرماتے ہیں جو محل غیب میں حرکات دل کا عالم ہو وہ اس سے بہتر ہے کہ حرکات جوارح کا عالم ہو۔ اور فرماتے ہیں حرلیف جیسے خندق فضا میں گھستے بجز فضا میں غوطہ لگاتی ہیں اور جواہر وفا ان کا لگاتی ہیں تو سر خفا میں خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتی ہیں اور فرماتے ہیں تین چیزیں اگر ملیں تو اُن سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے مگر ہم نے نہ پائیں وہ دوست جو باامانت باوفا باشفقت ہو۔ **نقل ہے** کہ آپ کچھ تصنیف کرتے تھے ایک درویش نے پوچھا معرفت حق کا بندہ پر حق ہے یا بندہ کا حق پر آپ نے اسدن سے تصنیف کرنا چھوڑ دیا یعنے اگر کہو کہ معرفت بندہ کو خود حاصل ہو جاتی ہے تو حق پر بندہ کا حق ہوا اور یہ روا نہیں اور اگر معرفت حق کا بندہ پر حق ہو تو حق کے حق کا چھوڑنا روا نہیں یہاں تحیر ہو کر تصنیف شروع کی تو مطلب یہ ہے کہ جب معرفت حق کا حق ہے تو کرم کے سبب سے وہ اس حق کو ادا کریگا کتاب تصنیف کرنا معرفت میں کس کام آئیگا اپنے حق کو ادا کرنا چاہیئے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ۔ ایک اور مطلب ہے کہ معرفت بندہ پر حق کا حق ہے یعنی جب حق نے بندہ کو معرفت دی تو بندہ پر اُس کا حق ادا کرنا واجب ہے۔ جو حق بندہ عبادت سے ادا کریگا وہ بھی حق کا حق اور اُس کی توفیق سے ہوگا پس بندہ کا حق ہے کہ حق پر حق چھوڑدے پس کتاب تصنیف کرنا ترک کردیا جس وقت آپکی وفات ہوئی تو ایک درہم کے محتاج تھے۔ والد سے بہت سامان پایا تھا مگر کچھ نہ لیا اور اسی تنگدستی میں وفات پائی۔

تیئیسواں باب ذکر ابوسلیمان دارائی رح

وہ مجرد باطن و ظاہر مسافر غائب و حاضر دُر دریائے ورثانی ابوسلیمان دارائی رح یگانہ وقت و لطیفہ عہد تھے غایت لطف کے باعث آپکو ریحان القلوب کہتے تھے سخت ریاضت اور نہایت بھوک رہنے میں شان عظیم رکھتے تھے یہاں تک کہ انکو جنید ریحان الغیب کہتے تھے اس اُمت میں کوئی انکی بھوک پر صبر نہیں کرسکتا

آپ معرفت اور حالات غیوب القلوب و آفات عیوب النفوس میں پورا حصہ رکھتے ہیں۔ آپنے
کلمات عالیہ و اشارات لطیفہ فرماتے ہیں۔ دارا کے رہنے والے تھے جو ملک شام میں ایک گاؤں ہے
احمد حواری آپکے مرید کہتے ہیں کہ ایک شب کو مَیں خلوت میں نماز پڑھ رہا تھا اسمیں مجھے بہت راحت ملی
دوسرے روز مَیں نے سلیمان سے کہا تو فرمایا تم ضعیف شخص ہو کہ ابھی تمکو خلوت درپیش ہے خلا میں اور حالت ہے
اور ملا میں اور۔ دونوں جہان میں کسی چیز کی یہ مجال نہیں کہ بندہ کو حق سے باز رکھ سکے ابو سلیمان
فرماتے ہیں ایک رات کو مَیں مسجد میں تھا اور سردی سے آرام نہ تھا دعا کے وقت ایک ہاتھ اندر کر لیا
جس سے بہت آرام ملا سو گیا تھا تو ہاتف نے آواز دی کہ اے ابو سلیمان ہاتھ کی کہ تم نے باہر رکھا تھا جو
دنی تھی وہ ہمنے تمکو دی اگر دوسرا ہاتھ بھی باہر ہوتا تو اسکا حصہ بھی ملتا مَیں نے قسم کھالی کہ گرمی یا جاڑے
میں جب دعا مانگوں گا دونوں ہاتھ باہر رکھونگا فرماتے ہیں سبحان اللہ وہ خدا جس نے ناکامی و نامرادی
میں اپنا لطف رکھا اور فرماتے ہیں ایکبار مَیں سو گیا اور درد قضا ہو گیا تو مَیں نے ایک حور کو دیکھا اوسنے کہا
تم خوب سوتے ہو اور پانچسو سال ہوئے کہ پردہ میں مجھے تمہارے لئے آراستہ کر رہے ہیں اور ایک رات کو مَیں نے ایک گوشہ
سے حور دیکھی جو ہنستی تھی اور اوسکی روشنی ایسی تھی جو بیان نہیں ہو سکتی مَیں نے پوچھا یہ روشنی و جمال تجھے کہاں
سے ملا کہا ایک رات کو تو نے چند آنسو بہائے تھے اس پانی سے میرا منہ دھویا گیا یہ تمام روشنی و کمال اسی
سے ہے کہ تم پاک لوگوں کے آنسو حوروں کی چہرہ کا گلگونہ ہے جس قدر وہ زیادہ ہونگے ہم زیادہ خوبصورت ہونگے
اور فرماتے ہیں میری عادت تھی کہ کہانا کھاتے وقت نمک سے روٹی کہاتا تھا۔ ایکبار اس میں ایک تل تھا وہ مَیں نے
کہا لیا تو ایکسال تک میری حالت جاتی رہی جبجگہ ایک تل نہیں سماتا وہاں زیرہ دل میں، ہزار دن تیں
بلی ہوئی ہیں تو تیرا کیا حال ہوگا۔ فرماتے ہیں میرا ایک دوست تھا کہ جو کچھ مَیں مانگتا وہ دیتا ایکبار کوئی چیز
مَیں نے مانگی تو اس نے کہا کہ کتنا مانگیگا اسکی دوستی کی حلاوت میرے دل سے جاتی رہی اور فرماتے ہیں مَیں چاہا
کہ فلان خلیفہ سے کسی بات کو منع کرونگا اور وہ قبول کریگا لیکن آدمی بہت تھے مجھے خوف ہوا کہ اس
انکار کی حلاوت میرے دل میں شیریں ہوگی۔ اسوقت مَیں بے اخلاص ہو جاؤنگا۔ اور فرماتے ہیں مَیں نے ایک
مرید کو مکہ میں دیکھا کہ وہ زمزم کے پانی کے سوا کچھ نہیں کھاتا مَیں نے کہا اگر یہ پانی خشک ہو جائے تو کیا

کہا وہ اٹھ بیٹھا اور کہا جزاک اللہ خیرا اتنی سال تک میں درم پرست تھا اور چلا گیا احمد حواری کہتے ہیں
آپ جس وقت لبیک کہتے تھے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی بھیجی کہ اپنی امت کے ظالموں سے کہہ دو کہ
مجھے یاد نہ کریں کیونکہ جو ظالم مجھے یاد کریگا میں اس کو لعنت سے یاد کرونگا۔ فرمایا میں نے سنا ہے کہ جو شخص
شبہ کے مال سے حج کا خرچ کریگا اور لبیک کہیگا تو اسے جواب ملیگا کہ جبتک وہ مال جو تیرے پاس ہے واپس نہ
کرویگا نہ لبیک ہے نہ سعدیک۔ نقل ہے کہ فضیلؒ کے صاحبزادے آیت عذاب سننے کی طاقت نہ رکھتے
تھے فضیلؒ سے پوچھا کہ آپ کے صاحبزادہ اس درجہ خوف پر کیسے پہونچے۔ فرمایا گناہ کم ہونیکی وجہ سے
یہ بات سلیمان سے بیان کیگئی تو فرمایا جسکو خوف زیادہ ہوگا تو گناہ زیادہ ہونے سے ہوگا نہ کم ہونے
صالح بن عبدالکریم نے فرمایا کہ رجا و خوف مومن کے دل میں دو نور ہیں۔ پوچھا گیا ان میں کون زیادہ
روشن ہے؟ فرمایا رجا۔ یہ بات سلیمان تک پہونچی تو فرمایا سبحان اللہ یہ کیسی بات ہے ہم نے دیکھا ہے کہ
خوف سے تقوی اور صوم و صلوٰۃ و اعمال ظاہر ہوتے ہیں رجا سے نہیں ہوتے۔ فرماتے ہیں
میں اس آگ سے ڈرتا ہوں جو خدائے عزوجل کی عقوبت ہے یا اس خدا سے ڈرتا ہوں جسکی عقوبت
آگ ہے۔ اور فرماتے ہیں دنیا و آخرت میں تمام چیزوں کی اصل خوف حق تعالیٰ سے ہے جب رجا
خوف پر غالب ہو جائے گی تو دل خراب ہو جائے گا اور جبتک دل میں خوف دائم رہیگا خشوع
دل میں ظاہر ہوگا اور اگر خوف دائم نہ ہوگا کبھی کبھی دل میں آجائیگا تو ہرگز دل کو خشوع حاصل نہ ہوگا
اور فرماتے ہیں ہرگز دل سے خوف جدا نہیں ہوتا مگر جبکہ وہ خراب ہو جائے۔ ایک روز احمد حواری سے
فرمایا کہ جب تم آدمیوں کو رجا سے عمل کرتے دیکھو تو جہاں تک ہو سکے خوف سے عمل کرو۔ لقمان حکیم
نے اپنے لڑکے سے کہا خدا سے اس طرح ڈرو کہ اسکی رحمت سے ناامید نہ ہو اور اس سے اس طرح امید
رکھو کہ اسکے عذاب سے بیخوف نہ ہو جاؤ۔ فرماتے ہیں جب اپنے دل کو شوق میں ڈالو تو اسکے بعد خوف میں ڈالو
تاکہ اس شوق کو وہ خوف دور کردے یعنی ہر وقت تو بہ نسبت شوق کے خوف کا زیادہ حاجتمند ہے
اور فرماتے ہیں تمام کاموں سے بڑھ کر نفس کا خلاف کرنا ہے۔ اور ہر چیز کی ایک علامت ہے محروم ہونیکی
علامت گریہ سے ہاتھ اٹھانا ہے اور ہر چیز کے لئے زنگار ہے اور نور دل کی زنگار پیٹ بھر کر

کھاتا ہے۔ اور فرماتے ہیں حرام تمام عقوبت ہے کیونکہ سیر ہونیکی علامت ہے۔ اور جو شخص سیر ہو کر کھائیگا
اُس میں چھ باتیں ظاہر ہونگی عبادت میں حلاوت نہ پائیگا۔ اور اُسکا حافظہ حکمت کی یادداشت میں
کم ہو جائیگا۔ اور خلق پر شفقت سے محروم رہیگا کہ وہ سب جہان کو سیر سمجھیگا۔ اور عبادت اُسپر گراں
ہوگی۔ اور شہوات اسمیں زیادہ ہو جائینگی۔ تمام مومن مساجد کے گرد پھریں گے اور وہ گھوڑدوڑ کے
گرد۔ اور فرماتے ہیں۔ بھوکا رہنا خدائے عزوجل کے نزدیک خزانہ ہے وہ اسی کو دیتا ہے جسے دوست رکھتا
ہے۔ اور فرماتے ہیں جب آدمی سیر ہوتا ہے تو اُسکے تمام اعضا شہوات کے بھوکے ہوتے ہیں اور جب بھوکا
ہوتا ہے تو تمام اعضا شہوات سے سیر ہوتے ہیں یعنی جبتک شکم سیر نہ ہوگا کسی شہوت کی آرزو نکریگا
اور فرماتے ہیں بھوک آخرت کی کنجی ہے اور سیری دنیا کی کنجی ہے۔ اور فرماتے ہیں جب تجھے دنیا اور
آخرت کی کوئی حاجت ہو تو جبتک وہ حاجت روا نہ ہو کچھ نہ کھا کیونکہ سیر ہونا عقل کو متغیر کر دیتا
اور بھوکے رہو کہ بھوک نفس کو ذلیل دل کو رقیق کرتی اور آسمانی علم ظاہر کرتی ہے۔ اور فرماتے ہیں اگر
ایک لقمہ حلال میں کم کھاؤں تو اس سے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ صبح تک نماز پڑھوں کیونکہ ترا اُس وقت
ہوتی ہے جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور مومن کے دل میں رات اُس وقت ہوتی ہے جبکہ معدہ
کھانے سے پُر ہوتا ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ شہوتِ دنیا سے وہی صبر کریگا جس کے دل میں نور ہوگا
کہ وہ اسکو آخرت کیطرف مشغول رکھیگا۔ اور فرماتے ہیں جب بندہ اُسپر صبر نکریگا جسے بہت دوست رکھتا
ہے تو اُسپر کیسے صبر کریگا جسے دوست نہیں رکھتا۔ اور فرماتے ہیں وہ شخص بہت اچھا ہے جو تمام عمر میں ایک
قدم اخلاص میں رکھے۔ اور جب بندہ کثرت وسواس ریا سے خالص ہو جائیگا تو نجات پا جائیگا۔ اور
اعمال خالص بہت کم ہیں۔ اور فرماتے ہیں اگر صادق شخص دل کی حالت بیان کرنا چاہیگا تو اسکی
زبان کام نہ دیگی۔ اور فرماتے ہیں ہر چیز کا زیور ہے اور دل کا زیور صدق خشوع ہے۔ اور فرماتے ہیں صدق کو
اپنی سواری اور حق کو شمشیر بنا لو اور رضا کو اپنی غایت سمجھو۔ اور فرماتے ہیں خدا کے ایسے بندے بھی ہیں جو اس
سے اُس کے ساتھ معاملہ کرنیسے شرم کرتے ہیں پس اُس سے رضا کا معاملہ کرتے ہیں بعض صبر میں یعنی کہتے
ہیں کہ خود میں صبر کرتا ہوں لیکن رضا میں کچھ نہیں ہوتا۔ اور فرماتے ہیں رضا یہ ہے کہ خدای تعالی سے

بہشت نہ چاہے اور دوزخ سے پناہ نہ مانگے۔ اور فرماتے ہیں میں نہی کی حد اور ورع کی نہایت نہیں جانتا مگر اُسکی راہ جانتا ہوں۔ اور فرماتے ہیں ہر مقام سے حال تک پہونچا مگر رضا کی بوبھی مجھ تک نہ پہونچی باوجود اس کے اگر عالم کو دوزخ میں لیجائیں تو سب کراہت سے جائیں گے اور میں خوشی سے کیونکہ اگر میری رضا نہیں ہے تو اسکی تو رضا ہے۔ اور فرماتے ہیں ہم رضا میں ایسی جگہ پہونچگئے ہیں کہ اگر ساتوں طبق دوزخ کے ہماری سیدھی آنکھ میں رکھدیں تو ہماری خاطر میں بھی نہ گذرے کہ الٹی آنکھ میں کیوں نہ رکھی۔ اور فرماتے ہیں تواضع یہ ہے کہ اپنے عمل میں ذرا غرور نہ کرے اور بندہ ہرگز تواضع نکریگا جبتک اپنے نفس کو نہ جانے اور ہرگز زہد نکریگا جبتک نہ سمجھیگا کہ دُنیا کچھ نہیں اور زہد یہ ہے کہ جو چیز تمکو حقتعالی سے باز رکھے اُسکو ترک کردو۔ اور علامت زہد کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا صوف پہنے جسکی قیمت تین درم ہو تو تیرے دل میں ایسے صوف کی رغبت نہو جسکی قیمت پانچدرم ہو۔ اور کسی پر زہد کی گواہی نہ دو اسلیئے کہ وہ دل میں تجھسے غائب ہے، اور ورع میں حاضر۔ اور فرماتے ہیں ورع زبان میں زیادہ سخت ہے کہ سیم و زر دل میں ہو۔ اور فرماتے ہیں حصن حصین زبان کا نگاہ رکھنا ہے اور مغز عبادت بھوک ہے اور دُنیا کی دوستی تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اور فرماتے ہیں دُنیا کی فکر آخرت میں حجاب ہے اور آخرت میں تفکر ثمرۂ حکمت اور دلوں کی زندگی ہے۔ اور فرماتے ہیں عبرت سے علم زیادہ ہوتا ہے اور تفکر سے خوف اور تصوف یہ ہے کہ آدمی ایسے کام کرے جن کو سوائے خدا کے کوئی نہ جانے اور ہمیشہ خدا کیطرف خیال رکھے۔ اگر کوئی شخص آپکے سامنے معصیت کا ذکر کرتا تو آپ زار زار روتے اور فرماتے قسم خدا کی میں طاعت میں اس قدر آفت دیکھتا ہوں کہ معصیت کی حاجت نہیں۔ اور فرماتے ہیں آنکھوں کو رونے کی اور دل کو فکر کی عادت ڈالو۔ اور بندہ اگر کسی بات پر نہ روئے سوائے اس کے کہ اپنا زمانہ کس قدر ضایع کیا تو موت تک اندوہ اُسے کافی ہے۔ اور جو خدا کو پہچانتا ہے وہ دل کو اس کی فکر سے فارغ کرتا اُسکی خدمت میں مشغول ہوتا اور اپنی خطاؤں پر روتا ہے۔ اور بہشت میں بہت سے صحرا ہیں۔ جب بندہ ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو فرشتے اُس کے نام کے درخت لگا دیتے ہیں۔ جب بندہ ذکر چھوڑ دیتا ہے تو وہ بھی بس کر دیتے ہیں۔ اور جو شخص ناصح کی خواہش رکھتا ہو وہ دن رات کی گردش پر غور

کرے۔ اور جو بصدق دل شہوت سے باز آئے گا تو حق تعالیٰ اس سے بہت کریم ہے کہ اُسکو عذاب کیجے
اور اس کے دل سے وہ شہوت نکال دیگا۔ اور جو شخص نکاح و سفر اور باتیں لکھنے میں مشغول ہوا وہ دُنیا
کی طرف متوجہ ہو گیا مگر نیک عورت کہ وہ دُنیا سے نہیں بلکہ آخرت سے ہے یعنے تجھے فارغ رکھیگی کہ تو
کار آخرت میں مشغول رہے لیکن جو مال اور اہل و فرزند تجھے حق سے باز رکھیں وہ شوم ہیں۔ اور فرماتے
ہیں جس عمل کا ثواب دُنیا میں نقد نہ پاؤ تو جان لو کہ آخرت میں اُسکا بدلہ کچھہ نہ ملیگا یعنی اس طاعت
کے قبول کی راحت تجھے یہاں پہونچنا چاہیئے۔ وہ ایک ٹھنڈی سانس جو درویش کے دل سے اُس
آرزو کے وقت نکلے جسکے پانے سے وہ عاجز ہو ہزار سالہ طاعت و عبادت سے بڑھ کر ہے
اور سخاوت بہتر وہ ہے جو حاجت کے موافق ہو۔ اور زاہدوں کا آخر قدم متوکلوں کا اوّل قدم ہے
اور غافل جان لیں کہ اُن کے ہاتھ سے کیا جا رہا ہے تو اُسکی سختی سے فوراً مر جائیں۔ اور حقتعالیٰ
عارف کو لیٹے ہوئے ہوتے ہوئے ہیں وہ بات روشن کر دیتا ہے جو نماز پڑھنے والے کو ہر گز نہیں روشن
کرتا۔ اور عارف کی چشم دل کشادہ ہو جاتی ہے۔ تو چشم سر بند ہو جاتی ہے یعنی سوا اُس کے کسیکو نہیں
دیکھتا۔ اور فرماتے ہیں سب سے بہتر چیز جس سے خدا تعالیٰ تک قربت ڈھونڈہیں خود خدا تعالیٰ ہے
وہ تیرے دل پر مطلع ہے کہ تو دُنیا و آخرت سے اُسیکو چاہتا ہے۔ اور اگر معرفت کا کسی جگہ نقشہ
کھینچیں تو جو شخص اُسے دیکھے وہ اُسکی زیبائی جمال سے مر جائے اور اُس کے نور کے مقابلہ میں تمام
روشنیاں ماند پڑ جائیں۔ اور معرفت بہ نسبت بات کرنیکے خاموشی سے زیادہ نیک ہے۔ اور
مومن کا دل ذکر سے روشن ہے فکر اُسکی غذا ہے اور اُنس اُسکی راحت معاملت اُسکی تجارت ہے
اور مسجد دوکان عبادت اُس کا کسب ہے، اور قرآن اُسکی پونجی۔ دُنیا اُس کی کھیتی ہے اور قیامت
خرمن گاہ اور اُس کے رنج کا ثمرہ حق تعالیٰ کا ثواب۔ اور فرماتے ہیں۔ ہماری اس زمانہ میں سب سے
بہتر چیز صبر ہے۔ اور صبر دو قسم کا ہے۔ ایک اُس پر جسے طلب نہ کرے۔ اور دوسرا اُس پر جس کا تو
طالب ہے۔ وہ باتیں جن پر ہوا تجھے بلائے اور حقتعالے نے تجھکو اس سے منع فرمایا ہے۔ اور جو چیز کہ
اُس میں شر نہیں وہ نعمت پر شکر اور بلا پر صبر ہے۔ اور جو شخص اپنے نفس کی کچھہ قیمت جانیگا

وہ خدمت کی حلاوت ہرگز نہ پائے گا۔ اور ہر چیز کے لئے کار دینی ہے اور کار دین آخرت اور بہشت ترک
دنیا ہے۔ اور ہر دو میں ان سے دوستی آخرت نے اسباب اٹھالیا جسمیں دوستی دنیا نے قرار پکڑلیا اور
جسکے قلب نے دنیا کو ترک کردیا تو نور حکمت سے منور ہوگیا۔ اور دنیا خدائے عزوجل کے نزدیک مچھر
کے پر سے بھی کمتر ہے۔ اسکی قیمت ہی کیا ہے جو کوئی اسمیں زاہد ہو۔ اور جو شخص خدائے تعالے تک اپنے
نفس کی معرفت کرنیکے وسیلہ تلاش کرے اوسکا نفس خدائے تعالے محفوظ رکھیگا اور اسکو اہل جنت میں سے
کریگا۔ اور خدائے تعالی فرماتاہے کہ اے میرے بندے اگر تو مجھ سے شرم کریگا تو تیرے عیوب کو لوگوں کی
نگاہوں سے پوشیدہ رکھوں گا اور تیری لغزشیں لوح محفوظ سے محو کردونگا۔ اور روز قیامت تجھ
پر تجھ سے سختی نہ کرونگا۔ ایک مرید سے فرمایا کہ اگر کسی دوست سے خیانت دیکھو تو عتاب نکرو۔ کیونکہ
ممکن ہے کہ عتاب میں اس سے زیادہ سخت بات سنو وہ مرید کہتے ہیں میں نے آزمایا تو ایسا ہی تھا۔ احمد [illegible]
کہتے ہیں ایک دن شیخ سفید کپڑے پہنے تھے۔ فرمایا کاش کہ میرا دل اور لوگوں کے دلوں [illegible] ہوتا
جیسے میرے کپڑے [illegible] انکے کپڑوں میں۔ جنید فرماتے ہیں کہ انکی احتیاط ایسی تھی کہ اکثر فرماتے کہ مشائخ کے
نفعوں میں کوئی بات میرے دل میں آئی تو چند روز تک میں نے اسکو قبول نہ کیا بغیر کتاب وسنت دو
عادل گواہوں کے۔ اور مناجات میں کہتے تھے الہی وہ تیری خدمت کے لائق کیسے ہوسکتا ہے جو تیرا [illegible]
ہو ہی نہیں سکتا اور تیری رحمت کا وہ کیسے امیدوار ہو جو تیری معصیت سے شرم نہ رکھے۔ وہ حضرت
معاذ بن جبل کی صحبت میں رہے تھے اور آپ سے علم حاصل کیا تھا جب آپکی وفات نزدیک ہوئی تو
اصحاب نے کہا آپکو بشارت ہو کہ آپ خداوند غفور کی درگاہ میں جاتے ہیں۔ فرمایا یہ کیوں نہیں
کہتے کہ ایسے خداوند کی درگاہ میں جاتے ہو جو صغیرہ کا حساب کریگا اور کبیرہ پر عذاب دیگا۔ جب انکی
بعد وفات لوگوں نے خواب میں دیکھا تو پوچھا خدائے عزوجل نے آپکے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا رحمت و عنایت
کی لیکن اس قوم کے اشارے نے مجھے بہت نقصان دیا یعنی میں اہل دین میں انگشت نما تھا۔

چوبیسواں باب ذکر محمد سماک رحمۃ اللہ علیہ

وہ حافظ قرآن واعظ اخوان زاہد متمکن عابد متدین قطب افلاک محمد سماک رحمۃ اللہ تعالی علیہ امام و مقبول

امام تھے کلام عالی اور بیان شافی رکھتے تھے اور نصیحت میں آیت تھے معروف کرخی رح کو آپ کے کلام سے
کشائیش ہوتی تھی خلیفہ ہارون الرشید آپکی بہت تواضع کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا اے امیر المومنین شرف میں تمہاری
تواضع آپکی کثرت شرف سے بڑھ کر ہے۔ فرماتے ہیں تواضع کا حق یہ ہے کہ اپنے آپکو کسی فضیلت سے نہ دیکھے
فرماتے ہیں اس سے پہلے آدمی وہ تھے کہ ان سے شفا ہوتی تھی اب وہ درد ہیں کہ اسکی دوا نہیں پس
طریقہ یہ ہے کہ خدائے عزوجل کو اپنا مونس بناؤ اور اس کی کتاب کو ہمراز۔ اتفاق گردن میں ایک رسی
اور پاؤں میں بیڑی ہے اُسے کہل ڈال تاکہ نفع پائے۔ اور ایک وقت میں وعظ غافلوں پر
گراں آتا تھا جس طرح اب عمل عالموں پر۔ ایک زمانہ میں وعظ تھوڑے تھے جیسے اب عامل کم ہیں۔ احمد
حواری فرماتے ہیں کہ ابن سماک رح بیمار ہوئے آپ نے انکا قارورہ طبیب کے پاس لیگیا وہ مجوسی تھا۔
راہ میں ایک نیک نورانی شخص اُجلے کپڑے پہنے خوشبو لگائے میرے سامنے آئے اور کہا کہاں جاتے
ہو میں نے حال بیان کیا تو کہا سبحان اللہ خدا کا دوست دشمن خدا سے مدد چاہتا ہے۔ لوٹ کر ابن
سماک رح کے پاس جاؤ کہ جس مقام پر تکلیف ہے وہاں ہاتھ رکھ کر پڑھیں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ
الرَّجِیْمِ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ میں نے لوٹ کر حال بیان کیا شیخ نے ایسا ہی کیا اور اسی وقت
شفا پائی پھر مجھ سے فرمایا تم اُسکو پہچانتے ہو میں نے کہا نہیں فرمایا وہ خضر ع تھے۔ حالت نزع میں
آپ کہتے تھے کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ جب میں معصیت کرتا تھا تو تیرے اہل طاعت کو دوست رکھتا تھا
اسکو اسکا کفارہ کر دے۔ نقل ہے کہ آپ مجرد تھے لوگوں نے پوچھا بیوی کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا حق
سے کہ میں دو شیطانوں کی طاقت نہیں رکھتا پوچھا کیسے۔ فرمایا ایک شیطان میرے ساتھ ہے اور ایک
اس کے میں دو شیطانوں کے ہاتھ میں کیسے رہ سکتا ہوں۔ بعد وفات کے آپکو خواب میں دیکھا تو پوچھا
خدائے تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا بالکل رحمت کی اور خلعت و اکرام فرمایا۔ مگر کسی شخص کی وہ
آبرو نہیں جو ان لوگوں کی ہے جو رنج و تعب میں رہتے ہیں اور عیال کا بار اٹھاتے ہیں۔

پچیسواں باب ذکر محمد بن اسلم طوسی رح

وہ قطب دین و دولت شمع جمال شرع و سنت زین ملت طہر فلک عرفان ... ساحل قدسی

محمد بن اسلم طوسیؒ یگانۂ جہان اور مقتدائے مطلق تھے۔ آپکو لسان الرسول اور شحنۂ خراسان کہتے تھے۔
کیونکہ وہ قدم متابعت سنت میں نہ تھا جو آپکا۔ تمام عمر آپکی حرکات و سکنات قانون سنت کے مطابق
امام علی بن موسیٰ الرضا رضہ کے ہمراہ نیشاپور پہنچے۔ اسحٰق بن ناہریہ الحنظلی اونٹ کی مہار کھینچتی تھی شہر میں
آئے تو بالونکا کرتہ پہنے تھے اور نمد کی ٹوپی سر پر رکھے تھے اور کتاب کا خریطہ کاندھے پر تھا۔ لوگوں نے
جب آپکو اس طرح دیکھا تو روئے اور کہا ہم آپکو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتے۔ آپ واعظ تھے چند معدود
شخص آپکی مجلس میں آتے تھے۔ باایں ہمہ آپکی برکت سے پچاس ہزار آدمی راہ راست پر آگئے اور فساد سے
ہاتھ اٹھا لیا۔ کئی دو سال تک آپکو قید رکھا کہ قرآن کو مخلوق کہو مگر نہ کہتے تھے۔ قید خانہ میں ہر جمعہ کو
غسل کرتے اور جا نماز کاندھے پر ڈالکر دروازہ تک آتے۔ جب نگہبان منع کرتے تو لوٹ جاتے اور کہتے
الٰہی جو کچھ میرے اوپر حق تہا وہ میں نے کیا۔ اب تو جانے۔ جب قید سے رہائی پائی تو عبداللہ بن طاہر کہ والی نیشاپور
تھے پہنچے تو رؤسا شہر نے انکا استقبال کیا اور تین روز تک تمام شہر انکی سلام کو گیا۔ انہوں نے
پوچھا کوئی باقی رہا جو ہمارے سلام کو نہیں آیا۔ لوگوں نے کہا دو شخص ایک احمد حرب۔ دوسرے
محمد بن اسلم طوسیؒ۔ پوچھا کیوں؟ کہا وہ علمائے ربانی ہیں۔ بادشاہوں کے سلام کو نہیں جاتے۔
کہا اگر وہ ہمارے سلام کو نہیں آئے تو ہم انکی سلام کو جائیں گے۔ پس اوّل احمدؒ کے پاس کا ارادہ کیا انکو
خبر ہوئی تو فرمایا اسکے دیکھنے سے چارہ نہیں۔ وہ گئے تو شیخ احمد سر نیچے ڈالے ہوئے تھے۔ بہت دیر کے بعد
سر اٹھا کر عبداللہ کو دیکھا اور فرمایا میں نے سنا تھا کہ تو خوبصورت شخص ہے اب میں نے دیکھا تو بہت ہی خوبصورت
ہے پس اس اچھے منہ کو معصیت اور حکم خدا کی مخالفت سے برا نہ کر۔ عبداللہ نے محمد بن اسلم کی خدمت کا
عزم کیا تو آپنے اسکو بار نہ دیا۔ عبداللہ آپکے دروازہ پر یونہی سوار کھڑے رہے۔ کہا آخر نماز کے وقت
تو نکلیں گے اور وہ جمعہ کا دن تہا۔ نماز کے وقت آپ باہر آئے جب عبداللہ کی نظر آپ پر پڑی تو گھوڑے
سے کود پڑے اور آپکے پاؤں پر بوسہ دیکر کہا الٰہی اس وجہ سے کہ میں برا شخص ہوں وہ مجھے دشمن رکھتے ہیں اور میں
اس وجہ سے کہ وہ اچھے شخص ہیں انکو دوست رکھتا ہوں۔ اپنے فضل سے اس بُرے کو نیک شخص کا طفیلی بنا دے
پھر محمد بن اسلم طوسی نے طوس کا عزم کیا اور وہاں ایک مسجد میں ساکن ہو گئے۔ آپ عرب تھے مگر طوس میں

مقیم ہوگئے تھے۔ آپکے دروازہ پر پانی جاری تھا اور آپکو جاری پانی چاہتا تھا تو اس مدت میں وہاں
سے ایک کوزہ پانی بھی نہ لیا اور فرمایا یہ آدمیوں کا پانی ہے جب اُسکا سیلاب حد سے گذر گیا تو کنوئیں
سے پانی بھر کر اسمیں ڈالدیا اور پانی کا کوزہ اُس میں سے لیا۔ پھر نیشاپور میں آگئے۔ ایک بزرگ
فرماتے ہیں کہ میں رُوم میں تھا ناگاہ ابلیس کو دیکھا کہ ہوا سے گرا اور قریب تھا کہ پیر سے گر پڑے میں نے
کہا اے ملعون یہ کیا حالت ہے۔ کہا اسوقت محمد بن اسلم نے وضو کیا تو میں اُنکے وضو میں یہاں
آگیا اور قریب ہے کہ پیر سے گر پڑوں آپ ہمیشہ قرض لیکر فقیروں کو دیتے تھے۔ ایکبار ایک یہودی
نے آکر کہا میرا کچھ قرض آپ پر ہے۔ آپنے فرمایا کچھ نہیں۔ مگر قلم آپنے بنایا تھا اُس کی تراش
وہاں پڑی تھی۔ فرمایا اسے اُٹھالے اس نے اُٹھائی تو فوراً سونا ہوگئی۔ یہودی نے کہا جس
دین کے ایک بزرگ کے ہاتھ سے لکڑی سونا ہوگئی وہ باطل نہیں فوراً مسلمان ہوگیا
ابُو علی فارسی رح نیشاپور میں بیان فرماتے تھے اور امام الحرمین موجود تھے۔ پوچھا۔ اَلْعُلَمَاءُ
وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ کون لوگ ہیں۔ ابُو علی نے فرمایا وہ نہ میں ہوں نہ تم بلکہ وہ شخص ہے جو دروازہ
پر سوار ہے اور محمد بن اسلم کیطرف اشارہ کیا نیشاپور میں آپ بیمار ہوئے تو ایک ہمسایہ نے خواب میں
دیکھا کہ آپنے فرمایا الحمد للہ میں اس رنج سے رہائی پائی۔ وہ شخص بیدار ہوا تو آپکو خبر کرنیکے لئے گیا۔
مگر آپ وفات کر چکے تھے۔ جب قبر میں رکھنے کو لئے جاتے تھے تو پرانے کپڑے جو پہنا کرتے تھے
اور جس نمدہ پر بیٹھا کرتے تھے وہ اُنکے جنازہ پر پڑے ہوئے تھے۔ دو بوڑھی عورتیں کوٹھے
پر تھیں اُنھوں نے کہا محمد بن اسلم نے وفات کی اور جو کچھ یہ کہتے تھے وہ اپنے ساتھ لیگئے۔
دُنیا اُنکو کبھی فریفتہ نہ کر سکی:۔

چھبیسواں باب ذکر احمد حرب رحمۃ اللہ علیہ

وہ مبین مقام ملکت امین وامام سنت زبدۂ زہاد قبلۂ عباد قدوۂ شرق و غرب پیر خراسان احمد
حرب رحمۃ اللہ علیہ آپکے فضائل بہت ہیں ورع میں یکتا نہ کہتے تھے۔ عبادت میں یگانہ تھے اور معتقد فیہ

یہاں تک کہ یحیی معاذ رازیؒ نے وصیت کی تھی کہ جب میری وفات ہو تو میرا سر اُنکے پیروں پر
رکھ دینا۔ تقوی کی یہ حالت تھی کہ آپکی والدہ نے ایک جانور بھونا اور کہا اسے کھالو کہ میں نے اپنے گھر پالا
تھا اور اسمیں کوئی شبہ نہیں۔ فرمایا ایک دن ہمسایہ کے کوٹھے پر جاکر چند دانہ کھا آیا تھا اور وہ ہمسایہ
شاہی ہے۔ یہ سبب حلق کے قابل نہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ نیشاپور میں دو احمد ہوئے ہیں
ایک محض دین پر تھے اور ایک محض دنیا پر تھا۔ ایک احمد حرب اور دوسرا احمد سوداگر۔ احمد حرب پر اسقدر
ذکر الٰہی غالب تھا کہ حجامت بنانے والا آپکی لبیں درست کرنا چاہتا اور آپ ذکر کرتے رہتے۔ حجام نے کہا
اتنا توقف کیجیئے کہ میں آپکی لبیں درست کردوں۔ فرمایا تو اپنا کام کر یہاں تک کہ کئی جگہ سے آپ کا
لب کٹ گیا۔ ایکبار ایک دوست نے آپکو خط لکھا۔ مدت تک جواب لکھنا چاہتے تھے مگر فرصت نہ پاتے
تھے۔ ایک روز ایک مرید سے فرمایا کہ اس دوست کے خط کا جواب لکھدو اور کہو کہ اب خط نہ لکھنا
کیونکہ ہمیں جواب کی فرصت نہیں اور لکھدو کہ خدا کی طرف مشغول ہو۔ والسلام۔ اور احمد سوداگر
پر دنیا کی حرص اسقدر غالب تھی کہ ایکروز باندی سے کہا کھانا لا۔ وہ لائی اتنے میں وہ حساب کرتے
کرتے سو گیا۔ جب بیدار ہوا تو کہا اے کنیز کیا میں نے تجھے کھانا لانیکو نہ کہا تھا۔ وہ دوبارہ لائی
تو پھر حساب میں مشغول ہو گیا۔ تین بار یہی نوبت ہوئی۔ جب باندی نے دیکھا کہ مالک بھی ایسا
ہے تو تھوڑا سا کھانا اُس کے لب دندان پر مل دیا۔ جب بیدار ہوا تو اپنا منہ آلودہ پاکر کہا
طشت لا۔ سمجھا کہ کھانا کھا لیا ہے اور قے کروں گا۔ نقل ہے کہ احمد بن حرب نے اپنے ایک فرزند کو
توکل کی ترغیب دی اور فرماتے تھے کہ جب تجھکو کسی چیز کی حاجت ہو تو اُس سوراخ پر جاکر کہو کہ
الٰہی مجھے فلاں چیز دیدے۔ اور گھر والوں سے کہدیا تھا کہ جو کچھ وہ مانگے سوراخ میں سے اسیوقت
ڈالدیا کرو۔ مدت تک یہی حال رہا۔ ایکروز گھر والے نہ تھے اسنے روز کے قاعدہ پر کھانے کی خواہش
کی تو باری تعالیٰ نے غیب سے کھانا بھیجدیا۔ گھر والے آئے تو اسکو کھانا کھاتے دیکھا۔ پوچھا کہاں سے
آیا۔ کہا وہیں سے جہاں سے روز آتا ہے۔ تو احمدؒ نے فرمایا یہ بات اُس کے لئے مسلم ہو گئی۔ ایک
بزرگ فرماتے ہیں میں احمد حرب کی مجلس میں گیا تو انکی زبان سے ایک کلمہ ایسا نکلا کہ جس سے میرا

دل روشن ہوگیا چالیس سال ہوگئے ابھی تک اُس کا ذوق میں پاتا ہوں ایک روز دل میں یہ نہیں ہوتا کب
رات کو اپنے صومعہ میں عبادت کو گئے اور بارش زور سے ہورہی تھی تو اُن کے دل میں آیا اگر مینہ پانی
نہ پہنچ جائے جس سے کتاب بھیگ جائے۔ ایک آواز سنی کہ اے احمد اُٹھ اور گھر کو جا کہ جو کچھ کام تو کرتا تھا وہ
ہم نے گھر بھیج دیا۔ احمد نے اس خیال سے توبہ کی۔ ایک روز رؤسائے نیشاپور کی زیارت کو گئے آپکا ایک لڑکا
نہایت رند تھا وہ دروازہ سے مستی میں آیا اور رباب ہاتھ میں تھا اُنکے پاس ہی نکل گیا اور رؤساء
کی طرف توجہ کچھ نہ کی تو اُن کے دل کو رنج ہوا۔ آپ نے فرمایا معاف کرو کہ ایک رات کو ہمارے
یہاں سے کوئی چیز ہمارے یہاں آئی تھی وہ ہم نے کھائی اور اسی رات کو صحبت کا اتفاق ہوا جس سے
یہ لڑکا پیدا ہوا جب تلاش کی تو معلوم ہوا کہ یہ کھانا بادشاہ کے یہاں کا تھا۔ آپکا ایک پڑوسی
گبر تھا جسکا نام بہرام تھا۔ اسنے کچھ مال تجارت کو بھیجا تھا اُسے چور لے گئے جب شیخ نے سنا تو یاروں
سے کہا آؤ ہمارے پڑوسی پر کچھ مصیبت پڑی ہے اُسکی غمخواری کریں اگرچہ وہ گبر ہے لیکن ہے
تو پڑوسی۔ اُٹھکر بہرام کے گھر پہونچے اُسنے استقبال کیا اور شیخ کی آستین پر بوسہ دیا۔ اور اعزاز
و اکرام کیا اور اس فکر میں تھا کہ دسترخوان سامنے رکھے۔ وہ سمجھا کہ کچھ کھانے کو آئے ہیں۔ کیونکہ قحط
تھا۔ شیخ نے فرمایا خاطر جمع رکھو کہ ہم تمہاری غمخواری کیلئے آئے ہیں ہمنے سنا ہے کہ تیرا مال چوری گیا
ہے۔ بہرام نے کہا ایسا ہی ہے لیکن آپ پر تین شکر واجب ہیں ایک تو یہ کہ اوروں نے میرا مال چرایا
میں نے تو کسیکا نہیں چرایا۔ دوسرے یہ کہ آدھا گیا اور آدھا میرے پاس ہے۔ تیسرے دین میرے
ساتھ ہے وہ دنیا ہے تو لیگئے۔ آپکو یہ بات پسند آئی فرمایا اسے لکھ لو کہ اس بات سے آشنائی کی
بو آتی ہے۔ پھر اُس سے فرمایا تو آتش پرست کیوں ہے۔ کہا اسلیے کہ کل وہ مجھے نہ جلائے اور مجھ سے بیوفائی
نہ کرے اور نیز اُسکے کھانے کو اسقدر لکڑیاں دی ہیں تاکہ وہ مجھے خدا تک پہنچا دے۔ شیخ نے
فرمایا تو نے بہت غلطی کی آگ ضعیف چیز ہے اور تو نے جو اُسکے ساتھ خیال کیا ہے وہ باطل ہے
کیونکہ اگر ایک بچہ ذرا سا پانی اُسپر ڈالدے تو وہ بجھ جائے۔ جو چیز اس قدر ضعیف ہے وہ قوی تک کیسے
پہونچائیگی۔ وہ اسکی قوت نہیں رکھتی کہ ذرا سی خاک اپنے اوپر سے ہٹا دے تو تجکو حق تک کیسے

پہونچا دیگی۔ وہ بیخبر ہے مشک اور نجاست میں فرق نہیں کرتی دونوں کو جلادیتی ہے یہ نہیں جانتی کہ کیا چیز بہتر ہے۔ دوسرے یہ کہ تو ستر سال سے اسکو پوجتا ہو اور میں کبھی اسکی پرستش نہیں کی آؤ ہم دونوں آگ میں ہاتھ رکھیں تاکہ تو دیکھے کہ وہ تیرا خیال کرتی ہے یا نہیں۔ یہ بات بہرام کے دل میں اثر کر گئی۔ کہا میں چار مسئلہ آپ سے پوچھتا ہوں اگر آپ جواب باصواب دینگے تو میں ایمان لے آؤنگا۔ فرمایا پوچھ اس نے کہا حق تعالی نے کیوں خلق کو پیدا کیا اور پیدا کیا تو رزق کیوں دیا اور رزق دیا تو موت کیوں دی اور موت دی تو دوبارہ کیوں اٹھایا۔ شیخ نے فرمایا اس نے خالقیت سے پیدا کیا تاکہ اسے جانیں اور رازقیت سے رزق دیا تاکہ اسے پہچانیں اور انکو موت دی تاکہ اسکی شان قہر کو سمجھیں اور دوبارہ زندہ کیا تاکہ اسکی قدرت کو جانیں۔ بہرام نے یہ سنکر کہا میرے دل میں آتا ہے کہ اس آگ کو آزمائیں آگ لایا تو شیخ نے اس میں بہت دیر تک ہاتھ رکھا مگر کچھ ضرر نہ پہنچا جب بہرام نے یہ دیکھا تو کہا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله وہ مسلمان ہوگیا تو شیخ نے ایک نعرہ لگایا اور بیہوش ہو کر گر پڑے دیر کے بعد ہوش آئی تو یاروں نے پوچھا کیا بات تھی فرمایا جب بہرام نے کلمۂ شہادت پڑھا تو میرے دل میں ندا آئی کہ ای احمد بہرام ستر سال کے بعد ایمان لایا اور تم ستر سال سے مسلمان ہو آخر کیا لاؤگے عمر بھر آپ رات کو نہ سوئے یاروں نے کہا اگر کسی رات کو آپ آرام لیں تو کیا ہو۔ فرمایا جسکے اوپر بہشت آراستہ ہو اور نیچے دوزخ گرم رہی ہو اور وہ نہیں جانتا کہ کہاں جائے گا اسے نیند کیسی آئے۔ فرماتے ہیں کاش کہ مجھے ایسا شخص معلوم ہو جاتا جو میرا دشمن ہو اور غیبت کرتا ہے تو میں اسے زر و سیم بھیجتا کہ جب وہ میرا کام کرتا ہے تو میرا بھی حق کرے گا۔ فرماتے ہیں جہتک تم سے ہو سکے خدائے عزوجل سے ڈرو اور جہاں تک ہو اطاعت کرو اور ہوشیار رہو۔ گزشتہ لوگوں کی طرح تمکو دنیا فریفتہ نہ کرے جو ان کی طرح بلا میں مبتلا ہو جاؤ۔

۲۷ ستائیسواں باب ذکر حاتم اصم رح

وہ زاہد زمانہ عابد یگانہ معرض از دنیا مقبل عقبیٰ حاکم کرم حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بزرگان

مشائخ اور خراسان کے سر برآوردہ لوگوں میں سے تھے خضرویہ کے پیر اور شفیق کے مرید تھے اور زہد اور ریاضت ادب و ورع صدق و احتیاط میں بے نظیر تھے۔ بلخ کے بعد ایک سانس بغیر محاسبت و مراقبت کے انکی نہ نکلی اور بغیر صدق و اخلاص کے ایک قدم نہ اٹھایا یہاں تک کہ جنید فرماتے ہیں وہ ہمارے زمانہ کے صدیق ہیں نفس کے سخت پکڑنے مکر نفس کے دقایق اور رعونت نفس کی معرفت میں ان کے کلمات اور تصانیف معتبر ہیں لکھوں میں اپنی نظیر نہیں رکھتے چنانچہ یاروں سے کہا اگر تم سے پوچھیں کہ حاتم سے کیا سیکھتے ہو تو کیا جواب دو گے کہا ہم کہیں گے علم فرمایا اگر کہیں وہ علم نہیں رکھتے تو کہا ہم کہینگے حکمت۔ فرمایا اگر کہیں وہ حکمت نہیں جانتے کہا آپ بتائیں تو ہمیں معلوم ہو۔ فرمایا کہنا ہم دو باتیں سیکھتے ہیں جو ہاتھ میں ہے اس سے خورسندی اور جو دوسروں کے پاس ہے اس سے نومیدی۔ ایک روز یاروں سے فرمایا عمر گذری کہ میں تمہارا رنج کھینچتا ہوں لیکن تم میں سے کوئی شخص جیسا چاہیئے شائستہ ہوا ہے ایک نے کہا فلاں شخص نے اتنے جہاد کئے ہیں فرمایا وہ غازی ہو گا مگر مجھے شائستہ آدمی چاہیئے۔ کہا فلاں شخص نے بہت مال خرچ کیا ہے۔ فرمایا وہ سخی ہو گا لیکن مجھے شائستہ چاہیئے کہا فلاں آدمی نے اتنے حج کئے ہیں فرمایا وہ حاجی مگر مجکو شائستہ شخص چاہیئے۔ کہا آپ فرمایئے کہ شائستہ شخص کیا ہوتا ہے۔ فرمایا وہ شخص جو خدائے تعالیٰ سے ڈرے اسکے غیر سے امید نہ رکھے۔ آپکا کرم اس حد تک تھا کہ ایک عورت آپکے پاس مسئلہ پوچھنے آئی اسکی ریح نکل گئی اور شرمندہ ہو گئی۔ آپنے فرمایا بلند آواز سے کہو میں سنتا نہیں ہوں میرے کان گراں ہیں تاکہ عورت کو خجل نہ ہو اور اسکا جواب دیدیا۔ عورت کو یہ معلوم ہو گیا کہ انہوں نے نہیں سنا جبتک وہ عورت زندہ رہی اپنے آپکو بہرا بنائے رہے اسیوجہ سے آپکو اصم کہتے ہیں۔ ایک روز بلخ میں بیان فرماتے تھے تو کہا الٰہی جو اس مجلس میں بہت گنہگار ہے اسے بخشدے ایک نباش جو قبروں میں سے کفن نکال لے جاتا حاضر تھا جب رات ہوئی تو وہ نباشی کو گیا اور قبر کا منہ کھولا۔ ایک آواز سنی کہ آج تو حاتم اصم کی مجلس میں بخشا گیا اور آج ہی رات کو پھر گناہ کے لئے جاتا ہے پس اس نے توبہ کر لی۔ محمد رازی رحمہ فرماتے ہیں میں اس قدر سال حاتم کی خدمت میں رہا مگر میں نے ہرگز نہ دیکھا کہ سوائے ایک مرتبہ کے غصہ ہوئے ہوں وہ بات یہ تھی کہ بازار میں جا رہے تھے آپکے ایک شاگرد کو

بقال نے پکڑ لیا تھا اور کہتا تھا کہ تو نے میری چیز لے کر کھالی دام دے حاتم نے یہ دیکھ کر
فرمایا اے عزیز معاف کر اُس نے کہا میں نہیں کرتا تو آپ غصہ ہو گئے اور اپنی چادر کاندھے سے اتار کر
زمین پر ماری وہ زر سے بھر گئی۔ فرمایا جو تیرا حق ہے اٹھا لے زیادہ نہ لینا کہ ہاتھ خشک ہو جائیگے
بقال نے اپنا حق لیلیا اور حرص سے زیادتی کیلئے ہاتھ بڑھایا تو فوراً اُسکا ہاتھ سوکھ گیا۔ ایک
شخص نے آپکی دعوت کی مگر آپنے قبول نہ کی اُس نے الحاح کیا تو فرمایا میں شرطوں سے آؤنگا
ایک یہ کہ جس جگہ چاہونگا بیٹھونگا۔ دوسرے جو چاہونگا کھاؤنگا تیسرے جو میں تجھ سے کہوں وہ
کرنا اُس نے کہا بہتر جب آپ وہاں گئے تو جوتیوں کے پاس بیٹھے۔ لوگوں نے کہا یہ آپکے بیٹھنے کی کیا جگہ
ہے فرمایا میں نے یہ شرط کر لی تھی۔ جب دسترخوان رکھا تو آپنے دو روٹیاں آستین سے نکالیں اور
کھانے لگے لوگوں نے کہا حضرت اسمیں سے کھلیئے۔ فرمایا میں نے یہ شرط بھی کر لی تھی دسترخوان اُٹھ
گیا تو میزبان سے فرمایا لوہے کا توا گرم کرکے لاؤ اُسنے ایسا ہی کیا آپنے اُسپر پیر رکھا فرمایا میں نے
ایک روٹی کھائی تھی اور نکل گئے پھر فرمایا تم اعتقاد رکھتے ہو کہ حق تعالیٰ کل اُسکا حساب لیگا جو تم نے
کھایا ہے کہا ہاں۔ فرمایا کچھ لوگ یہ میدان قیامت ہے ایک ایک آدمی اس توے پر پیر رکھو اور جو اس
گھر میں کھایا ہے اُسکا حساب دو۔ انہوں نے کہا ہمیں اسکی طاقت نہیں۔ فرمایا فردائے قیامت میں
کیسے حساب دوگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم یہ سنکر بہت بہت روئے اور
دعوت ماتم خانہ ہو گیا۔ ایک شخص نے آپسے کہا کہ میرے پاس مال بہت ہے میں چاہتا ہوں اُس میں
سے آپکو اور آپکے یاروں کی نذر کروں۔ فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ جب تو مر جائیگا تو مجھے کہنا پڑیگا
اے روزی دہندہ آسمان زمین کا روزی دینے والا مر گیا۔ ایک نے آپسے پوچھا آپ کہاں سے کھاتے
ہیں؟ فرمایا حق تعالیٰ کے خزانہ سے جو نہ کم ہوتے ہے نہ زیادہ۔ اُسنے کہا آپ لوگوں کا مال کھاتے ہیں
فرمایا میں نے تیرے مال میں سے کچھ کھایا۔ کہا نہیں۔ فرمایا کاش کہ تو مسلمان ہوتا۔ کہا آپ تو حجت کرتے
ہیں۔ فرمایا حق تعالیٰ روز قیامت میں بندہ سے حجت کریگا اُسنے کہا یہ سب باتیں ہیں۔ فرمایا بات خدا
کی بتائی ہوئی ہے اور تیری ماں تیرے باپ پر ایک بات سے ہی حلال ہو گئی۔ تمہاری روزی

آسمان سے آتی ہے۔ فرمایا سب کی روزی آسمان سے آتی ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون
یعنی رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ آسمان میں ہے۔ کہا میں سمجھا کہ شاید کہ روزی
آتا ہے۔ اب سو جاکہ تمہارے منہ میں آجائے۔ فرمایا دو سال تک میں گہوارہ میں تھا اور میری روزی منہ
میں آتی تھی۔ کہا ہوا میں جاؤ کہ رزق تمکو پہنچے۔ فرمایا اگر میں ہوتا تو میری روزی ہوا میں پہنچتی کہا
زمین میں جاؤ تو ملے۔ فرمایا اگر میں چیونٹی ہوتا تو پہنچتا۔ وہ شخص خاموش ہوگیا اور توبہ کی۔ پھر کہا اے
شیخ مجھے کوئی نصیحت کیجئے؟ فرمایا خلق سے طمع منقطع کر تاکہ وہ بھی تم سے منقطع کریں اور نیکی پوشیدہ
طور پر اپنے اور خدائے عزوجل کے درمیان میں کرو تاکہ خدائے عزوجل آشکارا طور پر تمہاری حرمت
کرے اور جہاں کہیں ہو خالق کی خدمت کرو تاکہ اسکی خلق تیری خدمت کرے۔ ایک نے آپ سے کہا کہ
آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟ فرمایا وللہ خزائن السموات والارض یعنی اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں آسمان و زمین کے
خزانے۔ **نقل ہے** کہ حاتم نے احمد حنبل سے پوچھا آپ روزی تلاش کرتے ہیں؟ فرمایا ہاں حاتم
نے فرمایا وقت سے قبل تلاش کرتے ہیں یا اس کے بعد یا وقت میں۔ احمد نے غور کیا کہ اگر میں کہتا
ہوں وقت سے پہلے تو کہیں گے اپنا زمانہ کیوں ضائع کرتے ہو۔ اگر کہتا ہوں وقت کے بعد تو کہیں گے
جو چیز گذر چکی اسے کیا تلاش کرتے ہو اور اگر کہتا ہوں وقت میں تو وہ کہیں گے کسی چیز میں کیوں
مشغول ہوتے ہو جو حاضر ہے پس اس مسئلہ میں وہ عاجز و متحیر ہوگئے۔ ایک بزرگ نے کہا یوں جواب دینا
چاہیئے کہ تلاش کرنا نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت تو جو چیز ان تینوں میں نہیں ہے میں کیا تلاش کروں
اور جو چیز خود تجکو ڈھونڈتی ہے وہ حسب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تم تک پہنچیگی حاتم اصم
نے جو اس شخص کو جواب دیا وہ یہ ہے۔ علینا ان نعبدہ کما امرنا وعلیہ ان یرزقنا کما
وعدنا یعنی ہمپر اسکی عبادت ہے جیسا کہ اسنے ہمکو حکم دیا ہے اور اسپر ہمارا رزق ہے جیسا کہ اسنے وعدہ کیا ہے۔
حامد لفاف کہتے ہیں حاتم اصم نے فرمایا کہ روزانہ صبح وا بلیس مجھے وسوسہ ڈالتا ہے کہ آج تم کیا کھاؤ گے میں
کہتا ہوں مرگ کہتا ہے کیا پہنو گے میں کہتا ہوں کفن۔ کہتا ہے کہاں رہو گے میں کہتا ہوں گور میں
کہتا ہے تم بڑے شخص ہو اور مجھے چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ آپکی بیوی سے کہا میں جہاد پر جاتا ہوں چار مہینہ

کے لئے تیری خرچ کو کتنا چھوڑ جاؤں۔ کہا جسقدر میری زندگانی ہو۔ فرمایا تیری زندگی میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ جب حاتم حج چلے گئے تو ایک بوڑھی عورت نے آپکی بیوی سے پوچھا حاتم تمہارے لئے کتنی روزی چھوڑ گئے ہیں۔ جواب دیا وہ روزی کھانیوالے تھے اور چلے گئے مگر روزی دینے والا تو نہیں ہے۔ فرماتے ہیں میں جہاد پر تھا کہ ایک ترک نے پکڑ کر مجھے نیچے گرا لیا کہ مار ڈالے میرا دل کسی فکر میں مشغول نہ ہوا اور نہ میں کچھ ڈرا لیکن منتظر تھا کہ کیا حکم ہوتا ہے وہ چھری ڈھونڈھتا تھا کہ ناگاہ ایک تیر اس پہ پڑا جس سے گر کر مر گیا۔ مجھے کہا تو نے مجھکو مارا یا میں نے تجکو۔ ایک شخص سفر کو جا رہا تھا اس نے آپ سے وصیت چاہی تو فرمایا اگر تو یار چاہتا ہے تو خدائے عزوجل تیرے لئے کافی ہے اور اگر ہمراہی چاہتا ہے تو کرام الکاتبین کافی ہیں۔ عبرت چاہتا ہے تو دنیا کافی ہے۔ اور مونس چاہتا ہے تو قرآن کافی ہے۔ اگر کام چاہتا ہے تو عبادت بس ہے اور واعظ چاہتا ہے تو موت بس ہے اور اگر یہ چیزیں تجھے کافی نہیں تو دوزخ تیرے لئے کافی ہے۔ ایکروز حامد لفاف نے فرمایا کیسے ہو جواب دیا سلامت و عافیت سے ہوں۔ فرمایا سلامتی پلصراط سے گذرنے کے بعد ہے اور عافیت یہ ہے کہ بہشت میں پہنچ جائے۔ لوگوں نے پوچھا آپکی کیا آرزو ہے۔ فرمایا ایک دن رات عافیت کے ساتھ کہا آپ ہر روز عافیت میں ہیں۔ فرمایا میری عافیت یہ ہے کہ اس روز حق کی نافرمانی نہ کروں لوگوں نے کہا فلاں شخص نے بہت مال جمع کیا ہے۔ فرمایا اس کیساتھ زندگانی بھی جمع کرلی ہے کہا نہیں۔ فرمایا مُردے کے مال کہیں کام آئیگا۔ ایک نے پوچھا آپکو کچھ حاجت ہے فرمایا ہے۔ کہا کہئے۔ فرمایا میری حاجت یہ ہے کہ نہ تو مجھے دیکھے نہ میں تجھے دیکھوں۔ ایک شائخ نے آپ سے پوچھا آپ نماز کیسے پڑھتے ہیں۔ فرمایا جب وقت نماز آتا ہے تو ظاہر و باطن کا وضو کرتا ہوں۔ ظاہر کا پانی سے اور باطن کا توبہ سے۔ وقت مسجد میں جا کر مسجد الحرام کا مشاہدہ کرتا اور مقام ابراہیم کو اپنے ابروؤں کے درمیان میں دیکھتا ہوں۔ بہشت کو سیدھی طرف اور دوزخ کو الٹی طرف۔ اور پلصراط کو زیر قدم رکھتا ہوں۔ ملک الموت کو پس پشت سمجھتا اور دل خدا کے سپرد کرتا ہوں پھر تعظیم سے تکبیر۔ حرمت سے قیام۔ ہیبت سے قرأت۔ تواضع سے رکوع۔ تضرع سے سجود۔ حلم سے قعود۔

اور شکر سے سلام کرتا ہوں میری نماز ایسی ہوتی ہے۔ ایک دن اہل علم کی ایک جماعت پر آپ کا گذر ہوا تو فرمایا اگر تین چیزیں تم میں ہیں جب تو خیر ورنہ تمہارے لئے دوزخ واجب ہے۔ پوچھا وہ کیا ہیں؟ فرمایا اس دن پر حسرت جو گذر گیا اور تم اسمیں نہ زیادہ طاعت کر سکے نہ گناہ ہونکا عذر چاہ سکے۔ اگر آج کل کا عذر کرو تو آج کا عذر کب کرو گے۔ دوسرے آج جہاں تک ہو سکے طاعت اپنے صلاح کا سعی کوشش کرنا اور دشمنوں کو راضی رکھنا تیسرے اس کا خوف کہ کل کیا ہوگا نجات یا ہلاکت۔ فرماتے ہیں خدا تعالی نے تین چیزیں تین چیزوں میں رکھی ہیں۔ فراغت آزادی میں خلاصی خلق سے نومیدی میں اور عذاب نجات طاعت میں۔ اور فرماتے ہیں یہ جہز کر کہ تین جماعتوں میں تجھے موت نہ پکڑ لے تکبر حرص اور اکڑ متکبر کو خدا جہان سے نہ اٹھائیگا جبتک اسکو اس کے گھر والوں ہی یا دنی شخص سے خواری نہ دیکھا دیگا۔ اور حریص کو بھوکا اٹھائے گا اس کے حلق کو خشک کر دیگا اور گذر نہ دیگا کہ کوئی چیز کھلائے۔ اور اکڑ والے کو نہ اٹھائیگا جبتک اسے پیشاب پاخانہ میں نہ لتھیڑ دیگا۔ اور فرماتے ہیں اگر ہمارے زمانہ کے زاہد و علماء کے تابیر کا وزن کیا جائے تو امراء ملوک کی تکبر سے بہت زیادہ ہو۔ اور فرماتے ہیں آراستہ پیراستہ مکانوں اور باغوں پر غرہ نہ کرو کہ بہشت سی بہتر کوئی جگہ نہیں۔ اور آدم نے جو دیکھا وہ دیکھا۔ یونہی کثرت عمل پر غرہ نہ کرو کہ ابلیس نے باوجود اسقدر عبادت کے جو دیکھا وہ دیکھا۔ اسیطرح کثرت کرامت وعبادت پر غرہ نہ کرو کہ بلعم باعور نے باوجود اسقدر کرامت کے جو دیکھا وہ دیکھا خدا نے اس کے حق میں فرمایا فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ایسے ہی پارسا اور عالم شخصوں کی دیکھنی پر غرہ نہ کرو کہ حضرت محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بزرگ کوئی نہیں ثعلبہ انکی خدمت میں تھے انکی رشتہ دار دیکھتے اور انکی خدمت کرتے تھے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور فرماتے ہیں جو شخص اس راہ میں آئے اسکو تین قسم کی موت چکھنا چاہئے۔ موت الابیض اور وہ بھوک ہے۔ موت الاسود اور وہ تحمل و برداشت ہے۔ موت الاحمر اور وہ خراب کپڑے پہننا ہیں۔ اور فرماتے ہیں جو شخص آیت منزل قرآن کی او حکایت مشائخ شبانہ روز میں نہ پڑھے وہ اپنے دین کو

سلامت نہ رہ سکیگا۔ اور فرماتے ہیں دل پانچ قسم کے ہیں مردہ بیمار۔ غافل اور جسپر پردہ پڑا ہے اور
صحیح مردہ تو کافروں کا دل ہے اور بیمار گنہگاروں کا۔ اور غافل پیٹ بھر کر کھانیوالوں کا۔ اور پردہ والا یہود
کا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ اور صحیح دل ہشیار کا ہے جو طاعت بہت کرتا اور ملکہ حیا رکہ
خوف رکھتا ہے۔ اور فرماتے ہیں تین وقت نفس کی حفاظت کرو جب کام کرو تو یاد رکھو کہ خدائے عزوجل تمہارا
ناظر ہے اور بات کہو تو خیال رکھو کہ خدا سنتا ہے۔ اور خاموش رہو تو یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ جانتا ہے کیوں
خاموش ہو۔ اور فرماتے ہیں شہوت تین قسم کی ہے ایک کھانے میں۔ دوسری کہنے میں تیسری دیکھنے میں
کھانے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور کہنے میں سچ کا خیال رکھے اور دیکھنے میں عبرت کا لحاظ کرے
اور فرماتے ہیں چار موقعوں پر اپنے نفس کو ٹھیک رکھو۔ نیک عمل میں بے ریا اور قول میں بے طمع۔ اور
دینے میں بے منت اور مال کی حفاظت میں بے بخل رہے۔ اور فرماتے ہیں منافق وہ ہے کہ دنیا میں جو
چیز لے وہ حرص سے لے اور جو منع کرے وہ شک سے اور اگر خرچ کرے تو معصیت میں اور مومن وہ ہے جو
کم علیق سے لے اور خوف رکھے اور اگر حفاظت کرے تو اسپر گراں ہو اور خرچ کرے تو خالصاً لوجہ اللہ
تعالیٰ۔ اور فرماتے ہیں جہاد تین ہیں۔ ایک پوشیدہ جہاد شیطان سے یہاں تک کہ وہ مغلوب ہو جائے
دوسرے علانیہ ادائے فرائض سے تیسرے دشمنان دین سے جنگ میں یہاں تک کہ مارا جائے یا مارے
اور فرماتے ہیں آدمی کو سب کی برداشت کرنا چاہیے سوا اپنے نفس کے اور زہد کا اول میں اللہ تعالیٰ پر
اعتماد ہے اور درمیان میں صبر اور آخر میں اخلاص۔ اور ہر چیز کی زینت ہے اور عبادت کی زینت خوف ہے
اور خوف کی علامت طمع کا کم ہونا ہے لَا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا۔ اور فرمایا اگر خدا کے دوست ہونا چاہتے ہو تو جو
وہ کرے اسپر راضی رہو اور اگر چاہتے ہو کہ آسمانوں میں تم مشہور ہو جاؤ تو وعدہ کو پورا کرو۔ اور جلدی
شیطان سے ہے سوا پانچ چیزوں کے۔ مہمان کے سامنے کہانا رکھنا اور میت کی تجہیز تکفین اور بالغ
لڑکی کا نکاح اور قرض ادا کرنا اور گناہ سے توبہ۔ منقول ہے کہ آپ کسی سے کوئی چیز قبول نہ کرتے تھے
لوگوں نے پوچھا کیوں نہیں قبول کرتے۔ فرمایا اس وجہ سے کہ لینے میں اسکی عزت اور اپنی ذلت دیکھتا
ہوں اور نہ لینے میں اپنی عزت اور اسکی ذلت دیکھتا ہوں۔ ایکبار آپنے کچھ قبول کر لیا تو لوگوں

نے کہا اسکی چیز کیوں قبول کر لی۔ فرمایا میں نے اسکی عزت کو اپنی عزت پر ترجیح دی۔ جب آپ بغداد پہونچے تو خلیفہ کو خبر ہوئی کہ خراسان کے زاہد آئے ہیں انہوں نے آپکو بلایا جب آپ دروازہ سے نکلے تو فرمایا السلام علیک یا زاہد خلیفہ نے فرمایا میں زاہد نہیں ہوں کہ تمام دنیا میری زیر فرمان ہے زاہد تو آپ ہی ہیں۔ فرمایا نہیں تم ہی زاہد ہو۔ کہا کیسے؟ فرمایا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ۔ اور تم نے اسی تھوڑے پر قناعت کی ہے تو تمہیں زاہد ہو نہ میں کہ دنیا و عقبیٰ کی طرف توجہ نہیں کرتا تو زاہد کیسے ہوں گا۔

اٹھائیسواں۲۸ باب ذکر سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ

وہ سیاح صحرائے طریقت غواص دریائے حقیقت شریف اکابر مشرف خواطر مہدی راہ و رہبری سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ محتشمان اکابر اہل تصوف میں سے تھے۔ اس طریقہ میں مجتہد اور اپنے طریقہ میں سلطان طریقت برہان حقیقت تھے۔ بھوکے رہنے اور جاگنے میں شان عظیم رکھتے تھے۔ علمائے مشائخ و ائمۂ عہد میں سے تھے ریاضات و کرامات میں بےنظیر معاملات و اشارات میں بےبدل اور حقائق و دقائق میں بےہمتا تھے۔ علمائے ظاہر کہتے ہیں کہ وہ شریعت و حقیقت کے جامع تھے مگر تعجب ہے کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں حقیقت شریعت کا روغن ہے اور شریعت اسکا مغز ہے۔ آپ کے پیر ذوالنون مصری تھے جس سال حج کو گئے تھے انکو پایا تھا۔ آپکی فراست اس حد تک تھی کہ آپ خود فرماتے ہیں مجھے یاد ہے کہ حق تعالیٰ نے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ فرمایا تھا اور میں نے بلیٰ کہا تھا اور شکم مادر میں ہونا مجھے یاد ہے اور میں تین سال کا تھا کہ رات بھر نماز پڑھتا تھا میرے ماموں محمد بن سوار بھی رات بھر پڑھتے تھے وہ مجھ سے کہتے تھے لے سہل سو رہو کہ تم میرا دل مشغول رکھتے ہو اور میں ظاہر اور خفیہ طور پر نظارہ کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے اپنے ماموں سے کہا کہ میری حالت سخت ہے اور میں ایسا دیکھتا ہوں کہ میرا سر عرش کے سامنے سجدہ میں ہے پوچھا کب تک میں نے کہا ابد تک۔ کہا لے بچے اس حالت کو پوشیدہ رکھو اور کسی سے نہ کہنا پھر فرمایا دل میں یاد کرو پھر ہر شب کو زبان سے کہو اَللّٰهُ مَعِیْ اَللّٰهُ نَاظِرِیْ اَللّٰهُ شَاهِدِیْ میں

یہ کلمات کہا کرتا تھا پھر ماموں سے کہا تو انہوں نے کہا ہر شب کو سات بار کہا کرو میں نے ایسا ہی
کیا پھر انکو خبر کی تو کہا ہر رات کو پندرہ مرتبہ کہو میں پڑھا کرتا تھا اور اس سے میرے دل میں حلاوت
پیدا ہوتی تھی جب ایک سال گذر گیا تو ماموں نے کہا جو میں نے سکھایا ہے اُسے یاد رکھنا اور ہمیشہ
التزام کرنا یہاں تک کہ گور میں جاؤ کہ دنیا و آخرت میں اسکا ثمرہ ملیگا برسیں گذر گئیں اور میں یہی
کہتا رہا جس سے حلاوت پاتا رہا۔ پھر ماموں نے کہا اے سہل جس کے ساتھ خدائے عز و جل ہو اور اسے
دیکھتا ہو وہ معصیت کیسے کرتا ہے۔ تم معصیت کبھی نکرنا تو میں خلوت میں بیٹھ گیا پھر مجھکو مکتب میں
بھیجا تو میں نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ میری ہمت پراگندہ نہ ہو جائے معلم سے آپ شرط کر لیں کہ میں تھوڑی
دیر تک اُن کے پاس پڑھ کر اپنے کام کو چلا جایا کرونگا چنانچہ اسی شرط سے میں گیا اور قرآن شریف
پڑھا۔ سات برس کی عمر میں میں روزہ رکھتا تھا۔ اور جو کی روٹی کھاتا تھا۔ بارہویں سال میں مجھے ایک
ایک ایسا مسئلہ درپیش آ گیا کہ کوئی حل نکر سکتا تھا میں نے خواہش کی تو مجھے بصرہ میں بھیج دیا گیا وہاں
کے علماء سے میں نے وہ مسئلہ پوچھا تو کسی نے جواب نہ دیا۔ عبادان میں حبیب حمزہ کے پاس گیا اور اُن سے
پوچھا تو انہوں نے جواب دیا انہیں کے پاس میں ٹھہر گیا اور بہت سے فائدے حاصل کئے پھر تستر میں
آیا اور اپنا کھانا اس مقدار تک پہنچا دیا کہ سال بھر میں ایک درم کے جو خرید کر میرے لئے روٹی پکا
دیتے ہر رات کو ایک اوقیہ سے روزہ کھولتا۔ پھر ارادہ کر لیا کہ تین رات دن کے بعد روزہ کھولونگا
پھر پانچ دن کے بعد پھر سات روز پھر پچیس روز اور ایک روایت میں ہے کہ ستر روز میں کبھی ایسا ہوا
کہ چالیس شبانہ روز میں ایک مغز بادام کی کھاتا۔ آنہی سال تک میں نے سیر ہونے اور بھوکے رہنے
کا تجربہ کیا۔ ابتدا میں ضعف بھوک کے رہنے سے ہوتا تھا اور قوت کھانے سے جب کچھ زمانہ گذر گیا
تو قوت بھوکا رہنے سے ہوتی تھی اور ضعف کھانے سے اسوقت میں نے کہا خداوندا سہل کی آنکھیں
دونوں کو بند کر دے تاکہ بھوک میں میری یاد رسیری میں بھوک تیری طرف سے دیکھے اکثر آپکے روزے
شعبان میں ہوتے تھے کہ احادیث میں اسکی بہت فضیلت آئی ہے اور ماہ رمضان المبارک میں ایکبار
کوئی چیز کھا لیتے اور شب و روز قیام میں رہتے۔ ایکروز فرمایا توبہ ہر بندہ پر فرض ہے خواہ خاص ہو

یا عام مطیع ہو یا عاصی۔ تستر میں ایک شخص تھا جسے وہ علم کیطرف منسوب کرتے تھے اُس نے بات سہل کہ عاصی کو معصیت سے توبہ کرنا چاہیئے اور مطیع کو طاعت سے آپکی کیفیت کو عام لوگوں کی آنکھ میں بُرا ظاہر کیا اور آپکے حالات کو مخالفت شرع کی طرف منسوب کیا اور عوام اور بزرگوں کے سامنے آپکو کافر بتایا مگر سہل کو اُس سے مناظرہ کا خیال بھی نہ تھا سوز دین نے انکا دامن پکڑ لیا اور جو سامان جائیداد اسباب فرش برتن اور زر وسیم پاس تھا وہ کاغذ پر لکھا اور لوگوں کو جمع کر کے وہ کاغذ کے پرچے انکے سر پر پھینک دیئے جسکو وہ پرچے اُٹھا لئے اُسیکو وہ چیز دیدی جو اُسمیں لکھی تھی اس شکرانہ میں کہ اس نے دنیا مجھ سے قبول کر لی جب سب دے چکے تو سفر حجاز کا ارادہ کیا نفس سے کہا میں مفلس ہو گیا اس سے پہلے کسی چیز کی آرزو نہ کرنا کہ اُسے پالے۔ نفس نے آپ سے یہ شرط کر لی کہ نہ کرونگا جب کوفہ میں پہونچے تو نفس نے کہا میں نے تم سے کوئی چیز نہ مانگی۔ اب ایک ٹکڑا روٹی اور مچھلی دو کہ میں کھاؤں اور مکہ تک تمکو تکلیف نہ دونگا۔ ایک گاڑی میں اونٹ جتا دیکھکر پوچھا ایک دن کے لئے اسکو کتنے پر دیتے ہیں؟ کہا دو درم میں۔ فرمایا اونٹ کو کھولدو اور مجھے نماز شام تک جوت دو ایک درم دینا اُسپر لوگوں نے اونٹ کو کھولیا اور شیخ کو گاڑی میں جوت دیا۔ رات کیوقت ایک درم دیدیا اُس سے آپنے روٹی اور مچھلی خرید کر سامنے رکھی اور فرمایا اے نفس جب تو آرزو کرے تو سوچ لے کہ صبح سے شام تک بیلوں کا کام کرنا پڑیگا پھر کعبہ جا کر مشائخ سے ملاقات کی تستر میں واپس آئے تو وہاں ذوالنون کو پایا کبھی دیوار سے پُشت نہ لگائی اور پیر نہ پھیلائے کسی سوال کا جواب نہ دیا اور منبر پر نہ گئے۔ چار ماہ تک پیر کی انگشت بندھی رکھی تو ایک درویش نے پوچھا انگلی میں کیا ہو گیا ہے۔ کہا کچھ نہیں پھر جو فقیر مصر میں گیا تو ذوالنون کو بھی انگلی باندہے دیکھا۔ پوچھا کیا سبب ہے جواب دیا درد ہوتا ہے پھر کہا چار مہینہ سے وہ فقیر کہتا ہے میں نے حساب کیا تو وہی زمانہ تھا جب سہل کے درد اُٹھا تھا جسنے خوقت قطب ہے اور یہ واقعہ ذوالنون سے کہا تو آپنے فرمایا ایک شخص ہے کہ جب ہمارے درد سے آگاہی ہوا اور ہماری موافقت کرتا ہے۔ اسکے دنوں نے تستر میں پیر اُٹھا کے گئے اور پیٹھ دیوار پر رکھکر کہا جو چاہو مجھ سے پوچھو لوگوں نے کہا اس سے پہلے آپنے ایسا نہیں کیا۔ فرمایا جب تک اُستاد زندہ ہو شاگرد کو ادب سے

رہنا چاہیئے تاریخ لکھی گئی اسیوقت ذوالنون کا انتقال ہوا۔ ایکدفعہ عمرولیث ایسے بیمار ہوئے کہ
تمام طبیب اُنکے علاج سے عاجز ہوگئے اور کہا یہ ایسے شخص کا کام ہے جو دُعا کرے کسی نے کہا سہل
مستجاب الدعوات ہیں اُنکو بلایا تو حکام کے کہنے کو مان لیا جب اُنکے سامنے بیٹھے تو فرمایا دُعا اسکے حق میں
مستجاب تب ہی ہوگی کہ تو یہ کرے کہ خدا کیطرف رجوع کرے اور تیری قیدخانہ میں مظلوم قید ہیں سبکو رہا کرکے
توبہ کرنا چاہیئے عمرولیث نے ایسا ہی کیا تو آپنے کہا الٰہی جس طرح تو نے معصیت کی ذلت اُسی دکھا دی
اسی طرح میری طاعت کی عزت بھی اِسے دکھلادے اور جیسے اس کی باطن کو توبہ کا لباس پہنا دیا ایسے ہی
اس کے ظاہر کو عافیت کا لباس پہنادے یہ مناجات تمام کی تو اسیوقت عمرولیث کو صحت ہوگئی
بہت سا مال آپکے سامنے پیش کیا مگر بالکل قبول نہ کیا۔ وہاں سے باہر نکلے تو ایک مرید نے کہا اگر آپ کچھ
قبول کر لیتے جس سے ہم قرض ادا کر دیتے تو بہتر ہوتا۔ فرمایا تجھے سونا چاہیئے تو دیکھ اُسنے تو تمام صحرا
لعل و زر ہوگیا تھا۔ فرمایا جسکی حالت خدا کیساتھ یہ ہو وہ مخلوق سے کیسے کوئی چیز لے۔ جب سہل
سماع سنتے تو آپکو وجد آجاتا اور پچیس روز تک رہتا اور کھانا نہ کھاتے۔ اگر جاڑے ہوتے تو اس قدر
پسینہ آتا کہ پیراہن تر ہو جاتا۔ اسحالت میں علما اُن سے کچھ سوال کرتے تو فرماتے مجھ سے نہ پوچھو
کیونکہ اسوقت مجھ سے اور میری کلام سے کچھ منفعت نہ ہوگی۔ جب آپ پانی پر چلتے تو قدم تر نہ ہوتا
لوگوں نے کہا کہتے ہیں کہ آپ پانی پر چلتے ہیں۔ فرمایا اس مسجد کے مؤذن سے پوچھو کہ وہ راستگو شخص ہے
مؤذن نے کہا میں یہ تو نہیں جانتا لیکن ان دنوں میں حوض میں غسل کرنے کو گئے تو حوض میں پڑے
اگر میں نہ ہوتا تو وہیں مرجاتے۔ شیخ ابو علی دقاق" فرماتے ہیں آپکی کرامت بہت ہیں لیکن آپنے کرامت کو
چھپانا چاہا۔ ایکروز مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کبوتر ہوا سے گرمی کے باعث گر پڑا۔
سہل نے فرمایا شاہ کرمان مرگیا جب دریافت کیا تو ایسا ہی تھا۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ جمعہ کے روز
نماز سے قبل میں سہل کے پاس گیا۔ اُس گھر میں ایک سانپ تھا میں ڈر گیا اور پوچھا آؤں فرمایا آؤ
کوئی شخص حقیقت آسمان تک نہیں پہنچتا جبتک کہ زمین کی کسی چیز سے ڈرتا ہے مجھ سے پوچھا نماز جمعہ
کے بارہ میں کیا کہتے ہو میں نے کہا میرے اور مسجد کے درمیان میں ایک شب رات کا راستہ ہے۔

میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے دیکھا تو آپ نے آپکو مسجد میں پایا ہمیں نماز پڑھ کر باہر نکلا اور لوگوں کو دیکھا تو فرمایا لا الٰہ الا اللہ کہنے والے بہت ہیں مگر مخلص کم ہیں۔

نقل ہے کہ شیر درندے آپکے پاس آتے۔ آپ انکا نگہبان کرتے اور کھانا کھلا دیتے آج تک اُس گھر کو بیت السباع کہتے ہیں۔ چونکہ آپنے بہت قیام کیا تھا اور ریاضت اُٹھاتی تھی اسوجہ سے پیشاب میں سوزش پیدا ہوگئی تھی ایک ساعت میں چند بار اُٹھتے تھے ایک تن انکے پاس کہتے تھے جب نماز کا وقت ہوتا تو کسی جگہ جاکر طہارت کرکے نماز پڑھتے۔ جب منبر پر پہونچتے تو تمام سوزش جاتی رہتی اور سپید وہ زائل ہوجاتا۔ جب نیچے اُترتے تو پھر مرض ظاہر ہوجاتا مگر شریعت کا ایک ذرہ آپسے فوت نہ ہوتا۔ نقل ایک مرید سے فرمایا کہ کوشش کر کہ تمام دن اللہ اللہ کہا کرے وہ کہتا رہا یہاں تک کہ عادی ہوگیا۔ تو فرمایا رات کو بھی کہا کر اوسنے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ وہ ایسا ہوگیا کہ اگر اپنے آپکو خواب میں دیکھتا تو وہی اللہ اللہ کہتا تھا۔ پھر اُس سے فرمایا کہ اب اس پر بازرہ اور یاد داشت میں مشغول ہو تو اُس کا تمام وقت اسی میں گھر گیا۔ ایکمرتبہ گھر میں تھا کہ ایک لکڑی اوپر سے گری اور اُس کے سر میں لگ گئی خون جو زمین پر ٹپکتا تھا تو اللہ کا ہی نقش ظاہر ہوتا تھا۔ ایک مرید سے آپنے کسی کام کو فرمایا تو اُسنے کہا میں زبان خلق کے ڈر سے نہیں کرسکتا۔ آپنے اصحاب کیطرف منہ کرکے فرمایا آدمی حقیقت کار تک نہیں پہنچتا جبتک دو باتوں میں سے ایک حاصل نہ کرے یا تو خلق اسکی آنکھ پر گرجائے کہ خالق کے ماسوا کو نہ دیکھے اور یا اپنا نقش آنکھ سے گرجائے جس حالت پر بھی خلق اسے دیکھے کچھ باک نرکھے یعنے بالکل حق ہی کو دیکھے۔ ایک مرید کا اسنے بیان فرمارہے تھے کہ بصرہ میں ایک نانبائی ہے جو ولایت کا درجہ رکھتا ہے۔ مرید اُٹھکر بصرہ پہونچا۔ نانبائی کو دیکھا کہ اپنی داڑھی خریطہ میں کئے ہوئے ہیں جیسی کہ نانبائیوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہا اگر اسے درجۂ ولایت حاصل ہوتا تو آگ سے بچاؤ نہ کرتا پھر سلام کرکے کوئی سوال کیا تو نانبائی نے کہا جب ابتدا میں ہی مجھے تو نے چشم حقارت سے دیکھا تو میری بات سے تجکو فائدہ نہ ہوگا۔ فرماتے ہیں ایکبار میں تنہا جنگل میں جارہا تھا کہ ایک بڑھی عورت کو دیکھا جو سر پر کپڑا باندھے اور ہاتھ میں عصا لئے ہوئی ہے

مینے کہا شاید قافلے سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور جیب میں ہاتھ ڈالا کہ انہیں کچھ دوں جس سے اپنے مقصود تک پہنچیں۔ انہوں نے انگشت تعجب دانتوں میں دابی اور ہوا میں ہاتھ کر کے ایک مٹھی بھر کر کہا تو جیب سے لیتا ہے اور میں غیب سے یہ کہکر غائب ہو گئیں میں انکی حسرت میں جاتا تھا یہانتک کہ عرفات میں پہونچا۔ جب طواف گاہ میں گیا تو کعبہ کو ایک شخص کے گرد طواف کرتے دیکھا پاس گیا تو انہیں بوڑھی عورت کو دیکھا۔ فرمایا اے سہل جو شخص جمال کعبہ دیکھنے کیلئے قدم اٹھائے اسے ضرور کعبہ کا طواف کرنا چاہیئے مگر جو اپنی خودی سے قدم اٹھالے تاکہ جمال حق دیکھے اسکے گرد کعبہ کو طواف کرنا چاہیئے سہل فرماتے ہیں کہ ابدال میں سے ایک شخص میرے پاس آئے تو میں انکی صحبت میں رہا۔ رات کو ان سے مسائل حقیقت پوچھا تھا جبکہ نماز پڑھ پانی کے اندر بیٹھ جاتے زوال کے وقت تک بیٹھے رہتے جب بھائی ابراہیم اذان کہتے تو وہ پانی کے اندر سے نکلتے مگر ایک رونگٹا بھی تر نہ ہوتا۔ ظہر کی نماز پڑھ کر پھر پانی کے اندر چلے جاتے غرض سوائے وقت نماز کے پانی میں سے نہ نکلتے۔ ایک مدت تک میرے ساتھ اسی طرح رہے نہ کچھ کھاتے اور نہ کسی کے پاس بیٹھتے۔ فرماتے ہیں ایکرات کو مینے قیامت خواب میں دیکھی خلقت موقف مقام حشر میں کھڑی تھی۔ ناگاہ ایک سفید مرغ دیکھا کہ موقف میں ہر جگہ سے ایک شخص کو پکڑ کر بہشت میں لے جاتا ہے مینے کہا یہ کیا مرغ ہے۔ کہا حق تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحمت کی ہے۔ ناگاہ ایک کاغذ ہوا سے گرا اسے کھولا تو لکھا تھا کہ اس مرغ کو ورع کہتے ہیں۔ اور مینے خواب میں دیکھا کہ مجھے جنت میں لیگئے وہاں مینے تین ہزار شخصوں کو دیکھا سلام کر کے پوچھا دنیا میں سب سے زیادہ خوفناک چیز تمکو کیا تھی۔ جواب دیا خوف خاتمہ۔ اور فرماتے ہیں جب حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام میں روح ڈالنا چاہی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ڈالی اور انکی کنیت ابو محمد رکھی۔ تمام بہشت میں کوئی پتہ نہیں ہے جس پر نام محمد نہ لکھا ہو اور کوئی درخت بہشت میں نہیں جو آپکے نام سے نہ رکھا گیا ہو۔ تمام اشیاء کی ابتداء آپکے نام سے ہوئی اور تمام انبیا کا ختم آپ پر ہوا اس وجہ سے آپکا لقب خاتم النبیین ہوا۔ فرماتے ہیں مینے ابلیس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا تمپر کیا چیز زیادہ سخت ہے

کہا بندوں کے دل کا خداوند جہان کیطرف اشارہ ۔ آپ نے کسی قوم میں دیکھا اور رحمت سے قید کر لیا۔ جب لوگ چلے گئے تو پھر کہا میں تجھے رہا نہ کرونگا جبتک توحید کے متعلق کوئی بات نہ کہیگا۔ اس نے توحید کے بارہ میں ایسی تقریر کی کہ اگر عارف لوگ اسوقت ہوتے تو سب انگشت حیرت دانتوں میں دبا لیتے اور فرماتے ہیں میں نے ایکرات کسی شخص کو دیکھا کہ بہت بھوکا تھا اُسکے سامنے کھانا لیگیا مگر اسمیں کچھ شبہ تھا تو اس نے وہ نہ کھایا اس شب کو بھوک سے طاعت نہ کر سکا اور تین سال سے رات کو طاعت میں تھا۔ اس شب کو اس بھوکا رہنے اور شبہ دار کھانے سے ہاتھ کھینچنے کو تمام خلائق کے ثواب اعمال کے برابر کیا مگر اس نے فروخت نہ کیا اور کہا اگر میرا پیٹ شراب سے بھر جائے تو بہ نسبت حلال کھانے کے میں دوست رکھتا ہوں۔ پوچھا کیوں؟ کہا اسلیے کہ اگر شراب سے شکم پر ہوگا تو عقل کو آرام ملیگا اور آتش شہوت فرو ہوجائے گی اور خلق دست و زبان سے امان میں رہیگی لیکن حلال کھانے سے پر ہوگا تو فضول آرزو کریگا اور شہوات قوی ہوجائیں گی اور نفس اپنی آرزوں کی طلب میں سر اٹھائیگا۔ فرماتے ہیں بغیر حلال کھانے کے خلوت ٹھیک نہیں اور بغیر خدائے عزوجل کو دینے کے حلال درست نہیں اور شبانہ روز میں جو شخص ایکبار کھائے تو یہ صدیقوں کا کھانا۔ اور کسکی عبادت درست نہ ہوگی کوئی عمل خالص نہ ہوگا جبتک بھوکا نہ ہوگا۔ اور فرماتے ہیں چار چیزیں اختیار کرلی چاہئیں تاکہ عبادت درست ہو۔ بھوک۔ درویشی۔ خواری۔ قناعت۔ اور جو شخص بھوکا ہے گا اُسکے پاس شیطان نہ آئیگا خدا کے حکم سے۔ جب سیر ہو کر کھالو تو بھوک کی طلب کرو کہ تمام آفتوں کی جڑ سیر ہونا ہے۔ اور جو شخص حرام کھانا کھائیگا اُسکے ہفت اندام معصیت میں پڑجائیں گے چار چار معصیت کریگا اور جو شخص حلال چیز کھائیگا اُسکے ہفت اندام طاعت میں رہیں گے اور توفیق خیر اُسے حاصل ہوگی۔ اور حلال خالص وہ ہے جسمیں خدا کو فراموش نکرو۔ آپکے ایک شاگرد کو بہت بھوک لگی اور چند روز گذر گئے تو کہا اے استاد موت کیا ہے۔ فرمایا خدائے حیّ ولا یموت کا ذکر۔ فرماتے ہیں لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو اپنے آپسے جنگ کرتے ہیں۔ دوسرے جو خلق سے خدا کیلیے جنگ کرتے ہیں تیسرے اپنے لیے جو حق سے جنگ کرتے ہیں کہتے ہیں حکم ہماری رضا سے اور تیری

مشیت عمل بمشورہ سے کیوں نہیں۔ اور فرماتے ہیں جو شخص ترد دمیں ٹھیک ٹھیک ناچاہے اس سے کہو تمام گناہوں سے ہاتھ اٹھالے۔ اور جو عمل اقتدا سے نہ کیا جائے وہ بالکل عذاب جان ہے۔ اور بندہ کی عبادت درست نہیں ہوتی جبتک علم میں اپنے اوپر دوستی کا اثر اور رضا میں وجود کا اثر نہ پائے۔ اور عالم زاہد عابد دنیا سے چلے گئے اور ابھی تک انکے دل غلاف میں تھے کشادہ نہ ہوئے تھے مگر صدیقین و شہدا کے دل اور آدمی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جبتک اسکا عمل کامل نہو اور اسکا ورع اخلاص سے اور اخلاص مشاہدہ سے نہ ہو اور اخلاص ماسوائے خدا سے تبری کرنا ہے۔ اور فرماتے ہیں اہل خوف میں بہتر مخلص ہیں اور اہل اخلاص میں بہتر وہ لوگ ہیں جنکا اخلاص موت تک پہونچ جائے۔ اور مخلص کے سوائے کوئی ریا سے واقف نہیں ہوتا۔ اور یہ لوگ جو اس مقام پر پہونچے انکو بلا میں ڈالا گیا اگر انہوں نے حرکت کی تو جدا ہوگئے اور اگر سکون سے رہے تو اسپر پہونچ گئے۔ اور فرماتے ہیں حرام ہے کہ غیر خدا سے آرام پاسکے کہ ہرگز یقین کی بو اس تک نے پہونچیگی۔ اور اس دل پر جسمیں ایسی چیز ہو کہ حق اس سے راضی نہ ہو یقیناً حرام ہے کہ نور اسمیں پہونچے اور جس وجد کا گواہ کتاب و سنت نہ ہو وہ باطل ہے۔ اور سب سے بڑھکر وہ عمل ہے کہ بندہ اپنے پاکی کے خیال سے پاک ہو جائے۔ اور ہمت یہ ہے کہ زیادتی طلب کرے جب وہ تمام ہو جائے تو مقصود تک پہونچ جائے یا منقطع ہو جائے اور اگر ظاہر ہو تو اس سے خلل ہو گیا۔ اور جو شخص بغیر ذکر خدا کے ایک سانس سے دوسری سانس لے وہ اپنی عمر کو ضایع کرتا ہے اور جو دل علم سے سخت ہو جاتا ہے وہ سب دلوں سے سخت ہے۔ اور اس دل کی علامت جو علم سے سخت ہو جاتا ہے یہ ہے کہ تدبیر و علت میں پھنس جائے اور اپنی تدبیر اللہ کے سپرد نہ کرسکے جس کسیکو حق تعالیٰ اسکی تدبیر پر چھوڑ دیتا ہے اسے اس جہان میں بھی دور ڈالدیتا ہے اور اس جہان میں بھی دوزخ میں ڈالیگا۔ اور علماء تین قسم کے ہیں۔ ایک ظاہری علم والا جو اپنا علم اہل ظاہر سے بیان کرتا ہے دوسرا باطنی علم والا جو اپنا علم اہل باطن سے کہتا ہے تیسرا وہ جسکا علم خداتعالیٰ اور اس کے درمیان میں ہے اسکو کوئی نہیں بیان کرسکتا اور سطح زمین پر آفتاب کسی سے زیادہ بدتر کسی شخص پر طلوع و غروب نہیں ہوتا جو خداوند سے جاہل ہے مگر یہ کہ خدا کو ترجیح جاہل و دنیا پر

آخرت پر ترجیح دے اور جہل سے بڑھ کر کوئی معصیت نہیں۔ اور فرمایا ان فقیروں کے باعث فقر
کو چشم حقارت سے نہ دیکھو کہ وہ انبیا کے خلفاء ہیں کسی نے کہا تمہارا علم کیا ہے۔ فرمایا یہ ہمارا علم
تصرف میں نہیں آتا لیکن وہ علم تکلف سے علیحدہ ہو سکتا ہے جب اُسکی بات آجائیگی تو وہ خود سمجھ
لیگا۔ اور فرمایا ہمارے چھ اصول۔ کتاب خدا کا اتباع سنت رسول کی اقتدا حلال کھانا
خلق کی تکلیف سے ہاتھ روکنا اگرچہ وہ ہمکو تکلیف دیں ممنوعات سے دور رہنا اور ادائے حقوق میں
عجلت۔ اور فرمایا ہمارے اصول مذہب میں تین باتیں ہیں اخلاق و افعال رسول علیہ السلام کی اقتدا
اور حلال کھانا۔ اور افعال میں اخلاص۔ اور فرمایا مبتدی پر سب سے پہلے توبہ لازم ہے اور وہ ندامت
دل سے شہوات کا نکال ڈالنا۔ حرکات مذمومہ سے حرکات محمودہ کی طرف نقل کرنا ہے۔ اور بندہ
کو توبہ حاصل نہیں ہوتی جبتک خاموشی لازم نہ کرلے اور خاموشی لازم نہ ہوگی جبتک خلوت نکریگا۔
اور خلوت لازم نہ ہوگی جبتک حلال نہ کھائیگا۔ اور حلال کھانا حاصل نہ ہوگا جبتک خدائے تعالے
کا حق نہ ادا کریگا اور خدائے تعالی کا حق ادا نہ ہوگا بغیر حفاظت اعضا کے اور ان تمام باتوں میں سے
کوئی بات میسر نہ ہوگی جبتک خدا سے مدد نہ چاہیگا۔ اور فرمایا مقام عبودیت کی ابتدا اختیار
سے باہر ہونا اور اپنی طاقت و قوت سے بیزار ہونا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر مقام یہ ہے کہ اچھی
خوئے بد کو خوئے نیک سے بدل کرے۔ اور آدمی کو دو چیزیں ہلاک کرتی ہیں۔ طلب عزت اور خوف
درویشی۔ اور جسکا دل زیادہ خاشع ہوگا اُس کے پاس شیطان نہ پھٹکیگا۔ اور پانچ باتیں جوہر
نفس کی ہیں۔ درویش امیری ظاہر کرے اور بھوکا سیری۔ اور اندوہگین شادی ظاہر کرے اور
جسکی شخص سے دشمنی ہو تو اس سے دوستی رکھے اور رات کو نماز پڑھے دن کو روزہ رکھے اور قوت ظاہر کرے
اور فرمایا خدا اور بندے کے بیچ میں دعوی سے زیادہ کوئی حجاب بھاری نہیں اور احتیاج بخدا سے زیادہ
خدا تک کوئی راہ نزدیک نہیں اور فرمایا جو شخص مدعی ہوگا وہ خائف نہیں۔ اور جو خائف
نہیں وہ امین نہیں اور جو امین نہیں اُسے بادشاہ کے خزانوں پر اطلاع نہ ہوگی۔ اور فرمایا اُس شخص
میں بوئے صدق نہ ہوگی جو دوسرے کے ساتھ مداہنت کرے۔ اور اپنے ساتھ مداہنت روا رکھے اور

فرمایا جو مبتدع سے دوستی رکھے اُس سے سنت علیحدہ ہو جائے گی اور جو مبتدع کے ساتھ ہنسے گا اُس سے
حق تعالیٰ نورِ ایمان چھین لیگا۔ اور فرمایا جو مال اہل معاصی سے لیا جائے وہ حرام ہے۔ اور دُنیا میں
سنت کی مثال ایسی ہے جیسی عقبیٰ میں بہشت۔ جو شخص بہشت میں گیا وہ بلا سے بےخوف ہو گیا یونہی
جو جادۂ سنت پر ہو گا وہ ہوا و بدعت سے امن میں ہے۔ اور جو شخص کسب پر طعن کرے وہ سنت
پر طعن کرتا ہے۔ اور جو توکل پر طعن کرے وہ ایمان پر طعن کرتا ہے۔ اور اہل توکل کا کسب جادۂ سنت سے
ہی درست ہو سکتا ہے اور جو صاحب توکل ہے اسکا کسب درست نہیں مگر معاونت خلق کی نیت سے
تاکہ خلق کا دل اُس سے فارغ رہے۔ اور فرمایا اگر تو صبر سے بیٹھ سکتا ہے تو آیا کر مگر اُنمیں سے نہ ہو
کہ تجھ پر صبر بیٹھ جائے۔ اور تمام آفتوں کی اصل صبر کا کم ہونا ہے۔ اور شکرِ عارف کی غایت یہ ہے کہ
اپنے آپکو اُس کے شکر سے عاجز سمجھے تو شکر حدِ شکر تک پہونچ سکتا ہے۔ اور فرمایا ہر ساعت
خدائے عزوجل کی عطائیں ہیں مگر سب سے بڑھکر عطا یہ ہے کہ اپنا ذکر تیرے دل میں ڈالے اور فراموشی
حق سے بڑھ کر کوئی معصیت نہیں۔ اور جو شخص حرام چیز سے اپنی آنکھ بند کرلیگا اُسکی آنکھ میں
تمام عمر کوئی مرض نہ ہوگا اور حق تعالےٰ نے عرش سے ثریٰ تک کوئی مکان مومن کے دل سے
زیادہ اچھا پیدا نہیں کیا کیونکہ معرفت سے بڑھ کر کوئی عطا اسنے خلق کو نہ دی۔ اور سب سے بڑھکر
عطیہ سب سے اچھے مکان میں رکھتے ہیں۔ اگر عالم میں مومن کے دل سے زیادہ کوئی جگہ ہوتی تو وہ اپنی
معرفت وہیں رکھتا۔ اور فرمایا عارف وہ ہے کہ کبھی اُسکا مزا نہ جائے اور ہر دم خوشبو رہے
اور خدائے تعالےٰ کے سوا کوئی مدد کرنیوالا نہیں۔ اور رسول خدا کے سوا کوئی راہبر نہیں۔ اور
تقویٰ کے سوا کوئی زاد نہیں۔ اور ان پانچ چیزوں پر صبر کے سوا کوئی عمل نہیں۔ اور فرمایا کوئی
دن نہیں گذرتا کہ حق تعالیٰ ندا نہ کرتا ہو کہ اے میرے بندے تو انصاف نہیں کرتا میں تجھے یاد کرتا
ہوں اور تو مجھے فراموش کرتا ہے میں تجھے اپنی طرف بلاتا ہوں اور تو دوسروں کی طرف جاتا ہے میں
تجھ سے بلا علیحدہ رکھتا ہوں اور تو گناہ پر قایم رہتا ہے اے فرزند کل قیامت میں تو حاضر ہوگا تو
کیا عذر کریگا۔ اور فرمایا خدائے تعالےٰ نے خلق کو پیدا کرکے فرمایا راز مجھ سے کہو اور اگر راز نہ کہو

تو مجھ پر نظر رکھو اور یہ بھی نہ کرو تو حاجت مجھ سے چاہو۔ اور فرمایا دل ہرگز زندہ نہیں ہوتا جب تک
نفس مردہ نہیں ہوتا۔ اور فرمایا جو شخص اپنے نفس کا مالک ہو گیا اُسنے عزت پائی اور دوسروں کا بھی
مالک ہو گیا جیسا کہ فرمایا کہ حیلے کہلیے تن کا بادشاہ ہے تن کا بادشاہ ہے جب تو اپنے او پر غالب
ہو جائیگا تو کوئی دشمن تجھپر غالب نہ ہوگا اور جسپر اس کا نفس غالب ہو گیا وہ ذلیل ہوا صدیقوں کا اول
گناہ نفس سے موافقت ہے اور فرمایا ہوائے نفس کی مخالفت سے بڑھ کر خدائے عزوجل کی کوئی عبادت
نہیں۔ اور جسنے اپنے نفس کو پہچان لیا اُسنے خداوند کو پہچان لیا اور جسنے خدائے تعالیٰ کو پہچان لیا وہ
دریائے اندوہ و شادی میں غرق ہو گیا۔ اور غایت معرفت حیرت و دہشت ہے۔ اور اول مقام معرفت
یہ ہے کہ بندہ کو یقین دیا جائے تاکہ اس سے تمام جوارح اس یقین سے آرام لیں یعنی خطرات بدن ضعیف
یقین سے ہوتے ہیں۔ اور فرمایا صادق وہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اُسپر فرشتہ مقرر کردے جب نماز کا
وقت آئے تو بندہ کو نماز میں مشغول کردے اور سوتا ہو تو بیدار کردے۔ اور فرمایا علماء کی توبہ زیادہ
نومیدی ہے بہ نسبت کفار و اہل معاصی کے۔ اور فرمایا خلق پر لا الٰہ الا اللہ کا اعتقاد دل میں اور زبان
سے اعتراف اور فعل سے وفا لازم ہے۔ اور فرمایا اول توبہ اجابت ہے پھر انابت پھر توبہ پھر استغفار
اجابت فعل سے ہوتی ہے اور انابت دل سے۔ اور توبہ نیت سے اور استغفار تقصیر سے۔ اور
فرمایا صوفی وہ ہے کہ کدورت سے صاف ہو اور تفکر سے پر ہو اور قرب خدائے عزوجل میں بشر سے
منقطع ہو جائے اور اسکی آنکھ میں خاک و زر یکساں ہو۔ اور تصوف کے معنے ہیں کم کھانا اور خدائے
عزوجل سے آرام حاصل کرنا اور خلق سے بھاگنا۔ اور توکل انبیاء کا حال ہے جو شخص توکل میں پیغمبر کا
حال رکھے اس سے کہو کہ انکی سنت ترک نہ کرے۔ اور فرمایا توکل میں پہلا مقام یہ ہے کہ قدرت کے
سامنے تم ایسے ہو جاؤ جیسے مردہ غسل دینے والے کے سامنے کہ جس طرح وہ چاہے اسکو الٹ پلٹ کرسکتا
کچھ ارادہ و حرکت نہو۔ اور توکل بغیر بذل روح کے درست نہیں ہوتا۔ اور بذل روح بغیر ترک تدبیر کے
نہیں ہوسکتا۔ اور توکل کی نشانی تین چیزیں ہیں اول یہ کہ سوال نکرے اور جب ملے تو قبول نہ کرے
اور قبول کرلے تو خرچ کردے۔ اور فرمایا اہل توکل کو تین باتیں دیجاتی ہیں حقیقت یقینی اور مکاشفہ

غیبی اور مشاہدہ قرب حق تعالی ہے۔ اور توکل یہ ہے کہ حق تعالی کو متہم نہ کرو یعنی جس کے پہونچانیکا اُس نے وعدہ کیا ہی وہ پہونچا ئیگا۔ اور توکل یہ ہے کہ کوئی چیز ہو یا نہ ہو دونوں حالتوں پر مطمئن ہو اور توکل اُس دل کو ہوتا ہے جو بغیر کسی علاقہ کے خدائے عزوجل کے ساتھ زندگانی کرے۔ اور فرمایا تمام احوال کا رو اور پشت ہے مگر توکل کی رو ہی ہے پشت نہیں مطلب یہ ہے کہ زہد تقوی دنیا سے اجتناب ہوتا ہے اور مجاہدہ مخالفت نفس و ہوا میں ہوتا ہے علم و معرفت اشیاء کے دیکھنے اور جاننے میں ہوتا ہے اور خوف و رجا لطف کبریا سے ہوتا ہے تفویض و تسلیم رنج و مصیبت میں ہوتی ہے اور رضا قضا پر شکر نعمتوں پر اور صبر بلا پر لیکن توکل خدا پر ہوتا ہے تو ضرور ہی کہ توکل محض رو ہو گا بغیر پشت کے اگر کوئی کہے کہ دوستی بھی ایسی ہی ہے تو میں کہوں گا کہ دوستی خدا کے ساتھ ہوتی ہے نہ کہ خدا پر۔ اور فرمایا دوستی کے معنے ہیں طاعت کی گردن میں ہاتھ ڈالنا اور مخالفت سے دور رہنا اور فرمایا جسے خدائے عزوجل دوست رکھتا ہے وہ اُس کے عیش میں رہتا ہے اور فرمایا حیا خوف سے بہت بلند ہے کہ حیا خاص لوگوں کو ہوتی ہے اور خوف علماء کو ہوتا ہے۔ اور فرمایا عبودیت خدا کے فعل پر رضا دینا ہے۔ اور مراقبہ یہ ہے کہ نہ دنیا کے فوت ہونے سے ڈرو۔ نہ آخرت کے اور خوف و رجا زمام دو ہیں۔ اور دونوں کا فرزند ایمان ہے اور جس دل میں تکبر ہو گا اُسمیں خوف و رجا قرار نہ پکڑینگے اور خوف ممنوعات سے دور رہنا اور رجا احکام میں جلدی کرنا ہے۔ اور علم رجا سے درست نہیں ہوتا ہاں خائف کو ہوتا ہے۔ اور مقام خوف میں سب سے بلند مقام یہ ہے کہ بندہ اس سے خائف ہو کہ نہ معلوم علم خدا میں میری تقدیر میں کیا ہے۔ اور فرمایا صبر خدا کی طرف سے فرصت کا انتظار ہے۔ اور مکاشفہ یہ ہے کہ فرمایا گیا ہے اگر پردہ اُٹھا دیا جائے تو میرا یقین زیادہ نہ ہو۔ اور فتوت متابعت سنت ہے۔ اور زہد چار چیزوں میں ہے۔ اول کھانے میں کہ آخر وہ پاخانہ میں پہونچیگا۔ دوسری لباس میں کہ آخر وہ پھٹ جائیگا تیسری بھائیوں میں کہ آخر اُن سے فراق ہے چوتھی دُنیا میں کہ آخر وہ فنا ہو گی۔ اور ورع دنیا کا ترک کر دینا ہے۔ اور دنیا نفس ہی جو شخص اپنے نفس کو دوست رکھتا ہے وہ خدا کے دشمن کو دوست بناتا ہے۔ اور نفس سے

خدا کی طرف سفر کرنا مشکل ہے۔ اور نفس تین صفتوں سے خالی نہیں۔ کافر ہے یا منافق یا ریا کار۔ اور نفس کی شرارتیں بہت ہیں اُنہیں سے ایک ہے کہ فرعون کو فرعونیت یعنی دعویٰ خدائی پر آمادہ کیا ہے اور اُنس یہ ہے کہ جس کے پاس تمام وہ چیزیں ہیں جو تجھے چاہیئے ہیں۔ اور فرمایا حق تعالیٰ نے ابرار کو خیرات و یقین سے قریب کیا۔ اور فرمایا روغن کا استعمال رکھو تاکہ عقل زیادہ ہو کہ خدا کو کسی ناقص دل نے کبھی نہیں پایا۔ اور فرمایا تین قسم کی تجلی ہے تجلی ذات اور وہ مکاشفہ ہے تجلی صفات اور موضع نور ہے اور تجلی حکم ذات۔ وہ آخرت و مافیہا ہے لوگوں نے اُنس کے بارہ میں پوچھا تو فرمایا اُنس یہ ہے کہ اعضا بندہ سے اُنس کہیں اور سبح خدائے عزوجل سے۔ اور فرمایا ورع زہد کی ابتدا ہے اور زہد توکل کی۔ اور توکل عارف کا پہلا درجہ ہے اور معرفت قناعت کی ابتدا ہے اور قناعت شہوات کا ترک کرنا ہے۔ وہ رضا کی ابتدا ہے اور رضا موافقت کی۔ پوچھا نفس پر کیا چیز زیادہ سخت ہوتی ہے۔ فرمایا اخلاص کیونکہ خلاص میں کچھ نصیب نہیں۔ اور فرمایا اخلاص اجابت حکم ہے جسے اجابت نہیں خلاص بھی نہیں۔ اور اخلاص یہ ہے کہ جیسے دین خدائے تعالےٰ سے لیا ہے سوائے اُس کے کسی کو نہ دو۔ لوگوں نے کہا صادقین کا وصف بیان کیجئے۔ فرمایا تم صادقین کے اسرار (و قلوب) لے آؤ تو میں تمکو اُنکا وصف بتا دوں پوچھا مشاہدہ کیا ہے۔ فرمایا عبودیت پوچھا عاصیوں کو اُنس ہوتا ہے۔ فرمایا نہیں اور نہ اُسے جو معصیت کا ارادہ کرے۔ پوچھا نماز شب کا ثواب کس کام سے ملتا ہے۔ فرمایا اس سے کہ دن میں خیانت نہ کریں۔ کہا ایک شخص کہتا ہے کہ میں دن کیلئے حرکت نہیں کرتا جب تک مجھے حرکت نہ کیجائے۔ فرمایا یہ بات دو ہی شخص کہہ سکتے ہیں صدیق یا زندیق۔ پوچھا دن رات میں ایکبار کھانیکے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔ فرمایا یہ صدیقین کا کھانا ہے۔ پوچھا دو بار کھانا۔ فرمایا مومنوں کا۔ پوچھا تین بار۔ فرمایا بیلوں کیطرح کھانا ہے۔ نیک عادت کو پوچھا تو فرمایا اُسکا ادنیٰ درجہ بار اُٹھانا اور بدی کا بدلہ نہ لینا۔ دوسرے سے معافی چاہنا اور اُسکو معاف کرنا۔ اور فرمایا خدا کیطرف مُنہ کرنا نہ ہے۔ پوچھا لطف حق کا اثر کس چیز سے ظاہر ہوتا۔ فرمایا جب ہو کہ اس بیماری وبا میں صبر کرے۔ الا ماشاء اللہ تعالےٰ۔ پوچھا کینے ہیبت نول

تک کچھ نہ کھایا تو وہ بھوک کہاں جاتی ہے۔ فرمایا وہ نار کو نور کردیتی ہے۔ اور فرمایا بھوک کے تین درجہ ہیں۔ ایک جوع طبع اور یہ مقام عقل ہے۔ دوسری جوع موت اور یہ مقام فساد ہے تیسری جوع شہوت اور یہ مقام اسراف ہے۔ پوچھا توبہ کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ گناہ کو فراموش کردو۔ ایک شخص نے کہا توبہ یہ ہے کہ گناہ کو فراموش نہ کرو سہل رح نے فرمایا ایسا نہیں جیسا تو سمجھا کیونکہ ایام وفا میں جفا کا ذکر بھی جفا ہے۔ ایک شخص نے وصیت چاہی تو فرمایا تیری نجات چار باتوں میں ہے۔ بے نوائی و تنہائی کم کھانا اور خاموشی۔ اس نے کہا میں آپکی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں۔ فرمایا جب ہم میں سے کوئی مرجائیگا تو کس کی صحبت میں رہے گا۔ کہا خدا کے ساتھ۔ فرمایا اب بھی اس کے ساتھ رہ اور اگر تو درندوں سے ڈرتا ہے تو میرے ساتھ نہ رہ۔ کہا لوگ کہتے ہیں کہ شیر آپکی زیارت کو آتا ہے۔ فرمایا ہاں کتا کتے کے پاس آتا ہے۔ پوچھا درویش کب آسایش پاتا ہے۔ فرمایا جب اپنے آپکو سوا اس وقت کے نہ دیکھے جس میں وہ ہے۔ پوچھا تمام خلق میں کس کیساتھ صحبت رکھیں۔ فرمایا عارفوں کیساتھ اسوجہ سے کہ وہ کسی چیز کو بہت نہیں سمجھتے اور جو کام ہوجائیگا انکے نزدیک اسکی تاویل ہوگی تو وہ تجھے ہر حالت میں معذور رکھیں گے۔

مناجات۔ آپکی مناجات ہے کہ الٰہی تو نے مجھے یاد کیا اور میں کسی قابل نہیں اگر میں تجھے یاد کروں تو مجھ سا کوئی نہیں اور یہ شادی مجکو بس نہیں اور مجھ سے زیادہ نالائق کوئی نہیں۔ آپ عالم و واعظ حقیقی تھے بہت لوگ آپکے سبب سے راہ پر آگئے جب وفات قریب ہوئی تو آپکے چار سو مرید تھے اور آپکی بالین پر بیٹھے تھے۔ کہا اے شیخ آپکی جگہ کون بیٹھے اور آپکے منبر پر کون بیان کرے۔ ایک گبر تھا جسے شاددل کہتے تھے۔ شیخ نے آنکھ کھولکر فرمایا میری جگہ شاددل بیٹھیگا۔ کہا شاید حالت نزع میں شیخ کی عقل کچھ کم ہوگئی ہے جسکے چار سو عالم مرید ہوں وہ اپنی جگہ ایک گبر کو مقرر کرے۔ شیخ نے فرمایا شور کم کرو اور جاکر شاددل کو بلالاؤ۔ جاکر اسے لے آئے۔ شیخ نے اسکو دیکھا تو فرمایا جب میری وفات کو تین روز گذرجائیں تو نماز کے بعد منبر پر جاکر خلق کو نصیحت کرنا یہ کہکر وفات پائی۔ دوسرے روز نماز کے بعد لوگ جمع ہوئے شاددل آیا اور کلاہ گبری سر پر رکھی زنار کمر میں

ڈالے ہوئے منبر پر گیا اور کہا تمہارے اُس سردار نے مجھے تمہارے پاس قاصد بنا کر بھیجا ہے اور مجھ سے کہا ہے کہ اے شادول وہ وقت آگیا کہ تو زنار کو توڑ ڈالے اب میں توڑتا ہوں اور چاقو سے اُسکو کاٹ ڈالا اور ٹوپی اتار ڈالی اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ پھر کہا شیخ نے فرمایا ہے کہ کہنا جو تمہارے پیرو اُستاد تھے انہوں نے نصیحت کی ہے اور استاد کی نصیحت قبول کرنا شرط ہے۔ شادول نے ظاہر کی زنار کاٹ ڈالی اگر تم قیامت میں ہمکو دیکھنا چاہتے ہو تو جوانمردی سے تمکو باطن کی زنار کاٹ ڈالنا چاہیئے۔ یہہ کہا تو خلق میں قیامت برپا ہو گئی اور عجیب حالات ظاہر ہوئے جس دن شیخ کا جنازہ اُٹھایا بہت لوگ جمع ہو کر اور فریاد کرتے تھے۔ ایک ستر سال کے یہودی نے جب شور سُنا تو باہر نکلا کہ دیکھوں کیا بات ہے جب جنازہ پاس آیا تو آواز دی کہ اے لوگو جو میں دیکھتا ہوں تم دیکھتے ہو۔ پوچھا تو کیا دیکھتا ہے۔ کہا فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں اور اپنے آپکو اُنکے جنازہ پر ملتے ہیں اور اسیوقت کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ ابو طلحہ مالک فرماتے ہیں کہ جس روز سہل پیدا ہوئے تھے روزہ دار تھے اور جس دن انتقال کیا اُس دن بھی روزہ دار تھے اور بغیر روزہ کھولے ہوئے حق کے پاس پہونچ گئے ایک روز یاروں کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک شخص نکلا آپ نے فرمایا یہ شخص سر رکھتا ہے جب دیکھا تو اُسے پھر نہ دیکھا۔ جب سہل کی وفات ہو گئی تو ایک مرید آپکی قبر کے پاس بیٹھا تھا کہ وہی شخص آیا مرید نے کہا اے خواجہ یہ شیخ جو یہاں دفن ہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ شخص سر رکھتا ہے۔ اُس خدا کیواسطے جسنے تمکو یہ سر عطا کیا ہے ہمیں کچھ دکھاؤ۔ اُسنے سہل کی قبر کیطرف اشارہ کیا کہ اے سہل کہو تو سہل نے بلند آواز سے کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کہا اے سہل لوگ کہتے ہیں کہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا اُسکی قبر میں تاریکی نہیں ہوتی یہہ ٹھیک ہے۔ جواب دیا کہ ٹھیک ہے۔

انتیسواں ۲۹ باب ذکرِ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

وہ ہمدم نسیم وصال محرم حریم جلال مقتدائے صدر طریقت رہنمائے راہ حقیقت عارف اسرار شیخ قطب

وقت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقدم طریقت و مقتدائے طائفہ مخصوص بانواع لطائف
و سید محبان وقت اور خلاصہ عہد عارفین تھے بلکہ اگر عارف نہ ہوتے تو معروف نہ ہوتے آپکی کرامات
ریاضات بہت ہیں فتوی و تقوی میں آیت عظیم اور لطف و قرب رکھتے تھے اور مقام انس و شوق میں
انتہا پر پہونچ گئے تھے آپکے والدین ترسا تھے جب معلم کے پاس بھیجا تو اُسنے کہا کہو خدا تین میں
کا ایک ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ وہ ایک ہے ہرچند معلم کہتا تھا کہو تین میں کا ایک مگر وہ کہتے تھے کیلا۔
ہرچند مارتا تھا مگر کچھ سود نہ ہوتا تھا۔ ایکبار بہت مارا تو معروف بھاگ گئے اور آپ ملتے نہ تھے تو ماں
باپ نے بہاک کا شوروہ واپس آجاتے تو جس دین کو چاہتے ہم اُنکے موافق ہو جاتے۔ آپ جاکر حضرت علی
بن موسی الرضا کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اُسکے تہوڑے زمانہ کے بعد دروازہ پر جاکر دستک دی
پوچھا کون ہے؟ فرمایا معروف۔ پوچھا کس دین پر ہو۔ فرمایا دین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر۔ ماں باپ بھی مسلمان ہو گئے۔ پھر داؤد طائی کے پاس پہونچکر بہت ریاضت و عبادت کی اور
صدق میں اس قدر قدم جمایا کہ مشار الیہ ہو گئے محمد بن منصور طوسی کہتے ہیں میں معروف کے
پاس تھا بغداد میں اور اونمیں کچھ اثر دیکھا تو مینے کہا کل میں آپکے پاس تھا تو یہ نشان نہ تھا۔
یہ کیا بات ہے۔ فرمایا جس چیز سے تمکو فایدہ نہیں وہ نپوچھو ایسی بات پوچھو جو تمہاری کام
میں آئے مینے کہا تمہیں معبود کی قسم بتا دو۔ فرمایا کل میں نماز پڑہ رہا تھا تو مینے چاہا کہ مکہ میں جاکر
طواف کروں۔ زمزم کی طرف پانی پینے کو گیا تو میرا پاؤں پہسل گیا اور منہ تہمیں جا پڑا۔ اُس کا
یہ نشان ہے۔ فرماتے ہیں میں قرآن و مصلا مسجد میں رکہکر دجلہ پر طہارت کو گیا۔ ایک لوڑہی
عورت آئیں اور اُٹہا کر لیگئیں میں اُن کے پیچھے پیچھے جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اُنکے پاس پہونچگیا
تو سر نیچے ڈال لیا کہ اُنکے چہرہ پر آنکہہ نہ پڑی اور کہا تمہاری کوئی قرآن پڑہنے والا لڑکا ہے
کہا نہیں مینے کہا تو قرآن مجھے دو اور مصلا تم لے لو۔ وہ عورت میرے حلم سے تعجب میں ہو گئی اور
دونوں واپس دیدیے۔ مینے کہا مصلے مینے تجھے معاف کر دیا لیلے عورت شرم سے چلدی اور اُس کو
نہ لیا۔ ایکدن لوگوں کے ساتھ جا رہے تھے تو چند جوان فساد کر رہے تہے۔ جب اُنکی پاس سے

گذر کر دجلہ کے کنارہ پہنچے تو یاروں نے کہا حضرت انکے لیے بددعا کیجیے کہ حق تعالیٰ غرق کر دے تاکہ
انکی شومی ختم ہو جائے اور دوسروں تک انکا اثر نہ پہنچے۔ فرمایا ہاتھ اٹھاؤ پھر کہا الٰہی جیسے اس جہان میں تو
انکا عیش خوش کرتا ہے ایسے ہی اس جہان میں بھی انکو عیش دے۔ یار تعجب میں ہو گئے اور کہا اے
شیخ ہم اسکا راز نہیں جانتے۔ فرمایا توقف کرو ظاہر ہو جائیگا۔ اس جماعت نے جب شیخ کو دیکھا تو
چنگ توڑ ڈالا شراب پھینک دی اور رونے لگے اور شیخ کے پاؤں پر گر کر توبہ کی۔ شیخ نے فرمایا تمنے
دیکھا بلا غرق و رنج کے سب کی مراد حاصل ہو گئی۔ سری سقطی فرماتے ہیں میں نے عید کے دن معروف کو
چھوارے کی گٹھلیاں چنتے دیکھکر پوچھا انکو کیا کروگے۔ جواب دیا میں نے اس بچے کو روتا دیکھکر پوچھا کیوں
روتا ہے۔ کہا میں یتیم ہوں اور لڑکوں کے پاس نئے کپڑے ہیں اور میرے پاس نہیں۔ تو میں یہ
دانے چنتا ہوں کہ بیچکر اسے اخروٹ خرید دوں جس سے کھیلے اور نہ روئے۔ میں نے کہا یہ کام میں کروں گا۔
آپ دل فارغ رکھیے۔ اس لڑکے کو لیجا کر نئے کپڑے پہنائے اور اخروٹ خریدکر دل شاد کر دیا۔ اسیوقت
میرے دل میں نور پیدا ہو گیا۔ اور میرا حال دگرگوں ہو گیا۔ ایک روز آپکے یہاں ایک مہمان آیا۔ آپکی
خانقاہ میں قبلہ کی سمت معلوم نہ تھی۔ دوسری طرف کو منہ کرکے نماز پڑھ لی۔ جب بعد کو اسے معلوم ہوا
تو وہ شرمندہ ہوا اور کہا آخر آپنے مجھے خبر کیوں نہ کی۔ فرمایا ہم درویش ہیں۔ درویش کو تصرف
سے کیا کام۔ الغرض آپنے اسقدر رعایت خاطر کی کہ بیان نہیں ہو سکتی۔ معروفؒ کا ایک ماموں تھا جو
اس شہر کا حاکم تھا۔ ایک روز ایک خراب جگہ جا رہا تھا کہ معروف کو دیکھا بیٹھے ہوئے روٹی کھا رہے
ہیں اور ایک کتا سامنے بیٹھا ہے ایک لقمہ اپنے منہ میں رکھتے ہیں دوسرا کتے کے منہ میں۔ ماموں نے
کہا تمکو شرم نہیں آتی کہ کتے کے ساتھ روٹی کھاتے ہو۔ فرمایا میں شرم کی وجہ سے دیتا ہوں۔ پھر
سر اٹھا کر ہوا سے ایک جانور کو بلایا وہ آکر آپکے ہاتھ پر بیٹھ گیا اور پر سے اپنے منہ اور آنکھوں
کو چھپا لیا۔ فرمایا جو حق تعالیٰ سے شرم رکھتا ہے اس سے تمام چیزیں شرم کرتی ہیں تو ماموں اپنی
اس بات سے شرمندہ ہو گئے۔ ایک روز آپکا وضو ٹوٹ گیا تو اسیوقت تیمم کر لیا۔ لوگوں نے
کہا دجلہ یہ ہے تیمم کیوں کرتے ہو۔ فرمایا ہو سکتا ہے کہ میں وہاں تک نہ پہنچوں اور مر جاؤں۔ کہا

آپ پر شوق غالب ہوا تو اٹھکر ایک ستون کو لپٹ گئے اور ہمقصد یوں چاکہ قریب تھا وہ ستون پارہ پارہ ہو جائے۔ فرماتے ہیں جوانمردی تین باتوں میں ہے ایک بغیر خلاف کے وفا۔ دوسری بغیر جود کی تعریف تیسرے بغیر سوال کے عطا کرنا۔ اور فرماتے ہیں کہ بیکو اللہ تعالیٰ کے پکڑ نیکی علامت یہ ہے کہ اسکو نفس کے کام میں مشغول کرے اور وہ خدا کے کام میں نہ رہے۔ اور اولیاء خدا کی یہ علامت ہے کہ انکی فکر خدا کے بارہ میں ہو انکا قرار خدا سے ہو اور انکا شغل راہ خدا میں ہو۔ اور جب حق تعالیٰ بندہ کو کچھ چاہتا ہے تو عمل خیر کا دروازہ اسپر کھولدیتا ہے اور بری بات کا دروازہ بند کرتا ہے۔ اور آدمی کا وہ بات کہنا جو کام کی نہ ہو حرمان کی علامت ہے۔ اور جب کسی سالک اللہ تعالیٰ شر چاہتا ہے تو اس کی برعکس ہوتا ہے۔ اور فرمایا حقیقت وفا خواب غفلت سے بیدار ہونا اور فضول و آفت سے اندیشہ کا فارغ ہونا ہے۔ اور فرمایا بغیر عمل کے طلب بہشت گناہ ہے اور بغیر نگہداشت سنت کے انتظار شفاعت ایک قسم کا دہوکہ ہے اور نافرمانی میں رحمت کی امید رکھنا جہالت و حماقت ہے۔ اور فرمایا تصوف حقائق کا حاصل کرنا اور دقائق بیان کرنا اور جو خلائق کے ہاتھ میں ہے اس سے نومید ہونا ہے۔ اور فرمایا جو ریا کا عاشق ہے وہ کبھی فلاح نپائیگا۔ اور میں خدا کی راہ بہت نزدیک جانتا ہوں کہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگو اور تمہارے پاس کچھ نہ ہو کہ کوئی تم سے مانگے اور آنکھ بند کر لو مرد ہو یا عورت۔ اور جس طرح برائی زبان کو محفوظ رکھو اپنی تعریف سے بھی رکھو۔ لوگوں نے پوچھا ہم کس چیز سے طاعت کی قدرت پائیں گے۔ فرمایا دنیا کی محبت دل کو نکالڈالو کہ اگر دنیا کی ذرہ سی چیز بھی تمہارے دل میں ہوگی تو سجدہ کروگے اسی چیز کو کروگے محبت کے بارہ میں سوال کیا تو فرمایا محبت خلق کی تعلیم سے نہیں بلکہ حق کے عطا و فضل سے ہے اور فرمایا عارف اگر کچھ بھی نعمت نہ رکھتا ہو تو خود بہمہ تن نعمت میں ہے۔ ایک روز اچھا کھانا کہا رہے تھے تو لوگوں نے کہا آپ کیا کہاتے ہیں۔ فرمایا میں مہمان ہوں جو مجھے دیتے ہیں وہ کھاتا ہوں باایں ہمہ ایک روز نفس سے کہتے تھے کہ اے نفس مجھے رہائی دے تاکہ تو بھی رہائی پائے۔ ایک روز کسی نے آپسے وصیت چاہی تو فرمایا خدا پر توکل کر تاکہ خدا تیرے ساتھ رہے اور تیرا رجوع اسی کی طرف ہو

کو سب کی شکایت اُسی سے کرے کیونکہ تمام خلق نہ تجھے نفع پہونچا سکتی ہے نہ ضرر دفع کر سکتی ہے
اور جو عرض کرے اُسی سے کر کہ ہر درد کا درمان اُسی کے پاس ہے اور جو رنج یا بلا یا فاقہ تجھے پہونچے اُسکو
نجات پوشیدہ رکھنے میں ہے۔ ایک اور شخص نے وصیت چاہی تو فرمایا اُس سے ڈر کہ خدائے تعالیٰ تجھکو دیکھتا
ہے اور تو مساکین کی زمرہ میں نہ ہو۔ ستری رحمۃ فرماتے ہیں معروف رحمۃ نے مجھسے فرمایا جب تجھکو خدائے تعالیٰ سے
کوئی حاجت ہو تو اُسے قسم دے کہ یا رب بحق معروف کرخی میری حاجت پوری کرے آپکی حاجت جلدی ہوگی
ایک دن شیعوں و سُنیوں نے حضرت امام رضا کے مکان پر جھگڑا کیا اور معروف کرخی رحمۃ کا پہلو توڑ ڈالا
آپ بیمار ہوگئے تو ستری نے کہا مجھکو وصیت کیجئے۔ فرمایا جب میں مر جاؤں تو میرے کپڑے صدقہ کر دینا
میں چاہتا ہوں کہ دُنیا سے برہنہ جاؤں جیسے شکم مادر سے برہنہ آیا تھا۔ بیشک آپ تجرید میں یکتا
نہ رکھتے تھے آپکی قوت تجرید ہی تھی کہ بعد وفات اُنکو تریاق مجرب کہتے ہیں۔ آپکے مزار پر جو شخص حاجت
کیلئے جائیں حق تعالیٰ اُسکو پورا کرتا ہے۔ جب آپکی وفات ہوگئی تو تمام دین والوں نے آپکے بارہ میں
دعویٰ کیا یہودیوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں نے آپکے خادم نے کہا شیخ کی یہ وصیت ہے کہ جو
لوگ میرا جنازہ زمین سے اُٹھا لیں میں اُنہیں میں سے ہوں۔ نہ یہودی اُٹھا سکے اور نہ عیسائی اہل
اسلام نے آکر اُٹھا لیا اور وہیں دفن کر دیا۔ ایک روز آپ روزہ دار تھے اور بازار میں جا رہے تھے کہ
ایک سقّا نے کہا رحم اللہ من شرب۔ جو یہ پانی پئے اُس پر اللہ تعالیٰ رحمت کرے۔ آپنے پانی
لیکر پی لیا لوگوں نے کہا آپ تو روزہ دار تھے فرمایا بیشک لیکن میں نے اُسکی دعا کیطرف رغبت
کی جب آپکی وفات ہوگئی تو لوگوں نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا خدائے تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا
فرمایا سقا کی دعا سے بخشدیا۔ محمد بن الحسین رحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے معروف کو خواب میں دیکھکر پوچھا خدائے
عزوجل نے آپکے ساتھ کیا کیا جواب دیا بخشدیا۔ میں نے پوچھا کہ زہد و ورع کے باعث۔ فرمایا نہیں بلکہ ایک
بات کی وجہ سے جو میں نے ابن سماک رحمۃ سے کوفہ میں سُنی تھی کہ جو شخص بالکل خدا کی طرف رجوع ہو جاوے گا
اُسکی طرف خدائے تعالیٰ رحمت سے توجہ کریگا۔ اور تمام خلق کو اُسکی طرف رجوع کر دیگا اُنکی بات میرے
دل میں سما گئی میں خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع ہو گیا اور تمام شغل سے ہاتھ اُٹھا لیا سوائے خدمت

حضرت علی بن موسی الرضا رضی اللہ عنہ کے حضرت شیخ سری سقطی فرماتے ہیں میں نے حضرت معروف کرخی کو خواب میں عرش کے نیچے مدہوش سا دیکھا اور حق تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اے فرشتو یہ کون ہے کہا خدایا تو ہی جانتا ہے۔ فرمان آیا کہ معروف ہیں جو ہماری دوستی میں دیوانہ ہو گئے ہیں۔ بغیر ہمارے دیدار کے ہوش میں نہ آئیں گے اور ہماری ملاقات کے بغیر آرام نہ پائیں گے۔

تیسواں باب ذکر سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

وہ نفس کشتہ مجاہدہ دل زندہ مشاہدہ مالک حضرت ملکوت شاہ عزت جبروت نقطہ دایرہ لایقطعی شیخ وقت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام اہل تصوف اور اصناف علم میں کمال پہنچے ہوئے اندوہ اور کوہ حلم و ثبات اور خزانہ مروت و شفقت تھے۔ رموز و اشارات میں عجوبہ تھے اور سب سے اول بغداد میں حقایق و توحید کے متعلق آپ ہی نے گفتگو کی اکثر مشائخ عراق آپکے مرید تھے حضرت جنید کے ماموں اور حضرت معروف کے مرید تھے۔ حبیب راعی کو دیکھا تھا رحمہم اللہ تعالیٰ ابتدا میں بغداد میں دوکان کرتے تھے دوکان میں پردہ ڈال لیا تھا اور روزانہ ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے۔ ایک شخص کوہ لگام سے آپکی زیارت کو آیا۔ پردہ اٹھا کر سلام کیا اور کہا کوہ لگام کے فلاں پیر نے آپکو سلام کہا ہے۔ فرمایا وہ پہاڑ پر ساکن ہو گئے ہیں۔ یہ کوئی کام نہیں مرد ایسا ہونا چاہیے کہ بازار میں مشغول رہے اور حق تعالیٰ سے غائب نہ ہو۔ خرید و فروخت میں دس دینار پر نصف دینار سے زیادہ نفع کی طمع نہ رکھتے تھے۔ ایکبار ساٹھ دینار کے بادام گراں ہو گیا۔ دلال نے آکر کہا بیچو۔ پوچھا کتنے میں کہا نوے دینار میں۔ فرمایا میرا اقرار ہے کہ دس دینار پر نصف دینار سے زیادہ نفع نہ لونگا۔ دلال نے کہا میں آپکا مال نقصان سے نہ بیچوں گا فرمایا میں اپنے عزم کو فسخ نہ کرونگا نہ دلال نے بیچا اور نہ آپنے روا رکھا۔ اول اول آپ خردہ فروشی کرتے تھے ایک روز بغداد کا بازار جل گیا تو فرمایا میں بھی فارغ ہو گیا پھر دیکھا تو آپکی دوکان نہ جلی تھی۔ یہ حال دیکھکر جو کچھ تھا درویشوں کو دیدیا اور طریق تصوف اختیار کر لیا۔ آپ سے پوچھا کہ آپکے حال کی ابتدا کیسے ہوئی فرمایا ایک روز حبیب راعی میری دوکان کی طرف سے نکلے تو میں نے انکو کچھ دیا کہ درویشوں کو دیدینا

اُنہوں نے فرمایا اللہ تجھے خیر دے اسی روز سے دُنیا کی ہوس سرد ہو گئی۔ دوسرے روز معروف کرخی آئے اور ایک یتیم آپکے ساتھ تھا فرمایا اس یتیم کو کپڑا دیدو میں نے دیدیا تو فرمایا خدا تعالیٰ دُنیا کو تیرے دلپر دشمن کر دے اور اس شغل سے تجکو راحت دے تو میں یکبارگی اُنکی دُعا کی برکت سے دُنیا سے فارغ ہوگیا۔ ریاضت میں آپکی برابر کسی نے مبالغہ نہ کیا یہاں تک کہ جنید فرماتے ہیں میں نے سری سے زیادہ کامل عبادت میں کسی کو نہ دیکھا۔ اٹھانوے سال گذر گئے اور سوائے مرض الموت کے زمین پر پہلو نہ رکھا۔ فرماتے ہیں چالیس برس سے میرا نفس شہد چاہتا ہے مگر میں نے اسکو نہیں دیا۔ اور روزانہ میں کئی بار آئینہ دیکھتا ہوں اس خوف سے کہ شومی گناہ سے میرا منہ سیاہ نہ ہوگیا ہو۔ اور میں چاہتا ہوں کہ خلق کے غل کا سب اندوہ میرے دلپر ہوتا کہ وہ اس سے فارغ رہیں اور اگر کوئی بھائی میرے پاس آئے اور میں ڈاڑھی پر ہاتھ پھیروں تو ڈرتا ہوں کہ میرا نام منافقوں کے دفتر میں نہ لکھا جائے بشر حافی رح فرماتے ہیں میں سوائے سری رح کے کسی شخص سے سوال نہ کرتا تھا کیونکہ انکا زہد مجھے معلوم تھا کہ انکے ہاتھ سے کوئی چیز جاتی تو شاد ہوتے تھے۔ جنید رح فرماتے ہیں ایکروز میں سری رح کے پاس گیا تو وہ رو رہے تھے میں نے پوچھا کیا ہوا۔ فرمایا ایک لڑکے نے آکر کہا آج میں کا کوزہ لٹکا دوں تاکہ پانی سرد ہو جائے۔ اور اوسنے لٹکا دیا۔ میں سو گیا تو ایک حور کو دیکھکر پوچھا تو کسکی ملک ہے؟ جواب دیا اُسکی جو سرد کرنے کیلئے کوزہ نہ لٹکائے پھر میرا کوزہ زمین پر مار دیا۔ یہ دیکھو جنید رح فرماتے ہیں میں نے کوزہ کے ٹھیکروں کو دیکھا کہ بہت دیر سے پڑے ہوئے تھے۔ جنید رح ہی کہتے ہیں کہ ایک رات کو میں سوکر بیدار ہوا تو میرے دل نے تقاضا کیا کہ مسجد شونیزیہ میں جاؤں۔ گیا تو دروازہ پر ایک ہولناک شخص کو دیکھکر ڈر گیا۔ اُسنے کہا اے جنید مجھ سے ڈرتے ہو میں نے کہا ہاں۔ کہا اگر خدا تعالیٰ کو پورے طور پر پہچانتے ہوتے تو اُس کے سوا کسی سے نہ ڈرتے میں نے پوچھا تو کون ہے؟ کہا ابلیس میں نے کہا میں تجھے دیکھنا چاہتا تھا۔ کہا جس وقت تمہیں میرا خیال کیا خدا سے غافل رہے اور تمکو خبر نہیں میرے دیکھنے سے کیا مراد تھی میں نے کہا میں پوچھنا چاہتا تھا کہ تجکو فقرا پر قدرت ہے یا نہیں؟ کہا نہیں میں نے پوچھا کیوں۔ کہا میں انکو دُنیا میں پھانسنا چاہتا ہوں تو وہ عقبیٰ

کی طرف بھا گجاتے ہیں اور عقبیٰ میں پہانا چاہتا ہوں تو مولیٰ کی طرف بھاگ جاتے ہیں اور وہاں مجھے راہ نہیں یہ کہا اگر انپر کو قدرت نہیں پاتا تو انکو کچھ دیکھتا ہے۔ کہا دیکھتا ہوں جب سماع و وجد میں آتے ہیں تو دیکھتا ہوں کہ کہاں سے روتے ہیں۔ یہ کہکر غائب ہوگیا جب میں مسجد میں گیا تو سریؒ کو زانو پر سر رکھے دیکھا۔ سر اٹھا کر فرمایا جھوٹ کہتا ہے وہ دشمن خدا کہ وہ خدا کو اس سے زیادہ عزیز ہیں کہ انہیں جبریل کو دکھلائے تو ابلیس کو کب دکھلائیگا جنیدؒ نے آپ سے کہا کہ میں مخنثوں کی ایک جماعت پر گذرا تو میرے دل میں آیا کہ یہ کیسے ہونگے۔ فرمایا میرے دلمیں کبھی نہیں آیا کہ تمام عالم میں مجھکو کسی پر فضیلت ہے۔ کہا اے شیخ مخنثوں پر بھی نہیں فرمایا نہیں جنیدؒ فرماتے ہیں میں آپکے پاس گیا تو آپکو متغیر پایا۔ پوچھا کیا ہوا۔ فرمایا ایک پری نے آکر مجھ سے سوال کیا کہ حیا کیا چیز ہے میں جوابدیا تو جیسا تم دیکھتے ہو وہ پانی ہو گئے۔ میں دیکھا تو پری پانی ہو گئی تھی۔ آپکی ایک ہمشیرہ تھیں انہوں سے اجازت چاہی کہ آپکے گھر کو بہاردوں لیکن اجازت ندی اور فرمایا میری زندگانی اسکو برداشت نہیں کرتی۔ ایکروز آپکی ہمشیرہ نے آکر دیکھا ایک بوڑھی عورت آپکے گھر میں جھاڑو دے رہی ہے۔ تو کہا بھائی تمنے مجھکو اپنی خدمت کی اجازت ندی اور اب ایک غیر محرم کو بلایا ہے۔ فرمایا بہن دل پریشان نکرو کہ یہ دنیا ہے جو ہمارے عشق میں جلگئی اور ہم سے محروم تھی۔ اب حقتعالیٰ سے اجازت چاہی کہ ہمارے وقت ہی اسکو کچھ حصہ ملے تو ہمارے حجرہ کی جاروب کشی اسکو دیگئی۔ ایک بزرگ کہتے ہیں میں بہت مشائخ دیکھے مگر آپکی طرح خلق خدا پر کسیکو مشفق نہیں دیکھا۔

نقل ہے کہ کوئی آپکو سلام کرتا تو ترشروئی سے جواب دیتے۔ ہکا راز پوچھا گیا تو جوابدیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی کسی کو سلام کرتا ہے تو سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں نوّے اسپر جو تازہ رو ہے لہذا میں ترشرو ہو جاتا ہوں تا کہ نوّے رحمتیں اسپر ہوں۔ اگر کوئی کہے کہ یہ ایثار ہے اور ایثار کا درجہ اس سے زیادہ ہے جو دیا تو اس شخص کو اپنے سے بہتر کہاں چاہا۔ ہم کہیں گے کہ ہم ظاہر پر حکم کرتے ہیں۔ ترشروئی پر ظاہر کا حکم کرسکتے ہیں لیکن ایثار پر حکم نہیں

کر سکتے کہ صدق و اخلاص ہو ہی نہیں۔ لہذا بظاہر جو اُنکی قدرت میں تھا اسکو ادا کیا۔ ایک دن آپنے
حضرت یعقوب علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو کہا حضرت یہ کیا شور ہے جو آپنے جہان میں ڈالا ہے جب تجھ
حضرت کبریا سے کامل محبت ہے تو حضرت یوسف کا ذکر چھوڑ دے۔ آپکو ندا پہونچی کہ اے سری عقل کو اپنی سنبھالو
اور یوسف علیہ السلام انکو دکھائے گئے تو نعرہ مارکر بیہوش گر پڑے اور تیرہ رات دن بے عقل
پڑے رہے جب ہوش میں آئے تو ندا آئی کہ اُس شخص کی جزا ہے جو ہماری درگاہ کے عاشقوں پر ملامت
کرے۔ ایک شخص انکے پاس کھانا لایا اور پوچھا کتنے روز سے آپنے کچھ نہیں کھایا۔ فرمایا پانچ روز
سے۔ کہا آپکی بھوک بخل کی بھوک ہو گئی ہے فقر کی نہیں۔ آپنے چاہا کہ کسی ولی اللہ کو دیکھیں تو
اتفاق سے ایک کو پہاڑ پر دیکھا جب انکے پاس پہونچے تو سلام کرکے کہا تم کون ہو۔ کہا ہو۔ پوچھا
کیا کھاتے ہو۔ کہا ہو۔ کہا تو ہو کہتا ہے اُس سے خدا تعالے کو چاہتا ہے تو وہ نعرہ لگا کر مر گئے
جنید کہتے ہیں ایک روز سری نے مجھ سے سوال کیا کہ محبت کیا ہے یعنی کہا بعضوں نے کہا ہے کہ
موافقت ہے اور بعضوں نے کہا ہے ایثار ہے۔ اور بھی باتیں بیان کی ہیں۔ آپنے اپنے ہاتھ
کی کھال پکڑ کر کھینچی تو ہاتھ سے نہ اُٹھی۔ فرمایا اُسکی عزت کی قسم اگر میں کہوں کہ یہ کھال اسکی دوستی سے
خشک ہو گئی ہے تو سچ ہے۔ یہ کہکر بیہوش ہو گئے اور آپکا چہرہ چاند کیطرح ہو گیا۔ فرماتے ہیں بندہ
محبت میں اس مقام پر پہونچ جاتا ہے کہ اگر اس کے تیر یا تلوار ماریں تو اسے خبر نہ ہو میرے دل میں جب
آشکارا ہوا تو ایسا ہی تھا۔ اور فرماتے ہیں جب میں خبر پاتا ہوں لوگ میرے پاس علم سیکھنے
آتے ہیں تو میں دعا کرتا ہوں کہ الٰہی تو انکو علم عطا کردے تاکہ میں انکے کام نہ آوں۔ کیونکہ میں چاہتا
ہوں کہ یہ میرے پاس نہ آئیں۔ ایک شخص تیس سال سے مجاہدہ میں تھا اس سے پوچھا گیا یہ تو نے
کیسے پایا۔ کہا سری کی دعا سے۔ پوچھا کس طرح کہا ایک روز میں انکے مکان پر گیا اور دستک دی
تو وہ خلوت میں تھے آواز دی کون ہے میں نے کہا آشنا ہے۔ فرمایا اگر تو آشنا ہوتا تو اسکی طرف
مشغول ہوتا اور ہماری پرواہ نہ رکھتا۔ پھر کہا خداوندا اسکو اپنی طرف ایسا مشغول کرلے کہ اسے
کسی کی پرواہ نہ ہو۔ اسوقت میرے سینہ میں نور آگیا اور میری حالت یہاں تک پہونچ گئی۔ ایک روز

آپکی مجلس گرم تھی کہ ایک مصاحب خلیفہ کا جسکا نام احمد بن یزید کاتب تھا تجمل تمام اور غلام و خدام کے ساتھ وہاں سے گذرا تو کہا ٹھیرو انکی مجلس میں چلیں ایسی جگہ تو بہت جاتے ہیں جہاں نجانا چاہئے جب گیا تو حضرت سری کی زبان سے نکلا کہ اٹھارہ ہزار عالم ہیں آدمی سے زیادہ کوئی چیز ضعیف نہیں۔ اور انواع خلق میں فرمان خدا سے کوئی اتنا عاصی نہیں جتنا آدمی ہے کہ باوجود اس ضعیفی کے خدا جیسے عظیم کی نافرمانی کرتا ہے۔ یہ بات ایک تیر تھا کہ سریؒ کی کمان سے جدا ہو کر اسکی جان پر لگا۔ اِسقدر رویا کہ بیہوش ہو گیا پھر یونہی روتا ہوا اُٹھکر گھر کو چلا گیا اور رات کو نہ کچھ کھایا نہ بات کی۔ دوسرے روز مجلس میں پیادہ اور زرد و غمگین آیا تیسرے روز تنہا پیادہ یا درویشوں کے کپڑے پہنے ہوئے آیا۔ جب مجلس ختم ہو گئی تو آپکے پاس جا کر کہا اے استاد آپکی اس بات نے مجھ پر اثر کیا ہے اور دُنیا سے دل سرد کر دی ہے میں چاہتا ہوں کہ خلق سے عزلت کروں اور دُنیا کو چھوڑ دوں مجھے سالکین کی راہ بیان کیجئے۔ فرمایا راہِ طریقت پوچھتا ہے یا راہِ شریعت راہِ عام یا راہِ خاص۔ کہا دونوں بیان کیجئے۔ فرمایا راہِ عام یہ ہے کہ پنجوقت باجماعت نماز کا التزام رکھو اور زکوٰۃ دے اگر مال ہو۔ اور خاص راہ یہ ہے کہ دُنیا کو ایڑی سے مار دے اور دُنیا کی کسی آرایش میں مشغول نہ ہو اگر دیں تو قبول نہ کرے یہ ہے بیان دونوں راہوں کا یہ سُن وہاں سے نکلکر جنگل کو چلدیا جب چند روز گذر گئے تو ایک بڑھیا مُنہ نوچے بال کھولے ہوئے آپکے پاس آئے اور کہا اے امام المسلمین میرا ایک فرزند تھا جوان و تازہ رُو آپکی مجلس میں خنداں و خراماں آتا تھا اور روتا ہوا کوٹتا تھا۔ اب چند روز سے غائب ہے نہ معلوم کہاں ہے کچھ تدبیر کیجئے اور بہت روئی۔ آپکو رحم آ گیا اور فرمایا رنجیدہ نہ ہو کہ سوا خیر کے کچھ نہیں جب وہ آئیگا تو تجھے خبر کر دونگا اُسنے دُنیا کو ترک کر دیا ہے اہل دُنیا کو چھوڑ کر تائب حقیقی ہو گیا ہے۔ جب تھوڑی مدت گذر گئی تو ایک رات کو احمد آئے۔ آپنے خادم سے فرمایا جا کر اس بڑھیا کو خبر کر دے۔ کہ وہ آجائے آپنے احمد کو دیکھا کہ زرد رُو اور ضعیف ہو گئے تھے۔ اور سرو کیطرح کا قد دوتا ہو گیا تھا۔ احمد نے کہا اے اُستاد شفیق جیسا آپنے مجھے راحت پذیر کر دیا اور ظلمات دُنیا سے چھڑا دیا خدا آپکو دونو جہان

کی راحت دے۔ وہ انہیں باتوں میں تھے کہ احمد کی ماں اور بیوی ایک ننھے بچے کو لئے ہوئے آئیں جب ماں کی آنکھ احمد پر پڑی اور اس حال سے دیکھا جو کبھی نہ دیکھا تھا کہ پرانے کپڑے پہنے ہیں اور بال بڑھے ہوئے ہیں تو اپنے آپکو انکی گود میں ڈالدیا اور انکی بیوی اور بچہ ایک طرف بیزاری کر رہے تھے شور مچگیا اور سب ہی بھی رونے لگے۔ بیوی نے بچہ سامنے ڈالکر کہا جہاں جاؤ اسکو اپنے ساتھ لیجاؤ۔ اور ہر چند کوشش کی کہ انکو گھر لے جائیں مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ احمد نے کہا اے شیخ آپنے انکو خبر کیوں کر دی یہ ہمارے کام میں خلل ڈالیں گے۔ فرمایا تمہاری ماں نے زاری کی تھی اور میں انکو خبر کرنیکا وعدہ کر لیا تھا۔ احمد نے جانا چاہا تو بیوی نے کہا تمنے مجھے زندگی میں بیوہ اور بچے کو یتیم کر دیا۔ وہ کچھ مانگیگا تو میں کیا کہونگی لڑکے کو اپنے ساتھ لیجاؤ۔ احمد نے کہا ایسا ہی کرونگا۔ اور وہ اچھے کپڑے بچے کے اُتار کر کمبل کا ٹکڑا اوپر ڈالدیا اور ہاتھ میں زنبیل دیکر روانہ ہوئے۔ ماں نے یہ دیکھا تو کہا میں اس کام کی طاقت نہیں رکھتی اور بچے کو لے لیا۔ احمد پھر صحرا کو چلدیئے چند سال گذر گئے تو نماز عشا کے وقت ایک شخص نے آپکی خانقاہ میں آکر کہا کہ مجھے احمد نے بھیجا ہے اور کہا ہے میری حالت تنگ ہے جلد آیئے شیخ گئے تو احمد کو دیکھا خاک پر لیٹے ہیں اور آخیر وقت ہے اور زبان حرکت کر رہی ہے آپنے کان لگایا تو کہتے تھے لِمِثْلِ ھٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ آپنے انکو اٹھا کر گود میں لیلیا۔ احمد نے آنکھ کھولکر شیخ کو دیکھا اور کہا اُستاد آپ وقت پر آگئے کہ میرا وقت تنگ ہو گیا تھا پھر انتقال کر گئے۔ سری روتے ہوئے جنگل کو چلدیئے تاکہ انکا سامان کریں لوگوں کو دیکھا کہ شہر سے آرہے ہیں۔ پوچھا کہاں جاتے ہو۔ کہا آپکو خبر نہیں کل آسمان سے آواز آئی تھی کہ جو شخص خدا کے خاص ولی کی نماز پڑھنا چاہے وہ گورستان شونیزیہ میں جائے آپکا دم ایسا تھا کہ اگر ابھی مرید جنید ظاہر ہوئے تو وہ ایسے ہی کامل تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اے جوانوں جوانی میں کام کر لو قبل اس کے کہ میری طرح آئے اور ضعیف ہو کر یہ کر سکو جس طرح میں نہیں کر سکتا۔ اور جنید فرماتے ہیں کہ تمے کوئی جوان آپکی سی عبادت نہ کر سکتا تھا۔ اور فرماتے ہیں تیس سال

ہوئے کہ ایک شکر سے استغفار کر رہا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا کیونکر؟ فرمایا ایکروز بغداد کے بازار میں
آگ لگ گئی تو ایک شخص نے آکر کہا آپکی دوکان نہیں جلی تبنی کہا الحمد للہ تو اس شرم کی وجہ سے
کہ میں نے اپنے آپکو مسلمان بھائیوں سے بہتر چاہا اور سلامتی دنیا پر شکر کیا استغفار کرتا ہوں۔ اور فرمایا
میرے ورد میں سے اگر ایک حرف رہجائے تو اسکی قضا نہیں۔ اور فرمایا امیر پڑوسیوں اور
بازاری قاریوں اور امیر عالموں سے دور رہو۔ اور فرمایا جو شخص چاہے کہ میرا دین سلامت رہے اور
جان و تن کو راحت پہنچے اور غم کم ہو اس سے کہدو کہ خلق سے عزلت رکھے کہ اب عزلت و تنہائی کا
زمانہ ہے اور فرمایا تمام دنیا فضول ہے سوائے پانچ چیزوں کے۔ روٹی اس قدر جس سے
زندگی رہے۔ پانی جس سے پیاس بجھے کپڑا جس سے ستر عورت ہو گھر جسمیں رہ سکے۔ اور علم
جسپر عمل کرے۔ اور فرمایا جو معصیت شہوت کے سبب سے ہو اسکی بخشش کی امید ہوسکتی ہے
اور جو معصیت تکبر کے سبب سے ہو اسکی بخشش کی امید نہیں۔ کیونکہ ابلیس کی معصیت تکبر سے
تھی اور حضرت آدمؑ کی لغزش خواہش سے۔ اور فرمایا اگر کوئی شخص باغ میں جائے جسمیں بہت سے
درخت ہوں اور ہر درخت پر ایک جانور بیٹھا ہو وہ زبان فصیح سے کہے السلام علیک یا ولی اللہ
اگر وہ شخص خوف نہ کرے کہ یہ مکر و استدراج (ڈھیل) ہے۔ تو اس سے ڈرنا چاہیئے۔ اور فرمایا استدراج
کی علامت عیوب نفس سے اندھا ہونا ہے۔ اور مکر قول بے عمل کا نام ہے اور ادب دل کا ترجمان ہے
اور سب سے بڑھکر قوت یہ ہے کہ اپنے نفس پر غالب ہو جاؤ۔ اور جو شخص اپنے نفس کے ادب سے
عاجز ہے وہ دوسروں کے ادب کے ہلانے سے ہزار بار عاجز ہے۔ اور ایسے لوگ بہت ہیں جن کا
قول فعل کے موافق نہیں لیکن ایسے کم ہیں جن کا فعل قول کے مطابق ہے۔ اور جو شخص کہ
نعمت کی قدر نہیں جانتا اسپر ایسا زوال آئیگا کہ اُسے معلوم بھی نہ ہو گا۔ اور جو شخص اپنے سے
اُوپر والے کا مطیع ہو گا اسکے نیچے والا مطیع ہو گا۔ اور زبان تیری دل کا ترجمان ہے اور چہرے
دل کا آئینہ۔ تیرے چہرے پر وہ بات ظاہر ہو جائے گی جو تو دل میں پنہاں رکھتا ہے۔ اور دل
تین قسم کے ہیں ایک مثل پہاڑ کے کہ اُسے کوئی شخص جگہ سے نہیں ہلا سکتا۔ دوسرا مثل

درخت کے کہ اسکی جڑ قایم ہے مگر ہوا اسکو کبھی کبھی حرکت دیدیتی ہے یا پتھر اشل پہنچے کہ ہوا
ہر طرف اڑاتا پھرتا ہے۔ اور فرمایا ابرار کے دل خاتمت پر معلق ہیں اور مقربین کی سابقیت پر مطلب یہ ہے
کہ جو ابرار کی نیکیاں ہیں وہ مقربین کے گناہ ہیں نیکی گناہ ایسی ہو جاتی ہے کہ اسپر ٹھہر جاؤ اور
کسی چیز پر ٹھیر جاؤ گے تو وہ کام تم پر ختم ہو جائے گا۔ اور ابرار ٹھیر جانے والے لوگ ہیں کہ اِنَّ
الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ جب وہ نعمت پر اتر لتے ہیں تو ضرور انکے دل ختم میں معلق ہوئے لیکن
سابق جو مقرب ہیں انکی آنکھ ازل پر ہوتی ہے تو وہ ٹھیرتے ہیں کہ ازل تک تو نہیں پہونچ
سکتے۔ اس لئے جب وہ کہیں نہیں ٹھیرتے تو انکی زنجیر آٹھوں بہشت میں پہونچ جاتی ہے۔ اور
فرمایا حیا و انس دل کی طرف آتے ہیں۔ اگر دل میں زہد و ورع پاتے ہیں جب تو ٹھیرتے ہیں ورنہ
لوٹ جاتے ہیں۔ اور پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر دل میں کوئی اور چیز ہوتی ہے تو وہ نہیں ٹھیرتیں
خدا سے خوف اور امید اور دوستی اور حیا و انس اور ہر شخص کی اسیقدر فہم ہوتی ہے جتنا
وہ خدا سے نزدیک ہوتا ہے۔ اور سب خلق سے زیادہ صاحب فہم وہ ہے جو اسرار قرآن سمجھ اور
انمیں تدبر کرے۔ اور سب خلق سے سابق وہ ہے جو حق پر صبر کر سکے۔ اور کل قیامت میں امتوں
کو انبیا کی طرف بلائیں گے مگر دوستوں کو خدا کی طرف بلائیں گے۔ اور شوق عارفوں کا سب سے اونچا
مقام ہے۔ اور عارف وہ ہے جسکا کھانا بیماروں کی طرح اور سونا سانپ کے کاٹے ہوئے کی
طرح اور عیش غرق شدہ کی طرح ہو۔ اور بعض آسمانی کتابوں میں ہے کہ فرمایا حق تعالےٰ نے اے میرے
بندے جب میرا ذکر تجھپر غالب ہو جاتا ہے تو میں تیرا عاشق ہو جاتا ہوں عشق یہاں معنی محبت کے
ہے اور فرمایا عارف آفتاب صفت ہے کہ سب پر روشنی ڈالتا ہے اور زمین کی شکل ہے کہ تمام
موجودات کا بار اٹھاتا ہے اور پانی کی مثل ہے کہ اس سے دلوں کی زندگانی ہے اور آگ کے
رنگ پر ہے کہ عالم اس سے روشن ہوتا ہے۔ اور فرمایا تصوف تین باتوں کا نام ہے ایک یہ کہ
اسکی معرفت نور ورع کو نہ بجھائے۔ دوسرے علم باطن کی کوئی ایسی بات نہ کہے جو ظاہر کتاب کے
مخالف ہو۔ تیسری کرامات الٰہی دکھائی کہ لوگ حرام سے باز رہیں۔ اور فرمایا زہد کی علامت نفس کا

طلب سے آرام لینا اور اس قدر پر قناعت کرنا جس سے بھوک جاتی رہے اور اتنے کپڑے پر راضی نہ ہونا جس سے شرمگاہ چھپ جائے اور نفس کا فضول باتوں سے نفرت کرنا اور خلق کو دل سے باہر کر دینا ہے۔ اور فرمایا سرمایۂ عبادت دنیا میں زہد ہے اور سرمایۂ فتوت دنیا سے بے رغبتی ہے۔ اور فرمایا زاہد کا عیش اچھا نہیں ہوتا کہ وہ اپنے آپ میں مشغول ہوتا ہے اور عارف کا عیش اچھا ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا زہد کے تمام کام ہمیں ہاتھ میں لئے اور جو جانا سو زہد کے اُس سے پایا۔ اور جو شخص خلق کی آنکھ میں اپنی بات ظاہر کرتا ہے کہ اس میں نہیں ہے وہ حق کی نظر سے گر جاتا ہے۔ اور جو خلق سے زیادہ ملتا ہے تو یہ بات صدق کی کمی سے ہے اور حسن خلق یہ ہے کہ خلق کو رنج نہ دو اور ان کی تکلیف بغیر کینہ اور بدلہ کے برداشت کرو۔ اور گمان و شک کی وجہ سے کسی سے علیحدہ نہ ہو اور بغیر عتاب کے اُسکی صحبت سے جدا نہ ہو اور فرمایا خلق میں سب سے قوی وہ ہے جو اپنے غصہ پر غالب آ جائے۔ اور گناہ کا ترک کرنا تین قسم کا ہے ایک دوزخ کے خوف سے دوسرے بہشت کی رغبت سے تیسرے خدا کی شرم سے۔ اور بندہ اُس وقت تک کامل نہیں ہوتا جبتک دین کو اپنی خواہش پر ترجیح نہ دے۔ ایک دن صبر کے بارہ میں بیان فرما رہے تھے کہ بچھو نے چند بار ایک ڈنگ مارا۔ لوگوں نے کہا اسے آپنے ہٹایا کیوں نہیں۔ فرمایا مجھے شرم آئی کہ صبر کے بارہ میں گفتگو کر رہا تھا مناجات میں کہا الٰہی تیری عظمت نے مجھکو مناجات سے اور مجھکو تیری شناخت نے تیرا اُنس دیا۔ اگر تُو نے یہ حکم نہ دیا ہوتا کہ مجھے زبان سے یاد کرو تو میں یاد نہ کرتا یعنی تُو زبان میں نہیں آسکتا اور یہ زبان لہو و لعب سے آلودہ ہے اور سے تیرے ذکر میں کس طرح کشادہ کروں۔ جنیدؒ فرماتے ہیں کہ آپنے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ بغداد میں مروں اس خوف سے کہ مجھے زمین نہ قبول کرے اور میں رسوا ہوں لوگوں کو میرے ساتھ نیک گمان ہے وہ بُرا ہو جائیگا جنیدؒ ہی فرماتے ہیں کہ آپ بیمار ہوئے تو میں عیادت کو گیا ایک پنکھا تھا اس سے آپکو ہوا کرنے لگا۔ فرمایا اے جنیدؒ اسے رکھدو کہ آگ ہوا سے زیادہ تیز ہوتی اور بھڑکتی ہے۔ پھر میں نے کہا آپ کیسے ہیں۔ فرمایا۔ عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ (مملوک غلام ہوں کہ کسی بات پر قدرت نہیں رکھتا تنخو

کہا کچھ وصیت کیجئے۔ فرمایا صحبتِ خلق کے باعث صحبتِ خدا سے بے توجہ نہ ہونا۔ بینی کہا اگر پہلے سے یہ بات آپ کہتے تو میں آپ سے بھی صحبت نہ رکھتا۔ پھر اسیوقت وفات پائی اور رحمتِ ایزدی سے جا ملے رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔

اکتیسواں باب ذکر فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ

وہ عالم فرع واصل حاکم وصل و فصل ستودۂ رجال ربودۂ جلال و حقیقت ولی فتح موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بزرگانِ مشائخ میں سے تھے۔ صاحب ہمت اور عالی قدر تھے۔ ورع و مجاہدہ میں انتہا پر پہنچے ہوئے تھے حزن و خوف غالب رہتا تھا خلق سے علیحدگی اس حد تک رکھتے تھے کہ سوداگروں کی طرح کنجیوں کا لچھا باندھے رہتے تھے جس جگہ جاتے انکو مصلے کے آگے رکھ لیتے جس سے کوئی نہ جانتا کہ یہ کون ہیں۔ ایکبار ایک ولی انکے پاس پہنچے تو کہا یہ کنجیاں جو تم نے باندھی ہیں ان سے کیا کھولتے ہو مگر کچھ جواب نہ دیا۔ ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ فتح کو کچھ علم ہے جواب دیا انکا یہی علم کافی ہے کہ دنیا کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ ابو عبد اللہ جلاء بیان کرتے ہیں کہ میں سری سقطیؒ کے گھر تھا۔ جب رات کا ایک حصہ گذر گیا تو آپنے پاکیزہ کپڑے پہنے اور چادر کاندھے پر ڈالی بینی کہا اسوقت آپ کہاں جاتے ہیں۔ فرمایا فتح موصلیؒ کی عیادت کو جب باہر نکلے تو چوکیداروں نے آپکو پکڑ کر قید خانہ میں کر دیا۔ دن نکلا تو حکم ہوا کہ قیدیوں کو ماریں۔ جلاد نے آپکو مارنے کے لئے ہاتھ بڑہایا تو ہاتھ ہوا میں رہگیا اور اسکو حرکت نہ دے سکا۔ لوگوں نے کہا کیوں نہیں مارتا۔ کہا ایک بوڑھے میرے برابر کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ مت مار تو میرا ہاتھ کام نہیں دیتا۔ دیکھا وہ بوڑھے کون ہیں تو فتح موصلیؒ تھے۔ سری کو انکے پاس لیگئے اور چھوڑ دیا۔ آپ سے صدق کے بارہ میں سوال کیا تو ایک لوہار کی بھٹی میں ہاتھ ڈالکر گرم لوہا نکال لیا اور ہتھیلی پر رکھکر فرمایا صدق یہ ہے فرماتے ہیں میں نے امیر المومنین علیؓ کو خواب میں دیکھا تو کہا مجھے وصیت فرمائی۔ فرمایا میں نے کوئی بات اس سے اچھی نہ دیکھی کہ امیر درویش کی تواضع کرے ثواب کی اُمید پر۔ بینی کہا اور کچھ فرمایا اس سے زیادہ بہتر حقتعالیٰ

پر اعتماد کی وجہ سے درویش کا تکبر ہے امیر پر۔ فرماتے ہیں ایکبار مَیں اپنے یاروں کے ساتھ مسجد میں تھا تو ایک جوان کو پُرانے کپڑے پہنے دیکھا۔ اُسنے مجھ سے کہا تم جانتے ہو کہ غریبوں کا حق ہوتا ہے۔ کل فلاں محلہ میں میرا گہر دریافت کر لینا مَیں مر گیا ہونگا مجھکو غسل دیکر یہہ کپڑے کفن میں لگا دینا اور دفن کر دینا۔ دوسرے روز مَیں گیا تو ایسا ہی ہوا مَینے اُسکو غسل دیا اور وہی کپڑے پہنا کر دفن کر دیا۔ جب مَینے چاہا کہ وہاں سے ہٹوں تو میرا دامن پکڑ کر کہا اے فتح اگر حق تعالےٰ کے یہاں میری کچھہ منزلت ہوگی تو تمہیں بدلہ دونگا۔ پھر کہا مرد ایسے مرتے ہیں کہ زندہ ہو جاتے ہیں یہ کہکر خاموش ہو گئے۔ ایک روز آپ روتے تھے اور آنسو خون بھرے ہوئے نکلتے تھے۔ لوگوں نے کہا کیوں برابر روتے رہتے ہو۔ فرمایا جب مَیں اپنے گناہ کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھوں سے خون جاری ہو جاتا ہے ایسا نہ ہو کہ میرا رونا ریا سے ہو۔ خلاص سے نہو ایک شخص نے آپکو پچاس درم لا کر دیئے اور کہا حدیث میں ہے کہ جس کسیکو بغیر سوال کے کوئی چیز دیں اور وہ اسے ردّ کرے تو خدا کی نعمت ردّ کرتا ہے آپنے ایک درم لے لیا اور باقی واپس کر دیئے۔ فرماتے ہیں مَیں تیں بزرگوں کی خدمت میں رہا جو ابدال میں سے تھے سب نے کہا کہ صحبت خلق سے پرہیز رکھو اور کم کھاؤ۔ آپنے فرمایا اے لوگو جو بیمار کو کھانا پانی نہ دے وہ کیا نہیں مر جائیگا کہا بیشک۔ فرمایا یونہی جو اپنے دل کو علم و حکمت اور سخن مشایخ سے باز رکھتا ہے اُس کا دل مر جاتا ہے۔ فرماتے ہیں ایکبار ایک راہب سے سوال کیا گیا کہ خدائے تعالےٰ کی راہ کہاں ہے جواب دیا افسوس جہاں تو جائے وہیں ہے۔ اور فرماتے ہیں اہل معرفت وہ لوگ ہیں کہ جو بات کہتے ہیں تو خدا کی طرف سے کہتے ہیں اور کام کرتے ہیں تو خدا کے لئے کرتے ہیں اور طلب کرتے ہیں تو خدا سے۔ اور جو شخص دل پر مواظبت و ملازمت کریگا تو اُسمیں شادیٔ محبوب پیدا ہو جائے گی اور جو خدا کو اپنے ہوا پر اختیار کریگا تو خدائے تعالیٰ کی دوستی ظاہر ہو جائیگی اور جو خدا کا آرزومند ہوگا وہ اُس کے ماسوا سے مُنہ پھیر لیگا جب آپکی وفات ہو گئی تو لوگوں نے آپکو خواب میں دیکھا پوچھا خدائے تعالےٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا۔ جواب دیا حق تعالےٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اے فتح

تم کیوں روئے تھے کہا اپنے گناہوں کی شرم سے۔ فرمایا میں نے فرشتے کو حکم دیدیا تہا کہ تمہارا کوئی گناہ نہ لکھے تمہارے بہت رونے کی وجہ سے۔

بتیسواں باب ذکر احمد حواری رحمۃ اللہ علیہ

وہ شیخ کبیر امام خطیر زین زمان رکن جہان ولی قبۂ تواری قطب وقت احمد حواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یگانۂ وقت اور تمام علوم کے عالم تھے۔ طریقت میں بیان عالی رکھتے تھے اور حقایق و دقایق میں معتبر تھے۔ روایات و احادیث میں مقتدا اور مرجع اہل زمانہ تھے۔ اکابر مشایخ شام میں سے اور تمام زبانوں کے محمود تھے یہاں تک جنید فرماتے ہیں احمد حواری ریحان شام ہیں۔ آپ سلیمان دارائی کے مرید تھے اور سفیان عینیہ سے صحبت رکھتے تھے۔ آپکے کلام کا دلوں میں عجیب اثر ہوتا تھا۔ ابتداء تحصیل علم میں مشغول ہوئے یہانتک کہ علم میں درجہ کمال تک پہنچگئے۔ پھر کتابوں کو دریا میں ڈالدیا اور کہا کوئی اچھا راہبر تجھے پاپا تا مقصود تک پہنچنے کے بعد راہبر کی اُمید کرنا محال ہے کیونکہ راہبر اسوقت تک ہوتا ہے کہ مرید راہ میں ہو اور جب سامنے پہونچگیا تو راہ کا کیا ذکر۔ کتابیں دریا میں ڈالنے کی وجہ سے بہت تکلیف اُٹھائی مشایخ کہتے ہیں کہ یہ حالت سکر میں ہوا تہا سلیمان دارائی اور احمد حواری میں عہد تھا کہ احمد کسی بات میں اُنکا خلاف نہ کریں گے۔ ایک روز سلیمان حال میں تھی کہ احمد سے کہا تنور گرم ہے احمد وہاں جا کر بیٹھ گئی جب دیر گذرگئی تو سلیمان کو احمد کی یاد آئی اور کہا انکو تلاش کرو مگر وہ نہ ملتے تھے پھر سلیمان کو یاد آیا تو کہا تنور میں دیکھو۔ اُنہوں نے عہد کیا ہے کہ میری مخالفت نہ کریں گے۔ دیکھا تو تنور میں تھے مگر ان کا کوئی بال بھی نہ جلا تہا۔ فرماتے ہیں میں نے ایک عورت کو خواب میں دیکھا جو نہایت خوبصورت تھی نور چمک رہا تھا۔ کہا تیرا چہرہ بہت اچھا ہے۔ کہا اے احمد میری خوبصورتی تمہاری وجہ سے ہے تمکو یاد ہے کہ فلاں رات کو تم روئے تھے تو میں نے تمہارے آنسو چہرہ پر مل لئے تھے اُن ہی سے میرا چہرہ ایسا نورانی ہو گیا۔ فرماتے ہیں بندہ اسوقت تک تائب نہیں ہوتا کہ دل میں پشیمان نہو اور زبان

سے استغفار نہ کرے اور ذمہ مظالم سے باہر نہیں ہوتا جبتک عبادت میں محنت نکرے جب ایسا ہوگا تو توبہ واجتہاد سے زہد وصدق پیدا ہوگا اور صدق سے توکل اور توکل واستقامت سے معرفت ہوگی اُسکے بعد لذت اُنس ہوگی پھر حیا پھر مکر واستدراج سے خوف ہوگا اور ان تمام احوال میں اُس کو دل سے علیحدہ نہ ہوگا کہیں یہ احوال دل سے جاتے نہ رہیں اور ان کی زوال سے لقائے حق سے باز نہ رہوں۔ اور فرماتے ہیں جو شخص اُس چیز کو سمجھیگا جس سے ڈرنا چاہیئے تو اُسپر ہر ایسی چیز سے دور رہنا آسان ہو جائیگا جس سے منع کیا گیا ہے اور جو شخص زیادہ عاقل ہوگا خدا تعالیٰ کا زیادہ عارف ہوگا منزل پر جلدی پہونچیگا۔ اور رجا قوت خائفین ہے اور سب سے بہتر وہ رونا ہے جو ان وقتوں کے ضایع ہونے پر ہو جو نیکی میں نہ گذرے۔ اور جو شخص دوستی کے ارادہ سے دنیا پر نظر کریگا اُسکے دل سے حق تعالیٰ نور فقر وزہد نکالدیگا۔ اور دُنیا مثل گھوڑی کے اور کتوں کے جمع ہونیکی جگہ ہے وہ شخص کتے سے بھی بدتر ہے جو دُنیا کے حاصل پر بیٹھا ہے کیونکہ کتا بھی اپنی حاجت پوری کرلیتا ہے تو گھوڑی سے لوٹ آتا ہے۔ اور جو شخص اپنے نفس کو نہ پہچانے وہ دین میں دھوکا کھائے ہوئے ہے۔ اور حق تعالیٰ نے غفلت وسخت دلی سے زیادہ کسی چیز میں بندہ کو مبتلا نہ کیا۔ اور انبیاء نے موت کو اسوجہ سے ناپسند کیا ہے کہ ذکر حق تعالیٰ سے باز رہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو دوست رکھنے کی نشانی اُسکی طاعت کا دوست رکھنا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے پہچاننے کا کوئی راہبر سوا اُسکے نہیں لیکن راہبر کی طلب اُسکے آداب خدمت کی غرض سے ہے اور جو شخص اسبات کو پسند کرے کہ لوگ مجھے نیکی کرنے سے پہچانیں وہ مشرک ہے اسوجہ سے کہ جو خدا کی دوستی سے عبادت کریگا وہ پسند نہ کریگا کہ اسکی خدمت سوا مخدوم کے کوئی دیکھے۔

تینتیسواں ۳۳ باب ذکر احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ

وہ جوانمرد راہ پاکباز درگاہ متصرف طریقت متوکل حقیقت صاحب فتوت شیخ احمد خضرویہ بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خراسان کے معتبر مشائخ اور مشہوران فتوت سلطانان ولایت اور مقبولان

قربت میں سے تھے ریاضات وکلمات عالی میں مشہور اور صاحب تصانیف تھے آپکے ہزار مرید تھے جنمیں سے ہر ایک پانی پر چلتا اور ہوا میں اُڑتا تھا ابتدا میں حاتم اصم کے مرید تھے اور ابو تراب کی صحبت میں رہے تھے۔ ابو حفصؒ سے پوچھا گیا کہ اس گروہ میں آپنے کسکو دیکھا۔ فرمایا میں نے احمد خضرویہ سے زیادہ بلند ہمت اور صادق الاحوال کسی کو نہ دیکھا۔ ابو حفصؒ فرماتے ہیں کہ اگر احمد نہ ہوتے تو فتوت و مروت ظاہر نہ ہوتی۔ آپ سپاہیوں کی طرح کپڑے پہنا کرتے تھے۔ اور آپکی زوجہ فاطمہ طریقت میں نشانی تھیں بلخ کے امراء میں سے تھیں۔ توبہ کرکے احمد کے پاس آدمی بھیجا کہ میرے باپ کو پیغام دو آپنے قبول نہ کیا تو دوبارہ آدمی بھیجا کہ میں تمکو اس سے زیادہ مرد جانتی تھی۔ سا ہبر بنو نہ کہ راہ بُر۔ آپنے آدمی بھیجا اُنکے باپ سے درخواست کی تو اُنہوں نے تبرک کے خیال سے اُنکو آپکے پاس بھیجدیا۔ فاطمہ نے شغل دُنیا کو ترک کردیا اور عزلت میں آپکے ساتھ آرام کیا۔ یہاں تک کہ آپنے بایزیدؒ کی زیارت کا قصد کیا تو وہ بھی ہمراہ گئیں جب بایزیدؒ کے پاس پہونچی تو فاطمہ نے رخ سے نقاب اُٹھا کر گستاخانہ بیدی سے کلام کیا۔ احمد کا چہرہ اس سے متغیر ہوگیا اور دل میں غیرت سما گئی۔ کہا اے فاطمہ یہ کیا گستاخی تمنے بایزید کے سامنے کی۔ جواب دیا اسوجہ سے کہ تم میری طبیعت کے محرم ہو اور وہ طریقت کے تم سے خواہش تک پہونچوگی اور اُن سے خدا تک اور اسکی دلیل یہ ہے کہ وہ میری صحبت سے بے نیاز ہیں اور تم میرے محتاج ہو ہمیشہ بایزیدؒ فاطمہ کیساتھ بے تکلف رہتے تھے۔ ایکروز بایزیدؒ کی آنکھ فاطمہ کے ہاتھ پر پڑگئی جسمیں مہندی لگی تھی۔ پوچھا اے فاطمہ مہندی کیوں لگائی ہے۔ کہا اسوقت تک تمنے میرے ہاتھ اور حنا کو نہ دیکھا تھا مجھے تم سے انبساط تھا اب تمہاری نظر اسپر پڑگئی تو ہماری صحبت تمپر حرام ہوگئی۔ اگر کسیکو یہاں کچھ خیال ہو تو ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ بایزیدؒ فرماتے ہیں میں نے خدا سے درخواست کی کہ مجھے عورتوں کے جھگڑے سے پاک کردے تو ایسا ہوا کہ اسنے عورت اور دیوار کو میری آنکھ میں برابر کردیا۔ جب ایک شخص ایسا ہوگا تو وہاں کہاں سے عورت کو دیکھیگا۔ پھر وہاں سے احمد و فاطمہ نیشاپور پہونچے

وہاں کے لوگ احمدؒ سے خوش رہتے تھے جب یحییٰ بن معاد رازیؒ نیشاپور میں آئے۔ اور بلخ کا قصد رکھتے تھے تو احمد نے اونکی دعوت کرنا چاہی اور فاطمہ سے مشورہ کیا کہ یحییٰ کی دعوت کو کیا چاہیئے۔ فاطمہ نے کہا اتنی گائیں بکریاں وغیرہ اور شمع وعطر اور اسکے ساتھ ہی بیس گدھے چاہئیں۔ احمد نے کہا گدھوں کا کیا ذکر کہا جب کوئی کریم مہمان آتا ہے تو محلہ کے کتوں کو بھی حصہ ملنا چاہیئے۔ فاطمہ فتوت میں ایسی تھیں جبھی تو بایزیدؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مرد کو عورتوں کے لباس میں دیکھنا چاہے اُس سے کہو فاطمہ کو دیکھے۔ احمدؒ فرماتے ہیں مدت بڑی تک میں اپنے نفس کو مغلوب کرتا رہا ایک روز چند شخص جہاد کو جاتے تھے تو مجھے بہت رغبت پیدا ہوئی اور میرے نفس نے وہ احادیث میرے سامنے پیش کیں جو جہاد کی فضیلت میں آئی ہیں تو مینے کہا نفس سے طاعت کی خوشی نہیں ہوسکتی۔ یہ مکر ہے پھر مینے کہا اسلئے مکر ہے کہ میں ہمیشہ روزہ رکھتا ہوں تو یہ بھوک کی طاقت نہ رکھکر سفر کرنا چاہتا ہے تاکہ روزہ کھولے اور مینے کہا سفر میں روزہ نہ کھولوں گا نفس نے کہا میں قبول کرتا ہوں تو مجھے تعجب آیا اور مینے کہا شاید اسواسطے کہتا ہے کہ میں رات میں اُس سے نماز کو کہتا ہوں تو وہ سفر کو جانا چاہتا ہے تاکہ سوئے اور آرام لے اور کہا صبح تک میں تجھے بیدار رکھونگا اونے کہا مجھے قبول ہے مجھے اور بھی تعجب ہوا اور مینے کہا شاید اسلئے کہتا ہے کہ خلق سے ملاقات کرے کہ تنہائی سے گھبرا گیا ہے خلق سے اُنس حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مینے کہا جہاں میں جاؤنگا ویرانہ میں ٹھہرونگا اور خلق کے پاس نہ بیٹھونگا۔ اُسنے کہا منظور ہے تو میں عاجز ہوگیا اور تضرع کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تاکہ وہ مجکو نفس کے مکر سے آگاہ کرے حق تعالیٰ نے کسے مقرر کردیا تو اونسے مجھسے کہا کہ تم مطلب کے خلاف سے مجکو روزانہ سو بار مارتے ہو اور خلق آگاہ نہیں اگر ایکبار جہاد میں مارا جاؤنگا تو تمام جہان میں شور ہوجائیگا کہ احمد خضرویہ نے شہدا کا درجہ پایا مینے کہا پاک ہے وہ خدا جسنے نفس کو زندگی میں منافق پیدا کیا اور بعد موت کے بھی وہ منافق ہے نہ اسجہان میں اسلام لائیگا نہ اُسجہان میں میں جانتا تہا کہ تو طاعت

چاہئے ہے یہ نہ جانتا تھا کہ زنار ڈالتا ہے۔ پھر اسکا خلاف مینے زیادہ کرنا شروع کیا فرماتے ہیں ایکبار میں جنگل میں توکل پر جارہا تھا کہ تھوڑی دیر چلکر ہوا کہ کانٹا میرے پیر میں ٹوٹ گیا مگر مینے اسکو نکالا نہیں اور کہا اس سے توکل جاتا رہے گا ویسے ہی چلنے لگا میرے پیر پر ورم آگیا اور لنگڑاتا لنگڑاتا میں مکہ پہونچا اور حج کرکے لوٹا۔ تمام راہ میں وہ تھوڑا تھوڑا نکلتا تھا اور میں نہایت تکلیف سے چلتا تھا یہاں تک لوگوں نے دیکھکر وہ کانٹا میرے پیر سے نکالا میرا پیر زخمی ہو گیا اور بسطام میں بایزید کے پاس پہونچا جب انکی آنکھ مجھپر پڑی تو مسکرا کر کہا وہ کانٹا جو تمہارے پیر میں رکھا گیا تھا تمنے کیا کیا۔ مینے کہا اپنے اختیار کو مینے اسکے اختیار پر چھوڑدیا۔ فرمایا او مشرک ہے یعنی تیرے وجود و اختیار میں ہے تو مشرک نہیں۔ فرماتے ہیں اپنی درویشی کی عزت کو پوشیدہ رکھو ایک درویش ماہ رمضان میں آیا اور کہا اپنے گھر لے گئے اور انکے گھر میں سوائے نان خشک کے کچھ نہ تھا امیر نے ایک ہزار دینار بھیجی درویش کے پاس بھیجی۔ درویش نے واپس کردی اور کہا یہ اس شخص کی سزا ہے جو اپنا راز تجھ جیسے پر آشکار کرے۔ ہم اس درویشی کو دونوں جہان میں بھی نہیں بیچیں گے۔ ایک چور آپکے گھر آیا مگر کچھ نہ پایا جب وہ ناامید ہوکر جانے لگا تو فرمایا ڈول لیکر پانی بھر اور وضو کرکے نماز میں مشغول ہو جب کوئی چیز آجائے گی تو ہم تجھکو دیدیں گے ہمارے گھر سے تو تہیدست نہ جائے۔ اسنے ایسا ہی کیا۔ جب دن ہوا تو ایک شخص نے سو دینار شیخ کو لاکر دیئے۔ شیخ نے فرمایا لے اے شخص کہ یہ تیری ایک رات کی نماز کا بدلہ ہے۔ چور پر ایک حالت طاری ہو گئی اور کانپنے رونے لگا۔ اور کہا مینے غلطی کی تھی۔ ایک رات کو مینے خدا کے لئے نماز پڑھی تو اسنے ایسا اکرام کیا۔ توبہ کرکے شیخ کا مرید ہو گیا اور روپیہ قبول نہ کیا۔ ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ مینے دیکھا احمد خضرویہؒ ایک گنبد میں بیٹھے ہیں۔ اور سونے کی زنجیروں سے فرشتے اس گنبد کو ہوا میں لئے جا رہے ہیں۔ مینے کہا اے شیخ اس منزلت سے کہاں جاتے ہو فرمایا ایک دوست کی زیارت کو۔ مینے کہا آپکو باوجود اس مقام کے کسی کی زیارت کی کیا حاجت ہے

فرمایا اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ آئیں گے اور زائروں کا درجہ اونکو ملیگا مجھے نہ ملیگا۔ ایکبار ایک خانقاہ میں پھٹے پُرانے کپڑے پہنے صوفیوں کی رسم سے فارغ اور وظائف حقیقت میں مشغول پہونچے۔ خانقاہ والوں نے دل میں اونکو انکار کیا اور اپنے شیخ سے کہا کہ یہ اہل خانقاہ میں سے نہیں ہے۔ ایک دن آپ کنوئیں پر گئے تو ڈول کنوئیں میں گر پڑا۔ خادم نے آپکو تکلیف دی تو آپنے شیخ کے پاس جا کر کہا فاتحہ پڑھیئے تاکہ ڈول کنوئیں سے نکل آئے شیخ نے یہ دیکھکر ٹوپی سر سے اُتار ڈالی اور کہا اے جوان تُو کون ہے کہ ہمارا خرمنِ جاہ تیرے دانہ کے مقابلہ میں ناچیز ہو گیا۔ احمد نے فرمایا یاروں سے کہدیجئے کہ مسافروں کو چشم حقارت سے ندیکھا کریں۔ ایک شخص نے آپسے آکر کہا میں تکلیف و فقر میں ہوں کوئی ایسی بات بتا دیجئے جس کے باعث میں اس محنت سے چھوٹ جاؤں۔ فرمایا تمام پیشوں کے نام کاغذ پر لکھکر توبرہ میں رکھو اور میرے پاس لاؤ اُسنے ایسا ہی کیا آپنے توبرہ میں ہاتھ ڈالکر ایک پرچہ نکالا تو اسپر چوری کا نام لکھا تھا۔ فرمایا تجھے چوری کرنا چاہیئے وہ تعجب میں رہگیا اور کہا شیخ وقت مجھے چوری کا حکم دیتے ہیں تو کوئی چارہ نہیں چوروں کے پاس جا کر کہا مجھے اس کام کی رغبت ہے۔ اُنکے چودھری نے کہا کہ اسکی ایک شرط ہے کہ جو میں کہوں وہ کرنا کہا کرونگا چندروز تک وہ اُنکے پاس رہا تا قافلہ کو لوٹکر اُنمیں سب سے زیادہ مالدار تھا اُسے پکڑ کر لائے اور اسکو حکم دیا کہ اسکی گردن مار دے وہ توقف کرتا اور دل میں کہتا تھا کہ چوروں کے اس سردار نے کس قدر آدمیوں کو مارا ہوگا۔ اگر میں اسے مار ڈالوں تو اس سوداگر کے مارنے سے بہتر ہے۔ اسی اندیشہ میں تھا کہ سوداگر نے کہا اگر کام کو آیا ہے تو کر ورنہ دوسرے کام کو جا۔ اُسنے کہا جب فرمان اوا کرنا ہے چاہیئے تو حقتعالےٰ کا فرمان بجا لانا چوروں کے چودھری سے بہتر ہے۔ تلوار نکالکر چودھری کا سر کاٹ ڈالا۔ چوروں نے یہ دیکھا تو بھاگ گئے اور سوداگر نے خلاصی پائی۔ وہ مال اُس کے پاس سلامت پہونچگیا اور اُس شخص کو بہت مال دیا جس سے وہ مستغنی ہو گیا۔ ایکبار ایک درویش آپکے یہاں مہمان آیا تو آپنے شمعیں جلائیں۔ درویش نے کہا مجھے یہ کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ تکلف تصوف سے

کچھ نسبت نہیں۔ کہا فرمایا جاؤ اور جو چراغ ہمنے خدا کے لئے نہیں جلایا ہے اسے بجھا دو۔
اس درویش نے رات سے صبح تک پانی اور مٹی ان شمعوں پر ڈالی مگر ایک شمع بھی نہ بجھی
دوسرے روز درویش نے فرمایا یہ کیا تعجب ہے اٹھو تاکہ عجائب دیکھو۔ اٹھ کر چلے۔ یہاں تک کہ
ایک کلیسا کے دروازہ پر پہنچے ترساؤں کا سردار بیٹھا تھا اسنے آپکو دیکھکر آؤ اور خوان سامنے رکھکر
کہا کھائیے۔ فرمایا دوست دشمنوں کے ساتھ کوئی چیز نہیں کھاتے۔ کہا اسلام پیش کیجئے۔ پس اسلام
لے آیا اور اسکی قوم میں سے ستر شخص بھی مسلمان ہوگئے۔ رات کو آپنے خواب میں دیکھا کہ
حق تعالے نے فرمایا تمنے ہمارے لئے ستر شمعیں روشن کیں تو ہمنے تمہارے لئے ستر دل نور
ایمان سے منور کر دیئے۔ **نقل** ہے کہ آپنے کہا میں نے تمام خلق کو گائے اور گدھے کیطرح چارہ
کھاتے دیکھا۔ ایک شخص نے کہا حضرت آپ کہاں تھے۔ فرمایا میں بھی انکے ساتھ تھا مگر ہمارے
اور انکے درمیان میں یہ فرق تھا کہ وہ کھاکر ہنستے اور کودتے تھے سمجھتے نہ تھے اور میں کھاکر روتا
اور زانو پر سر رکھ لیتا تھا اور جانتا تھا۔ فرماتے ہیں کہ جو کوئی درویشوں کی خدمت کریگا اسے
تین اچھائیاں ملیں گی۔ تواضع حسن ادب۔ اور سخاوت۔ اور فرماتے ہیں جو چاہے کہ میری ساتھ
خدا ہو اس سے کہو کہ صدق کا التزام رکھے کہ وہ فرماتا ہے۔ کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْنَ
اور فرماتے ہیں جو شخص اپنے صبر پر صبر کرے وہ صابر ہے نہ وہ کہ صبر کرکے شکایت کرے۔
اور فرماتے ہیں صبر مضطر لوگوں کا توشہ ہے اور رضا عارفوں کا درجہ۔ اور حقیقت معرفت یہ ہے
کہ اسکو دل سے دوست رکھئے اور زبان سے یاد کرو اور اسکے غیر سے ہمت علیحدہ کرلو۔ اور خدا
سے زیادہ نزدیک وہ ہے جسکا خلق زیادہ ہے۔ اور آپسے پوچھا گیا کہ محبت کی علامت کیا ہے
فرمایا یہ کہ دونوں جہان کی کوئی چیز اس کے دل میں باعظمت نہ ہو اسلئے کہ اسکا دل ذکر خدا سے
پر ہوتا ہے اور یہ کہ سوا اسکی خدمت کے اسے کوئی آرزو نہ ہو اسلئے کہ وہ دنیا و آخرت کی عزت
اسکی خدمت میں ہی دیکھتا ہے اور اپنے نفس کو غریب سمجھے اگرچہ اپنے اہل میں ہی ہو کیونکہ
اسکے دوست کی خدمت میں کوئی اسکا موافق نہیں۔ اور فرمایا دل چلنے والے ہیں یا عرش کے گرد

گھروں میں رکھیا پاکی کے۔ اور دل مقام میں جب حق سے پُر ہو جائیں گے تو انکے انوار کی یادوتی اعضاء پر ظاہر ہو جائے گی۔ اور جب باطل سے بھر جائیں گے تو اعضا پر انکی ظلمات کی یادتی ظاہر ہوگی۔ اور فرمایا خواب غفلت سے گراں کوئی خواب نہیں اور شہوت سے زیادہ کوئی چیز قوی نہیں اگر غفلت کی گرانی نہ ہو تو شہوت ہرگز ظفر نہیں پا سکتی۔ اور کمال بندگی آزادی میں ہے۔ در حقیقت بندگی آزادی میں کامل ہوتی ہے۔ اور فرمایا تمکو دنیا و دین میں دو متضاد چیزوں میں زندگانی کرنا چاہیئے۔ اور طریقہ ظاہر ہے حق روشن ہے اور بلانیوالا بلاتا ہے تو اسکے بعد تحیر نابینائی سے ہی ہے۔ لوگوں نے پوچھا کونسا عمل زیادہ افضل ہے۔ فرمایا دل کو غیر اللہ کیطرف نگاہ کرنے سے محفوظ رکھنا۔ ایکروز آپ کے سامنے پڑھا گیا۔ فَفِرُّوا اِلَی اللّٰہِ تو فرمایا اسکی تعلیم دیتے ہیں کہ سب سے بہتر مفر خدا کی درگاہ ہے۔ ایک شخص نے وصیت چاہی تو فرمایا نفس کو مار ڈال تاکہ زندہ ہو جائے۔ جب آپکی وفات نزدیک پہنچی تو ستر ہزار دینار قرض تھے جو سب مساکین و مسافرین کو دیئے تھے۔ نزع کی حالت ہوئی تو قرض والے یکبارگی آپکے بالین پر جمع ہوگئے۔ آپنے اسوقت مناجات کی کہ الٰہی تو مجھے بلاتا ہے اور ان لوگوں کے پاس میری جان ہے کسی کو کھڑا کر دے جو انکا حق ادا کر دے اسوقت میری جان نکالنا۔ ابھی میں تھے کہ کسینے دستک دی شیخ کے قرضخواہ باہر آئیں۔ سب نے باہر نکلکر اپنا اپنا روپیہ لیلیا۔ جب قرض ادا ہو گیا تو آپنے جان حق تعالیٰ کو تسلیم کر دی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

چونتیسواں باب ذکر ابو تراب نخشبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وہ مبارز صف بلا مرد میدان معنیٰ فرد دیوان تقوی محقق دینی قطب وقت ابو تراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ متقدمین طریقت اور مجردان راہ بلا سے تھے۔ میدان فقر کے سیاح اور اس گروہ کے سردار اور اکابر مشائخ خراسان میں سے ہیں۔ مجاہدہ و تقوی میں قدم راسخ اور اشارات و کلمات میں نفس عالی رکھتے تھے چالیس مقامات پر کھڑے ہوئے اور اتنے سال تک کبھی

پر سرنہ رکھا مگر حرم میں ایکبار سجدہ میں سو گئے چند حوروں نے چاہا کہ اپنے آپکو انپر پیش کریں شیخ نے فرمایا مجھے حق جل وعلیٰ سے اس قدر استغراق ہے کہ میں حوروں کی پرواہ نہیں رکھتا۔ انہوں نے کہا حضرت ہر چند ایسا ہی لیکن ہمارے یار طعنہ کریں گے جب انہیں کہ ہم آپکو قبول نہ ہوئیں۔ رضوان نے کہا ممکن نہیں کہ تم انکو قبول ہو یا انکو تمہاری پروا ہو جاؤ جب کل بہشت میں آئیں اور سریر مملکت پر بیٹھیں اس وقت آنا۔ ابوتراب نے فرمایا اے رضوان اگر میں بہشت میں آؤں تو ان سے کہنا میری خدمت کریں۔ ابن جلا فرماتے ہیں کہ میں نے تین ہزار بزرگ کو دیکھا مگر چار شخصوں سے زیادہ بزرگ کسی کو نہ پایا جنمیں سے اول ابوتراب ہیں وہی کہتے ہیں کہ جب ابوتراب مکہ میں آئے تو تازہ وخوش رو تھے میں نے کہا کھانا کہاں کھاتے ہو جواب دیا بصرہ میں اور کبھی بغداد میں اور کبھی یہاں جب آپ اپنی صحابہ کوئی ناپسند بات دیکھتے تو خود توبہ کر کے ماہرہ میں زیادتی کرتے اور فرماتے یہ بیچارہ میری شومی سے بلا میں پڑا۔ ایکروز آپکے ایک مرید نے تین رات دن تک کچھ نہ کھایا تھا خربزہ کے چھلکوں کے لئے ہاتھ بڑھایا تو فرمایا جا تو تصوف کو نہیں جانتا۔ تجکو بازار میں جانا چاہیئے۔ فرماتے ہیں میرے اور خدا کے درمیان عہد ہے کہ جب میں حرام چیز کی طرف ہاتھ بڑھاؤں گا تو وہ مجھے اس سے باز رکھیگا اور کسی آرزو کا گذر میرے دل پر نہیں ہوا مگر ایکبار جنگل میں جارہا تھا تو میرے دل میں گرم روٹی اور مرغ کے انڈے کی آرزو آئی اتفاقاً میں راہ سے بھٹک گیا اور ایک قبیلہ میں پہونچا تو بہت سے لوگ کھڑے ہوئے فریاد کر رہے تھے مجکو دیکھکر لپٹ گئے اور کہا ہمارا اسباب تم لیگئے ہو ایک چور ان کا اسباب لیگیا تھا انہوں نے میرے لکڑیاں ماریں۔ اسی اثنا میں ایک بوڑھا اس قبیلہ کا میرے پاس آیا اور پہچانا تو چلانے لگا کہ یہ شیخ الشیوخ طریقت ہیں۔ یہ کیا بے ادبی ہے جو صدیقان طریقت کے سردار کیساتھ کر رہے ہو۔ وہ لوگ چیخ پڑے اور عذر چاہا میں نے کہا اے قوم اسلام کی قسم اس سے بڑھکر کوئی اچھا وقت مجھپر نہیں گذرا۔ اور برسوں سے میں چاہتا تھا کہ نفس کو اپنی مراد کے مطابق دیکھوں تو اب میں نے دیکھا۔ پھر وہ بوڑھا مجکو گھر لیگیا اور کھانا لانیکی اجازت چاہی پھر

جا گرم روٹی اور انڈے میرے سامنے لایا میں نے ہاتھ بڑھانا چاہا تو آواز سنی کہ لے ابو تراب اسقدر فاقوں کے بعد کھا او اور جو آرزو تمہارے دل میں آئیگی وہ اسقدر تازیانوں کے بغیر پوری نہ ہوگی۔ آپ کے کئی لڑکے تھے اور اس زمانہ میں ایک بھیڑیا آدمیوں کو کھا جایا کرتا تھا۔ چند لڑکوں کو اسنے پھاڑ ڈالا تھا ایک دن آپ سجادہ پر بیٹھے تھے کہ بھیڑیے نے آپکا قصد کیا۔ لوگوں نے خبر کی مگر آپنے کچھ التفات نہ کی بھیڑیے نے جب آپکو دیکھا تو لوٹ گیا۔ ایکبار مریدوں کی ہمراہ صحرا میں جا رہے تھے سب پیاسے تھے اور وضو کرنا چاہتے تھے آپ سے عرض کیا تو آپنے ایک خط کھینچا جس سے پانی نکل آیا۔ اور انہوں نے پیا اور وضو کیا۔ ابو العباس بیان کرتے ہیں کہ میں ابو تراب کے ہمراہ جنگل میں تھا۔ ایک شخص نے کہا میں پیاسا ہوں تو آپنے زمین پر پیر مارا جس سے پانی کا چشمہ ظاہر ہو گیا اسنے کہا میں پیالہ سے پینا چاہتا ہوں۔ آپنے پھر زمین پر مارا تو ایک سفید بلور کا پیالہ نکل آیا جس سے نفیس تر نہیں ہو سکتا۔ اسنے خود بھی پیا اور ہمیں بھی پلایا۔ وہ پیالہ مکہ تک ہمارے پاس رہا۔ آپنے ابو العباس سے پوچھا کہ تمہارے اصحاب ان کرامات کے بارہ میں کیا کہتے ہیں جو اللہ تعالے اپنے اولیا سے ظاہر کرتا ہے۔ جواب دیا میں نے بہت کم ایسے دیکھے ہیں جو ان پر ایمان لاتے ہوں۔ فرمایا جو ان پر ایمان نہ لاوے وہ کافر ہے۔ ایکبار جنگل میں یاروں نے کہا کھانے سے چارہ نہیں۔ فرمایا اس سے چارہ نہیں کہ چارہ نہیں۔ فرماتے ہیں ایک رات کو میں جنگل میں جا رہا تھا اور اندھیری رات تھی کہ میں نے ایک حبشی کو دیکھا میں نے ڈر کر کہا تو آدمی ہے یا جن اس نے کہا تم مسلمان ہو یا کافر میں نے کہا مسلمان کہا مسلمان خدا کے ماسوا سے نہیں ڈرتا تب میرا دل ٹھہر نے آیا اور میں سمجھ گیا کہ فرشتہ وہ غیب سے اور فرماتے ہیں جنگل میں ایک غلام کو میں نے بغیر زاد و راحلہ کے دیکھا تو دل میں کہا کہ اگر اسکو حق تعالے پر یقین نہ ہوتا تو ہلاک ہو جاتا پھر میں نے کہا اے غلام ایسی جگہ تو بغیر زاد و راحلہ کے ہے۔ کہا سر اٹھا کر دیکھ تو سوائے خدا کے کسی کو نہ پائیگے میں نے کہا اب یقین جو تو رکھتا ہے کسی شخص کو نہیں جہاں چاہتا ہے چلا جاتا ہے فرمایا میں نے بیس سال سے نہ میں نے کسی سے کچھ لیا نہ کسی کو کچھ دیا۔ لوگوں نے پوچھا کیسے فرمایا اگر لیتا تھا تو اس سے اور دینا لیتا تھا تو اس سے۔ فرماتے ہیں ایکروز میرے سامنے کھانا پیش کیا گیا تو میں نے منع کر دیا۔

چودہ روز تک اس منع کرنے کی شومی سے بھوکا رہا فرماتے ہیں نفس کی خواہش پر سفر کرنے سے زیادہ مضر میں کوئی بات نہیں جانتا اور مرید تک کوئی فساد راہ نہیں پاتا مگر فضول سفروں کی وجہ سے۔ اور فرمایا حق تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ کبائر سے دور رہو اور کبائر یہی باتیں ہیں غلط دعوی اور باطل اشارہ اور خالی بے حقیقت الفاظ کہنا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَاِنَّ الشَّیَاطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیَآئِھِمْ لِیُجَادِلُوْکُمْ[1] اور کوئی شخص ہرگز رضائے خدا تک نہیں پہونچتا اگر اسکے دل میں دنیا کی ذرہ برابر بھی قدر رہی۔ اور فرمایا بندہ صادق ہوتا ہے تو عمل سے پہلے حلاوت پا لیتا ہے اور اگر اپنی عبادت میں اخلاص کرتا ہی تو اسوقت حلاوت پاتا ہے جبکہ عبادت کرتا ہے۔ اور تم تین چیزوں کو دوست رکھتے ہو مگر وہ تمہاری نہیں نفس۔ روح۔ اور مال کہ یہ سب خدا کی ملک ہیں اور دو چیزیں طلب کرتے ہو مگر پاتے نہیں شادی و راحت یہ دونوں بہشت میں ملیں گی۔ اور حق تعالیٰ تک پہونچنے کا سبب استرہ درجے ہیں جنمیں ادنیٰ اجابت اور اعلیٰ حقیقۃً خدا پر توکل ہے۔ اور توکل یہ ہے کہ اپنے آپکو دریائے عبودیت میں ڈالدے اور دل خدا پر رکھے۔ اگر وہ دے تو شکر کرو ورنہ صبر کرو۔ اور عارف کو کوئی چیز تاریک نہیں کرتی بلکہ اس سے تمام تاریکیاں کافور ہو جاتی ہیں۔ اور صلاح خطرات سے بڑھکر کوئی کام نافع نہیں۔ اور دلوں میں بعض دل ایسے بھی ہیں جو خدا کے نور فہم سے زندہ ہیں۔ اور قناعت کے معنے ہیں غذا سے قوت لینا اور اپنے اندیشہ کا خیال رکھو۔ کیونکہ وہ تمام چیزوں کا مقدمہ ہے جسکا اندیشہ درست ہو گیا اسکے تمام افعال و اقوال درست ہونگے۔ اور خدائے تعالیٰ ہر زمانہ میں اہل زمانہ کے اعمال کے مناسب علماء کو گویا کر دیتا ہے۔ اور حقیقت غنا یہ ہے کہ ہر اس چیز سے مستغنی رہو جو تمہاری مثل ہے اور حقیقت فقر یہ ہے کہ ہر اس چیز کے محتاج ہو جو تمہاری مثل ہے کسی نے پوچھا کہ آپکو کچھ حاجت ہے فرمایا مجھے تجھ جیسوں سے کیا حاجت ہوگی خدا سے بھی نہیں یعنی میں مقام رضا میں ہوں اور راضی کو حاجت سے کیا کام۔ فرماتے ہیں فقیر وہ ہے کہ اسکا قوت وہی ہو جو ملجائے اور لباس وہ ہو جو شرمگاہ کو ڈھانک لے۔ اور مسکن وہ ہو جسمیں رہ سکے۔ آپکی وفات عمرا...

[1] تحقیق شیطان اپنے دوستوں سے کہتے ہیں کہ وہ تم سے مقابلہ کریں ۱۲

بصرہ میں ہوئی تھی چند سال کے بعد کچھ لوگ وہاں پہونچے تو آپکو دیکھا کہ قبلہ کیطرف منہ کئے بیٹھے ہیں پژمردہ ہیں لب خشک ہیں۔ اور کوزہ سامنے رکھا ہے اور عصا ہاتھ میں ہے لیکن کوئی درندہ آپ کے پاس نہیں آیا۔

پینتیسواں باب ۳۵ ذکر یحییٰ معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ

وہ چشمہ روضہ رضا نقطہ کعبہ رجا ناطق حقایق واعظ خلائق مرید و استاد یحییٰ معاذ رحمۃ اللہ علیہ خلق عظیم اور بسط وقبض اور رجا غالب رکھتے تھے حالت خائفین پیش نظر تھی طریقت ومحبت کی زبان اور تیغ درگاہ تھے وعظ نہایت مؤثر فرماتے تھے واعظ کے لقب سے مشہور تھے علم وعمل میں قدم راسخ رکھتے تھے لطائف دقایق سے مخصوص تھے اور مجاہدہ ومشاہدہ سے موصوف تھے صاحب تصنیف تھے۔ کلام موزون تھا اور نفس پاکیزہ یہاں تک کہ مشائخ نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے دو یحییٰ ہوئے ہیں۔ ایک نبی اور دوسرے ولی حضرت یحییٰ زکریا علیہ السلام نے طریق خوف ایسا اختیار کیا کہ تمام صدیقین انکی خوف سے اپنے فلاح سے ناامید ہو گئے اور یحییٰ معاذ رح نے طریق رجا پر ایسا سلوک کیا کہ تمام مدعیان رجا کے ہاتھ خاک میں مل دیئے۔ لوگوں نے کہا حضرت زکریا کا حال تو معلوم ہے۔ ان یحییٰ کا حال کیا ہے۔ ان مشائخ نے جواب دیا مجھے تک خبر پہونچی ہے کہ زمانہ جاہلیت کی کوئی بات ان سے نہ ہوئی اور نہ کبھی کبیرہ گناہ ہوا۔ اور معاملہ و ورزش میں اس قدر سخت کوشش کرتے تھے کہ کسیکو اسکی طاقت نہیں۔ آپکے اصحاب نے پوچھا کہ حضرت رجا جو کیا ہے۔ فرمایا سمجھ لو کہ ترک عبودیت گمراہی ہے اور خوف رجا ایمان کے دو قائمے ہیں محال ہے کہ ایمان کے کسی رکن کی ورزش میں کوئی شخص ضلالت میں پڑ جائے۔ اہل خوف جدائی کے خوف سے عبادت کرتے ہیں اور اہل رجا وصل کی امید پر جبتک عبادت نہ ہوگی نہ خوف درست ہوگا نہ رجا اور جب عبادت حاصل ہوگی تو بغیر خوف ورجا کے نہ ہوگی۔ مشائخ طائفہ میں خلفائے راشدین کے بعد سوا آپکے کوئی منبر پر نہ گیا۔ ایکروز منبر پر گئے چار ہزار مرد حاضر تھے انکو دیکھا اور منبر پر

اُتر آئے۔ فرمایا جس کے لئے ہم منبر پر آئے ہیں وہ موجود نہیں ہے۔ آپکے ایک بھائی تھے جو مکہ جاکر مجاور ہو گئے تھے اُنہوں نے آپکو خط لکھا کہ میری تین آرزوئیں تھیں دو تو پوری ہو گئیں ایک ابھی باقی ہے دعا کیجئے کہ وہ بھی پوری ہو جائے اور وہ تین آرزوئیں یہ ہیں کہ آخر عمر میں کسی مبارک جگہ بسر کروں سو میں کعبے کے حرم میں آ گیا جو تمام مقاموں سے افضل ہے۔ دوسری یہ کہ مجھے ایک خادم ملجائے جو خدمت کرے اور میرے وضو کو پانی تیار کرے سو خدا نے ایک شائستہ کنیز عطا کر دی تیسری یہ کہ مرنے سے پہلے آپکو دیکھ لوں خدا اسکو بھی پورا کرے۔ آپنے جواب لکھا کہ تمکو سب سے اچھے مقام کی جو آرزو تھی تو تم بہترین خلق ہو جاؤ اور جہاں چاہو رہو مقام کو مردوں ہی سے عزت ہوتی ہے نہ مردوں کو مکان سے۔ اور یہ جو تمنے لکھا ہے کہ مجھے خادم کی آرزو تھی اور وہ ملگیا تو اگر تم میں مروت وجوانمردی ہوتی تو حق کے خادم کو اپنا خادم نہ بنلے اور خدمتِ حق سے باز رکھکر اپنی خدمت میں مشغول نہ کرتے تمکو خادم ہونا چاہیئے تھا سو تم مخدوم ہونیکی آرزو کرتے ہو۔ مخدومیت حق کی صفت ہے اور خادمیت بندہ کی۔ بندہ کو بندہ رہنا چاہیئے جب بندہ صفاتِ حق کی آرزو کریگا تو فرعون ہو جائیگا۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ مجھے تمہارے دیدار کی آرزو ہے اگر تمکو خدا کی خبر ہوتی تو میں تمہیں یاد نہ آتا تم حق تعالےٰ کے ساتھ اس طرح رہو کہ بھائی کی یاد نہ آئے جہاں فرزند کو قربان کرنا چاہیئے وہاں بھائی کا کیا کام۔ اگر اُسکو تمنے پالیا ہے تو میرا کیا کروگے اور اگر نہیں پایا تو مجھ سے تمکو کیا فائدہ۔ ایکبار آپنے ایک دوست کو خط لکھا کہ دُنیا مثل خواب کے اور آخرت مثل بیداری کے ہے۔ جو شخص خواب میں اپنے آپکو روتا دیکھے اُسکی تعبیر یہ ہو کہ بیداری میں ہنسے گا اور شاد ہوگا تو تم خواب میں روتے رہو تاکہ بیداری آخرت میں ہنسو اور شاد ہو آپکی ایک صاحبزادی تھیں اُنہوں نے ایک روز والدہ سے کہا کہ مجھے فلاں چیز چاہیئے والدہ نے کہا خدا سے مانگو۔ کہا مجھے شرم آتی ہے کہ نفسانی خواہش خدا تعالیٰ سے مانگوں تم دیدو کہ تم جو دوگے وہ بھی اُسکی ہے۔ ایکمرتبہ آپ بھائی کے ساتھ ایک گاؤں میں سے گذرے تو بھائی نے کہا یہ گاؤں اچھا ہے۔ فرمایا اس سے زیادہ اچھا اُس شخص کا دل ہے جو اس گاؤں کا تو رہے فارغ ہے مالک

چھوڑکر بادشاہ پر کفایت کرتا ہے۔ آپکو ایکبار دعوت میں لیگئے اور آپ کوئی چیز بہت کم کھاتے تھے
لوگوں نے الحاح کیا تو فرمایا ہم تاریانہ ریاضت ایکدم کو ہاتھ سے نہ رکھیں گے کہ یہ ہماری خواہش
نفس ہے کے گھات میں بیٹھی ہے۔ اگر ذرا اسکی باگ ڈھیلی کردیں تو ہمکو ورطۂ ہلاکت میں ڈالدے۔ ایک شب
کو آپکے سامنے شمع رکھی تھی ہوا نے اسکو برباد کیا تو آپ رونے لگے۔ لوگوں نے کہا آپ روتے کیوں ہیں
ہم ابھی روشن کئے دیتے ہیں۔ فرمایا میں اس وجہ سے نہیں روتا۔ بلکہ اس وجہ سے روتا ہوں کہ شمع
ایمان وچراغ توحید جو سینوں میں روشن ہیں کہیں مقام بے نیازی سے ہوا چلکر اسیطرح اُن کو
نہ بجھادے ایک دن آپکے سامنے کہا گیا کہ ملک الموت کے ہوتے ہوئے دُنیا کی قیمت ایک حبہ
بھی نہیں۔ فرمایا اگر ملک الموت نہ ہوتے تو دُنیا کی قیمت ایک حبہ بھی نہ ہوتی پھر فرمایا۔ اَلْمَوْتُ
جَسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ یعنی موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست تک پہنچا دیتا ہے
ایکروز آپ اس آیت پر پہنچے اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تو فرمایا ایک ساعت کا ایمان برسوں کے کفر کو
محو کرنے سے عاجز نہیں تو ستر سال کا ایمان ستر سال کے گناہ محو کرنے سے کب عاجز ہوگا۔ فرماتے ہیں اگر
خدائے تعالیٰ قیامت کے روز پوچھیگا کہ تو کیا چاہتا ہے تو میں کہونگا خداوندا مجھے قعر دوزخ میں
ڈالدے اور فرشتوں کو حکم دیدے کہ میرے لئے آتشیں پردے باندھیں اور پردہ کے اندر ایک
آتشیں تخت بچھائیں جب میں قعر دوزخ میں سریر مملکت پر بیٹھوں تو حکم دے کہ میں ایک سانس
بھروں اُس آتش سے جو تو نے میرے دل میں ودیعت رکھی ہے تاکہ مالک اور دوزخ کے محافظوں کو
پردۂ عدم میں کردوں۔ اگر اس حکایت کی سند نص سے چاہتے ہو تو جُزْ یَا مُؤْمِنُ فَاِنَّ
نُوْرَکَ اَطْفَاَ لَہَبِیْ (دوزخ کہیگی اے مومن جلدی نکل جا کیونکہ تیرے نور نے میری لپٹ کو بجھا دیا)
کافی ہے۔ اور فرماتے ہیں اگر دوزخ میری تصرف میں ہوتو میں کسی عاشق کو نہ جلاؤں کیونکہ عاشق نے پہلے ہی روز
اپنے آپکو سو بار جلایا ہے۔ ایک شخص نے کہا اگر کسی عاشق کا جرم بہت ہو جب بھی آپ نہ جلائیں
فرمایا نہیں سلئے کہ جرم اُس کے اختیار سے نہیں ہوا عاشقوں کا کام اضطراری ہوتا ہے اختیاری نہیں ہوتا
اور فرمایا جو شخص خدا کی خدمت سے شاد ہوتا ہے اسکی خدمت سے تمام چیزیں شاد ہوتی ہیں۔ اور

جسکی آنکھ خدائے تعالیٰ سے روشن ہوتی ہے اُسکے دیکھنے سے تمام چیزوں کی آنکھ روشن ہوجاتی ہے۔ اور فرمایا کوئی ایسا نہیں جو راہِ خدا میں اتنا متحیر ہوتا ہو جتنا اُن عجائب میں متحیر ہوتا ہے جو اُسپر گذرتے ہیں۔ اور فرمایا خدائے تعالیٰ اس سے بہت کریم ہے کہ عارفوں کی دعوت بہشت کے کھلانے سے کرے کیونکہ انکی ایسی ہمت ہے کہ سوائے دیدار خدا کے کچھ قبول نہ کرینگے اور جسقدر تو خدا کو دوست رکھتا ہے اسیقدر خلق تجھے دوست رکھیگی اور جسقدر تو خدا سے ڈرتا ہے اسیقدر خلق تجھ سے ڈریگی اور جسقدر تو خدا کی طرف مشغول ہوگا اُسیقدر خلق تیرے کام میں مشغول ہوگی اور جو حالتِ طاعت میں خدائے تعالیٰ سے شرم رکھتا ہے خدائے تعالیٰ اس سے شرم و کرم رکھتا ہے کہ گناہ پر اُسے عذاب دیے۔ اور فرمایا بندہ کی حیا ندامت سے ہوتی ہے اور خدا کی حیا کرم سے۔ اور بندہ کا گمان خدا سے اسیقدر ہوتا ہے جتنا وہ خدا کے کرم کو سمجھتا ہے۔ اور وہ شخص جو گناہ اپنی نفس کیلئے اُسپر خوف کی باعث ترک کرتا ہے ہرگز اُس شخص کیطرح نہیں جو خدا سے شرم کیوجہ سے ترک کرتا ہے کہ وہ جانتا ہے خدا مجھے ایسے کام میں دیکھ رہا ہے جس سے اُسنے منع کیا ہے تو وہ اس غرض سے ترک گناہ کرتا ہے نہ اپنی وجہ سے۔ اور فرمایا خدا کیساتھ نیک گمان سب گمانوں سے بہتر ہے جبکہ اعمال شایستہ اور مراقبہ کے ساتھ ہو۔ اور اگر غفلت و معاصی کیساتھ ہو تو وہ آرزو ہے جو اُسکا خطرہ میں ڈالدیگی۔ اور نیک عمل سے نیک گمان پیدا ہوتا ہے اور اعمال بد سے بُرا گمان۔ اور کہتے ہیں وہ شخص ہے جو اپنے زمانہ کو خرافات میں ضایع کرے اپنے اعضا کو ہلاکت پر مسلط کرے اور گناہ سے ہوش میں آنے سے قبل مرجائے اور جو معاینہ سے عبرت حاصل کریگا وہ نصیحت سے مستغنی ہوجائیگا اور تین لوگوں کی صحبت سے دور رہو۔ ایک غافل عالم۔ دوسرے مداہن قاری تیسرے جاہل صوفی اور تنہائی صدیقین کی آرزو ہے اور خلق سے اُنس رکھنا اُنکی وحشت۔ اور تین صفتیں اولیاء کی خصلت ہیں تمام باتوں میں خدائے تعالیٰ پر بھروسا اور سب چیزوں سے بے نیاز ہونا۔ اور تمام باتوں میں اُسکی طرف رجوع کرنا۔ اور فرمایا اگر موت بازار میں بک رہی ہوتی تو اہل آخرت کو سزاوار ہوتا کہ موت کے سوا کسی چیز کو نہ خریدے۔ اور صاحبِ دنیا کی خدمت غلام و خدمتگار

کرتے ہیں لیکن آخرت والوں کی خدمت آزاد ابرار زاہد و بزرگ کرتے ہیں۔ اور فرمایا آدمی حکیم نہیں
جب تک اسمیں تین خصلتیں جمع نہ ہوں۔ اول یہ کہ امیروں کو چشم نصیحت سے دیکھے نہ کہ چشم حسد سے
دوسری عورتوں کو چشم شفقت سے دیکھے نہ چشم شہوت سے تیسری درویشوں کو چشم تواضع سے
دیکھے نہ چشم تکبر سے۔ اور جو شخص باطن میں خدائے تعالیٰ کی خیانت کریگا اوسکی پردہ دری ظاہر میں
ہو جائیگی۔ اور جب بندہ اپنے نفس سے خدا کا حق ادا کریگا تو وہ اُسے بخشدیگا۔ اور آدمیوں کی
بات کم کرو مگر خدا سے زیادہ کرو۔ اور جب عارف خدا کے ادب سے ہاتھ اُٹھا لیتے ہیں تو ہلاک ہو جاتے
ہیں۔ اور جسکی امیری خدا سے ہے وہ ہمیشہ امیر ہے اور جسکی امیری اپنے کسب سے ہے وہ ہمیشہ فقیر ہے
اول سے مراد مجذوب ہیں اور دوسرے سے مجاہد۔ فرماتے ہیں خوشی میں خدا کی نعمت فضل ہے اور رنج
میں نعمت تطہیر تو اگر بندہ ہو تو خوشی میں رہ۔ اور فرماتے ہیں مجھے دوزخ میں موحدوں کی آہ پر
تعجب آتا ہے کہ اُن کے صدق توحید سے آگ کیسے جلتی ہے۔ اور پاک ہے وہ خدا کہ بندہ گناہ
کرتا ہے اور وہ کرم کے باعث اُس سے شرم کرتا ہے۔ اور جو گناہ تجکو اُسکی طرف محتاج کرے اُسی
میں اُس عمل سے زیادہ پسند کرتا ہوں جس میں پر فخر ہو۔ اور جو شخص خدا کو دوست رکھیگا وہ نفس کو دشمن
رکھیگا۔ اور خدا کا ولی منافقت نہ کریگا اور اسکی دوست کم ہونگے اور بُرا دوست وہ ہے جس سے
کوئی چیز مانگنے کی یا یہ کہنے کی تمکو ضرورت ہو کہ ہمیں دُعا میں یاد رکھنا یا اُس کیساتھ مدارات
کرتے یا کوئی لغزش ہو جانے پر اُس سے معافی مانگنے کی حاجت ہو۔ اور مومن کے ساتھ تجکو تین کام
کرنے چاہئیں۔ ایک یہ کہ اگر تو اُسے نفع نہ پہونچا سکے تو مضرت تو نہ پہونچا۔ دوسرے اُسکو شاد
نہ کر سکے تو اندوہگین بھی نہ کر تیسرے اُسکی تعریف نہ کرے تو بُرائی بھی نہ کر۔ اور اس سے بڑھ کر
کوئی حماقت نہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی حماقت نہیں کہ کام دوزخ کے کرو اور طمع بہشت کی رکھو
اور توبہ کے بعد ایک گناہ قبل توبہ ستر گناہوں سے بدتر ہے اور مومن کا گناہ جو امید و بیم کے
درمیان میں ہو ایسا ہے جیسے دو شیروں میں لومڑی۔ اور دوا تمکو ترک گناہ کافی ہے۔ اور مجھے
اُس شخص پر تعجب آتا ہے جو کھانے سے مرض کے خیال سے پرہیز کرتا ہے عذاب کے خوف سے گناہ

پہ بہتر کیوں نہیں کرتا۔ اور خدا کا کرم دوزخ کے پیدا کرنے میں بہشت کے پیدا کرنے سے زیادہ ظاہر ہے
کیونکہ اگرچہ بہشت کا وعدہ اسنے کیا ہے لیکن اگر دوزخ کا ڈر نہ ہوتا تو ایک شخص بھی طاعت
نہ کرتا۔ اور دنیا اشغال کی جگہ ہے بندہ ہمیشہ بیم و امید میں مشغول ہے کہ نہ معلوم بہشت ملیگا یا
دوزخ۔ اور دنیا اول سے آخر تک ایکساعت غم کے برابر بھی نہیں۔ چہ جائیکہ تمام عمر غم میں دینا
اور دنیا کا تھوڑا سا حصہ لینا۔ اور دنیا شیطان کی دوکان ہے خبردار اُس کے دوکان سے
کوئی چیز نہ چرانا کہ وہ پیچھے سے آکر بدلہ میں تیرا دین چھین لے۔ اور دنیا شیطان کی شراب ہے جو
اُس سے مست ہو جائیگا کبھی ہوش میں نہ آئیگا مگر قیامت میں لشکر خدا کے سامنے ندامت و
ذلت کیساتھ۔ اور فرمایا دنیا مثل دلہن کے ہے اور اسکا تلاش کرنیوالا مثل مشاطہ کے ہے دنیا میں
زاہد وہ ہے جو اسکا منہ سیاہ کردے اور بال اکھیڑ ڈالے۔ اور دنیا میں اندیشہ و غم ہے اور آخرت
میں عذاب و عقاب تو اُس میں راحت کب ملیگی۔ اور اللہ تعالٰے فرماتا ہے کہ تم میری شکایت کرتی
ہو یہ تمکو کافی نہیں کہ دونوں جہان سب تیرے ہیں اور میں تمہارا ہوں۔ اور فرمایا دنیا کمانے میں
نفوس کی ذلت ہے اور بہشت حاصل کرنے میں عزت اُس شخص پر تعجب ہے جو ایسی چیز کی طلب میں
ذلت و خواری اختیار کرے جو ہمیشہ باقی نہ رہیگی۔ اور دنیا کی شومی تجھپر اس درجہ ہے کہ اُس کی
آرزو تجھے خدا سے باز رکھتی ہے تو دنیا سے تجھے کیا ملیگا۔ اور عقلمند تین شخص ہیں جو دنیا کو
ترک کردے۔ اور جو لحد میں جانے سے پہلے اسکی بنیاد رکھے۔ اور جو خدا کے پاس پہونچنے سے پہلے
اُسکو راضی کرلے۔ اور بندہ کے لئے دو مصیبتیں ایسی ہیں جن سے زیادہ سخت مصیبت اولین و
آخرین نے نہیں سنی اور وہ اُس بندہ کو مرتے وقت ہوتی ہیں جو مال رکھتا ہے۔ لوگوں نے
پوچھا وہ دو مصیبتیں کیا ہیں؟ فرمایا ایک تو یہ کہ جو مال اُسنے جمع کیا ہے وہ لے لیا جاتا ہے۔ دوسرے
اُس مال کے ایک ایک ذرہ کا اُس سے سوال کیا جاتا ہے۔ اور دینار و درم بچھو ہیں جبتک
عمل نہ سیکھ لو انپر ہاتھ نہ رکھنا ورنہ انکا زہر مار ڈالیگا۔ پوچھا عمل کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ آمدنی حلال کی
ہو اور خرچ اچھے کاموں میں۔ اور عاقل کے لئے طلب دنیا بہتر ہے جاہل کی ترک دنیا سے اور

فرمایا اے اہل علم تمہارے محل قیصر کے سے اور گھر کسریٰ کے سے اور عمارتیں شداد کی سی اور غرور عاد کا سا ہے
یہ سب باتیں ہیں مگر کوئی شان احمدی نہیں۔ اور اس جہان کا طالب ہمیشہ معصیت کی ذلت میں ہے
اور اس جہان کا طالب ہمیشہ طاعت کی عزت میں ہے اور حق کا طالب ہمیشہ عافیت و راحت میں ہے
اور فرمایا صوف پہننا دکان ہے اور زہد کی باتیں کرنا پیشہ ہے اور جو طاعت کا زیادہ اظہار کرے
وہ ریاکار ہے۔ اور جو شخص توکل پر طعن کرے وہ ایمان پر طعن کرتا ہے۔ اور اس شخص کے ساتھ تکبر
کرنا تواضع ہے جو مال پر تکبر کرے۔ اور مردوں کا مرتبہ سعی کرنا ہے کہ خود غلطی میں پڑ جائیں اور
مرید کو تین چیزوں سے چارہ نہیں۔ گھر جس میں چھپا رہے۔ اور اتنا کھانا جس سے زندگی رہ سکے
اور کوئی کام جس سے حرفہ کر سکے مگر اسکا گھر خلوت ہے اور کھانا توکل اور حرفہ عبادت۔ اور مرید
جب بہت کھانے میں مبتلا ہو جاتا ہے تو فرشتے اسپر روتے ہیں۔ اور جسکو بہت کھانیکی حرص میں
مبتلا کیا گیا وہ بہت جلد ہی آتش شہوت سے جلجائیگا۔ اور آدمی کے بدن میں ہزار عضو جو سب
ستے ہیں اور سب شیطان کے ہاتھ میں ہیں جب مرید بھوکا رہتا اور نفس پر ریاضت کرتا ہے تو
وہ سب اعضا خشک ہو جاتے اور بھوک کی آگ سے جلجاتے ہیں۔ اور فرمایا بھوک نور ہے اور سیر
ہونا نار۔ اور شہوت اسکا ایندھن جس سے ایسی آگ پیدا ہوتی ہے کہ جبتک خدا اُسے نہ بجھائے
نہیں بجھتی۔ اور کوئی بندہ سیر ہو کر نہیں کھاتا جبتک حقتعالےٰ اس سے کوئی چیز نہ لے لے
جسکو پھر کبھی نہیں پا سکتا۔ اور بھوک زمین پر خداتعالےٰ کی طرف سے رکھا ہوا ہے جسکو صادقین کھاتے
ہیں۔ اور فرمایا بھوک مریدوں کو ریاضت اور تائبوں کو تجربہ ہے زاہدوں کو سیاست اور عارفوں
کو مکرمت ہے۔ اور فرمایا میں اس زاہد سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں جو امیروں کے رنگ برنگ
کھانوں سے اپنے معدہ کو خراب کرے۔ اور تین قسم کے لوگ ہیں۔ زاہد۔ مشتاق۔ واصل۔ زاہد تو
صبر سے معالجہ کرتا ہے۔ اور مشتاق شکر سے اور واصل ولایت سے۔ اور فرمایا جب کسی کو عمل کی طرف
اشارہ کرتے دیکھو تو سمجھ لو کہ اسکا طریقہ ورع ہے اور آیات کی طرف اشارہ کرتے دیکھو تو سمجھ لو
اسکا طریقہ ابدال کا ہے اور نعمتوں کی طرف اشارہ کرتے پاؤ تو اسکا طریق محبین کا ہے اور اسکا تعلق

ذکر سے دیکھو تو سمجھ لو کہ اسکا طریقہ عارفوں کا طریقہ ہے۔ اور جبتک تم شکر کرتے ہو شاکر نہیں ہو
شکر کی انتہا تحیر ہے اور طالب آخرت کا دل چار ہی جگہ مطمئن ہو گا۔ گھر کے گوشہ میں یا مسجد
میں یا گورستان میں یا ایسی جگہ کہ کوئی اسکو نہ دیکھ سکے پھر جس کے پاس بیٹھو وہ ایسا شخص ہونا
چاہیے جسکا دل خدا کے ذکر سے نہ پھرے۔ لوگوں نے پوچھا مرید پر سب سے سخت کیا بات ہے فرمایا
مخالفوں کی ہمنشینی۔ اور فرمایا کہ دیکھو تمہارا انس خلوت سے ہے یا خلوت میں حق سے ہے۔ اگر
خلوت سے انس ہے تو جب خلوت سے باہر آؤ گے انس جاتا رہے گا اور اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ
انس ہے تو دشت و کوہ و بیابان سب جگہ تمکو برابر ہو نگی۔ اور تنہائی صدیقین کی ہمنشین ہے
اور نزول بلا کے وقت حقایق صبر آشکارا ہوتے ہیں۔ اور مکاشفہ مقصد کے وقت کچھ حقیقت
رضا ظاہر ہوتی ہے۔ اور فرمایا جو کوئی آج کسی چیز کو دوست رکھتا ہے توکل وہ اسکو ملیگی اور جو آج
کسی چیز کو دشمن رکھتا ہے توکل جس چیز کو دوست رکھتا ہے وہ اسکو پہونچیگی۔ اور دین کا ضایع
ہونا طمع سے ہے اور باقی رہنا ورع سے۔ اور نیک عادت کے ساتھ معصیت ہو کچھ نقصان نہیں
اور سپند کے ایک دانہ کے برابر دوستی مجھکو ستر سال کی عبادت بے دوستی سے زیادہ پسند ہے
اور بہر حال تین باتوں کی حاجتمند ہیں علم نیت۔ اور اخلاص۔ اور توکل کے باعث بندگی سے
آزادی حاصل ہو سکتی ہے اور اخلاص سے اجر اور قضا پر رضا سے عیش خوش ہو سکتا ہے۔ اور
ایمان تین چیزوں کا نام ہے خوف۔ رجا۔ محبت۔ خوف کے ضمن میں ترک گناہ ہے تاکہ دوزخ
سے نجات پاؤ۔ اور رجا کے ضمن میں طاعت میں خوض ہے جس سے بہشت کے درجے ملیں اور
محبت کے ضمن میں تکلیفوں کا برداشت کرنا ہے جس سے رضائے حق حاصل ہو۔ اور فرمایا عارف
وہ ہے جو ذکر سے زیادہ کسی چیز کو دوست نہ رکھے۔ اور معرفت تیرے دل میں راہ نہ پائیگی جبتک
معرفت کا کوئی حق تجھپر رہیگا اور تو اسکو ادا نہ کریگا۔ اور فرمایا خوف دل میں ایک درخت ہے
جسکا ثمرہ دعا اور تضرع ہے جب خوف دل میں ہو گا تو تمام اعضا طاعت میں مشغول ہو نگے اور معاصی سے
اجتناب کریں گے۔ اور طالبوں کی سب سے بلند منزل خوف ہے اور واصلین کی سب سے بلند منزل

حیث ہے۔ اور فرمایا ہر چیز کے لئے نیت ہے اور عبادت کی نیت خوف ہے اور خوف کی علامت
خواہشات کی کمی ہے۔ اور فقر کی علامت فقر کا خوف ہے۔ اور سب سے بڑھکر پرہیز گاری توبہ
ہے اور خلاص عمل کا عیوب سے محفوظ رکھنا ہے۔ اور شوق کی علامت یہ ہے کہ اعضا کو شہوات
سے بچاؤ۔ اور طاعت خدا کا خزانہ ہے اسکی کنجی دعا ہے۔ اور فرمایا توحید نور ہے اور شرک
نار۔ نور توحید تمام گناہوں کی آگ کو سرد کردیتا ہے اور نار شرک مشرکو نکی تمام نیکیوں کو
راکہ کردیتی ہے۔ اور جب توحید کفر و طغیان کے محو کرنیسے عاجز نہیں جو اس سے پہلے گذرا تو گناہ و
عصیان کے محو کرنیسے بھی عاجز نہ ہوگی جو بعد کو ہوئی ہیں۔ اور فرمایا ورع کے معنے ہیں بغیر تاویل
کے حد علم پر ٹہر رہنا اور ورع دو قسم کا ہے۔ ایک ظاہر ہیں کہ بغیر خدا کے حرکت نکرے۔ دوسرا
باطن ہیں کہ ماسوائے خدا تیرے دل ہیں نہ آمے۔ اور فرمایا زہد میں تین حرف ہیں۔ ز سے ترک
زینت مراد ہے اور ہ سے ترک ہوا اور د سے ترک دنیا۔ اور فرمایا زہد سے ملک کی سخاوت
پیدا ہوتی ہے اور محبت سے روح میں نفس کی سخاوت پیدا ہوتی ہے۔ اور زاہد وہ ہے کہ طلب دنیا
کے حریص سے زیادہ ترک دنیا پر حریص ہو اور زاہد ظاہر میں صاف اور باطن میں مخلوط ہے مگر
عارف باطن میں صاف اور ظاہر میں مخلوط ہے اور فوت زیادہ سخت ہے موت سے کیونکہ
موت تو خلق سے علیحدگی ہے اور فوت حق سے علیحدگی ہے اور فرمایا جو شخص سوچنے سے پہلے
بات کہدیگا وہ پشیمان ہوگا اور جو سوچنے کے بعد کہیگا وہ نجات پائیگا۔ اور توبۂ نصوح
کی تین علامتیں ہیں۔ روزہ کیوجہ سے کم کہانا اور نماز کیوجہ سے کم سوتا اور خدائے عزوجل کیلئے
کم بولنا۔ اور فرمایا ذکر حق تمام گناہوں کو غرق کردیتا ہے تو اسکی رضا کا کیا پوچھنا۔ اور اسکی
رضا امیدوں کو غرق کردیتی ہے تو محبت کا کیا کہنا۔ اور اسکی محبت عقول کو دہشت میں ڈالدیتی ہے
تو مودت کیسی ہوگی اور اسکی مودت اس کے ماسوا کو فراموش کرادیتی ہے تو اسکا لطف کیسا
ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا کیس طرح معلوم ہو کہ حق تعالیٰ ہم سے رضی ہے یا نہیں۔ فرمایا اگر تم اس سے
راضی ہو تو یہ اس کے رضی ہونیکی نشانی ہے۔ پوچھا ایسا بھی کوئی ہے جو اس سے راضی نہو اور

اُس کی معرفت کا دعوےٰ کرے۔ فرمایا ہاں جو تمام عمر غافل اور غفلت میں ہو بقدرِ خواہ وہ نعمت یا
مصیبت پر راضی نہ ہو۔ ایک شخص نے پوچھا میں کب مقام توکل پر پہنچ جاؤں گا اور زہد کی چادر
داب کر زاہدوں کے پاس بیٹھونگا۔ فرمایا جبکہ نفس کو ریاضت میں اس حد تک ڈالے کہ اگر تیس
تیس دن تک تجھ کو روزی نہ دے تو ضعیف نہ ہو اور اگر اس درجہ پر تو نہیں پہونچا تو زاہدوں کے فرش پر
تیری نشست جہالت ہو اور تیری فضیحت کا مجھے خوف ہے۔ لوگوں نے پوچھا کل سب سے زیادہ بخوف کون
ہوگا۔ فرمایا جو آج بہت ڈرے۔ پوچھا آدمی توکل پر کب پہنچ جاتا ہے۔ فرمایا جب خلق کو اپنا وکیل بنا دے
پوچھا توانگری کیا ہے؟ فرمایا خدا تعالیٰ پر مطمئن رہنا۔ پوچھا عارف کون ہے۔ فرمایا جو بہت نیست
ہو۔ پوچھا درویشی کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ اپنے خداوند کے باعث تمام کائنات سے بے پروا ہو جاؤ۔
ایک دن آپ کے سامنے توانگری و درویشی کا ذکر ہو رہا تھا تو فرمایا کل نہ توانگری کی کچھ قدر ہوگی نہ
درویشی کی بلکہ صبر و شکر کی ہوگی تو صبر و شکر کرنا چاہئے۔ پوچھا زاہدوں میں زیادہ ثابت قدم کون ہے
فرمایا جس کا یقین زیادہ ہو۔ پوچھا محبت کا کیا نشان ہے۔ فرمایا وفا سے زیادہ نہ ہو اور جفا کر
کم نہ ہو۔ ایک شخص نے کہا مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا سبحان اللہ جب میرا نفس میری بات نہیں مانتا
تو دوسرا کب مانیگا۔ لوگوں نے کہا ہم بعض شخصوں کو آپ کی غیبت کرتے دیکھتے ہیں۔ فرمایا اگر خدا تعالیٰ
مجھ کو بخش دیگا جب تو اُنکے کہنے سے میرا کچھ نقصان نہیں۔ اور اگر نہ بخشیگا تو میں اسی قابل ہوں جو
وہ کہتے ہیں۔ کہا آپ بالکل رجا کی ہی باتیں کیوں کرتے اور اُس کے لطف و کرم ہی کو ترجیح دیتے ہو
فرمایا مجھ جیسے کی گفتگو اُس جیسے کریم کے لطف و کرم کے بارہ میں تو ہو گئی ہے۔ آپ مناجات اس طرح
کیا کرتے تھے کہ خداوندا تجھ سے مجھ کو گناہ بخشنے کی امید بہ نسبت نیکیاں قبول کرنے کے زیادہ ہے
کیونکہ میں اپنی نیکی کو ایسا نہیں پاتا جو اپنی طاعت یا اخلاص پر اعتماد کروں۔ اور میں اخلاص کے ساتھ
طاعت کیسے کر سکتا ہوں کہ آفات میں معروف و مشہور رہوں لیکن گناہوں میں تیری ہی عفو پر اعتماد
رکھتا ہوں اور کیونکر نہ رکھوں کہ تو جود سے موصوف ہے اور کہتے تھے الٰہی تو نے حضرت موسیٰ
کلیم اور ہارون عزیز کو فرعون طاغی باغی کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ اُس سے نرمی و آہستگی کے

ملاطفات کرتا الٰہی یہ تیرا لطف ہے اُس شخص کے ساتھ جو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے تو اُس شخص کے
ساتھ تیرا لطف کیسا ہوگا جو جان سے تیری بندگی کرتا ہے الٰہی تیرا لطف اُس کے ساتھ جو انا
ربکم الاعلیٰ یہ ہے تو اُس کے ساتھ جو سُبحان ربی الاعلیٰ کہے کیسا معلوم ہے کہ کیسا ہوگا اور
کہتے تھے الٰہی تمام ملک و مال ہیں ایک ذرہ اس کے سوا میرے پاس کچھ نہیں بار ایں ہمہ اگر کوئی
مانگے تو اگر مجھ کو اسکی حاجت ہو لیکن منع نہ کروں تیری اتنی ہزار رحمتیں ہیں اور تو کسی ذرہ کا محتاج
نہیں اور اتنے ہزار عاجز ہیں تو انکو رحمت سے منع کرنا کیسے ہوسکتا ہے اور کہتے تھے الٰہی تو نے فرمایا ہے
کہ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا جو شخص ہمارے یہاں نیکی لائیگا تو اُس سے بہتر اسکو دینگے
ایمان سے بہتر کوئی چیز تو نے ہمکو نہیں دی تو اس سے بہتر اپنے دیدار کے سوا کیا عطا کریگا اور کہتے
تھے الٰہی جس طرح تو کسی کی مثل نہیں ہے اسیطرح تیرے کام بھی کسی کی مثل نہیں جو شخص کسی کو دوست رکھتا ہے
تو اسکی راحت ہی چاہتا ہے اور تو جس کسی کو دوست رکھتا ہے تو اُس کے سر پر بلا کا مینہ برسا دیتا ہے
اور خداوندا دنیا میں جو تو مجھکو دے وہ کافروں کو دیدے اور عقبیٰ میں تیرا دیدار کافی ہے۔ اور
الٰہی میں گناہ کے سبب سے تجھ سے دعا کرنے سے کیسے باز رہوں کہ میں دیکھتا ہوں تو میری گناہ کے
سبب سے عطا کرنے سے باز نہیں رہتا اگرچہ میں گناہ کرتا ہوں لیکن تو عطا ویسی ہی کرتا ہے پس میں بھی
اگرچہ گناہ کرتا ہوں دعا سے باز نہ ہونگا اور الٰہی اگر میں گناہ سے باز نہیں رہ سکتا لیکن تو تو گناہ
بخش سکتا ہے۔ اور جو گناہ مجھ سے ہوتا ہے اسکے دو رخ ہیں۔ ایک تیرے لطف کیطرف اور ایک
میرے ضعف کیطرف۔ یا اس رخ کی وجہ سے میرے گناہ کو معاف کر دے جو تیرے لطف کیطرف ہے
یا اس رخ کی وجہ سے بخشدے جو میرے ضعف کیطرف ہے۔ اور الٰہی اپنی بدکرداری کیوجہ سے
میں ڈرتا ہوں اور تیرے فضل سے اُمید رکھتا ہوں پس اپنا فضل مجھ سے میری بدکرداری کی
باشت باز نہ رکھ۔ اور کہتے تھے الٰہی مجھ پر رحم کر کہ میں تیرا بندہ ہوں۔ اور الٰہی میں تجھ سے کس طرح
ڈروں کہ تو کریم ہے اور کس طرح نہ ڈروں کہ تو عزیز ہے۔ اور الٰہی میں تجھے کیسے پکاروں کہ میں عاصی
بندہ ہوں اور کیسے نہ پکاروں کہ تو خداوند کریم ہے۔ اور خداوند پاک تیری عجب شان ہے کہ بندہ گناہ

کرتا ہے اور تو کرم سے شرم کرتا ہے۔ اور کہتے تھے الٰہی میں تجھ سے ڈرتا ہوں اسلئے کہ بندہ ہوں اور
تجھ سے امید رکھتا ہوں اسواسطیکہ تو خداوند ہے۔ اور الٰہی تو اسبابکو دوست رکھتا ہے کہ
میں تجھے دوست نہ رکھوں باوجود اس احتیاج کے جو میں تجھ سے رکھتا ہوں۔ اور الٰہی میں بھی مسافر
ہوں اور تیرا ذکر بھی مسافر ہے تو میں نے تیرے ذکر سے الفت پیدا کی ہے کیونکہ مسافر سے
الفت کرتا ہے۔ سب سے شیریں عطا میرے دل میں تیری رجا ہے اور سب سے عمدہ بات میری
زبان پر تیری ثنا ہے اور سب سے زیادہ پسند مجھکو تیرے دیدار کا وقت ہے۔ اور کہتے تھے الٰہی
میرے پاس بہشت کے عمل نہیں ہیں اور دوزخ کی میں طاقت نہیں رکھتا تو اب تیرے فضل
کام پڑا ہے۔ اور الٰہی اگر کل مجھ سے پوچھا جائیگا کہ تو کیا لایا تو میں کہونگا خدایا وہ شخص جسکے
بال بکھرے ہوں کپڑے خراب ہوں اندوہ و خجلت میں مبتلا ہو قید خانہ سے کیا لا سکتا ہے
مجھے غسل کرا اور خلعت دے اور سوال نکر آپکے اوپر شہر میں سو ہزار درم قرض ہو گئے جو غازیوں
حاجیوں فقیروں صوفیوں اور عالموں پر خرچ کئے تھے۔ قرض والے تقاضا کرتے تھے اور آپکا
دل اسی وجہ سے مشغول تھا تو شب جمعہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرمایا اے
یحیٰی دل تنگ نہ ہو کہ تمہاری دل تنگی سے مجھے تکلیف ہوتی ہے اٹھ کر خراسان جاؤ وہاں
ایک شخص نے تمہارے واسطے تین سو ہزار درم رکھے ہیں کہ تمکو اس فکر سے فارغ کیا عرض کیا
یا رسول اللہ وہ شخص کہاں اور کون ہے۔ فرمایا تم شہر بہ شہر جاؤ اور وعظ کہو کہ تمہارا وعظ
دلوں کی شفا ہے میں جس طرح تمہاری خواب میں آیا ہوں اس شخص کی خواب میں بھی جاؤں گا
یحیٰی نیشاپور پہونچے لوگوں نے آپکو طاق منبر کے سامنے بٹھا لا۔ فرمایا اے لوگو میں پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ سے یہاں آیا ہوں کہ آپنے فرمایا ہے یہاں ایک شخص تیرا قرض ادا
کردیگا اور مجھپر سو ہزار درم قرض ہیں۔ اور سمجھ لو کہ ہماری کلام کا ہر وقت میں جمال رہا ہے۔ اب
قرض کا اسپر حجاب آگیا ہے حاضرین میں سے ایک نے کہا میں پچاس ہزار درم دونگا دوسرے
نے کہا میں چالیس ہزار درم دونگا تیسرے نے کہا میں دس ہزار درم دونگا۔ فرمایا میں میں

ہوگا کیونکہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کیطرف اشارہ فرمایا ہے۔ پھر بیان شروع کر دیا پہلے روز سات جنازہ آپکی مجلس میں سے اٹھائے گئے نیشاپور میں آپکا قرض ادا نہ ہوا تو بلخ کا عزم کیا وہاں کے لوگوں نے آپکو روک لیا مدت تک بیان کرتے رہے اور امیری کی فضیلت بیان کی سو ہزار درم آپکو دیدیئے۔ اس نواح میں ایک بزرگ تھے انکو یہ پسند نہ آیا کہ انہوں نے امیری کو درویشی پر فضیلت دی اور کہا خدائے تعالے انکو برکت نہ دے جب بلخ سے نکلے تو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا تو کہا یہ اس پیر کی بددعا کا اثر ہے پھر ہری کا ارادہ کیا اور وہاں قرض کا قصہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا بیان کیا۔ امیر ہری کی لڑکی نے کہلا بھیجا کہ اے امام قرض سے دل مطمئن رکھئے کہ جس شب کو سید کائنات آپکو خواب میں نظر آئے مجھے بھی نظر آئے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میں ان کے پاس جاؤں۔ فرمایا نہیں وہ خود تمہارے پاس آئیں گے میں لتنے دنوں سے آپکی انتظار میں تھی جب باپ نے مجھے خاوند کو دیا تو جو چیزیں دوسروں کو تاشہ وغیرہ کی دی جاتی ہیں وہ مجھے چاندی سونے کی دیں چاندی کا جسقدر مال ہے وہ سب میں آپکو دیدیا جو تین ہزار درم کا ہے لیکن ایک خواہش میں رکھتی ہوں کہ چار روز تک اور بیان کیجئے آپنے چار روز تک بیان کیا پہلے روز دس جنازہ اٹھائے گئے۔ دوسرے روز پچیس تیسرے روز چالیس۔ چوتھے روز پچاس۔ پانچویں روز ہری سے سات اونٹ روپیہ کے لیکر چلے جب بلخم پہونچے اور آپکا لڑکا آپکے ہمراہ تھا تو اس نے کہا ایسا نہ ہو کہ شہر میں پہونچکر قرض داروں کو مال دیکر جو باقی بچے وہ فقیروں کو دیدیں اور ہم محروم رہجائیں بوقت سحر آپ مناجات میں مشغول تھے کہ آپکے سر میں ایک پتھر آکر لگا۔ فرمایا مال قرض والونکو دیدینا اور جان دیدی۔ اہل طریقت آپکو گردن پر رکھکر نیشاپور میں لائے اور گورستان معمر میں دفن کر دیا۔

چھتیسواں باب ذکر شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ

وہ تیز چشم بصیرت شاہباز صورت دیسیرت صدیق معرفت مخلص بصفت نور چراغ روحانی

شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ بزرگ عہد محتشم روزگار تھے آپکی فراست بہت تیز تھی کبھی خطا نہ پڑتی تھی شاہزادوں میں سے اور صاحب تصانیف تھے آپکی ایک کتاب مراۃ الحکما ہے ابو تراب و یحیی معاذ وغیرہ بہت مشائخ کو دیکھا تھا اور آپ قبا پہنا کرتے تھے جب نیشاپور میں پہنچے تو ابو حفص حداد باوجود اس عظمت کے آپکو دیکھکر کھڑے ہو گئے اور کہا وَجَدْتُ فِی الْقَبَاءِ مَا وَجَدْتُ فِی الْعَبَاءِ یعنی قبا میں وہ پایا جو عبا میں ڈھونڈھتا تھا۔ چالیس سال تک آپ نے سوئے انکھوں میں نمک رکھتے تھے یہانتک کہ آپکی آنکھیں دوسکو خون کیطرح ہو گئی تہیں۔ چالیس سال کے بعد جو سوئے تو جس خداوند کیلئے جاگا کرتے تھے اسکو خواب میں دیکھا کہا بار خدایا میں تجکو بیداری شب سے طلب کرتا تھا مگر خواب میں پایا۔ ارشاد ہوا کہ ہمکو خواب میں ان بیداریونکی وجہ سے ہی تمنے پایا اگر بیداری نہ کی ہوتی تو ایسی خواب نہ دیکھتے۔ اسکے بعد آپکو دیکھتے تھے کہ جہاں جاتے تھے تکیہ لگا کر سو جاتے تھے اور کہتے تھے کسی طرح ایکبار اور ایسی خواب دیکھوں۔ اپنی خواب کے عاشق ہو گئے تھے اور فرماتے تھے اس خواب کا ایک ذرہ دونوں عالم کی بیداری میں نہ دونگا۔ آپکے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکے سینہ پر بخط سبز لکھا تھا اللہ جل جلالہ جب جوان ہوا تماشے میں مشغول ہو گیا اور چنگ بجانا سیکھا۔ آواز اچھی تھی چنگ بجاتا اور روتا تھا ایک شب کو محلہ میں سے چنگ بجاتا ہوا گذرا تو ایک دلہن شوہر کے گود میں سے اٹھکر اس کے نظارہ کو آئی۔ شوہر بیدار ہوا اور بیوی کو نہ پایا تو اٹھ کر چال دیکھا آواز دی کہ ابھی توبہ کا وقت نہیں آیا۔ یہ بات اس کے دل پر اثر کر گئی۔ کہا آ گیا آ گیا اور چنگ توڑکر غسل کیا اور گھر میں بیٹھ گیا اللہ جل جلالہ جو اس کے سینہ پر لکھا تھا اسکا اثر ظاہر ہو گیا۔ چالیس روز تک کچھ نہ کہا پھر باہر نکلکر چلدیئے۔ والد نے کہا جو بات ہمکو چالیس سال میں ملی وہ اسکو چالیس روز میں ملگئی۔

نقل ہے کہ شاہ کے ایک دختر تھی شاہ کرمان نے انکی خواستگاری کی تو آپ نے فرمایا مجھے تین روز کی مہلت دو اور ان تین روز میں مسجدوں کے گرد گھومتے تھے تیسرے روز ایک درویش کو دیکھا کہ ایک مسجد میں نماز اچھی طرح پڑھ رہے تھے شاہ نے صبر کیا یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے تو

فرمایا بیوی کیسے ہو۔ کہا نہیں فرمایا کرنا چاہتے ہو۔ کہا مجھے کون عورت دیگا کہ تین درم سے زیادہ میرے پاس نہیں۔ فرمایا میں اپنی دُختر تمکو دونگا۔ ان تین درم میں ایک روٹی کے لئے دو اور ایک شیرینی کو اور ایک خوشبو کو اور عقد نکاح کر لو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو شاہ نے دُختر ان کے سپرد کر دی جب وہ درویش کے گھر میں پہنچی تو پانی کے کوزہ پر خشک روٹی رکھی دیکھی۔ پوچھا یہ روٹی کیسی ہے کہا کل کی بچ رہی ہے اور آج رات کے لئے رکھی ہے دختر نے چاہا کہ انکے گھر سے باپ کے گھر میں چلی جائیں تو درویش نے کہا میں تو جانتا ہی تھا کہ دختر شاہ ہماری بینوائی میں شرکت نہیں کر سکتی۔ کہا اے عزیز میں تمہاری بینوائی سے نہیں جاتی بلکہ تمہارے ضعف یقین اور ایمان کے باعث جاتی ہوں کہ کل سے تمنے کل کیلئے روٹی رکھ چھوڑی ہے لیکن مجھے اپنے باپ پر افسوس ہے کہ بیس سال تک مجھے گھر بٹھائے رکھا اور کہا تجھے کسی پرہیزگار کو دونگا اب دیا تو ایسے شخص کو جو روزی میں خدا پر اعتماد نہیں رکھتا۔ درویش نے کہا اس گناہ کا کچھ کفارہ ہو سکتا ہے کہا اس گھر میں یا میں رہونگی یا وہ نان خشک۔ ابوحفص نے شاہ کو نامہ لکھا کہ میں نے اپنے نفس اور عمل اور تقصیر پر نظر کی تو میں نا اُمید ہو گیا والسلام آپنے جواب میں لکھا کہ میں نے تمہارے نامہ کو اپنے دل کا آئینہ بنا لیا اگر اپنے نفس سے میری نا اُمیدی خالص ہو تو خدا تعالےٰ سے میری اُمید خالص ہو اور اگر خدا سے میری اُمید خالص ہو تو خدا سے خوف خالص ہو جائے تو میں اپنے نفس سے نا اُمید ہو کر خدا کو یاد کر سکتا ہوں اور خدا کو یاد کرونگا تو وہ مجھے یاد کریگا پس مخلوقات سے نجات پاؤنگا اور تمام محبوب چیزوں تک پہنچ جاؤنگا۔ آپکے اور یحییٰ معاذ کے درمیان میں دوستی تھی ایک شہر میں مقیم تھے مگر شاہ یحییٰ کی مجلس میں نہ جاتے تھے لوگوں نے پوچھا کیوں نہیں جاتے۔ فرمایا مصلحت اسی میں ہے بہت خوشامد کی تو اتفاقاً ایک روز گئے اور گوشہ میں بیٹھ گئے کہ کسی کو خبر نہ ہوئی یحییٰ سے بیان کو کہا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ شخص موجود ہیں جو بیان میں ہم سے بہتر ہیں۔ شاہ نے فرمایا میں نے نہ کہا تھا کہ میرا نہ آنا ہی مصلحت ہے۔ فرماتے ہیں اہل فضل کو سب اُسی وقت تک فضیلت ہے جبتک وہ اپنی فضیلت نہ سمجھیں اور جب وہ سمجھنے لگے تو انکی فضیلت نہ رہی اور اہل

ولایت کی ولایت سب پر چھپی تک ہے کہ وہ اپنی ولایت نہ سمجھیں اور جب وہ سمجھنے لگیں تو اُنکی ولایت نہ رہیگی۔ اور فرماتے ہیں فقر بندہ کے پاس خدا کا ایک راز ہے جبتک وہ اسے پنہاں رکھیگا امین ہے اور جب ظاہر کردیگا تو اُس سے فقر کا نام اُٹھ جائیگا۔ اور صدق کی تین علامتیں ہیں اوّل یہ کہ دُنیا کی قدر تمہارے دل سے ایسی اُٹھ جائے کہ سیم وزر خاک کیطرح ہو جائے جب زر وسیم تمہارے ہاتھ میں آئے تو اُس کو اسی طرح جھاڑدو جس طرح خاک سے۔ دوسرے خلق کا دیکھنا تمہارے دل سے یوں جاتا رہے کہ تعریف و مذمت تمہارے نزدیک یکساں ہو کہ نہ اُنکی مدح سے تمکو زیادتی ہوگی نہ اُنکی مذمت سے نقصان تیسرے شہوت کا پورا کرنا تمہارے دل سے یوں گرجائے کہ ترک شہوات اور بھوک سے ایسے خوش ہو جیسے اہل دُنیا سیر ہونے اور شہوات پوری کرنے سے خوش ہوتے ہیں جب ایسے ہوجاؤ تو طریق مردان کی ملازمت کرو ورنہ تمکو اسبابت سے کیا کام۔ اور فرمایا ترسگاری اندوہ دایم ہے اور خوف سب سے اچھا یہ ہے کہ تم اپنے آپکو حقوق خدا میں قابل تقصیر سمجھو۔ اور علامت رجا حُسن ظاہر ہی اور علامت صبر تین باتیں ہیں۔ ترک شکایت۔ اور صدق رضا اور خوشدلی سے قبول قضا۔ اور فرمایا تقوی کی علامت ورع اور ورع کی علامت شبہات سے دُور رہنا ہے اور عشاق عشق میں مُردہ ہوگئے اسیوجہ سے جب وہ وصال تک پہونچگئے تو اُنہوں نے خداوندی کا دعوی کردیا اور فرمایا جو شخص آنکھ کو حرام سے اور تن کو شہوات سے محفوظ رکھے اور باطن کو مراقبۂ دائیم سے اور ظاہر کو متابعت سنت سے آراستہ رکھے اور حلال کھانے کی عادت ڈالے اُسکی فہم وفراست میں خطا نہ ہوگی۔ ایکروز مریدوں سے فرمایا کہ جھوٹ بولنے خیانت کرنے اور غیبت سے دُور رہو اُسکے سوا جو چاہو وہ کرو۔ اور دُنیا پر چھوڑ دو کہ تمنے توبہ کرلی اور ہوائے نفس ترک کردو کہ مراد پر پہونچگئی۔ لوگوں نے پوچھا رات کو آپ کیسے رہتے ہیں۔ فرمایا جس مُرغ کو تمنے سیخ پر لگایا ہو اور آگ میں بُھنتے ہو اُس سے کیا پوچھنے کی حاجت کہ کیسا ہے۔

نقل ہے کہ خواجہ علی سیرجانی آپکی تربت پر کھانا بانٹا کرتے تھے۔ ایکروز کھانا سامنے رکھا تھا

اور کچھ سبب تھے خدا کا کوئی مہمان بھیج جس کے ساتھ کھانا کھاؤں ناگاہ ایک کتا مسجد کے دروازے سے آیا تو خواجہ نے اُسکو اُسکا رد کیا جب کتا چلا گیا تو شاد کی مزاسے ہاتف نے آواز دی کہ تو مہمان چاہتا تھا جب ہمنے بھیجا تو اُسے تونے للکار کر بھگا دیا اسیوقت اُٹھکر دوڑے ہو محلوں میں پھرنے لگے مگر اُس کتے کو نہ پایا تو جنگل میں تلاش کیا دیکھا ایک گوشہ میں سو رہا ہے۔ جو کچھ حاضر تھا وہ اُس کے سامنے رکھدیا مگر اُسنے کچھ التفات نہ کی خواجہ بہت منفعل ہوئے اور استغفار کرنے لگے دستار سر سے اُتار ڈالی اور کہا تو بہ کرتا ہوں سگ نے کہا اے خواجہ علی شاد و باش تو مہمان طلب کرتا ہے تجھے آنکھیں طلب کرنا چاہئیں اگر شاہ کا واسطہ نہ ہوتا تو جو کچھ تو دیکھتا وہ دیکھتا۔

سینتیسواں باب ذکر یوسف بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ

وہ مشفق حضرت دائم محبت ولایت لا یخافون لومۃ لائم آفتاب بہانی و ظلمت آزمائی شاہباز کونین قطب وقت یوسف بن الحسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجلۂ مشائخ کبار اور متقدمین اولیاء میں سے ہیں۔ انواع علوم ظاہر و باطن کے عالم تھے اور بیان معارف و اسرار میں عجب زبان رکھتے تھے اہل رے و کوہستان کے پیر تھے بہت سے مشائخ کو دیکھا تھا اور ابو تراب کی صحبت میں رہے تھے ابو سعید خراز کے رفیقوں اور ذوالنون مصری کے مریدوں میں تھے عمر بہت پائی تھی ہمیشہ کام میں نہایت کوشش اور ملازمت میں قدم محکم رکھتے تھے بہت ہمت بلند اور ریاضات و کرامت عجیبہ رکھتے تھے آپکا ابتدائی حال یہ ہے کہ عرب میں چند لوگوں کے ساتھ ایک قبیلہ میں پہونچے اتفاقاً جب امیر عرب کی لڑکی نے انکو دیکھا تو فریفتہ ہو گئی کہ نہایت صاحب جمال تھے۔ اس لڑکی نے فرصت پاکر اپنے آپکو انکے پاس پہونچا لیا۔ یہ کانپنے لگے اور لڑکی کو چھوڑ کر بہت دور بھاگ گئے اور اس رات کو تنہا رہے۔ زانو پر سر رکھ لیا تھا کہ سو گئے تو ایک ایسی جگہ دیکھی جو عمر بھر نہ دیکھی تھی۔ اور ایک جماعت سبز پوش دیکھی۔ ایک شخص تخت پر بادشاہ کی طرح بیٹھا تھا۔ یوسف بن الحسین

سے انکو دریافت کرنا چاہا اور ان کے پاس گئے تو انہوں نے انکو راہ دی اور تعظیم کی پوچھا
تم کون ہو۔ جواب دیا ہم فرشتے ہیں۔ اور یہ شخص جو تخت پر بیٹھے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام ہیں
جو یوسف بن حسین کی ملاقات کو آئے ہیں فرشتے یہ کہہ رہے تھے یوسف رو پڑا اور کہا میں کون ہوں جو
پیغمبر خدا میری ملاقات کو آئے ہیں۔ میں اسی میں تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام تخت سے اُترے اور
مجھکو گود میں لے کر اپنے برابر تخت پر بٹھا لیا۔ میں نے کہا یا نبی اللہ میں کون ہوں کہ آپ میرے
ساتھ یہ لطف فرماتے ہیں۔ فرمایا جس وقت شاہ عرب کی دختر نے اپنے آپکو تمہارے
سامنے پیش کیا اور تم نے اپنے آپکو حق تعالےٰ کے سپرد کر کے اُس سے پناہ چاہی تو خدا نے تمام پیغمبر
اور ملائک کے سامنے پیش کر کے فرمایا اے یوسف دیکھو تم وہ یوسف ہو کہ زلیخا کو دفع کرنے کا
قصد رکھتے تھے اور یہ وہ یوسف ہے کہ دختر شاہ عرب کی طرف قصد نہ کیا اور بھاگ گیا مجھے
معہ ان فرشتوں کے تمہاری زیارت کو بھیجا ہے اور بشارت دی ہے کہ تو حق کا برگزیدہ ہے
پھر فرمایا ہر زمانہ میں ایک شخص نشانہ ہوتا ہے اس زمانہ میں ذوالنون مصری ہیں وہ اسم اعظم
جانتے ہیں تم اُنکے پاس جاؤ جب یوسف بن الحسین بیدار ہوئے تو نہایت شوق پیدا ہو گیا۔
مصر کی طرف متوجہ ہوئے اور خدا کے اسم اعظم کی آرزو میں تھے۔ ذوالنون کی مسجد میں پہونچے تو
سلام کر کے بیٹھ گئے۔ ذوالنون نے سلام کا جواب دیا۔ ایک سال تک یوسف مسجد کے گوشہ میں
بیٹھے رہے مگر انکی مجال نہ ہوئی کہ ذوالنون سے کچھ پوچھیں۔ ایک سال کے بعد ذوالنون نے پوچھا
کہاں مکان ہے جواب دیا رے پھر دوسرے سال تک اور کچھ نہ کہا۔ یوسف اسی گوشہ میں بیٹھے
رہتے تھے۔ دوسرا سال گذر گیا تو ذوالنون نے پوچھا کس کام کو آئے ہو کہا آپکی زیارت کو پھر سال
بھر تک اور کچھ نہ فرمایا اس کے بعد کہا کچھ چاہتے ہو۔ جواب دیا میں اسلئے آیا ہوں کہ خدا کا اسم اعظم
مجھے بتا دیجئے۔ پھر سال بھر تک کچھ نہ فرمایا اسکے بعد ذوالنون نے لکڑی کا ایک پیالہ ڈھکا ہوا
دیا اور فرمایا دریائے نیل سے گذر کر فلاں جگہ ایک شخص ہیں یہ انکو دیدینا اور جو کچھ وہ تجھ سے
کہیں یاد رکھنا یوسف پیالہ لیکر روانہ ہو گئے تھوڑی راہ گئے تھے کہ دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ اندر

اس پیالہ میں کیا ہے جو ہلتا ہے۔ جب اُسے کھولا تو ایک چوہا اُسمیں تھا جو نکلکر بھاگ گیا یوسف
متحیر ہو گئے کہ یہ کیا بات ہے پھر سوچا کہ اب اُس شخص کے پاس جاؤں یا ذوالنون کی طرف
آخر یہی طے کیا کہ انہیں شخص کے پاس چلنا چاہیے چنانچہ اُنہیں کے پاس خالی پیالہ لیکر پہونچے
تو وہ انکو دیکھکر مسکرائے اور کہا شاید اسم اعظم تمنے ذوالنون سے پوچھا ہے۔ کہا ہاں
کہا ہاں۔ کہا ذوالنون نے تمہاری بیصبری دیکھکر چوہا دیا ہے سبحان اللہ ایک چوہے کی تو تم سے
حفاظت نہ ہو سکی اسم اعظم کی کیسے ہو سکیگی یوسف خجل ہو کر ذوالنون کی مسجد میں واپس آئے ذوالنون
نے فرمایا کل میں نے ساٹھ بار حق تعالیٰ سے اجازت چاہی کہ تمکو اسم اعظم بتادوں مگر اجازت نہ ملی یعنی ابھی اسکا
وقت نہیں اور حکم ہوا کہ انکو ایک چوہے سے آزماؤ میں نے آزمایا تو ایسا ہی ہوا اب تم اسوقت
تک اپنے مکان پر جاکر رہو کہ اسکا وقت آئے۔ یوسف نے کہا مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ فرمایا میں تمکو
تین وصیتیں کرتا ہوں۔ ایک بڑی۔ ایک چھوٹی۔ ایک درمیانی۔ سب سے بڑی وصیت تو یہ ہے کہ
تمنے جو کچھ لکھا پڑھا ہے اُسی سب کو دھو ڈالو اور فراموش کردو اور فراموش کردو تاکہ حجاب اُٹھ
جائے۔ کہا یہ میں نہیں کرسکتا۔ فرمایا درمیانی یہ ہے کہ مجکو فراموش کردو میرا نام کسی سے نہ لو کہ میرے
پیر نے ایسا کہا ہے میرے شیخ نے ایسا فرمایا کہ یہ سب خودستائی ہے۔ کہا یہ بھی میں نہیں کرسکتا
فرمایا سب سے چھوٹی وصیت یہ ہے کہ خلق کو وصیت کرو اور خدائے تعالیٰ کیطرف بلاؤ۔ کہا انشاء اللہ
تعالیٰ یہ کرسکتا ہوں فرمایا مگر ایک شرط سے خلق کو نصیحت کرنا کہ اپنے آپکو درمیان میں نہ سمجھنا۔
کہا ایسا ہی کرونگا پھر رے میں آئے اور وہ وہاں کے بزرگ زادہ تھے تو اہل رے نے آپکا استقبال
کیا۔ جب بیان شروع کیا اور سخن حقایق بیان کیں تو اہل ظاہر انکے مقابلہ کو اُٹھ کھڑے ہوئے
کہ اسوقت اس علم صورت کے سوا کچھ نہ تھا۔ وہ بھی ملامت میں گذر کرتے تھے یہانتک کہ کوئی
اُنکی مجلس میں نہ آتا تھا۔ ایک روز بیان کرنیکو تھے جب مجلس میں پہونچے تو کسی کو نہ پایا۔ چاہا کہ لوٹ
جائیں تو ایک بڑھی عورت نے آواز دی کہ تمنے ذوالنون سے عہد نہ کیا تھا کہ خلق کو نصیحت خدا
کے لئے کرونگا اور اپنے آپکو درمیان میں نہ سمجھونگا۔ اب کیوں لوٹتے ہو۔ یہ سنا تو متحیر ہو گئے اور

بیان کرنے لگے خواہ کوئی مجلس میں ہو یا نہ ہو پچاس سال اسی حال میں گذار دیئے۔ ابراہیم خواص آپکی کثرت صحبت سے اسمقام پر پہونچگئے تھے کہ بغیر زاد و راحلہ کے جنگل قطع کرتے تھے۔ ابراہیم کہتے ہیں ایک رات کو مینے ندا سُنی کہ جا کر یوسف حسین سے کہدو کہ تم راندۂ درگاہ ہو۔ مجھے یہ بات اس قدر سخت معلوم ہوئی کہ اگر پہاڑ میرے سر پر ڈالدیتے تو اس سے زیادہ آسان ہوتا کہ یہ بات اُن سے کہوں۔ دوسری رات کو پھر وہی آواز سُنی تو مینے اُٹھکر غسل کیا اور استغفار کر کے تفکر میں بیٹھ گیا۔ تیسری شب کو نہایت ہولناک آواز سُنی کہ اُن سے کہدو کہ تم راندۂ درگاہ ہو ورنہ تمہارے ایسا زخم لگیگا کہ اُٹھ نہ سکوگے۔ مَیں اُٹھ کر نہایت رنجیدہ مسجد میں گیا تو اُنکو محراب میں بیٹھے دیکھا جب اُنکی آنکھ مجھپر پڑی تو کہا تمکو کوئی شعر یاد ہے۔ مینے کہا ہاں۔ پس مینے اُسیوقت ایک شعر کہا جو آپکو پسند آیا دیر تک کھڑے رہے اور آنکھوں سے خون میں ملے ہوئے آنسو رواں ہوگئے پھر میری طرف مُنہ کر کے فرمایا صبح سے اسوقت تک میرے سامنے قرآن پڑھا گیا مگر ایک قطرہ میری آنکھ سے نہ نکلا اور حالت پیدا نہ ہوئی اور ایک شعر سُنکر ایسی حالت طاری ہوئی کہ میری آنکھ سے طوفان بہنے لگا۔ لوگ سچ کہتے ہیں کہ یہ زندیق ہے اور دربار سے ٹھیک خطاب آیا ہے کہ یہ راندۂ درگاہ ہے۔ جو شخص ایک شعر سے ایسا ہو جائے اور قرآن سے جگر پر افسردہ بیٹھا رہے وہ راندۂ درگاہ ہے مَیں متحیر ہو گیا اور میرے اعتقاد میں سستی پیدا ہوگئی مَیں ڈر گیا اور اُٹھکر جنگل میں پہونچا۔ اتفاقاً خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی فرمایا یوسف حسین حق تعالےٰ کے زخم خوردہ ہیں مگر اُنکی جگہ علیین ہے کہ راہ حق میں اس قدر قدم رکھنا چاہیئے کہ اگر دستِ رد تمہاری پیشانی پر رکھا جائے تب بھی تمہاری جگہ اعلیٰ علیین ہو۔

نقل ہے کہ عبدالواحد زید ایک نہایت شریر شخص تھا اُسکے ماں باپ ہمیشہ اُسکے پیچھے دوڑا کرتے تھے کہ نہایت ناخلف تھا اور ماں باپ ناخلف فرزند کو ہرگز دوست نہیں رکھتے۔ یہ لڑکا ایکدن حضرت یوسف حسین کی مجلس میں گیا تو آپ یہ فرما رہے تھے کہ دَعَاهُمْ بِلُطْفِهٖ كَاَنَّهٗ مُحْتَاجٌ اِلَيْهِمْ حق تعالیٰ اپنے لطف سے یوں بندۂ عاصی کو بُلاتا ہے جیسے کوئی کسی طرف

سماجتمند ہوتا ہے عبدالواحد نے یہ سنتے ہی ٹوپی اتار ڈالی ٹوپی پھینکدی اور نعرہ مار کر گورستان کو چلدیئے
تین رات دن تا پتہ نہ چلا۔ یوسف حسین نے انکو خواب میں دیکھا اور خطاب سنا کہ اَدْرِكِ
الشَّابَّ التَّائِبَ اس جوان تائب کے پاس پہونچو۔ یوسف تلاش کرتے کرتے انکے پاس پہنچے تو
سر گود میں رکھ لیا۔ انہوں نے آنکھ کھولی اور کہا تین شبانہ روز گذر گئے تمکو بھیجا ہے تو اب آئے ہو
نیشاپور میں ایک سوداگر نے ایک ترکی کنیز خریدی تھی ہزار دینار میں اور اسکا ایک قرضدار تھا جو دوسرے
شہر میں بھاگ گیا تھا اس سوداگر لیا کی تلاش میں جانا تھا شہر میں کسی پر اسکو اعتماد نہ تھا کہ جسکی
سپرد اس کنیز کو کرے تو عثمان حیری کے پاس جاکر بہت زاری کی کہ جبتک میں واپس آؤں اس
کنیز کو اپنے گھر کی عورتوں کے پاس بھیجدیجئے کہ اس شہر میں مجھی آپ پر ہی اعتماد ہے۔ گرابوعثمان
قبول نہ کرتے تھے غرض الحاح کیا کہ آپکی عورتیں اسکی حفاظت کرینگی اور میرا کام نبجائیگا مال ضایع نہ
ہوگا تو کنیز کو گھر میں بھیجدیا اور وہ چلا گیا۔ ایکروز اتفاق سے بے اختیار عثمان کی آنکھ کنیز پر پڑگئی
اور وہ نہایت صاحب جمال تھی تو ابوعثمان کا دل ہاتھ سے جاتا رہا اور سمجھ میں نہ آیا کہ کیا
کریں سوائے اسکے کہ اپنے شیخ ابو حفص حداد سے کہیں۔ شیخ کی نظر انپر پڑی تو فرمایا کہ تمکو یوسف حسین
کے پاس جانا چاہیئے۔ وہ فوراً انکے پاس رے پہونچے وہاں پہونچکر انکا پتہ پوچھا تو لوگوں نے کہا تم صوفی
اور روشندل شخص ہو اہل صلاح کے لباس میں ہو اس کے پاس جاکر کیا کروگے وہ تو ملحد زندیق اور
لوطی ہے۔ جاؤ لوٹ جاؤ کہ انکے پاس جانے سے تمہارا بہت نقصان ہوگا۔ ابو عثمان یہ سنکر پشیمان
ہوئے اور نیشاپور کو واپس آئے شیخ نے انکو دیکھکر پوچھا یوسف حسین کو تمنے دیکھا۔ کہا نہیں۔ پوچھا
کیوں۔ کہا لوگ انکو ایسا کہتے ہیں۔ ابوحفص نے ایکبار پھر جاکر انکو دیکھنا چاہا۔ ابو عثمان پھر رے
پہونچے اور یوسف کا پتہ پوچھا تو پہلے سے بھی زیادہ برا کہا گیا۔ انہوں نے کہا مجھی اس سے چارہ نہیں
کہ ایک نہایت ضروری کام ہے۔ لوگوں نے پتہ بتایا۔ جب انکے دروازہ پر پہونچے تو ایک بوڑھے
شخصکو بیٹھا دیکھا جنکے سامنے ایک امرد لڑکا خوبصورت بیٹھا ہے اور صراحی و پیالہ رکھا ہے مگر انکے چہرہ
سے نور چمک رہا ہے۔ ابو عثمان نے ایکساتھ جاکر سلام کیا۔ یوسف حسین نے کلام شروع کردیا اور بقدر

عمدہ باتیں کہیں کہ ابو عثمان کے ہوش جاتے رہے جب ہوش میں آئے تو کہا حضرت برائے خدا مجھے
بتلا دیجئے کہ ایسے کمالات و مشاہدہ کیسا تھا یہ کیا حالت آپکی ہے اشراب اور امرد موجود ہی فرمایا یہ
امرد میرا لڑکا ہے لیکن لوگ بہت کم جانتے ہیں میں اسکو قرآن پڑھاتا ہوں اور اس بیاڑ میں ایک
صراحی بیٹے پڑی دیکھی کوزہ نہ تھا تو میں نے اسکو دھوکر یہاں رکھ لیا ہے کہ اگر کسی کو پانی چاہیئے تو
پی لے - ابو عثمان نے کہا برائے خدا یہ آپ کیوں کرتے ہیں کہ لوگ آپکو ایسا ایسا کہتے ہیں۔ فرمایا اسلئے
کہ کوئی شخص ترکی کنیز میرے گھر امانت نہ رکھے - ابو عثمان یہ سنکر آپ کے پیروں پر گر پڑے اور سمجھ گئے
کہ جسنے اپنے آپکو نیک کام میں مشغول کیا ہے اسے ملامت ہوتی ہے۔ ڈر یوسف حسین کی آنکھوں میں
بیخوابی کیوجہ سے سرخی ظاہر ہوتی تھی ۔ آپکی خواہر سے پوچھا گیا کہ آپ عبادت کیسی کرتے ہیں
جوابدیا نماز عشاء سے فارغ ہوکر صبح تک کھڑے رہتے ہیں نہ رکوع کرتے ہیں نہ سجود پھر یوسف حسین
سے پوچھا گیا کہ صبح تک کھڑا رہنا کیا عبادت ہے۔ فرمایا فرض نماز تو میں آسانی سے پڑھ لیتا ہوں
مگر تہجد پڑھنا چاہتا ہوں تو تمام رات یونہی کھڑا رہتا ہوں اتنی مجال نہیں ہوتی کہ تکبیر کہہ سکوں
عظمت خدائے تعالے کیوجہ سے صبح تک یونہی رہتا ہوں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے تو فرض
پڑھتا ہوں ایکبار آپنے حضرت جنید رح کو خط لکھا کہ خدا تعالی تمکو تمہارے نفس کا مزہ نہ چکھائے کہ
اگر یہ مزہ چکھا دیگا تو اسکے بعد کچھہ پاؤ گے۔ فرماتے ہیں ہر امت میں کچھہ برگزیدہ شخص ہوتے ہیں جو خدا
کی ودیعت ہیں کہ انکو اپنے خلق سے پنہاں رکھتا ہے اگر وہ شخص اس امت میں ہیں تو صوفی ہیں۔ اور
فرماتے ہیں صوفیوں کی آفت لڑکوں اور مخالفوں اور عورتوں کی صحبت میں ہے۔ اور جو لوگ جانتے
ہیں کہ خدا ہمکو دیکھتا ہے وہ شرم رکھتے ہیں کہ اسکے خوف سے کوئی خراب کام کریں اور جو حقیقت میں
خدا کا ذکر کرتا ہے وہ غیر خدا کو فراموش کر دیتا ہے اور جو تمام اشیاء کو ذکر خدا میں فراموش کر دیتا ہے
اسکی ذات تابع تمام چیزیں کر دی جاتی ہیں کیونکہ تمام چیزوں کا بدلہ اسکے لئے خدا ہے۔ اور فرمایا خلق کا
اشارہ اسیقدر ہے جتنی یافت ہے۔ اور یافت اسیقدر ہے جس قدر اس سے شناخت ہے اور شناخت
اسیقدر ہے جتنی محبت ہے۔ اور کوئی حالت خدا کو اس سے زیادہ پسند نہیں کہ بندہ خدا کو دوست رکھے

لوگوں نے محبت کے بارہ میں دریافت کیا تو فرمایا جو خدا کو زیادہ دوست رکھے گا اُسکی ذلت اور خواری زیادہ ہوگی اور وہ خلق خدا کو نصیحت زیادہ عطا کریگا۔ اور شناختِ نفس کی علامت یہ ہے کہ ہر چیز اُسکو ذکر دوست سے علیحدہ رکھے اُس سے دور رہے۔ اور صادق شخص کی دو علامتیں ہیں تنہائی پسند کرنا اور طاعت کو پوشیدہ رکھنا اور خاص توحید یہ ہے کہ سر اور دل میں یہ خیال رکھے کہ اُسکے دربار میں کھڑا ہے۔ اُسی کے احکام وقدرت میں ہی اُسکی تدبیر ہو دریائے توحید میں فانی ہو اسکو کچھ خبر نہ ہو ہر وقت اُسکے قبضۂ حکم میں یونہی ہو جس طرح پہلے تہا۔ اور جو شخص دریائے توحید میں گر پڑا وہ ہر روز زیادہ تشنہ ہوگا کبھی سیراب نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ حقیقت کی تشنگی رکھتا ہے اور بغیر حق کے ساکن نہ ہوگا اور دنیا میں سب سے زیادہ عزیز اخلاص ہے کہ میں ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ ریا کو دل سے نکال ڈالوں مگر کسی نہ کسی طرح وہ دل میں پیدا ہو ہی جاتا ہے اور اگر تمام گناہوں کے ساتھ میں خدا کے پاس جاؤں تو اس سے زیادہ پسند ہے کہ ایک ذرہ تصنع کے ساتھ جاؤں۔ اور زاہد کی علامت یہ ہے کہ گم شدہ چیز کی تلاش نکرتا تاوقتیکہ اپنی موجود چیزوں کو مفقود نہ کردے۔ اور غایتِ عبودیت یہ ہے کہ ہر چیز میں اُسی کے بندہ رہو۔ اور جس شخص نے اُسکو تفکر سے پہچان لیا دل سے عبادت اُس کی کی۔ اور سب سے زیادہ ذلیل شخص لالچی ہے جس طرح سب سے زیادہ شریف صادق وصابر درویش ہے جب آپکی وفات کا وقت آیا تو کہا الٰہی میں نے خلق کو قولاً اور نفس کو فعلاً نصیحت کی میری نفس کی خیانت کو اپنے خلق کی نصیحت کیوجہ سے بخشدے۔ بعد وفات کے آپکو خواب میں دیکھا تو پوچھا خدائے عزوجل نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا بخشدیا۔ پوچھا کس سبب سے۔ فرمایا اسکی برکت سے کہ میں نے اچھی باتوں کیساتھ کبھی ہزلیات کو مخلوط نہ کیا۔

۳۸ اڑتیسواں باب ذکر ابو حفص حداد رحمۃ اللہ علیہ

وہ قدوۂ رجال وہ نقطۂ کمال عابد صادق زاہد عاشق سلطان اوتاد قطب عالم ابو حفص حداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تمام مشائخ کے بادشاہ اور خلیفۂ حق تھے۔ آپکے وقت میں کوئی آپکے برابر نہ تھا۔ ریاضت

کرامت مروت فتوت میں یگانہ اور کشف و بیان میں یگانہ اور صنیفہ علم تھے بغیر واسطہ خدا تک پہونچے ہوئے تھے۔ ابوعثمان جیری کے پیر تھے۔ شاہ شجاع کرمان سے بغداد میں انکی زیارت کو آئے۔ انکا ابتدائی حال یہ ہے کہ ایک کنیز پر عاشق ہوگئے اور صبر و قرار جاتا رہا۔ لوگوں نے کہا شارستان میں ایک یہودی جادوگر ہے اس کی تدبیر سے کام ہوگا۔ ابوحفص نے اس سے جاکر حال کہا۔ اس نے کہا تمکو چالیس روز تک عبادت نہ کرنا چاہیئے اور نیک خیال نہ لانا چاہیئے تو میں تدبیر کرونگا اور جادو سے تمکو مقصود تک پہونچا دونگا۔ ابوحفص نے ایسا ہی کیا۔ چالیس روز کے بعد پھر یہودی کے پاس گئے۔ اس نے جادو کیا تو کچھ اثر نہ ہوا کہا ان چالیس روز میں تم سے ضرور کوئی نیک کام ہوا ہے غور تو کرو۔ ابوحفص نے کہا اس عرصہ میں مجھ سے کوئی نیک عمل ظاہر نہیں ہوا لیکن میں راہ میں جارہا تھا تو راستے سے پتھر اٹھا کر ایک کنارہ کو ڈالدیا تاکہ کسی کے ٹھوکر نہ لگے۔ یہودی نے کہا اس خدا کو ناراض نہ کر جسکا فرمان تونے چالیس روز تک ضایع کیا مگر وہ اپنے کرم سے تیری اتنی سی محنت ضایع نہیں کرتا۔ یہ بات سنکر ابوحفص کے دل میں آگ لگ گئی اور یہودی کے ہاتھ پر توبہ کرکے آہنگری کرنے لگے اپنا واقعہ پوشیدہ رکھتے تھے اور ہر روز ایک دینار پیدا کرکے رات کو فقیروں کو دیدیتے تھے۔ بیوہ عورتوں کے گھر میں ڈالدیتے تھے عشا کے وقت بھیک مانگ کے روزہ کھولتے کبھی ایسا ہوتا کہ حوض میں ساگ دھویا جاتا تھا اسپر جاکر جو کچھ پاتے اسے بین کر سالن پکالیتے مدت تک اسطرح وقت گذارتے رہے۔ ایکروز ایک نابینا بازار میں یہ آیت پڑھتا جارہا تھا کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ۔ انکا دل اس آیت میں مشغول ہوگیا اور کچھ بات پیدا ہوگئی۔ ہاتھ بھٹی میں ڈالکر گرم لوہا باہر نکال لیا۔ شاگردوں نے جب دیکھا تو کہا اے استاد یہ کیا حالت ہے انہوں نے شاگردوں کو للکارا کہ کوٹو انہوں نے کہا کہاں کوٹیں جب آپ ہوش میں آئے تو گرم لوہا ہاتھ میں دیکھکر پھینکدیا۔ اور اسیوقت دکان کو غارت کردیا اور فرمایا ہم اتنے زمانے سے چاہتے تھے کہ اس کام کو کسیطرح چھوڑدیں

مگر نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ اس کام نے ہمکو ہم سے چھین لیا پھر سخت ریاضت اور عزلت و مراقبت میں مشغول ہو گئے۔

نقل ہے کہ آپکے پڑوس احادیث کی سماعت ہوتی تھی۔ لوگوں نے کہا حضرت آپ کیوں نہیں سماعت کو آتے۔ فرمایا میں تیس سال سے ایک حدیث کی داد دے رہا ہوں مگر پوری نہیں ہوتی تو دوسری احادیث کیسے سنوں۔ پوچھا وہ کیا حدیث ہے۔ فرمایا یہ کہ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بیکار باتوں کو ترک کرے۔ ایکروز یاروں کے ہمراہ جنگل کو گئے تھے اور دل اس وقت خوش تھا ناگاہ ایک ہرن پہاڑ سے آیا۔ اور سر ابو حفص کی گود میں رکھدیا۔ ابو حفص اپنے منہ پر طمانچے مارنے اور فریاد کرنے لگے۔ ہرن چلا گیا شیخ ہوش میں آئے تو یاروں نے سوال کیا کہ یہ کیا تھا۔ فرمایا جب ہمارا دل خوش ہوا تو میرے دل میں آیا کہ کاش ایک بکری ہوتی تو بریاں کرتا کہ آج رات کو یار پراگندہ نہ ہوتے فوراً وہ ہرن آگیا یاروں نے کہا اے شیخ جبکی حالت خدا کے ساتھ یہ ہو وہ فریاد کیوں کرے۔ فرمایا تم نہیں جانتے کہ مجھکو دروازہ سے باہر کرتا ہے اگر خدا فرعون کے ساتھ نیکی چاہتا تو اسکی مراد پر نیل کو کیوں رواں کرتا۔ آپکو جب غصہ آتا تو خوش خوئی کے متعلق گفتگو کرتے یہاں تک کہ غصہ جاتا رہتا تو دوسری بات کرتے۔ ایک روز ایک شخص کو گریاں سرگردان اور سوزاں دیکھا تو پوچھا کیا ہوا۔ کہا تمام دنیا میں میرے پاس ایک گدھا تھا وہ بھی گم ہو گیا شیخ نے وہیں کھڑے کھڑے کہا۔ تیری عزت کی قسم کہ میں قدم نہ اٹھاؤنگا جب تک اسکا گدھا نہ ملجائیگا تو اسیوقت گدھا ملگیا۔ ابو عثمان حیری کہتے ہیں کہ ایک روز میں ابو حفص کے پاس گیا تو انکے سامنے منقے دیکھکر ان میں ایک اٹھا کر منہ میں کھ لیا انہوں نے دوڑ کر میرا حلق پکڑ لیا اور کہا اے خائن تو نے میرے منقے کو کیسے کھا لیا میں نے کہا میں تمہارا دل جانتا ہوں کہ جو کچھ تمہارے پاس ہوتا ہے ایثار کر دیتے ہو اور تم پر اعتماد رکھتا ہوں۔ فرمایا اے جاہل میں اپنے دل پر اعتماد نہیں رکھتا تو میرے دل پر کیسے اعتماد رکھتا ہے حق تعالیٰ کی قسم ایک عمر سے میں اس فکر میں ہوں کہ میرا کیا انجام ہوگا۔ جو شخص خود اپنے دل کی حالت نہیں جانتا اسکی حالت

دُوسرا کیسے جان ہوگا۔ ابُوعثمان بیان کرتے ہیں کہ ابُوحفص کے ہمراہ ہم ابوبکر حنفیہ کے گھر تھے بہت سے دوست وہاں تھے ایک درویش کو ہم نے یاد کیا کہ کاش وہ بھی یہاں ہوتے۔ ابُوحفص نے کہا اگر کاغذ ہوتا تو میں رقعہ لکھ دیتا۔ میں نے کہا کاغذ ہے فرمایا۔ صاحب گھر بازار کو گیا ہے شاید وہ مرجائے اور کاغذ حارث کا ہو جائے لہذا نہیں لکھنا چاہئے۔ پھر ابوعثمان کہتے ہیں کہ میں نے ابُوحفص سے کہا میرا خیال ایسا ہے کہ بیان کیا کروں۔ فرمایا تم کو یہ خیال کیوں ہوا ہے۔ میں نے کہا شفقت خلق کے خیال سے پوچھا تم کو خلق پر شفقت کس حد تک ہے۔ میں نے کہا اس حد تک کہ اگر اللہ تعالے مومنوں کے بدلے میں مجھ کو دوزخ بھیج دے تو میں روا رکھوں۔ فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم لیکن جب بیان کرو تو اول اپنے دل اور جسم کو نصیحت کرو دوسرے لوگوں کے جمع ہونے سے تم کو غرہ نہ ہونا چاہئیے کہ وہ تمہارے ظاہر کو دیکھتے ہیں مگر حق تعالیٰ باطن کو دیکھتا ہے پس میں منبر پر گیا اور ابوحفص کر پوشیدہ بیٹھ گئے۔ کہ میں انکو نہ دیکھا جب مجلس ختم ہو گئی تو ایک سائل نے اُٹھ کر کہا مجھے کرتا چاہئیے ابوعثمان نے اُسیوقت کرتا اوتار کر دیدیا۔ ابوحفص نے اُٹھ کر فرمایا کذاب آنزل من المنبر۔ اے جھوٹے منبر سے اُتر میں نے کہا جھوٹ کیا۔ فرمایا تو نے دعویٰ کیا تھا کہ مجھ خلق پر شفقت بہت ہے اور صدقہ دیتے ہیں تو نے سبقت کی تاکہ سابقین کی فضیلت تجھ کو ملے۔ اپنے آپکو تو نے دوسروں سے بہتر ہونا چاہا۔ اگر تیرا دعویٰ درست تھا تو تھوڑی دیر تاخیر کرنی چاہئیے تھی تاکہ سابقیت کی فضیلت اُوروں کو ملتی پس تو کذاب ہے۔ اور منبر کذابوں کی جگہ نہیں ہے۔ آپ بازار میں جارہے تھے کہ ایک یہودی سامنے آیا تو آپکو حالت طاری ہو گئی اور بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا کیا ہوا۔ فرمایا میں نے اُسکو لباس عدل میں اور اپنے آپکو لباس فضل میں دیکھا تو مجھے خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو مجھ سے لباس فضل اُتار کر اس یہودی کو پہنا دیا جائے اور اسکا لباس عدل مجھے۔ فرماتے ہیں تیس سال تک میری یہ حالت تھی کہ حق کو اپنی طرف خشمگین نظر سے دیکھتے پاتا تھا سبحان اللہ اس حالت میں انکو کیا سوز وگداز حاصل ہوتا ہوگا۔ آپکا ارادہ حج کا ہوا اور آپ عجمی و عامی شخص تھے عربی نہ جانتے تھے جب بغداد پہنچے تو مریدوں نے آپس میں کہا کہ بڑی مشکل ہے کہ خراسان کے

شیخ الشیوخ کو ایک ترجمان چاہیے تو وہ لوگوں کی بات سمجھیں حضرت جنیدؒ نے مریدوں کو استقبال کیلئے بھیجا جب خانقاہ پر پہونچے تو حضرت ابوحفص ذاسیوقت عربی بولنی شروع کردی اہل بغداد اُنکی فصاحت میں متحیر رہگئے۔ چند اکابر نے آپ سے فتوت کے بارہ میں دریافت کیا تو آپ نے کہا تم تو بیان کرو۔ جنیدؒ نے فرمایا تمنے جو کہا وہ درست ہے لیکن میرے نزدیک فتوت یہ ہے کہ جوجوانمردی کی ہو اُسے اپنا فعل نہ سمجھے اور اسکو اپنی طرف منسوب کرے۔ ابوحفص نے فرمایا تمنے جو کہا وہ درست ہے لیکن میرے نزدیک فتوت کے معنے ہیں دوسروں کا انصاف کرنا اور اپنا انصاف نہ چاہنا۔ جنیدؒ نے فرمایا دوستو ہمکو تعلیم لاؤ۔ ابوحفص نے فرمایا یہ کبھی سود درست نہیں ہوا کرتا۔ جب جنیدؒ نے یہ سُنا تو کہا ہمارے دوستو اُٹھ بیٹھو کہ ابوحفص جوانمردی میں حضرت آدم اور اُنکی ذریت پر سبقت لیگئے اگر جوانمردی یہہ ہے تو ہم خود جوانمردی کی راہ پر نہ پہونچے ہیں۔ ابوحفص سے مریدوں کو نہایت ہیبت وادب رکھتے تھے۔ کوئی مرید ہیبت سے اُنکے سامنے بات نہ کہتا تھا اور نہ اُنکے چہرہ کو دیکھ سکتا تھا۔ سب ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے کسیکی اتنی طاقت نہ تھی کہ بغیر اُنکی اجازت کے بیٹھ جائے۔ ابوحفصؒ بادشاہ کیطرح بیٹھا کرتے تھے جنیدؒ نے فرمایا مریدوں کو بادشاہوں کے آداب سکھاتے ہو۔ ابوحفص نے فرمایا تم عنوان سے سمجھ سکتے ہو کہ خط میں کیا ہے پھر ابوحفص نے فرمایا ایک دیگ پکانے کا حکم دو۔ جنید نے حکم دیا تو پک گئی۔ ابوحفص نے فرمایا یہ حمال کے سر پر لادو کہ جہاں تھک جائے وہیں رکھدے اور جو گھر وہاں سے نزدیک ہو اُسپر آواز دی جو شخص باہر نکلے اسکو دیدے۔ ایک مرید کہتے ہیں میں حمال کے پیچھے پیچھے گیا جسقدر اُسکی طاقت تھی گیا جب طاقت نہ رہی تو ایک گھر کے دروازہ پر رکھدی اُسی گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور آواز دی تو ایک بوڑھی نکلی اور کہا اگر تیرے پاس حلوا ہو تو میں دروازہ کھولوں میں حیرت میں ہوگیا اور اس بوڑھی سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ کل مناجات میں میرے دل میں آیا کہ مدت مدید سے میرے بچے حلوا مانگتے ہیں حوال کی کیا حاجت ہے میں سمجھا کہ زمین پر نہ گر پڑا ہو۔ آپکا ایک مرید نہایت

باادب تھا جنیدؒ نے چند بار اسکو دیکھا اور اُسکا ادب انکو پسند آیا تو شخص سے پوچھا یہ جوان
کتنے دنوں سے تمہاری خدمت میں ہے۔ جواب دیا دس سال سے۔ کہا نہایت باادب اور
شائستہ جوان ہے۔ فرمایا ہاں ستر ہزار دینار ہماری راہ میں خرچ کئے ہیں اور ستر ہزار اور قرض لیکر
وہ بھی ہماری راہ میں صرف کر گئے ہیں مگر ابھی تک یہ مجال نہیں رکھتا کہ کوئی بات ہم سے
پوچھے پھر ابو حفصؒ جنگل کو چلے گئے۔ فرماتے ہیں ابو موسیٰ کہ ایک بار میں گھر سے نکلا۔ ایک دریا
کے کنارہ پہ پہنچا علم و یقین کے درمیان مباحثہ تھا کہ ابوتراب نخشبی آگئے پوچھا
کیوں جھگڑ رہے ہو کہا علم و یقین میں مناظرہ ہوا کہ کون ہمکو ہو لے گا تاکہ ہم عین ساتھ
دوں یعنی اگر علم کا غلبہ ہوگا جب تو پانی میں جاؤنگا۔ اور اگر یقین کا غلبہ ہوگا تو چلا جاؤں گا۔
ابوترابؒ نے فرمایا تمہاری حالت بہت اچھی ہوگی جب آپ مکہ میں پہنچے اور بہت سے
مساکین کو مضطر و عاجز دیکھا تو چاہا کہ انکو کچھ انعام دیں حالت طاری ہوئی اور پتھر اٹھا کر
کہا تیری عزت کی قسم اگر کچھ مجکو نہ دیگا تو مسجد کے تمام قندیل توڑ ڈالونگا۔ یہ کہکر طواف کرنے
لگے اسیوقت ایک شخص نے آکر اشرفیوں کی تھیلی دی جو آپنے مساکین کو بانٹ دی جب حج
سے لوٹ کر بغداد پہونچے تو اہل بغداد نے آپکا استقبال کیا جنیدؒ نے کہا اے شیخ ہمارے لئے
کیا لائے۔ فرمایا شاید ہمارے احباب میں سے کوئی شخص جیسی چاہیے زندگانی نہیں کرسکتا میں کہتا
ہوں اگر کوئی شخص بھائیوں سے ترک ادب دیکھے تو اسکا عذر خود کرلے اور بغیر انکے اسکا عذر
اپنے آپ سے چاہے اسیطرح چالیس بار کرے اگر چالیس عذر اس جرم کے مقابلہ میں ٹھیک نہوں
تو بیٹھ رہ اور اپنے آپ سے کہہ کہ عجب نفس تاریک خود رائے بے ادب ناجوانمرد ہے کہ ایک بھائی
نے ایک جرم کیو جسے چالیس عذر تجھ سے چاہے اور تو نے ایک قبول نکیا اور اسیطرح انکی جرت
پر ہی میں تجھ سے ہاتھ اٹھایا جو چاہے کر۔ جنیدؒ نے یہ سنکر تعجب کیا کہ یہہ کس میں قوت ہوسکتی ہے
حضرت شبلیؒ نے چار مہینہ آپکو مہمان رکھا اور ہر وقت نئی قسم کا کھانا اور حلوا لاتے تھے شیخ نے
رخصت کے وقت کہا اے شبلی اگر تم کبھی نیشاپور میں آؤ تو تمکو میزبانی و جوانمردی سکھادوں۔ کہا میں نے کیا

کیا. فرمایا تم نے تکلف کیا اور تکلف کرنیوالا جوانمرد نہیں ہے۔ مہمان کو اس طرح رکھنا چاہیئے
جس طرح اپنے آپکو تاکہ کسی مہمان کے آنے سے بار اور اُس کے جانے سے خوشی نہ ہو۔ اور جب
تکلف کروگے تو اسکے آنے سے گراں ہوگا اور جانے سے خوشی ہوگی۔ اور جسکی حالت مہمان کیساتھ یہ
ہوگی وہ جوانمرد نہیں۔ جب شبلی نیشاپور میں ابوحفص کے پاس پہونچے تو چالیس شخص تھے ابوحفص
نے اکتالیس چراغ روشن کرائے شبلی نے کہا تم نے تو کہا تھا کہ تکلف نہ کرنا چاہیئے تو چہا تم نے
کیا تکلف کیا کہا اکتالیس چراغ آپنے روشن کئے ہیں۔ فرمایا اُٹھکر بجھا دو شبلی نے اُٹھکر ہر چند
کوشش کی مگر ایک چراغ کے سوا نہ بجھا سکے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ ایک بجھ گیا اور چالیس نہ
بجھے۔ فرمایا تم خدا کے بھیجے ہوئے چالیس شخص تھے کہ مہمان خدا کا بھیجا ہوا ہوتا ہے۔ رضائے خدا
کے لئے میں نے تم میں سے ہر ایک کے نام کا ایک چراغ روشن کیا اور ایک اپنے نام کا۔ وہ چالیس جو
خدا کے لئے تھے اُنکو تم نہ بجھا سکے اور ایک جو میرے لئے تھا وہ بجھ گیا۔ اور تم نے جو لخدا دیں کیا
تھا وہ میرے لئے کیا تھا تو وہ حضرت تکلف تھا یہ نہیں ہے۔ ابوعلی ثقفی بیان کرتے ہیں کہ ابوحفص
فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے احوال وافعال کو ہر وقت میزان کتاب وسنت میں نہ تولے اور اپنے خطرات کو
متہم نہ کرے اُسکو مردوں میں سے شمار نہ کرو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ ولی کو خاموشی بہتر ہے یا بات کرنا
فرمایا اگر کوئی شخص بات کرنیکی آفت اور خاموشی کی لذت جانے تو خدا سے دو عمر نوح چاہے تاکہ
خاموشی میں گذارے۔ پوچھا دنیا کو دشمن کیوں رکھتے ہو فرمایا اسلئے کہ وہ سرائے ہے جو بندہ کو
ہر ساعت دوسرے گناہ میں ڈالتی ہے۔ کہا اگر کسی شخص نے سمجھ لیا کہ توبہ اچھی ہے۔ اور توبہ دنیا
میں حاصل بھی ہوگئی۔ فرمایا جو گناہ دنیا میں کئے ہیں اُنکا تو یقین ہے مگر توبہ کے یقین میں کچھ
شک وخطرہ ہے۔ پوچھا عبودیت کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ جو کچھ تیرا ہے اُسکو ترک کردے اور جس بات
کا حکم پاگیا ہے اُسکا التزام رکھے۔ پوچھا صدیقی کیا ہے فرمایا درگاہ خدا میں اپنی عاجزی عرض
کرنا۔ پوچھا دوستوں کی نشانی کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ جس دن مریں تو خوش ہوں یعنی دنیا سے اس طرح
مجرد جائیں کہ انکی کوئی ایسی چیز نہ ہو جو دوستے تجرید کے خلاف ہو۔ پوچھا ولی کون ہے فرمایا

جو اپنے نفس سے اخلاص چاہئے۔ پوچھا آخر کیلئے فرمایا اسوقت ایثار کا ترک کرنا جب اُسکی ضرورت ہو۔ اور ایثار یہ ہے کہ بھائیوں کا حصہ اپنے حصہ پر دنیا و آخرت کے کاموں میں مقدم رکھے۔ اور کرم کے معنے ہیں اس کے سامنے دنیا کو ڈالدینا جو اُس کا محتاج ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کیطرف متوجہ ہونا اسی سبب سے کہ تجھے اُس سے محبت ہے۔ اور محبت عمدہ وسیلہ ہے جس سے بندہ تقرب الٰہی حاصل کرتا ہے۔ تمام حالتوں میں دوام فقر اور صبر اور ملازمت سنت اور قوت حلال کا طلب کرنا ہے اور فرمایا جو شخص اپنے آپکو تمام حالتوں اور وقتوں میں متہم نہ سمجھے اور اپنی مخالفت نہ کرے وہ مغرور ہے اور جو اپنے آپکو رضا کی آنکھ سے دیکھا وہ ہلاک ہو گیا۔ اور فرمایا خوف دل کا چراغ ہے دل میں جو کچھ خیر و شر ہے اُس چراغ سے دیکھ سکتے ہیں۔ اور کسیکا فقر درست نہیں ہو سکتا جبتک کہ وہ چیز دنیا چیز لینے سے زیادہ دوست نہ رکھے۔ اور فرمایا کسیکو فراست کا دعویٰ نہ کرنا چاہئے لیکن دوسروں کی فراست سے ڈرنا چاہئے۔ اور جو شخص دے اور لے نہیں وہ تو مرد کامل ہے اور جو دے بھی اور لے بھی وہ آدھا مرد ہے اور جو دے تو نہیں مگر لے وہ کچھ بھی آدمی نہیں اُسمیں کچھ نہیں۔ ابو عثمان کہتے ہیں مین نے اس بات کے معنے اُن سے پوچھے تو فرمایا کہ جو خدا سے لے اور خدا کو دے وہ پورا مرد ہے کیونکہ وہ کسی حالت میں اپنے آپکو کچھ نہیں سمجھتا اور جو دے بھی لے بھی آدھا مرد ہے اسواسطے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے اُس میں اپنے آپکو سمجھتا ہے کہ نہ لینے میں فضیلت ہے اور جو نہ دے مگر لے وہ کچھ نہیں کیونکہ اُسکا گمان ایسا ہے کہ دینے اور لینے والا میں ہوں خدائے تعالیٰ نہیں۔ اور فرمایا جو شخص ہر حالت میں اپنے اوپر خدا تعالیٰ کا فضل سمجھے تو مجھے اُمید ہے کہ وہ ہلاک نہ ہوگا۔ اور اہل اعمال کے لئے سب سے بہتر چیز مراقبہ ہے اور خدا کیساتھ استغنا اچھی ہے اور بُروں کے ساتھ استغنا بُری ہے۔ اور فرمایا جو شخص کہ شراب شوق کا ایک گھونٹ پی لے گا وہ ایسا بیہوش ہو جائیگا کہ دیدار و مشاہدہ حقتعالیٰ سے ہی ہوش میں آئیگا۔ اور حال عالم سے مفارقت نہ کریگا اور قبول کے ساتھ مفارقت کریگا اور فرمایا لوگ وصول و قرب اور مقامات عالی کی خبر دیتے ہیں مگر میری تمام آرزو یہی ہے کہ مجھے

ایسی راہ نہ دیکھیں جس سے حق تک پہنچ جاؤں۔ اور معاصی کفر کا پیغام ہیں جس طرح زہر موت کا
پیغام ہے۔ اور فرمایا جو شخص یہ جانتا ہے کہ میں اُٹھایا جاؤں گا مجھ سے حساب لیا جائیگا۔ اور پھر
گناہوں سے اجتناب کرنے سے غافل ہو اور یہ گردانی نہ کرے تو یقین ہے کہ وہ اپنی حالت سے خبر دیتا
ہے کہ میں بہشت و حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔ اور جو شخص نیکو کاروں کو منع کرتا ہے اُس سے کہدو کہ
صالحین کی صحبت میں رہ اور اُنکی خدمت کر۔ اور فرمایا بدن کی روشنی خدمت سے ہے اور روح
کی استقامت سے۔ اور تقوی صرف حلال کھانے میں ہے۔ اور تصوف بالکل ادب کا نام ہے۔ اور
فرمایا بندہ توبہ کی مقام پر نہیں کیونکہ توبہ یہ ہے کہ اس کا گناہ نہ رہے کہ اس سے ہو۔ اور جو شخص ایسا
عمل کرے کہ شایستہ ہو اُس سے اُسے فراموش کر دیتے ہیں۔ اور نابینا حقیقت میں وہ ہے کہ خدا
کو اشیاء سے پہچانے اور اشیا کو خدا سے نہ پہچانے اور بینا وہ ہے کہ خدا سے اُسکی نظر تمام کائنات کی
ہو۔ ایک شخص نے آپ سے وصیت چاہی تو فرمایا ایک در کو لازم پکڑ لو تاکہ تمام دروازے تم پر
کھل جائیں اور ایک سردار کے غلام بنجاؤ تاکہ تمام سردار تمہارے سامنے گردن جھکادیں۔ محمش
کہتے ہیں ابو حفصؒ کی صحبت میں بائیس سال تک رہا۔ مگر میں نے نہ دیکھا کہ انہوں نے کبھی خدا کی یاد
غفلت و انبساط سے کی ہو بلکہ جب یاد کرتے تو حضور تعظیم اور حرمت کیساتھ یاد کرتے اور اسقدر
تغیر ہو جاتا کہ ہر شخص اُسکو دیکھ لیتا۔ آپ نے فرمایا نزع کے وقت اپنی تقصیرات پر پورے دل سے بخشیدہ
ہونا چاہیئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کس خدا کی طرف مشغول ہو گئے ہیں۔ فرمایا فقیر جو غنی کیطرف
مشغول ہوگا تو سوائے فقر و عاجزی کے کیوں نہ ہوگا۔ عبداللہ سلمیؒ کی وصیت تھی کہ میرا سر
ابو حفصؒ کے پیروں پر کرنا۔

اُنتالیسواں ۳۹ باب ذکر حمدون قصار رحمۃ اللہ علیہ

وہ یگانۂ قیامت نشانۂ ملامت پیر ارباب ذوق شیخ صلاب شوق موزون ابرار حمدون قصار
رحمۃ اللہ تعالی علیہ اکابر مشائخ میں سے تھے ورع و تقوی سے موصوف تھے۔ اور فقہ و حدیث میں

بلند مرتبہ کہتے تھے عیوب نفس میں صاحب نظر اور مجاہدہ و معاملہ میں کامل تھے۔ کلام دلوں پر اثر
کرنیوالا اور عالی تھا سفیان ثوری کے مذہب پر تھے۔ ابو تراب کے مرید اور عبداللہ مبارک کے پیر تھے
ملامت خلق میں مبتلا تھا ملامتیوں کا مذہب نیشاپور میں آپ سے پھیلا۔ طریقت میں مجتہد و صاحب
مذہب تھے آپ کے پیروؤں کو قصاری کہتے ہیں تقویٰ کی یہ حالت تھی کہ ایک رات کہ ایک دوست
کے سرہانے تھے اور وہ دوست نزع میں تھے جب وفات ہو گئی تو آپ نے چراغ گل کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا۔
یہ کیوں۔ فرمایا اسوقت تک تیل ہمارے دوست کا مال تھا اب تیموں کا ہے لہذا ہمیں جلانا نہ
چاہیئے آپ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں جو بیابان نیشاپور میں جا رہا تھا وہاں ایک جوانمرد تھے جو فتوت میں
مشہور تھا اور نیشاپور کے جوانمردوں کے حکم میں تھے اُن سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا جوانمردی
کیا چیز ہے۔ کہا میری جوانمردی پوچھتے ہو یا اپنی میں نے کہا دونوں کو بیان کیجیئے۔ کہا میری تو
جوانمردی یہ ہے کہ قبا اُتار کر جبہ پہن لوں اور اسکا کام کروں تاکہ صوفی ہو جاؤں اور خلق کی شرم
سے اس لباس میں معصیت سے پرہیز کروں اور تمہاری جوانمردی یہ ہے کہ جبہ یعنی لباس درویشی
اُتار ڈالو تاکہ تم خلق پر اور خلق تم پر فریفتہ نہ ہو تمہارا طریقہ حقیقت کا اسرار میں محفوظ رکھنا ہے اور میرا
طریقہ شریعت کا اظہار پر محفوظ رکھنا ہے۔ جب آپکی حالت ترقی پر ہوئی اور آپکے کلمات منتشر ہوئے
تو نیشاپور کے ائمہ و اکابر نے کہا کہ آپکو بیان کرنا چاہیئے کہ آپکی باتوں سے دلوں کو فائدہ ہو۔ فرمایا
مجھے بیان کرنا روا نہیں کیونکہ جاہ و دُنیا میں پڑا ہوا ہے میری باتوں سے تمکو فائدہ نہیں اور
اسکے عمل میں اثر نہ ہوگا اور جو بات دلوں پر اثر نہ کرے اُسکا کہنا علم سے استہزا اور شریعت کا
استخفاف ہے۔ بیان کرنا اُسکو ٹھیک ہے جسکی خاموشی سے دین خراب ہوتا ہو اور جب ایک
شخص کوئی بات بیان کرتا ہو تو دوسرے کو بیان نہ کرنا چاہیئے اور اسوقت تک بیان کرنا روا نہیں
جبتک اپنے اوپر بیان کرنا فرض یا واجب نہ سمجھے اور اسمیں اسکی صلاحیت نہ ہو۔ پوچھا گیا اُس کی
صلاحیت کی علامت کیا ہے فرمایا یہ کہ جو بات کہہ چکا ہو اُسے پھر ہرگز نہ کہے اور اسکی تدبیر نہ
کرنی پڑے کہ کیا کہونگا۔ اُسکا کلام غیب سے ہو جسقدر غیب سے اُس تک پہونچتا ہے وہ کہتا جاتا ہے

اور اپنے آپکو درمیان میں نہ سمجھو۔ پوچھا گیا کہ سلف کا کلام کیوں زیادہ نافع ہے۔ فرمایا اسلئے کہ انکا کلام اسلام کی عزت نفس کی نجات اور رضائے حق کیلئے ہوتا تھا اور ہم عزت نفس طلب دنیا اور قبول خلق کیلئے بیان کرتے ہیں۔ اور فرمایا کہ حق تعالیٰ کا علم تیرے ساتھ خلق کے علم سے اچھا ہونا چاہئیے یعنی تنہائی میں اس سے اچھا کام کر جو برملا کرتا ہے۔ اور جو اپنے حال میں محقق ہے وہ اپنے حال کو بتا نہیں سکتا۔ اور فرمایا کسی شخص پر وہ بات فاش نہ کرو جسکا اپنے آپ سے بھی پوشیدہ رکھنا واجب ہو اور جس بات کو پوشیدہ رکھنا چاہو کسی شخص پر ظاہر نہ کرو۔ اور جسمیں کوئی نیک خصلت دیکھو اس سے جدا نہ ہو کہ بہت جلد اسکی برکت سے تمکو بھی نیکی حاصل ہو جائیگی۔ فرمایا میں تمکو دو باتوں کی وصیت کرتا ہوں علمار کی صحبت اور جاہلوں کی برداشت اور صوفیوں کی صحبت رکھو کیونکہ برائی کا انکے نزدیک عذر ہے اور نیکی انکے نزدیک بہت قدر نہیں رکھتی جس سے وہ تجکو بزرگ بنائیں اور تو غلطی میں پڑ جائے۔ اور فرمایا جو سیرت سلف پر نظر کریگا اسے اپنی تقصیر اور مردوں کے درجہ سے عاجز رہنا معلوم ہوگا۔ اور تمکو وہ چیز کافی ہے جو تم تک آسانی سے بغیر رنج کے پہنچتی ہے لیکن رنج جو ہے وہ زیادہ طلب کرنے میں ہے۔ اور فرمایا شکر نعمت یہ ہے کہ اپنے آپکو طفیلی سمجھو اور جو شخص اندھا نہ ہونا چاہے اس سے کہو کہ نقصان نفس دیکھنے سے اندھا نہ ہو۔ اور جو شخص اپنے نفس کو بہتر جانے تو یہ نفس فرعون سے تکبر ظاہر کرنا ہے اور فرمایا جب کسی مست کو سوتا دیکھو تو ملامت نہ کرو ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس بلا میں مبتلا ہو جاؤ۔ اور فرمایا ملامت ترک سلامتی ہے۔ لوگوں نے ملامت کے بارہ میں دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ راہ خلق پر نہایت دشوار و مغلق ہے لیکن میں اسکا کچھ بیان کرتا ہوں مرجیوں کی رجا اور قدریوں کا خوف ملامت کی صفت ہے یعنی رجا میں اسقدر رگئی ہیں کہ مرجیوں کو سب اسی وجہ سے ملامت کرتے ہیں اور خوف میں اہل قدر سلوک کیا ہے کہ اندیشہ کرتے ہیں کہ قدریوں کو اسی سبب سے خلق ملامت کرتی ہے یہانتک کہ ہر حالت میں وہ تیر ملامت کا نشانہ ہوتے ہیں۔ اور فرمایا میں سخی کے سوا کسیکو نیک نہیں اور بخیل کے سوا کسیکو بد خو نہیں جانتا۔ اور جو شخص اپنی ملک سمجھے وہ بخیل ہے اور فقیر کی حالت تواضع میں ہے

جب تک اپنے فقر سے تکبر کرے تو تمام امیروں سے زیادہ متکبر ہے۔ اور فرمایا تواضع یہ ہو کہ کسی کو اپنا محتاج نہ سمجھو۔ نہ اس جہان میں نہ اس جہان میں۔ اور منصب حق فقیر کو اسی وقت تک ہے جب تک وہ متواضع ہے اور جب تواضع ترک کر دے تو سب نیکیاں ترک کر دیں۔ اور فرمایا چالاکی کی میراث تکبر ہے اسی وجہ سے مشائخ اور بزرگوں نے چالاکوں کو اس راہ سے دور رکھا ہے۔ اور فرمایا تمام دردوں کی اصل بہت کھانا ہے اور دین کی آفت بھی بہت کھانا ہے۔ اور جو شخص طلب دنیا میں آخرت سے بے توجہ ہو گیا وہ ذلیل و خوار ہوا یا دنیا میں یا آخرت میں۔ اور دنیا کو خوار رکھو تا کہ اہل دنیا کی آنکھ میں تم بزرگ معلوم ہو۔ عبد اللہ مبارکؒ فرماتے ہیں کہ حمدون قصارہ نے مجھ کو وصیت فرمائی ہے کہ جہاں تک ہو سکے دنیا کیلئے غصہ نہ کرو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ بندہ کون ہے فرمایا جو حق کی پرستش نہ کرے اور یہ بھی دوست نہ رکھے کہ میری پوجا ہو۔ پوچھا گیا زہد کیا ہے۔ فرمایا میرے نزدیک یہ ہے کہ جو تمہارے پاس ہے اس پر اس سے زیادہ مطمئن نہ ہو جو خدا کے پاس ہے۔ پوچھا گیا توکل کیا ہے فرمایا اگر تم پر دس ہزار درم قرض ہوں تو کچھ ہراس نہ کرو اور قرضہ ادا ہو نہیں حق تعالیٰ سے نومید نہ ہو۔ اور فرمایا توکل خدا پر ہاتھ رکھنا ہے۔ اور اگر تم یہ کر سکتے ہو کہ اپنا کام خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ حیلہ و تدبیر میں مشغول ہو۔ اور فرمایا مصیبت میں جزع وہی شخص کریگا جو خدا کو متہم کریگا اور ابلیس اور اس کے یار کسی بات سے اس قدر شاد نہیں ہوتے جس قدر تین باتوں سے ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی مومن مر جائے۔ دوسرے کوئی شخص کفر کی لیتمیں مرے تیسرے کسی دل میں درویشی کا خوف ہو عبد اللہ مبارک فرماتے ہیں کہ جب آپ بیمار ہو گئے تو لوگوں نے کہا ہمیں کو وصیت کرو مجھے فرمایا میں اس پر نسبت درویشی کے امیری کا زیادہ خوف کرتا ہوں حالت نزع میں عبد اللہ سے فرمایا کہ جیسے ہی وفات ہو جائے تو مجھے عورتوں نے چھونا۔ آپکی وفات ۲۷۱ھ میں ہوئی۔

چالیسواں باب ذکر منصور عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وہ سابق راہ معنی ناقد نقد تقویٰ نگین خاتم ہدایت امین عالم ولایت مشہور اسرار منصور عمار رحمۃ اللہ علیہ

حکماء و سادات مشائخ میں سے تھے بزرگی میں نظیر نہ رکھتے تھے۔ وعظ کے متعلق آپ سے بہتر کسی کا
انواع علوم میں کامل اور معاملت و معرفت میں کامل تھے۔ بعض متصوفین انکے بارہ میں مبالغہ کرتے ہیں
آپ اہل عراق و اہل خراسان کے مقبول تھے۔ مرو کے بعض کہتے ہیں کہ بوشنج کے رہنے والے تھے بعد
میں مقیم ہو گئے تھے۔ آپکی توبہ کا سبب یہ تھا کہ راہ میں ایک کاغذ پڑا پایا جس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم
لکھا تھا اسکو اٹھا لیا مگر کوئی پاک جگہ اس کے رکھنے کو نہ پائی تو کھا لیا پس خواب میں دیکھا کہ تو نے
ہمارے نام کی حرمت کی اسلئے ہم نے حکمت کا دروازہ تجھ پر کشادہ کر دیا۔ مدت تک ریاضت کی اور
وعظ کہنا شروع کر دیا۔ ایک جوان مجلس خرابات میں مشغول تھا چار درم غلام کو دیئے کہ نقل خرید لا۔ غلام
کا گذر منصور کی مجلس پر ہوا تو کہا کہ تھوڑی دیر یہاں بیٹھوں کہ میرا دل یہاں بیٹھنے کو چاہتا ہے
منصور ایک درویش کے لئے کچھ سوال کر رہے تھے اور فرمایا کون ہے جو چار درم دے تاکہ میں اسے
چار دعائیں دوں۔ غلام نے کہا اس سے بہتر کوئی بات نہیں ہے کہ یہ چار درم اسکو دیدوں تاکہ
دعا مجھے ملے پس چار درم دیدیئے منصور نے فرمایا کیا دعا چاہتا ہے۔ کہا اول یہ کہ خدا تعالیٰ
مجھے آزاد کر دے۔ دوسرے میرے مالک کو توبہ نصیب کرے تیسرے ان چار درموں کا عوض مجھے
چوتھے مجھ پر اور میرے مالک اور آپ اور حاضرین مجلس پر رحمت کرے منصور نے دعا کر دی غلام
مالک کے گھر گیا تو اس نے کہا کہ دیر میں کیوں آیا اور کیا لایا۔ غلام نے قصہ بیان کر دیا۔ مالک نے کہا
میں خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں تجھکو آزاد کیا اور خدا سے توبہ کرتا ہوں کہ اب کبھی گناہ نہ کرونگا اور
چار درم کے عوض میں سو درم دونگا۔ جو میرے ہاتھ میں تھا وہ میں نے پورا کیا لیکن جو میرے ہاتھ
میں نہیں ہے وہ میں نہیں کر سکتا اسی رات کو خواب میں دیکھا کہ ہاتف نے کہا اے جوان جو تیرے
کرنیکا تھا وہ تو نے اپنی خرابی کے باوجود کیا جو ہمارے کرنیکا ہے ہم بھی اسے اپنی شان کریمی سے
پورا کریں گے تجھ پر اور تیرے غلام اور منصور عمار اور سب اہل مجلس پر ہم نے رحمت کی۔ ایک روز بیان کر رہے تھے
کہ ایک شخص نے پرچہ دیا جس پر یہ شعر لکھا تھا ؎ وَغَیْرُ تَقِیٍّ یَاْمُرُ النَّاسَ بِالتُّقٰی۔ طَبِیْبٌ
یُدَاوِی النَّاسَ وَھُوَ مَرِیْضٌ۔ یعنی جو شخص خود متقی نہیں وہ لوگوں کو تقوی کا حکم دیتا ہے

اور جو خود مریض ہو وہ طبیب بنے لوگوں کا علاج کرتا ہے۔ منصورؒ نے فرمایا اے شخص تو میرے قول پر عمل کر
کیونکہ میرے قول و علم سے تجکو نفع ہوگا اور میرے عمل نہ کرنے سے تجھے نقصان نہ ہوگا۔ فرماتے
ہیں ایک رات کو میں ایک گھر کے دروازہ پر نکلا تو ایک شخص مناجات کرتا تھا کہ خدایا یہ گناہ جو
مجھ سے ہوگیا تیرے خلاف کی وجہ سے نہ تھا بلکہ نفس کی شرارت اور ابلیس کی مدد سے ہوا
اگر تو میری دستگیری نہ کریگا تو کون کریگا۔ اور جو تو مدد نہ کریگا تو کون کریگا میں ان گناہوں
کو کہاں لیجاؤں مجھ کو گریہ آگیا اور میں نے یہ پڑھنا شروع کیا کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس
والحجارۃ الآیۃ صبح کو اس گھر کے دروازہ پر نکلا تو غل کی آواز آتی تھی میں نے پوچھا کیا ہوا ایک شخص نے
کہا میرا لڑکا کل خدا کے ڈر سے مر گیا کہ کسی نے اس کوچہ میں ایک آیت پڑھی تو اسنے نعرہ لگا کر جان
دیدی میں نے کہا اسکو میں ہی نے مار ڈالا۔ ہارون الرشید نے منصورؒ سے کہا میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں
اور جواب کے لیے تین روز کی مہلت دیتا ہوں۔ فرمایا کہو۔ کہا تمام خلق سے زیادہ عالم کون ہے
اور سب سے زیادہ جاہل کون۔ آپ انکے سامنے سے چلے آئے اور رستہ میں سے لوٹ گئے۔ اور کہا اے
امیر المومنین جواب سنو سب سے زیادہ عالم وہ ہے جو طاعت کرے پھر بھی ڈرتا ہے اور سب سے
زیادہ جاہل وہ ہے جو گناہ کرے پھر بھی نڈر ہو۔ فرماتے ہیں پاک ہے وہ خدا جسنے عارفوں کے
دل کو مقام ذکر اور زاہدوں کے دل کو مقام توکل اور متوکلین کے دل کو منبع رضا اور
درویشوں کے دل کو جائے قناعت اور اہل دنیا کے دل کو وطن طمع بنایا۔ اور آدمی دو قسم کے ہیں
یا اپنے آپکو پہچاننے والے ہیں یا حق کو۔ جو اپنے آپکو پہچانتے ہیں انکا شغل مجاہدہ و ریاضت ہے اور
جو حق کو پہچانتے ہیں انکا شغل عبادت و طلب رضا ہے۔ اور آدمی دو طرح کے ہیں۔ ایک
خدا تعالیٰ کے نیاز مند ہیں اور یہ ظاہر شریعت کے حکم سے بہت بڑے درجہ کے ہیں۔ دوسرے
وہ جنکو کسی کیطرف احتیاج نہ ہو کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ رزق موت و حیات سعادت و شقاوت
ازل میں اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے اس کے سوا کچھ نہ ہوگا پس یہ لوگ حق کیطرف عین افتقار

احتیاج میں ہیں اور غیر حق سے عین استغنار میں آور فرمایا حکمت عارفوں کے دل میں زبان تصدیق سے بات کہتی ہے اور زاہدوں کے دل میں زبان تفضیل سے اور عابدوں کے دل میں زبان توفیق سے اور مریدوں کو دل میں زبان تفکر سے اور عالموں کے دل میں زبان تذکر سے اور بہت اچھا ہے وہ شخص جو صبح ہی اٹھے اور عبادت اسکا حرفہ اور درویشی آرزو اور عزلت مقام اور آخرت ہمت اور موت کی فکر اور توبہ پر رحمت کی امید رکھی۔ اور بندوں کے تمام دل روحانی صفت ہیں پس جب دلوں میں دنیا نے راہ پائی تو روح کہ جن تک دل پہنچتے تھے وہ حجاب بن جاتی ہے۔ اور سب سے بہتر لباس بندہ کیلئے تواضع و شکستگی ہے اور عارفوں کے لئے تقویٰ۔ اور جو شخص ذکر خلق میں مشغول ہو وہ ذکر حق سے باز رہا۔ اور نفس کی سلامتی اسکی مخالفت میں ہے اور بلا اسکی متابعت میں۔ اور جو شخص مصائب دنیا سے جزع فزع کرے گا وہ بہت جلدی دین کی مصیبت میں پڑ جائیگا۔ اور فرمایا دنیا کی آرزو ترک کرو تاکہ غم سے راحت پاؤ اور زبان کو محفوظ رکھو تاکہ عذر چاہنے سے بچو۔ اور تیری شادی معصیت ہی اسوقت جبکہ تو اس پر قبضہ پاکر معصیت کرنے سے بدتر ہے جب آپکی وفات ہوگئی تو ابوالحسن شعرانی نے آپکو خواب میں دیکھا پوچھا خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ جواب دیا مجھ سے فرمایا کہ منصور عمار تمہیں ہو یعنی کہا ہاں فرمایا تمہیں خلق کو زہد کا حکم دیتے تھے اور خود اس پر عمل نہ کرتے تھے یعنی کہا خداوندا جیسا تو فرماتا ہے ایسا ہی ہے مگر میں نے کبھی بیان نہ کیا جو پہلے تیری ثنا نہ کی ہو پھر تیرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا ہو فرمایا تم سچ کہتے ہو پھر فرشتوں کو حکم دیدیا کہ انکے لئے کرسی بچھاؤ۔ تاکہ آسمان پر ملائکہ میں میری ثنا بیان کریں جس طرح زمین پر آدمیوں میں بیان کرتے تھے۔

اکتالیسواں باب ذکر احمد بن عاصم الانطاکی رحمۃ اللہ علیہ

وہ امام صاحب صدر ہمام صاحب قرب مبارز جد و جہد مجاہد اہل عہد مقدس عالم باکی احمد بن عاصم انطاکی رحمۃ اللہ علیہ متقدمین مشایخ واکابر اولیاء میں سے تھے۔ ظاہر و باطن کے

انواع علوم میں عالم اور مجاہدہ میں کامل تھے عمرو مازنی اور اتباعِ تابعین کو دیکھا تھا محاسبی
کے مرید تھے اور بشر و سری و فضیل کو دیکھا تھا۔ ابوسلیمان دارانی تیزیٔ فراست کی وجہ سے آپکو
جاسوس القلوب کہتے تھے۔ آپ کے کلمات لطیف اور اشارات بدیع ہیں۔ ایک شخص نے آپ سے
پوچھا کہ آپ خدا کے مشتاق ہیں۔ فرمایا نہیں۔ کہا کیوں۔ فرمایا اس وجہ سے کہ شوق غائب کی طرف
ہوتا ہے اور جب غائب حاضر ہو جائے تو شوق کہاں۔ لوگوں نے پوچھا معرفت کیا ہے فرمایا
اُس کی تین وجہ ہیں۔ اول اثباتِ وحدانیت۔ دوسرے ماسوی اللہ سے دل ہٹانا تیسرے
یہ کہ اُسکی عبادت کرنیکی کسیکو طاقت نہیں۔ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ
نُّوْرٍ۔ پوچھا محبت کی علامت کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ اُس کی عبادت کم ہو اور تفکر و خلوت و
خاموشی ہمیشہ رہے۔ جب اُسے دیکھیں تو اُسے نہ پائیں اور جب ڈھونڈیں تو وہ نہ سُنے جب کوئی
مصیبت پہونچے تو وہ غمگین نہ ہو اور اچھائی پہونچے تو خوش نہ ہو نہ کسی سے ڈرے اور نہ کسی سے
اُمید رکھے۔ پوچھا خوف اور رجا کیا ہے اور ان دونوں کی علامت کیا ہے۔ فرمایا خوف کی
علامت گریہ اور رجا کی علامت طلب ہے جو صاحبِ رجا ہو اور طلب نہ رکھے وہ جھوٹا ہے اور جو
صاحبِ خوف ہو اور گریہ نہ رکھے وہ بھی جھوٹا۔ اور فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ نجات پر میں اس
شخص کو پاتا ہوں جو اپنے نفس پر خوف رکھتا ہو کہ ایسا نہ ہو کہ نجات نہ پائے اور سب سے زیادہ
ہلاکت کا خوف اُسپر ہے جو اپنے نفس پر زیادہ اطمینان رکھے۔ اور فرمایا تم نے نہ دیکھا کہ جب
یُونس علیہ السلام نے گمان کیا کہ حق تعالے مجھپر عتاب نہ کریگا تو اُنپر کیسا عتاب ہوا۔ اور یقین کا
کم از کم درجہ یہ ہے کہ جب دل میں پہونچے تو اُسکو پُر نور کر دے اور جو شک اُسمیں ہو اُسکو نکالدے
اور دل میں خدا کا شکر و خوف ظاہر ہو اور خدائے تعالے کی عظمت کا یقین معرفتِ عظمتِ خدائے
تعالے کے مطابق ہو کیونکہ عظمت معرفتِ عظمتِ خدا ہے۔ اور فرمایا جب اہلِ صدق کے پاس بیٹھو
تو صدق سے بیٹھو کہ وہ دل کے جاسوس ہیں تمہارے دلوں میں جاتے اور چلے آتے ہیں۔ اور رجا
کی علامت یہ ہے کہ جب اُسکو خیر پہونچے تو اس کے دل میں شکر کا الہام ہو اور دُنیا میں کمالِ نعمت اور

آخرت میں کمالِ عفو کی اُمید ہے۔ اور زہد کی چار علامتیں ہیں۔ خدا پر اعتماد اور خلق سے بیزاری
اور حق کیلئے اخلاص اور دین کی عزت کیلئے ظلم کی برداشت۔ اور بندہ کا اپنے نفس کو کم پہچاننا
حیا و خوف کی کمی سے ہے۔ اور جو شخص خدا کو زیادہ پہچانتا ہے وہ اس سے زیادہ ڈرتا ہے
اور جب تم دل کی صلاحیت چاہو تو زبان کی نگہداشت سے اس پر مدد چاہو اور فرمایا سب سے زیادہ
نافع وہ نعمت ہے کہ تو اسپر متحمل و راضی ہو اور سب سے زیادہ نافع وہ عقل ہے کہ تو خدا کی نعمت پہچانے
وہ تجھے شکر اور ہوا کی مخالفت پر آمادہ کرے۔ اور اخلاص سب سے زیادہ نافع وہ ہے کہ تجھ سے
ریا و تصنع اور بناوٹ دُور کرے اور تواضع سب سے بہتر وہ ہے کہ تکبر تجھ سے دُور کرے اور غصے
کو مار دے۔ اور سب سے بڑھ کر گناہ یہ ہے کہ طاعت جہالت کیساتھ کرو کیونکہ اسکا ضرر جہالت
کے ساتھ معصیت کرنے سے زیادہ ہے۔ اور فرمایا جو شخص تھوڑے سے گناہ کو آسان اور چھوٹا سمجھیگا
وہ بہت جلد بڑی آفت میں پڑ جائیگا اور خواص دریائے فکر میں غوطہ لگاتے ہیں اور عوام بیابانِ
غفلت میں سرگشتہ و گمراہ پھرتے ہیں۔ اور فرمایا تمام عملوں کا امام علم ہے اور علم کا امام عنایت
حق ہے۔ اور یقین ایک نور ہے جو اللہ تعالےٰ بندہ کے دل میں پیدا کر دیتا ہے تاکہ اس نور سے تمام
امورِ آخرت کا مشاہدہ کرے اور اس سے تمام حجابات جو اس کے اور آخرت کے درمیان ہیں
انکو جلا دے۔ اور فرمایا اخلاص یہ ہے کہ جب عمل کرو تو یہ خواہش نہ کرو کہ مجھے اس عمل سے یاد
کریں اور بزرگ سمجھیں اور سوائے خدا کے کسی سے اسکا ثواب نہ چاہو۔ اور عمل کر کے یہ سمجھو کہ زمین
میں میرے سوا اور آسمان میں بجز اس کے کوئی نہیں۔ اور فرمایا یہ چند روز جو ملے ہیں انکو
غنیمت سمجھو اور جسقدر عمر باقی ہے اسکو نیکی میں گذار دو تاکہ اس سے پہلے کے گناہ بخشے جائیں
اور فرمایا دل کی دوا پانچ چیزیں ہیں۔ ۱۔ اہل صلاح کی ہمنشینی اور پیٹ خالی رکھنا اور نماز تہجد
اور بوقت سحر زاری کرنا اور قرآن پڑھنا اور فرمایا عدل دو قسم کا ہے ایک وہ جو تمہارے اور
خلق کے درمیان میں ظاہر ہے۔ دوسرا وہ جو تمہارے اور حق کے درمیان میں باطن ہے
اور طریق عدل استقامت ہے اور طریقِ فضل طریقِ فضیلت ہے۔ اور فرمایا ہم اعمالِ اعضاء میں

اہل صلاح کے موافق ہیں۔ مگر نیات میں اُن کے مخالف ہیں اور حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ۔ مگر ہم فتنہ زیادہ کرتے ہیں۔ ایک رات کو آپکے اُنتالیس شخص جمع ہو گئے اور ستر خوان رکھا گیا مگر روٹی تھوڑی تھی۔ شیخ نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہر شخص کے سامنے ایک ٹکڑا رکھدیا اور چراغ اٹھا لیا گیا جب چراغ پھر آیا تو سب کے سب ٹکڑے اپنی جگہ پر تھے کسی نے ایثار کے قصد سے نہ کھایا مُریدوں کو ایسی تربیت دی تھی۔

بیالیسواں باب ذکر عبد اللہ خبیق رحمۃ اللہ علیہ

وہ غواص دریائے دین دُر دریائے یقین قطب سُنت رکن سنت امام اہل جذبہ و اہل سبق عبد اللہ خبیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ زہّاد و متورعین و متوکلین میں سے تھے حلال کھانے میں نہایت مبالغہ کرتے تھے۔ یوسف اسباط کی صحبت میں رہے تھے اصل میں کوفی تھے لیکن انطاکیہ میں ساکن ہو گئے تھے۔ فقہ اور معاملت و حقیقت میں سفیان بن سعید ثوری کا مذہب رکھتے تھے اُنکے اصحاب کو دیکھا تھا آپکے کلمات لطیف ہوتے تھے فتح موصلی فرماتے ہیں کہ اوّل مرتبہ جو میں نے انکو دیکھا تو مجھ سے فرمایا چار چیزوں سے زیادہ کچھ نہیں (آنکھ زبان دل اور ہوا وخواہش) آنکھ سے ایسی جگہ نہ دیکھو جو شایان نہو اور زبان سے ایسی بات نہ کہو جس کی خلاف خدا تعالیٰ تمہارے دل میں دیکھے۔ اور دل خیانت و کینہ سے محفوظ رکھو اور حرص و ہوا سے کچھ نہ مانگ اور اگر یہ چیزیں اس صفت سے نہ ہوں تو سر پر دھول ڈالنا چاہیے کہ ہمیں تمہاری شقاوت ہے۔ اور فرمایا حق تعالیٰ نے دلونکو مقام ذکر بنایا ہے جب انہوں نے نفس سے صحبت رکھی تو مقام شہوت ہو گئی اور دل سے شہوت کو یا بیقرار کرنیوالا خوف روکتا ہے یا بے آرام کرنیوالا شوق۔ اور جو شخص اپنے دل کو زندگانی میں زندہ رکھنا چاہے اُس سے کہو کہ دل کو شکستہ رکھے اور طمع نہ کرے کہ خوف سے آزاد ہو جائے۔ اور فرمایا غم اُسی بات سے کر جس سے کل تمکو مضرت ہو اور شادمان اُسی چیز سے ہو جو کل تمکو شاد کرے۔ اور سب سے زیادہ بھاگنے والا خدا کا وہ بندہ ہے جو دل کا زیادہ وحشی ہو اگر اُسکو خدا سے اُنس ہوتا تو تمام چیزونکو اُس سے اُنس ہوتا اور

سب سے زیادہ نافع وہ خوف ہے جو معصیت سے باز رکھے اور سب سے زیادہ نافع وہ اُمید ہے جو تمام کام آسان کر دے۔ اور فرمایا جو خراب باتیں زیادہ سُنیگا اُسکے دل سے طاعت کا ذوق جاتا ہے گا۔ اور فرمایا خوف زیادہ نافع وہ ہے کہ اس عمر پر بھی ہمیشہ اندوہگین رکھے جو غفلت میں گذرے اور بقیہ عمر میں نیکی کا متفکر رکھے۔ اور فرمایا رجا تین قسم کی ہوتی ہے۔ ایک آدمی ایسا ہوتا ہے جو نیکی کرکے قبولیت کی اُمید رکھتا ہے اور ایک ایسا ہوتا ہے جو گناہ سے توبہ کرکے بخشش کی اُمید رکھتا ہے اور ایک وہ جو ہمیشہ گناہ کرے اور بخشش کی اُمید رکھے یہ رجائے کاذب ہے۔ جو بدکردار ہو اُسکا خوف رجا پر غالب ہونا چاہیئے۔ اور فرمایا عمل میں اخلاص عمل سے بہت سخت ہے اور عمل خود ایسا ہے کہ مرد اُسکے ادا کرنے سے عاجز ہیں تو اخلاص کی نوبت کہاں آتی ہے۔ اور صدق سے کسی حال میں استغنا نہیں ہے لیکن صدق تمام احوال سے مستغنی ہے۔

تتالیسواں باب ذکر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

وہ شیخ علی الاطلاق قطب باستحقاق منبع اسرار مرقع انوار سبقت بردہ باستادی سلطان طریقت ارشاد جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ شیخ الشیوخ عالم اور امام آئمہ جہان تھے۔ فنون علوم میں کامل اصول فروع میں مفتی معاملات وریاضات میں شامل تھے کلمات لطیف واشارات عالی میں سب سبقت رکھتے تھے اول حالت سے آخر تک پسندیدہ ومحمود اور تمام فرقوں کی مقبول تھے۔ سب آپکی امامت پر متفق تھے۔ طریقت میں آپکا کلام حجت ہے کوئی شخص آپکے ظاہر وباطن پر اُنگلی نہیں اُٹھا سکتا سوائے اسکے جو اندھا ہے۔ آپ مقتدائے اہل تصوف ہیں سید الطائفہ لسان القوم عمدہ المشائخ طاؤس العلما اور سلطان المحققین ہیں اور جانتے تھے شریعت وطریقت وحقیقت میں انتہا پر پہنچ گئے تھے۔ عشق وزہد میں [illegible] طریقت میں مجتہد تھے۔ اکثر مشائخ آپکا مذہب رکھتے ہیں اور آپکا طریقہ طریق صحیح ہے بخلاف طیفوریوں کے کہ وہ [illegible] مذہب ہیں۔ طریقت میں سب سے زیادہ معروف اور مذہبوں میں سب سے زیادہ مشہور جنید کا طریقہ ومذہب ہے۔ اپنے وقت میں آپ تمام مشائخ کے مرجع تھے۔ آپکی تصانیف بہت ہیں جو سب

اشارات وحقایق ومعانی میں ہیں۔ سب سے پہلے علم اشارات آپنے ہی پھیلایا باوجود اس جلالت کے شہود
اور حاسدوں نے بارہا آپ پر کفر و زندقہ کی گواہی دی۔ آپنے محاسبی کی صحبت پائی تھی۔
سری سقطی کے خواہرزادہ اور مرید تھے ایکبار سری سے لوگوں نے پوچھا کہ کسی مرید کا درجہ پیر سے
زیادہ بلند ہے۔ فرمایا ہوتا ہے اور اس کی دلیل ظاہر ہے کہ جنیدؒ کا درجہ میرے درجہ سے
زیادہ ہے۔ آپ ہمہ تن درد اور شوق وعشق ہوئے ہیں شیوہ معرفت وکشف توحید میں شان
رفیع رکھتے ہیں اہل مجاہدہ ومشاہدہ وفقر میں آیت کبریٰ ہیں باوجودیکہ آنحضرت سری اس قدر
عظمت رکھتے تھے مگر جنیدؒ فرماتے ہیں کہ وہ صاحب آیات اور سباق غایات ہیں لیکن دل نہیں
رکھتے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام ہمہ تن درد و عبادت ہوئے ہیں یعنی درد برداشت کرنا
کام دیگر ہے۔ جو وہ کہتے ہیں وہی جانیں ہمکو اس کا کام نہیں۔ ہمکو حق نہیں کہ کسی ایک کو
دوسرے پر فضیلت دیں۔ آپکا ابتدائی حال یہ ہے کہ بچپن سے طبیعت میں درد اور طلب کا ادب
فراست فکر و تیز فہمی تھی۔ ایکروز مکتب سے گھر آئے تو والد کو روتا دیکھکر سبب پوچھا کہا آج زکوۃ
میں سے کچھ میں تمہارے ماموں کو بھیجا تھا مگر انہوں نے قبول نہ کیا تو میں اسلئے روتا ہوں کہ میں نے
اپنی عمر ان پانچ درم میں بسر کردی مگر یہ بھی خدا کے ایک دوست کو شایاں نہیں۔ جنید نے کہا مجھے
دیجئے میں انکو دیدونگا۔ جاکر ماموں کے دروازہ پر دستک دی تو حضرت سریؒ نے پوچھا کون ہے
جواب دیا جنیدؒ۔ دروازہ کھولکر یہ زکوۃ لے لیجئے۔ سری نے فرمایا میں نہ لونگا۔ جنید نے کہا اس خدا
کے واسطے جس نے آپکے ساتھ فضل اور میرے والد کیساتھ عدل کیا لے لیجئے۔ سری نے پوچھا میرے ساتھ
فضل اور تمہارے والد کیساتھ عدل کیا کیا۔ جنیدؒ نے کہا آپکے ساتھ فضل کیا کہ درویشی دی اور میرے
والد کیساتھ یہ عدل کیا کہ انکو دنیا میں مشغول کردیا۔ آپ چاہیں قبول کریں چاہیں نہ کریں اور میرے والد
چاہیں یا نہ چاہیں زکوۃ مستحق کو پہونچانا ضروری ہے۔ سری کو یہ بات پسند آئی اور فرمایا بیٹے اس زکوۃ
کے قبول کرنے سے پہلے میں نے تمکو قبول کیا اور دروازہ کھولکر زکوۃ لے لی۔ اور انکو اپنے دل میں جگہ دی

جنیدؒ سات سال کے تھے کہ سریؒ آپکو حج کے لئے اپنے ہمراہ لیگئے مسجد حرام میں چار سو
مشائخوں کی موجودگی میں مسئلہ شکر کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی ہر شخص نے ایک ایک قول بیان کیا
سری نے فرمایا جنید تم بھی کہو آپنے تھوڑی دیر تک سر نیچے ڈال لیا اُسکے بعد فرمایا شکر یہ ہے کہ جو نعمت
خدا نے تمکو دی ہے اُس سے خدا کی نافرمانی نہ کرو اور نعمت کو سرمایہ معصیت نہ بناؤ۔ تمام مشائخ نے فرمایا
اَحْسَنْتَ یَا قُرَّۃَ عَیْنِ الصِّدِّیْقِیْن اور سب نے اتفاق کیا کہ اس سے بہتر نہیں کہہ سکتے اور کہا اے لڑکے
بہت جلد تمہارا حصہ خدا سے تمہاری زبان ہوگی پھر سری نے فرمایا یہ بات تم نے کہاں سے کہی جواب دیا
یہ آپکی صحبت کا اثر ہے۔ پھر بغداد میں جاکر شیشہ فروشی کرنے لگے ہر روز دوکان پر جاکر پردہ چھوڑ دیتے
اور چار سو رکعت نماز پڑھتے۔ جب مدت اسی حالت میں گذر گئی تو دوکان چھوڑ کر حضرت سریؒ کی
دہلیز میں بیٹھ گئے اپنے دل کی پاسبانی کرنے لگے اور عین مراقبت میں سجادہ بچھا لیا۔ یہاں تک کہ کوئی
چیز بدون حق آپکے دل میں نہ آئی چالیس سال تک اسطرح بیٹھے تیس سال تک نماز عشا پڑھکر کھڑے
ہو جاتے اور صبح تک اللہ اللہ کہتے اسی وضو سے نماز صبح پڑھتے۔ فرماتے ہیں کہ جب چالیس برس گذر
گئے تو مجھے گمان ہوا کہ میں مقصود تک پہنچ گیا اسیوقت ہاتف نے آواز دی کہ اب وہ وقت آ
گیا کہ تمہاری زنار کا کنارہ ہم تمکو دکھائیں۔ میں نے کہا خداوندا جنید کا کیا گناہ۔ آواز آئی کہ اس سے
پہلے تم گناہ پوچھتے ہو کہ تم ہو۔ جنیدؒ نے آہ بھر کر کہا شعر

مَنْ لَمْ یَکُنْ لِلْوِصَالِ اَہْلًا ۔ فَکُلُّ حَسَنَاتِہٖ ذُنُوْبٌ

پھر اُسی گھر میں بیٹھ کر اللہ اللہ کہنے لگے۔ مخالفین نے آپکے متعلق زبان درازی کی اور آپکا قصہ خلیفہ
سے کہا۔ خلیفہ نے کہا بغیر حجت کے منع نہیں کر سکتے۔ اُنہوں نے کہا آپکی باتوں سے فتنہ میں لوگ پڑتے
ہیں۔ خلیفہ کی ایک کنیز تھی جسے تین ہزار دینار میں خرید کیا تھا اُسکا سا جمال کسیکا نہ تھا اپنے زمانہ میں
زیبائی و ملاحت میں آیت تھی خلیفہ اُسکا عاشق تھا حکم دیا کہ اُسکو زر و زیور سے آراستہ کیا گیا اور اس سے
کہا کہ تجھے فلاں جگہ جنید کے پاس جاکر چہرے سے نقاب اُٹھا تا اپنے آپکو اُنکے سامنے پیش کرنا اور یہ کہنا چاہیے کہ
میرے پاس مال بہت ہے اور میرا جی دُنیا سے بھر گیا ہے میں اسلئے آئی ہوں کہ آپکی صحبت میں طاعت

کروں اور جسقدر ہوسکی تو کوشش و چاپلوسی کرنا اور ایک خادم اُس کنیز کے ساتھ بھیجا تاکہ حال دیکھے کنیز جنید کے پاس گئی اور نقاب اٹھا دیا جنیدؒ کی بے اختیار اُس پر نظر پڑ گئی تو فوراً سر نیچے ڈال لیا۔ کنیز نے زبان کھولی اور جو اسکو سکھایا تھا وہ سب کہدیا اور رونے لگی جنیدؒ خاموش تھے۔ ناگاہ سر اُٹھا کر آہ آہ کہکر اوسپر پھونک دیا فوراً وہ گر کر مر گئی۔ خادم نے جاکر خلیفہ کو خبر کی۔ اُسکی جان میں آگ لگ گئی اور پشیمان ہوا اور کہا جو کوئی انکے ساتھ ایسی بات کریگا جو کرنا نہ چاہیے وہ ایسی بات دیکھے گا جو دیکھنی نہیں اُٹھکر جنید کے پاس گیا اور کہا ایسے شخص کو اپنے پاس نہ بلانا چاہیے۔ عرض کیا اے شیخ آپکے دل نے کیسے گوارا کیا کہ ایسی ماہ وش کو آپنے جلا دیا۔ فرمایا اے امیر المومنین تمکو مسلمانوں پر ایسی ہی شفقت ہے کہ تم چاہتے تھے میری چالیس برس کی ریاضت اور بیخوابی و جانکاہی برباد جائے میں درمیان میں کون ہوں تم ایسا نہ کرو جو وہ ایسا کرے پھر جنیدؒ کی حالت اور ترقی یہ ہو گئی اسکا آوازہ عالم میں پھیلگیا جس بات میں آپکا امتحان کرتے تھے ہزار گُنا پاتے تھے۔ فرماتے ہیں مینے لوگوں سے اسوقت تک بات نہ کی جبتک تیس ابدال نے مجھے اشارہ نہ فرمایا کہ تمکو چاہیئے خلق کو خدا تعالیٰ کی طرف بلاؤ۔ اور فرماتے ہیں مینے بہت سے پیروں کی خدمت کی مگر سات سے زیادہ اقتدا کے لائق نہ تھے اور تمکو یہ تصرف قیل و قال اور جنگ کا مدارتی سے نہیں ملا ہے بلکہ بھوک اور بیداری اور دنیا سے ہاتھ اٹھانے اور ان چیزوں سے علیحدگی کی باعث جو ہمیں دوست ہیں اور فرماتے ہیں اس راہ کے لئے وہ شخص چاہیئے کہ کتاب خدا اسکے ہاتھ میں ہو اور سنت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم لئے ہاتھ میں ان دو شمع کی روشنی میں چلے تاکہ نہ شبہ کے گڑھے میں گرے اور نہ بدعت کی تاریکی میں۔ اور فرماتے ہیں اصل و فروع اور بلا اُٹھانے میں ہمارے شیخ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب ہیں اُنکو حق تعالیٰ نے بہت علم و حکمت عطا کیا تھا۔ اور اگر مرتضیٰ ایک بات نفرماتے تو اصحاب طریقت کیا کرتے اور وہ بات یہ ہے کہ آپ سے پوچھا گیا خدا کو اپنے کیسے پہچانا فرمایا اس طرح کہ اُسنے مجھے اپنا شناسا کیا کہ وہ ایسا خداوند ہے جس کا مشابہ کوئی نہیں اُسکو کسی جنس سے دریافت نہیں کر سکتے کسی مخلوق پر اُنکا قیاس نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنی دوری میں نزدیک

ہے اور نزدیکی میں مُدور سب چیزوں کے اوپر ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اُسکے نیچے کوئی چیز ہے
پاک ہے وہ خدا جو ایسا ہے اور اُسکے سوا کوئی چیز نہیں اگر کوئی بات کا بات کی شرح کرے تو ملحد ہو جائیگا
جو سمجھ گیا وہ سمجھ گیا۔ اور فرماتے ہیں سو ہزار مُرید صادق کو جنیدؒ کے ساتھ طریق صدق میں کیا گیا اور
معرفت میں سبکو دریائے قہر میں غرق کردیا گیا تو ابوالقاسم جنیدؒ کو نکالا اور ہم سے فلک ارادت کا
خورشید بنایا۔ اور فرماتے ہیں اگر میں ہزار سال تک زندہ رہوں تو اعمال میں سے ایک ذرہ کم نہ کروں مگر
جبکہ مجھے اس سے باز رکھا جائے اور فرماتے ہیں اوّلین و آخرین کے گناہ میں میں ماخوذ ہوں کہ ابوالقاسم
جنید کو کم و بیش سب کے عہدے سے باہر آنا چاہیئے۔ اور یکلیت کی علامت یہ ہے جب کوئی اپنے آپکو
کُل اور تمام خلق کو بمنزلہ اعضا کے سمجھے۔ اور مقام امیر المومنین کہ نفس واحد تک پہنچ جاے تو اسکا
کلام یہ ہوگا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَا اُوْذِيَ نَبِيٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِيتُ
اور فرماتے ہیں ایک زمانہ تک میں ایسا رہا کہ تمام آسمان و زمین والے مجھ پر روتے تھے پھر لیا ہوا کہ انکی
غیبت میں روتا تھا اور اب ایسا ہو گیا ہوں کہ نہ میں اُنکی خبر رکھتا ہوں نہ اپنی۔ اور فرماتے ہیں
دس سال تک میں دل کی پاسبانی کی اور دس سال تک دل نے میری حفاظت کی اب بیس سال ہوئے کہ نہ
میں دل کی خبر رکھتا ہوں نہ دل میری۔ اور فرماتے ہیں بیس سال تک خدا نے جنیدؒ کی زبان سے کلام
کیا مگر جنید درمیان میں نہیں اور خلق کو خبر نہیں۔ اور فرمایا بیس سال تک میں اس علم کی معمولی باتیں
بیان کیں مگر اس کے غوامض بیان نہیں کئے۔ کیونکہ زبان کو اُنکے کہنے سے منع کیا گیا ہے اور
دل کو انکے ادراک سے محروم۔ اور فرمایا خوف مجھے منقبض کر دیتا ہے اور رجا سے انبساط ہو جاتا ہے
جب خوف سے منقبض ہو جاتا ہوں تو میری فنا ہو جاتی ہے اور جب رجا سے انبساط ہوتا ہے تو
مجھے میری طرف واپس کر دیا جاتا ہے۔ اور فرمایا کل اگر خدا تعالےٰ مجھ سے فرمائیگا کہ مجھے دیکھ تو
میں کہونگا کہ میں نہیں دیکھتا کیونکہ دوستی میں آنکھ غیر و بیگانہ ہے اور غیریت کی غیرت مجھے
دیدار سے باز رکھتی ہے کہ دنیا میں بغیر واسطہ آنکھ کے میں اُسکو دیکھتا تھا۔ اور فرمایا جب مجھے معلوم
ہوا کہ دل میں کلام ہے تو بیس سال نمازیں بیٹھے قضا کیں۔ اور فرمایا بیس سال تک تکبیر اول مجھ سے

قضا نہ ہوئی اگر نماز میں دنیا کا اندیشہ آجاتا تو میں اس کی قضا کرتا تھا اور بہشت و آخرت کا خیال
آجاتا تو سجدہ سہو کرتا۔ ایک روز اصحاب سے فرمایا کہ اگر میں جانتا فرضوں کے علاوہ دو رکعت نماز
تمہارے پاس بیٹھنے سے افضل ہے تو ہرگز تمہارے پاس نہ بیٹھتا۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے مگر جب یار
آجاتے تھے تو نہ رکھتے اور فرماتے تھے یاروں کی مدد کرنے کی فضیلت روزہ سے کم نہیں۔ آپکے اور
ابوبکر کسائی کے درمیان ہزار مسائل کے متعلق خط و کتابت ہوئی جب کسائی کا انتقال
ہونے لگا تو فرمایا کہ یہ مسائل میرے ساتھ قبر میں رکھ دینا۔ جنیدؒ نے فرمایا میں بھی یہی چاہتا تھا
کہ یہ مسائل خلق کے ہاتھ میں نہ پڑیں۔ آپ علماء کی طرح کپڑے پہنتے تھے۔ لوگوں نے کہا حضرت کیا ہو
اگر آپ اصحاب کی خاطر سے خرقہ پہن لیں۔ فرمایا اگر میں سمجھتا کہ خرقہ سے کچھ کام بنتا ہے تو لوہے
اور آگ کا بنا کر پہنتا لیکن دل میں ہر وقت ندا آتی ہے کہ لیس الاعتبار بالخرقۃ انما
الاعتبار بالحرقۃ۔ جب آپکا کلام ایسا ہونے لگا تو حضرت سری نے فرمایا تمکو وعظ کہنا چاہیئے۔ جنیدؒ
تردد کرتے تھے اور کہتے تھے شیخ کے ہوتے ہوئے مجھے بیان کرنا خلاف ادب ہے یہاں تک کہ
ایک رات حضرت مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں بیان کرو صبح اٹھے
تاکہ سریؒ سے بیان کریں تو انکو دروازہ پر کھڑا پایا فرمایا تمکو بیان کرنا چاہیئے کہ تمہارا بیان عالم
کی نجات کا سبب ٹھہرایا گیا ہے مریدوں کے کہنے سے مشائخ بغداد کی سفارش سے بیان نہ کیا میرے
کہا تو بیان نہ کیا اب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ضرور کہنا چاہیئے۔ جنیدؒ نے قبول کر لیا
اور استغفار کیا۔ سری سے پوچھا آپکو کیسے معلوم ہو گیا کہ میں نے پیغمبر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔
فرمایا میں نے خدا کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد ہوا میں نے رسول علیہ السلام کو بھیجا ہے کہ وہ جنیدؒ کو کہیں
کہ منبر پر بیان کریں۔ کہا میں بیان کرونگا مگر اس شرط سے کہ چالیس سے زیادہ آدمی نہ ہوں۔ پہلے
دن بیان کیا تو چالیس میں سے اٹھارہ شخص تو مر گئے اور بائیس بیہوش ہو گئے انکو لوگ اٹھا کر
لے گئے۔ ایک روز جامع مسجد میں بیان فرما رہے تھے کہ ایک آتش پرست مسلمانوں کے لباس میں
آیا اور کہا اے شیخ پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے کہ اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللہِ

یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ جنیدؒ نے فرمایا قول یہ ہے کہ
زنار توڑ کر مسلمان ہو جائیے کیونکہ مسلمان ہونیکا وقت آگیا اسیوقت وہ مسلمان ہو گیا۔ جب سے
مرتبہ بیان کر چکے تو پھر بیان نہ کیا اور گھر سے چھپ رہے۔ ہر چند آپ سے درخواست کی مگر کچھ
فائدہ نہ ہوا۔ فرمایا مجھے پسند نہیں میں اپنے آپکو ہلاک نہیں کر سکتا۔ دو سال کے بعد بغیر ہتد عا کے
منبر پر چڑھ کر بیان شروع کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہوئی۔ فرمایا میں نے ایک حدیث میں دیکھا
کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے آخر زمانہ میں خلق کا نیک گمان اسکے ساتھ ہو گا جو سب سے بدتر
ہو گا اور بیان کریگا۔ پس میں اپنے آپکو بدترین خلق جانتا ہوں آنحضرتؐ کے ارشاد کی تعمیل ہونیکی
وجہ سے بیان کرتا ہوں تاکہ آپکے ارشاد کا خلاف نہ ہو۔ ایکبار کسی نے آپ سے پوچھا کہ اس درجہ
تک آپ کیسے پہنچ گئے۔ فرمایا اس وجہ سے کہ چالیس سال تک رات کو تیری چوکھٹ کے آستانہ پر ایک قدم
سے میں کھڑا رہا۔ فرماتے ہیں ایک روز میرا دل گم ہو گیا تو میں نے کہا الٰہی میرا دل واپس کر دے آواز
آئی کہ اے جنیدؒ ہمنے تمہارا دل اس وجہ سے لے لیا ہے کہ ہمارے پاس رہو تم چاہتے ہو کہ
ہمارے غیر کیطرف التفات کرو۔ جب حسین منصور حلاج نے غلبہ حالت میں عمرو بن عثمان مکی
سے علیحدگی کی تو جنیدؒ کے پاس گئے۔ جنیدؒ نے فرمایا کیوں آئے ہو ایسا نہ ہو جیسا سہل بن
عبد اللہ تستری اور عمرو بن عثمان کے ساتھ تمنے کیا۔ حسین نے کہا صحو و سکر بندہ کی دو صفتیں
ہیں اور وہ اپنے اوصاف کے ساتھ خدا میں فانی نہیں ہو سکتا۔ جنیدؒ نے فرمایا اے ابن منصور
تمنے خطا کی صحو و سکر میں خلاف نہیں کیونکہ صحو عبارت ہے اس سے کہ حق کیساتھ حال صحیح ہو
اور یہ خلق کی صفت و اکتساب کے تحت میں نہیں آسکتا اور میں تمہارے کلام میں بہت سی
فضول و بیمعنی باتیں پاتا ہوں۔ فرماتے ہیں میں نے جنگل میں ببول کے نیچے ایک جگہ ان کو بیٹھا دیکھا
تو پوچھا یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ کہا میں ایک حالت رکھتا تھا وہ جاتی رہی میں نے جا کر حج کیا
واپس آیا تو اسے وہیں دیکھا میں نے پوچھا تمہارے بیٹھنے کا کیا سبب ہے۔ کہا جو میں تلاش کرتا تھا
وہ مجھکو یہاں ملگیا تو میں نے اس مقام میں سکونت کر لی۔ جنید فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ

دونوں باتوں میں کونسی بات بہتر ہے طلب میں ملازمت کرنا یا حالت پانے میں ملازمت۔ ایکروز
شبلی رح نے فرمایا اگر حق تعالیٰ روز قیامت مجھے دوزخ و بہشت میں اختیار دیدے تو میں دوزخ اختیار
کروں کیونکہ بہشت میری پسند ہے اور دوزخ دوست کی مراد ہے جو شخص اپنی پسند کو دوست کی
پسند پر ترجیح دے وہ محب نہیں۔ جنید کو اسکی خبر ملی تو فرمایا شبلی بچپن کرتے ہیں۔ اگر مجھے اختیار
دیدیا جائے تو میں کچھہ اختیار نہ کروں۔ کہوں بندہ کو اختیار سے کیا کام جس جگہ تو مجھے بھیجیگا
وہیں جاؤنگا اور جہاں رکھیگا وہیں رہونگا میری پسند وہی ہے جو تو چاہے۔ ایکروز کسی نے
آکر آپ سے کہا کہ ایک گہڑی ٹھیریئے تاکہ میں چند باتیں کہوں۔ فرمایا اے شخص تو مجھ سے ایسی بات
چاہتا ہے جو اتنے زمانہ سے میں طلب کرتا ہوں یعنی میں چاہتا ہوں کہ ایک دم حق کے پاس
حاضر رہوں مگر نہ ہوسکا تیرے پاس ایک ساعت کیسے حاضر رہ سکتا ہوں۔ ابراہیم رح بیان کرتے
ہیں کہ میں جنگل میں جارہا تھا ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جس کے ہاتھ میں عصا تھا اور کمر جھکی ہوئی
تھی مجھ سے کہا جب تم بغداد جاؤ تو جنید سے کہنا کہ تمہیں شرم نہیں آتی اسکی باتیں عدم سے کرتے
ہو۔ جب میں نے اُنکا پیغام کہا تو جنید رح نے فرمایا اُن سے کہنا کہ معاذ اللہ ہم اس کی بات اسی سے
کہتے ہیں اوروں سے نہیں کہہ سکتے۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تشریف
رکھتے ہیں اور جنید بھی حاضر ہیں کوئی فتویٰ لایا تو آنحضرت نے اشارہ فرمایا کہ جنید کو دو تاکہ جواب
دیدیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ تشریف فرما ہیں تو جنید کو کیسے دیدیں۔ فرمایا کہ جسقدر فخر
انبیا کو تمام اُمت پر ہوگا مجکو جنید پر ہے۔ جعفر بن نصیر رح بیان کرتے ہیں کہ جنید نے مجھے ایک درم
دیا جس سے میٹھے انجیر اور زیتون خریدے۔ جب روزہ کہولا تو ایک انجیر منہ میں رکہکر پھینکدیا اور
روکر مجھ سے فرمایا اُٹھا لو میں نے کہا کیا ہوا۔ فرمایا ہاتف نے آواز دی کہ تمہیں شرم نہیں آتی جو چیز
ہمارے واسطے لیئے اور تم حرام کی بھی حرص سے کہاتے ہو اور یہ شعر پڑہا۔ نون الھوان من الھوی
مسروقۃ : وصریع کل ھوی صریع ھوان (یعنی ہوی میں نون بڑہاکر ہوان ہوجاتا ہے تو
جو ہوا سے بچھڑا ہوا ہے وہ ہوان یعنی ذلت سے بچھڑا ہوا ہے) ایکبار آپ بیمار ہوئے تو کہا اللّٰھم

اشتہا ہی رہے اللہ مجھے شفا دے) ہاتف نے آواز دی کہ اے جنید بندہ اور خدا میں تمہارا کیا کام۔
تم درمیان میں نہ آؤ جو کچھ حکم دیا گیا ہے اسمیں مشغول رہو اور جس بات میں مبتلا کیا گیا ہے صبر کرو۔ ایک
روز ایک درویش کی عیادت کو گئے تو وہ رو رہا تھا۔ پوچھا کس کی وجہ سے روتے ہو۔ اس نے
ساتھی ہی تو پوچھا کس کے ساتھ صبر کرتے ہو۔ درویش فریاد کرنے لگا کہ نہ رونے کا سامان ہے
نہ صبر کی قوت۔ ایکبار آپ کے پیر میں درد ہوا تو فاتحہ پڑھ کر اس پر پھونکدی۔ ہاتف نے آواز دی
تمکو شرم نہیں آتی کہ ہماری کلام کو اپنے نفس کیلئے صرف کرتے ہو۔ ایکبار آپکی آنکھ دکھتی تھی حکیم
نے کہا پانی نہ پہونچانا۔ فرمایا وضو کیسے کروں۔ کہا اگر آنکھ درکار ہے تو پانی نہ پہونچانا اور وہ طبیب
آتش پرست تہا جب وہ چلا گیا تو آپنے وضو کر کے نماز پڑھی اور سو رہے۔ جب اُٹھے تو آنکھ اچھی
ہو گئی تھی۔ آواز سُنی کہ جنید تمنے ہماری رضا کے لئے آنکھ چھوڑ دی۔ اگر اُسکی وجہ سے تمام اہل دوزخ
کی بخشش چاہتے تو ہم قبول کر لیتے۔ جب طبیب دوبارہ آیا تو آنکھ کو صحیح پایا۔ پوچھا تمنے کیا کیا۔ آپنے
قصہ بیان فرما دیا تو وہ مسلمان ہو گیا اور کہا یہ خالق کا علاج ہے مخلوق کا نہیں۔ اور درد میری
آنکھ میں ہوا نہ کہ تمہاری۔ اور طبیب آپ ہیں نہ کہ میں۔ ایک بزرگ آپکے پاس آرہے تھے تو ابلیس
لعین کو بھاگتے دیکھا جب آپکے پاس پہونچے تو آپکو گرم اور غصہ ناک پایا۔ کہا اے شیخ میںنے سُنا ہے کہ
ابلیس لعین کو آدمی پر اسوقت زیادہ دسترس ہوتی ہے جبکہ غصہ میں ہوتا ہے اور آپ حالانکہ
اسوقت ایسی حالت میں ہیں مگر ابلیس کو مینے بھاگتے دیکھا یہ کیا بات ہے۔ فرمایا تمنے نہیں سُنا اور
تم نہیں جانتے کہ ہم اگر غصہ ہوتے ہیں تو اپنے آپسے نہیں ہوتے بلکہ حق کی طرف سے ہوتے ہیں تو
ابلیس کیوقت ہم سے ایسا نہیں بھاگتا جیسا کہ غصہ کیوقت بھاگتا ہے اور دوسرے لوگ اپنے
نفس کیوجہ سے غصہ ہوتے ہیں پس اگر یہ بات نہ ہوتی کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اعوذ باللہ
من الشیطان الرجیم کہنا چاہیئے تو میں ہرگز شیطان سے پناہ نہ مانگتا۔ فرماتے ہیں ایک روز میں نے
ابلیس کو دیکھنا چاہا تو مسجد کے دروازہ پر تھا کہ دور سے ایک بوڑھا آرہا تھا وہ میری طرف متوجہ
ہوا۔ اُسے دیکھکر میرے دل میں وحشت پیدا ہو گئی میں نے پوچھا تو کون ہے کہا جسکی تم آرزو کرتے تھے

مینے پوچھا اے ملعون حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے تجھ کو کس بات نے منع کیا۔ کہا اے جنید تمکو اچھا معلوم ہوتا کہ میں اس کے غیر کو سجدہ کرتا۔ میں اس کی بات سے متحیر ہوگیا تو میرے سر میں آواز آئی کہ کہدو کہ تو جھوٹ کہتا ہے اگر تو بندہ ہوتا تو اسکے حکم سے سر نہ پھیرتا۔ ابلیس نے یہ میرے سر سے سنی تو ایک آواز آئی اور یہ کہکر غائب ہوگیا کہ واللہ تمنے مجھے جلا ڈالا۔ ایک روز شبلیؒ نے فرمایا۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو جنیدؒ نے فرمایا یہ تنگدلوں کا قول ہے اور تنگدلی قضا پر راضی نہ ہونا ہے۔ ایک شخص نے کئی بار آپ کے سامنے کہا کہ اعوانِ دین اس زمانہ میں نایاب ہوگئے ہیں۔ فرمایا اگر ایسا شخص چاہتا ہے جو تیرا بار اٹھائے وہ تو نایاب ہے اور اگر ایسا چاہتا ہے جسکا بار تو اٹھائے تو ایسے بھائی میرے پاس بہت ہیں۔ ایک رات کو کسی مرید کے ہمراہ جارہے تھے کہ کتے نے آواز کی۔ فرمایا لبیک لبیک۔ مرید نے دریافت کیا تو فرمایا اسکی قوت مینے حق تعالیٰ کے قہر سے دیکھی اور آواز حق تعالیٰ کیطرف سے سنی۔ کتے کو درمیان میں نہ دیکھا لہذا لبیک سے مینے جواب دیا۔ ایک دن زار زار رو رہے تھے لوگوں نے پوچھا رونیکا کیا سبب ہے۔ فرمایا اگر بلا اژدہا ہو تو سب سے اول میں لقمہ بناؤں۔ اتنی عمر مینے طلب بلامیں گذاردی مگر ابھی تک مجھسے فرمایا جاتا ہے کہ تیری ایسی بندگی نہیں جو ہماری بلا کے مقابل ہیں ہو۔ لوگوں نے بیان کیا کہ ابو سعید خرازؒ کو بوقت مرگ بہت وجد تھا۔ جنیدؒ نے فرمایا اگر شوق سے انکی جان نکلجاتی تو تعجب نہ تھا۔ پوچھا یہ کیا مقام تھا فرمایا غایتِ محبت اور یہ ایسا عزیز مقام ہے کہ جملہ عقول کو مستغرق کر دیتا اور تمام نفوس کو فراموش بنا دیتا ہے یہ نہایت عالی مقام ہے یہاں علم و معرفت کا دخل نہیں۔ بندہ اسجگہ تک پہنچ جاتا ہے کہ سمجھتا ہے خدا مجکو دوست رکھتا ہے لہذا یہ بندہ کہتا ہے تجھپر میرے حق اور تیری نزدیک میری جاہ اور تیرے مجکو دوست رکھنے کیواسطے سے ایسا کام کردے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو خدا پر ناز کرتے اور اس سے انس رکھتے ہیں ان کے اور خدا کے درمیان میں سے حشمت اٹھ جاتی ہے یہ ایسی بات کہتے ہیں جو عام لوگوں کے نزدیک شنیع ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں ایکرات کو مینے خواب میں دیکھا کہ دربار میں کھڑا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ باتیں تم کہاں سے کہتے ہو

بیٹے عرض کیا جو کچھ کہتا ہوں حق کہتا ہوں۔ فرمایا ٹھیک کہتے ہو۔ ابن شریحؒ آپکی مجلس میں گئے
تو لوگوں نے پوچھا تم انکے کلام کو کیسا پاتے ہو۔ کہا میں انکے کلام میں صولت و عظمت پاتا ہوں
پوچھا جو کہتے ہیں وہ علم سے کہتے ہیں۔ جواب دیا یہ میں نہیں جانتا مگر یہ جانتا ہوں کہ ان کے
کلام میں عظمت ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ انکی زبان پر یہ کلام فرما رہا ہے۔

نقل ہے کہ جب توحید کے بارہ میں بیان کرتے تو ہر بار نئی عبارت سے شروع کرتے کہ کسی کی
فہم اس تک نہ پہونچتی۔ ایک روز شبلی نے آپکی مسجد میں فرمایا اللہ جل جلالہٗ تو آپنے فرمایا اے شبلی اگر خدا
غائب ہے تو غائب کا ذکر غیبت ہے اور غیبت حرام ہے اور اگر وہ حاضر ہے تو حاضر کے سامنے
اُس کا نام لینا ترکِ حرمت ہے۔ ایک روز کچھ بیان کر رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہوکر
کہا میری سمجھ میں آپکی بات نہیں آتی۔ فرمایا ستر سال کی طاعت قدم کے نیچے رکھ تو سمجھ میں
آئے۔ کہا میں نے ایسا ہی کیا لیکن سمجھ میں نہیں آئی۔ فرمایا سر پیروں کے نیچے رکھ اگر پھر بھی سمجھ میں
نہ آئے تو میرا قصور۔ ایک شخص مجلس میں آپکی بہت ثنا کر رہا تھا۔ فرمایا جو کچھ تو کہتا ہے یہ مجھ میں
بالکل نہیں تو خدا کا ذکر و ثنا کر رہا ہے۔ ایک شخص نے آپکی مجلس میں کھڑے ہوکر کہا دل کس وقت
خوش ہوتا ہے۔ فرمایا جس وقت وہ دل میں ہو۔ ایک شخص آپکے پاس پانچسو دینار لایا تو آپنے
فرمایا اس کے سوا کچھ اَور تیرے پاس ہے۔ کہا بہت۔ فرمایا کچھ اَور چاہتا ہے۔ کہا ہاں۔ فرمایا
یہ اٹھالے تو ہی اسکا زیادہ مستحق ہے کہ میں باوجودیکہ کچھ نہیں رکھتا کچھ نہیں چاہتا۔ آپ
نماز کے بعد جامع مسجد سے نکل رہے تھے تو بہت سی مخلوق کو دیکھا۔ یاروں کی طرف مُنہ
کرکے کہا یہ بہشت کی بھرتی ہیں لیکن ہم نشینی کے لئے اَور ہی لوگ چاہئیں۔ ایکبار ایک
شخص نے مسجد میں سوال کیا تو آپکے دل میں آیا کہ یہ شخص تندرست ہے اسے مزدوری کرنا
چاہیئے۔ سوال کیوں کرتا اور یہ ذلت گوارا کرتا ہے۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک طبق
جو ڈھکا ہوا تھا میرے سامنے پیش کرکے کہا گیا کھاؤ۔ جب طبق سے سرپوش اٹھایا تو اس
درویش کو مردہ رکھا دیکھا۔ میں آدمی خوار تو نہیں ہوں۔ ارشاد ہوا تو مسجد میں اسکو کیوں کھاتے

تھے۔ میں سمجھ گیا کہ مینے غیبت کی ہے اور مجھ سے دل کے خطرہ پر مواخذہ کیا گیا ہے۔ اسکی ہیبت
سے میں بیدار ہوگیا اور وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھی اور اس درویش کی طلب میں نکلا تو
دیکھا کہ وہ دجلہ کے کنارہ پر بیٹھا ہوا اُس ساگ کے ریزہ بین کر کھا رہا تھا۔ اُس نے گردن
پھیر کر مجھے دیکھا اور کہا جنید تم نے اس بات سے توبہ کی جو ہمارے حق میں خیال کیا تھا۔ مینے
کہا کرلی۔ کہا تو جاؤ۔ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ اور اب خیال کی حفاظت
رکھنا۔ فرماتے ہیں مینے اخلاص ایک حجام سے سیکھا کہ جب میں مکہ میں تھا تو ایک شخص کے بال
ایک حجام درست کررہا تھا مینے کہا خدا راہ میرے بال صاف کرسکتے ہو اُسنے کہا کرسکتا ہوں اور
آنکھوں میں آنسو بھر کر اُس شخص سے کہا تم یونہی اُٹھ بیٹھو کیونکہ خدا کا کام آگیا تو سب کام ختم ہو
گئے پھر مجھے بٹھا کر سر پر بوسہ دیا اور بال صاف کرکے ایک کاغذ مجھے دیا جسمیں چاندی وغیرہ
کے چند ٹکڑے تھے اور کہا اسے لیکر اپنی حاجت میں صرف کرو مینے نیت کرلی کہ اول فتوح جو مجھکو
ہوگی تو اس کے ساتھ مروت کرونگا۔ بہت زمانہ نہ گذرا تھا کہ میرے لئے بصرہ سے اشرفیوں کی
تھیلی آئی تو میں اُس شخص کے پاس لیگیا۔ پوچھا یہ کیا ہے مینے کہا مینے نیت کی تھی کہ سب سے اول جو
فتوح مجھے ہوگی وہ تمکو دونگا۔ کہا مرد خدا تمکو شرم نہیں آتی کہ تمنے مجھ سے کہا تھا کہ خدا کے لئے
حجامت بنادو۔ پھر اُسکا عوض مجھے دیتے ہو تمنے کسکو دیکھا کہ اُسنے خدا کے لئے کام کرکے مزدوری
لی ہو۔ اور فرماتے ہیں ایک رات میں نماز میں مشغول ہوا تو ہر چند مینے کوشش کی لیکن نفس ایک
سجدہ میں میری موافقت نہ کرتا تھا اور کچھ تفکر میں نہ کرسکتا تھا دل تنگ ہو کر مینے چاہا کہ گھر
سے باہر نکلوں جب دروازہ کھولا تو ایک جوان کو دیکھا کہ کمبل اوڑھے بیٹھا ہے۔ کہا اسوقت
تک میں آپکا انتظار کررہا ہوں۔ مینے کہا تو نے ہی مجھے آج رات کو بیقرار رکھا۔ کہا ہاں میرے
ایک سوال کا جواب دیجئے کہ کبھی نفس کا درد اُسکی دوا ہوسکتا ہے یا نہیں؟ مینے کہا ہاں جب
اُس کی مخالفت کروگے تو اُسکا درد اُس کی دوا ہوجائے گی جب مینے یہ کہا تو اُسنے گریبان
کی طرف دیکھکر کہا اے نفس اتنی مرتبہ تو نے مجھ سے یہی جواب سنا اب جنید سے بھی سن لے۔

اور اٹھ کر چلا گیا مجھے نہ معلوم کہ وہ کہاں سے آیا اور کہاں گیا۔ اور فرماتے ہیں یونس علیہ السلام
اس قدر روئے کہ نابینا ہو گئے اور اس قدر نمازیں کھڑے رہے کہ کمر دوہری ہو گئی۔ اور کہا قسم
تیری عزت کی اگر میرے اور تیری درگاہ کے درمیان میں آگ کا دریا ہو اور مجھے معلوم ہو جائے
تو میں غایت اشتیاق سے جو تیری خدمت میں رکھتا ہوں ضرور آؤں۔ ایکبار علی بن سہل نے
جنید کو خط لکھا کہ خواب غفلت اور قرار ہے حالانکہ محب کو نیند اور قرار نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اگر وہ
سوئیگا تو مقصود سے باز رہیگا اور اپنے وقت سے غافل ہوگا جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ
پر وحی بھیجی کہ وہ جھوٹا ہے جسنے ہماری محبت کا دعویٰ کیا اور رات ہوئی تو سو گیا اور ہماری
دوستی سے غافل ہو گیا۔ جنیدؒ نے جواب لکھا کہ ہماری بیداری راہ حق میں ہمارا کام ہے اور
ہماری نیند اللہ تعالیٰ کا فعل ہے ہم پر۔ پس جو بات حق کی طرف سے بغیر ہمارے اختیار کے ہو وہ اس
بات سے بہتر ہے کہ جو ہمارے اختیار سے ہو۔ وَالنَّوْمُ مَوْهِبَةٌ مِّنَ اللّٰهِ عَلَى الْمُحِبِّيْنَ نیند
حق تعالیٰ کی طرف سے دوستوں پر عطا ہے۔ مگر جنیدؒ سے تعجب ہے کہ آپ تو اہل صحو میں سے ہیں اور اس خط
میں اہل سکر کی تعلیم دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اسکے معنے یہ ہوں کہ نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ[1] یا یہ کہ تَنَامُ
عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ[2]۔ ایکدن بغداد میں ایک چور کو لٹکا پایا تو اسکے پیروں کو آپ نے
بوسہ دیا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ فرمایا اسپر ہزار آفرین ہے کہ اپنے کام میں مر گیا جس بات کو
شروع کیا تھا اسکو یہاں تک پہنچا دیا کہ اس میں سر دیدیا۔ ایک بڑھیا نے آپکے پاس آکر کہا کہ
میرا لڑکا غائب ہو گیا ہے دعا کیجیئے کہ وہ لوٹ آئے۔ فرمایا صبر کر وہ چلی گئی۔ تھوڑی دیر میں پھر
آئی تو بھی آپنے فرمایا کہ صبر کر اسنے کہا اب مجھ میں صبر کی طاقت نہیں۔ برائے خدا کچھ تدبیر کیجئے
فرمایا اگر تو سچ کہتی ہے تو تیرا لڑکا آجائیگا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا[3]
دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ اور دعا کر دی۔ بڑھیا گھر گئی تو لڑکا موجود تھا۔ ایک رات کو آپکے

[1] عالم کی نیند بھی عبادت ہے ۱۲
[2] میری آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا ۱۲
[3] کون ہے جو مضطر کی دعا قبول کرے اور مصیبت رفع کرے۔

گھر چور آیا تو ایک کُرتے کے سوا کچھ نہ پایا۔ دوسرے دن آپ بازار میں جاتے تھے تو کُرتہ
دلاّل کے پاس دیکھا اور خریدار کہتا تھا کہ کوئی شخص گواہی دے کہ یہ تیرا ہے تو میں خریدونگا
جنید رح نے کہا میں گواہی دیتا ہوں تو اُس شخص نے خرید لیا۔ ایک شخص نے آپکے سامنے شکایت
کی کہ میں ننگا بھوکا ہوں۔ فرمایا جا اور مطمئن رہ کہ وہ بھوک اور برہنگی اس شخص کو نہیں دیتا جو اُسپر
تشنیع کرے اور تمام جہان شکایت سے بھر دے وہ اپنے صدیقین اور دوستوں کو دیتا ہے۔
ایک دفعہ آپ مع مُریدوں کے بیٹھے تھے کہ ایک دُنیا دار آیا اور ایک درویش کو اپنے ساتھ بولا کر
لیگیا۔ تھوڑی دیر میں وہ درویش سر پر زنبیل رکھے ہوئے آیا جسمیں طرح طرح کے کھانے تھے اور
اس کے پیچھے پیچھے وہ شخص تھا۔ جنید رح کو غیرت آئی اور فرمایا کہ یہ زنبیل اس دُنیادار کے منہ سے
مار دو کہ درویش اسکی حمالی کرے۔ پھر فرمایا اگر درویشوں کے پاس نعمت نہیں تو ہمت تو ہے اور
دنیا نہیں تو آخرت تو ہے۔ ایک امیر اپنا صدقہ صوفیوں کو ہی دیتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ صوفی
وہ لوگ ہیں جن کا ارادہ خدا ہی کی طرف ہے۔ جب انکو کوئی حاجت ہوتی ہے تو انکی ہمت
پراگندہ ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ سے باز رہتی ہیں اور میں ایک دل جو خدا کی درگاہ میں پہونچے
ہزار دُنیادار دلوں سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ یہ بات حضرت جنید رح تک پہونچی تو فرمایا یہ
ایک ولی کی بات ہے اس کے بعد ایسا اتفاق پڑا کہ وہ شخص مفلس ہو گیا اسلئے کہ صوفی لوگ جو کچھ
اُس سے خریدتے تھے اُسکی قیمت نہ لیتا تھا۔ جنید رح نے مال اُسکو دیکر فرمایا تجھ جیسے شخص کی تجارت
میں نقصان نہ ہوگا۔ آپکا ایک مُرید تھا جسنے بہت مال آپکے لئے خرچ کر دیا تھا اُسکا ایک گھر
باقی رہا تھا۔ پوچھا حضرت کیا کروں۔ فرمایا گھر بیچکر قیمت لے آ تو تیرا کام پورا ہو۔ وہ بیچکر قیمت
لایا تو فرمایا دجلہ میں ڈالدے۔ اُسنے جاکر ڈالدیا پیچھے سے آ گئے وہ آپکے پاس آیا تو اُسکو
آپنے بیگانہ بنا لیا اور فرمایا میرے پاس سے جا تو میرا کون ہے۔ ہرچند وہ آتا تھا مگر آپ اُسکو
ہٹاتے تھے یہاں تک کہ اُسکا کام پورا ہو گیا۔ ایک جوان کو آپکی مجلس میں حال آ گیا اُسنے تو یہ
کملی اور جو کچھ پاس تھا وہ پھینک دیا ہزار دینار آپکے پاس لانیکے لئے تو لوگوں نے کہا

حضرت جنیدؒ اور دُنیا انکو آلودہ دُنیا نہ کرنا چاہیئے۔ اُسنے دجلہ کے کنارہ بیٹھکر ایک ایک دینار دجلہ میں ڈالنا شروع کیا۔ جب کچھ نہ رہا تو خالی ہاتھ خانقاہ میں پہونچا آپکی آنکھ اُسپر پڑی تو فرمایا جو قدم ایکبار رکھنا چاہیئے تو ہزار بار میں رکھا ہے تو ہمارے لایق نہیں۔ ایک ساتھ سب کو دجلہ میں ڈالنا چاہیئے تہا۔ اگر اس راہ میں بھی تو ایسا ہی حساب کریگا تو کسی جگہ نہ پہونچیگا جا بازار میں جا کر حساب میں ٹھیک ہوتا ہے۔ آپکے ایک مُرید کو خیال پیدا ہو گیا کہ مَیں درجہ کمال تک پہونچگیا اور مجھے تنہائی صحبت سے بہتر ہے۔ چنانچہ علیحدہ ایک گوشہ میں بیٹھگیا۔ ہر رات کو کوئی اُس کے پاس اونٹ لاکر کہتا تھا ہم تمکو بہشت میں لے چلیں گے وہ اسپر بیٹھکر جاتا۔ یہانتک کے ایک عمدہ مقام پر پہونچتا جہاں خوبصورت شخص اور پاکیزہ کھانے اور پانی جاری ہوتے صبح تک وہاں رہکر سو جاتا بیدار ہوکر اپنے آپکو اپنی عبادت گاہ میں پاتا۔ اُسمیں رعونت پیدا ہو گئی۔ اور کہا ہر رات کو مَیں بہشت میں جاتا ہوں۔ یہ بات جنیدؒ تک پہونچی تو آپ اُسکی عبادتگاہ کے دروازہ پر پہونچے اُسکو تکبر و پندار میں پاکر حال پوچھا اُسنے سارا قصہ کہدیا فرمایا آج رات کو تم اُس جگہ پہنچو تو لَا حول ولا قوۃ اِلَّا باللہِ العلیّ العظیم تین بار کہہ لینا۔ رات کو حسب عادت سوار ہوکر چلا دل سے شیخ کی بات کا انکار کرتا تھا جب اُس مقام پر پہونچا تو لطور آزمایش لاحول پڑھی۔ سب لوگ چیخ کر وہاں سے بھاگ گئے اور اسے تنہا چھوڑ گئے اُسنے اپنے آپکو ایک مزبلہ میں پایا جہاں سامنے مُردوں کی ہڈیاں رکھی ہیں۔ اسوقت اپنی خطا پر واقف ہوکر توبہ کی۔ پھر شیخ کیخدمت میں ہمیشہ رہا اور سمجھہ گیا کہ مُرید کو تنہا رہنا زہر ہے۔ آپ بیان فرماتے تھے کہ ایک مُرید نعرہ مارا۔ آپنے اُسے بہت سختی سے منع کیا اور فرمایا اب اگر کسی دن تو نعرہ لگائیگا تو تجھے نکالدونگا۔ اور اپنے کلام میں مشغول ہو گئے۔ وہ جوان اپنے آپکو سنبھالے رہا یہانتک کہ طاقت نہ رہی تو ہلاک ہو گیا۔ لوگوں نے دیکہا کہ گدڑی میں راکھ ہو کر رہگیا ہے۔ ایکبار کسی مرید سے بے ادبی ہو گئی تو وہ شرم سے مسجد شونیزیہ میں جاکر بیٹھ رہا۔ آپکا گذر اُس طرف سے ہوا اور آپنے اُسکو دیکھا تو وہ ہیبت کی وجہ سے گر پڑا۔ اور سر سے خون نکلنے لگا جو قطرہ زمین پر گرتا تھا۔ اللہ ...

جنیدؒ نے فرمایا تو جلوہ گری کرتا ہے یعنی یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں ایسے مقام پر پہونچ گیا ہوں جس میں
تمام ہیچ ذکر میں تیرے برابر ہیں۔ مرد ایسا ہونا چاہیئے جو مذکور (اللہ تعالےٰ) تک پہونچ جائے۔ یہ بات
اُس کی جان کو آ گئی اور اسیوقت مر گیا دفن کے بعد ایک شخص نے اسکو خواب میں دیکھکر پوچھا
تو نے اپنے آپکو کیسا پایا۔ کہا برسوں سے میں ڈھونڈتا تھا اب اپنے گھر کو پہونچا ہوں دین و دنیا دو
ہے یہ تمام خیالات مکر تھے۔ بصرہ میں آپکا ایک مرید تھا جو خلوت میں بیٹھا تھا۔ شاید ایک دن کسی گناہ
کا خیال اُس کے دل میں آ گیا۔ آئینہ میں دیکھا تو چہرہ سیاہ تھا۔ متحیر ہو گیا اور بہت تدبیریں کیں مگر
کچھ فایدہ نہ ہوا۔ شرم سے کسی کو منہ نہ دکھاتا تھا۔ تین روز کے بعد وہ سیاہی تھوڑی تھوڑی سپید
ہونے لگی یہاں تک کہ سارا چہرہ سپید ہو گیا۔ ناگاہ کسی نے دستک دی۔ پوچھا کون ہے؟
کہا جنیدؒ کا نامہ بر خط پڑھا تو لکھا تھا کہ دربار عزت میں کیوں ادب سے قدم عبودیت میں نہیں رہتا
آج تین رات دن ہو گئے مجبوراً دھوبی بننا پڑا ہے تاکہ تیرے چہرہ کی سیاہی سپیدی سے بدل جائے
ایک دن کسی مرید سے کوئی قصور ہو گیا تو خجل ہو کر خانقاہ سے چلا گیا اور مدت تک واپس نہ آیا۔
ایک دن جنیدؒ مریدوں کے ہمراہ بازار میں جا رہے تھے تو اُس مرید پر آپکی نظر پڑ گئی وہ مرید بھاگا
آپنے ساتھ والوں سے فرمایا کہ تم خانقاہ کو جاؤ ہمارا ایک جانور جال سے نکل گیا ہے۔ اور مرید کے پیچھے
روانہ ہوئے۔ مرید نے پیچھے پھر کر دیکھا تو آپکو پیچھے آتے دیکھا اور زیادہ بھاگنے لگا یہاں تک کہ
ایسی جگہ پہونچ گیا جسکے آگے رستہ ہی نہ تھا تو شرم سے دیوار پر منہ رکھدیا اور کہا حضرت آپ کہاں
آتے ہیں۔ فرمایا جہاں مرید کا منہ دیوار سے لگ جائے اُسکا شیخ کام آتا ہے کہ اُسکو خانقاہ میں لیجائے
تاکہ ایسا ہو جائے کہ دیوار اُسکو راہ دیدے۔ آپ ایک مرید کے ساتھ جنگل میں گئے تو مرید کا کرتہ پھٹا
تھا اور آفتاب کی گرمی اُسپر پڑتی تھی یہاں تک کہ سوزش سے خون نکلنے لگا مرید کی زبان سے
نکل گیا کہ آج سخت گرمی ہے۔ آپنے ہیبت سے اُسکی طرف دیکھکر فرمایا کہ جا تو ہماری ہمراہی کے لائق
نہیں اور چھوڑ دیا۔ آپکا ایک مرید تھا جسے آپ تمام مریدوں سے اچھی طرح رکھتے تھے بعض مریدوں
کو رشک ہوا تو آپنے فرمایا اُسکا ادب و فہم زیادہ ہے اور ہماری نظر اسی پر ہے امتحان کرتا ہوں

تاکہ تمکو معلوم ہو جائے۔ پس ہر مرید کو ایک ایک جانور اور ایک ایک چھری دیکر فرمایا انکو ایسی جگہ ذبح کرو کہ کوئی نہ دیکھے۔ سب نے جاکر ذبح کیا مگر وہ مرید جانور کو زندہ پھیر لایا۔ آپنے پوچھا تو نے کیوں ذبح نہ کیا۔ کہا میں جہاں جاتا ہوں وہ حاضر و ناظر ہے۔ آپنے فرمایا تمنے دیکھا کہ اسکی سمجھ کیسی ہے؟ تو سب نے استغفار پڑھی۔ آٹھ مرید آپکے خاص تھے ان کے دل میں آیا کہ ہمیں جہاد کو جانا چاہیئے آپنے خادم کو حکم دیا کہ سفر کا اسباب تیار کر چنانچہ آپ معہ ان مریدوں کے روم میں جہاد کے لیئے پہونچ گئے جب مقابلہ ہوا تو ایک کافر نے آکر آٹھوں مریدوں کو شہید کر ڈالا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نو ہودج دیکھے جو ہوا میں معلق تھے جو مرید مارا جاتا تھا اسکی روح ایک ہودہ میں رکھی جاتی تھی ایک ہودج رہ گیا تو میں نے کہا یہ میرے لیئے ہے اور لڑائی میں مشغول ہو گیا پھر اسی کافر نے آکر کہا اے ابو القاسم جنیدؒ وہ ہودہ میرے لیئے ہے تم بغداد جاکر لوگوں کے پیر بنو اور مجھے مسلمان کرلو چنانچہ میں نے اسکو مسلمان کر دیا پھر اس نے اسی تلوار سے آٹھ کافر انہی قوم میں سے مار کر آپ بھی شہید ہو گیا اس کی روح اسی ہودج میں رکھی گئی۔ لوگوں نے آپسے کہا کہ ایک سال سے فلاں شخص نے زانو سے سر نہیں اُٹھایا ہے اور نہ کچھ کھایا پیا ہے بہت سے لوگ اُسے حرکت دیتے ہیں مگر اُسکو خبر ہی نہیں تو ایسا شخص جمع الجمع کے مقام پر ہے یا نہیں۔ فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ ہو جائیگا۔ ایک سید تھے جنکو ناصری کہتے تھے اُنکا ارادہ حج کا ہوا۔ جب بغداد پہونچے تو جنیدؒ کی زیارت کو گئے۔ آپنے پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ جواب دیا گیلان کے۔ پوچھا کس کی اولاد میں ہیں۔ جواب دیا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ فرمایا آپکے دادا دو تلواریں چلاتے تھے ایک کافروں پر اور ایک نفس پر تم کہ اُنکے فرزند ہو کونسی تلوار چلاتے ہو۔ وہ یہ سنکر اپنے آپکو سنبھال نہ سکے اور زمین پر لوٹنے لگے۔ روتے اور کہتے تھے۔ میرا حج یہیں ہے مجھے خدا کی راہ بتا دیجئے۔ فرمایا تمہارا یہ سینہ خدا کا حرم خاص ہے جہانتک ہو سکے کسی نامحرم کو اس کی حرم خاص میں جگہ نہ دو۔ کہا انتہا ہو گئی آپکے کلمات نہایت عالی ہیں۔ فرماتے ہیں شام میں جوانمردی ہے اور عراق میں فصاحت اور خراسان میں صدق۔ اور فرماتے ہیں اس راہ میں بہت سے ڈاکو ہیں اور تین قسم کے جال بچھے ہوئے ہیں۔ مکر و استدراج (ڈھیل) کا جال اور قہر کا اور لطف کا جال

اور اسکی کوئی انتہا نہیں۔ اب ایسا مرد ہونا چاہیئے جو ان تینوں حالوں میں غرق کرے۔ اور نفس
رحمانی جب سینے سے ظاہر ہوتا ہے تو نفس و سینہ دونوں مر جاتے ہیں۔ اور جس چیز پر اسکا گذر ہوتا ہے
وہ جلجاتی ہے۔ اور فرماتے ہیں جب قدرت کا معاینہ ہو جاتا ہے تو آدمی کراہیت سے دم مار سکتا ہے
اور جب عظمت کا معاینہ ہو جاتا ہے تو دم مارنا محال ہو جاتا ہے۔ اور جب ہیبت کا معاینہ ہو جاتا
ہے تو وہاں دم مارنیوالا کافر ہو جاتا ہے۔ اور فرماتے ہیں جو سانس اضطرار کیساتھ آدمی سے نکلتی ہے
وہ ان تمام حجابات اور گناہوں کو جلا دیتی ہے جو بندہ اور خدا کے درمیان ہیں ہیں۔ اور فرماتے ہیں
صاحب نفس کو دم مارنا ممکن ہے مگر وہ اس سے گناہ ہوگا اور اس سے باز نہ رہ سکیگا۔ اور
صاحب ہیبت صاحب جسم ہے اُس کے نزدیک گناہ ہے وہ دم نہیں مار سکتا۔ اور فرماتے ہیں خوش قسمت ہے
وہ شخص جسے عمر بھر میں ایکساعت ملجائے۔ اور فرماتے ہیں گوشہ چشم سے دیکھنا کفران ہی اور خطرات
ایمان اور اشارات غفران یعنی گوشہ چشم سے دیکھنا اختیاری ہے اور فرماتے ہیں بندہ ۲ دو قسم کے
ہیں ایک حق کے بندہ ہیں اور دوسرے حقیقت کے لیکن حق کے بندہ اس مقام پر ہیں۔ کہ
اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ۔ اور فرماتے ہیں خدائے تعالے بندوں سے ۲ علم چاہتا ہے ایک علم عبودیت
دوسرے علم ربوبیت ان دونوں کے سوا جو کچھ ہے وہ حظ نفس ہے۔ اور سب سے بلند نسبت یہ
ہے کہ میدانِ توحید میں تفکر کرے۔ اور تمام راہیں خلق پر بند ہیں۔ مگر راہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جسے قرآن یاد نہ ہوا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہ لکھتا ہو اُس کی اقتدا نہ کرو اسلئے کہ
علم کتاب و سنت پر موقوف ہے اور خدا و بندہ کے درمیان میں چار دریا ہیں جبتک انکو قطع نہ
کریگا حق تک نہ پہونچیگا۔ ایک دنیا اور اسکی کشتی زہد ہے۔ دوسرے آدمی اور اسکی کشتی ان سے دور رہنا ہے
تیسرے ابلیس اور اسکی کشتی اس سے بغض ہے۔ چوتھے ہوا اور اسکی کشتی مخالفت نفس ہے۔ اور
فرماتے ہیں ہواجس نفسانی اور وساوس شیطانی میں یہ فرق ہے کہ نفس کسی بات کی خوشامد کرے اور
تم اسے منع کرو تو وہ کبھی اپنی مراد تک پہونچنے سے باز نہ رہیگا لیکن شیطان کسی بات کو کہے اور تم اسکی
خلاف کرو تو وہ اتنی طرف دعوت چھوڑ دیگا۔ وہ تمہیں برائی کا سکھلاتا ہے ہلاکت کی طرف بلاتا۔ اور

دشمنوں سے یاری کرتا ہے ہوا کا تابع اور تمام برائیوں سے متہم ہوتا ہے۔ اور فرماتے ہیں ابلیس نے اپنی طاعت میں شاہدہ پایا اور حضرت آدم کی لغزش میں مشاہدہ معدوم نہ ہوا۔ اور طاعت اسکی علت نہیں جو ازل میں ہو چکا ہے بلکہ آسکی بشارت دیتی ہے کہ ازل میں حکم حق اچھا ہوا ہے۔ اور مرد سیرت سے ہوتا ہے نہ کہ صورت سے۔ اور خدا تعالیٰ کے دوستوں کا دل خدا کے بھید کی جگہ ہے اور خدا اپنا بھید اس دل میں نہیں رکھتا جسمیں دنیا کی دوستی ہو اور فساد کی بنیاد یہی ہے کہ نفس کی مراد پر عمل کرو۔ اور خدا سے غافل ہونا آگ میں گرنے سے زیادہ سخت ہے اور حقیقت میں آدمی کو نہ پہونچ سکے جبتک عبودیت کامل نہ ہو جاوے۔ اور نفس کبھی حق تعالیٰ سے الفت نہ رکھیگا۔ اور جو شخص اپنے نفس کو پہچان لیگا اسپر عبودیت آسان ہو جائیگی جو شخص اچھا ہو گا وہ ہر وقت نفس کی حفاظت کریگا اور جس کا عمل اشارہ کے خلاف ہو گا وہ جھوٹا مدعی ہے۔ اور جسنے خدا کو نہ پہچانا وہ کبھی شاد نہ ہو گا۔ اور جو شخص چاہے کہ میرا دین سلامت اور تن آرام سے اور دل عافیت سے رہے اُس سے کہو کہ لوگوں سے جدا رہے کیونکہ یہ وحشت کا زمانہ ہے عقلمند وہی ہے جو تنہائی اختیار کرے۔ اور جسکا علم یقین تک اور یقین خوف تک اور خوف عمل تک اور عمل ورع تک اور ورع اخلاص تک اور اخلاص مشاہدہ تک نہیں پہونچا وہ ہلاک ہونیوالوں میں سے ہے۔ اور فرمایا ایسے مرد بھی ہوئے ہیں جو یقین سے پانی پر چلے ہیں اور وہ مرد جو تشنگی سے مر گئے ہیں اُنکا یقین زیادہ ہے۔ اور رعایت حقوق تک بغیر حراست قلوب کے نہیں پہونچ سکتے۔ اور تمام دنیا اگر ایک شخص کے پاس ہو تو کچھ نقصان نہیں لیکن اگر اسکو چھوہارے کی ایک گٹھلی کی حرص ہو تو نقصان ہے اور اگر تم سے ہو سکے کہ گھر میں مٹی کے ہی برتن ہوں تو ایسا کرو۔ اور بندہ وہ ہے جو کسی سے شکایت نہ کرے اور خدمت میں تقصیر کرے اور تقصیر تدبیر میں ہے اور جب مراد بر آجائیں تو نفلوں کو چھوڑ دے۔ اور مرید صادق عالموں کے علم سے بے نیاز ہوتا ہے۔ اور بیشک حق تعالیٰ آخرت میں بندوں کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کریگا جیسا کہ بندوں نے دنیا میں کیا ہو گا۔ اور بیشک حق تعالیٰ بندوں کے دل سے اسیقدر نزدیک ہوتا ہے جسقدر اپنے قریب اسکو دیکھتا ہے۔ اور اگر تجھ میں تحقیق ہو گی تو راہ تیری

آسان کردی جائیگی۔ اور اگر پہلی مصیبت میں تو صبر کریگا تو تجھپر عجیب و غریب باتیں روشن ہو جائینگی والصبر عند الصدمۃ الاولیٰ قولہ۔ (صبر پہلے ہی صدمہ پر ہونا چاہیئے) اور علما کا تمام علم دو حرفوں میں ہے تصحیح ملت اور تجرید خدمت۔ اور جسکی حیات نفس پر رہتی ہے اسکی موت جان نکلنے سے ہوتی ہے مگر جسکی حیات خدائے تعالیٰ سے ہوتی ہے وہ حیات طبعی سے حیات اصل کیطرف انتقال کرتا ہے اور حقیقی حیات بھی ہے۔ اور جو آنکھ حق تعالیٰ کی قدرت و حکمت کو نہ دیکھے وہ اندھی بہتر اور جو زبان ذکر حق میں مشغول نہ ہو وہ گنگ بہتر اور جو کان حق کی طرف متوجہ نہ ہو وہ بہرا بہتر اور جو بدن اُسکی خدمت کے کام نہ آئے وہ مُردہ بہتر۔ اور فرمایا جسنے اپنے عمل پر بھروسہ کیا اسکا پیر ڈگمگا گیا اور جسنے مال پر بھروسہ کیا وہ گھاٹے میں پڑ گیا اور جسنے خدا پر بھروسہ کیا وہ عزت اور بزرگی والا ہو گیا اور جب حق تعالیٰ کسی مرید کے ساتھ نیکی چاہتا ہے تو اُسکو صوفیوں کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ اور معلموں سے دُور رکھتا ہے۔ اور مُرید کو اسکے سوا کچھ نہ سیکھنا چاہیئے جسکی ضرورت نماز میں ہے۔ فاتحہ والحمد، اور قل ہو اللہ احد کافی ہے۔ اور جو مرید عورت کرے اور علم لکھے اس سے کچھ نہ ہوگا۔ اور جو شخص کہ اپنے اور دربار الٰہی میں کہانیکا توبرہ رکھا وہ چاہے کہ مناجات کی لذت پائے تو ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ اور مریدوں کی دل میں دُنیا صبر سے زیادہ تلخ ہے جب معرفت اُنکے دل میں پہنچ جاتی ہے تو وہ صبر شہد سے زیادہ شیریں ہو جاتا ہے۔ اور زمین خرقہ والوں سے روشن ہے جس طرح آسمان تاروں سے روشن ہے۔ اور فرمایا تم درویشوں کو خدا کیوجہ سے لوگ پہچانتے اور تعظیم کرتے ہیں دیکھو کہ خلوت میں تم حق کیساتھ کس طرح سے ہو۔ اور تمام اعمال سے افضل علم اوقات ہے یعنے نفس اور دل و دین کی حفاظت۔ اور خطرات چار ہیں۔ ایک وہ جو حق کی طرف سے ہو بندہ کو بیدار ہونیکی دعوت دے۔ دوسرا فرشتہ کیطرف سے جو بندہ کو طاعت کی دعوت دے تیسرا نفس کیطرف سے جو آرائش و آرام دُنیا کی رغبت دلائے۔ چوتھا شیطان کیطرف سے جو بغض اور حسد اور عداوت کی رغبت دے اور اور فرمایا بلا عارفوں کے لئے حراج اور مرید کو بیدار کرنیوالی اور غافلوں کو معاف کرنیوالی ہے اور فرمایا ہمت خدا کا اشارہ ہے اور ارادت فرشتہ کا اور خاطر معرفت کا اور صحبت شیطان کا اور

شہوتِ نفس کا اور لہو کفر کا اشارہ ہے۔ اور خدا صاحب ہمت کو ہرگز عقوبت نہ کریگا۔ اگرچہ اس سے معصیت ہو جائے۔ اور جسکی ہمت ہے وہ بینا ہے اور جسکی ارادت ہے وہ نابینا ہے۔ اور نہ کوئی شخص کسی پر سبقت پاتا ہے اور نہ کوئی عمل کسی عمل پر زیادتی بلکہ بات یہ ہوتی ہے کہ ایک صاحب ہمت دوسروں کی ہمت پر سبقت پاتا ہے اور اسکی ہمت دوسروں کے عملوں سے زیادہ ہوں۔ اور چار ہزار پیرانِ طریقت کا اجماع ہے کہ جب اپنے دل کو تلاش کرو تو ملازمِ حق پاؤ۔ اور جو موافقت میں حقیقت پر پہونچ گیا ہے وہ اس سے ڈرتا ہے کہ اسکا حصہ خدا کی طرف سے فوت نہ ہو جائے۔ اور فرمایا مقامات مشاہدہ سے ہیں جسکو احوال کا مشاہدہ ہے وہ رفیق ہے اور جسکو صفات کا مشاہدہ ہے وہ اسیر ہے کہ اسکو رنج پہونچتا ہے کیونکہ اپنی خودی قایم ہوتی ہے اسکو رات دن میں ہزار بار مرنا چاہیئے۔ جب فانی ہو گیا اور شہود حق حاصل ہو گیا تو امیر ہو گیا۔ اور فرمایا انبیاء کا قول حضور کی خبر ہوتا ہے اور صدیقین کا کلام مشاہدہ کی اشارہ ہے۔ اور سب سے اول جو حال پیدا ہوتا ہے وہ اعمال کا خلوص ہے اور جسکا دل خالص نہ ہوگا اسکا کوئی فعل خالص نہ ہوگا۔ اور صوفی مثل زمین کی ہے کہ تمام پلیدی اسمیں ڈالتے ہیں اور تمام اچھی چیزیں نکلتے ہیں اور تصوف کے معنے ہیں اجتماع کے ساتھ ذکر اور استماع سے وجد اور اتباع کے ساتھ عمل۔ اور تصوف اصطفا سے ہے جو ماسوی اللہ سے اختیار کیا گیا وہ صوفی ہے اور فرمایا صوفی وہ ہے جسکا دل مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دُنیا کی دوستی سے سلامت اور فرمان خدا کا ماننے والا ہو۔ اور تسلیم مثل حضرت اسمعیلؑ کے۔ اندوہ مثل حضرت داؤدؑ کے اور فقر حضرت عیسیٰؑ کیطرح صبر حضرت ایوب کیطرح اور شوق حضرت موسیٰ کیطرح اور بوقت مناجات اخلاص مثل آنحضرت علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہو۔ اور فرمایا تصوف ایک نعمت ہے جسمیں بندہ کی قامت ہے لوگوں نے پوچھا نعمتِ حق ہے یا نعمتِ خلق۔ فرمایا اُس کی حقیقت نعمتِ حق ہے اور رسم نعمتِ خلق اور تصوف یہ ہے کہ بغیر علائق کے خدا کیساتھ رہو اور تصوف یہ ہے کہ تجکو تجھ سے مار ڈالے اور آپ سے زندہ کرے۔ اور فرمایا تصوف ذکر ہے پھر وجد ہے پھر نہ یہ ہے نہ وہ کہ کچھ باقی نہ رہے۔ ذات تصوف کے بارہ میں آپ سے پوچھا تو فرمایا تمکو اسکا ظاہر ہی لئے رہو اور ذات سے نہ پوچھو کہ یہ اسپر ستم کرنا ہے

اور فرمایا صوفی وہ لوگ ہیں جن کا قیام خداوند کے ساتھ ہے کہ وہی جانتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک جوان آپ کے مریدوں میں رہنے لگا چند روز تک بے ہاتھ گرنا کے سر اسی وقت سر نہ اٹھایا پھر اٹھکر چلا گیا تو آپ نے ایک مرید سے فرمایا کہ اسکے پیچھے جا اور سوال کر کہ صوفی جو صفت سے موصوف ہے اسکو کس طرح پاتا ہے جسکا وصف نہیں مرید نے جا کر پوچھا تو اس نے کہا کُنْ بِلَا وَصْفٍ تَدْرِکُ لِمَنْ لَا وَصْفَ لَہٗ یعنے بیوصف ہو جاؤ تا کہ بیوصف کو پاؤ۔ آپ یہ سنکر بات کی عظمت میں مستغرق ہو گئے اور فرمایا افسوس نہایت عمدہ جانور تھا اگر میں اسکی قدر نہ پہچانی۔ اور فرمایا عارف کے کم و بیش ستر مقام ہیں انمیں سے ایک مقام یہ ہے جہان کی مراد نہ پاتا ہے اور عارف کو ایک حال دوسرے حال سے اور ایک منزلت دوسری منزلت سے مانع نہیں اور عارف وہ ہے کہ حق تعالیٰ اس کے دل سے کلام کرے اور وہ خاموش ہو۔ اور عارف وہ ہے جو جہاں میں اس طرح پھرتا ہے کہ کوئی چیز اسکا حجاب نہیں ہوتی۔ اور معرفت دو قسم کی ہے معرفت تعرف اور معرفت تعریف۔ معرفت تعرف یہ ہے کہ اپنے آپکو انکا آشنا کرے اور معرفت تعریف یہ ہے کہ انکا اپنا آشنا کرے۔ اور معرفت خدا کی طرف مشغول ہونا ہے اور معرفت خدا کا امتحان ہے یعنے جو سمجھے کہ میں عارف ہوں وہ دھوکہ میں ہے۔ اور معرفت حصول علم کے وقت میں جو جہل ہے۔ لوگوں نے کہا اور کچھ فرمائیے۔ فرمایا عارف و معروف وہی ہے اور فرمایا علم بھی ایک محیط چیز ہے اور معرفت بھی محیط ہے پس خدا کہاں ہے اور بندہ کہاں یعنی علم خدا کو ہے اور معرفت بندہ کو اور دونوں محیط ہیں اور یہ اسوجہ سے محیط ہے کہ اسکا عکس ہے۔ جب محیط اس محیط میں محو ہو گیا تو شرک نہ رہا اور جب تک تم خدا و بندہ کہتے ہو شرک رہتا ہے بلکہ عارف و معروف ایک ہی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں حقیقت میں وہی ہے یہاں خدا و بندہ کہاں ہے۔ اور فرمایا اول علم ہے۔ پھر انکار کیسا تھ معرفت پھر انکار کیساتھ انکار پھر نفی پھر غرق پھر ہلاک اور جب وہ اٹھ جاتا ہے تو سب حجاب میں نہیں اور علم یہ ہے کہ اپنی قدر پہچانے اور فرمایا اثبات اور اثبات کا علم مکر ہے اور حرکات غدر (دھوکہ و فریب) ہیں اور جو کچھ موجود ہے وہ مکر و غدر کے اندر ہے۔ اور علم توحید اس کے وجود کی ضد ہے اور اسکا وجود اسکے ساتھ علم سے جدا ہے

اور فرمایا بیس سال علم توحید کو لکھتے ہوئے گذر گئی مگر لوگ ابھی اس کی گندہ کی ہی باتیں کہتے ہیں اور
توحید خدا کو جاننا اور اس کی قدامت کو حدوث سے تمیز دینا ہے۔ اور غایت توحید انکار توحید
ہے یعنی جو توحید کو سمجھیگا اسکا انکار کریگا کہ یہ توحید نہیں۔ اور محبت خدا کی امانت ہے اور جو
محبت عوض سے ہوگی جب عوض نہ ہوگا تو وہ محبت جاتی رہے گی۔ اور محبت دو ہی چیزوں میں ہو
سکتی ہے مگر ایسی دو چیزیں ہوں کہ ایک دوسری کو اپنا عین سمجھے اور جب محبت ٹھیک جائے گی تو
شرط ادب اٹھ جائیگی۔ اور حق تعالیٰ نے صاحب علائق کی محبت حرام کردی ہے۔ اور محبت ہمیشہ
(خدا) کیطرف رغبت کا حد سے بڑھ جانا ہے اور خدا کی محبت تک نہیں پہنچ سکتے جبتک اپنی جان
اسکی راہ میں فدا نہ کردو۔ اور وعدوں سے انس رکھنا انپر اعتماد کرنا سخاوت میں حاج ہے۔ اور اہل
انس خلوت و مناجات میں ایسی باتیں کہتے ہیں جو عام لوگوں کو کفر معلوم ہوتی ہیں اگر وہ سن لیں تو
انکی تکفیر کریں مگر وہ اپنے احوال میں ترقی پائے۔ اور جو کچھ لوگ کہتے ہیں اسے برداشت کرتے ہیں
اور انکے لائق یہی ہے۔ اور فرمایا مشاہدہ غرق کا نام ہے اور وجد ہلاکت کا۔ اور وجد سب کا زندہ
کرنیوالا ہے اور مشاہدہ سب کا مار ڈالنے والا۔ اور مشاہدہ ربوبیت کا قیام اور عبودیت کا زوال ہے
بشرطیکہ تم اپنے آپکو درمیان میں کچھ نہ سمجھو۔ اور کسی چیز کا معائنہ اسکی ذات کو پالینے کیساتھ مشاہدہ ہے
اور ہلاکت وجد ہے اور وجد ظہور ذات میں اوصاف کا انقطاع ہے۔ اور فرمایا قرب وجد میں جمع ہے
اور غیبت بشریت میں تفرقہ ہے۔ اور مراقبہ یہ ہے کہ فوت شدہ پر ڈرتا رہے۔ لوگوں نے پوچھا مراقبہ و حیا میں
کیا فرق ہے۔ فرمایا مراقبہ غائب کا انتظار ہے اور حیا حاضر سے خجلت ہے اور فرمایا جب وقت
جاتا رہتا ہے تو پھر نہیں مل سکتا۔ وقت سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں۔ اور اگر کوئی صادق ہزار سال
تک حق تعالیٰ کیطرف متوجہ رہے مگر ایک لحظہ توجہ جاتی رہتی تو جو بات اس لحظہ میں جاتی رہی وہ اس
سے زیادہ ہے جو ہزار سال میں حاصل کی یعنی اس ایک لحظہ میں وہ حاصل ہو سکتا تھا جو ہزار
سال میں ہوا تھا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس ایک لحظہ میں جو حضور ضایع ہوگیا اس بے ادبی کی مغفرت
کا جبر ہزار سال کی طاعت و حضوری سے نہیں ہو سکتا اور فرمایا اولیاء اللہ پر اوقات میں انفاس

کی نگہداشت سے زیادہ کوئی بات سخت نہیں۔ اور عبودیت دو خصلتوں میں ہے۔ ظاہر و باطن
اچھی طرح خدا کی مرضی پر راضی رہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اقتدا کرنا اور عبودیت کے
معنے ہیں تمام شغلوں کو چھوڑ کر ایسے کام میں مشغول ہونا جو اصل فراغت ہے اور عبودیت ان
دو نسبتوں کا ترک کرنا ہے۔ ایک لذت میں سکون۔ دوسری حرکت میں تنہا۔ جب یہ دونوں باتیں تم سے
دور ہو جائیں گی تو حق عبودیت ادا ہو جائیگا۔ اور شکر یہ ہے کہ اپنے نفس کو صاحب نعمت نہ سمجھے
اور فرمایا شکر کی ایک علت ہے وہ یہ کہ اس سے اپنے نفس کی ترقی چاہی اور حفظ نفس میں خدا کو سلامت
ٹھہرایا۔ اور زہد کی حد نہ ہستہ ہونا ہے۔ اور حقیقت صدق یہ ہے کہ ایسے اہم کام میں بھی سچ
کہے جس سے بغیر جھوٹ کے نجات نہ پاسکو۔ اور ایسا کوئی نہیں جو صدق طلب کرے اور نہ پائے
اگر کل نہ پائیگا تو کچھ تو پائیگا ہی۔ اور فرمایا صادق ایک روز میں چالیس مرتبہ ایک حالت سے دوسری
حالت میں ہو جاتا ہے اور ریاکار چالیس برس تک ایک ہی حالت پر رہتا ہے۔ اور فرمایا صادق
کی علامت یہ ہے کہ سوال اور جھگڑا نہ کریں۔ اگر کوئی اُن سے جھگڑا کرے بھی تو وہ خاموش ہو جائیں
اور فرمایا تصدیق زیادہ ہوتی ہے مگر کم نہیں ہوتی اور اقرار زبان، نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم اور عمل
ارکان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے۔ اور فرمایا غایت صبر توکل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
اَلَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ۔ اور صبر نفس کو خدا کیساتھ رکھنا ہے بغیر جزع
و فریاد و زاری کرے۔ اور صبر کے معنے ہیں کڑوی چیزوں کو کھا کر منہ نہ بگاڑنا۔ اور توکل بغیر کھانے
کے کھانیکا نام ہے یعنی کھانیکو درمیان میں نہ سمجھو۔ اور توکل یہ ہے کہ خدا کے ہو جاؤ جس طرح
موجود ہونے سے پہلے اس کے تھے۔ اور فرمایا اس سے پہلے توکل حقیقت تھا اور اب علم ہے
اور توکل نہ کسب کرنیکا نام ہے نہ کسب کے ترک کا بلکہ حق تعالیٰ کے وعدہ پر دل مطمئن رکھنے کا نام
ہے اور یقین کے معنے ہیں دل میں ایسے علم کا قرار پکڑ لینا جو کسی حالت میں دل سے علیحدہ نہ ہو
اور یقین یہ ہے کہ نہ رزق کا قصد کرو اور نہ اسکا غم کرو۔ جو علم تمہارے ذمہ کیا گیا ہے اسمیں
مشغول رہو کہ وہ یقیناً تمہارا رزق تمکو پہنچائیگا۔ اور فتوت یہ ہے کہ درویشوں کا امتحان نہ لو

اور امیروں سے جھگڑا نہ کرو۔ اور جوانمردی یہ ہے کہ اپنا بار دوسرے پر نہ رکھو۔ اور جو کچھ پاس ہو خرچ کر دو۔ اور تواضع یہ ہے کہ دونوں جہان والوں پر تکبر نہ کرو اور حق تعالیٰ کے ساتھ سب سے مستغنی رہو۔ اور خلق چار چیزوں کا نام ہے سخاوت۔ الفت نصیحت شفقت۔ اور فرماتے ہیں نیک عادت فاسق کی صحبت مجھے عالم بدخو کی صحبت سے پسند ہے۔ اور حیا کے معنے ہیں خدا کو اور اپنی تقصیر کو دیکھنا۔ ان دونوں حالتوں سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اسکو حیا کہتے ہیں۔ اور عنایت آب وگل سے بھی پہلے ہوتی ہے۔ اور حال ایسی چیز ہے جو دل میں آجاتی ہے مگر دائم نہیں ہوتی۔ اور رضا اختیار کا اٹھا دینا ہے اور رضا یہ ہی کہ بلا کو نعمت سمجھنا اور فقر بلا کا دریا اور دل کا اشکال سے خالی ہونا ہے۔ اور خوف یہ ہے کہ خوف سے نکلجاؤ اور یہ عادت چھوڑ دو کہ اب کام کرونگا اب کرلونگا۔ اور روزہ آدھی طریقت ہے اور فرمایا توبہ کے تین معنی ہیں۔ اوّل ندامت۔ دوسرے ترکِ عادت کا عزم تیسرے اپنے آپکو مظالم وخصومت سے پاک کرنا۔ اور ذکر کی حقیقت یہ ہی کہ ذاکر ذکر میں اور ذکر مذکور کے مشاہدہ میں فنا ہو جائے۔ اور مکر یہ ہے کہ ایک شخص پانی پر چلتا ہوا میں اڑتا ہے اور سب اُس کی تصدیق ہیں اُس کی اشارات کو صحیح سمجھتے ہیں تو یہ سب باتیں اُسکے لئے مکر ہیں جو سمجھے۔ اور فرمایا مرید کا مکر سے مخوف ہونا کبیرہ گناہ ہے اور واصل کا مخوف ہونا کفر ہے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا بات ہی کہ آدمی اچھا خاصہ ہی اور سماع سنتا ہے تو اسکو اضطراب ہو جاتا ہے۔ فرمایا جب حق تعالیٰ نے ذریت آدم سے میثاق میں الست بربکم خطاب فرمایا تو تمام روحیں اُس خطاب کی لذت میں مستغرق ہو گئیں جب اس عالم میں سماع سنتے ہیں تو وہی خیال اُنکے دل میں آجاتا ہے لہٰذا وہ حرکت اور اضطراب میں آجاتے ہیں۔ تصوف کے معنے آپ سے پوچھے گئے تو فرمایا دلکو رجوع خلق سے صاف کرنا۔ اور صفاتِ بشریت کو محو کر دینا خواہشات نفسانی سے دور رہنا اور صفاتِ روحانی پر پہونچ جانا علوم حقیقی تک بلند ہونا اور جو بہتر ہے وہ ہمیشہ تک کام میں لانا تمام امت کو نصیحت کرنا حقیقت کو پورا کرنا اور شریعت میں پیغمبر علیہ السلام کی متابعت۔ اور تصوف کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا تصوف ایک غیرت ہے جسمیں کسی کی گنجائش ہی نہیں۔ رویم نے ذات تصوف

دریافت کی تو فرمایا تم اسباب سے دور رہو تصوف کو ظاہر میں اختیار کرو اور اسکی ذات سے
سوال نہ کرو۔ رویم نے الحاح کیا تو فرمایا صوفی وہ لوگ ہیں جو خدائے تعالیٰ کے ساتھ یوں قایم
ہیں کہ سوائے خدا کے انکو کوئی نہیں جانتا۔ لوگوں نے پوچھا سب سے بڑھ کر کون سی برائی ہے۔ فرمایا
صوفی کیلئے بخل۔ توحید کے معنے دریافت کئے گئے تو فرمایا یہ کہ اسمیں ناچیز ہو جائے اور علوم اس میں
ناپید ہو جائیں جس طرح ہمیشہ خدائے تعالیٰ تہا ہی رہے۔ پھر پوچھا کہ توحید کیا ہے تو فرمایا بندگی
کی صفتیں ذلت عجز ضعف ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات عزت و قدرت ہیں جو شخص انکو جدا کردے
یا گم ہو جائے وہ موحد ہے۔ پھر پوچھا تو فرمایا یقین کا نام توحید ہے۔ کہا اسکی تشریح چاہیے۔ فرمایا
یہ جاننا کہ خلق کے تمام حرکات و سکنات خدا کا ہی فعل ہیں کسیکو اسکے ساتھ شرکت نہیں جب یہ
یقین ہو گیا تو شرط توحید ادا ہو گئی۔ فنا و بقا کے معنے پوچھے تو فرمایا بقا حق کو ہے اور فنا
ما سوا کو۔ پوچھا تجرید کیا ہے فرمایا یہ کہ ظاہر خرابیوں سے اور باطن غرض سے پاک صاف ہو۔
محبت کے معنے پوچھے تو فرمایا یہ کہ صفات محبت کے بجائے صفات محبوب ہو جائیں۔ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا۔ تفکر کے معنے پوچھے تو
فرمایا اس کی چند قسمیں ہیں۔ ایک تفکر آیات خدا میں ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اس سے
معرفت پیدا ہو۔ دوسرے خدا کی نعمتوں میں تفکر جس سے حق تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔
تیسرے حق تعالیٰ کے وعدہ میں تفکر جس سے حق تعالیٰ سے ہیبت ظاہر ہوتی ہے چوتھے صفات
نفس اور نفس کے ساتھ خدا کے احسان میں تفکر اس سے حق تعالیٰ سے حیا پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر
کوئی پوچھے کہ وعدہ کے تفکر سے ہیبت کیوں پیدا ہوتی ہے تو میں کہوں گا خدا یتعالیٰ کے کرم پر
بھروسہ کی وجہ سے معصیت میں آدمی مشغول ہو جاتا ہے۔ عبودیت میں بندہ کی تحقیق کو دریافت کیا تو
فرمایا جب بندہ تمام اشیاء کو خدا یتعالیٰ کی ملک سمجھے اور سب کا ظہور اسی کی طرف سے اور سب کا قیام اسی کے
ساتھ اور سب کا مرجع اسی کو سمجھے جیسا کہ خدا یتعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ
كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ یہ سب باتیں جسے حاصل ہو جائیں گی تو خالص عبودیت تک

پہنچ جائیگا۔ آپ سے حقیقت مراقبت دریافت کیگئی تو فرمایا وہ حالت ہے کہ مراقبہ کا انتظار کرے
کہ اس کے وقوع سے نڈر جیسے کوئی شبخون سے ڈرتا اور نہ سوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَارْتَقِبْ
یعنی انتظار کرو۔ لوگوں نے صادق و صدیق و صدق کو دریافت کیا تو فرمایا صدق صادق کی صفت
ہے اور صادق وہ ہے کہ اسکو ویسا ہی پاؤ جیسی حالت تمنے سنی ہے بلکہ اگر اس کی خبر ایکبار تم تک
پہنچ جائے تو تمام عمر اسکو اسی طرح پاؤ۔ اور صدیق وہ ہے کہ ہمیشہ اسکے افعال اقوال اور احوال میں
صدق ہے۔ اخلاص کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا فرض میں فرض ہے اور نفل میں نفل ہے پھر
اخلاص کو دریافت کیا تو فرمایا اپنے فعل کو فنا کر دینا اور اس کی مشیت سے تمام باتوں کو سمجھنا۔
اور اخلاص یہ ہے کہ خلق کو خدا و نفس کے معاملہ سے باہر کر دو۔ خوف کے معنے پوچھے گئے تو فرمایا
ہر وقت عقوبت کا انتظار کرنا۔ پوچھا کہ اسکی بلا کیا کام کرتی ہے۔ فرمایا وہ ایک کہربا ہے جو مرد کو
گلا دیتی ہے جو اس کہربا میں گل جائیگا پھر کبھی اسپر بلا نہ آئے گی۔ خلق پر شفقت کے معنے پوچھے
تو فرمایا یہ کہ خوشی سے جو وہ طلب کریں انکو دو اور ایسا بار انپر نہ رکھو جسکی طاقت ان میں نہیں اور
ایسی بات ان سے نہ کہو جسے وہ نہ سمجھیں۔ پوچھا تنہائی کب ٹھیک ہوتی ہے۔ فرمایا جب اپنے نفس سے
عزلت کر لو اور کل جو تمکو لکھدیا وہ آج تمہارا سبق ہو۔ پوچھا خلق میں سب سے زیادہ عزیز کون ہے۔
فرمایا جو درویش راضی ہو۔ پوچھا ہم کس کی صحبت میں رہیں۔ فرمایا اسکی کہ تمہارے ساتھ نیکی
کرے تو فراموش کر دے اور تم اس کے ساتھ برائی کرو تو معاف کر دے۔ پوچھا رونے سے بہتر
کوئی چیز ہے۔ فرمایا رونے پر رونا۔ پوچھا بندہ کون ہے فرمایا جو دوسروں کی بندگی سے آزاد
ہو جائے۔ پوچھا مرید کون ہے اور مراد کیا ہے۔ فرمایا مرید وہ ہے جو علم سے سیاست میں ہو
اور مراد حق تعالیٰ کی رعایت میں ہو اسواسطے کہ مرید دوڑنیوالا ہے اور مراد اڑنیوالا اور دوڑنیوالا
اڑنے والے تک کب پہنچ سکتا ہے۔ پوچھا خدا تک راہ کس طرح ہے۔ فرمایا دنیا کو ترک کرو کہ تمنے اسکو
پالیا اور نفس کو خلاص کرکے حق تک پہونچ گئے۔ پوچھا تواضع کیا ہے؟ فرمایا سر و پہلو نیچے رکھنا
[illegible] پوچھا آپ کیسے ہیں کہ ہمارے تین دشمن ہیں نفس اور خلق اور دنیا۔ فرمایا یہ تو حجاب عام ہیں اور خاص

حجاب تین اند ہیں۔ طاعت اور ثواب اور کرامت کا خیال۔ فرماتے ہیں عالم کی لغزش حلال سے حرام
کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اور زاہد کی لغزش کریم سے کرامت کی طرف مائل ہونا۔ پوچھا مومن اور
منافق کے دل میں کیا فرق ہے۔ فرمایا مومن کا دل ایک ساعت میں ستر درجے طے کرتا ہے اور
منافق کا دل ستر سال میں ایک درجے طے نہیں کرتا۔ آپکو اکیبار فرماتے ہوئے سنا گیا اے پروردگار
کل قیامت میں مجکو نابینا اٹھانا تاکہ اسکو نہ دیکھنا پڑے جسنے تجھکو نہیں دیکھا۔ جب آپکی وفات نزدیک
ہوئی تو بیان کرتے ہیں کہ فرمایا سات دسترخوان رکھو تاکہ سب دوستوں کے سامنے جان دوں جب
حالت تنگ ہوئی تو فرمایا مجھے وضو کراؤ۔ مگر لوگ وضو میں انگلیوں کا خلال کرنا بھول گئے۔ آپ نے
فرمایا تو خلال کرایا گیا پھر سجدہ میں گر پڑے اور رونے لگے۔ لوگوں نے کہا حضرت باوجودیکہ پہلے
سے آپنے اسقدر طاعت وعبادت کی ہے یہ سجدہ کا کیا وقت ہے۔ فرمایا جنید اسوقت سے زیادہ
کسیوقت محتاج نہ تھا اور اسیوقت قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ ایک مرید نے کہا آپ قرآن پڑھتے
ہیں۔ فرمایا اس سے بہتر میرے لئے کیا ہوگا۔ اسوقت میرا نامۂ اعمال طے کیا جائیگا۔ اپنی ستر سال کی
طاعت کو ہوا میں ایک تار بال میں لٹکا ہوا پاتا ہوں۔ اور ہوا اسے حرکت دیتی ہے نہ معلوم وہ
فراق کی ہوا ہے یا وصل کی۔ ایک جانب پل صراط ہے اور دوسری جانب ملک الموت۔ قاضی
جسکی صفت عدل ہو وہ خلاف عدل نہ کریگا۔ راہ میرے سامنے ہے مگر نہ معلوم کس راہ سے بھیجا جائیگا۔
پس قرآن ختم کیا اور سورۂ بقر کی ستر آیتیں پڑھیں حال بہت تنگ ہوا تو لوگوں نے کہا اللہ اللہ
کہئے۔ فرمایا میں بھولا نہیں ہوں جو تم یاد دلاتے ہو۔ پھر تسبیح پڑھنا شروع کر دی۔ اور انگشت سے
گنتے جاتے تھے یہاں تک کہ چار انگشت سے گنا اور کلمہ کی انگلی کو چھوڑ دیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا
اور آنکھیں کھولکر جان دیدی۔ جب غسل دینے والے نے آنکھوں میں پانی پہنچانا چاہا تو ہاتف نے
آواز دی کہ ہمارے دوست کی آنکھ سے ہاتھ ہٹالے کیونکہ جو آنکھ ہمارے ذکر میں بند ہوئی ہے
وہ ہمارے دیدار کیلئے ہی کھلیگی۔ غسل دینے والے نے چاہا کہ آپکی وہ انگلی جو تسبیح کے لئے بند
کر دی تھی اسکو کھولے مگر نہ کھل سکا۔ اور ایک آواز سنی کہ جو انگلی ہمارے نام پر بند ہوئی ہو وہ بغیر

ہمارے سفر مان کو نہ کھلیگا۔ جب جنازہ اُٹھایا گیا تو ایک سفید کبوتر آپ کے جنازہ پر ایک گوشہ کو آکر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے بہت کوشش کی کہ اُڑ جائے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ اُس نے آواز دی کہ مجکو اور اپنے آپکو تکلیف نہ دو کہ میرا پنجہ مسمار عشق سے انکی جنازہ میں سلا ہوا ہے تم رنج نہ کرو کہ آج جنیدؒ کا قالب کروبیوں (فرشتوں وغیرہ) کے نصیب میں ہے۔ اگر تمہارا شور و غوغا نہ ہوتا تو ان کا جسم سپید باز کی طرح ہوا میں اُڑ جاتا۔ پھر ایک شخص نے آپکو خواب میں دیکھا پوچھا آپنے منکر و نکیر کو جواب کس طرح دیا۔ فرمایا جب وہ مقرب درگاہ عزت سے ایسی ہیبت کیساتھ میرے پاس آئے اور پوچھا۔ مَنْ رَّبُّكَ (تمہارا پروردگار کون ہے) تو میں اُنکو دیکھکر ہنسا اور کہا جسدن مجھ سے خود اُس نے فرمایا تھا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ تو میںنے کہا تھا بَلٰی۔ اب تم پوچھنے آئے ہو کہ تمہارا خدا کون ہے جس نے بادشاہ کو جواب دیا ہو وہ غلام سے کب ڈریگا۔ آج بھی میں اُسکی زبان سے کہتا ہوں اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ (جسنے مجھے پیدا کیا وہی مجکو ہدایت کرتا ہے) بس وہ آہستہ سے میرے پاس سے چلے گئے اور کہا یہ ابھی محبت کے نشہ میں ہیں۔ ایک دوسرے شخص نے آپکو خواب میں دیکھا تو پوچھا خدا تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا رحمت کی اور ان تمام اشارات و عبارات کو بیکار کر دیا۔ ہماری حالت اُس اعتبار و قیاس سے نہ ہوئی جو ہم سمجھتے تھے ہزارہا نقطہ نبوت سر نیچے ڈالے ہوئے خاموش ہیں ہم بھی خاموش ہو گئے کہ کیا حالت ہوتی ہے۔ حریری کہتے ہیں میں نے جنیدؒ کو خواب میں دیکھا پوچھا خدا تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا فرمایا رحمت کی او بخشدیا اور سوائے ان دو رکعتوں کے جو میں آدھی رات کو پڑھا کرتا تھا کسی چیز سے فایدہ نہ ہوا۔ شبلیؒ آپکی قبر کے پاس کھڑے ہوئے تھے کہ کسی نے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے جواب نہ دیا اور فرمایا۔ شعر

اِنِّیْ لَاَسْتَحْیِیْہِ فِی التُّرَابِ بَیْنَنَا ۔۔۔ کَمَا کُنْتُ اَسْتَحْیِیْہِ وَھُوَ یَرَانِیْ

یعنی بزرگوں کی حالت حیات و وفات یکساں ہے مجھکو شرم آتی ہے کہ انکی قبر کے سامنے جواب دوں جس طرح حالت حیات میں ان سے شرم رکھتا تھا۔

چوالیسواں باب ذکر عمرو ابن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ

وہ شیخ الشیوخ طریقت جمال اہل حقیقت شمع عالم چراغ حرم السلطان مکی عمرو ابن عثمان مکی قدس اللہ

بعض العزیز بزرگان و سادات و معتبرین مشایخ میں سے تھے سب آپکے تابع تھے اور آپکا کلام سب کے
نزدیک مقبول تھا۔ ریاضت و ورع میں مخصوص اور حقایق و لطائف سے موصوف تھے نہایت اچھی
اوقات گذرتی تھی۔ سکر کو اپنے اوپر قبضہ نہیں دیا صحو میں رہے۔ طریقت میں تصانیف لطیف کہتے تھے
اور ارادت جنیدؒ سے حاصل کی تھی بعد اس کے کہ ابوسعید خراز کو دیکھا تھا پیر حرم تھے اور بہت
برسوں تک وہاں معتکف رہے۔ ایک روز حسین منصور حلاج کو کچھ لکھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے
جواب دیا ایسی کچھ لکھ رہا ہوں جسکا قرآن سے مقابلہ کروں عمروؒ نے انکو بددعا کرکے نکالدیا مشایخ
فرماتے ہیں حسینؒ کو جو کچھ مصیبت پہونچی وہ آپکی ہی بددعا سے پہونچی۔

نقل ہے ایک روز گنجنامہ کا ترجمہ مصلے کے نیچے رکھا تھا اور طہارت کو گئے مقام وضو میں
یاد ہوا تو باہر نکلکر فرمایا کوئی اسکو لیگیا۔ دیکھا تو وہ اتنی کوئی لیگیا تھا۔ فرمایا جو شخص اسکو لیگیا
اس کے ہاتھ پیر کاٹیں اور دار پر چڑہا کر اسکی نعش کو جلاکر خاک ہوا میں اڑادیں۔ اس گنجنامہ میں
یہ لکھا تھا کہ جس وقت اللہ نے آدم کے قالب میں روح ڈالی تمام فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا سب نے
خاک پر سر رکھدیا۔ مگر ابلیس نے کہا میں سر نہ رکھونگا مگر سر نہ رکھہ سکا۔ مجھپر لعنت کریں طاغی فاسق یا کافر
کہیں۔ غرض اس نے سجدہ نہ کیا یہاں تک کہ حضرت آدمؑ کا راز دیکھا اور سمجھ لیا تو ابلیس کے سوائے
کسی نے حضرت آدم کے راز پر اطلاع نہ پائی اور حضرت آدمؑ کے سوا ابلیس کا راز کسی کو معلوم نہ ہوا پس
ابلیس نے آدم کے ستر پر وقوف پالیا۔ اس لئے سجدہ نہ کیا۔ ابلیس اسلئے مردود ہوا کہ اسکی آنکھ پر گنج
رکھی گئی۔ کہا گیا کہ ہمنے گنج خاک میں رکھدی ہے اور گنج کی شرط یہ ہے کہ ایک شخص دیکھے لیکن یہ بھی
شرط ہے کہ اسکا سر کاٹ لیا جائے تا کہ غمازی نہ کرے پس ابلیس نے فریاد کی کہ مجھے مہلت دے
اور اسمیں نہ مار لیکن گنج میری دیدہ پر رکھدی ہے اور یہ دیدہ سلامت نہ رہیگا اور صمصام
لا اُبالی نے فرمایا کہ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ہمنے تجکو مہلت دی لیکن ایک کام ہم اور کریں گے ہمنے تجکو
متہم کر دیا تا کہ جھوٹا ہو جائے اور کوئی تجھے سچا نہ جانے اور کہتے ہیں کہ کان من الجن ففسق
عن امر ربہ وہ شیطان ہے سچ کب کہیگا۔ لہذا وہ ملعون و مخذول مطرود و مجہول ہے۔ عمرو بن

عثمان کا گنجنامہ یہ ہی۔ کتاب محبت میں فرمایا ہے کہ حقتعالی نے دونوں کو جانوں سے سات ہزار سال پہلے
پیدا کرکے باغ اُنس میں رکھا۔ اور سرّ کو جان سے ہزار سال پہلے پیدا کرکے درجۂ وصل میں رکھا اور
روزانہ تین سو ساٹھ بار کرامت کی نظر کی۔ اور جانوں کو کلمات محبت سُنائے۔ اور تین سو ساٹھ لطیفہ
اُس کے دلوں پر ظاہر کیئے اور تین سو ساٹھ بار سرّ پہ تجلّی جمال فرمائی۔ یہاں تک کہ عالم میں انہوں نے
نگاہ کی تو اپنے آپ سے بڑھ کر کسی کو نہ پایا۔ حق تعالی نے انکا امتحان کیا۔ سرّ کو جان میں اور جان کو
دل میں اور دل کو بدن میں محبوس کر دیا۔ پھر اُن میں عقل کی ترکیب دی اور انبیا کو بھیجکر احکام
سُنائے۔ تب ہر شخص اپنے مقام کا جویاں ہوا۔ حقتعالی نے نماز کا حکم دیا تو اُنکے بدن نماز میں مشغول
ہوئے اور دل محبت میں۔ جان قُربت تک پہونچی۔ اور سرّ نے وصل سے آرام حاصل کیا۔ آپنے حرم کعبہ سے
عراق کو خط جنیدؒ و شبلیؒ و حریریؒ کے نام لکھا کہ تم عراق کے پیر ہو جس کو زمین حجاز اور جمال کعبہ
چاہیئے اُس سے کہا جاتا ہے۔ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ اور جسے بساط قرب و درگاہ
عزت چاہیئے اُس سے کہا جاتا ہے لم تکونوا بالغیہ الا بشق الارواح۔ اور خط کے آخر میں لکھا کہ
یہ خط عمرو بن عثمان مکّی اور مشائخ حجاز کیطرف سے ہے کہ وہ سب تیرے ساتھ اور اپنے آپ میں اور تیرے
اوپر ہیں اگر تم میں سے کوئی بلند ہمت رکھتا ہے تو اس راہ میں آئے جسمیں دو ہزار آتشین پہاڑ اور دو ہزار
غرق و ہلاک کرنیوالے دریا ہیں اور اگر یہ درجہ تم نہیں رکھتے تو دعوے نہ کرو کہ دعوی سے کچھ حاصل
نہیں ہوتا۔ جب جنیدؒ کو خط پہونچا تو مشائخ عراق کو جمع کرکے خط اُنکو سُنایا پھر پوچھا بتاؤ ان
آتشین پہاڑوں سے کیا مُراد ہے کہا اس سے مُراد نیستی ہے جبتک مرد دو ہزار بار نیست اور دو ہزار بار ہست
نہ ہو درگاہ عزت میں نہیں پہونچتا۔ جنیدؒ نے کہا میں نے ان دو ہزار سے ایک بھی زیادہ حاصل نہیں کیا
حریریؒ نے کہا دولت آپکو حاصل ہو کہ آخر اس راہ کو کچھ تو قطع کیا ہے میں تو تین قدم سے زیادہ طے
نہیں کیئے شبلی زار زار رو کر کہنے لگے تمکو بھی مبارک ہو کہ تمنے ایک پہاڑ تو طے کر لیا ہے میں تو دور سے
بھی اُس کی گرد نہیں دیکھی جب عمرو بن عثمان اس جوان کی وجہ سے جو ہمیشہ آپکی صحبت میں رہتا تھا
اصفہان میں آئے تو وہ جوان بیمار ہو گیا اور اُسکی بیماری بڑھ گئی۔ ایکروز چند لوگ اُسکی عیادت کو

گئے تو جوان نے شیخ کو اشارہ کیا کہ قوال سے فرمائیے کوئی شعر پڑھے۔ شیخ نے قوال سے یہ شعر پڑھنے کو
فرمایا۔ مَالِي مَرِضْتُ فَلَمْ يَعُدْنِي عَائِدٌ ۔ مِنْكُمْ وَ يَمْرَضُ عَبْدُكُمْ فَأَعُودُ ۔ جب اُسنے
یہ سُنا تو فوراً آرام ہو گیا اور باپ نے اُسکو عمرو بن عثمان کی سپرد کر دیا اور وہ بزرگ ہو گیا۔ آپ سے
اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ کے معنے پوچھے گئے تو فرمایا یہ معنے ہیں کہ جب بندہ کی
نظر علم وحدانیت کی عظمت اور ربوبیت کے جلال پر پڑتی ہے تو اُسکا دل کشادہ ہو جاتا ہے اور
اس کے بعد جس پر نظر پڑی نابینا ہو جائے۔ فرماتے ہیں تم خدا تعالیٰ کی نعمت یا اُس کی صفت میں
تفکر سے پرہیز رکھنا کہ خدا میں تفکر معصیت کو مُنتج ہے اور فرمایا جمع یہ ہے کہ حق تعالیٰ میثاق میں
بندوں سے خطاب فرمایا اور تفرقہ یہ ہے کہ اُسکو اُنکے وجود کی نہایت ٹھہرا لیتے ہے۔ اور فرمایا کہ بات
دوستوں کی وجد کی کیفیت کو نہیں پہنچتی کیونکہ وہ معقول ہے اور اللہ تعالیٰ کا ایک بھید ہے
اور مشاہدہ کی ابتدا قربت اور علم الیقین اور اُس کی حقائق کی معرفت ہے اور مشاہدہ کی انتہا وہ
یقین ہیں اور یقین کی ابتدا حقیقت کی انتہا ہے اور محبت رضا میں داخل ہے اس وجہ سے کہ
دوست ایسے کو دیکھو گے جس سے رضی ہو گئے اور راضی اسی سے ہو گے جس کو دوست رکھتے ہو اور تصوف
یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اُسی چیز میں مشغول ہو جو اس وقت سے بہتر ہو۔ اور صبر کے معنی ہیں
خدا تعالیٰ کے ساتھ رہنا اور بلا کو خوشی و آسانی سے لینا۔

پینتالیسواں باب ۴۵ ذکر ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ

وہ یگانہ جہان قدس سوختہ مقام اُنس قدوۂ طارم طریقت غرقہ قلزم حقیقت ترجمان خدا قطب
وقت ابوسعید خراز مشائخ کبار و قدماء ابرار میں سے تھے اشتیاق بہت رکھتے تھے اور ریاضت میں
انتہا کو اور حقائق و دقائق میں کمال کو پہنچ چکے تھے۔ تمام فنون میں یگانہ اور سید اور جنید کی
پرورش میں مشہور تھے۔ آپکو لسان التصوف کہتے ہیں یہ لقب اس وجہ سے پایا کہ اس علم میں کسی کو
زبان حقیقت آپکی مثل حاصل نہ تھی۔ چار سو کتابیں تصنیف کی تھیں تجرید و انقطاع میں بے مثل تھے

رہنے والے بغداد کے تھے۔ ذوالنون کو دیکھا تھا اور بشر و سری کی صحبت میں رہے تھے۔ طریقت میں مجتہد تھے۔ عبادت کی ابتدا حالت بقاء و فناء سے لینے کی اور اپنی طریقت کو دو عبادتوں میں تقسیم کر دیا۔ دقائق علوم میں بعض علمائے ظاہر نے انکار کیا اور آپکو کفر کیطرف منسوب کیا بعض الفاظ کی بنا پر جو آپکی کتاب السر میں دیکھے اور ان کے معنے نہ سمجھے۔ اس میں فرماتے ہیں کہ جب شیخ نے خدا کی طرف رجوع کیا اور قرب حق میں ساکن ہو گیا تو اپنے نفس کو بھی بھول گیا اور تمام ماسوا کو بھی اگر اس سے پوچھا جائے کہ تو کہاں کا ہے اور کیا چاہتا ہے تو اللہ کہنے کے سوا اسکو کوئی جواب نہیں اگر اس کے تمام اعضاء گفتگو کریں تو سب اللہ کہیں کہ اس کے اعضا و مفاصل خدا کے نور سے ہیں پس قرب میں اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کے سامنے کوئی اللہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہاں جو کچھ ہوتا ہے وہ حقیقت سے حقیقت پر اور خدائے تعالےٰ پر ہوتا ہے۔ تمام عقلاء کی عقل یہاں پہونچکر حیرت میں ہو جاتی ہے۔ فرماتے ہیں میں برسوں تک صوفیوں کی صحبت میں رہا کہ میری اور انکی درمیان میں ہرگز مخالفت نہ تھی۔ کیونکہ میں انکے ساتھ بھی تھا اور اپنے ساتھ بھی۔ اور سبکو قرب و بعد میں اختیار دیا گیا تو میں نے بعد کو اختیار کیا کیونکہ مجھ میں قرب کی طاقت نہ تھی جس طرح لقمان فرماتے ہیں مجھے حکمت اور نبوت میں اختیار دیا گیا تو میں نے حکمت اختیار کی اسلئے کہ میں نبوت کے بار کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ فرماتے ہیں ایکرات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتوں نے آسمان سے اتر کر مجھ سے پوچھا صدق کیا ہے میں نے کہا عہد کا پورا کرنا۔ کہا سچ کہتے ہو اور پھر آسمان کو چلے گئے۔ اور ایک شب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا فرمایا تم مجھے دوست رکھتے ہو میں نے کہا معاف فرمائیے مجھکو خدا کی دوستی نے آپکی دوستی سے باز رکھا ہے۔ فرمایا جو خدا کو دوست رکھتا ہے وہ مجھے بھی دوست رکھتا ہے۔ اور میں نے ابلیس لعین کو خواب میں دیکھا تو اس کے ہاتھ میں لکڑی اٹھائی۔ ہاتف نے آواز دی کہ وہ لکڑی سے نہیں ڈرتا بلکہ اس نور سے ڈرتا ہے جو دل میں ہوتا ہے میں نے اس سے کہا آ تو اسنے کہا میں تمہارے پاس آ کر کیا کروں تم نے تو اس چیز کو پھینک دیا ہے جس سے میں لوگوں کو فریب دیتا ہوں میں نے پوچھا وہ کیا۔ کہا دنیا جب چلا گیا تو پھر لوٹ کر دیکھا اور کہا ایک لطیفہ تمہارے پاس ہے جس سے میں اپنی مراد تم سے

حاصل کر سکتا ہوں یعنی کہا وہ کیا کہا لڑکوں کی صحبت۔ اور میں دمشق میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اوپر ہاتھ رکھے ہوئے تشریف لائے ہیں ایک شعر پڑھ رہا اور سینہ پر انگشت مارتا تھا۔ آپنے فرمایا کہ انکی شر خیر سے زیادہ ہے یعنی سماع نہ کرنا چاہیئے۔ آپکے دو لڑکے تھے انمیں ایک کا انتقال آپکے سامنے ہوگیا اسی ایک رات انکو خواب میں دیکھا تو پوچھا خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ کہا مجھی اپنے جوار رحمت میں جگہ دی اور کرم فرمایا۔ کہا بیٹے مجھے کچھ وصیت کر کہا او خدا کیساتھ معاملہ بدولی سے نہ کرنا۔ فرمایا اور کچھ کہو۔ کہا اگر میں کہوں گا تو آپ اسکی طاقت نہیں رکھیں گے۔ فرمایا میں خدائے تعالےٰ سے مدد چاہتا ہوں۔ کہا اپنے اور خدائے تعالےٰ کے درمیان میں ایک کرتے کے سوا کچھ نہ رکھئے۔ اس کے بعد سے آپ تیس سال تک زندہ رہے مگر کبھی دوسرا کرتہ نہ پہنا فرماتے ہیں جب نفس نے مجھے اسبات پر آمادہ کیا کہ خدائے تعالےٰ سے کوئی چیز مانگوں تو ہاتف نے آواز دی کہ خدائے تعالےٰ سے اسکے سوا دوسری چیز مانگتے ہو اسیوجہ سے آپ فرماتے ہیں کہ مجھے خدائے تعالےٰ سے شرم آتی ہے کہ کسی دن کیلیے چیز جمع کروں جبکہ وہ ضامن ہوگیا ہے۔ فرماتے ہیں ایکبار میں جنگل میں جارہا تھا کہ بھوک غالب ہوئی اور نفس نے کہا خدا سے کوئی چیز مانگو تو میں نے کہا متوکلوں کا یہ کام نہیں ہے جب نفس نومید ہوگیا تو دوسرا مکر پھیلایا اور کہا اگر کھانا نہیں مانگتے ہو تو صبر کی مدد مانگو میں نے صبر کی مدد مانگنا چاہی تو حفاظت حق نے مجکو روکدیا اور ایک آواز میں نے سنی کہ ہم اس سے بہت نزدیک ہیں۔ ضروری بات ہے کہ جو شخص ہماری طرف آتا ہے ہم اسے بیکار نہیں چھوڑتے جو وہ ہم سے صبر کی قوت چاہے اور اپنا عجز و ضعف ظاہر کرے اور سمجھے کہ نہ ہمنے اسکو دیکھا ہے نہ اسنے ہمکو یعنی کھانا مانگنے سے اپنی محجوب ہوتا تھا کہ کھانا ہمارا غیر ہے تو صبر سے بھی محجوب ہو کیونکہ صبر بھی ہمارا غیر ہے اور فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں جنگل کو بغیر توشہ کے چلدیا اور فاقہ ہوا منزل پہ میری نظر پڑی تو میں خوش ہوگیا کہ وہاں نخلستان تھا اور نفس نے سکون پایا میں نے قسم کھالی کہ اس منزل پر نہیں ٹھیرونگا۔ ایک قبر کھود کر اسمیں جا بیٹھا گیا۔ اس منزل پر ایک قافلہ ٹھیرا ہوا تھا جب انہوں نے مجھے اسطرح دیکھا تو اصرار کر کے اپنے پاس لیگئے۔ میں نے پوچھا تمکو کیا معلوم کہ میں یہاں ہوں کہا ہمنے ایک آواز

سُنی کہ خدا کا ایک دوست ولی نے اسکو رعیت میں چھپا لیا ہے اُسکے پاس پہونچو اسلئے ہم آئے۔ اور فرماتے
ہیں روزانہ ایک بار میں کھانا کھاتا تھا۔ پھر تیرہ جنگل میں تین روز تک مجھے کچھ نہ ملا چوتھے روز ضعف
پیدا ہو گیا اور طبیعت نے عادت کے مطابق کھانے کی خواہش کی میں ایک جگہ بیٹھ گیا تو ہاتف
آواز دی کہ تم ضعف کے سبب بیٹھے ہو یا کھانا۔ میں نے کہا الٰہی دفع ضعف کا سبب ہو تب مجھ
میں قوت آگئی اور بارہ منزل تک بلا کچھ کھائے پیئے چلا گیا۔ اور ایک روز میں دریا کے کنارہ جا
رہا تھا ایک شخص پر نظر پڑی کہ اسکو دیکھا وہ وارفتہ ہو رہا ہے میں نے کہا اس جوان کی علامت
ظاہر ہے کہ اسکا معاملہ ایسا نہیں ہے جب اسکو دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں یہ خدا تک پہونچا
ہوا ہے اور جب عادات کی طرف دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں طالب علم ہے آؤ پوچھوں کہ یہ کون ہے پس
پیشانی ملکے جوان خدا کی راہ کیا ہے۔ جواب دیا خدا تک دو راستے ہیں ایک خاص لوگوں کا اور ایک عوام کا
راہ خواص کی تمکو کچھ خبر نہیں اور راہ عوام یہ ہے کہ تم اپنے معاملہ کو حق تک پہنچنے کی علت سمجھے
ہوا اور عادات کو سبب سمجھا ہوا جانتے ہو۔ اور ایک روز میں جنگل میں تھا دیکھتا ہوں کہ وہاں درندے
کتے ہیں اور جب وہ میرے پاس آئے تو میں بیٹھ گیا اور مراقبہ میں مشغول ہو گیا انہیں سے
ایک کتے نے جو سپید تھا اور کتوں پر حملہ کر کے سبکو بھگا دیا اور خود میرے پاس ہی جدا نہ ہوا یہاں
تک کہ بہت دیر ہو چکی اور پھر اسکو نہ پایا۔ ایک روز آپ حج کے بارہ میں گفتگو کر رہے تھے کہ عباس
مہتدی نے کہا کہ دیوانے لوگ ابو سعید تمکو شرم نہیں آتی کہ بنائی دو نقی کے نیچے بیٹھتے ہو اور حوض زبیدہ
کا پانی پیتے ہو محبت کی باتیں کرتے ہو۔ فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ فرماتے ہیں دلوں کی پیدائش ہی اسی کی
دوستی پر ہے جو ان سے نیکی کرے۔ اور تعجب ہے کہ جو شخص ہر حالت میں خدا کو محسن نہیں جانتا وہ دلکو
بالکل اُسی کے سپرد کیسے کریگا۔ اور فقرا کی آپس میں دشمنی غیرت حق کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور حق تعالیٰ
نے اپنے دوستوں پر اعمال کا مطالبہ کیا ہے جب انہوں نے اسکو اختیار کیا ہے کیونکہ وہ روا نہیں رکھتا
کہ میرے اور انکے درمیان کوئی آئے اور یہ نہیں چاہتا کہ غیر سے کسی کام میں راحت ہو۔ اور جب
حق تعالیٰ کسی بندہ کو دوست بنانا چاہتا ہے تو ذکر کا دروازہ اسپر کشادہ کر دیتا ہے اور سرائے

فردانیت میں اُسے ٹھیراتا اور محل جلال وعظمت اُسپر منکشف کردیتا ہے جب اُسکی آنکھ جلال وعظمت پر پڑتی ہے تو وہ بغیر اپنے باقی رہتا اور خدا کی حفاظت میں ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا اہل معرفت کا پہلا مقام تحیّر ہے افتقار کے ساتھ پھر سرِ افتقار کیساتھ پھر فنا انتہا وکیساتھ پھر بقا انتہا کیساتھ اور اس سے اوپر کوئی مخلوق نہیں پہونچ سکتا۔ اگر کوئی کہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ پہونچے تو ہم کہیں گے پہونچے لیکن اپنے مقام کے اعتبار سے جس طرح سے کہ حق تعالیٰ نے ان پر تجلّی فرمائی گیا اور حضرت ابوبکرؓ کو منسوب اور یوں ہی ہر شخص کو اسکی حیثیت کے مطابق جیسا کہ اس سے قبل ابوتراب کے مرید اور ہمارے سے ہم نقل کرچکے ہیں۔ اور فرمایا جسنے وہم کیا کہ میں کوشش سے جمال حق تک پہونچ جاؤنگا اُس نے اپنے آپکو بے انتہا رنج میں ڈالا۔ اور جسنے یہ گمان کیا کہ بغیر کوشش کے اس تک پہونچ جاؤنگا وہ حد سے زیادہ تمنا میں پڑ گیا۔ اور فرمایا خلق خدا کے قبضہ وملک میں ہے جب اسکا مشاہدہ ہو جاتا ہے تو بندہ کے ساروہم میں سوا خدا کی کچھ نہیں رہتا اور اپنی عزیز وقت کو سب سے زیادہ عزیز چیز میں ہی صرف کرو اور سب سے زیادہ عزیز چیز گذشتہ وآیندہ زمانہ کا خیال ہے اور جو شخص نور فراست سے دیکھتا ہے وہ نور حق سے دیکھتا ہے اُس کے علم کا مادہ حق کیطرف سے ہوتا ہے اُسکو سہو وغفلت نہیں ہوتی بلکہ حکم حق ہوتا ہے جو بندہ کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔ اور حق کے بندوں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ انکو خدا کے خوف نے خاموش کردیا ہے حالانکہ وہ اس سے کلام کرنیمیں فصیح وبلیغ ہیں۔ اور جسکے دل میں معرفت نے قرار پکڑ لیا تو وہ دونوں جہان میں اس کی شے کو دیکھے نہ کسی کی بات سُنے نہ کسی طرف متوجہ ہو۔ اور فرمایا فنا کے معنی ہیں بندہ کا بندگی کو فنا کردینا اور بقا کے معنے ہیں حضور الٰہی میں بندہ کا باقی رہنا۔ اور فنا حق کا متلاشی ہوتا ہے اور بقا حق کیساتھ۔ اور حقیقت دین دل کا تمام چیزوں سے پاک ہونا اور حق پر اطمینان رکھنا ہے۔ اور جس باطن کی خلاف ظاہر ہو وہ باطل ہے۔ اور ذکر تین قسم کا ہے۔ ایک ذکر زبان سے ہے اور دل اس سے غافل ہے یہ ذکر عادت ہے۔ دوسرا وہ ذکر ہے زبان سے ہو اور دل حاضر ہو یہ طلب ثواب کا ذکر ہے۔ تیسرا ذکر یہ ہے کہ دل ہی ذکر کرے اور زبان کو گنگ کردے اس ذکر کی قدر سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ اور توحید کا شروع یہ ہے کہ تمام چیزوں

سے علیحدہ ہو کر بالکل خدا کی طرف رجوع ہو جائے۔ اور عارف جب تک پہونچتا نہیں تمام چیزوں سے مدد چاہتا ہے اور جب پہونچ جاتا ہے تو خدا کے باعث تمام چیزوں سے بے پروا ہو جاتا ہے اور تمام چیزیں اُس کی محتاج ہو جاتی ہیں۔ اور فرمایا حقیقت قرب یہ ہے کہ دل ہی کسی چیز کا احساس نہ کر سکے اور کسی چیز کا وجود محسوس نہ ہو۔ اور علم وہ ہے جو تجھے عمل کرنیوالا بنادے اور یقین وہ ہی جو تجھے لازم ہو جائے۔ تصوف کے معنے پوچھے گئے تو فرمایا یہ ہے کہ اپنے خداوند سے صاف اور انوار سے پُر اور ذکر کے عین لذت میں ہو۔ پھر پوچھے گئے تو فرمایا تمہارا گمان اُن لوگوں کے ساتھ کیا ہے جو دین تو کشایش پائیں اور منع کریں تو نہ پائیں۔ اور دل میں ندا آئی کہ ہر دو سے کو اختیار کرتے ہو۔ لوگوں نے پوچھا عارف کو رونا آتا ہے۔ فرمایا اُسکا رونا اسوقت تک ہوتا ہے کہ راہ میں ہے اور جب حقایق قرب تک پہونچ گیا وصال کا مزا چکھ لیا تو گریہ دُور ہو جاتا ہے۔ اور زاہد کا عیش خوش نہیں ہوتا کہ وہ اپنے آپ میں مشغول ہوتا ہے۔ اور خلق عظیم یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ کے سوا اُسکی کچھ ہمت نہ ہو اور توکل حق سبحانہ پر دل کے اعتماد کا نام ہے۔ اور فرمایا توکل اضطراب ہے بغیر سکون کے اور سکون ہے بغیر اضطراب کے یعنے صاحب توکل کو یافت نہ ہونیکی صورت میں ایسا مضطرب ہونا چاہیئے کہ ہرگز سکون نہ ہو اور یافت میں ایسا سکون ہونا چاہیئے کہ ہرگز حرکت نہ ہو۔ اور جو شخص تقویٰ و مراقبہ سے اُن باتوں میں حکم نہیں کر سکتا جو اُسکے اور خدا کے درمیان میں ہیں وہ کشف اور مشاہدے تک نہیں پہونچ سکتا۔ اور فرمایا صفائی عبودیت پر غرہ نہ کرو کہ نفس سے منقطع ہے اور خدا کیساتھ ساکن ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات کہ امیروں کا حق درویشوں تک نہیں پہونچتا۔ فرمایا تین وجہ سے ایک یہ کہ اُنکے پاس حلال کا نہیں دوسرے یہ کہ اسپر موافق نہیں ہوتے تیسرے درویشوں نے بلا اختیار کرلی ہے۔

چھیالیسواں باب ذکر ابو الحسن النوری رحمۃ اللہ علیہ

وہ مجذوب وحدت مسلوب عزت قبلۂ انوار نقطۂ اسرار گشتۂ درد دوری لطیف عالم ابو الحسن النوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یگانۂ عہد و قدوۂ وقت ظریف اہل تصوف و شریف اہل محبت تھے۔ ریاضات

عجیب معاملات پسندیدہ مکاتب عالی رموز غریبہ نظر صحیح فراست صادق عشق کامل اور شوق بے انتہا رکھتے تھے۔ مشایخ آپکی تقدیم پر متفق تھے امیر القلوب اور قمر الصوفیہ کہتے تھے۔ سری سقطیؒ کے مرید تھے۔ احمد حواری کی صحبت پائی تھی جنیدؒ کے ہمعصر اور طریقت میں مجتہد و صاحب مذہب تھے طریقت میں آپسے براہین قاطع اور حجج لامع منقول ہیں۔ آپکے مذہب کا قاعدہ یہ ہے کہ تصوف کو فقر پر تفضیل دیتے ہیں معاملہ جنیدؒ کے موافق تھا انکی طریقت میں ایک یہ بات ہے اور عزلت ناپسند ہے اور دوست کو اپنے اُوپر ترجیح دینا بھی فرض ہے۔ نوری آپکو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اندھیری رات میں بات کرتے تو آپکے منہ سے ایسا نور ظاہر ہوتا کہ تمام گھر روشن ہو جاتا اور وجہ یہ بھی کہ اپنے نور فراست سے اسرار باطن بتا دیتے اور اس وجہ سے بھی کہ صحرا میں آپکا ایک عبادت خانہ تھا جہاں رات بھر نماز پڑھتے لوگ وہاں نظارہ کرنیکو جاتے تو دیکھتے کہ نور چمک کر آپکے عبادت خانہ سے اونچا ہو جاتا ابو احمد مغازلیؒ فرماتے ہیں کہ مینے کسی کو احمد نوری کی برابر عبادت میں نہ دیکھا لوگوں نے کہا جنید کو بھی نہیں۔ فرمایا ہاں جنید کو بھی نہیں ابتدا میں یہ حالت تھی کہ روزانہ صبح کو گھر سے کہکر نکلتے کہ دوکان پر جاتا ہوں۔ روٹی لیکر صدقہ کرتے اور مسجد میں جاکر ظہر تک نماز پڑھتے رہتے پھر دوکان کو جاتے گھر والے سمجھتے کہ دوکان پر روٹی کھالی ہے بیس سال تک یونہی رہے کسی نے آپکی حالت پر اطلاع نہ پائی۔ فرماتے ہیں مینے برسوں تک مجاہدہ کیا اور اپنے آپکو قید خانہ میں رکھا خلق کی طرف پشت کر لی اور ریاضتیں کیں مگر راہ ظاہر نہ ہوئی تو مینے دل میں کہا کہ ایسا کام کرنا چاہیئے جس کا کام پورا ہو یا جسم نابود ہو جائے اور میں چھوٹ جاؤں پس مینے کہا کہ اے جسم تو نے برسوں تک اپنی مراد کے مطابق کھایا۔ دیکھا۔ کہا۔ سُنا۔ گیا۔ آیا۔ سویا اور کہا عیش کیا اور شہوت پوری کی۔ یہ سب تجھپر تاوان ہے۔ اب کنوئیں میں چل کہ تجھے قید کر دوں اور جو حق تعالے کے حقوق ہیں وہ گردن میں ڈالوں۔ اگر اسپر قایم رہیگا تو صاحب دولت ہو جائیگا اور نہ بھی ہوگا تو راہ حق میں ناپید تو ہو جائیگا چالیس سال تک مینے ایسا ہی کیا مینے سُنا تھا کہ اہل لوگوں کے دل نازک ہوتے ہیں کہ جو کچھ دیکھتے اور سُنتے ہیں اسکا راز جانتے ہیں مگر اپنے آپ میں مینے یہ بات نہ دیکھی تو کہا انبیاء و اولیاء کا قول تو حق ہے یہ خلل میری ہی طرف سے ہے وہاں تو خلاف کی

گنجائش نہیں۔ اپنی حالت کو دریافت تو کروں کہ کیا بات ہے غور کیا تو یہ آفت تھی کہ میرا نفس اور دل ایک ہو گیا تھا اور جب نفس و دل ایک ہو جاتے ہیں تو جو کچھ دل میں آتا ہے اس سے نفس اپنا حظ اٹھاتا ہے جب میں نے یہ دیکھا کہ دل جو کچھ حصہ درگاہ حق سے پاتا ہے نفس دل سے لے لیتا ہے تو پھر میں وہ کام نہ کرتا جس سے نفس کو آرام ملتا بلکہ اسکے خلاف کرتا مثلاً اگر اسے روزہ نماز سے انس ہوتا یا صدقہ یا جلوت یا خلوت سے تو ان سبکو میں چھوڑ دیتا اسوقت اسرار مجھ میں ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ پھر اسوقت میں دجلہ پر گیا اور دو کشتیوں کے درمیان میں کھڑے ہو کر کہا اسوقت تک نہ جاؤنگا جبتک مچھلی میرے جال میں نہ آجائیگی آخر گئے جب میں نے اسکو کھینچا تو کہا الحمد للہ میرا کام پورا ہو گیا۔ جا کر جنید سے کہا کہ مجھے یہی فتوح ہوئی۔ فرمایا ای ابو الحسن اگر مچھلی کی بجائے سانپ ہوتا جب بھی کرامت تھی لیکن جب تم درمیان میں آگئے تھے تو یہ فریب ہے نہ کہ کرامت کرامت تب ہوتی کہ تم درمیان میں نہ ہوتے سبحان اللہ یہ آزاد لوگ کیسی مرگندی ہیں نقل ہی کہ جب غلام خلیل مشائخ کی دشمنی پر آمادہ ہو گیا ہر ایک کے ساتھ کسیطرح سے خصومت ظاہر کی اور بادشاہ سے جا کر کہا کہ ایک جماعت ایسی پیدا ہوگئی ہے جو رقص و سرود کرتے اور کفریات بکتے ہیں تمام دن تماشہ کرتے اور چھپ چھپ کر باتیں کرتے ہیں۔ یہ لوگ زندیق ہیں۔ اگر امیر المومنین انکے مار ڈالنے کا حکم دیدیں تو زندیقوں کا مذہب برباد ہو جائے کیونکہ سب کے سرگروہ یہی لوگ ہیں۔ اگر یہ خیر امیر المومنین کے ہاتھ سے ہو تو ثواب جزیل کا میں ضامن ہوں۔ بادشاہ نے ان سب کے حاضر کرنیکا حکم دیا۔ ابو حمزہ۔ رقام۔ شبلی نوری جنید وغیرہ بہت سے لوگوں کو بادشاہ کے پاس لے گئے خلیفہ نے قتل کا حکم دیدیا۔ اور جلاد نے رقام کے مار ڈالنے کا قصد کیا تو نوری نے جست کی اور اپنے آپکو رقام کی جگہ پہنچادیا اور ہنسی خوش ہونے لگے ارکان دولت کو اس سے تعجب ہوا۔ کہا اے بیخبر تلوار ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کی پاس جلدی سے پہنچ جائیں اور ابھی تمہاری باری نہیں ہے فرمایا میرا طریقہ ایثار ہے اور دنیا میں سب سے زیادہ عزیز چیز زندگانی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ ان چند سانسوں کو بھائیوں کیلئے صرف کردوں تاکہ عمر کا ایثار ہو جائے۔ باوجودیکہ دنیا میں ایک دم میرے نزدیک ہزار سال آخرت سے بہتر ہے کیونکہ

یہ خدمت کا گھر ہے اور وہ قربت کا، و قربت خدمت سے ہی ہوتی ہے خلیفہ کو آپ کے انصاف و ثابت قدمی سے تعجب آیا اور کہا توقف کرو اور قاضی کو حکم دیا انکی حالت پر غور کرے قاضی نے کہا بغیر حجت و دلیل کے انکو منع تو نہیں کر سکتے۔ اور قاضی جانتا تھا کہ جنید علوم میں کامل ہیں اور نوری کی باتیں بھی سن چکا تھا کہا پس اے دیوانہ مزاج یعنی شبلیؒ سے کوئی بات فقہ کی پوچھوں کہ جسکا جواب نہ دے سکے گا۔ پوچھا بیس دینار کی کتنی زکوٰۃ دینا چاہیئے۔ فرمایا ساڑھے بیس دینار کہا یہ کس نے کیا ہے۔ فرمایا حضرت صدیق نے کہ چالیس ہزار دینار دیدیئے کچھ نہ رکھا پوچھا یہ آدھا اور کیا بتایا۔ فرمایا اس جرمانہ میں کہ بیس دینار کیوں پاس رکھے پھر نوریؒ سے مسئلہ پوچھا تو آپنے بھی فوراً جواب دیدیا۔ قاضی خجل ہو گیا پھر نوریؒ نے فرمایا تو نے یہ سب کچھ پوچھا مگر ابھی کچھ بھی نہ پوچھا کہ خدا کے ایسے بندے بھی ہیں جن کا قیام اور سکون و حرکت خدا کیساتھ ہے اُسی سے وہ زندہ ہیں اسی کیساتھ نطق و خاموشی انکی ہے اگر ایک لحظہ حق کے مشاہدہ سے باز رہیں تو انکی جان نکل جائے اسی کے پاس سوتے کھاتے ہیں اسی سے لیتے دیکھتے سنتے ہیں علم یہ تھا نہ وہ جو تو نے پوچھا۔ قاضی آپکے کلام میں متحیر ہو گیا اور بادشاہ سے کہا کہ اگر یہ ملحد و زندیق ہیں تو میں کہتا ہوں کہ روئے زمین پر کوئی موحد نہیں۔ بادشاہ نے انکو بلا کر نوازا اور کہا کوئی حاجت بیان کرو۔ فرمایا یہ حاجت ہے کہ تم ہمکو فراموش کر دو نہ اپنی قبولیت سے مشرف کرو اور نہ اسے محروم رکھو کیونکہ ہمکو تمہارا محروم رکھنا قبولیت کی طرح ہے اور قبولیت محروم رکھنے کیطرح۔ خلیفہ بہت رویا اور انکو نہایت تکریم کیساتھ واپس کر دیا۔

نوریؒ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں داڑھی سے کھیل کر رہا تھا۔ فرمایا حق کی داڑھی سے ہاتھ ہٹا لے۔ یہ بات خلیفہ تک پہنچی۔ فقہا نے اجماع کیا کہ وہ اس بات سے کافر ہو گئے انکو مار ڈالنا چاہیئے پس انکو خلیفہ کے سامنے لیگئے۔ پوچھا یہ بات تم نے کہی۔ فرمایا ہاں۔ کہا کیوں کہے۔ فرمایا بندہ کس کا مملوک ہے۔ کہا خدا کا۔ فرمایا بندہ کی داڑھی کس کی ملک ہے۔ کہا اوسی کی جسکا مملوک بندہ ہے۔ پھر خلیفہ نے کہا الحمد للہ کہ خدا نے ہمکو انکے قتل سے باز رکھا فرماتے ہیں کہ چالیس سال سے میری دل میں ایک چیز ہیں جدائی ہے ان چالیس سال میں اس کی کوئی آرزو نہ کی کسی شہوت میں مشغول نہ کیا لو

کچھ میرے دل میں آیا یہ سب اُسوقت تھا کہ مینے خدا کو پہچان لیا۔ اور فرماتے ہیں غیب میں ایک نور مینے دیکھا
ہمیشہ اُسکی طرف نظر کرتا تھا یہانتک کہ میں ہمتن وہ نور ہوگیا۔ اور ایکبار مینے خدا تعالیٰ سے درخواست
کی کہ مجھے دائمی حالت دیدے۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے ابوالحسن دائم حالت میں دائم رہنے والا ہی میسر
کرسکتا ہے۔ ایکروز جنیدؒ آپ کے سامنے آئے تو آپ انکے سامنے زمین پر گر پڑے اور کہا میری جنگ سخت
ہوگئی ہے اور طاقت جاتی رہی تیس سال گذر گئے کہ جب میں ظاہر ہوتا ہوں تو وہ غائب ہوجاتا
ہے اور جب ظاہر ہوتا ہے تو میں گم ہوجاتا ہوں۔ اُس کا حضور میری غیبت میں ہوتا ہے۔ ہر چند
میں زاری کرتا ہوں مگر وہ کہتا ہے کہ یا میں رہوں یا تو رہے۔ جنیدؒ نے اصحاب سے فرمایا دیکھو
اُس شخص کو جو حق تعالیٰ کا دریافتہ اور متحیر ہے۔ پھر فرمایا اے نوریؒ ظاہر و باطن میں اس طرح رہنا
چاہئے کہ تم تم نہ رہو بالکل وہی ہو۔ چند لوگوں نے جنیدؒ کو آکر خبر دی کہ تین رات دن سے برابر
نوریؒ ایک اینٹ پر کھڑے ہوئے ہیں اور اللہ اللہ کہتے ہیں نہ کچھ کھاتے پیتے ہیں نہ سوتے ہیں مگر نماز کیوقت نماز
پڑھ لیتے ہیں۔ جنیدؒ کے مریدوں نے کہا کہ وہ ہشیار ہیں فانی نہیں ہیں اسواسطے کہ نماز کے اوقات
جانتے اور اس کے آداب ادا کرتے ہیں پس یہ تکلف ہے نہ فنا کیونکہ فانی کو کسی بات کی خبر نہیں
ہوتی۔ جنیدؒ نے فرمایا یہ نہیں جیسا تم کہتے ہو۔ جو وجد میں ہوتے ہیں وہ محفوظ ہوتے ہیں۔
خدا انکو ہر بات سے محفوظ رکھتا ہے کہ خدمت کیوقت خدمت سے محروم رہیں۔ پھر جنیدؒ آپکے
پاس گئے اور فرمایا اے ابوالحسن اگر تم جانتے ہو کہ خروش (شور وغل) سے فائدہ ہوتا ہے تو میں بھی تمہارے
ساتھ خروش کروں اور اگر رضا کو بہتر سمجھتے ہو تو اُسے اختیار کرو تاکہ تمہارا دل فارغ رہے۔
نوریؒ خروش سے رک گئے اور فرمایا تم ہمارے لئے بہت اچھے معلم ہو۔ ایکروز شبلیؒ بیان
کر رہے تھے کہ نوریؒ آکر ایک کنارہ کھڑے ہوگئے اور فرمایا السلام علیک اے ابوبکر شبلی نے فرمایا
وعلیک السلام ای امیر القلوب۔ فرمایا حق تعالیٰ اس عالم سے راضی نہیں ہوتا جو علم پر عمل نہ کرے
اگر تم عمل کرتے ہو تو خیر ورنہ منبر سے اتر آؤ۔ شبلی نے غور کیا تو اپنے آپکو ٹھیک نہ پایا۔ اور چار مہینے
تک گھر میں بیٹھے رہے باہر نہ نکلے پھر لوگوں نے جمع ہوکر آپکو گھر سے باہر لاکر ایک منبر پر بٹھالیا بعدہٗ

کو خبر ملی تو جاکر فرمایا اے ابوبکر تم نے ان سے پوشیدہ رکھا لہذا تم کو انہوں نے منبر پر بٹھالیا اور میں نے انکو
نصیحت کی تو مجھکو بچھوؤں سے مارکر مزبلہ میں ڈالدیا۔ شبلیؒ نے کہا اے امیر القلوب مجھکو بھی نصیحت اور میرا پوشیدہ
رکھنا کیا۔ فرمایا میری نصیحت یہ ہے کہ تمنے خلق کو خدا پر چھوڑ دیا اور تمہارا پوشیدہ رکھنا یہ تھا کہ تم خلق اور
خدا میں حجاب ہوگئے تم کون ہو کہ خدا اور اسکی خلق میں واسطہ ہو پس میں اسکو فضول سمجھتا ہوں۔ ایک
جوان نے اصفہان سے آپکی زیارت کا ارادہ کیا تو انہی ایک سید نے پوچھا کیا ایک [illegible]
کیونکہ ایک شخص پا برہنہ آرہا ہے اور یہ بات پیر روشن ہوئی ہے جب جوان آیا تو پوچھا کہاں سے آتے ہو
جواب دیا اصفہان سے۔ نوریؒ نے فرمایا اگر اصفہان کا بادشاہ ہزار دینار خرچ کرکے ایک جمیل نہایت ماہ رو
ہزار دینار میں نہایت حسین کنیز خریدکر دیتا اور ہزار دینار کا اسباب بھی دیتا تو تم اس طلب کے مقابلہ میں
اُسے قبول کرلیتے اور ایسا ہی ہوا تھا کہ ملک اصفہان یہ چیزیں لیکر اس جوان سے کہتا تھا کہ اس طلب کو ترک
کردے مگر اُسے نہ لیں اور چلا آیا تھا۔ جوان نے جب اپنی حالت سن لی تو فریاد کرنے لگا کہ مجھ پر رحمت۔
نوریؒ نے فرمایا اگر اٹھارہ ہزار عالم طبق پر رکھکر تیرے سامنے پیش کئے جائیں اور وہ اسکی طرف
نظر کرے تو اُسے خدا تعالیٰ کی باتیں کرنا درست نہیں۔ آپ سے ایک شخص نے آکر [illegible] باتیں کیں جب وہ
شخص چلاگیا تو یاروں کی طرف منہ کرکے کہا تم جانتے ہو یہ کون تھا کہا نہیں۔ فرمایا ابلیس علیہ اللعنۃ
تھا اپنی خدمتوں کو بیان کرتا اور درد فراق سے روتا تھا میں بھی اسکے ساتھ رونے لگا۔ جعفر
خلدیؒ فرماتے ہیں ایک روز نوریؒ خلوت میں مناجات کررہے تھے میں نے کان لگائے تو کہہ رہے تھے
خدایا تو اہل دوزخ پر عذاب کریگا اور وہ سب علم وقدرت وارادہ قدیم سے تیرے پیدا کئے
ہوئے ہیں ضرور دوزخ کو آدمیوں سے بھریگا۔ مگر اس بات پر قادر ہے کہ دوزخ کو مجھ سے بھردے
اور انکو بہشت میں بھیجدے۔ میں متحیر ہوگیا پھر اسی شب کو خواب میں دیکھا کہ کسی نے آکر مجھ سے
کہا خدا فرماتا ہے ابوالحسن سے کہدو کہ ہم نے تمکو خلق پر اس شفقت کیوجہ سے بخشدیا۔ فرماتے ہیں ایک رات
میں نے طواف گاہ کو خالی پاکر طواف شروع کردیا جب حجر اسود کے پاس پہونچتا تھا تو یہ دعا کرتا
تھا کہ اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنِیْ حَالًا وَصِفَۃً لَا اَتَغَیَّرُ مِنْهُ۔ خدایا مجھے ایسی حالت وصفت عطا کر کہ میں

اُس سے علیحدہ ہوں۔ ناگاہ کعبہ کے اندر سے میں نے آواز سُنی کہ ابوالحسن تم چاہتے ہو ہماری برابری کو
یہ نہیں ہو سکتا کہ ہماری صفات متغیر نہیں ہوتیں مگر بندوں کو ہم لوٹ پلٹ ہی کرتے رہتے ہیں تاکہ ربوبیت
عبودیت کا فرق ظاہر ہو۔ شبلیؒ فرماتے ہیں ایک روز میں نوریؒ کے پاس گیا تو اُنکو اس طرح مراقبہ
میں بیٹھا پایا کہ بدن کے بال حرکت نہ کرتے تھے۔ میں نے کہا ایسا عمدہ مراقبہ تم نے کہاں سے سیکھا۔ فرمایا
بلی سے کہ وہ چوہے کی سوراخ پر تجھ سے بہت زیادہ ساکن تھی۔ ایک رات اہل قادسیہ کو آواز آئی
کہ خدا کا ایک دوست اس جنگل میں ہے اور وہاں دردناک ہیں اُس کی پاس تم پہنچو۔ سب لوگ نکلکر
وہاں پہونچے تو نوریؒ کو دیکھا کہ ایک قبر کھود کر اسمیں بیٹھے گئے ہیں۔ اصرار و خوشامد کرکے شہر
میں لائے اور پوچھا کہ یہ کیا بات تھی۔ فرمایا چند روز سے میں جنگل میں تھا کچھ کھانا نہ ملا جب شہر کے
نزدیک پہونچا اور نخلستان دیکھا تو نفس خوش ہوگیا اور مجھ سے تر چھوارے مانگے۔ میں نے کہا تجھ کو ابھی
تک آرزو باقی ہے اس جنگل میں تجھکو ٹھیراؤں گا تاکہ شیر تجھے پھاڑ ڈالیں۔ ایک روز دریا میں غسل کر رہے
تھے کہ ایک چور آکر آپکے کپڑے لیگیا۔ ابھی دریا سے باہر نہ نکلے تھے کہ چور لوٹ آیا اور اسکا ہاتھ
خشک ہوگیا تھا۔ نوریؒ نے فرمایا الٰہی جب میرے کپڑے واپس لے آیا تو اسکا ہاتھ واپس
کر دے اُسیوقت اُسکا ہاتھ اچھا ہوگیا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ خداتعالیٰ آپکے ساتھ کیا کرتا ہے فرمایا
جب حمام میں جاتا ہوں تو وہ میرے کپڑوں کی حفاظت کرتا ہے۔ پوچھا کیسے فرمایا ایک روز میں
حمام میں گیا تو ایک شخص آکر میرے کپڑے لیگیا میں نے کہا خدایا میرے کپڑے واپس کر دے اُسیوقت
اُس شخص نے آکر کپڑے دیدیے اور معافی چاہی۔ ایکبار بغداد کے بازار نخلستان میں آگ لگ گئی
اور بہت سے لوگ جل گئے۔ دو غلام بچے رومی بہت خوبصورت تھے آگ اُنکے گرد پہونچ گئی تو نخاس زور سے
فریاد کرنے لگا اور اُنکا مالک کہتا تھا کہ جو غلام بچوں کو نکال لائے اُسے دو ہزار دینار مغربی دونگا مگر
کسی کی طاقت نہ تھی کہ اُنکے گرد پہونچے۔ ناگاہ نوریؒ پہونچ گئے اور یہ واقعہ دیکھکر کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم
اور آگ میں جاکر اُنکو باہر نکال لائے۔ مالک نے دو ہزار دینار آپکے سامنے رکھدیے۔ فرمایا اُنکو اٹھالو
اور خدا کا شکر کرو یہ مرتبہ و منزلت نہ لینے کی وجہ ہی سے ہمکو دیا گیا ہے ہم نے دُنیا کو آخرت سے بدل لیا ہے۔

آپکی ایک خادمہ تھی زیتونہ۔ وہ کہتی ہے کہ ایک روز دودھ روٹی میں آپکے پاس لیگئی تو آپنے ہاتھوں سے آگ الٹ پلٹ کی تھی اور انگلیاں سیاہ ہوگئی تھیں ویسی ہی ان سے کہانے لگے میں نے کہا یہ عجب نجس شخص ہے کہ سیاہ انگلیوں سے کہاتے ہیں انکو دہوتے نہیں اسیوقت ایک شخص نے آکر خادمہ کو پکڑ لیا کہ تونے کپڑا چرالیا ہے اور دارالعدالت کے پاس کو لیچلا۔ آپنے باہر نکلکر فرمایا اسے تکلیف نہ دو کہ کپڑا آتا ہے اسیوقت ایک شخص کپڑا لیکر آگیا۔ آپنے زیتونہ سے فرمایا اب کبھی نہ کہنا کہ یہ ناہنجار مرد ہے۔ خادمہ نے کہا بیشک توبہ کی۔ آپنے ایک شخص کو دیکھا کہ اسکا اسباب گر پڑا ہے اور دراز گوش مرگیا ہے اور وہ شخص نہایت مصیبت میں ہے زار زار رو رہا ہے۔ آپنے دراز گوش کے ایک لات ماری کہ اٹھ سونیکا کیا موقعہ ہے اسیوقت وہ اٹھ بیٹھا اور اس شخص نے اُس پر اسباب رکھ لیا۔

نقل ہے کہ آپ بیمار ہو گئے تو جنیدؒ عیادت کو آئے اور گل و میوہ لائے اسکے بعد جنیدؒ بیمار ہوئے تو آپ مریدوں کے ہمراہ انکی عیادت کو گئے اور مریدوں سے فرمایا کہ ہر شخص جنیدؒ کی تھوڑی تھوڑی بیماری اُٹھالے۔ سب نے کہا ہم نے اُٹھالی تو اسیوقت انکو صحت ہوگئی۔ آپنے فرمایا جب عیادت کو جاؤ تو یوں جاؤ نہ یہ کہ گل و میوہ لیجاؤ۔ فرماتے ہیں میں نے ایک ضعیف بڈھے کو دیکھا کہ اُسکے کوڑے مارے جاتے ہیں مگر وہ فریاد بالکل نہیں کرتا صبر کرتا ہے۔ جب قیدخانہ میں اسکو بھیجدیا تو میں اُسکے پیچھے گیا اور کہا تو اسقدر ضعیف بے قوت ہے زخم پر کیسے صبر کرلیا۔ کہا بیٹے ہمت سے بلا اُٹھا سکتے ہیں نہ کہ جسم سے۔ میں نے کہا صبر تمہارے نزدیک کیا ہے۔ کہا یہ کہ بلا میں پڑنیکو ایسا سمجھے جیسا بلا سے نکلنے کو۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ راہِ معرفت کیا ہے۔ فرمایا نار و نور کے سات دریا ہیں جب اُن سے تم نکلگئے تو معرفت سے خلق کو لقمہ بنالیا۔ اوّلین و آخرین کو ایک لقمہ میں نگل گئے۔ ابوحمزہ قرب کیطرف اشارہ کیا کرتے تھے۔ ایکروز نوریؒ نے ابوحمزہؒ کے ایک مرید کو دیکھا تو فرمایا ابوحمزہؒ سے کہنا کہ نوری کا سلام پہونچائے اور کہتے ہیں کہ قرب قرب جسمیں ہم ہیں وہ بُعد بُعد ہے۔ عبودیت کے بارہ میں دریافت کیا گیا تو فرمایا مشاہدۂ ربوبیت ہے۔ پوچھا آدمی اسکا مستحق کب ہوتا ہے کہ خلق کو نصیحت کرے۔ فرمایا اسوقت کہ خدا سے سمجھ لے۔ قابلیت ہوتی ہے کہ خلق خدا کو سمجھالے اور اگر وہ

خدا سے نہیں سمجھا تو اسکی بلا خدا کی ملکوں اور شہروں میں عام ہو جائیگی بشارت کو دریافت کیا تو فرمایا اشارت عبارت سے مستغنی ہے اور اشارت بھی سچے حاصل دلوں کا صدق میں استغراق ہے۔ وجد کو دریافت کیا تو فرمایا خدا کی قسم زبان اسکی حقیقت بیان کرنے سے گونگ ہے اور بلاغت اور ادب اسکی وصف بیان سے عاجز ہے وجد کی حالت تمام حالتوں سے بڑھ کر ہے۔ وجد سے زیادہ کوئی درد بیدرمان نہیں۔ پوچھا خدا پر عقل سے دلیل کیا ہے۔ فرمایا خود خدائے تعالیٰ۔ پوچھا تو عقل کی کیا حالت ہے۔ فرمایا عقل عاجز ہے اور عاجز چیز اپنے جیسے عاجز ہی پر دلیل ہو سکتی ہے۔ اور فرمایا راہ اسلام خلق پر بند ہے جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط پر سر نہ رکھیں گشادہ نہ ہوگی۔ اور فرمایا صوفی وہ لوگ ہیں کہ انکی جان بشریت کی کدورت سے آزاد ہو گئی ہے اور آفت نفس سے صاف اور ہوا سے خالص ہو گئی ہے صف اول و مرتبہ اعلیٰ میں حق کے ساتھ آرام کرتے ہیں اسکے غیر سے بھاگ گئے ہیں نہ وہ مالک ہیں نہ مملوک اور فرمایا صوفی وہ ہے کہ کوئی چیز اسکے فکر میں نہ آئے اور وہ کسی چیز کی فکر میں نہو۔ اور فرمایا تصوف نہ رسوم کا نام ہے نہ علوم کا بلکہ اخلاق کا نام ہے یعنی اگر رسم ہوتی تو مجاہدہ سے حاصل ہو جاتی۔ اور علم ہوتا تو تعلیم سے حاصل ہو جاتا مگر وہ تو اخلاق ہے تخلقوا باخلاق اللہ اور خلق خدا نہ رسوم سے حاصل ہو سکتا ہے نہ علوم اور تصوف آزادی جوانمردی تکلف کا چھوڑ دینا ہے۔ اور تصوف نفس کے تمام حصوں کو حق سبحانہٗ کے حقِ کیوجہ سے چھوڑ دینا ہے۔ اور تصوف دنیا کی دشمنی اور مولیٰ کی دوستی ہے۔ ایک دن ایک نابینا اللہ اللہ کہہ رہا تھا آپنے اسکے پاس جاکر فرمایا تو کسے کیا جانے اور اگر جانتا ہے تو زندہ کب رہیگا یہ کہکر بیہوش ہوکر گر پڑے جب اٹھے تو جنگل کو چلدیئے اور ایک نیستان میں پہونچے۔ وہاں بانسوں کی کانٹے پیروں اور پہلو میں چبھ گئے اور خون بہنے لگا جو قطرہ خون کا گرتا تھا اللہ کا نقش لکھا جاتا تھا۔ ابو نصر سراج فرماتے ہیں جب آپکو گھر لائے اور کہا لا الٰہ الا اللہ کہو تو فرمایا میں وہیں جاتا ہوں اور وہیں وفات پائی۔ جنیدؒ فرماتے ہیں جب سے نوریؒ کی وفات ہوئی کسی نے حقیقتِ صدق کے بارہ میں گفتگو نہ کی کہ وہ صدیق زمانہ تھے ۔

حصہ اول ختم ہوا

سینتالیسواں باب ذکر عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ

وہ حاضر اسرار طریقت ناظر انوار حقیقت ادب یافتہ عتبہ عبودیت جگر سوختہ جذبہ ربوبیت سابق درمریدی و پیری قطب وقت عثمان حیری اکابر مشائخ خراسان اور معتبرین اہل تصوف سے تھے بلیغ الہمہ عالی ہمت مقبول اصحاب اعداانواع کرامات وریاضات سے مخصوص تھے وعظ شافی اور اشارات عالیہ رکھتے تھے فنون علم طریقت وشریعت میں کامل سے نظیر تھے آپکی بزرگی میں کسیکو کلام نہیں آپکی زمانہ کی اہل طریقت فرماتے ہیں کہ دنیا میں تین مرد ہیں جنکا مقابلہ کا چوتھا نہیں۔ نیشاپور میں ابو عثمانؒ اور بغداد میں جنیدؒ اور شام میں ابو عبداللہ جلاء عبداللہ بن محمد ابازیؒ کہتے ہیں میں نے رویم یوسف بن الحسین۔ محمد فضل۔ ابو علی جرجانی وغیرہ کو دیکھا مگر ابو عثمان سے زیادہ خدا کو پہچاننے والا کسی کو نہ پایا خراسان میں تصوف کا اظہار آپنے ہی کیا۔ جنید۔ رویم یوسف حسین اور محمد فضل کے ساتھ آپکی صحبت رہی ہے۔ آپکے پیر بزرگوار تین ہیں یحییٰ بن معاذ شاہ شجاع کرمانی ابو حفص حداد پیروں کی دل سے کسی مشائخ نے ایسا بہرہ نہ پایا جیسا ابو عثمان نے پایا نیشاپور میں آپکے لئے منبر رکھا گیا تو اہل تصوف کی باتیں آپنے بیان کیں فرماتے ہیں بچپن ہی سے میرا دل ہمیشہ حقیقت کو چاہتا تھا اور اہل ظاہر سے نفرت کرتا تھا اور ہمیشہ سے مجھکو خیال تھا کہ اسکے سوا بھی کوئی اور چیز ہے جسکو عام لوگ سمجھے ہیں اسکے علاوہ اس ظاہر کے شریعت کے کچھ اسرار بھی ہیں۔ ایکروز آپ مکتب کو جا رہے تھے اور چار غلام پیچھے پیچھے تھے ایک تو رومی ایک حبشی اور ایک کشمیری سونے کی دوات اور زر بفت کا عمامہ اور نہایت قیمتی کپڑے پہنے ہوئے سرائے میں دیکھا کہ ایک گدھے کی پیٹھ زخمی ہے اور کوا چونچ سے اسکا گوشت کاٹتا ہے اور کھاتا ہے اس گدھے کو اتنی قوت نہیں کہ ہٹا دے کیونکہ اسکا منہ پیٹھ تک نہیں پہنچتا۔ آپکو رحم آیا اور غلام سے فرمایا تو میرے ساتھ کس لئے ہے کہا اسواسطے کہ جو خیال آپکو آئے اسمیں میں آپکا مددگار ہوں اسیوقت وہ قیمتی کپڑے اوتار کر اس گدھے کی پیٹھ پر ڈالدیئے اور عمامہ اسکی کمر سے باندھ دیا۔ گدھے نے زبان حال سے درگاہ رب العزت میں مناجات کی ابو عثمانؒ ابھی گھر تک نہ پہنچے تھے کہ انپر ایک حالت طاری ہو گئی اور یحییٰ بن معاذ

کی مجلس میں پہونچی۔ اُنکے کلام سے آپ پر حالت منکشف ہوگئی اور ماں باپ سے علیحدہ ہوگئی کچھ زمانہ تک
اُنکی خدمت میں رہ کر ریاضت کی یہاں تک کچھ لوگ شاہ شجاع کرمانی کے پاس آئے اور شاہ کے حالات بیان
کئے تو آپکو شاہ کو دیکھنے کا بہت شوق ہوگیا۔ اجازت لیکر کرمان پہونچی مگر شاہ نے بار نہ دیا اور فرمایا تم
رجا کی خوگر ہو اور یحیی کا مقام رجا ہے۔ جو شخص رجا کا عادی ہو اس سے سلوک نہیں ہوسکتا کہ رجا کی
تقلید سے کاہلی پیدا ہو جاتی ہے۔ یحیی کی رجا تو تحقیقی ہے مگر تمہاری رجا تقلیدی ہے۔ آپ نے بہت تضرع
کیا اور بیس روز تک دروازہ پر پڑے رہے تو شاہ نے بار دیا۔ مدت تک اُنکی صحبت میں رہکر بہت سے
فائدے حاصل کئے۔ یہانتک کہ شاہ نے ابو حفص کی زیارت کیلئے نیشاپور کا قصد کیا۔ ابو عثمان بھی انکے
ہمراہ گئے۔ شاہ قبا پہنتے تھے ابو حفص نے شاہ کی بہت تعریف کی۔ ابو عثمان کا ارادہ صحبت ابو حفص کا
تھا مگر شاہ کی حشمت انکو اس سے باز رکھتی تھی کہ شاہ نہایت غیرت مند تھے۔ ابو عثمان خدا سے چاہتے تھے کہ کوئی سبب ایسا
ہو جائے جو میں ابو حفص کے پاس رہ جاؤں اور شاہ کو رنج نہ ہو کیونکہ وہ ابو حفص کے حالات بلند دیکھتے تھے
شاہ نے واپسی کا عزم کیا تو ابو عثمان نے بھی موافقت کی مگر انکا دل ابو حفص کیطرف ہی تھا۔ ایک روز
ابو حفص نے شاہ سے فرمایا اپنی خوشی سے اس جوان کو یہیں چھوڑ دیجئے کہ ہمارا دل اس سے خوش ہوتا ہے
شاہ نے انکی طرف منہ کر کے فرمایا تم رہ جاؤ پس شاہ چلے گئے اور ابو عثمان رہ گئے اور جس مقام پر پہونچے وہ
پہونچے یہانتک کہ ابو حفص آپکے بارہ میں فرماتے ہیں کہ ان واعظ یحیی بن معاذ نے انکو نقصان دیا ہے تو
اصلاح کیسے ہوسکتی ہے یعنی یہ اول سے ہی آتش میں تو کوئی انکو زیادہ کیا کرے۔ ابو عثمانؒ فرماتے ہیں کہ
حالت جوانی میں ابو حفص نے مجھے اپنے پاس سے دور کر دیا اور فرمایا کہ میں نہیں چاہتا تم دوبارہ میرے
پاس آؤ میں نے کہا تو کچھ نہیں لیکن دل نے گوارا نہ کیا کہ انکی طرف پیٹھ کروں اسیطرح انکی طرف منہ کئے
ہوئے چلا جاتا تھا یہانتک کہ انکی نظر سے غائب ہوگیا اور روتا جاتا تھا۔ انکی برابر ایک جگہ بنا کر
سوراخ کر لیا جسمیں سے انکو دیکھا کرتا تھا اور ارادہ کر لیا کہ وہاں سے بغیر فرمان شیخ کے نہ اٹھوں گا۔
جب انہوں نے میری حالت دیکھی تو مجھکو بلا کر اپنی لڑکی سے نکاح کر دیا۔ فرماتے ہیں چالیس سال ہوئے
جس حال میں خدا نے مجھکو رکھا ہے اس سے مکروہ نہیں ہوا ہوں اور مجھکو ایک حالت سے دوسری حالت کیطرف

منتقل نہیں کیا ہے کہ میں اسمیں خشمناک ہوا ہوں۔ اور اسکی دلیل یہ ہے کہ اس زمانہ میں ایک منکر تھا
اُسنے آپکو دعوت کیلئے بلایا آپ اُسکے دروازہ پر گئے تو اُسنے کہا اے شکم خوار کوئی چیز نہیں ہے واپس لوٹ جا
آپ لوٹ آئے پھر اُسنے آواز دی کتا تو پھر اُسکے پاس پہنچ گئے۔ کہا تو کھانا بہت کھاتا ہے اور کھانا تھوڑا
ہے۔ جا۔ آپ چلے آئے پھر بلایا تو پھر گئے۔ اُسنے کہا پھر یہ کھا گئے۔ اسیطرح تیس بار اُسنے بلا کر سخت
خرافات باتیں کہیں مگر آپکے ابرو پر فرق بل نہ آیا تیس مرتبہ کے بعد اُسکے ہاتھ پر کام ہوا جاتے رہے
اور رونے لگا۔ توبہ کرکے آپکا مرید ہوگیا اور کہا آپ عجیب مرد ہیں تیس بار ہینے خواری سے آپکو نکالا مگر آپ میں
ذرہ برابر تغیر نہ آیا۔ فرمایا یہ تو بہت سہل بات ہے کتوں کا تو یہی کام ہوتا ہے کہ انکو بلاؤ گے تو آجائینگے
اور نکالدو گے تو چلے جائیں گے انمیں کچھ تغیر نہ ہوگا۔ یہ کوئی بات نہیں کہ کتے ہمارے برابر ہیں
مردوں کا کام اور ہی کچھ ہے۔ ایک دن آپ جاتے تھے کہ کسی نے کوٹھے پر سے راکھ کا طشت آپکے سر پر ڈالدیا۔
مریدوں کو غصہ آگیا اور اس شخص کو سزا دینا چاہی مگر آپنے فرمایا ہزار ہزار شکر کرنا چاہیئے کہ جو شخص اس
قابل ہو کہ اسکے سر پر آگ ڈالی جائے اُسکے لئے راکھ سے بجھا دیں وہ بڑی دولت والا ہے۔ ابو عمرو بیان کرتے ہیں کہ
اول ہینے ابو عثمان کی مجلس میں توبہ کی اور مدت تک اسپر قایم رہا مگر پھر معصیت میں پڑ گیا اور انکی خدمت
سے علیحدہ ہونے لگا تو فرمایا جب تم ہمارے پاس سے بھاگتے ہو تو دشمنوں کے پاس اسطرح بیٹھا کرو کہ وہ
تمہارا عیب نہ دیکھیں کہ اگر عیب دیکھ لیں گے تو وہ خوش ہوں گے اور اگر عیب نہ دیکھیں گے تو غمگین
رہیں گے اور اگر تم معصیت کرنا چاہو تو ہمارے پاس آجانا تاکہ تمہاری بلا ہم اپنے اوپر لے لیں اور
دشمن تمہارے خوش نہ ہوں۔ جب شیخ نے یہ فرمایا تو میرا دل گناہ سے پھر گیا اور میں نے توبہ کر لی ایک
جوان شخص چنگ ہاتھ میں لئے جا رہا تھا شیخ کو دیکھکر چنگ آستین میں چھپا لیا۔ اور سمجھا کہ آپ محتسب ہیں
آپ شفقت سے اُسکے پاس گئے اور فرمایا دوست کہ بھائی سب ایک ہیں آخر توبہ کی پس شیخ نے خانقاہ
میں بھیجکر غسل کرایا اور خرقہ پہنایا پھر سر اٹھا کر کہا الٰہی جو کام میرا تھا وہ میں نے کیا اب تجھکو کرنا چاہیئے
اسیوقت مردوں کی حالت اُسمیں پیدا ہوگئی جس سے ابو عثمان متحیر ہوگئے۔ نماز عصر کے وقت
ابو عثمان مغربی آئے تو ابو عثمان حیری نے کہا کہ اے شیخ میں رشک میں جلتا ہوں جس بات کی ہم عمر دراز

سے طمع رکھتے تھے وہ اس جوان کو مفت میں مل گئی جس کے منہ سے ابھی شراب کی بو آتی ہے
کہ کام عنایت ازلی ہی سے ہوتا ہے نہ عمل و کوشش سے ہوتا ہے نہ کوشش سے سابقیت سے ہے نہ عاقبت خالق
کی طرف سے ہے نہ خلق سے۔ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں زبان سے ذکر کرتا ہوں مگر دل ساتھ نہیں دیتا
فرمایا شکر کر کہ ایک عضو تو مطیع ہو گیا دل بھی موافقت کرنے لگیگا۔ ایک مرید نے پوچھا کہ اس شخص کے
حق میں آپ کیا کہتے ہیں کہ اگر لوگ کہہ سکے اُٹھ تو نہیں تو لے اچھا معلوم ہو اور نہ اُٹھیں تو برا لگے آپ نے
کچھ جواب نہ دیا۔ اور چند لوگوں نے پوچھا تو فرمایا مجھ سے ایسا ایسا مسئلہ پوچھا گیا میں ایسے شخص
کو کیا کہوں کہ اگر اسی میں رہیگا تو کہہ دو کہ خواہ ترسا ہو یا یہودی۔ ایک مرید نے دس سال آپکی خدمت
کی آداب خدمت میں کچھ قصور نہ کیا اور سفر حجاز کو آپ کے ہمراہ گیا ریاضتیں اٹھائیں۔ اس مدت میں
شیخ سے کہتا تھا کہ کچھ اسرار محبت سے بیان کیجیے دس سال کے بعد شیخ نے اس سے فرمایا کہ جب مرجاؤ تو
پھر پیچھا اُٹھا لینا یہ بہت دور راز ہے میری فہم اس بات تک نہیں پہنچی جو سمجھ گیا وہ سمجھ گیا۔ اور یہ
بات اور ہے کہ ابو سعید ابو الخیر سے پوچھا گیا کہ معرفت کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ بچوں سے کہتے ہیں تاک
عمارت کر پھر ہماری بات کر آپ سمجھاتے ہیں لہذا کیساتھ صحبت حسن ادب اور دوام ہیبت سے کہنا چاہیے
اور رسول علیہ السلام کیساتھ محبت و متابعت سنت اور ظاہر علم کے لزوم سے۔ اور اولیاء کیساتھ
تعظیم و خدمت سے اور بھائیوں کے ساتھ تازہ روئی سے اگر وہ گناہ میں نہ ہوں اور جاہلوں کیساتھ
دعا و رحمت سے۔ اور فرماتے ہیں جب مرید علم کو سنتا اور اس پر عمل کرتا ہے تو اس کے دل میں نور پیدا
ہو جاتا ہے آخر عمر میں اُس کا نفع اُسے پہونچتا ہے اور جو کوئی اُس سے بات سنتا ہے اسے بھی نفع پہنچتا
ہے۔ اور جو کوئی بزرگوں کی بات سنکر اُس پر عمل نہیں کرتا اُس کی حکایت ہی حکایت رہجاتی ہے۔ اور
جسکی ارادت ابتدا میں درست نہیں ہوتی اُسکا ادبار ہی بڑھتا ہے۔ اور فرمایا جو شخص اپنے اوپر سنت کو
غالب کر لیتا ہے وہ حکمت بیان کرتا ہے اور جو ہوا کو غالب کر لیتا ہے وہ بدعت کی باتیں بکتا ہے۔
اور کوئی شخص اپنے عیبوں کو نہیں دیکھتا۔ اپنے عیبوں کو وہ دیکھتا ہے جو ہر حالت میں اپنے اوپر
ملامت کرتا رہے۔ اور مرد کامل نہیں ہوتا جبتک اُسکے دل میں چار باتیں برابر نہیں ہو جاتیں منع و عطا

اور ذلت و عزت۔ اور فرمایا روئے زمین پر سب چیزوں سے زیادہ عزیز تین شخص ہیں وہ عالم جو علم
کی باتیں بیان کرے۔ اور وہ مرید جو طمع نہ رکھے۔ اور وہ عارف جو حق کی صفت بلا کیفیت بیان کرے اور
اس طریقہ میں ہماری اصل خاموشی اور علم خدا پر بھروسہ رکھنا ہے۔ اور ظاہر میں سنت کی محافظت صفائے
باطن کی علامت ہے۔ اور جس شخص کو خدا کی معرفت سے عزیز کیا ہے اسے چاہیئے کہ اپنے آپکو معصیت سے
ذلیل نہ کرے۔ اور دل کی صلاحیت چار باتوں میں ہے۔ خدا کی طرف احتیاج۔ اور غیر خدا سے استغنا
اور تواضع و مراقبہ۔ اور جسکا خیال تمام باتوں میں خدا کی طرف نہو اسکا حصہ تمام باتوں میں خدا
کی طرف سے ناقص ہے اور جو شخص آخرت کی باتوں میں تفکر کریگا اسکو نعمت آخرت کی طرف
ہو جائے گی۔ اور جو شخص اپنی راحت و عزت دنیا سے بیں ہٹ کریگا اسکا دل فارغ ہو جائیگا اور اسکا
خدا پر رحمت ہوگی۔ اور مانند دلگیر وہ شخص ہے جسے اسکی پرواہ نہ ہو کہ مجھے اندوہ نہ پہونچے۔ اور ہر چیز کا
اندوہ مومن کیلئے فضیلت ہے اگر معصیت کے سبب نہ ہو۔ اور فرمایا خوف آن کے عذاب سے ہے اور
رجا فضل سے۔ اور خوف کی سچائی ظاہر و باطن میں دنیا سے پرہیز کرنا ہے اور خوف خاص وقت
پر ہوتا ہے اور عام آیندہ کیلئے۔ اور فرمایا خوف خدا تک پہونچاتا ہے اور تکبر خدا سے دور کرتا ہے اور
صابر وہ ہے جو تکالیف برداشت کرنے کا خوگر ہو اور شکر عام کھانے پہننے پر ہوتا ہے اور خاص ان
معانی پر جو درویشوں کے دل میں آتے ہیں۔ اور اصل تواضع کی تین باتوں میں ہے۔ بندہ اپنی جہالت
اپنے گناہ اپنی احتیاج خدا کی طرف یاد کرے۔ اور توکل خدا پر کفایت اور بھروسہ کرنا ہے۔ اور
فرمایا جو شخص حیا کے متعلق گفتگو کرے مگر شرم نہ رکھے اسے خدا کی طرف سے ڈھیل ہے۔ اور قانع وہ ہے
جسے دوسروں کی فکر نہ ہو اور شوق ثمرہ محبت ہے جو خدا کو دوست رکھتا ہے وہ خدا کے
دیدار کا آرزومند ہوگا۔ اور جس قدر بندہ کے دل میں خدا کی طرف سے سرور پہونچتا ہے بندہ کو اسکا
اشتیاق پیدا ہوتا ہے اور جسقدر اشتیاق بندہ کو دوری سے پیدا ہوتا ہے اسکی دوری سے
ڈرتا ہے۔ اور فرمایا خوف سے محبت درست ہوتی ہے اور التزام ادب سے دوستی کی تاکید ہوتی ہے اور
محبت کا نام محبت اس وجہ سے ہے کہ محبوب کے سوا جو کچھ دل میں ہوتا ہے اُسے محو کر دیتی ہے۔ اور جسنے

غفلت کی وحشت کا مزا نہ چکھا ہوگا اُسے اُنس کی حلاوت حاصل نہ ہوگی۔ اور تفویض یہ ہے کہ جو علم نہ آتا ہو وہ اُس کے عالم پر چھوڑ دو۔ اور فرمایا تفویض رضا کا مقدمہ ہے اور رضا اللہ کا باب عظیم ہے۔ اور فرمایا حرام سے زہد فرض ہے اور مباح سے سنّت اور حلال سے قربت۔ اور سعادت کی علامت یہ ہے کہ اطاعت کرے اور اُس سے ڈرے کہ کہیں مردود نہ ہو جاؤں۔ اور شقاوت کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرے اور اُمید رکھے کہ مقبول ہو جاؤں۔ اور عاقل وہ ہے کہ جس بات سے ڈرتا ہو اُس کا انتظام قبل اس کے کرے کہ وہ واقع ہو جائے۔ اور تم اپنی خواہشات نفسانی کا اتباع کرنے سے قید خانہ میں ہو جب اپنا کام خدا کے سپرد کرو گے تو سلامت رہو گے اور اُس قید سے چھوٹ کر راحت پاؤ گے۔ اور طاعت پر صبر کرنا کہ وہ جاتی نہ رہے طاعت ہے تو یونہی معصیت سے صبر کرنا کہ معصیت کے اصرار و نجات ملے یہ بھی طاعت ہے۔ اور فرمایا امیروں کی صحبت میں عزت سے رہو اور فقیروں کی صحبت میں ذلت سے کیونکہ امیروں سے تکبر تواضع ہے اور فقیر کے ساتھ تواضع نہایت عمدہ حسب ہے۔ اور فرمایا دنیا سے خوش ہونا تمہارے دل سے خدا سے خوش ہونے کو نکال دیگا اور غیر خدا سے ڈرنا خدا کے ڈر کو اور غیر خدا سے اُمید رکھنی کو دل سے علیحدہ کر دیگا۔ اور ٹھیک شخص وہ ہے جو غیر خدا سے نہ ڈرے نہ اُمید رکھے اور اُس کی رضا کو اپنی خواہش نفسانی پر ترجیح دے۔ اور خوف خدا تجکو خدا تک پہنچا دیگا۔ اور نفس کا تکبر و عُجب خدا سے جدا کر دیگا۔ اور خلق کو ذلیل و خوار کہنا ایسی بیماری ہے جس کی کوئی دوا نہیں۔ اور آدمی اپنے اخلاق پر اُسی وقت تک ہیں کہ اُنکی خواہش کے خلاف نہ ہو جب اُنکے خلاف کوئی بات ہوتی ہے تو سب اچھی اخلاق والے بُری عادت والے ہو جاتے ہیں۔ اور اصل میں عداوت تین چیزوں سے ہے مال اور لوگوں کی تعظیم و قبولیت کی طمع سے۔ اور مُرید کو دُنیا کی تین چیزیں عیش کی ضرورت ہے امداد و فقر کی اعتماد گاہ ہے اور امیروں کی آرایش۔ اور حقتعالیٰ نے اپنے کرم پر اُن بندوں کو معافی دینا واجب کر لیا ہے جنہوں نے عبادت میں تقصیر کی ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ۔ اور اخلاص یہ ہے کہ نفس کا دخل کسی حالت میں نہ ہو۔ یہ عوام کا اخلاص ہے اور خواص پر اخلاص خود بخود جاری ہو جاتا ہے اُنکی طرف سے نہیں ہوتا جو طاعت وہ کرتے ہیں

اُن سے کہا اے استاد ایسا چہرہ دوزخ کی آگ میں جلیگا۔ فرمایا یہ نفس کا دھوکا اور شیطان کا دام ہے جو تم کو
نہیں پہچانتا ہے۔ عبرت کی نظر نہیں اگر عبرت کی نظر ہوتی تو اٹھارہ ہزار عالم میں بہت سی عجیب باتیں ہیں مگر
اس سے عبرت نہیں لیتی اور اسکو دیکھنی کیوجہ سے بہت جلد تمکو سزا ملیگی۔ جب جنید چلے گئے تو قرآن میری دل سے
فراموش ہوگیا۔ برسوں تک حق تعالے سے مدد چاہی اور زاری و توبہ کی تو اُسنے اپنے فضل سے پھر قرآن عطا
کیا۔ اب میں ایک زمانہ سے اتنا نہیں سکتا کہ موجودات میں سے کسی چیز کیطرف التفات کروں
جو چیز دوں پر نظر کرنیں اپنا وقت ضایع کروں۔ لوگوں نے فقر کے بارہ میں سوال کیا تو خاموش ہوکر
باہر چلے گئے واپس آئے تو لوگوں نے پوچھا کیا بات تھی۔ فرمایا چار دانگ چاندی میرے پاس تھی تو مجھے شرم
معلوم ہوئی کہ فقر کی گفتگو کروں۔ اب صدقہ دیکر آیا ہوں تاکہ اُسکے بارہ میں بیان کروں۔ اور فرماتے
ہیں مدینہ منورہ میں پانچ اٹھائیس فاقہ کیحالت میں گیا اور حوائج کا ثبات علیہ فضل الصلوات کی تربت
مطہر روضہ منورہ کے پاس جاکر عرض کیا میں آپکے یہاں مہمان آیا ہوں میں سو گیا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کو خواب میں دیکھا کہ آپنے ایک روٹی مجکو دی جسمیں سے آدھی میں نے کھالی جب بیدار ہوا تو باقی آدھی ہاتھ میں
تھی۔ پوچھا گیا آدمی اسم فقر کا مستحق کب ہوتا ہے۔ فرمایا اسوقت کہ اُسکی کوئی چیز باقی نہ رہے۔
لوگوں نے پوچھا آدمی تائب کب ہوتا ہے۔ فرمایا جبکہ الٹی طرف کا فرشتہ بیس برس تک اُسکا کوئی گناہ نہ
لکھے۔ اور فرماتے ہیں حق کی نزدیک آدمیوں کی تین قسم ہیں ایک وہ زاہد ہے اور جو اول وقت میں فرائض
ادا کرے وہ عابد ہے اور جو تمام افعال کو خدا کی طرف سے سمجھے وہ موحد ہے۔ اور زاہد وہ ہے جو دنیا کو
چشم زوال سے دیکھے تاکہ وہ اسکی آنکھ میں حقیر ہو جائے اور دل اس سے بآسانی اُٹھا سکے اور فرمایا عارف کی
ہمت حق کیطرف ہونا چاہیئے اور حقتعالیٰ سے کسی چیز کے باعث باز نہ رہنا چاہیئے۔ اور جسکی درویشی کے
ساتھ تقویٰ نہیں وہ حرام محض کھاتا ہے۔ اور تصوف وہ فقر ہے جو اسباب سے علیحدہ ہے۔ اور فرمایا معرفت
کا شکر تواضع ہے اور عزت کا شکر تواضع اور مصیبت کا شکر صبر اور خائف وہ ہے جو غموں سے محفوظ ہو
اور جب حق کے ساتھ باطل شریک ہو جائیگا تو حق کی قسم سے وہ کام باطل کی قسم میں آجائیگا کیونکہ
حق غیور ہے اور رزق کا قصد تمکو حق سے دور اور خلق کا محتاج کردیگا۔ جب آپکی وفات قریب آئی تو

ہنستے تھے اور وفات پائی تو بھی ہنستے رہے طبیب نے کہا زندہ ہیں مگر سانس دیکھی تو انتقال ہوچکا تھا۔

پچاسواں باب ذکر ابو محمد رویم رحمۃ اللہ علیہ

وہ صفی پردہ شناخت ملی قبۂ نواخت زبدہ بے زلل صادق بے بدل آفتاب بے غیم امام عہد ابو محمد رویم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشائخ کبار میں سے اور سب کے ممدوح تھے آپکی امامت و بزرگی پر سب متفق تھے جنید کے صاحب السر اور داؤد کے مذہب میں فقیہ الفقہا تھے علم تفسیر القرآن میں پوری مہارت اور تمام علوم میں کمال تھا مشار الیہ اور صاحب ہمت و فراست تھے حالات بہت اچھے تھے نہایت سخت ریاضات کی تھیں توکل پر بہت سفر کئے طریقت میں آپکی بہت سی تصانیف ہیں۔ آپ سے منقول ہے کہ فرماتے ہیں بیس سال گذر گئے کہ میرے دل میں کبھی کھانے کا خیال نہیں آیا جو فوراً حاضر نہ ہو گیا ہو اور ایک دن بغداد میں ایک طرف میرا گذر ہوا تو پیاس زور کی لگی۔ ایک گھر سے پانی مانگا تو ایک لڑکے نے دروازہ کھولکر پانی دیدیا پھر کہا صوفی دن میں پانی پیتا ہے جب میں نے یہ سنا تو پھر کبھی دن میں پانی نہ پیا۔ ایک روز کسی نے آکر پوچھا کہ آپکا حال کیسا ہے۔ فرمایا اسکا حال کیا ہو گا جسکا دین اسکی خواہش ہو اور ہمت دنیا کیلئے ہو نہ وہ نیک کار خلق سے بھاگا ہوا ہو نہ عارف خلق میں سے چنا ہوا ہو نقل ہے لوگوں نے پوچھا کہ سب سے پہلے کیا چیز بندہ پر حقتعالیٰ نے فرض کی ہے۔ فرمایا معرفت وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔ اور فرماتے ہیں حقتعالیٰ نے بعض چیزوں کو بعض چیزوں میں نہاں کیا ہے مگر انہی آپکو۔ اور حاضر تین قسم کے ہیں ایک شاہد وعید وہ ہمیشہ ہیبت میں رہتا ہے اور دوسرا شاہد وعدہ وہ ہمیشہ غیبت میں رہتا ہے تیسرا شاہد حق وہ ہمیشہ طرب میں رہتا ہے۔ اور فرماتے ہیں جب حقتعالیٰ تم کو قول و عمل دونوں دے تو سعادت ہے اور قول دے صرف عمل نہ دے تو نعمت ہے اور اگر قول دے عمل نہ دے تو مصیبت ہے اور دونوں نہ دے تو آفت ہے۔ اور تمہارا لوگوں کی ہر گروہ کی ساتھ رہنا زیادہ سلامتی کا ہے صوفیوں کے ساتھ رہنے سے کیونکہ تمام خلق سے ظاہر شرع کا مطالبہ ہو گا اور صوفیوں سے حقیقت ورع اور دوام صدق کا مطالبہ ہو گا۔ جو شخص انکی پاس بیٹھے اور انکی خلاف کرے تو خدا اسکے دل سے نور ایمان چھین

لیگا۔ اور حکیم کا حکم یہ ہے کہ علم بھائیوں پر سراغ کریں اور اپنی اور پتنگ کرے کیونکہ انکی اور پر فراخ کرنا
ایمان و علم ہے اور اپنی اور پتنگ کرنا ورع و تقوی ہے۔ لوگوں نے پوچھا آداب سفر کیا ہیں۔ فرمایا یہ کہ
مسافر کو قدم کا اندیشہ نہ ہو اور جہاں دل کو آرام ملے وہی اسکی منزل ہو۔ اور فرمایا اسوقت تک تصوف
اور پراگندہ ہو فرش پر آرام کرو اور انبساط سے پرہیز رکھو اور گدڑی کھانے پر صبر کرو۔ اور تصوف یہی ہے کہ صفائی و خلق
پوشی ہے۔ فقر و افتقار سے تعلق رکھنا۔ اور بدل و ایثار سے موصوف ہونا اور اعتراض و اختیار کو ترک
کر دینا اور تصوف نیک افعال پر قائم رہنا ہے اور توحید حقیقی یہ ہے کہ اسکی رضا میں اپنی خواہش کو فنا
کر دو اور اس کی وفا میں اپنی جفا کو تاکہ کل کل میں فانی ہو جائے اور توحید آثار بشریت کا محو ہو
جانا اور محض الہیت کا باقی رہنا ہے اور عارف کے پاس دل ایک آئینہ ہے کہ جب اسکو دیکھیگا تو
مولا اس میں متجلی ہو جائیگا۔ اور کمال حقانی یہ ہے کہ علم کے ساتھ ہو اور قرب تمام چیزوں کا زائل
ہو جانا ہے۔ اور انس یہ ہے کہ تجکو ماسوی اللہ اور اپنے نفس سے وحشت ہو جائے اور انس دل کا سرور ہے
ایسی حلاوت ہے جو بغیر خطاب کے ہو اور انس بغیر ہیبت کے غفلت اختیار کرنا ہے اور ہمت بغیر محبت کے
اور ارادت بغیر خودی سے دوری کے ساکن نہیں ہوتی اور خودی اس شخص کو ہوتی ہے جو قدم فراخ
رکھے۔ اور محبت کے معنے ہیں وصال کیساتھ وفا اور طلب وصال کے ساتھ حرمت اور یقین مشاہدہ
ہے۔ لوگوں نے فقیر کی صفت دریافت کی تو فرمایا فقیر وہ ہے جو اپنے دل اور نفس کی حفاظت کرے
اور خدا کے فرائض ادا کرے۔ اور فرمایا صبر شکایت کا ترک ہے اور شکر یہ ہے کہ جسمیں توانائی ہو وہ
کرو اور توبہ یہ ہے کہ توبہ سے توبہ کرو۔ اور تواضع علام الغیوب کے جلال کے سامنے قلوب کا ذلیل
ہونا ہے۔ اور شہوت خفی وہ ہے جو عمل نہیں کیوقت ظاہر ہو۔ اور فرمایا لحاظات راحت میں اور
خطرات امارت ہیں اور اشارات بشارت اور [illegible] میں دم مارنا حرام ہے مگر خطرات و مکاشفات معاینات
میں حلال ہے۔ اور زہد کے معنے ہیں دنیا کو حقیر کہنا اور دل سے اسکے آثار کو مٹا دینا اور خائف وہ ہے جو
غیر خدا سے نڈر ہو۔ اور رضا یہ ہے کہ اگر دوزخ کو سیدھے ہاتھ پیدا کریں تو یہ نہ کہے کہ الٹے ہاتھ پر ہوجاتی
اور رضا کے معنے ہیں خوشدلی سے احکام کا استقبال کرنا۔ اور عمل کا اخلاص یہ ہے کہ اسکے عوض میں

دونوں جہان کا انتظار نہ کھو عبداللہ خفیف نے آپ سے وصیت چاہی تو فرمایا سب سے ادنیٰ کام اس راہ میں روح کا بذل ہے اگر یہ چاہتے ہو تو صوفیوں کی عجائب میں مشغول ہو۔ آپ نے آخر عمر میں اپنے آپکو دنیا داروں میں نہاں کر دیا تھا اور قضا میں خلیفہ کے معتمد ہو گئے تھے۔ آپکا مقصود یہ تہا کہ اپنے آپکو سپر بنالیں اور محجوب ہوں یہاں تک کہ شیخ جنیدؒ فرماتے ہیں ہم عارف تو فارغ مشغول ہیں اور سویم مشغول فارغ ہیںؒ

پچاسواں باب ذکر ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ

وہ قطب عالم روحانی معدن حکمت ربانی ساکن کعبۂ سبحانی گوہر بحر وفا امام المشائخ ابن عطا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلطان اہل تحقیق و برہان اہل توحید تھے۔ فنون علم میں آیت اور اصول و فروع کے مفتی تھے آپ سے پہلے کسی مشائخ نے اسرار تنزیل و معانی تاویل کی ایسی شرح نہیں کی اور ایسے لطائف بیان نہیں کیئے کہ آپکو اسمیں بڑا کمال تہا۔ تمام اہل عصر نے آپکو محترم سمجھا۔ ابوسعید خراز آپکی بارہ میں بہت مبالغہ کرتے تھے آپکے سوا کسی کو تصوف میں مسلم نہ کرتے تھے۔ آپ جنیدؒ کے اکابر مریدوں میں سے تھے۔ ایک روز چند لوگ آپکے عبادت خانہ میں دیکھنے گئے تو تمام عبادتخانہ کو تر اور آپکو روتے دیکھا۔ پوچھا کیا بات ہے فرمایا مجھپر ایک خجالت کی حالت طاری ہو گئی عبادتخانہ کی گرد پھرتا اور روتا ہوں۔ پوچھا کس سبب سے فرمایا بچپن میں ایک کبوتر میں نے کسیکا پکڑ لیا تہا وہ مجھے یاد آگیا باوجودیکہ ہزار درم کا اس کے مالک کو میں نے ثواب پہنچا دیا تہا مگر ابھی میرے دل کو قرار نہیں آیا تو میں رو رہا ہوں نہ معلوم میرا حال کیا ہوگا۔ پوچھا روزانہ آپ کتنا قرآن پڑھتے ہیں۔ فرمایا اس سے پہلے ایک دن رات میں قرآن ختم کر لیتا تہا اب چودہ سال گذر گئے مگر آجتک سورۃ انفعال پر پہونچا ہوں یعنی اس سے قبل غفلت سے پڑہتا تھا۔ آپکے دس لڑکے تھے جو سب خوبصورت تھے۔ ایک سفر میں آپکے ہمراہ گئے راہ میں چوروں نے لوٹ لیا۔ ایک ایک لڑکے کی آنکھیں بند کر کے گردن مارتے تھے مگر آپ کچھ نہ فرماتے تھے آسمان کیطرف منہ کر کے ہنستے تھے یہانتک کہ نو لڑکوں کو مار ڈالا جب دسویں کی آنکھیں بند کر کے مارنے لگے تو اس نے آپکی طرف منہ کر کے کہا آپ عجیب بے شفقت باپ ہیں نو لڑکوں کو انہوں نے مار ڈالا مگر آپ ہنستے ہیں اور کچھ نہیں کہتے۔ فرمایا جانِ پدر جو یہ کہہ رہا ہے

اُس سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ وہ خود جانتا دیکھتا اور قدرت رکھتا ہے اگر چاہے تو بچالے۔ جونہی یہ بات سنی تو اُس پر حالت طاری ہوگئی اور کہا حضرت یہ بات آپ نے پہلے سے کیوں نہ کہی تاکہ آپکا کوئی لڑکا قتل نہ ہوتا ایک دن آپ نے جنیدؒ سے کہا کہ امیر فقراء سے افضل ہیں کیونکہ قیامت میں امیروں سے حساب ہوگا جسمیں عتاب کی حیثیت سے بواسطہ کلام سننے میں آئیگا اور دوست کا عتاب حجاب سے بڑھ کر ہے جنیدؒ نے کہا فقیر امیر سے افضل ہیں کیونکہ فقیروں سے عذر کیا جائیگا اور عذر عتاب سے بڑھکر ہے۔ شیخ علی بن عثمان الجلابی یہاں ایک لطیفہ بیان کرتے ہیں کہ تحقیق محبت میں عذر بیگانگی ہے اور عتاب خلافِ الفت دوست پر ہوتا ہے اور عذر موجب تقصیر میں ہوتا ہے۔ میں بھی یہاں کچھ بیان کرتا ہوں کہ عتاب میں برائی بندہ کی طرف سے ہوتی ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے بندہ کو غنی کیا مگر وہ نفس کی شر سے فضولیات میں مشغول ہوگیا لہٰذا عتاب میں گرفتار رہا اگر فقر میں شرِ خدا کی طرف سے ہوتی ہے کہ بندہ کو فقر دیا جسکے سبب اُس نے تکالیف اُٹھائیں پس اُسکا عذر رہنا چاہیئے اور حق کا عذر سب چیزوں کا عوض ہے۔ جو زیادہ فقیر ہوگا وہ حق تعالیٰ سے زیادہ نزدیک ہوگا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ اور جو زیادہ امیر ہوگا وہ حق سے زیادہ دور ہوگا۔ جو درویش تونگر کی تواضع کریگا اُسکا تہائی دین جاتا رہیگا پس تونگر کا دین خطرہ میں ہے۔ وہ درحقیقت مُردے ہیں کہ اِيَّاكُمْ وَ مُجَالَسَةَ الْمَوْتٰى (مُردوں کی صحبت سے بچو) درویشوں سے پانسو برس کے بعد وہ حق تک آپائیں گے۔ اور جب عتاب کے لئے پانسو سال تک انتظار کرنا پڑے تو وہ اس عذر سے کب بہتر ہوگا جسمیں پانسو سال تک غرق وصل رہنا ہو۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد کیلئے فقر ہی روا رکھا اور بیگانوں کو عطا سے امیر کردیا تو امیر کو درویش سے افضل کس طرح کہہ سکتے ہیں پس جنیدؒ کا قول ٹھیک ہے۔ بعض متکلمین نے ابن عطاؒ سے کہا کہ کیا بات ہے صوفیوں نے ایسے الفاظ نکال لئے ہیں جو سننے والوں کی سمجھ میں نہیں آتے اور متعارف زبان کو ترک کردیا ہے۔ فرمایا یہ اسلئے کیا ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ ہمارے سوا کوئی اسے سمجھے۔ لہٰذا اُنہوں نے خاص الفاظ کا استعمال کیا۔ آپ کے کلمات نہایت لطیف و عالی ہیں۔ فرماتے ہیں بہتر وہ عمل ہے جو بزرگوں نے کیا ہے اور بہتر علم وہ ہے جو انہوں نے بیان کیا ہے جو انہوں نے نہیں کہا ہے وہ

نہ کہو اور جو انہوں نے نہیں کیا وہ نہ کرو۔ اور جو مرد اسرار تلاش کرے وہ میدان علم میں تلاش کرے اگر اسمیں نہ پائے تو میدان حکمت میں اور وہاں بھی نہ پائے تو میدان توحید میں اور اگر ان تینوں میدانوں میں نہ پائے تو اسکی دین ہی طلب چھوڑ دو۔ اور سب سے بڑا دعویٰ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا دعویٰ کرے اسکی طرف اشارہ کرے یا ان باتوں کا اظہار کرے اور انبساط میں قدم رکھے۔ یہ تمام باتیں جو میں نے بیان کیں جھوٹوں کی حالت ہے۔ اور فرمایا یہ نہ چاہیئے کہ صفات کیطرف التفات کرے مگر انکی طرف جائے۔ اور فرمایا ہر علم کیلئے بیان اور بیان کیلئے زبان اور زبان کیلئے عبارت اور عبارت کیلئے طریقت اور ہر طریقت کیلئے کچھ لوگ ہیں پس جو شخص احوال میں تمیز نہ کر سکے اسکو بات کہنا ٹھیک ہے۔ اور جو شخص اپنے دلکو آداب سنت سے آراستہ رکھیگا اسکے دل کو حق تعالیٰ نور معرفت سے منور کر دیگا اور کوئی مقام احکام و اخلاق کی موافقت سے بڑھکر نہیں۔ اور سب سے بڑی غفلت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اور اسکے فرمان و معاملہ سے غافل رہے۔ اور فرمایا بندہ مقہور ہے اور عمل مقدور ہے مگر دونوں میں بندہ معذور نہیں۔ اور اپنا دم ہوائے نفس میں صرف نہ کرو اس کی علاوہ موجودات میں سے جس کیلئے چاہو صرف کرو۔ اور سب سے افضل طاعت دوام کیساتھ حق تعالیٰ کیطرف کان رکھنا ہے۔ اور اگر کوئی شخص بیس سال تک شیوہ نفاق میں رہے مگر اس مدت میں ایک قدم کسی بھائی کے نفع کیلئے اٹھائے تو یہ اس سے افضل ہے کہ ساٹھ برس تک اخلاص سے عبادت کرے اور اس سے اپنے نفس کی نجات چاہے۔ اور جو چیز ماسوا خدا کی کسی چیز سے مطمئن ہوگا اسکی بلا اسی چیز میں ہوگی۔ اور فرمایا سب سے زیادہ صحیح وہ عقل ہے جو توفیق کے موافق ہو اور سب سے بدتر وہ طاعت ہے جس سے تکبر پیدا ہو اور سب سے بہتر وہ گناہ ہے جسکے بعد توبہ ہو جائے۔ اور اسباب پر اطمینان کرنا دھوکا میں پڑنا ہے اور احوال پر بھروسہ کرنا محول احوال (خدای تعالیٰ) سے قطع کرنا ہے۔ اور فرمایا باطن حق کی نظر کا مقام ہے اور ظاہر خلق کی نظر کا۔ تو نظر حق کی جگہ نظر خلق کی جگہ سے پاک صاف رکھنے کی زیادہ شایان ہے اور فرمایا جس کی داخل ہونیکی ابتدا ہمت سے ہے وہ خدا تک پہنچ جائیگا اور جسکی ابتدا ارادت سے ہے وہ آخرت تک پہنچ جائیگا اور جسکی ابتدا زہد سے ہوگی وہ دنیا تک پہنچ جائیگا۔ اور فرمایا جو چیز بندہ کو آخرت سے باز رکھے وہ دنیا ہے۔ اور دنیا بعضوں کیلئے مکانات ہیں بعضوں کیلئے تجارت بعض کو

علم و فخر اور بعض کو مجلس و محفل اور بعض کیلئے تہمت و شہوت ہر شخص نے اپنی ہمت ایک خاص چیز کی طرف متوجہ کرلی ہے۔ اور فرمایا دلوں کیلئے بھی شہوت ہے اور روح و نفس کیلئے بھی یہ تمام شہوتیں اکٹھی ہیں ارواح کی شہوت قرب ہے اور دلونکی مشاہدہ اور نفس کی شہوت راحت سے لذت پانا۔ اور نفس کی شرکت بے ادبی پر ہے اور بندہ کو ملازمت ادب کا حکم ہے نفس اپنی سرشت کی مطابق میدانِ مخالفت میں چلتا ہے اور بندہ اسکو مطالبہ سے روکتا ہے اور جو کوئی اُسکی باگ ڈھیلی کردے وہ فساد میں اسکا شریک ہے پوچھا گیا کہ خدای تعالی کو سب سے زیادہ ناپسند کیا ہے۔ فرمایا نفس اور اس کی حالات کا دیکھنا اور اپنے کام کا عوض چاہنا۔ اور منافق کا قوت کھانا پینا ہے مگر مومن کا قوت ذکر و جہد ہے۔ اور خدا و بندہ کے درمیان میں انصاف تین باتوں میں ہے استعانت۔ جہد۔ ادب بندہ کو استعانت چاہنا اور خدا کو توفیق دینا بندہ کو بندگی کا ادب بجالانا اور خدا یتعالی کو کرامت دینا۔ اور جو صدیقین کے آداب سے ادب یافتہ ہوگا اُسی بساط انس و انبساط کی صلاحیت ہوگی جسے ادب سے محروم کیا جائیگا اُسے تمام نیکیوں سے محروم رکھا جائیگا۔ اور فرمایا قرب میں ادب کی تقصیر دُوری میں ادب کی تقصیر سے بہت سخت ہے کیونکہ جاہلوں سے کبیرہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور صدیقین کو چشم زخم و التفات پر پکڑ لیا جاتا ہے۔ اور فرمایا اولیا کی ہلاکت لحظات قلوب سے ہے اور عارفوں کی خطرات اشارات سے اور موحدونکی ہلاکت اشارات حقیقت سے۔ اور موحد تین طبقہ کے ہیں اول وہ جو وقت و حالت پر نظر کرتے ہیں۔ دوسرے جو عاقبت پر نظر کرتے ہیں تیسرے جو حقایق پر نظر کرتے ہیں۔ اور فرمایا پیغمبروں کا ادنیٰ درجہ وہ ہے جو شہدا کا اعلیٰ مرتبہ ہے۔ اور شہدا کا ادنیٰ مرتبہ وہ ہے جو صلحا کا اعلیٰ مرتبہ ہے اور صلحا کا ادنیٰ مرتبہ وہ ہے جو مومنوں کا اعلیٰ درجہ ہے۔ اور فرمایا حق تعالیٰ کی ایسے بندے بھی ہیں جنکو حق سے کامل اتصال ہے ابد تک اُنکی آنکھیں اُس سے روشن رہتی ہیں اُنکی زندگی اُسی سے ہوتی ہے چونکہ انکے دلونکو اُس سے اتصال ہوتا ہے لہذا اُنکی نظر ہمیشہ صفائے یقین سے ہوتی ہے کہ اُنکی حیات اُسکی حیات سے موصول ہوتی ہے لہذا اُنکو ابد تک موت نہیں ہوتی۔ اور جب سر میں ربوبیت کا کشف ہوجاتا ہے اور وہ شخص دم مارتا ہے تو وہ اسپر حرام ہوجاتا ہے اور ایسا دور رہتا ہے کہ پھر کبھی واپس نہیں ہوتا

اور غیرت اولیاء اللہ پر فرض ہے ہمنشینی محبت میں غیرت کیسی اچھی ہے اور اگر صاحب غیرت کی حالت صحیح ہو تو اُسکا مارڈالنا بہت ہے یعنی صاحب غیرت کا صحیح حال یہاں تک پہنچتا ہے کہ جو کوئی کسے مارڈالے ثواب پاتا ہے تاکہ وہ آتش غیرت سے بچ جائے۔ اور ہمت یہ ہے کہ اُسکے کسی عارضہ کو باطل نہیں کر سکتے اور ہمت وہ ہے جو دنیا کی بارہ میں نہ ہو اور فرمایا محبت کی زندگی بدل سے ہے اور مشتاق کی اشک ہے۔ اور عارف کی ذکر سے اور موحد کی زبان سے اور صاحب تعظیم کی نفس یعنی دم سے اور صاحب ہمت کی نفس سے علیحدہ ہونیسی اور یہ زندگی جل جانا اور غرق ہو جانا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ موحد کی زندگی زبان سے کیسی ہے تو ہم کہیں گی کہ اُسکا باطن تو بالکل توحید میں مشغول ہوگا ایک ذرّہ باطن کی اُسکو خبر نہ ہوگی سوا اسکی کہ زبان کو حرکت دیگا جیسا کہ بایزیدؒ فرماتے ہیں کہ میں تیں سال سے بایزید کو تلاش کرتا ہوں۔ اور صاحب تعظیم کی زندگی سانس سے یوں ہوتی ہے کہ اُسکی زبان تو بیکار ہو گئی سانس باقی ہے۔ اور صاحب ہمت کی زندگی سانس کا بند ہو جانا ہے اگر ایک دم ہمت میں دم مارے تو ہلاک ہو جائے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک وقت میرا اللہ کیساتھ ایسا ہے کہ اُسمیں نہ میری گنجایش ہے نہ جبریل کی۔ اور فرمایا علم چار ہیں علم معرفت علم عبادت علم عبودیت علم خدمت اور فرمایا حقیقت اسم بندہ ہے اور ہر حق کی حقیقت اور ہر حقیقت کیلئے حق ہے اور ہر حق کیلئے حق ہے یعنی جو حقیقت کہ تم جانتے ہو وہ بندہ کا اسم ہے اور وہ نشان دہی نہایت ہے اور حقیقت توحید نشان توحید ہے اور یہ بات کہ ہر حقیقت کیلئے حق ہی اسکا بیان ہے کہ حقیقت بندہ کا اسم ہے اور صدق توحید یہ ہے کہ ایک کے ساتھ قایم رہے اور محبت دوام عتاب سے ہوتی ہے۔ اور جب عاشق ملکیت کا دعوی کریگا محبت سے گر جائیگا اور وجد انقطاع اوصاف کا نام ہے جبتک ارادہ کا نشان نہ ہوگا بالکل اندوہ رہیگا اور جب تو وجد کو یاد کر سکتا ہے تو وجد تجھ سے دور ہے۔ اور نبوت کی نشانی قلوب و علام الغیوب کے درمیان سے حجاب کا اُٹھ جانا ہے اور سب سے بڑھکر علم ہئیت و حیا ہے۔ جب یہ دونوں نہ رہیں گی تو کچھ نہ ہوگا۔ اور جسکی تو یہ عمل سے ٹھیک ہو گی تو مقبول ہو جائیگی۔ اور عقل عبودیت کا واسطہ ہے نہ کہ ربوبیت کا۔ اور جو خدا پر توکل کرتا ہے وہ اپنی توکل میں خدا پر توکل رکھتا ہے اور کسی نیت سے

توکل نہیں کرتا۔ اور توکل کے معنے حق تعالیٰ سے حسن التجا اور اسکی طرف صدق افتقار۔ اور توکل یہ ہے کہ جبتک فاقہ کی شدت نہ ہو کبھی سبب کی طرف نظر نہ کرو اور حقیقت سکون سے باہر نہ ہو اسطرح کہ حق تعالیٰ جان لے تم اسکے ساتھ ٹھیک ٹھیک ہو۔ اور معرفت کے تین رکن ہیں ہیبت اور حیا اور امن اور رضا کے معنی ہیں دل سے اسباب پر نظر رکھنا جو خدا نے ازل میں بندہ کیلئے مقرر کی ہے اور غصہ سے ہاتھ اٹھانا۔ اور رضا یہ ہے کہ دل دو باتوں پر نظر کرے۔ ایک کہ اسوقت جو حالت میری ہے وہ ازل میں میرے لئے لکھدی گئی ہے۔ دوسری یہ کہ جو بات میرے لئے پسند کیگئی ہے وہی اچھی اور بہتر ہے۔ اور خلاص یہ ہے کہ آفات سے خالص ہو۔ اور تواضع حق کا قبول کرنا ہے۔ اور تقوی کا ایک ظاہر ہے ایک باطن ہے۔ ظاہر تو حد کی نگہداشت ہے اور باطن نیت و خلاص ہے۔ لوگوں نے پوچھا اس حالت کی ابتدا کیا ہے اور انتہا کیا ہے۔ فرمایا ابتدا معرفت ہے اور انتہا توحید۔ اور فرمایا قرار دو چیز و نکا رہتا ہے۔ آداب عبودیت اور حق معرفت ربوبیت کی تعظیم۔ اور ادب ان باتوں پر قایم رہنا ہے جو اچھی بتائی ہیں۔ پوچھا یہ کیسے ہوگا۔ فرمایا یوں کہ ظاہر و باطن میں خدا سے ادب کا معاملہ رکھو جب یہ کروگے تو ادیب ہو جاؤگے۔ اگرچہ تم عجمی ہو۔ لوگوں نے پوچھا سب سے افضل کونسی طاعت ہے؟ فرمایا ہمیشہ حقتعالیٰ کا مراقبہ۔ شوق کے معنے پوچھے تو فرمایا دل کا جلنا جگر کے ٹکڑے ہو جانا اور آگ کا بھڑکنا۔ پوچھا شوق برتر ہے یا محبت۔ فرمایا محبت اسلئے کہ شوق اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور فرماتے ہیں جب عصی آدم کا شور ہوا تو تمام چیزیں حضرت آدم علیہ السلام کیلئے روئیں سوائے زر و سیم کے حقتعالیٰ نے پوچھا تم آدم پر کیوں نہ روئے کہا ہم اسکے لئے نہیں روتے جو تیری نافرمانی کرے۔ ارشاد ہوا اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں تمام چیزونکی قیمت تم سے ظاہر کرونگا اور تمام آدمیونکو تمہارا خادم کرونگا۔ ایک نے آپ سے کہا میں عزلت اختیار کرونگا۔ فرمایا جب خلق سے علیحدہ ہوتا ہے تو کس کی صحبت میں ہوگا۔ کہا تو پھر کیا کروں فرمایا ظاہر میں خلق کیساتھ رہو اور باطن میں حق تعالیٰ کیساتھ۔ ایک دن اپنے مریدوں سے پوچھا کہ آدمی کو ترقی کیسے ہوتی ہے بعض نے کہا روزہ کی کثرت سے۔ اور بعض نے کہا نماز کے التزام سے بعضوں نے کہا مجاہدہ سے اور بعضوں نے کہا محاسبہ سے بعض نے کہا موازنہ سے اور بعض نے کہا مال خرچ کرنے سے۔ فرمایا جسنے بلندی پائی نیک عادت سے ہی پائی۔ ایکبار اپنے مریدوں کے سامنے پیر پھیلائے ہوئے تھے تو

فرمایا اہل ادب کے سامنے ترک ادب بھی ادب ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے قدم مبارک دراز کئے ہوئے تھے کہ ان سے آپ زیادہ بے تکلف تھے جب عثمان رض آئے تو پائے مبارک سمیٹ لئے۔ لوگوں نے آپکو زندقہ کیطرف منسوب کیا اور بادشاہ سے کہا علی بن عیسیٰ جو وزیر شاہ وہ بہت غصہ ہوا اور آپکو بلا کر بہت برا کہا آپنے بھی اس سے سخت باتیں فرمائیں اسے غصہ آگیا اور حکم دیا کہ آپکے پیروں سے موزے اُتار کر سر پر اسقدر مارے گئے کہ بیخبر ہوگئے پس آپنے اسکو بددعا کی اقطع اللہ یدیک و رجلیک یعنی خدا تیرے ہاتھ پیر کاٹے اور جان لیوے۔ ایک مدت کے بعد بادشاہ وزیر سے ناراض ہوگیا اور حکم دیا کہ اسکے ہاتھ پیر کاٹ دیے گئے۔ بعض مشائخ ابن عطا پر مواخذہ کرتے ہیں کہ ابن عطا نے اُسکو بددعا کیوں کی نیک دعا کرنی چاہیے تھی مگر اسکا جواب دیا گیا ہے کہ ممکن ہے وہ ظالم ہو اور دوسرے مسلمانوں کے حق کیوجہ سے بددعا کی ہو بعض کہتے ہیں ابن عطاء اہل فراست سے تھے وہ دیکھ رہے تھے کہ اسکا ساقط کیا ہوگا۔ لہذا قضا کی موافقت کی حقتعالی نے اُنکی زبان سے یہ کہلوایا وہ درمیان میں کوئی چیز نہ تھی۔ اور مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ آپنے اسکے لئے نیکی چاہی برائی نہ چاہی کہ وزیر نے شہدا کا درجہ پایا۔ دنیا کے منصب اور مال و جاہ کی خواری سے نجات پائی۔ اسجہان کی تکلیف آخرت کے مقابلہ میں بہت سہل ہے اور یہ جواب بہت اچھا ہے۔

باب ۵۱۔ ذکر ابراہیم بن داؤد الرقی رحمۃ اللہ علیہ

وہ قبلۂ اتقیا قدوۂ اصفیا در روم مرغ سابق در شام صبح صادق فانی و باقی متقی ابراہیم بن داؤد الرقی اکابر علما و مشائخ اور قدمائے طریقت میں سے تھے محترم و صاحب کرامات و ریاضات و کلمات تمام تھے شام کی بزرگوں جنید کے ہمعصر اور ابن جلاء کے یاروں میں سے تھے عمر دراز پائی تھی۔ ایک درویش جنگل میں جا رہا تھا کہ ایک شیر اُسکی طرف دوڑا۔ جب نزدیک پہنچا اور درویش کو دیکھا تو خاک پر منہ رکھکر چلا گیا درویش نے اپنے آپکو دیکھا تو شیخ کے خرقہ کا ایک ٹکڑا اپنے کپڑوں میں پایا۔ سمجھ گیا کہ شیر نے میری حرمت اسی کی برکت سے کی۔ فرماتے ہیں معرفت کے معنے ہیں حق کا اس طرح ثابت کرنا جو وہم سے باہر ہے۔ اور

قدرت آشکار ہے آنکھیں کشادہ ہیں مگر نظر ضعیف ہے۔ اور کہ دوستی حق کی علامت اسکی طاعت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت ہے۔ اور خلق میں سب سے زیادہ ضعیف وہ ہے جو شہوات ترک کرنے سے عاجز ہو اور سب سے قوی وہ ہے جو انکی ترک پر قادر ہو۔ اور ہر آدمی کی قیمت بقدر ہمت کے ہے اگر اسکی ہمت دنیا میں ہے تو اسکی کچھ قیمت نہیں اور اگر اسکی ہمت رضائے حق میں ہے تو اسکی قیمت کی انتہا دریافت نہیں ہو سکتی اور فرمایا۔ غنی وہ ہے جو سوال نہ کرے اور دعا میں مبالغہ کرنا رضا کی شرط نہیں ہے۔ اور توکل اسپر اطمینان رکھنا ہے جسکا ضامن خدائے تعالٰے ہے اور جسقدر کافی ہے وہ تجکو بغیر رنج و محنت کے پہنچتا ہے مگر زیادہ طلب کرنے میں رنج و محنت ہے۔ درویشوں کی کفایت توکل میں ہے اور امیروں کی کفایت املاک و اسباب پر اعتماد میں ہے۔ اور درویشوں کا ادب اسوقت ہوتا ہے جب حقیقت سے علم میں آتی ہیں۔ اور جبتک اسباب دنیا کا تیرے دل میں خطرہ ہو یقین رکھ کہ خدا کی یہاں تیرا ذرا گذر نہیں ہے۔ اور جو شخص سوائے خدا کے کسی چیز سے عزت حاصل کرے وہ در حقیقت اپنی عزت میں خوار ہے۔ اور دنیا میں دو باتیں مجکو پسند ہیں ایک صحبت فقرا دوسری حرمت اولیا۔

باب ۵۲- ذکر یوسف اسباط رحمۃ اللہ علیہ

وہ مجاہد و مرد مبارز میدان درد خوگر تقوی پروردہ معنے مخلص محتاط یوسف اسباط زہاد و عباد میں سے تھے۔ تابعین میں آپکے برابر کسیکا زہد نہ تھا مراقبہ میں محاسبہ میں کمال تھا اپنی حالت و معرفت کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ ریاضت بہت کی تھی دنیا سے بالکل علیحدگی کرلی تھی۔ آپکے کلمات شافی تھے اور بہت سے مشایخ کبار کو دیکھا تھا **نقل ہے** کہ آپکو ستر ہزار درم میراث میں ملے تھے مگر اسمیں سے کچھ خرچ نہ کیا چھوہارے کے پتے بٹتے تھے اسکی مزدوری سے کھاتے تھے۔ فرماتے ہیں چالیس سال مجہپر ایسی حالت سے گذری کہ سوائے ایک پرانے خرقہ کے کوئی نیا کپڑا میرے پاس نہ تھا نہ ملک کا نہ عاریت کا۔ ایکمرتبہ حذیفہ مرعشی رح کو خط لکھا کہ سنا ہے تمنے دو دانوں میں اپنے دین کو بیچڈالا ہے۔ بات یہ تھی کہ بازار میں تم کسی سے کوئی چیز خریدتے تھے وہ ایک دانگ میں کہتا تھا اور تم اس سے کم میں مانگتے تھے۔ اور وہ اس وجہ سے کہ تمکو پہچانتا تھا کچھ نہ کہتا تھا

اور یہ بھی خط میں لکھا کہ جسکو فضایل گناہ سے زیادہ دوست ہوں وہ فریفتہ ہی اور جو قرآن پڑہے مگر دنیا اختیار کرے وہ اُسپر ہنسی کرنیوالا ہی اور مَیں ڈرتا ہوں کہ جو اعمال ہم سی ظاہر ہوتے ہیں وہ گناہ سی بدتر ہوں اور جس کے دل میں روپیہ اور دُنیا کی عظمت آخرت سے زیادہ ہو وہ اپنی دین و دنیا میں خدا سے اُمید کسطرح رکھے اور اگر سات بھی سچے دل سے مَیں خدا کا کام کروں تو راہِ خدا میں جہاد کرنیسے مجھے زیادہ پسند ہی۔ اور یہ بھی حذیفہؓ کو لکھا کہ مَیں تمکو تقویٰ کی اور جو خدا نے حامد یا ہی اُسپر عمل کرنیکی اور اِسطرح مراقبہ کرنیکی کہ وہاں تجکو حقتعالی کے سوا کوئی نہ دیکھے اور ما سپچیز کے انتظام کی وصیت کرتا ہوں جسکو کوئی کسی حیلہ سے دفع نہیں کر سکتا اور اُسکے نازل ہونے پر پشیمانی سے کچھ فایدہ نہیں ہوتا۔ شبلیؒ فرماتے ہیں کہ یوسف اسباط سے پوچھا گیا غایت تواضع کیا ہی۔ فرمایا یہ کہ گھر سے باہر نکلکر جس کسیکو دیکھو اپنے آپ سے بہتر جانو۔ اور فرمایا تھوڑے سے ورع کی جزا بہت سا عمل ملتا ہے اور ذرا سی تواضع کا عوض بہت کوشش ملتی ہے۔ اور تواضع یہ ہے کہ جو کوئی حق بات کہے اُسے قبول کر لو۔ جو تم سے ادنیٰ ہو اُس کے ساتھ نرمی کرو اور جو اعلیٰ ہو اُس کی تعظیم کرو۔ اگر کسی سے لغزش دیکھو تو برداشت کرو۔ جو حالت ہو اُسپر شکر کرو اور غصہ کو پی لو۔ جہاں کہیں ہو خدا سے رجوع رکھو اور امیروں پر تکبر کرو۔ اور فرمایا توبہ کے دس مقام ہیں۔ جاہلوں سے دُور رہنا۔ خراب لوگوں سے بچنا۔ متکبروں سے علیحدہ رہنا اچھی باتوں میں مشغول رہنا۔ نیک کاموں میں جلدی کرنا۔ توبہ کا درست کرنا توبہ پر قایم رہنا۔ لوگوں کی حقوق کا ادا کرنا۔ غنیمت کا طلب کرنا قوت کا ضایع کر دینا۔ اور زہد کی علامت دس باتیں ہیں۔ موجود کا ترک اور غیر موجود کی آرزو نہ کرنا۔ خدمت معبود۔ ایثار مولیٰ۔ صفائی معنی۔ عزیز سے عزت حاصل کرنا۔ احترام شفق۔ مباح میں بد طلب نفع اور قلت آسایش۔ اور زہد کی ایک علامت یہ ہی کہ سمجھ لے کہ بندہ زہد نہیں کر سکتا بغیر خدا تعالیٰ پر بھروسہ کے۔ اور علامت ورع دس باتیں ہیں۔ آیات متشابہات میں تاخیر۔ شبہات سے علیحدگی تفتیش کرنا تشویش سے بچنا۔ زیادتی و نقصان کی نگہداشت۔ رضائے رحمان کا التزام صفا سے امانات کے ساتھ تعلق رکھنا۔ مقامِ آفات سے بچنا۔ طریق عادات (خرابیوں) سے دُور رہنا۔ اور مباہات (فخر) و تکبر سے اعراض کرنا۔ اور صبر کی دس علامتیں ہیں نفس کی قید۔ درس کا استحکام۔ طلب اُنس کی

ملازمت۔ تبنع سے علیحدگی۔ ورع کی استطاعت۔ طاعات کی محافظت۔ واجبات کی تلاش محللات میں صدق مجاہدات میں طول قیام۔ اور نقصانوں کی اصلاح۔ اور فرماتے ہیں شہوت کو دل سے کوئی چیز محو نہیں کرتی مگر خوف یا شوق جو آدمی کو بیچین کردے۔ اور مراقبہ کی چند علامتیں ہیں۔ اُس چیز کا اختیار کرنا جسے خدا نے اختیار کیا ہے۔ اور خدا کیطرف نیک ارادہ۔ اور زیادتی و کمی خدا کی طرف سے سمجھنا۔ اور دل کا خدا پر مطمئن رہنا اور تمام خلق سے جُدا ہوکر خدا کی طرف متوجہ ہوجانا۔ اور صادق کی چند علامتیں ہیں۔ دل کو زبان کی مطابق رکھنا اور قول کو فعل کے موافق کرنا۔ اہلِ جہان کی تعریف کی خواہش ترک کردینا۔ ریاست اختیار نہ کرنا۔ آخرت کو دُنیا پر ترجیح دینا۔ اور نفس کو مغلوب رکھنا۔ اور توکل کی بھی چند علامتیں ہیں جسکا ذمہ دار خدا ہوگیا ہو اُس سے مطمئن رہنا اور جو بڑی چھوٹی بات تمکو پہونچے اُس پر قایم رہنا۔ اور جو کچھ ہوتا ہے اسکو تسلیم کرنا۔ اور کاف و نون کے درمیان میں دل کا تعلق رکھنا یعنی یہ سمجھے کہ ابھی کاف نون تک نہیں پہونچا جو کچھ کاف نون سے ہوگا توکل درست ہوگا۔ اور عبودیت میں قدم رکھنا اور ربوبیت سے باہر نکلنا یعنے فرعونیت و انانیت نہ کرے۔ اور اختیار کو ترک کردے اور علایق سے قطع کرنا اور خلایق سے نومیدی اور حقایق میں داخل ہونا اور دقایق کو حاصل کرنا۔ اور فرماتے ہیں عمل کر و عمل جو شخص معائنہ کرتا ہے اسکو نجات اُسی عمل سے ہوگی۔ اور توکل کرو توکل کہ جو شخص معائنہ کرتا ہے وہ وہاں تک بغیر اس کے نہ پہونچیگا کہ حق تعالی نے ازل میں اُسکے لئے لکھدیا ہے۔ اور فرمایا اُنس کی پانچ علامتیں ہیں ہمیشہ خلوت میں رہنا اور لوگوں کی میل سے وحشت رکھنا ذکر سے راحت پانا اور مجاہدہ میں لذت پانا اور طاعت کی رسّی کو اچھی طرح پکڑ لینا۔ اور فرمایا حیا کی یہ علامت ہے کہ دل منقبض ہے دیدار پروردگار کی عظمت سے کہنے سے پہلے بات کو سمجھ لے آنکھ۔ کان۔ زبان۔ پیٹ اور شرمگاہ کی حفاظت کرے۔ حیاتِ دُنیا کی آرایش چھوڑدے اور گورستان و مُردوں کو یاد کرے۔ اور شوق کی چند علامتیں ہیں۔ راحت کے وقت موت کو دوست رکھنا اور صحت و طرب کے وقت زندگی کو دشمن رکھنا۔ ذکرِ حق سے رغبت اور اُنس رکھنا اور حق تعالےٰ کی نعمتیں ظاہر ہوتے وقت بیقرار ہوجانا۔ جمع و تفرقہ کے معنی پُوچھے گئے تو فرمایا جمع معرفت میں دل کا جمع رکھنا ہے اور تفرقہ احوال میں متفرق و پریشان کردینا۔ اور فرماتے ہیں نماز جماعت تمپر فرض نہیں ہے

مگر طلب حلال فرض ہے ۔

باب ۵۳ ۔ ذکر ابو یعقوب بن اسحاق النہر جوری رحمۃ اللہ علیہ

وہ مشرف تقدم تفضیل مقرب حرم وسیلت منور حال معطر وصال شاہد مقامات مشہودی ابو یعقوب بن اسحٰق النہر جوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کبار مشائخ سے ہیں لطف عظیم سوز نہایت مجاہدہ سخت مراقبہ کامل اور کلمات پسندیدہ رکھتے تھے خدمت وادب میں مخصوص اور اصحاب کے مقبول تھے مشائخ نے فرمایا ہے کہ آپ سے زیادہ کوئی پیر نورانی نہ تھا عمرو بن عثمان مکی کی صحبت پائی تھی اور برسوں تک حرم کے مجاور رہے تھے وہیں وفات بھی پائی۔ ایک ساعت کو عبادت ومجاہدہ میں آرام نہ لیتے اور ایک دم کو خوشدل نہ تھے۔ ایکبار مناجات میں سوئے تو ندا آئی کہ ای ابو یعقوب تم بندہ ہو اور بندہ کو راحت سے کیا کام۔ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں اپنے دل میں سختی پاتا ہوں اور فلاں فلاں بزرگ سے میں نے کہا تو ایک نے روزہ کا حکم دیا دوسرے نے سفر کا میں نے دونوں کام کئے مگر سختی دور نہ ہوئی آپ کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا انہوں نے غلطی کی تمہارے لئے یہ مناسب ہے کہ جب لوگ سوتے ہیں تم مسجد میں جاکر تضرع وزاری کرو۔ اور کہو خدایا میں تیرے کام میں متحیر ہوں میرا ہاتھ پکڑ۔ وہ شخص بیان کرتا ہے کہ میں نے اس پر عمل کیا تو سختی جاتی رہی۔ ایک اور شخص نے آپ سے کہا کہ میں نماز پڑھتا ہوں مگر دل میں اس کی حلاوت نہیں پاتا۔ فرمایا جب تم نماز میں دل کی طلب کرتے ہو تو اسکی حلاوت نہ پاؤگے۔ فرماتے ہیں کہ ایکدفعہ میں نے ایک یکچشم شخص کو دیکھا کہ طواف میں کہہ رہا ہے اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں نے پوچھا یہ کیا دعا ہے۔ کہا ایک روز میں نے ایک شخص کی طرف دیکھا جو مجھے اچھا معلوم ہوا تو ہوا سے آکر میری اس آنکھ پر ایک طمانچہ لگا جس سے میں نے دیکھا تھا وہ آنکھ اندھی ہوگئی اور ایک آواز میں نے سُنی کہ ایک نظر پر ایک طمانچہ لگا۔ اگر تو زیادہ دیکھتا تو ہم زیادہ مارتے اور فرماتے ہیں دُنیا ایک دریا ہے جسکا کنارہ آخرت ہے اور کشتی تقویٰ ہے اور سب آدمی مسافر ہیں اور فرماتے ہیں جسکو سیری کھانے سے ہوتی ہے وہ ہمیشہ بھوکا رہیگا اور جسکی امیری مال سے ہوگی وہ ہمیشہ درویش رہیگا۔ اور جو اپنی حاجت خلق کے سامنے پیش کریگا وہ ہمیشہ محروم رہیگا۔ اور جو اپنے کام میں خدا سے

سرد نہ چاہیگا وہ ہمیشہ خوار رہیگا۔ اور فرمایا اُس نعمت کو زوال نہیں جسکا تم شکر کرو اور اُس نعمت کو
پائیداری نہیں جسکا کفران کرو۔ اور فرمایا جب بندہ حقیقت یقین کی کمال پر پہونچگیا تو بلا اُس کے
نزدیک نعمت ہوگئی اور سرجا معیبت۔ اور اصل ریاست کم کھانا کم بولنا کم سونا اور شہوات کا ترک
کرنا ہے۔ اور بندہ جب خودی سے فانی ہوجاتا ہے تو حق کیساتھ باقی ہوجاتا ہے۔ لہذا اُسکو عبد کے سوا
کسی نام سے نہ پکارا جائیگا۔ فَاَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ۔ اور جو شخص عبودیت علم رضا کا استعمال نہ
کرے اور اُسکی فناء و بقاء میں عبودیت ساتھ نہ رہے وہ جھوٹا مدعی ہے اور خوشی تین باتوں میں سے ہے
ایک طاعت میں۔ دوسرے خدا سے نزدیک ہونے اور خلق سے دُور ہونمیں تیسرے خدا کی یاد کرنے اور
خلق کو بھول جانے میں۔ اور خدا کا سب سے زیادہ عارف وہ ہے جو اسمیں سب سے زیادہ متحیر ہو۔ اور عارف
خدا تک نہیں پہنچتا جب تک تین باتوں سے دل کو صاف نہ کرلے علم و عمل و خلوت یعنی ان تینوں
باتوں میں رہے اور پھر انکا کچھہ خیال نہ کرے۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ عارف خدا کے سوا اور کسی
چیز پر بھی افسوس کرتا ہے۔ فرمایا عارف خدا کے سوا کوئی چیز دیکھتا ہی نہیں جسپر افسوس کرے۔
پوچھا کس آنکھ سے دیکھے۔ فرمایا چشم فنا و زوال سے۔ اور فرماتے ہیں مشاہدہ ارواح بھی تحقیق ہے اور
مشاہدہ قلوب بھی تحقیق ہے۔ اور جمع عین حق ہے کہ تمام اشیاء کا قیام اُس سے ہو اور تفرقہ باطل سے
خلق کی صفت ہے یعنی ماسوائے حق جو کچھ ہے وہ حق کی نسبت سے باطل ہے اور جو صفت حق کو باطل
کہے وہ تفرقہ ہے۔ اور جمع یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو اسماء کی تعلیم دی۔ اور تفرقہ یہ ہے کہ اس علم سے وہ
پراگندہ و منتشر ہوگئی۔ اور فرمایا متوکلین کے رزق اللہ تعالیٰ پر ہیں وہ خدا کی علم سے انکے پاس بغیر محنت و
تدبیر کے پہنچ جاتے ہیں۔ اور دوسرے شخص تمام دن اُسکی طاعت میں مشغول رہتے محنت کرتے ہیں
اور حقیقت و واقع میں متوکل وہ ہے کہ جو اپنی تکلیف و محنت خلق سے اُٹھالے نہ اُس کی شکایت کرے جو
اُسپر پڑے اور نہ کسی کی برائی کرے جو اُسے منع کردے۔ کیونکہ وہ منع و عطا خدائے تعالیٰ ہی کیطرف سے
سمجھتا ہے۔ اور توکل حقیقت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو تھا کہ جس وقت جبریل علیہ السلام نے
آپ سے کہا کہ آپ کچھ حاجت رکھتے ہیں تو فرمایا تم سے تو نہیں کہتا ہوں بشرطیکہ وہ اپنے نفس سے غائب تھے

خدا کے سوا کسی چیز کو نہ دیکھتے تھے۔ اور اہل توکل کے حقائق توکل میں بعض وقت ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ اگر اس حالت میں وہ آگ پر چلیں تو کچھ خبر نہ ہو اور انکو آگ میں ڈالدیں تو کچھ مضرت انکو نہ پہونچی۔ اگر انکے تیر ماردیں تو ذرا تکلیف نہ ہو۔ اور بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر مچھر انکے کاٹ کھائے تو وہ ڈر جائیں اور ذرا سی حرکت میں جگہ سے ہٹ جائیں۔ لوگوں نے پوچھا خدا تعالیٰ کا راستہ کیا ہے؟ فرمایا جاہلوں سے دور رہنا اور عالموں کی صحبت میں رہنا علم کا استعمال کرنا اور ہمیشہ فکر میں رہنا تصوف کو دریافت کیا تو فرمایا اول تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ پھر آخر میں فرمایا کہ قلوب میں صور ہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے سب سے خطاب فرمایا تھا تو وہ سب ذرات کی صورت میں تھے جسکے بارہ میں فرماتا ہے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى (روحوں سے ارشاد فرمایا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو انہوں نے کہا بیشک)۔

باب ۵۴ ذکر سمنون محب رحمۃ اللہ علیہ

وہ بیخوف ہمہ خبث قبل ہمہ لہث دانہ شمع جمال آشفتہ صبح وصال مالکِ مضعرب محبوب حق سمنون محب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رنگ میں یگانہ اور مقبول اہل زمانہ تھے۔ آپ اشارات لطیفہ اور رموز عجیب وغریب رکھتے تھے محبت میں آیت تھے۔ تمام مشائخ آپکی بزرگی کے معترف تھے۔ اور فنون محبت کی سبب سے سمنون محب کہتے تھے اور آپ خود اپنے کو سمنون کذاب کہتے تھے حضرت سری سقطی رح کی صحبت پائی تھی اور حضرت جنید کے معصر تھے محبت میں آپکا خاص مذہب ہے معرفت پر محبت کو مقدم کرتے ہیں۔ اکثر مشائخ نے معرفت کو محبت پر مقدم رکھا ہے مگر آپ کہتے ہیں کہ محبت راہ خدا کی اصل ہے اور احوال و مقامات سب محبت کے اعتبار سے ہوتی ہیں جب آپ حجاز سے آرہے تھے تو اہل فید نے آپکو پکڑ لیا کہ ہمیں بیان سنا دیجئے منبر پر جا کر بیان کیا مگر کوئی سننے (سمجھنے) والا نہ پایا۔ تو قندیلوں کیطرف منہ کر کے کہا میں تم سے محبت کی باتیں کہتا ہوں اسوقت قندیل تھوڑی حرکت میں آگئی اور آپسمیں ٹکرا کر پارہ پارہ ہو کر گرنے لگے۔ ایکبار محبت کے بارہ میں بیان کر رہے تھے کہ ایک جانور ہوا سے آکر آپکے سر پر بیٹھ گیا پھر سر سے اتر کر ہاتھ

پرپھر گود میں پھر زمین پر بیٹھ گیا اور زمین پر اس قدر چیخ ماری کہ اُس سے خون جاری ہو گیا اور گر کر مر گیا۔ آخر عمر میں متابعت سنت کے خیال سے ایک عورت سے نکاح کیا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جب وہ تین سال کی ہو گئی تو آپکو اُس سے بہت محبت پیدا ہو گئی۔ رات کو خواب میں قیامت دیکھی ایک علم نصب کیا گیا جسکے نیچے کچھ لوگ تھے اور اُسکا نور تمام میدان قیامت میں پھیلا ہوا تھا۔ پوچھا یہ کن لوگوں کا علم ہے۔ جواب ملا اہل محبت کا جن کے بارہ میں یہ آیت ہے کہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ (وہ اُن سے محبت رکھتا ہے اور وہ اُس سے رکھتے ہیں) سمنون نے اپنے آپکو وہاں تک پہنچایا۔ ایک شخص نے آپکو باہر نکالنا چاہا تو آپ فریاد کرنے لگے کہ آخر مجھے کیوں نکالتے ہو۔ کہا تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو فرمایا مجھے سمنون محب کہتے ہیں اور حقتعالی میرے دل کو جانتا ہے۔ اسیوقت ہاتف نے آواز دی کہ تم محبتین میں سے تھے لیکن جب تمہارا دل اس لڑکی کی طرف مائل ہو گیا تو تمہارا نام اہل محبت کے دفتر سے کاٹ دیا گیا آپنے خواب میں ہی فریاد کی کہ بار خدایا اگر یہ بچہ میری راہ کا قطع کرنیوالا ہے تو اسے اٹھا لے اسیوقت گھر میں شور مچ گیا۔ آپ خواب سے بیدار ہوئے تو پوچھا کیا ہوا۔ کہا لڑکی کوٹھے سے گر کر مر گئی ہے۔ ایکبار مناجات میں کہتے تھے کہ الٰہی جن باتوں میں تو مجھے آزمائیگا ثابت قدم پائیگا میں دم نہ مارونگا۔ اسی شب میں ایسا درد اُٹھا کہ جان نکلنے لگی مگر آپ دم نہ مارتے اور آہ نہ کرتے تھے صبحکو پڑوسیوں نے کہا حضرت کل آپپر کیا واقعہ گذرا کہ آپکی فریاد و فغان کیوجہ سے ہم صبح تک نہ سوئے۔ حالانکہ آپنے ذرا فریاد نہ کی تھی مگر صورت حال نے سننے والوں کے کان میں فریاد پہونچا دی حق تعالے نے آپ پر ظاہر کیا کہ خاموشی درحقیقت باطن کی خاموشی ہے۔ اگر تم حقیقت میں خاموش ہوتے تو پڑوسیوں کو خبر نہ ہوتی جو بات نہ کر سکو وہ نہ کہو۔ ایکروز یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎ لَيْسَ لِي فِي سِوَاكَ حَظٌّ • فَكَيْفَ مَا شِئْتَ فَاخْتَبِرْنِي • یعنی میرا دل تیرے سوا کسی کیطرف مائل نہیں جس چیز میں تو چاہے میرا امتحان لیلے۔ اسیوقت پیشاب بند ہو گیا تو مکتب میں جاکر بچوں سے کہا کرتے تھے کہ اپنے دروغگو چچا کیلئے دعا کرو تاکہ حق تعالی شفا عطا کرے۔ ابو محمد مغازلی کہتے ہیں میں بغداد میں آپکے ہمراہ تھا۔ چالیس ہزار درم فقیروں کو بانٹے گئے مگر ہمیں کچھ نہ دیا۔ سمنون نے فرمایا آؤ ایک جگہ چلکر ہر درم کے بدلہ میں ایک رکعت نماز پڑھیں۔ پس مدائن جاکر ہمنے چالیس ہزار

رکعتیں پڑھیں نقل ہے کہ غلام خلیل نے اپنے آپکو بادشاہ کے سامنے صوفی مشہور کرکے کہا اور دین کو دنیا سے بیچ ڈالا تھا ہمیشہ بادشاہ کے سامنے مشائخ کے عیوب بیان کرتا تھا اُسکی مراد یہ تھی کہ وہ سب چھوڑ دیئے جائیں کوئی اُنکی طرف التفات نہ کرے اور میری جاہ قایم رہے میں رُسوا نہ ہوں جب سمنون ؒ کی جاہ بغداد میں بلند و منتشر ہوئی تو غلام خلیل نے آپکو بہت تکلیفیں پہونچائیں آپ پر افترا کیا اور فرصت تلاش کرنیلگا کہ کسیطرح بادشاہ کے سامنے انکو ذلیل کروں۔ اتفاق سے ایک مالدار عورت نے اپنے آپکو پیش کیا کہ میرے ساتھ نکاح کر لیجئے مگر آپ نے قبول نہ کیا تو وہ جنیدؒ کے پاس گئی کہ آپ سمنون سے کہہ دیجئے وہ مجھ سے نکاح کر لیں جنیدؒ نے بھی اسکو نکالدیا اور کچھ التفات نہ کی تب غلام خلیل کے پاس گئی اور سمنونؒ پر تہمت رکھدی غلام خلیل شاد ہوا اور فرصت کو غنیمت سمجھکر بادشاہ کو آپ پر غصہ کر دیا یہاں تک کہ آپکی اور جلادکی حاضری کا حکم دیدیا پھر بادشاہ نے ہرچند چاہا کہ آپکے قتل کا حکمدے مگر زبان بند ہوگئی کوئی بات کہہ نہ سکا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ تیرے ملک کا زوال سمنونؒ کے قتل میں ہے صبح ہوئی تو آپکو بلا کر بہت معافی چاہی اور نہایت اعزاز سے روانہ کر دیا غلام خلیل کو یہ دیکھکر آپ سے دشمنی اور زیادہ ہوگئی یہانتک کہ آپکو تکلیف دینے کی وجہ سے اُسکا آخر عمر میں جذام (کوڑھ) ہوگیا کسی نے اسکا قصہ ایک بزرگ سے بیان کیا کہ غلام خلیل کو جذام ہوگیا ہے تو اُنہوں نے فرمایا کہ نارسیدگان طریقت میں سے ایک شخص نے اسکی طرف ہمت متوجہ کردی اور اُسنے اچھا نہیں کیا کہ وہ مشائخ سے جھگڑتا تھا خدا اُسکو شفا دے۔ یہ بات غلام خلیل تک پہنچائی گئی تو اُسنے توبہ کرلی اور جو کچھ اُس کے پاس تہا وہ اہل تصوف کے پاس بھیجدیا مگر اُنہوں نے کچھ قبول نہ کیا۔ غور کرو کہ سرگروہ کا انکار کہاں تک ہے کہ آخر منکر کو مقام توبہ تک پہنچا دیتے ہیں اور جو خود مقر رہے اُسکا حال کیا ہوگا۔ اسیوجہ سے فرمایا گیا ہے کہ انکا کوئی شخص نقصان نہیں کرسکتا محبت کے بارہ میں سوال کیا گیا تو فرمایا صفائی محبت ذکر دائم کیساتھ دوستی ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا۔ فرماتے ہیں خدا سے محبت رکھنے والے دنیا و آخرت کا شرف رکھتے ہیں اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّهٗ یعنی آدمی اُسی کیساتھ ہے جس سے محبت رکھے پس محبین خدا دنیا

و آنحضرت ہیں خدا کے پاس ہیں اور فرماتے ہیں اُس چیز کو عبارت سے ادا نہیں کر سکتے جس سے زیادہ کوئی چیز رقیق و لطیف نہیں اور وہ محبت ہے۔ لوگوں نے پوچھا محبت کو بلا میں کیوں ملایا گیا ہے۔ فرمایا اسلئے کہ ہر شخص اُسکی محبت کا دعویٰ نہ کرے کہ جب بلا دیکھیگا تو پست ہو جائیگا۔ فقر کے معنی دریافت کئے تو فرمایا فقر وہ ہے جو غنیت سے یوں اُنس رکھے جس طرح جاہل نقدی سے اور اُسکا نقدی سے ایسی وحشت ہو جیسی جاہل کو فقر سے۔ اور فرمایا تصوف یہ ہے کہ نہ کوئی چیز تیری ملک میں ہو اور نہ تو کسی کی ملک میں ۔

باب ۵۵ ذکر ابو محمد مرتعش رحمۃ اللہ علیہ

وہ سابق معنی لائق تقویٰ سالک بساط وجدان پرورش ابو محمد مرتعش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بزرگان متاخر معتبرین اہل تصوف میں سے تھے۔ اکابر کے مقبول تھے اور تجرید کیساتھ بہت سے سفر کئے تھے۔ نیک خو مقبول میں مشہور تھے۔ حیرہ نیشاپور کی رہنے والے تھے۔ ابو حفص کو دیکھا تھا اور ابو عثمان و جنید کی صحبت میں رہے تھے۔ آپکا قیام شونیزیہ میں تھا اور بغداد میں وفات پائی۔ فرماتے ہیں تیس سال تک توکل پر حج کیا جب غور کیا تو ہوائے نفس سے تھا۔ لوگوں نے پوچھا آپکو کیسے معلوم ہوا۔ فرمایا میری والدہ نے کہا پانی کا گھڑا لے آؤ وہ مجھپر گراں ہوا تو میں سمجھ گیا کہ وہ حج خواہش نفسانی سے تھی۔ ایک درویش کہتے ہیں کہ میں بغداد میں تھا اور حج کا ارادہ رکھتا تھا میرے دل میں آیا کہ مرتعش آ رہے ہیں اور پندرہ درم لا رہے ہیں جن سے میں کوزہ اور نعلین خریدکر جنگل کو چلدوں اسوقت کسی نے دستک دی میں نے دروازہ کھولا تو آپ ہی تھے اور پندرہ درم پاس تھے۔ فرمایا یہ لو مجھے تکلیف ندو۔ ایکدن آپ بغداد کے کسی محلہ میں جا رہے تھے اور پیاسے تھے تو ایک دروازہ پر جا کر پانی مانگا۔ ایک شخص پانی کا پیالہ اٹھائے ہوئے باہر نکلا آپکا دل اُس کے جمال کا شکار ہو گیا۔ پانی پی کر وہیں بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ گھر کا مالک آیا تو آپنے فرمایا کہ آپکے گھر میں سے کسی نے مجھے ایک گھونٹ پانی دیکر میرا دل لے لیا۔ جو نہایت قیمتی چیز ہے وہ شخص معتبر تھا آپکو پہچانتا تھا۔ کہا حضرت وہ میری لڑکی ہے اگر آپکو رغبت ہے تو میں دیدوں۔ فرمایا ہاں میں چاہتا ہوں پس اُس شخص نے مجمع کرکے لڑکی آپکو دیدی اور حکم دیا کہ آپکو حمام میں لیگئے۔

اور خرقہ اتار کر عمدہ کپڑے پہنا دئیے۔ جب دلہن کے پاس خلوت میں گئے تو نماز میں مشغول ہوگئے پھر ایک ساتھ چیخنے لگے کہ میرا خرقہ لاؤ۔ وہ گراں قیمت کپڑے اتار کر پھینکدئیے اور پھر وہی خرقہ پہن لیا اور عورت کو طلاق دیکر باہر نکل گئے۔ لوگوں نے پوچھا کیا ہوا۔ فرمایا میرے سر میں ندا آئی کہ اس ایک نظر کیوجہ سے جو تمنے ہمارے خلاف کی اہل صلاح کا لباس ظاہری تم سے ہمنے اتار لیا اگر دوبارہ نظر کروگے تو تمہارے باطن سے لباس آشنائی بھی اتار لیں گے۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا اور ہوا میں اڑتا ہے فرمایا جسے خدا اسکی توفیق دے کہ وہ اپنی ہوا کی مخالفت کرے وہ اس سے بڑھ کر ہے جو ہوا میں اڑتا اور پانی پر چلتا ہے۔ آخر ماہ رمضان میں مسجد میں معتکف تھے دو تین روز کے بعد باہر نکل آئے۔ اور اعتکاف توڑ دیا۔ لوگوں نے پوچھا کیا وجہ ہوئی۔ فرمایا قاریوں کی جماعت کو میں نہیں دیکھہ سکتا اُنکی طاعت کا دیکھنا مجھپر گراں گذرا۔ فرماتے ہیں جو شخص یہ گمان کرے کہ میرا عمل مجھے دوزخ سے نجات دیگا یا بہشت میں پہنچا دیگا وہ اپنے نفس کو خطرہ میں ڈال لیگا۔ اور جو خدائے تعالیٰ کے فضل پر اعتماد کریگا اُسے وہ بہشت میں پہونچا دیگا جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا اور دل میں اسباب کا ٹہیر جانا مسبب الاسباب پر اعتماد نرکہنے کیوجہ سے ہے۔ پوچھا گیا کہ بندہ کس چیز سے خدا کی دوستی حاصل کرتا ہے۔ فرمایا اس چیز کی دشمنی سے جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو اور وہ دنیا و نفس ہے۔ اور فرمایا اصل توحید تین باتیں ہیں۔ خدا کو ربوبیت سے پہچاننا اُسکی وحدانیت کا اقرار کرنا اور تمام شرکا کی نفی کرنا۔ اور عارف معروف کا شکار ہے وہ اسے مکرم کریگا خطیرۂ قدس میں رکھیگا۔ اور معاملات کی دوستی دو چیزوں سے ہے۔ اُسپر صبر اور اُس کیلئے اخلاص۔ اور تصوف خوش خلقی ہے۔ اور تصوف ایک ایسی حالت ہے جو آدمی کو گفتگو سے علیحدہ کرکے خدائے ذوالمنن کے پاس پہنچا دیتی ہے پھر وہاں سے بھی باہر کر دیتی ہے کہ خدا رہتا ہے اور وہ نیست ہوجاتا ہے۔ اور یہ مذہبی نسخہ ہے اسمیں اچھی باتوں کیساتھ بری باتیں قطعاً نہ ملانی چاہئیں اور سب سے بہتر ملک فقرا کی فقرا کے پاس ہے اور جب فقیر فقیر سے جدا ہو تو سمجھہ لو کہ علت سے خالی نہیں ہے۔ بعض مریدوں نے آپ سے وصیت چاہی تو فرمایا اُس کی پابندی کرو تو تمہارے لئے مجھ سے بہتر ہو اور مجھسے اچھا

چھوڑ دو جو تم سے بہتر ہو +

باب ۵۶ - ذکر ابو عبد اللہ محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ

وہ مشتمل کرامات وحقایق متعین اشارات ودقائق مقبول طوائف مخصوص لطائف در رمز غزار عشق وعقل ابو عبد اللہ محمد فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکابر مشائخ خراسان میں سے تھے سب کے ممدوح اور ریاضت وفتوت میں بے نظیر تھے خضرویہ کے مرید تھے اور ترمذیؒ کو دیکھا تھا۔ ابو عثمان حیریؒ کو آپکی طرف بہت توجہ تھی ایکبار آپکو خط لکھا کہ شقاوت کی علامت کیا ہے جواب دیا تین باتیں۔ ایک یہ کہ حق تعالیٰ اُسے علم عطا کرے مگر عمل سے محروم رکھے۔ دوسرے اُسے عمل دے مگر اخلاص سے محروم کرے تیسرے صالحین کی صحبت میں رکھے لیکن اُنکی ادب سے محروم رکھے۔ ابو عثمان حیریؒ فرماتے ہیں کہ محمد فضل بلخیؒ تیسرے مرد ہیں۔ اگر مجھ سے ہو سکتا تو میں محمد فضلؒ کی پناہ میں ہو جاتا تاکہ میرا دل اُنکی دیدار سے روشن وصاف ہو جاتا۔ اہل بلخ نے آپکو بہت ایذا پہونچائی اور زبان طعن دراز کی۔ آپنے اُنکو بد دعا دی کہ الٰہی صدق ان سے چھین لے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ سینوںکی سلامتی کس بات میں ہے۔ فرمایا حق الیقین پر قایم رہنے سے۔ ایک مدت تک یہ ہو گا اُس کے بعد علم الیقین ہو گا اور علم الیقین سے عین الیقین کا مطالعہ ہو جائیگا۔ اور جبتک پہلے عین الیقین نہ ہو گا علم الیقین نہ ہو گا کیونکہ جسکو کعبہ لیجائیں اُسے کعبہ کا ہرگز علم الیقین نہ ہو گا پس معلوم ہوا کہ علم الیقین عین الیقین کے بعد ہو سکتا ہے کیونکہ جو علم عین الیقین سے پہلے ہو گا وہ سمت اجتہاد سے ہو گا۔ اسی وجہ سے وہ کبھی صحیح ہوتا ہے اور کبھی غلط جب علم الیقین ہو گیا تو اُس سے اسرار وحقایق عین الیقین کا مطالعہ کر سکتے ہیں اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کنوئیں میں گر پڑے اور مدت تک وہاں پڑا رہے پھر ایکبار گی اُسے باہر نکال لیں تو وہ آفتاب میں متحیر ہو جائیگا اور مدت تک اُسکو دیکھیگا تو اُسکے دیکھنے کی عادت پڑ جائیگی اور اُسے آفتاب کا ایسا علم ہو جائیگا جس سے اسرار آفتاب کا مطالعہ کر سکیگا اور فرمایا مجھے اس شخص پر تعجب آتا ہے جو اپنی خواہش سے اُس کے گھر جا کر زیارت کرتا ہے کہ وہ ہوا پر قدم رکھ کر وہاں پہونچکر دیدار کیوں نہیں کرتا۔ اور صوفی وہ ہے جو تمام بلاؤں سے پاک اور تمام عطاؤں سے غائب ہو۔ اور راحت نفس

کی آرزو سے رہائی پانے میں ہے۔ اور جب یہ گوشۂ غفلت سے دنیا کو دیکھے تو تم اُسکی طرف نہ دیکھو کیونکہ وہ مریدِ طریقت نہیں۔ اور اسلام چار باتوں کے باعث آدمی سے جدا ہو جاتا ہے۔ اوّل یہ کہ علم پر عمل نہ کرے دوسرے جو نہ جانتا ہو اُس پر عمل کرے۔ تیسرے جو جانتا ہو اُسکی تلاش نہ کرے چوتھے لوگوں کو علم سیکھنے سے منع کرے۔ اور فرمایا علم میں تین حرف ہیں عین سے مراد تو علم ہے اور لام سے مراد عمل ہے اور میم سے مراد علم و عمل میں مخلص شخص ہے۔ اور سب سے بڑھ کر اہلِ معرفت وہ ہے جو ادائے شریعت میں زیادہ کوشش کرے اور سُنت کی حفاظت و متابعت میں زیادہ رغبت رکھے۔ اور فرمایا محبت اغیار کا نام ہے اور وہ چار باتیں ہیں اوّل دل کا ہمیشہ ذکر میں رہنا۔ دوسرے ذکرِ حق سے نہایت اُنس کرنا تیسرے ان تمام اشغال کو چھوڑ دینا جو اس سے علیحدہ کرنے والے ہیں چوتھے اسکو تمام چیزوں یہاں تک کہ اپنے نفس پر بھی ترجیح دینا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ کَانَ آبَاؤُکُمْ وَاَبْنَاؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ یہاں تک اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ محبین حق کا یہ وصف ہے کہ اُنکی محبت ایثار پر ہوتی ہے اس کے بعد اُنکا معاملہ چار منزل پر ہوتا ہے۔ محبت۔ ہیبت۔ حیا۔ تعظیم۔ اور فرمایا زاہدوں کا ایثار بے نیازی کے وقت ہوتا ہے اور جوانمردوں کا ایثار بوقت حاجت۔ اور زہد دنیا کا ترک ہے اگر ہو سکے تو ایثار کرو ورنہ خوار رکھو

باب ۵۷۔ ذکر ابو الحسن بوشنگی رحمۃ اللہ علیہ

وہ صادقِ کاردیدہ مخلص بارکشیدہ موحد یکرنگی۔ شیخ ابو الحسن بوشنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خراسان کے جوانمردوں میں سے تھے۔ اہلِ زمانہ میں سب سے زیادہ صاحبِ حشمت اور طریقت میں تمام مشائخ سے زیادہ عالم تھے تجرید میں قدم راسخ رکھتے تھے۔ ابو عثمان۔ ابن عطا جریری۔ ابو عمرو مقضی رحمہ کو دیکھا تھا۔ ... بوشنگ سے جاکر عراق میں رہے جب واپس آئے تو لوگوں نے زندقہ کی طرف منسوب کر دیا پھر وہاں سے نیشاپور چلے گئے اور عمر اس طرح گذار دی کہ زہد میں مشہور ہو گئے۔ ایک شخص کا گدھا جاتا تھا تو اس نے آکر آپکا دامن پکڑ لیا اور کہا میرا گدھا آپنے چرایا ہے آپنے فرمایا کہ تم کو دھوکا ہو گیا ہے بیٹے تجھے اسیوقت دیکھا ہے مگر وہ نہ مانا تو آپنے ہاتھ اُٹھا کر کہا الٰہی مجھے اس سے چھڑا دے۔ اسیوقت گدھا آگیا تو اس شخص نے معافی چاہی کہ

حضرت مجھے معلوم تھا کہ آپنے نہیں لیا ہے مگر میری آبرو اس کی درگاہ میں کچھ نہ تھی۔ لہذا میں چاہا کہ آپ اُس دیہ حلقہ کریں جس سے مقصود حاصل ہو جائے۔ ایک روز آپ جا رہے تھے کہ پیچھے سے ایک ترک آپکو مار کر بھاگ گیا۔ لوگوں نے اُس سے کہا کہ یہ فلاں بزرگ مشہور ہیں تو نے ایسا کیوں کیا۔ اُس نے آپ سے آکر معافی چاہی تو فرمایا تم مطمئن رہو کہ میں یہ تمہاری طرف سے نہیں سمجھتا جہاں سے کچھ ہوا ہے وہاں غلطی نہیں ہو سکتی۔ ایک روز مقام وضو میں آپکو یہ خیال ہوا کہ یہ کپڑا فلاں درویش کو دیدینا چاہئے۔ فوراً خادم کو بلا کر فرمایا یہ میرا کپڑا لیجا کر فلاں درویش کو دیدے۔ خادم نے کہا اتنا توقف کیجئے کہ آپ باہر آجائیں۔ فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو شیطان میری راہ مار دے اور یہ خیال میرے دل سے دور کر دے ایک شخص نے پوچھا کیسے ؟ فرمایا میرے دانت خدا کی نعمتوں کی کھانے سے گھس گئے اور زبان خدا کی شکایت سے بیکار ہو گئی۔ آپ سے پوچھا گیا کہ مروت کیا ہے تو فرمایا اسچیز سے ہاتھ اُٹھا لینا جو تمپر حرام ہے کرام الکاتبین کے ساتھ مروت ہے۔ پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے؟ فرمایا اب تو نام رہ گیا ہے اور اس سے پہلے ایک حقیقت تھی بغیر نام کے۔ پھر تصوف ہی کو دریافت کیا تو فرمایا امید و طمع کی کمی اور عمل کا التزام۔ فتوت کو دریافت کیا تو فرمایا نیک طاعات کرنا اور ہمیشہ موافقت میں رہنا اور ظاہر میں اپنے نفس سے کوئی بات ایسی نہ کہنا جس کے خلاف تمہارا باطن ہو۔ اور توحید یہ ہے کہ اسکو یہ سمجھو کہ کسی ذات کی مثل نہیں ہے۔ اور اخلاص یہ ہے کہ کراماً کاتبین نہ لکھ سکیں اور شیطان اُس کو تباہ نہ کر سکے اور آدمی اسپر مطلع نہ ہو سکیں۔ اور اول ایمان آخر سے ملا ہوا ہے لوگوں نے پوچھا ایمان و توکل کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ روٹی اپنے سامنے سے کھاؤ اور نہایت اطمینان سے چھوٹا نوالہ چباؤ اور یہ سمجھو کہ جو تمہارے لئے ہے وہ جا نہیں سکتا۔ اور فرمایا جو شخص اپنے آپکو خوار رکھیگا اُسے حق تعالیٰ رفیع القدر کر دیگا اور جو اپنے آپکو عزت دار بنائیگا اُسے اللہ تعالیٰ خوار کر دیگا۔ ایک شخص نے آپ سے دعا چاہی تو فرمایا حقتعالیٰ تجکو تیرے فتنہ سے بچائے۔ ایک درویش نے آپکی قبر پر جا کر حق تعالیٰ سے دنیا طلب کی رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں اے درویش ہماری قبر پر آکر دنیا کی خواہش نہ کیا کر اگر دنیا اور اسکی نعمت چاہتا ہے تو دنیا والوں کی قبر پر جا ہماری

قبر پڑئے تو دونوں جہان سی خیال مٹا لینا مانگ۔

باب ۵۸۔ ذکر محمد علی حکیم الترمذی رحمۃ اللہ علیہ

وہ سلیم سنت عظیم ملت مجتہد اولیاء منتظر و اصفیاء محرم حرم ایزدی شیخ محمد علی حکیم الترمذی رحمۃ اللہ علیہ محترمان مشائخ اور معروفان اہل ولایت سی تھے تمام زبانوں کی ستودہ تھی۔ شرح معانی میں آیت اور احادیث و روایت و اخبار میں کامل تھی شفقت وافر اور خلق عظیم رکھتے تھے۔ آپکی ریاضات و کرامات بہت ہیں فنون علوم میں کامل اور شریعت و طریقت میں مجتہد ہیں۔ ایک جماعت آپکے اقتدا کی۔ آپکا مذہب علمی ہی کیونکہ عالم ربانی اور حکیم امت ہیں مقلد کبھی کہتے تھے صاحب کشف و صاحب اسرار تھے حکمت میں آپ کامل تھے یہانتک کہ آپکا لقب حکیم الاولیاء ہے۔ ابو تراب خضرویہ ابن جلا کی صحبت پائی تھی۔ اور یحییٰ معاذ سے گفتگو ہوئی تھی۔ فرماتے ہیں ایکدن میں مناظرہ ایسکے بارہ میں گفتگو کرتا تھا تو یحییٰ اسمیں متحیر ہو گئے آپکی تصانیف بہت ہیں جو معروف و مشہور ہیں۔ آپکے وقت میں کوئی شخص ترمذ میں ایسا نہ تھا جو آپکی بات سمجھہ سکتا۔ آپ اہل شہر سی پوشیدہ رہتے تھے۔ ابتدا میں دو طالبعلموں کے ہمراہ طلب علم کیلئے جانیکا ارادہ کیا تو آپکی والدہ نے کہا کہ ای جان مادر میں ضعیف و بیکس ہوں میرے کام کرنیوالا تو ہی ہے مجھے کس پر چھوڑتا ہے۔ اس بات سے آپکے دل میں درد بھر آیا اور سفر سے رک گئے۔ وہ دونوں ساتھی چلے گئے پانچ مہینے گذر گئے تو ایک روز آپ گورستان میں بیٹھکر رونے لگے کہ میں یہاں بیکار رہگیا اور میرے ساتھی کل کو عالم ہوکر آجائیں گے۔ ناگاہ ایک نورانی بزرگ ایک گوشہ سے آئے اور پوچھا رونیکا کیا سبب ہے انہوں نے اپنا حال کہدیا۔ انہوں نے فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں روزانہ تمکو ایک سبق پڑھا دیا کروں تا کہ تم ان سے آگے نکلجاؤ۔ کہا ہاں میں چاہتا ہوں پس تین سال تک وہ بزرگ انکو سبق پڑھاتے رہے بعد کو معلوم ہوا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ فرمایا میں نے یہ دولت والدہ کی رضا سے پائی۔ وہ بزرگ یوں ہی آیا کرتے تھے اور ایک دوسرے سے واقعات پوچھتے تھے۔ ابوبکر وراق بیان کرتے ہیں کہ ہر یکشنبہ کو حضرت خضر آپکے پاس تشریف لاتے اور بحث کیا کرتے تھے۔ ایکروز آپنے مجھسے فرمایا کہ آج میں تمکو ایک جگہ لیچلونگا

میں نے کہا آپکی مرضی۔ غرضیکہ میں آپکے ساتھ گیا۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ میں نے ایک بیابان نہایت عظیم الشان
دیکھا جسمیں ایک زریں تخت رکھا ہوا ایک سبز درخت کے نیچے اور پانی کا چشمہ جاری ہے۔ ایک صاحب عمدہ
لباس پہنے بیٹھے ہیں جب شیخ انکے پاس گئے تو انہوں نے اٹھکر شیخ کو تخت پر بٹھال لیا۔ جب تھوڑی دیر گذر
گئی تو ہر طرف سے ایک شخص آیا یہانتک کہ چالیس شخص ہو گئے۔ ان بزرگ نے آسمان کی طرف اشارہ کیا تو
کھانا ظاہر ہو گیا اور سب نے کھایا۔ شیخ نے کچھ سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا اور جواب میں بہت سی
باتیں کہیں مگر میں انمیں سے ایک بات بھی نہ سمجھا۔ پھر آپ اجازت لیکر چلے آئے اور مجھ سے فرمایا جاؤ تم سعید
ہو گئے۔ تھوڑی زمانہ کے بعد ہم ترمذ آئے تو میں نے پوچھا حضرت وہ کیا جگہ تھی اور وہ بزرگ کون تھے فرمایا وہ
بیابان بنی اسرائیل تھا اور وہ صاحب قطب اللہ تھے۔ میں نے پوچھا اتنی جلدی ہم بیابان بنی اسرائیل میں
کیسے پہونچ گئے۔ فرمایا تمکو پہونچنے سے کام اور نہ پہونچنے اور کیفیت سے۔ فرماتے ہیں ہر چند میں نے کوشش
کی کہ نفس کو طاعت میں رکھوں مگر اُسپر قدرت نپائی تو میں نے نا اُمید ہو کر کہا شاید خدا نے اس نفس کو دوزخ
کے لئے پیدا کیا ہے تو میں دوزخی کی کیا پرورش کروں جیحوں کے کنارہ جا کر میں نے ایک دوست سے کہا کہ
وہ میرے ہاتھ پیر باندہ کر چلا گیا پھر میں پہلو کے بل لڑہکتا ہوا جیحوں میں گر پڑا تا کہ ڈوب جاؤں مگر
پانی نے مجھے دھکا دیکر ہاتھ کھولدیئے اور ایک موج نے مجھے کنارہ پر ڈالدیا تو میں اپنی آپ سے بالکل نا اُمید
ہو گیا اور کہا سبحان اللہ تو نے ایسا نفس پیدا کیا ہے جو نہ بہشت کے لایق ہے نہ دوزخ کے۔ اسیوقت کہ
میں نا اُمید ہو گیا اسکی برکت سے میرا دل کشادہ ہو گیا اور جسکی مجھے تلاش تھی وہ میں نے دیکھہ لیا اور اسیوقت
اپنے آپ سے غائب ہو گیا۔ ابو بکر وراق فرماتے ہیں کہ ایکروز آپ نے اپنی تصنیف سے ایک کتاب مجھے دیدی کہ
اسے لیجا کر جیحوں میں ڈالدو جب میں نے اسکا مطالعہ کیا تو اس میں نخر حقایق بھرا پڑا تھا۔ میرے دل نے
اجازت نہ دی کہ پانی میں ڈالوں تو اُسکو میں نے گھر رکھہ لیا۔ اور آپ سے کہدیا کہ ڈالدی۔ پوچھا تمنے کیا دیکھا
میں نے کہا کچھ بھی نہیں۔ فرمایا تمنے ڈالی نہیں مجھے تعجب آیا پھر فرمایا اب جا کر ڈالدو میں نے جا کر ڈالدی تو دیکھا کہ
جیحوں کا پانی پھٹ گیا اور ایک صندوق کھلا ہوا ظاہر ہوا۔ وہ کتاب اس صندوق میں چلی گئی تو وہ بند ہو گیا
اور جیحوں کا پانی بھی ٹھیک ہو گیا میں لوٹ کر گیا تو شیخ نے فرمایا اب تمنے جیحوں میں ڈالدی میں نے کہا آپکو

عزت حق کی قسم اسکا راز مجھ سے بیان کیجئے فرمایا میں نے علم تصوف کے متعلق کچھ تصنیف کیا تھا جسکا سمجھنا
تمام عقول کو مشکل تھا حضرت خضر نے مجھ سے فرمایش کی تھی اور اس صندوق کو انہیں کے حکم سے ایک
مچھلی لائی تھی حق تعالے نے پانی کو حکم دیا ہے کہ وہ ان کے پاس پہونچا دے۔ ایکبار آپنے اپنی تمام
تصانیف کو پانی میں ڈالدیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے آکر سبکو اٹھا لیا اور آپ کے پاس لاکر فرمایا
اپنے آپکو اسمیں مشغول رکھو۔ فرماتے ہیں ایکجز دیکھی میں نے کبھی اسلیئے تصنیف نہیں کیا کہ لوگ کہیں انکی تصنیف
ہے بلکہ جب میری طبیعت گھبراتی تو ان سے تسلی ہو جاتی تھی۔ آپنے عمر بھر میں ایکہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ
کو خواب میں دیکھا۔ آپکے زمانہ میں ایک زاہد صاحب طبع تھا ہمیشہ آپ پر اعتراض کیا کرتا تھا۔ تمام دنیا
میں سے آپکا ایک گھر تھا۔ جب حجاز سے واپس آئے تو آپکے گھر میں ایک کتیا نے بچے دیئے تھے۔ آپنے چاہا کہ میں
انہیں نکالوں ممکن ہے کہ یہ خود ہی نکلجائے۔ اس دن ستر مرتبہ اس کے پاس گئے تاکہ وہ خود نکلجائے اور
میں اس کے بچوں کو تکلیف نہ دوں۔ اسی رات کو اس زاہد نے جو آپ پر اعتراض کرتا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں تو اس شخص کی برابری کرتا ہے جس نے ستر بار کتی کے لیئے
تکلیف کی اگر تو سعادت ابدی چاہتا ہے تو جا کر انکی طاعت کا پٹکہ کمر سے باندھ۔ وہ زاہد آپ کو
سلام جواب دینے سے عار کرتا تھا مگر اس کے بعد تمام عمر آپکی خدمت میں بسر کردی۔ لوگوں نے آپکے گھر والوں
سے پوچھا کہ جب شیخ کو غصہ آتا ہے تو کیا کرتے ہیں۔ جواب دیا جب ہم ہی غصہ ہو جاتے ہیں تو اسدن
ہمارے ساتھ اور بھی اچھی طرح پیش آتے ہیں اور روکر کہتے ہیں الٰہی میں نے تجھکو کس چیز سے ناراض کر دیا
جو تو نے انکو میرے خلاف کر دیا الٰہی میں توبہ کرتا ہوں انکو صلاحیت پر واپس کر دے ہم سمجھ جاتی
ہیں اور توبہ کرتے ہیں تاکہ شیخکو اس سے روکیں۔ آپنے مدت تک چاہا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھیں
مگر نہ دیکھا۔ آپکی ایک کنیز تھی اور بچہ کے کپڑے دھوتی تھی۔ ایک طشت پیشاب و نجاست سے بھر گیا تھا۔
آپنے سنت کے مطابق سفید کپڑے پہنے تھے جمعہ کا دن تھا جامع مسجد کو جا رہے تھے مگر وہ کنیز کسیوجہ سے
غصہ تھی اسنے وہ طشت آپکے سر پر ڈالدیا مگر آپنے تحمل کیا اور کچھ نہ فرمایا غصہ کو پی لیا تو فوراً حضرت خضر
کو دیکھا انہوں نے فرمایا اس تحمل و برداشت کیوجہ سے تمنے مجھے دیکھلیا۔

نقل ہے کہ لوگوں نے ایک شخص سے کہا کہ آپکو اسقدر ادب ہے کہ کبھی عیال کے سامنے ناک صاف نہیں کی اُس نے یہ سُنکر فوراً آپکی زیارت کا قصد کیا شیخکو مسجد میں پایا۔ تھوڑی دیر صبر کیا یہانتک کہ آپ باہر نکلے وہ آپکے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے اور اپنے دل میں کہا کہ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں شیخ نے فراست سے دریافت کر کے پیچھے کو منہ کر کے ناک صاف کر دی اُس شخص نے دل میں کہا تو لوگوں نے جھوٹ کہا یا یہ شیخ نے مجھ پر ظاہر یا نہ لگایا تاکہ بزرگوں کا راز میں دریافت نہ کروں شیخ نے پیچھے پھر کر دیکھا اور فرمایا اے لڑکے لوگوں نے سچ کہا ہے لیکن اگر تو چاہتا ہے کہ سب کا راز تجھ سے بیان کر دیا جائے تو خلق کا راز محفوظ رکھ کیونکہ جو کوئی بادشاہوں کے راز کو فاش کر دیتا ہے وہ کسی راز کہنے کے قابل نہیں ہے۔ آپکی جوانی کے زمانہ میں ایک مالدار اور خوبصورت عورت نے اپنی طرف آپکو دعوت دی کیونکہ آپ بہت خوبصورت تھے مگر آپنے التفات نہ کی۔ ایکروز اس عورت نے خبر پائی کہ آپ ایک باغ میں ہیں تو اُسنے اپنے آپکو آراستہ کیا اور وہاں پہنچی شیخ اُسکو دیکھکر بھاگنے لگے۔ عورت آپکے پیچھے بھاگتی تھی اور کہتی تھی کہ کیوں میرے خون کی کوشش کرتے ہو مگر آپنے توجہ نہ کی اور ایک دیوار سے کود کر نکل گئے جب بوڑھے ہو گئے تو ایکدن اپنے احوال و اقوال کا مطالعہ کر رہے تھے کہ وہ حالت یاد آگئی۔ خیال گذرا کہ کیا ہوتا اگر اُس وقت جب میں جوان تھا اُس عورت کی آرزو پوری کر دیتا اور اُسکے بعد توبہ کر لیتا۔ اس خیال کے آتے ہی رنجیدہ ہو گئے۔ اور فرمایا اے خبیث و پُر معصیت نفس جوانی میں یہ خیال نہ تھا اب بوڑھاپے میں اس قدر ریاضت و مجاہدہ کے بعد گناہ نہ کرنے پر کیوں پشیمانی ہے بہت اندوہگین ہوئے اور اس کے ماتم میں تین روز تک بیٹھے رہے۔ تین دن کے بعد پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپنے فرمایا رنجیدہ نہ ہو کہ یہ سوجھ سے نہیں ہے کہ تمہارے زمانہ میں تمہارا کوئی جرم ہے بلکہ یہ خیال اس وجہ سے تھا کہ ہماری وفات کو چالیس برس اور گذر گئے نہ تمہارا کوئی جرم نہ تمہاری حالت میں کوئی قصور جو کچھ تمنے دیکھا یہ ہماری مفارقت کو مدت دراز ہو جانیکی وجہ سے ہے نہ یہ کہ تمہاری صفت میں کوئی نقصان ہے۔ فرماتے ہیں ایکبار میں سخت بیمار ہو گیا جسکی وجہ سے عاجز آگیا تو میں نے کہا کہ افسوس تندرستی میں کتنی نیکیاں مجھ سے ہوئی تھیں اب سب چھوٹ گئیں۔ ایک آواز سنی کہ اے محمد یہ کیا بات تمنے کہی جو کام تم کرتے تھے وہ ایسا نہیں

جیسا ہم کرتے ہیں کہ ہمارا کام سوا سہو و غفلت کی نہیں اور ہمارا کام بجز صدق کی نہیں تب یہ پشیمان ہوا اور توبہ کی۔ فرماتے ہیں کہ آدمی جب اس کی بہت ریاضت کرے اور بہت ظاہری ادب بجالائے اور تہذیب اخلاق حاصل کرنے لگے خداوند تعالیٰ کے انوار اپنے دل میں پائیگا۔ اور اسکی سبب سے اسکے دل میں وسعت ہوجائیگی اسکا سینہ کھلجائیگا اور نفس فضائے توحید میں آجائیگا۔ تو وہ اس سے خوش ہوکر عزلت کو ترک کردیگا اور اس فتوح کو بیان کرنے لگیگا جو اسے حاصل ہوئی ہے جس سے لوگ اسکو اسکی باتوں اور غیب سے فتوح کے باعث اسکا اعزاز کریں گے اسے بزرگ کہیں گے تو نفس اسوقت غالب ہوجائیگا اور شیر کی طرح اس کی گردن پر بیٹھ جائیگا اور وہ لذتیں جو ابتدائی مجاہدہ میں اس نے پائی تھیں منسلب ہوجائیں گی جس طرح کہ مچھلی کسی طرح جال میں سے دریا میں پہنچ جاتی ہے تو پھر دوبارہ جال میں نہیں آ سکتی۔ جو نفس کہ فضائے توحید میں پہنچ جاتا ہے وہ اس سے ہزار مرتبہ خبیث و مکار ہوجاتا ہے کہ دام میں آئے۔ اسوجہ سے کہ اول میں بند تھا اور یہاں کشادہ ہے۔ اول تنگی بشریت کو اس نے اپنا واسطہ بنایا تھا اور اب وسعت توحید کو آلہ بنالیا پس نفس سے بیخوف نہ ہو ہمیشہ اس کی حفاظت کرو تاکہ نفس پر فتح پاؤ اور اس آفت سے چھوٹ جاؤ کیونکہ شیطان اندر بیٹھا ہے جس طرح محمد حکیم نے حکایت نقل کی ہے کہ جب آدم و حوا علیہما السلام جمع ہوگئے اور انکی توبہ قبول ہوگئی تو ایک روز آدم علیہ السلام ایک کام کو گئے تھے تو ابلیس لعین اپنے بچہ کو جسکا نام خناس تھا حضرت حوا کی پاس لیکر گیا اور کہا ذرا دیر اسکو دیکھے رہنا میں ابھی آتا ہوں۔ جب حضرت آدم آئے تو خناس کو دیکھکر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ جواب دیا ابلیس کا فرزند ہے وہ آکر میرے سپرد کر گیا ہے حضرت آدم انپر بہت غصہ ہوئے کہ تمنے کیوں قبول کر لیا اور اس بچہ کو مارکر پارہ پارہ کردیا اور ایک ایک ٹکڑا درخت میں لٹکا دیا۔ اور چلے گئے۔ ابلیس آیا تو اس نے فرزند کو طلب کیا۔ حوا نے فرمایا کہ آدم نے اسکو مار ڈالا۔ ابلیس نے خناس کو آواز دی تو اسی وقت اس کے تمام اعضا جمع ہوگئے۔ اور وہ زندہ ہوکر حوا کے سامنے بیٹھ گیا پھر ابلیس نے حوا کی سپرد کیا۔ مگر انہوں نے فرمایا کہ میرے سپرد نہ کرو۔ کیونکہ آدم آکر مجھپر خفا ہوں گے لیکن ابلیس نے الحاح کرکے ان کی سپرد کردیا اور چلا گیا جب حضرت آدم آئے تو پھر اسکو دیکھکر حوا پر ناراض ہوئے کہ تم کیوں اسکا

کہنا مان لیتی ہو اور اُسکی باتوں سے دھوکا کھا جاتے ہو۔ اور اُس بچے کو مار کر جلا دیا۔ اُس کی راکھ آدھی دریا میں ڈالدی اور آدھی جنگل میں ڈالکر چلے گئے۔ ابلیس نے پھر آکر لڑکا مانگا تو حوا نے حال کہدیا۔ ابلیس نے پھر خناس کو آواز دی تو اُس کے ذرات جمع ہو گئے اور وہ زندہ ہو کر ابلیس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس وقت ابلیس نے حوا کو قسم دی کہ اب کے مرتبہ اسے قبول کرو۔ مگر حوا نے قبول نہ کیا اُسنے بہت سخت قسم دی اور قبول کرلیا۔ جب حضرت آدمؑ آئے اور اُسکو دیکھا تو فرمایا خدا ہی جانے کہ اسمیں کیا راز ہے۔ تم اُس دشمنِ خدا کی بات مان لیتی ہو اور میری نہیں مانتے۔ اور غصہ میں آکر خناس کو قیمہ کرکے آدھا خود کھا لیا اور آدھا حوا کو دیدیا۔ بیان کرتے ہیں کہ آخر مرتبہ میں وہ خناس کو بکری کی شکل میں لایا تھا جب ابلیس نے آکر لڑکے کو طلب کیا تو حوا نے حالت کہدی۔ ابلیس نے کہا میرا مقصود یہی تھا کہ میں آدمی کے سینہ میں اپنی جگہ کرلوں وہ حاصل ہوگیا چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اَلْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اور فرماتے ہیں کہ جسمیں ایک صفت بھی نفسانی باقی ہے وہ آزاد نہیں اور وہ غلام مکاتب کی طرح ہے کہ اگر اُسپر ایک درم بھی باقی ہے تو وہ آزاد نہیں مگر جسکو آزاد کر دیا جاتا ہے اور اُسپر کچھ نہیں رہتا وہ مجذوب جیسے کہ جسوقت اُسکو جذب کھینچتا ہے اُسے حق تعالیٰ نفس کی بندگی سے آزاد کر دیتا ہے پس وہ حقیقی آزاد ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے اَللّٰهُ يَجْتَبِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ اہل اجتباء وہ لوگ ہیں جو جذبہ میں ہیں اور اہل ہدایت وہ ہیں جو انابت سے اُسکی طرف راہ ڈھونڈھتے ہیں۔ اور فرمایا مجذوب کے بہت سے درجے ہیں اُنمیں سے بعض کو نبوت کا تہائی حصہ ملتا ہے اور بعض کو نصف اور بعض کو نصف سے زیادہ یہاں تک کہ بعض مجذوب ایسے ہوتے ہیں جن کا حصہ نبوت میں سے تمام مجذوبوں سے زیادہ ہوتا ہے اور وہ خاتم الاولیا ہوتا ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور یہ مجذوب ممکن ہے کہ امام مہدی ہوں اگر کوئی کہے کہ اولیاء کو نبوت میں سے کس طرح حصہ ملسکتا ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میانہ روی اور عمدہ خواب اور خوش خُلقی نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور مجذوب میں میانہ روی و خوش خُلقی ممکن ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جذب پیغمبری کا جُز ہے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص حرام کا ایک درم اُس کے مالک کو واپس کر دے تو نبوت سے ایک درجہ پائے اور یہ سب باتیں مجذوب میں ہو سکتی ہیں اور فرمایا تمام

اولیاء سے بزرگ وہ ہے جو اصل علم کی گفتگو کرے۔ ایک شخص نے پوچھا وہ کیسی؟ فرمایا ایک علم ابتدا ہے
اور ایک علم معاد یا اور ایک علم عہد میثاق اور ایک علم حروف اور یہ اصول حکمت ہے اور حکمت علما یہی ہے
یہ علم بزرگوں اور اولیاء سے ظاہر ہوتا ہے کوئی اسکو قبول نہیں کر سکتا سوا اُنکے جیسے ولایت میں حصہ ملے لوگوں
نے پوچھا اولیاء سوء خاتمہ سے ڈرتے ہیں۔ فرمایا ہاں خطرات کا خوف ہوتا ہے اور کوئی اور ایسا نہیں ہوتا جو خدا دوست
نہ رکھتا ہو کہ اسکا عیش اُسپر منغض کر دی۔ اور فرمایا اُسکے ذکر میں ایسا مشغول ہونا چاہئیے کہ اسکی حالت دریافت
نہ کر سکیں اور یہ مقام اس سے بہت بلند ہے جو منتہی سمجھتے ہیں۔ پوچھا منتہی کون لوگ ہیں؟ فرمایا جو لوگ آیات الٰہی
کے اہل نہیں ہیں۔ تقویٰ و جوانمردی کے معنے دریافت کئے تو فرمایا تقویٰ یہ ہے کہ قیامت میں کوئی تمہارا
دامن نہ پکڑے۔ اور جوانمردی یہ ہے کہ تم کسی کا دامن نہ پکڑو۔ اور فرمایا عزیز وہ ہے جسی معصیت ذلیل و خوار نہ
کرے اور آزاد وہ ہی جسے طمع نے بندہ نہ بنایا ہو اور زاہد وہ ہے جسکو شیطان نے اسیر نہ کیا ہو اور
عاقل وہ ہے جو خدا کیلئے پرہیزگاری کرے اور اپنے نفس سے حساب لے۔ اور فرمایا جو طریقت میں پڑ گیا اُسکو
اہل معصیت سے کچھ انکار نہ ہوگا۔ اور فرمایا جو شخص کسی چیز سے ڈرتا ہے اُس سے بھاگتا ہے مگر جو خدا سے ڈرتا ہے
وہ اُسی کیطرف بھاگتا ہے۔ اور اصل اسلام دو باتیں ہیں ایک خدا کا احسان سمجھنا۔ دوسرے جدائی سے
ڈرنا اور کسی چیز کے کم ہونے پر اس قدر غم نہ کرنا چاہئیے جسقدر نیت کے کم ہونے پر کیونکہ بغیر نیت کے کوئی
کام درست نہیں ہوتا۔ اور جسکی ہمت دین کیطرف مبذول ہو جاویگی اُسکے تمام دُنیوی کام خود بخود اُسکی برکت سے
ہو جائیں گے اور جسکی ہمت دُنیا کی طرف مبذول ہو جائیگی اُس کے تمام دینی کام دُنیا کی شومی سے خراب
ہو جائیں گے۔ اور فرمایا جو شخص بغیر زہد کے بیان کرنے پر اکتفا کریگا وہ زندقہ میں پڑ جائیگا اور جو فقہ پر
بغیر ورع کے اکتفا کریگا وہ فسق میں پڑ جائیگا۔ اور جو شخص اوصاف عبودیت سے جاہل ہوگا وہ اوصاف ربوبیت
سے نہایت جاہل ہوگا۔ اور تم چاہتے ہو کہ بقائے حق کو سمجھو تو تمہارا نفس تمکو ہی نہیں پہچان سکتا تو حق کو کس طرح
پہچان سکتا ہے۔ اور فرمایا آدمی میں سب سے بُری عادت غرور اور اختیار ہے کیونکہ غرور اُسکو لائق ہے جسکی ذات
بے عیب ہو اور اختیار اُس کے لئے ٹھیک ہے جسکا علم بغیر جہل کے ہو۔ اور سو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے
ساتھ اتنی تباہی نہیں کرتے جتنی شیطان ایک ساعت میں تمہارے ساتھ کرتا ہے اور شیطان اسقدر نہیں کرتا

جسقدر تمہارا نفس تمہارے ساتھ کرتا ہے۔ اور آدمی کیلئے یہ عیب کافی ہے کہ جو بات اُسکو نقصان پہنچائے
اُس ہی پر مشغول ہو۔ اور حق تعالیٰ بندوں کی رزق کا ضامن ہو گیا ہے تو بندوں کو توکل کا ضامن ہو جانا چاہیے
اور فرمایا اسکا مراقبہ کرنا چاہیئے کہ اُسکی نظر کسی وقت تجھ سے علیحدہ نہیں اور شکر اُسکا کرنا چاہیئے جسکی کوئی
نعمت تجھ سے جدا نہیں اور خضوع اُس کے سامنے کرنا چاہیئے جسکے ملک و سلطنت سے قدم باہر نہیں رکھ سکتے
اور صبر مرد وہ ہے جسکے نزدیک سفر و اقامت یکساں ہو۔ اور محبت خدائے تعالیٰ کی حقیقت اُس کے ذکر سے
ہمیشہ اُنس کرنا ہے۔ اور یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ دل نامتناہی ہے یہ درست نہیں کیونکہ ہر دل کیلئے ایک خاص
کمال ہے کہ جب وہاں تک پہنچ جاتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے ہاں راہ نامتناہی ہے میرے خیال میں اس سے اپنے دل کی
صورت مراد لی ہے کیونکہ معنی میں دل متناہی نہیں ہے جیسا کہ ہم نے شرح القلب میں بیان کیا ہے۔ اور فرمایا کہ
ہم نے عالم کبھی متجلی نہ دیکھا سوائے زمانہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

باب ۵۹ ذکر ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ

وہ خزانۂ علم و حکمت یگانۂ حلم و عصمت مجرد آفاق ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ اکابر زہاد و عباد مشائخ میں
سے تھے ورع و تقوی میں اور تجرید و تفرید میں کمال رکھتے تھے۔ اور معاملہ و ادب میں بے نظیر تھے مشائخ آپ کو
مؤدب الاولیاء کہتے ہیں۔ نفس کشتہ و مبارک تھے محمد حکیم کی صحبت میں رہے ہیں بلخ میں رہتے تھے
اور خضرویہ کے یاروں میں سے ہیں۔ ریاضات و آداب میں آپکی بہت تصانیف ہیں۔ مریدوں کو سفر سے باز رکھتے
تھے فرماتے ہیں کہ تمام برکتوں کی کنجی مقام ارادت میں صبر ہے۔ جب تیری ارادت درست ہو گئی تو پہلی برکت
تجھ پر کشادہ ہو گئی۔ ایک مدت تک حضرت خضر علیہ السلام کی آرزو میں رہے روزانہ گورستان میں جاتے اور
آتے جاتے میں قرآن کا ایک پارہ پڑھ لیتے۔ ایک روز دروازہ سے باہر پیر رکھا تو ایک نورانی بزرگ کو دیکھکر
سلام کیا انہوں نے کہا تم میری صحبت چاہتے ہو کہا ہاں تو وہ بزرگ انکو ساتھ لیکر روانہ ہوئے راہ میں ان سے
باتیں کرتے جاتے تھے۔ جب لوٹنا چاہا تو کہا تم مدت سے میری صحبت چاہتے تھے آج میری صحبت پائی تو قرآن کا پارہ
پڑھنے سے محروم رہے خضر علیہ السلام کی صحبت ایسی ہوتی ہے تو [illegible] ہو گی اسے سمجھ لو کہ عزلت و تجرید و تنہائی

سے بہت تھے۔ آپکا ایک لڑکا تھا اُسکو مکتب میں بھیجا۔ ایک دن اُسکو دیکھا کہ روتا ہے اور رنگ اُڑا ہوا
پوچھا کیا ہوا جواب دیا اُستاد نے مجھے ایک آیت پڑہائی اُس سے میں ایسا ہوگیا پوچھا وہ کیا ہی کہا۔ یَوْمًا
یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا یعنی وہ دن جو بچوں کو بوڑہا کردیگا پھر وہ لڑکا اس آیت کے ڈر سے بیمار ہوکر
مرگیا۔ آپ اُسکی قبر پر روکر کہتے تھے اے ابوبکر تیرا لڑکا ایک ایک آیت سے ایسا ہوگیا کہ اُس نے جان دیدی اور
تو اتنے سال سے ختم کرتا ہے مگر کچھ اثر نہیں ہوتا جب نماز سے فارغ ہوکر مسجد سے نکلتے تو یوں جاتے جیسے کسی نے
چوری کی ہوتی ہے یا اور کسی گناہ میں مشغول ہوجاتا ہے۔ ایک شخص آپکی زیارت کو آیا تو اُٹھتے وقت کہا کہ
مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا میں نے دنیا و آخرت کی خیر مال کی کمی میں پائی۔ اور دنیا و آخرت کی شر مال کی زیادتی اور
لوگوں سے ملنے میں۔ فرماتے ہیں مکہ معظمہ کے رستہ میں ایک عورت کو میں نے دیکھا تو اُس نے پوچھا تم کون ہو میں نے
کہا میں ایک غریب مسافر شخص ہوں کہا تم وحشت غربت کی شکایت کرتے ہو اپنے خدا سے تم نے اُنس پیدا
نہیں کیا۔ یہ سنکر مجھ میں اتنی قدرت نہ رہی کہ اُس کے پیچھے قدم اُٹھاؤں وہ چلی گئی اور میں لوٹ آیا۔ اور
ایکبار مجھ پر دروازہ کشادہ کردیا گیا اور حکم ہوا کچھ مانگ میں نے کہا خداوندا انبیا جو سردار خلق اور پیشوا ان سیاہ
تھے معلوم ہی کہ جسقدر بلا جاندہ تہا وہ اُنکے سر پر ڈالا گیا تو ایسا خداوند ہی کہ بغیر تیرے حکم کے ایک ذرہ کسی تک
نہیں پہونچسکتا میں کیا مانگوں مجھے اسی مقام بیچارگی میں چھوڑ دے کہ مجھ میں بلا کی طاقت نہیں ہے۔ اور
فرماتے ہیں آدمی تین قسم کے ہیں۔ اُمرا۔ علما۔ فقرا۔ جب اُمرا تباہ ہوتے ہیں تو خلق کی معاش تباہ ہوجاتی ہے
اور جب علماء تباہ ہوتے ہیں تو خلق کا دین تباہ ہوجاتا ہے۔ اور جب فقرا تباہ ہوتے ہیں تو خلق کا دل تباہ
ہوجاتا ہے۔ اور اصل علت نفس شہوات ہیں جب ہوا غالب ہوجاتی ہے تو دل تاریک ہوجاتا ہے اور جب دل
تاریک ہوجاتا ہے تو وہ خلق کو دشمن سمجھتا ہے اور خلق اُسکو دشمن سمجھتی ہے پس وہ خلق پر جور و جفا کرنا
شروع کردیتا ہے۔ اور فرمایا حضرت آدم کے زمانہ سے اسوقت تک جو فتنہ ظاہر ہوا وہ خلق سے ملنے کے
باعث ہوا اور اُسوقت سے اب تک جس کسی نے سلامتی پائی تو اُس سے کہ خلق سے کنارہ کیا۔ ایک شخص نے
آپ سے نصیحت چاہی تو فرمایا پتھر لیکر دونوں پیر توڑ ڈال اور چھری لیکر زبان کاٹ ڈال کہا یہ طاقت
کس میں ہے۔ فرمایا جسکا گوش ہمت خدا کا کلام سنتا ہے اور جسکی زبان سر تعلق میں ہے اُسکی ظاہری زبان

اور کان گونگے بہرے ہو جانے چاہئیں اور سانس سے زبان کاٹنے پیر توڑ ڈالنے کی قوت آجاتی ہے۔ اور فرمایا کہ حکماء انبیاء کے بعد ہیں۔ نبوت کے بعد سوائے حکمت کے کوئی درجہ نہیں اور حکمت حکام امور ہے۔ حکمت کی پہلی نشانی خاموشی اور بقدر حاجت بات کرنا ہے۔ اور فرمایا عارف کی خاموشی زیادہ نافع ہے اور اسکا کلام زیادہ اچھا ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالےٰ خلق سے آٹھ باتیں چاہتا ہے۔ دو باتیں اسکی دل سے فرمان حق کی تعظیم اور خلق پر شفقت اور دو باتیں زبان سے توحید کا اقرار اور خلق کے ساتھ نرمی۔ اور دو باتیں ہاتھ پیروں سے خدا کی طاعت اور مسلمانوں کی مدد اور دو باتیں خلق سے حکم خدا پر صبر اور خلق خدا کی ساتھ حلم اور فرمایا جو شخص اپنے نفس پر عاشق ہو گیا اسپر کبر و حسد و خواری عاشق ہو گئی۔ اور فرمایا اگر طمع سے پوچھیں کہ تیرا باپ کون ہے تو وہ کہے کہ تقدیر میں شک اور اگر پوچھیں کہ تیری غایت کیا ہے تو وہ کہے حرمان۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ شیطان کہتا ہے کہ میں ایسا بیوقوف نہیں ہوں جو مومن کو شروع سے کفر کا وسوسہ ڈالوں بلکہ اول اس کو حلال خواہشات کا حریص کر دیتا ہوں جب وہ انپر حریص ہو جاتا ہے اور ہوا اسپر غالب ہو جاتی ہے اور وہ معاصی پر دلیر ہو جاتا ہے تو اُسے کفر کا وسوسہ دیتا ہوں۔ اور فرمایا پانچ چیزیں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں اگر تم انکا ساتھ رہنا سمجھو گے جب تو نجات پاؤ گے ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ نفس۔ شیطان۔ دنیا۔ خلق۔ خدا کی موافقت کر۔ جو کچھ وہ کرے اسپر راضی رہ اور نفس سے مخالفت شیطان سے عداوت دنیا سے حذر رکھ اور خلق کے ساتھ شفقت کر۔ اگر ایسا کریگا تو نجات پائیگا۔ اور فرمایا جبتک خلق سے قطع نہ کرو حق تعالیٰ سے کسی طمع نہ رکھو۔ اور جبتک دل کو شغل میں مصروف رکھو تفکر و عبرت کی طمع نہ کرو۔ اور جبتک سینہ کو ریاست و سرداری کی طلب سے پاک نہ کرو الہام و حکمت کی طمع نہ رکھو۔ اور فرمایا عقلا کی صحبت میں اُن کی اقتدا کرو اور زاہدوں کی صحبت میں اُن کے ساتھ اچھی طرح مدارات کرو اور جاہلوں کے ساتھ ضبط و تحمیل کرو۔ اور فرمایا آدمی کی اصل پانی اور مٹی ہے بعض آدمی میں پانی غالب ہوتا ہے اُسکے ساتھ لطف و نرمی کرنا چاہیئے اگر سختی کی جائیگی تو وہ خراب ہو جائیگا اور مقصود تک نہ پہنچیگا۔ اور بعض پر مٹی غالب ہوتی ہے اُسکو کوٹنا اور سختی کے ساتھ شریعت سکھانا چاہیئے تاکہ کام کے لائق ہو۔ اور فرمایا حق تعالیٰ نے پانی کو پیدا کرنا چاہا تو تمام رنگتوں سے اسکا رنگ اور تمام مزوں سے اسکا مزہ بنایا۔ تمام رنگتیں ملا دیں تو پانی

کا رنگ ہوا۔ اسی وجہ سے کوئی اُس کا رنگ نہیں جانتا۔ اور تمام مزے ملائے تو پانی کا مزا ہوا اسی لئے
کسی نے اُس کا مزہ نہ سمجھا اُس کے پینے سے حیات کی لذت پاتے ہیں مگر کسی کو اُس کی کیفیت لذت سے
خبر نہیں کیونکہ ان معنی سے کسی کو خبر نہیں جو موجب حیات ہیں۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اسکی
دلیل ہے۔ اور فرمایا کیا اچھا ہے اُس درویش کا دل جس سے دنیا میں بادشاہ خراج نہیں لیتا۔ اور
آخرت میں جبار عالم اُس سے حساب نہ کریگا۔ اور فرمایا میں صبح کو اُٹھکر لوگوں کو دیکھتا ہوں تو پہچان لیتا ہوں کہ
کس نے حلال لقمہ کھایا ہے اور کس نے حرام۔ جو صبح کو اُٹھکر لغو باتوں اور غیبت و فحش میں زبان کو مشغول کرتا ہے
اُسی وقت جان لیتا ہوں کہ اُسنے حرام لقمہ کھایا ہے اور جو صبح اُٹھکر زبان کو ذکر و تہلیل و استغفار میں
مشغول کرتا ہے تو سمجھ لیتا ہوں کہ اس نے حلال لقمہ کھایا ہے۔ اور فرمایا جو حال تم سے اور حق تعالیٰ سے ہے
اُس میں صدق کا خیال رکھو اور جو تمہارے اور تمہارے نفس کے درمیان میں ہے اسمیں صبر کا خیال رکھو
اور فرمایا یقین ایک نور ہے جس سے بندہ اپنے حالات میں منور ہو جاتا ہے پس وہ اُسکو متقیوں کے
درجہ پر پہنچا دیتا ہے۔ زہد کے معنے پوچھے گئے تو فرمایا زہد میں تین حرف ہیں۔ ز سے ترک زینت مراد ہے
اور ہا سے ترک ہوا اور دال سے ترک دنیا۔ اور یقین دل کو نیچے لانیوالا ہے اور اس سے ایمان کا کمال ہے
اور یقین تین قسم کا ہے یقین خبر یقین دلالت یقین مشاہدہ۔ اور جسے خدا کی معرفت حاصل ہوگی اُس پر
ہیبت و خوف طاری ہوگا۔ اور شکر نعمت کے معنے ہیں مشاہدہ منت اور نگاہداشت حرمت۔ اور
توکل کے معنے ہیں وقت کو کدورت انتظار سے پاک و صاف رکھنا کہ نہ گزشتہ بات پر افسوس کرے اور
نہ آئندہ بات کا انتظار کرے۔ اور فرمایا جو شخص آسمان کی طرف سے کاموں کو سمجھیگا وہ صبر کریگا۔ اور جو زمین
کیطرف سے سمجھیگا وہ متحیر ہو جائیگا۔ اور اخلاق بد سے اس طرح پرہیز کرو جس طرح لقمہ حرام سے۔ جب آپکی
وفات ہوگئی تو لوگوں نے آپکو خواب میں زرد اور غمگین و گریاں دیکھا۔ پوچھا حضرت ضعف و گریہ کا
کیا سبب۔ فرمایا اسوجہ سے کہ اسکو گورستان میں جسمیں میں ہوں دس جنازہ آرہے ہیں انمیں سے ایک شخص ایمان
پر نہیں مرا ہے۔ ایک اور شخص نے آپکو خواب میں دیکھکر پوچھا خدا نے آپ سے کیا کیا۔ فرمایا مجھکو اپنے دربار
میں بلایا اور میرے ہاتھ میں نامہ اعمال دیدیا۔ اسے پڑھتے پڑھتے میں ایک گناہ پر پہنچا تو تمام کاغذ سیاہ

ہوگیا جیسے میں ناقص نہ پڑھ سکتا تھا۔ ندا آئی کہ وہ گناہ ہم نے پوشیدہ کردیا۔ ہماری کرم کے شایان نہیں کہ یہاں تجکو رسوا کریں۔ اب ہم نے معاف کیا۔

اٹھاونواں باب ذکر عبد اللہ منازل رحمۃ اللہ علیہ

وہ حرف تیر ملامت صدف دُرِ کرامت مجرد رجال مشرف کمال خزانہ وفضائل عبد اللہ منازل رحمۃ اللہ علیہ یگانہ روزگار شیخ ملامتیان متورع ومتوکل تھے دُنیا وخلق سے رُوگردان اور حمدون قصار کے مرید تھے علوم باطن وظاہر کے عالم تھے اور بہت سی حدیثیں لکھی ہوئی تھیں۔ آپ کے وقت میں آپ سے زیادہ کوئی مجرد نہ تہا۔ ایکبار ابو علی ثقفی باتیں کررہے تھے تو آپنے فرمایا اے ابو علی موت کا سامان کرو انہوں نے کہا تم بھی کرو۔ آپنے ہاتھ کو تکیہ بناکر سر رکھ لیا اور کہا میں مرا اور فورا مرگئے ابو علی شرمندہ ہوگئے کیونکہ وہ آپکا مقابلہ نہ کرسکتے تھے وہ صاحب علائق تھے اور آپ مجرد تھے۔ فرماتے ہیں کہ ابو علی ثقفی جب بات کہتے تو اپنے لیے کہتے نہ کہ خلق کیلئے۔ اور فرمایا جو کچھ بیان کرو اپنی زبان سے کہو تاکہ اپنے حال کا بیان کرنیوالے ہو اپنے کلام سے دوسرونکی حکایت نہ کرو۔ کسی نے آپسے کوئی مسئلہ پوچھا آپنے جواب دیا اُسنے کہا دوبارہ کہدیجئے۔ فرمایا میں اسی سے پشیمان ہوں کہ ایکبار میں نے کیوں کہا۔ اور فرماتے ہیں جو شخص کسی فرض کو ترک کرتا ہے وہ سُنتوں کے ترک کرنے میں مبتلا ہوجاتا ہے اور جو سنت کے ترک میں مبتلا ہوجاتا ہے وہ بہت جلد بدعت میں پڑجاتا ہے۔ اور تمہارا سب سے اچھا وقت یہ ہے کہ نفس کے خطرات ووسواس سے تم پاک ہو اور لوگ تمہارے ساتھ بدگمانی سے علیحدہ ہوں۔ اور جس کا نفس ایسی چیز کی ملامت کریگا جسکی حاجت نہیں وہ اپنے احوال میں سے بھی کسی حال کو ضائع کردیگا۔ اور آدمی اپنی شقاوت پر عاشق ہوتا ہے یعنی تمام وہ باتیں چاہتا ہے جو اُسکی بدبختی کا سبب ہیں۔ ایکدن اپنے مریدوں سے فرمایا کہ تم اُسپر عاشق ہوگئے ہو جو تمہارا عاشق ہے اور میں اُس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو حیلے کے متعلق گفتگو کرے اور خدا سے شرم نہ رکھے یعنی جب خدا کو متکلم دیکھتا ہے تو اسے کیوں شرم نہیں آتی کہ میں کلام کروں۔ اور فرمایا جسے محبت وفقر عطا کیا گیا ہے اگر اُسے خوف نہ دیا جائے تو وہ فریفتہ ہے۔ اور خدمت تمام ادب کا ہے نہ ہمیشہ خدمت کرنیکا کیونکہ خدمت میں ادب خدمت سے زیادہ عزیز ہے۔ اور ہم علم کی کثرت سے ادب کے

زیادہ حاجتمند ہیں۔ اور جو شخص اپنی قدر خلق کی آنکھ میں بزرگ دیکھے اُسپر واجب ہے کہ اپنی نفس کو اپنی آنکھ میں
خوار سمجھے تم نہیں دیکھتے کہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل فرمایا۔ اور اُنہوں نے کہا وَاجْنُبْنِي
وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ اور دُنیا میں احکام غیب کسی پر ظاہر نہیں ہوتے مگر دعوی کی فضیحت ظاہر ہو
جاتی ہی۔ اور دعوی و تسلیم ایک حالت میں ہرگز جمع نہیں ہوسکتی۔ اور جو اپنے علم کے باعث کسی چیز سے حجاب میں
ہوجائیگا وہ اپنا عیب ہرگز نہ دیکھیگا۔ اور جو فقر ضرورت کیوجہ سے ہوگا اُسکی کچھ فضیلت نہ ہوگی اور
حقیقتِ فقر دنیا و آخرت سے علیحدگی ہی۔ اور جو شخص اوقات گزشتہ میں مشغول ہوگا وہ بیفایدہ نقد وقت
کو ہاتھ سے کھوویگا۔ اور فرمایا آدمی پس و پیش پر نگاہ کر سکتا ہے مگر وہ اپنے مقام و وقت سے غائب ہے
اور تم ظاہر میں عبودیت کا دعوی کرتے ہو لیکن باطن میں اوصاف عبودیت کا اظہار کرتے ہو اور عبودیت
اضطراری ہے نہ کہ اختیاری اور جو شخص عبودیت کا مزہ چکھ لیگا اُسے عیش نہیں اور عبودیت کے معنی ہیں
بجز اضطرار کے تمام باتوں میں خدا کی طرف رجوع کرنا اور بندہ اُس وقت تک اُسکا بندہ ہے کہ اپنی لئے خادم
تلاش نہ کرے اور جب اُس نے خادم تلاش کیا تو بندگی کی حد سے علیحدہ ہوگیا اور ادب ہاتھ سے دیدیا اور
اُس میں کچھ نہیں بجز بندگی اور سوال ورد کی خواری کا مزہ نہیں چکھا۔ اور حق تعالیٰ نے انواع
عبادت کا ذکر فرمایا ہے کہ اَلصَّابِرِيْنَ وَالصَّادِقِيْنَ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ
بِالْاَسْحَارِ مقامات کو ختم استغفار پر کیا ہے تاکہ بندہ تمام احوال و افعال میں اپنی تقصیر سمجھکر استغفار
کرے۔ اور جو شخص اپنی نفس کو مغلوب کریگا اُس کے سایہ میں خلق کا عیش ہوگا۔ اور تعظیم کسب کے ساتھ
بے کسب کے خلوت سی بہتر ہے۔ اور جو اس راہ میں ضعف کیساتھ آئیگا وہ قوی ہوجائیگا اور جو قوت
کے ساتھ آئیگا وہ ضعیف و فضیحت ہوگا۔ اور اگر تمام عمر میں بندہ کا ایک سانس بغیر ریا کے ہو تو بیشک
اُس کے برکات آخر عمر تک رہیں گے۔ اور عارف وہ ہے جسکو کسی چیز سے تعجب نہ ہو۔ ایک شخص نے آپکو
دعا دی کہ خدا آپکی اُمید بر لائے فرمایا اُمید معرفت کے بعد ہوتی ہی اور معرفت کہاں۔ آپ کی
وفات نیشاپور میں ہوئی اور مزار مشہد انبار میں ہی احمد بن اسود بیان کرتے ہیں کہ مینے خواب میں دیکھا
حکم ہوا عبداللہ سی کہدو کہ کام ٹھیک کرلیں ایک سال کے بعد وہ مرجائیں گے مینے اُن سی کہا تو

فرمایا کہ یہ مدت مدید ہے اتنی طاقت کس میں ہے کہ ایک سال تک انتظار کرے۔

باب ۸۶- ذکر علی سہل اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

وہ خواجہ درویش حاضر بحضور اپنی دانندہ عیوب بینندہ غیوب خزانہ حقایق و معانی شیخ علی سہل اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نہایت بزرگ معتبر تھے۔ جنید آپ سے نہایت لطیف خط و کتابت رکھتے تھے۔ ابو تراب اور جنید کے دوست تھے۔ حقایق میں آپکا کلام نہایت عالی اور آپکی ریاضات و معاملات کامل اور بیان شافی تھا عمرو بن عثمان آپکی زیارت کو صفہان میں آئے اور تیس ہزار درم لائے مگر آپنے سکو چھوڑ دیا۔ فرماتے ہیں طاعت کیطرف جلدی توفیق کی علامت ہے۔ اور مخالفتوں سے باز رکھنا رعایت کی اور مراعات اسرار بیداری کی اور دعویٰ کرنا بشریت کی خرابی ہے اور جسکی ارادت ابتدا میں درست نہ ہوئی ہو وہ انتہا میں عافیت و سلامت نہ پائیگا۔ لوگوں نے کہا یافت کے بارہ میں کچھ فرمائیے۔ فرمایا جو تجھی کہیں زیادہ نزدیک ہے وہ حقیقت میں زیادہ دور ہے جسطرح شیشہ کا نور دھوپ میں ظاہر ہوتا ہے تو بچے چاہتے ہیں کہ اسے پکڑلیں ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ وہ مٹھی میں آگیا جب ہاتھ کھولتے ہیں تو کچھ نہیں ہوتا اور حضور حق یقین حق سے بڑھکر ہے کیونکہ حضور تو دل میں مستقر ہو جاتا ہے اسمیں غفلت نہیں ہو سکتی اور یقین ایسا حضور ہے کہ کبھی ہوتا ہے اور کبھی جاتا رہتا ہے۔ اور اہل حضور پیشگاہ میں ہوتے ہیں اور اہل یقین درگاہ پر۔ اور فرمایا عاقل خدای تعالیٰ کے حکم پر زندگانی کرتے ہیں اور ذاکر رحمت خدا میں اور عارف قرب خدا میں۔ اور فرمایا اس شخص پر جو خدا کو یکتا اور جانتا ہے حرام ہے کہ اس کے غیر سے آرام حاصل کرے۔ اور تمکو چاہیئے کہ غرور حسن اعمال و فساد باطن سے پرہیز کرو۔ ابلیس ایسا ہی تو تھا۔ اور امارت میں تلاش کی تو علوم میں پائی اور فخر تلاش کیا تو فقر میں پایا۔ اور عافیت تلاش کی تو زہد میں پائی اور قلت حساب تلاش کی تو خاموشی میں پائی اور راحت تلاش کی تو نومیدی میں پائی اور فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اسوقت تک آدمی دل کے متعلق گفتگو کرتے ہیں مگر میں ایسا شخص چاہتا ہوں جو مجھے بتادے کہ دل کیا ہے یا کیسا ہے لیکن نہیں ملتا حقیقت

توحید دریافت کی گئی تو فرمایا اس کا گمان نزدیک ہے مگر حقیقت دور ہے۔ فرمایا کہ تم مجھے کہو میری موت تمہاری طرح ہوگی کہ تم بیمار رہوگے اور لوگ عیادت کیلئے آتے ہیں مجھے بلائیں گے تو میں فوراً چلا جاؤں گا۔ ایک روز جا رہے تھے کہ لبیک کہکر سر زمین پر رکھ دیا۔ شیخ ابوالحسن مزین کہتے ہیں میں نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ کہیئے تو تبسم کر کے فرمایا تم مجھ سے کہتے ہو کہ کلمہ کہو قسم اسکی عزت کی میرے اور اس کے درمیان میں حجاب عزت کی سوا کچھ نہیں اور جان دیدی اسکے بعد ابوالحسن مزین داڑھی پکڑ کر کہا مجھ جیسا حجام اولیاء خدا کو شہادت تلقین کرے افسوس زار زار رونے لگے۔

باب ۶۲- ذکر شیخ نساج رحمۃ اللہ علیہ

وہ مفتی ہدایت مہدی ولایت حارث عقل شرع عارف اصل و فرع معلی حجاج شیخ خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ ہیں بیشمار شیخ کے استاد تھے۔ وعظ اور معاملہ میں بیان شافی اور عبارت آراستہ اور خلق و حلم ورع و مجاہدہ کامل اور نفس مؤثر رکھتے تھے شبلی و ابراہیم خواص دونوں نے آپکی مجلس میں توبہ کی تھی۔ آپ نے شبلی کو جنید کے پاس بھیجدیا جنید کی حرمت کے خیال سے سری سقطی کے مرید تھے جنید آپکی عزت کرتے تھے ابو حمزہ بغدادی آپکی شان میں مبالغہ کرتے تھے۔ ابوخیر نساج آپکو اسوجہ سے کہتے ہیں کہ آپ اپنے مولد سے بعزم حج سامرہ کو گئے اور کوفہ پر گذر ہوا تو ایک خرقہ بہت پھٹا ہوا پہنے تھے اور رنگ سیاہ فام تھا ایک شخص نے آپکو دیکھکر کہا کہ یہ بیوقوف معلوم ہوتا ہے آپسے کہا تو غلام ہے۔ فرمایا ہاں۔ کہا مالک کے پاس سے بھاگ آیا ہے۔ فرمایا ہاں۔ کہا میں تمہیں حفاظت سے مالک کے پاس پہنچا دونگا۔ فرمایا میں مدت سے اسی آرزو میں ہوں کہ کوئی مجھے مالک تک پہنچا دے۔ کہا اب تم میرے غلام ہو اور خیر تمہارا نام ہے آپنے حسن عقیدت کی وجہ سے کہ مومن جھوٹا نہیں ہوتا اسکا خلاف نہ کہا اور اسکے ہمراہ ہوگئے۔ اس کے گھر جا کر کپڑا بننا سیکھ لیا۔ برسوں تک اسکا کام کرتے رہے جب وہ پکارتا خیر تو آپ فرماتے لبیک۔ آخر کار وہ شخص اسکے کہنے سے پشیمان ہوا کیونکہ آپکا صدق۔ ادب۔ فراست۔ اور کثرت عبادت دیکھتا تھا کہا جاؤ مجھے غلطی ہوئی تم میرے بندہ نہیں ہو پھر وہاں سے مکہ گئے اور اس رتبہ پر پہونچے کہ جنید

نے فرمایا خیرنا خیرنا ذخیر ہم سب میں بہتر ہیں آپ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ مجھکو خیر کہا جائے۔ اور فرماتے تھے کہ مجھ روا نہیں کہ ایک مسلمان کا کہا ہوا نام میں بدلوں کبھی جولانگی کرتے اور کبھی دجلہ کے کنارہ جاتے تو مچھلیاں آپکا تقرب چاہتیں اور چیزیں آپکے پاس لاتیں۔ ایک روز آپ ایک بوڑھی عورت کا کپڑا بن رہے تھے اُسنے کہا اگر میں مزدوری لاؤں اور تمکو نہ پاؤں تو کسکو دیدوں۔ فرمایا دجلہ میں ڈالدینا۔ وہ بوڑھی عورت روپیہ لائی اور آپکو نہ پایا تو روپیہ دجلہ میں ڈالدیا۔ آپ دجلہ پر گئے تو مچھلی نے روپیہ لاکر آپکو دیدیا۔ مشائخ نے یہ بات سُنکر پسند نہ کی اور کہا کہ انکو کیسے ہی مشغول کیا گیا ہے۔ یہ سب حجاب کی نشانی ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ اوروں کے لئے حجاب کی علامت ہو مگر آپکو نہ ہو جسطرح ملک وغیرہ خاص حضرت سلیمانؑ کے لئے حجاب نہ تھا۔ فرماتے ہیں ایک رات کو میرے دل میں آیا کہ جنیدؒ دروازہ پر ہیں مگر اُسخیال کو میں نے دور کردیا جب تین بار یہی خیال آیا تو میں باہر نکلا جنیدؒ دروازہ پر تھے اور انہوں نے فرمایا کہ پہلی مرتبہ کے خیال ہی میں تم باہر کیوں نہ آگئے۔ اور ایکمرتبہ میں مسجد میں گیا تو ایک درویش مجھے لپٹ گیا کہ حضرت مجھپر رحم کیجئے کہ مجھپر بڑی آفت پیش آگئی ہے یعنی بلا مجھسے اُٹھالی گئی ہے اور عافیت دیدی گئی ہے میں نے دیکھا تو ایک دینار کی اسکو فتوح ہوئی تھی۔ فرماتے ہیں خوف تازیانہ حق ہے ان بندوں کیلئے جو بے ادبی کے خوگر ہوگئے ہیں تاکہ وہ اس سے ٹھیک ہو جائیں اور سہات کی علامت یہ عمل انتہا کو پہونچگیا ہے یہ ہے کہ اس عمل میں عجز و تقصیر ہی ملے۔ آپنے ایکسو بیس برس کی عمر پائی جب وفات کا وقت آیا تو نماز مغرب کا وقت تھا۔ عزرائیل علیہ السلام نے سایہ ڈالا تو آپنے سر اُٹھاکر فرمایا عفاک اللہ تھوڑا توقف کرو کہ تم بھی مامور بندہ ہو اور میں بھی۔ تمکو حکم دیا گیا ہے کہ جان نکالو اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ وقت آئے تو نماز پڑھو۔ تمکو جو حکم دیا گیا ہے وہ فوت نہ ہوگا اور مجھے جو حکم دیا گیا ہے وہ فوت ہوتا ہے۔ بس اتنا صبر کرو کہ میں وضو کرلوں پھر وضو کرکے نماز پڑھی اور جان بحق تسلیم ہوگئی۔ لوگوں نے آپکو خواب میں دیکھا تو پوچھا خدا نے آپکے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا مجھ سے نہ پوچھو لیکن تمہاری نجس دنیا سے میں چھوٹ گیا۔

باب ۶۳ - ذکر ابو حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ

وہ شریف اقران لطیف الخوان متمکن طریقت متوسم حقیقت کعبہ مسلمانی ابوحمزہ خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجلۂ مشائخ خراسان اور اکابر طریقت میں سے تھے رفیع القدر و عالی ہمت تھے۔ فراست میں ہمتا نہ رکھتے تھے توکل میں نہایت اور تجرید میں غایت کو پہنچ چکے تھے۔ ریاضت و کرامت آپکی بہت اور مناقب بیشمار ہیں۔ خلوت کا بہت خیال تھا۔ ابوتراب و جنید کو دیکھا تھا۔ ایکبار توکل ترک کل میں جارہے تھے اور نذر کر لی تھی کہ راہ میں کوئی چیز نہ مانگونگا۔ اور کسی کی طرف التفات نہ کرونگا۔ اور پاس ڈول تھا نہ رسی۔ چاندی کا ایک ٹکڑا تھا جو ہمشیرہ نے دیدیا تھا۔ ناگاہ توکل نے اپنی داد طلب کی۔ آپنے دل میں کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی جو آسمان کو بغیر ستون کے نگاہ رکھتا ہے تیری معدہ کو تیری اس مختصر چاندی کے بغیر ٹھیک رکھ سکیگا۔ بس اس چاندی کو پھینک کر چلنے لگے۔ راہ میں کنواں تھا اسمیں گر پڑے مگر کچھ ضرر نہ پہونچا کیونکہ آپکا یقین درست تھا۔ تھوڑا زمانہ گذرا گیا تو نفس نے فریاد کی مگر آپ خاموش بیٹھے رہے۔ ایک شخص اُدھر سے نکلا تو اُسنے تھوڑے کانٹے لاکر کنوئیں کا منہ بند کر دیا۔ اور نفس فریادی شروع کی اور کہا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ۔ فرمایا توکل اس سے برتر ہے کہ انسانی عجز و حیلہ کی سے باطل ہو جائے جو کنوئیں کی اوپر حفاظت کرتا ہے وہی کنوئیں کے اندر بھی حفاظت کریگا۔ قبلۂ توکل کیطرف رُخ کرکے سر نیچے جھکالیا۔ اضطرار کمال کو پہونچگیا مگر توکل برقرار رہا۔ ناگاہ ایک شیر نے آکر کنوئیں کا منہ کھولا اور کنوئیں کے اوپر ہاتھ اچھی طرح رکھکر پیر اندر کو لٹکا دیئے۔ آپنے فرمایا میں بلی کی ہمراہی نہ کرونگا۔ الہام کیا گیا کہ خلاف عادت ہے ہاتھ سے پکڑلو۔ آپ اس کے پیر پکڑ کر نکل آئے تو آواز سنی کہ اے ابوحمزہ جب تمنے ہمپر توکل کیا تو ہمنے تمکو اُسکے ہاتھ سے نجات دلوائی جو ہلاک کرنیوالا ہے پس شیر خاک پر منہ ملکر چلا گیا۔

ایکروز جنید نے ابلیس کو دیکھا کہ لوگونکی گردنوں پر برہنہ کودتا پھر رہا ہے۔ فرمایا اے لعین تجھے ان آدمیوں سے شرم نہیں آتی۔ کہا یہ آدمی نہیں ہیں آدمی تو وہ ہیں جو مسجد شونیزیہ میں بیٹھے ہیں کہ انہوں نے

میرا حجاب اٹھا دیا۔ فرماتے ہیں جب میں مسجد شونیزیہ میں گیا تو ابو حمزہ کو سر گریبان میں ڈالے دیکھا مجھے دیکھکر انہوں نے فرمایا کہ اس ملعون نے جھوٹ کہا کیونکہ اولیاء خدا اس سے برتر ہیں کہ ابلیس کو انکی اطلاع ہو۔ آپ ایک کمبل میں احرام باندھتے تھے سال بھر میں ایکبار باہر آکر احرام کھولتے اور پھر باندھ لیتے تھے۔ لوگوں نے آپ سے انس کے معنے پوچھے تو فرمایا انس یہ ہے کہ خلق کے ساتھ زندگانی سے دل تنگ ہو جائے اور غریب وہ ہے کہ جسے اقربا و علائق سے وحشت ہو اسکا دل حق سبحانہ وتعالیٰ کی موافقت سے انس رکھتا ہو۔ اور جو دل میں موت کی دوستی رکھیگا اسکو وہ چیز دوست کر دی جائیگی جو باقی ہے اور جو فانی ہے وہ اسکی دشمن کر دی جائیگی۔ اور توکل یہ ہے کہ صبح کو اٹھکر شام اسکو یاد نہ ہو اور رات ہو تو صبح یاد نہ رہے۔ ایک نے وصیت چاہی تو فرمایا اس سفر کے لئے جو درپیش ہے توشہ بہت سا تیار کرلے۔ آپکی وفات نیشاپور میں ہوئی اور ابو حفص حداد کی جوار میں دفن کئے گئے۔

باب ۶۴ ذکر احمد مسروق رحمۃ اللہ علیہ

وہ رکن روزگار قطب ابرار فرید دہر وحید عصر ہم عاشق و ہم معشوق شیخ وقت احمد مسروق رحمۃ اللہ علیہ اکابر مشائخ خراسان میں سے تھے۔ اصل میں طوس کے تھے مگر بغداد میں رہتے تھے۔ بالاتفاق اولیاء خدا میں سے تھے قطب المدار کو آپکی صحبت تھی اور خود بھی قطب تھے۔ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ قطب کون ہے مگر آپنے ظاہر نہ کیا مگر اشارتاً یہ بتایا کہ میں ہوں۔ چالیس اہل تمکین کی آپنے خدمت کی تھی اور ان سے فائدے حاصل کئے تھے۔ علوم ظاہر و باطن و مجاہدہ و تقویٰ میں کامل تھے محاسبیؒ و سری سقطیؒ کی صحبت پائی تھی۔ فرماتے ہیں ایک بوڑھے شخص ہمارے پاس آئے وہ نہایت عمدہ کلام کرتے تھے بے انتہا شیریں سخن خوش زبان اور سنگدل تھے۔ انہوں نے کہا جو خطرہ تمکو ہو وہ مجھ سے کہو میرے دل میں آیا کہ یہ یہودی ہے۔ میں نے حریریؒ سے کہا تو یہ بات انکو گراں گذری۔ کہا ان سے نہ کہنا میں نے کہا ان سے کہنے سے چارہ نہیں ہے پس میں نے ان سے کہا کہ آپنے کہا ہے کہ جو تمہارے دل میں آئے مجھ سے کہو میرے دل میں آیا ہے کہ تم یہودی ہو۔ تھوڑی دیر انہوں نے سر نیچے ڈالکر اوپر اٹھایا اور کہا تم سچ کہتے ہو۔ اور کلمہ شہادت

پڑھ کر مسلمان ہو گیا پھر کہا میں تمام دُنیا میں پھر آیا اور تمام مذہب دیکھے پس کہا اگر کسی کے پاس کچھ نہیں ہے تو ان کے پاس ہو گا پس میں تم لوگوں کے پاس امتحان کو آیا اور تمکو حق پر پایا۔ فرماتے ہیں جو کوئی غیر خدا سے شاد ہوتا ہے اُس کی شادی بالکل اندوہ ہو جاتی ہے اور جو خدمت خدا میں اُنس نہ ہوا اس کا اُنس بالکل وحشت ہوتا ہے اور جو دل کے خطرات خدا کے ساتھ رکھتا ہے اُسکو خدا حرکات اعضا میں معصوم کر دیتا ہے۔ اور جو تقویٰ سے پاک نہاں ہو جائیگا اسپر دُنیا سے رُوگردانی آسان ہو جائیگی۔ اور تقویٰ یہی ہے کہ گذشتہ چشم سے لذات دُنیا پر نظر کرو اور نہ دل میں اسکا تفکر کرو۔ اور مومن کی تعظیم خدا کے باعث ہوتی ہے اور حرمت خدا کے باعث بندہ کی حرمت کرنے سے حقیقت تقویٰ پر پہونچ جاتا ہے۔ اور خراب چیز کو دیکھنا دل سے معرفت دُور کر دیتا ہے اور جسکا یار مودت خدائے تعالیٰ ہے اُسپر کوئی شخص غالب نہ ہو گا۔ اور دنیا پر وحشت کا داغ لگا۔ یا گیا ہی تاکہ اہل طاعت خدائے تعالیٰ سے اُنس کہیں نہ کہ دُنیا سے۔ اور خوف کا رجا سے زیادہ ہونا چاہیئے کہ حق تعالیٰ نے بہشت کو پیدا فرمایا پھر دوزخ کو اور جبتک آدمی دوزخ پر سے نہ گذریگا بہشت میں نہ پہونچ سکیگا۔ اور سب سے زیادہ جس چیز سے عارف ڈرتا ہے قرب حق ہے۔ اور درخت معرفت کو آب تفکر دیتی ہیں۔ اور درخت غفلت کو آب جہالت اور درخت توبہ کو آب ندامت اور درخت محبت کو آب موافقت دیتے ہیں اور فرمایا جبکہ تم کرامت کی طمع رکھو اور اُس سے پہلے درجہ انابت میں پیر مضبوط نہ کر لیا ہو تو لباس جہل پر ہو۔ اور جب مقام توبہ درست کرنیسے پہلے طلب کا ارادہ کرو تو میدان غفلت میں ہو۔ اور زہد یہ ہے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی چیز اسپر بادشاہ نہ ہو۔ اور جب سے تم ماں کے پیٹ سے نکلے ہو اپنی عمر خراب کرنے میں مشغول ہو۔

باب ۶۵۔ ذکر عبداللہ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ

وہ شیخ ملت قطب دولت زین اصحاب رکن ارباب صبح مشرق شیخ مغربی عبداللہ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ اُستاد مشائخ و اولیاء اور اعتماد اصفیا تھے۔ ولایت عجیب رکھتے تھے اور مریدوں کی تربیت میں آیت تھے۔

آپکی خدمت میں لوگ بہت رہے۔ توکل و تجرید ظاہری و باطنی میں آپکی برابر کوئی نہیں۔ یہ دو ابراہیم جو آپ سے ظاہر ہوئے ہیں خود آپ کے کمال کو ظاہر کرنے میں کافی ہیں۔ ابراہیم شیبانی اور ابراہیم خواص۔ آپ دونوں کے پیر تھے۔ آپکے کلمات رفیع و براہین واضح ہیں۔ آپکی عمر ایک سو بیس سال کی تھی۔ کام عجیب تھے۔ جس چیز تک آدمی کا ہاتھ پہونچا ہے وہ نہ کھاتے۔ گھاس کی جڑیں کھاتے۔ مرید جہاں کہیں پاتے آپکے پاس لیجاتے ہمیشہ مریدوں کو ہمراہ سفر کرتے۔ اور ہمیشہ احرام باندھے رہتے کبھی آپکے کپڑے میلے نہ ہوتے اور بال نہ بڑھتے۔ فرماتے ہیں ایک مکان مجھے میراث میں ملا تھا اُسکو پچاس دینار میں بیچ ڈالا اور دینار کمر سے باندھکر جنگل کو گیا۔ ایک اعرابی نے آکر پوچھا تمہارے پاس کیا ہے یعنی دل میں کیا سوچ رہے ہو کہا سچ بہتر ہے اُس سے کہا پچاس دینار ہیں۔ اُسنے کہا مجھے دیدو۔ میں دیدیئے اُس نے کھولکر دیکھے پھر اونٹ کو بٹھا کر کہا بیٹھ جاؤ اور دینار واپس کردیئے میں نے کہا کیا بات ہوئی۔ کہا تمہارے سیدھے پن اور سچ نے میرے دل میں تمہاری محبت بھر دی ہے پھر وہ میرے ساتھ حج کو گیا اور مدت تک میری صحبت میں رہا اور ولی ہو گیا۔ اور فرماتے ہیں ایکبار میں جنگل میں جارہا تھا کہ ایک غلام کو دیکھا جو تروتازہ تھا اور بغیر زاد و راحلہ کے جارہا تھا۔ میں نے کہا اے آزاد مرد کہاں جاتا ہے۔ کہا سیدھی اُلٹی طرف اور سر اُٹھا کر دیکھو کہ سوائے خدا کے تم کچھ دیکھتے ہو۔ آپکے چار لڑکے تھے چاروں کو پیشہ سکھایا۔ ایک شخص نے کہا حضرت یہ ان کے کیا لایق ہے۔ فرمایا یہ اسلئے کہ میرے بعد احتیال ہے کہ ہم فلاں شخص کے بیٹے ہیں صدیقین کا جگر نہ کھائیں اور بوقت حاجت کچھ کام کریں۔ اور فرمایا سب اعمال ہی بہتر یہ اوقات کو مراقبہ سے آباد رکھنا ہے۔ اور جو شخص بندگی کا دعویٰ کرے اور اُس کی کوئی مراد باقی رہی ہو وہ دعویٰ میں جھوٹا ہے کیونکہ بندگی اُس کی ٹھیک ہو سکتی ہے جو اپنی مراد سے فانی ہو کر مراد خدا سے باقی ہو جائے اوسکا نام وہ ہو جو خدا نے رکھا ہو۔ اُسکی صفت یہ ہو کہ جس کام کیلئے بلائیں وہ بندگی سے جواب دے تو نہ اُسکے لئے اسم ہو نہ رسم نہ جواب۔ اور سب آدمیوں سے زیادہ خوار وہ درویش ہے جو امیروں سے مداہنت کرے اور سب سے زیادہ عظمت والا وہ ہے کہ خلق کی تواضع کرے۔ اور درویش زمین پر خدا کے امین ہیں اور بندوں پر خدا کی حجت ہیں انکی برکت سے

با خلق سے عدو ہو جاتی ہے۔ اور جس درویش نے دنیا سے اجتناب کر لیا ہو اگرچہ اسنے کوئی بڑا عمل نہ کیا ہو اسکا ایک ذرہ مجتہد عابد سے بڑھ کر ہے۔ اور دنیا سے بڑھکر نیکی کسیکو منصف نہ دیکھا کہ جبتک تم اس کی خدمت کروگے وہ بھی تمہاری خدمت کریگی اور جب تم اسکی خدمت چھوڑ دوگے تو وہ بھی چھوڑ دیگی۔ اور اس گروہ کے سوا کوئی عقلمند نہیں کہ وہ اپنی زندگی اور اس کے سبب سے جو انہوں نے پایا ہے خستہ ہیں۔ آپکی وفات طور سینا پر ہوئی ہے وہیں تربت ہے۔

باب ٦٦ ذکر ابو علی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ

وہ عمدۂ اولیاء زبدۂ اصفیا مقبول باامامت مخصوص بکرامت شیخ نہانی ابو علی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ اکابر مشائخ خراسان اور جوانمردان طریقت میں سے تھے۔ مجاہدہ میں کامل تھے معاملات میں معتبر و مشہور تھے آپکی تصانیف اور کلمات مقبول و معروف ہیں حکیم ترمذی کے مرید تھے۔ فرماتے ہیں خلق کی قرار گاہ میدان غفلت ہے اور انکا اعتماد ظن و تہمت پر ہے۔ انکی نزدیک انکے کام حقیقت اور اپنا کلام اسرار وحدہ کا شفہ کے مطابق ہے اور تین باتیں عقد توحید کی وجہ سے ہیں۔ خوف۔ رجا۔ محبت۔ خوف کی زیادتی وعید دیکھکر گناہ چھوڑنیکی وجہ سے ہے۔ اور رجا کی زیادتی وعدہ دیکھکر نیک عمل کرنیکے سبب سے ہے اور محبت کی زیادتی منت و احسان دیکھکر ذکر کی کثرت کرنے سے ہے پس خائف کبھی بھاگنے سے اور راجی کبھی طلب سے اور محب ذکر محبوب کے خطرہ سے کبھی آرام نہیں لیتا۔ خوف ایک متوثر کرنیوالی آگ اور رجا متوثر کرنے والا نور اور محبت نور الانوار ہے۔ اور فرمایا سعادت کی علامت یہ ہے کہ بندہ پر طاعت کرنا آسان ہو اور افعال میں سنت کی موافقت دشوار نہ ہو اہل صلاح سے محبت رکھے اور خدا کی راہ میں کچھ خرچ کرسکے مسلمانوں کے کام کا قیاس کرے اور اپنے اوقات کی مراعات رکھے۔ اور فرمایا بدبخت ہے وہ شخص جو ان گناہوں کو ظاہر کرے کہ فراموش کردیئے گئے ہیں۔ اور ولی وہ ہے جو اپنے حال سے فانی اور مشاہدۂ حق تعالیٰ سے باقی ہو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کا کفیل ہو اور اسکو اپنا کچھ اختیار نہ ہو۔ اور عارف وہ ہے کہ اپنا دل تو مولیٰ کو بالکل دیدے اور تن خلق کی خدمت میں سپرد کردے۔ اور فرمایا

کے ساتھ نیک گمان رکھنا غایت معرفت ہے اور نفس کے ساتھ بدگمانی کرنا اصل معرفت ہے۔ اور فرمایا جو اپنے مولا کی درگاہ کی ملازمت کریگا تو دروازہ کھلجانے کے سوا کیا ہوگا اور جو خدا تعالیٰ پر صبر کریگا تو سوائے وصول حق کے اور کیا ہوگا۔ اور فرمایا صاحب استقامت رہو نہ کہ طالب کرامت کیونکہ تمہارا نفس کرامت چاہتا ہے اور خدا استقامت چاہتا ہے۔ اور فرمایا رضا عبودیت کا مکان ہے اور صبر دروازہ اور تفویض کوٹھری موت دروازہ پر ہے اور فراغت مکان میں اور راحت کوٹھری میں۔ اور فرمایا بخل میں تین حرف ہیں۔ بآ سے مراد بلا ہے اور خا سے خسران اور لام سے لوم (ملامت) پس بخل اپنے نفس پر بلا ہے اور انفاق میں خسران (محرومی) اور بخل میں ملامت ہے۔

باب ۶۷۔ ذکر ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ

وہ صاحب مقام استقامت عالی ہمت امامت شمع عالم توفیق رکن کعبہ تحقیق قبلہ روحانی شیخ ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ مکہ اور پیر زمانہ ورع و تقویٰ زہد و معرفت میں یگانہ تھے۔ اکابر مشائخ حجاز سے اور طریقت میں صاحب تصنیف و صاحب تمکین ولایت میں صاحب مقام اور فراست میں صاحب عمل مجاہدت و ریاضت میں بزرگوار اور انواع علوم میں کامل اور علم حقایق و معرفت میں مخصوص تھے جنید اور ابو سعید خراز و نوری کی صحبت پائی تھی۔ آپکو چراغ حرم کہتے تھے۔ مکہ میں وقت وفات تک مجاور رہے۔ اول سے آخر شب تک نماز پڑھتے اور قرآن ختم کرتے۔ طواف میں بارہ ہزار ختم کئے تھے۔ اور تیس سال تک مکہ میں پرنالہ کے نیچے بیٹھے تھے۔ ان تیس سال میں ہر شبانہ روز میں ایکبار طہارت کرتے۔ ابتدا میں ماں سے اجازت چاہی کہ سفر حجاز کو جائیں انہوں نے اجازت دیدی۔ جب گئے تو ایک رات کو جنگل میں غسل کی حاجت ہوگئی۔ فرمایا شاید میں شرط کے موافق نہیں آیا جنگل سے لوٹے جب گھر کے دروازہ پہونچے تو ماں کو دیکھا کہ دروازہ کے پیچھے مضطرب بیٹھی ہوئی ہیں۔ کہا اماں تمنے اجازت نہیں دی تھی کہا بیٹے اجازت تو دیدی تھی مگر بغیر تمہارے گھر کو میں نہ دیکھ سکتی تھی لہذا دروازہ کے پیچھے بیٹھکر یہی نیت کرلی کہ جبتک تم نہ آؤ گے میں نہ اٹھونگی۔ جب ماں کا انتقال ہوگیا اور رضاعی مادری سے فارغ ہوگئے

محبت جلد بیچ ۔ فرماتے ہیں جنگل میں ہمنے ایک درویش کو دیکھا جو رو رہا تھا اور ہنستا تھا ۔ مینے کہا تم مردہ ہو
اور ہنستے ہو ۔ کہا ہاں خدا کی محبت ایسی ہی ہوتی ہے ۔ ابوالحسین رزینؒ کہتے ہیں کہ میں جنگل میں توکل پر
بغیر زاد و راحلہ کے گیا ۔ حوض کے کنارہ پہنچکر مینے اپنے آپ سے کہا کہ مینے جنگل کو بغیر زاد و راحلہ کے طے
کرلیا تو حوض کے کنارہ سے کسی نے آواز دی کہ اے حجام لَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالْاَبَاطِيْلِ خرافات
باتیں نہ کر ۔ مینے دیکھا تو کتانیؒ تھے ۔ پس مینے توبہ کرکے خدا کی طرف رجوع کی ۔ فرماتے ہیں مجھے حضرت
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ غبار رہا اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے ۔ لَا فَتٰى اِلَّا عَلِيٌّ اور شرط فتوت یہ تھی کہ اگرچہ حضرت معاویہؓ باطل پر تھے اور آپ حق پر تھے
لیکن آپکو یہ کام چھوڑ دینا چاہیئے تھا تاکہ اسقدر خون نہ ہوتے ۔ مروہ و صفا کے درمیان میں
میرا گھر تھا وہاں ایک شب کو مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ معہ چاروں
یاروں کے تشریف لائے اور مجکو سینہ سے لگا لیا ۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی طرف اشارہ کرکے مجھ سے
پوچھا یہ کون ہیں مینے کہا ابوبکرؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ کیطرف اشارہ کیا مینے کہا عمرؓ ہیں حضرت عثمانؓ
کی طرف اشارہ کیا مینے کہا حضرت عثمانؓ ہیں حضرت علی مرتضیٰؓ کی طرف اشارہ کیا تو مجھے اس غبار کی
وجہ سے شرم آئی جو میں انکے ساتھ رکھتا تھا پس مصطفیٰ علیہ السلام نے مجھے حضرت امیر سے ملایا اور ہم دونوں
نے آپس میں معانقہ کیا ۔ آں حضرت تشریف لیگئے تو حضرت علیؓ نے مجھ سے کہا کہ آؤ کوہ بوقبیس پر
چلیں چنانچہ وہاں جاکر مینے کعبہ کا نظارہ کیا جب خواب سے بیدار ہوا تو اپنے آپکو کوہ بوقبیس پر دیکھا
اور اس غبار کا ایک ذرہ میرے سینے میں باقی نہ رہا ۔ اور ایکبار ایک شخص میری صحبت میں تھا مگر میرے
دل پر گراں تھا اسکو مینے کوئی چیز دی تاکہ وہ میرے دل پر سبک ہو جائے لیکن وہ گرانی میرے دل سے نہ
جاتی تھی پس میں اسکو گھر لیگیا اور اس سے کہا کہ میری سر و چشم پر پیر رکھ اس نے کہا میں نکروں گا
مینے بہت اصرار کیا تو اسنے میرے منہ پر پیر رکھدیا اور اتنی دیر تک رکھے رہا کہ وہ گرانی میرے دل سے
جاتی رہی اور اس کی دوستی میرے دل میں بھر گئی ۔ میرے پاس دو سو درم حلال کے تھے وہ میں اس کے
پاس لیگیا اور مصلے کے کنارہ پر رکھکر کہا کہ انکو اپنے صرف میں لاؤ اس نے گوشہ چشم سے مجھے

و مجھکو کہا پینے اسوقت کو ستر ہزار دینار میں خرید کیا ہے اور تم چاہتے ہو کہ مجھو اس قدر پہ فروخت کردو اُٹھا اور مصلا جھاڑ کر چلا گیا جسوقت مَیں مہم بن رہا تھا اس سے بڑھ کر کبھی مَیں نے اسکی سی عزت اور اپنی سی ذلت نہ دیکھی آپکا ایک مرید تھا شاید اُس نے نزع کی حالت میں آنکھ کھولکر کعبہ کیطرف دیکھا تو اونٹ نے اُسکے لات ماردی جس سے آنکھ نکل پڑی شیخ کو ندا کی گئی کہ اسوقت ارادت غیبی اور مکاشفات حقیقی اُسپر نازل ہوتے تھی اور اُسنے کعبہ کیطرف نظر کی تو اُسے تنبیہ کیگئی کہ حضور رب البیت میں بیت کا نظارہ کرنا روا نہیں۔ ایکروز باب بنی شیبہ سے ایک بزرگ بانشکوہ کاندہے پر چادر ڈالے ہوئے ابو بکر کتانیؒ کے پاس آئے اور کہا اے شیخ مقام ابراہیم میں کیوں نہیں چلتے کہ وہاں لوگ بیٹھے ہوئے احادیث کی سماعت کر رہے ہیں آپ بھی کیجئے کہ ایک بزرگ شخص آئے ہیں جو اخبار عالیہ بیان کرتے ہیں۔ فرمایا کس سے روایت کرتے ہیں جواب دیا عبدالرحمٰن معمر زہری۔ ابوہریرہ رضہ سے اور وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ فرمایا تمنے بہت طویل اسناد بیان کی۔ وہ جس خبر کو اسنا سے بیان کرتے ہیں مَیں اسکو یہاں بغیر اسناد کے سُنتا ہوں۔ پوچھا کس سے سُنتے ہو فرمایا حدثنی قلبی عن ربی میرا دل خدا سے باتیں سُنتا ہے۔ کہا اسپر کیا دلیل ہے۔ فرمایا اسکی دلیل یہ ہے کہ آپ حضرت خضر علیہ السلام ہیں حضرت خضرؑ نے فرمایا اس وقت تک مَیں سمجھتا تھا کہ خدا کا کوئی ولی ایسا نہیں جسے مَیں نہ پہچانتا ہوں مگر ابو بکر کتانیؒ کو دیکھا کہ اُنہوں نے مجھے پہچان لیا اور مَیں نے اُن کو نہ پہچانا تو سمجھا کہ خدا کے بہت سے ولی ایسے بھی ہیں کہ وہ مجھے پہچانتے ہیں اور مَیں اُنکو نہیں پہچانتا۔ فرماتے ہیں ایکروز مَیں نماز میں تھا کہ ایک عیار (گرہ کٹ) آکر میرے کاندھے پر سے چادر لیکر بازار کو بیچنے کے لئے لیگیا۔ اسیوقت اُس کے دونوں ہاتھ سوکھ گئے تب وہ لوٹ کر آیا شیخ نماز میں تھے چادر اُنکے کاندھے پر ڈالکر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے یہ دیکھکر حال پوچھا اُسنے بیان کیا تو کہا مصلحت یہ ہے کہ معافی چاہو جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو وہ رونے لگا۔ پوچھا کیا تھا اُسنے واقعہ کہا تو فرمایا خدا کی عزت وجلال کی قسم نہ مجھے لیجانیکی خبر نہ لانیکی پھر کہا الٰہی جو وہ لیگیا تھا واپس لے آیا تو تے بھی جو لیلیا ہے وہ واپس کر دے۔ اسیوقت اُس کے ہاتھ ٹھیک ہو گئے۔ فرماتے ہیں مَیں ایک

صاحب جمال جوان کو خواب میں دیکھکر پوچھا تم کون ہو۔ جواب دیا میں تقویٰ ہوں میں نے کہا پوچھا کہاں رہتے ہو۔ کہا اندوہگین لوگوں کے دلوں میں۔ اسیوقت ایک نہایت سیاہ بدصورت عورت کو دیکھکر پھر پوچھا تو کون ہے۔ کہا معصیت یعنی ہنسی۔ میں نے پوچھا تو کہاں رہتی ہے کہا اہل نشاط کے دل میں۔ جب میں بیدار ہوا تو نیت کرلی کہ کبھی نہ ہنسونگا مگر یہ کہ ہنسی غالب ہو جائے۔ اور ایکبار میں نے ایک شب میں اکاون مرتبہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ سے مسائل دریافت کئے۔ ایک اور شب کو خواب میں میں نے دیکھکر کہا میں کیا کام کروں جس سے خدا میرے دل کو ہوا نکالدے۔ فرمایا روزانہ چالیس مرتبہ یہ پڑھا کرو یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا ایکروز ایک درویش میرے پاس آیا جو روتا اور کہتا تھا دو دن ہوئے سے میں نے کچھ نہیں کھایا تو میں نے بعض یاروں سے بھوک کی شکایت کی۔ بازار میں گیا تو ایک درم پڑا دیکھا اُٹھایا تو اسپر لکھا تھا کہ کیا خدا کو تیری بھوک معلوم نہیں جو تو اس کی شکایت کرتا ہے۔ ایک شخص نے آپ سے وصیت چاہی تو فرمایا جس طرح کل خدا تعالیٰ تمہارا ہوگا۔ اسی طرح آج تم اُس کے ہو جاؤ۔ اور فرمایا مخلوقات سے اُنس عقوبت ہے اور اہل دُنیا کا قرب معصیت اور اُنکی طرف میل کرنا ذلت۔ اور زاہد وہ ہے جو کچھ نہ پانے پر دلشاد رہے اور موت کے وقت تک جدّ وجہد کو لازم جانے۔ ذلت کو برداشت کرے اُسپر صبر کرے اور راضی رہے اور تصوّف بالکل خُلق کا نام ہے جسکا خُلق زیادہ ہوگا اُسے تصوف زیادہ حاصل ہوگا۔ اور فراست یقین و دیدار غیب کا پیدا ہوتا ہے اور وہ ایمان کا اثر ہے۔ اور محبّت محبوب کے لئے ایثار کا نام ہے اور تصوف صفوت مشاہدہ کا نام ہے۔ اور صوفی وہ شخص ہے جسکے نزدیک اپنی طاعت گناہ ہو اُس سے استغفار کرے۔ اور فرمایا استغفار توبہ ہے اور توبہ چھ معنے کو جامع ہے۔ ایک گذشتہ پر پشیمانی دوسری یہ عزم کہ آیندہ گناہ کی طرف رجوع نہ کرونگا۔ تیسری ہر وہ فرض ادا کرونگا جو میری اور خدا کے درمیان میں ہے اور جو قضا ہو گیا ہے۔ چوتھی خلق کے مظالم ادا کرنا۔ پانچویں اُس گوشت اور چربی کو کم کرے جو حرام سے بڑھی ہو۔ چھٹی جسم کو طاعت کا الم پہونچانی جس طرح اُسے معصیت کی حلاوت چکھائی ہے۔ اور فرمایا وجد کی ابتدا شیریں ہے اور درمیانی حالت تلخ اور انتہا سقم یعنی بیماری ہے

اور فرمایا توکل اصل میں متابعت علم ہے اور حقیقت اس میں کمال یقین ہے اور عبادت کے بہتر دروازے ہیں
جن میں سے اکبتر خدا سے حیا کے ہیں۔ اور خدا کا علم عبادت سے بڑھکر ہے۔ اور فرمایا عمدہ کہانا کہ
خدا کا نعمت ہے وہاں یقین ہے جسکو حالت توحید میں خدا کے دسترخوان سے لیا ہو یا کرامت حق کیساتھ
نیک گمان۔ اور حق تعالے ہرگز بندوں کی زبان دعا میں کشادہ یا عذر چاہنے میں مشغول نہیں کرتا جب
مغفرت کا دروازہ انپر نہ کھولدے۔ اور جب حق تعالے کیطرف احتیاج درست ہوجاتی ہے تو عنایت بھی
درست ہوجاتی ہے کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر تمام نہیں ہوتی۔ اور فرمایا غفلت سے بیدار
ہونیکا وقت ورد اور خواہش انسانی سے علیحدگی اور جدائی کے خوف سے لرزنا عبادت جن و انس
سے بڑھکر ہے۔ اور اعمال بندگی کا لباس ہے جسکو خدا نے بوقت قسمت رحمت سے دور رکھا وہ آج عمل کو
ترک کریگا اور جسکو نزدیک کیا وہ اعمال کا التزام کریگا اور مثل ہمیشہ کے جانیگا۔ اور فرمایا دنیا کو بلا
پر تقسیم کیا گیا ہے اور بہشت کو تقوی پر۔ اور مرید کو یہ تین باتیں ہونی چاہئیں اس کا سونا غلبہ کیوقت ہو اور
کھانا فاقہ کے وقت اور کلام ضرورت کے وقت۔ اور شہوت شیطان کی مہار ہے جسنے شیطان کی
مہار پکڑلی وہ اس کے ساتھ ساتھ رہے گا۔ اور فرمایا جسم سے دنیا میں رہو اور دل سے آخرت
میں۔ اور جب خدا سے توفیق چاہو تو عمل کی ابتدا کرو۔ اور ہم دین خدا کو تین باتوں پر مبنی پایا
حق عدل صدق حق جوارح پر ہے اور عدل قلوب پر اور صدق عقل پر یعنی حق ظاہری یا
ہوسکتا ہے جیسا کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا نحن نحکم بالظاہر (ہم تو ظاہر پر حکم لگاتے
ہیں) ابلیس اور حضرت ادریس عالم باطن میں تھے جبتک ظاہر نہ ہوئی معلوم نہ ہوا کہ ابلیس باطل پر
ہے اور حضرت ادریس حق پر ہیں۔ اور عدل دل پر واجب ہے اور صدق عقل سے ہوسکتا ہے کہ کل
صدق کا سوال کیا جائیگا تو عاقلوں سے۔ اور حق کی عطا شہود حق تجلی ہے کیونکہ حق ہر چیز پر دلیل ہے
اور حق پر اس کے سوا کوئی چیز دلیل نہیں۔ اور خدا کی ایک ہوا ہے جسے باد صبا کہتے ہیں وہ عرش
کے نیچے خزانہ میں ہے بوقت سحر چلنا شروع ہوتی ہے اور نالہ و استغفار کو ملک جبار کے دربار میں
پہونچاتی ہے۔ اور فرمایا مقام استغفار میں شکر کرنا گناہ ہے۔ اور مقام شکر میں استغفار گناہ ہے۔ جب

وفات قریب ہوئی تو لوگوں نے پوچھا حالت حیات میں آپکا کیا عمل تھا جس سے اس مرتبہ تک پہنچے فرمایا اگر میری وفات نزدیک نہ ہوتی تو میں نہ کہتا پھر فرمایا چالیس سال تک میں اپنے دل کا دربان رہا۔ غیر خدا تمام چیزوں کو دل سے میں نے دور کر دیا یہاں تک کہ میرا دل ایسا ہو گیا کہ بجز خدائے تعالےٰ کے کسی چیز کو نہیں جانتا۔

باب ۶۸ ذکر عبداللہ خفیف رحمتہ اللہ علیہ

وہ مقرب احدیت مقتدی صمدیت برگشیدہ درگاہ برگزیدہ آگہ محقق لطیف قطب وقت عبداللہ خفیف اپنے زمانہ میں شیخ المشائخ اور یگانہ عالم تھے علوم ظاہر و باطن میں مقتدی تھے اور اس زمانہ میں مرجع اہل طریقت شان عظیم و احترام کامل رکھتے تھے انکے فضائل ایسے نہیں جو شمار ہو سکیں وہ پوشیدہ نہیں طریقت میں مجتہد تھے اور مذہب خاص رکھتے تھے متصوفین کی ایک جماعت نے آپسے تولا کیا۔ ہر چالیس روز میں تصوف حقائق کی ایک کتاب تصنیف کرتے تھے۔ علوم ظاہری میں آپکی بہت سی تصانیف ہیں جو سب مقبول مشہور رہیں۔ جو مجاہدات آپ نے کئے وہ بشر کی طاقت میں نہیں اور حقائق و اسرار میں جو نظر آپکی تھی وہ اس زمانہ میں کسی کی نہ تھی۔ آپکے بعد فارس میں کوئی شخص نہ رہا جس سے نسبت درست کرتے۔ آپ شاہزادوں میں سے تھے اور تجرید میں بہت سفر کئے تھے۔ رویم جریری ابن عطا منصور حلاج رحمہم کو دیکھا تھا۔ ابتداءً جب دین کے درد نے آپکا دامن پکڑا تو ہر رکعت نماز میں دس ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ صبح سے شام تک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے بیس سال تک ایک کمبل پہنے رہے۔ ہر سال میں چار چلہ کرتے تھے جب وفات ہوئی تو پہلے چالیس چلہ رکھے تھے اخیر چلہ میں وفات ہوئی کمبل بدن سے نہ اتارتے تھے آپکے وقت میں ایک بزرگ محققین میں سے تھے جنکو محمد ذکری کہتے تھے مگر وہ علمائے طریقت میں سے نہ تھے انہوں نے کبھی خرقہ نہ پہنا تھا۔ لوگوں نے عبداللہ خفیف سے پوچھا کہ خرقہ کی شرط کیا ہے کسے خرقہ پہننا ٹھیک ہے۔ فرمایا خرقہ کی شرط یہ ہے جو محمد ذکری سپید کپڑوں میں ادا کرتے ہیں اور ہم کمبلوں میں ہولے ہی جانتے کہ ادا کر سکتے ہیں یا

نہیں خفیف آپکو اسوجہ سے کہتے ہیں کہ ہمیشہ افطار کے وقت آپکی غذا سات انگور سے زیادہ نہ تھی نہایت
شب بیدار بیک رنج اور بیک حال تھے۔ ایک شب کو خادم سے کہا کہ انگور لاؤ وہ آٹھ انگور لے آیا اور آپنے
کھالئے تو اوقات کے قاعدہ پر حلاوت کی طاعت نہ پائی سمجھ گئے کہ آٹھ انگور تھے خادم سے دریافت
کیا تو اُسنے کہا کہ کل میں آٹھ انگور لایا تھا۔ پوچھا کیوں۔ کہا مینے آپکو بہت ضعیف دیکھا تو میرے دل میں
درد بھر آیا اور مینے کہا آپ میں قوت پیدا ہو جائے۔ فرمایا تو میرا دوست نہیں دشمن ہے اگر میرا دوست
ہوتا تو چھ انگور لاتا اُسے آپ نے چھوڑ دیا دوسرا خادم رکھا۔ فرماتے ہیں چالیس سال سے خاص و عام میں مقبول
ہوں اور اس قدر نعمت دنیا مجھے دی گئی کہ اسکی کوئی حد نہیں لیکن مینے ایسی زندگانی کی کہ کبھی مجھپر
زکوٰۃ واجب نہیں ہوئی۔ اور فرماتے ہیں ابتدا میں جب مینے حج کا عزم کیا اور بغداد میں پہنچا تو میرے
سر میں اسقدر پندار تھا کہ میں جنیدؒ کی زیارت کو نہ گیا۔ جنگل پہونچا تو ایک کوزہ میں رسی بندھی
ہوئی تھی پیاس مجھپر غالب تھی ایک چشمہ دیکھا جسمیں ہرن پانی پی رہا تھا جب میں کنوئیں کے
کنارہ پہونچا تو پانی اندر کو چلا گیا مینے کہا الٰہی عبداللہ کی قدر ہرن سے بھی کم ہے تو آواز آئی کہ اسکی
پاس رسی ڈول نہ تھا اور تمہارے پاس ہے۔ اسوقت میں خوش ہو گیا اور اسکو پھینک کر چلدیا۔ ایک آواز
سُنی کہ ہم تیرا تجربہ کرتے تھے کہ تم صبر کرو۔ اب لوٹ کر پانی پیو میں لوٹ کر گیا تو پانی کنوئیں کے اوپر موجود
تھا۔ مینے پیا اور وضو کیا۔ دوسرے شہر تک وضو کی حاجت نہ ہوئی جب مکے سے لوٹا تو جامع
بغداد میں گیا جنیدؒ کی آنکھ مجھپر پڑی تو فرمایا اگر تم صبر کرتے تو قدم کے نیچے سے پانی نکل آتا۔
اور فرماتے ہیں جوانی میں کوئی شخص میرے پاس آیا اور میں بھوکا تھا تو وہ مجھے بھوکا دیکھکر گھر لیگیا
اور کھانا تیار کیا مگر گوشت میں بو آتی تھی مینے کراہیت سے کھایا۔ وہ لقمہ بنا کر میرے منہ میں رکھتا
تھا۔ ایکبار اُس نے میرا تغیر دیکھا تو خجل ہو گیا اور میں بھی خجل ہو گیا پھر اُٹھکر مینے یاروں کے ساتھ
حج کا قصد کر دیا جب قادسیہ پہونچے تو راہ بھول گئے۔ چند شبانہ روز کچھ کھانے کو نہ ملا یہاں تک کہ
قریب مرگ کے ہو گئے آخر ایک قصبہ میں پہونچے۔ اور چالیس دینار میں ایک کتا خرید کر ذبح کیا اور
بھون لیا اُس میں سے ایک لقمہ مجھے دیا گیا اور مینے کھانا چاہا۔ تو اُس شخص کا خیال آگیا جو مجھے

اپنے یہاں لیگیا تھا اور خجل ہو اتھا فوراً اٹھے تو بکی تو راہ ملگئی حج کرکے لوٹے تو اس شخص کو بولاکر معافی چاہی۔ اور یہ بھی کہا مجھے لوگوں سے پتہ ملا کہ مصر میں ایک بوڑھے اور ایک جوان مراقبہ میں بیٹھے ہیں۔ وہاں پہونچکر دو شخص دیکھے جو قبلہ رو بیٹھے تھے تین بار سلام کیا مگر انہوں نے جواب نہ دیا تو میں نے کہا تمہیں خدا کی قسم ہے میرے سلام کا جواب دو۔ جوان نے سر اٹھا کر کہا اے ابن خفیف دنیا تو خود ہی تھوڑی ہے اور اس تھوڑی میں سے بھی تھوڑی سی ہی رہ گئی ہے۔ اس تھوڑی میں سے بہت حصہ حاصل کرو شاید تم فارغ ہو جو میرے سلام میں مشغول ہوتے ہو۔ یہ کہکر سر نیچے ڈال لیا میں بھوکا پیاسا تھا مگر بھوک کو بھول گیا اور بالکل انکی طرف متوجہ ہو گیا جب انکے ساتھ ظہر و عصر کی نماز پڑھ چکا تو میں نے کہا مجھے نصیحت کرو۔ جوان نے کہا اے ابن خفیف ہم خود اہل مصیبت ہیں ہماری زبان نصیحت کرنیکے قابل نہیں۔ کوئی اور شخص ہو جو اہل مصیبت کو نصیحت کرے تین روز تک میں وہاں رہا مگر ہمنے نہ کچھ کھایا اور نہ سوئے پھر میں نے کہا مجھے نصیحت کرو۔ اس جوان نے کہا ایسے شخص کی صحبت طلب کرو جسکا دیکھنا تمہیں خدا کی یاد دلائے اور اس کی ہیبت تمہارے دل میں بیٹھے اور تمکو زبان فعل سے نصیحت کرے نہ کہ زبان گفتار سے۔ فرماتے ہیں ایک سال میں روم میں تھا۔ ایک روز جنگل کو گیا تو ایک راہب کو دیکھا کہ لوگوں نے اُسے جلایا اور اسکی راکھ اندھوں کی آنکھوں میں لگائی جس سے وہ سجھلے ہو گئے اور بیماروں نے چاٹی تو شفا ہو گئی مجھے تعجب آیا کہ یہ تو باطل پر ہیں یہ بات کیسی ہوئی۔ اسی رات میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ یہاں کیوں تشریف لائے ہیں فرمایا تمہارے لئے آیا ہوں میں نے کہا حضور یہ کیا بات ہے۔ فرمایا یہ اس صدق و ریاضت کا اثر ہے جو باطل میں ہے اگر حق میں ہو تو کس قدر ہو۔ اور ایک شبکو خواب میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تشریف لاکر مجھے پیر سے بیدار کیا اور میں آپکو دیکھتا تھا۔ فرمایا جو شخص راہ جانتا ہو اور اس راہ پر چلنا شروع کرے پھر چلتے چلتے رک جائے تو حقتعالی اُسے ایسا عذاب کریگا کہ کسیکو نہ کریگا۔ فرماتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو انگشت پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی ہے۔ آپنے بھی سنت رسول ادا کرنا چاہی تو ایک رکعت پڑھ لی مگر دوسری نہ پڑھ سکے

پیغمبر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ فرمایا وہ نماز خاص میرے لئے ہے تم نہ پڑھو۔ ایک دن آدھی رات کو خادم سے فرمایا کہ جا کر میرے لئے کوئی عورت لاؤ جس سے نکاح کروں۔ اس نے کہا میں کسی کو نہیں جانتا مگر ایک لڑکی ہے اگر آپ کہیں تو اسے لے آؤں۔ فرمایا لے آ۔ خادم جا کر لے آیا تو شیخ نے نکاح کر لیا۔ جب نو مہینہ گذر گئے تو ایک لڑکا پیدا ہو کر مر گیا۔ شیخ نے خادم سے فرمایا کہ لڑکی سے کہو طلاق لے لے خواہ رہے۔ خادم نے کہا یہ کیا بات ہے یا تو آدھی رات کو آپ نے عورت کی خواہش کی تھی یا اب طلاق فرماتے ہیں۔ فرمایا خواب میں میں نے قیامت کو دیکھا کہ تمام خلق درماندہ و عاجز ہے ناگاہ ایک بچہ نے آ کر اپنے باپ کا ہاتھ پکڑا اور بجلی کی طرح پل صراط سے نکال دیا تو میں نے بھی چاہا کہ میرے لڑکا ہو اب میرا مقصود حاصل ہو گیا۔ آپ نے چار سو نکاح کئے تھے کیونکہ شاہزادہ تھے جب توبہ کی اور آپ کا حال کمال کو پہنچ گیا تو عورتیں آپکا قرب چاہتی تھیں آپ دو دو تین تین سے عقد کرتے تھے مگر ایک وزیر کی لڑکی آپکے عقد میں چالیس سال رہی۔ ایک روز ان عورتوں نے ایک دوسری سے پوچھا کہ شیخ کا حال تمہارے ساتھ خلوت میں کیا ہے۔ سب نے کہا ہمکو آپکی صحبت سے کچھ خبر نہیں ہے اگر کسی کو خبر ہے تو وزیر کی لڑکی کو ہے۔ چنانچہ اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جب شیخ میرے یہاں آنیوالے تھے مجھے خبر دیگئی تو میں نے کھانا پکایا اور بناؤ سنگار کیا۔ شیخ آئے تو میں کھانا سامنے لے گئی۔ تھوڑی دیر مجھے دیکھتے رہے پھر میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی آستین میں لیگئے اور سینہ پر رکھا اور اپنے پیٹ پر پھیرانے لگے اٹھارہ گرہیں اسمیں تھیں۔ فرمایا یہ تو نہیں پوچھتی کہ یہ کیا ہے۔ میں نے پوچھا تو فرمایا یہ سب شدت صبر سے ہیں کہ میں نے ایسے منہ اور ایسے کھانے سے جو تو لائی ہے گرہ پر گرہ دی ہے یہ فرما کر اٹھ گئے۔ اسکے بعد میری جرات کچھ کہنے کی نہ ہوئی کیونکہ وہ نہایت ریاضت میں تھے۔ آپکے دو مرید تھے ایک احمد کہ اور ایک احمد مہ مگر آپ احمد کہ کے پاس رہتے تھے مریدوں کو اس سے غیرت آتی تھی کہ احمد مہ پیش قدم اور نہایت ریاضت و محنت دیکھے اٹھائے ہوئے ہیں آپ فراست سے اسکو سمجھ گئے۔ فرمایا میں تمہیں دونوں کو دکھاتا ہوں پس احمد مہ کو آواز دی جواب دیا لبیک فرمایا وہ اونٹ جو خانقاہ کے دروازہ پر ہے اسے اٹھا کر چھت پر لیجاؤ کہا

حضرت اونٹ چھت پر کیسے جاسکتا ہے۔ فرمایا اچھا رہنے دو۔ پھر احمد کہ کو پکارا جواب دیا لبیک فرمایا
اُس اونٹ کو چھت پر لیجاؤ۔ انہوں نے کمر باندھ لی آستینیں چڑھائیں اور باہر جاکر اونٹ کے
نیچے ہاتھ ڈالا مگر کہے ہلا نہ سکے شیخ نے فرمایا چھوڑ دو معلوم ہوگیا۔ پھر اصحاب سے فرمایا کہ احمد کہ نے اپنا
کام کرلیا ہمارے حکم کی تعمیل کی اعتراض سے پیش نہ آئے فرمان پر نگاہ کی۔ کام پر نہ کی کہ ہوسکتا ہے
یا نہیں اور وہ محبت میں مشغول ہوئے مناظرہ کو کھڑے ہوئے ظاہری حالت سے باطن کا قیاس ہوسکتا ہے
ایکبار شیخ کے یہاں ایک مسافر آیا جو سیاہ کرتہ سیاہ پائجامہ پہنے تھا۔ اور سیاہ شملہ باندھے تھے آپکو دل
میں غیرت معلوم ہوئی۔ فرمایا بھائی تمام کپڑے سیاہ کیوں کئے ہیں کہا خداوند میرے نفس ہوا مرگئے
ہیں اور کہا افرایت من اتخذ الٰہہ ھواہ۔ فرمایا اسے باہر نکالدو تو نکالدیا گیا۔ پھر فرمایا لو
ٹال لاؤ لوگ ٹال لائے۔ پھر فرمایا نکالدو یوں ہی ستر بار کیا مگر اُس شخص کے چہرہ پر کوئی تغیر نہ ہوا تو
آپنے اُٹھکر اُسکا سر چوما اور معافی چاہ کر فرمایا کہ تمکو سیاہ کپڑے پہننا ٹھیک ہیں۔ دو صوفیوں نے
دُور و دراز سے آپکی زیارت کا قصد کیا جب خانقاہ میں پہونچے تو آپکو نہ پایا۔ لوگوں نے کہا عضد الدولہ
کے یہاں گئے ہیں۔ انہوں نے کہا شیخکو بادشاہوں سے کیا کام اور اُنکے دل میں ایک قسم کا انکار پیدا ہو
گیا پھر کہا شہر میں گھومیں۔ بازار میں پھرتے پھرتے ایک درزی کی دوکان پر پہونچے اِس خیال سے کہ خرقہ کی
جیب پھٹی تھی اُسکو سی لیں ناگاہ اِس عرصہ میں قینچی گم ہوگئی تو لوگ ان صوفیوں کو پکڑ کر عضد الدولہ کے گھر
لیگئے شیخ خفیف وہاں موجود تھے عضد الدولہ نے حکم دیا صوفیوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔ شیخ نے فرمایا کہ
صوفیوں کو چھوڑ دو بیگناہ ہیں۔ پھر ان سے فرمایا کہ تمہارا خیال درست تھا مگر ہمارا بادشاہ کے پاس آنا
انہی کاموں کے لئے ہے پس وہ دونوں مرید ہوگئے۔ سمجھ لو کہ جو کوئی آدمیوں کے دامن سے ہاتھ کوتاہ
کریگا وہ ہاتھ کو برباد کردیگا۔ آپکے یہاں ایک مسافر آیا اور اُسکو دست آنے لگے رات رات بھر میں بے
پچاس بار اُسکا طاشت اٹھاتے تھے آخر شب میں آپکی آنکھ لگ گئی اُسکو حاجت ہوئی تو آواز دی مگر آپ
موجود نہ تھے۔ چلایا اور کہا آخر کہاں ہو تمپر لعنت ہو۔ آپ سنتے ہی دوڑ کر طاشت اُٹھا کر اُس کے پاس
لیگئے اور چہرہ زرد پڑ گیا۔ دوسرے روز مریدوں نے کہا کہ اسنے ایسا لفظ کہا کہ ہم اپنی جگہ پر نہ رہے اور

آپ صبر کرتے ہیں۔ فرمایا بیٹے تو سنا کہ اُسنے کہا تم پر رحمت ہو۔ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ملائکہ و جن و
انسان کو پیدا کیا اور عصمت و کفایت و حیلہ کو پیدا کیا پھر ملائکہ کو حکم دیا انہیں سے ایک بات اختیار کرو
انہوں نے عصمت کو اختیار کر لیا پھر جنوں سے کہا تم بھی ایک بات پسند کر لو انہوں نے بھی عصمت پسند
کی مگر ارشاد ہوا یہ پہلے ملائکہ نے سبقت کر لی تو جنوں نے کفایت اختیار کی پھر انسانوں سے فرمایا گیا تو انہوں نے
بھی عصمت چاہا ملی ارشاد ہوا یہ تو فرشتے اختیار کر چکے تو انہوں نے کفایت اختیار کی حکم ہوا اسکو جن اختیار
کر چکے تب انہوں نے حیلہ اختیار کیا اور وہ حیلہ سے کوشش کرتے ہیں۔ ابو احمد صغیر نے کہا حضرت
مجھے وسوسہ تکلیف دیتا ہے۔ فرمایا بیٹے جو صوفی دیکھے انہوں نے شیطان پر قبضہ کر لیا تھا اب شیطان صوفی
پر قبضہ کرتا ہے۔ اور فرمایا صوفی وہ ہے جو حالتِ صفا کے ساتھ صوف پہنے اور ہوا کو جفا کا مزہ چکھائے
اور دنیا کو پس پشت ڈالدے۔ اور دنیا سے پاک ہو تا دنیا سے نکلتے وقت چین راحت سے۔ اور تصوف
کے معنے ہیں احکام قدرت کے تحت میں صبر کرنا اور مالک جبار کے ہاتھ سے [illegible] دنیا ان کو ہار کا
قطع کرنا۔ اور رضا دو قسم کی ہے اُسکے ساتھ رضامند رہیں ہوتی ہے اور اس سے رضا ان میں ہے جو قضا
کرے۔ اور ایمان کے معنے ہیں اُس کی تصدیق جس کا کشف غیب ہو۔ اور ارادت کے معنے ہیں رنج
دائم و ترک راحت۔ اور وصل یہ ہے کہ محبوب سے اتصال ہو اور سوائے حق تعالیٰ کے تمام چیزوں سے
غیبت ہو جائے۔ اور انبساط سوال کے وقت احتشام چاہنے سے ہے اور تقویٰ کے معنے ہیں اُس چیز سے
دور رہنا جو تم کو خدا سے دور کرے۔ اور ریاضت کے معنے ہیں نفس کو خدمت سے توڑنا اور اس کو
خدمات میں غرب جذب منفعت سے روکنا۔ اور قناعت کے معنے ہیں اُسکا طلب کرنا جو تمہارے
ہاتھ میں نہیں اور اس سے بے نیاز ہونا جو ہاتھ میں ہے۔ اور زہد کے معنے ہیں ملک سے باہر آکر راحت
پانا۔ اور اندوہ تن کو طرب سے باز رکھتا ہے اور رجا کے معنے ہیں اوس کے وصل سے شاد ہونا۔ اور فقر کے
معنے ہیں ملک کی نیستی اور صفات سے باہر آنا۔ اور یقین کے معنے ہیں غیب کی حکمتوں سے حقیقتِ اسرار
لوگوں نے پوچھا عبودیت کب درست ہوتی ہے۔ فرمایا جب اپنے تمام کام خدا پر چھوڑ دے اور بلاؤں پر
صبر کرے۔ پوچھا جو درویش تین روز تک بھوکا رہے اور اسکے بعد باہر نکلکر اسقدر کا سوال کرے جو

اُسکو کافی ہو تو اُسے کیا کہیں گے۔ فرمایا کذاب۔ اور فرمایا کوئی چیز کھاتے ہو اور خاموش بیٹھے ہو اگر کوئی درویش دروازہ سے آجاتا ہے تو سب فضیحت ہوتی ہو حالتِ وفات میں خادم سے فرمایا کہ میں بھاگا ہوا بندہ تھا جب جاؤں تو میری گردن میں طوق اور پاؤں میں بیڑی ڈالنا اور ہاتھ پیچھے باندہ کر قبلہ کیطرف مُنہ کر دینا شاید وہ قبول کرلے۔ جب وفات ہوگئی اور خادم نے وصیت پوری کرنا چاہی تو ہاتف نے آواز دی کہ اے بیخبر ایسا نہ کر تو چاہتا ہے کہ ہمارے عزیز کو خوار کرے اسنے چھوڑ دیا

باب ۶۹- ذکر ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ

وہ ولی قبۂ ولایت صفی کعبۂ ہدایت متمکن عاشق متدین صادق در مشاہدہ حقائق ہمہ بصیری شیخ وقت ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ یگانۂ وقت و برگزیدۂ زمانہ تھے۔ دقایق طریقت سے واقف اور بہیں کامل انواع علوم میں قابل۔ فقہ میں مفتی و امام اور علم اصول میں انتہا کو پہونچے ہوئے تھے طریقت میں اُستاد تھے یہاں تک کہ جنید نے مریدوں سے فرمایا میرے بعد یہ ولی ہیں۔ عبداللہ تستری کی صحبت پائی تھی۔ ادب آپکا ایسا تھا کہ فرماتے ہیں بیس سال سے میں نے خلوت میں پیر نہیں پھیلایا کہ خدا کیساتھ حسن ادب بہتر ہے۔ ایک سال تک مکہ میں یوں قیام کیا کہ نہ سوئے نہ بات کی نہ پیٹھ لگائی نہ پیر پھیلائے۔ ابو بکر کتانی نے کہا ایسا آپ کیسے کرسکتے ہیں فرمایا صدق باطن نے مجھے ظاہر میں قوت دیدی۔ جب جنیدؒ کی وفات ہوگئی تو سجادے اُنکے آپکو بٹھا دیا گیا۔ فرماتے ہیں ایکروز میں نے ایک سفید باز دیکھا تو چالیس سال تک اسکی شکار کرنیکے لئے پھرا لیکن اسے نہ پکڑ پایا۔ لوگوں نے پوچھا کیسے۔ فرمایا ایک روز نمازِ عصر کے بعد ایک درویش آیا جسکے پیر برہنہ اور بال پریشان تھے اور چہرہ زرد تھا وضو کرکے دو رکعت نماز پڑہی اور شام تک گریبان میں سر ڈالے رہا اور نمازِ شام پڑہکر پھر سر گریبان میں ڈال لیا۔ آج شب کو بادشاہ نے صوفیوں کی دعوت کی تھی میں نے اس سے جاکر کہا اے درویش میں بادشاہ کے یہاں دعوت میں جارہا ہوں تم چلتے ہو۔ کہا میں خلیفہ کی دعوت کا خیال نہیں رکھتا مگر مجھے عصیدہ ایک قسم کا کھانا چاہئیے۔ میں نے کہا شاید یہ نومسلم ہے کہ ہمارے ساتھ نہیں چلتا

اور ایک فرمایش کرتا ہے۔ غرضکہ میں نے کچھ خیال نہ کیا اور دعوت میں چلا گیا جب لوٹ کر آیا تو درویش
یونہی سر نیچے ڈالے بیٹھے تھا میں جا کر سو رہا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ
دو بزرگوں کے ہمراہ تشریف لاتے ہیں اور پیچھے نہایت ہجوم ہے اور وہ دو بزرگ حضرت ابراہیم خلیل
حضرت موسیٰ کلیم علیہما السلام تھے اور ایکسو بیس ہزار نبی ساتھ تھے میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو حضور نے
میری طرف سے منہ پھیر لیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے کیا قصور ہو گیا ہے۔ فرمایا ہماری ایک
دوست نے تم سے عصیدہ مانگا تم نے بخل کیا میں خواب سے روتا اٹھا۔ خانقاہ کے دروازہ کی آواز
میرے کان میں آئی۔ دیکھا تو وہی درویش باہر جا رہے تھے میں نے کہا اے عزیز اتنا توقف کرو کہ میں
تمہاری آرزو پوری کر دوں۔ انہوں نے منہ پھیر کر کہا جب کوئی درویش تم سے عصیدہ مانگے تو
ایکسو بیس ہزار پیغمبروں کو شفیع لائے جب تم اسکی آرزو پوری کرو یہہ بہت دشوار کام ہے۔ یہہ کہہ کر
چلے گئے۔ ایک درویش جامع بغداد میں ننگے سر جاڑے گرمی میں رہا کرتے تھے کیسا ہی موسم ہو ننگے رہتے تھے
لوگوں نے پوچھا تو فرمایا میں عمدہ کپڑے پہننے میں حریص تھا۔ یہاں تک کہ ایک رات کو خواب میں دیکھا
کہ بہشت میں جا رہا ہوں چند لوگوں کو دسترخوان پر بیٹھا دیکھکر میں نے بھی شامل ہونا چاہا تو فرشتہ
نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا تم انمیں نہیں ہو انہوں نے ایک ہی کپڑا پہنا ہے اور تم نے ایسا نہیں کیا جب
بیدار ہوا تو میں نے نذر کی کہ باقی عمر یہی ایک کرتہ پہنوں گا۔ آپ بیان فرماتے تھے کہ ایک جوان نے
آہ بھر کر کہا میرا دل گم ہو گیا ہے دعا کیجئے کہ ملجائے۔ فرمایا ہم خود اس مصیبت میں ہیں۔ اور فرماتے ہیں
قرن اول میں معاملہ دین سے تھا اب دین کم ہو گیا۔ دوسری قرن میں وفا کا معاملہ تھا وہ بھی نہ رہا۔
تیسری قرن میں مروت کا معاملہ تھا وہ بھی اٹھ گیا۔ چوتھی قرن میں حیا کا معاملہ تھا وہ بھی نہ رہا
اب لوگ ایسے ہو گئے ہیں کہ اپنا معاملہ ہیبت پر کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں جو شخص نفس کی بات سنیگا
وہ شہوات کے حکم میں اسیر ہو جائیگا اسے زندان ہوا میں بند رکھا جائیگا اور تمام فایدے خدا تعالیٰ
اس کے دل پر حرام کر دیگا وہ سخن حق سے مزہ نہ پائیگا اس کی دعا بھی قبول نہ ہوگی اور جو شخص
بغیر اندازہ کے کھانا دیگا اسکو خدا انتہا سے زیادہ بلند کریگا۔ ایک شخص نے پوچھا ول کا کیا کام

کیا ہے۔ فرمایا مقاربت کہ خدا کو دیکھے اس کی صنعت کا مشاہدہ کرے۔ اور توکل کے معنے ہیں اضطرار
کا معاینہ اور صبر یہ ہے کہ حالت نعمت و محنت میں آرام نفس کا فرق نہ کرے اور صبر بلا میں سکون نفس
ہے۔ اور فرمایا اخلاص یقین کا ثمرہ ہے اور ریا شک کا۔ اور کمال ثنا شکر سے عجز دیکھنے میں ہے
اور عزلت کے معنے پوچھے گئے تو فرمایا زحمتوں سے باہر رہنا اور اگر تمیز رحمت نہ کیجائے تو باطن کا
محفوظ رکھنا۔ اور فرمایا عام لوگوں کی جنگ خطرات نفس سے ہے اور ابدال کی فکر سے اور زاہدوں کی
شہوات سے اور تائبوں کی لغزشوں سے۔ اور مریدوں کی آسائش ولذات سے۔ اور فرمایا دوام ایمان
جزائے دین اور صلاح جسم تین باتوں میں ہے۔ ایک قناعت دوسری پرہیز تیسری غذا کی
حفاظت۔ جو خدا پر بھروسہ کریگا اسکا باطن صلاحیت سے رہے گا۔ اور جو ممنوع باتوں سے
پرہیز کریگا وہ بھی علی ہذا اور جو غذا کی حفاظت کریگا اسکا نفس ریاضت پائیگا۔ قناعت واکتفا کا بدلہ
صفائی معرفت ہے اور تقوی کا انجام حسن خلقت اور حلم وبرداشت کا نتیجہ تندرستی واعتدال طبیعت
اور فرمایا اصول کا دیکھنا فروع کے سننے سے ہوتا ہے اور فروع کی درستی اصول پیش نظر رکھنے سے
ہوتی ہے۔ مقام مشاہدہ و وصول تک راہ نہیں مگر ان وسائل و وسائط فروع کی تعظیم سے جن کی
تعظیم حقتعالی نے رکھی ہے۔ اور جب جس کو خدا اپنے انوار سے زندہ کردیتا ہے تو وہ ابد تک نہیں مرتا
اور جب خذلان وحرمان سے مار ڈالتا ہے تو وہ ابد تک زندہ نہیں ہوتا۔ اور فرمایا عارفوں کا
رجوع خدا تعالی کیطرف ابتدا سے ہی ہوتا ہے اور عوام کا رجوع اس کی طرف نومیدی کے بعد
ہوتا ہے۔ اور جب مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے نظر کی تو حق کو حق سے دیکھا اور بے زمان و مکان
کے حق کے ساتھ باقی ہو گئے کیونکہ آپکو اسکا حضور حاصل ہوا جسکے لئے نہ حضور ہے نہ مکان آپکے
اوصاف حق تعالے کے اوصاف میں مجرد ہو گئے۔

باب (۷۲) ذکر حسین منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ

وہ قتیل اللہ فی سبیل اللہ شیر بیشۂ تحقیق شجاع صفدر صدیق غرقہ دریائے مواج حسین منصور

حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انکی حالت عجیب غریب گذری ہے اہل طریقہ کہتے تھے جو انکے ساتھ ہی مخصوص تہا کہ غایت سوز و اشتیاق اور شدت فراق میں مست و بیقرار تھے شوریدہ روزگار عاشق صادق و پاکباز تھے جد و جہد عظیم ریاضت و کرامت عجیب ہمت عالی قدر رفیع کلام زیبا رکھتے تھے آپکی تصانیف بہت ہیں مشکل عبارت اور مغلق کلمات ہیں حقایق و اسرار معانی و معارف میں نہایت کامل تھے۔ کلام میں فصاحت و بلاغت ایسی رکھتے تھے جو کوئی نہ رکھتا تھا نظر دقیق اور فراست و کیاست آپکی مثل کسی میں نہ تھی۔ اول سے آخر تک اونکی تمام حالت کی بنیاد و بلا پر ہے۔ بہت سے مشائخ نے آپکا انکار کیا کہ انکو تصوف میں دخل نہیں مگر ابن عطاؒ عبد اللہ خفیفؒ شبلیؒ ابو القاسم نصر آبادیؒ اور تمام متاخرین نے سوا شاذ و نادر کے آپکو مانا ہے۔ شیخ ابو سعید ابو الخیرؒ شیخ ابو القاسم گرگانی شیخ ابو علی فارمدی۔ امام یوسف ہمدانی رضی اللہ عنہم آپکی حالت میں خصوصیت رکھتے ہیں بعضے آپکے بارہ میں توقف کرتے ہیں مثلاً استاد ابو القاسم قشیریؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ مقبول ہیں تو خلق کے رد سے مردود نہ ہوجائیں گے اور اگر مردود ہیں تو خلق کی قبولیت سے مقبول نہ ہوجائیں گے بعضوں نے جادوگر بتایا اور بعض اصحاب ظاہر نے کفر کیطرف منسوب کردیا بعضے کہتے ہیں اصحاب حلول میں سے تھے اور بعض کہتے ہیں اتحاد کے ساتھ تولا رکھتے تھے جس نے توحید کی بو سونگھی ہوگی وہ اتحاد و حلول کا خیال نہیں لا سکتا۔ جو ایسی بات کہتا ہے وہ خود توحید سے بیخبر ہے۔ اسکی شرح میں بہت طول ہے یہ کتاب اسکی جگہ نہیں لیکن چند لوگ بغداد میں زندیق گذرے ہیں جنکو اتحاد یا حلول کا خیال تہا اور وہ اپنے آپکو حلاجی کہتے تھے۔ انکی بات کو بغیر سمجھے ہوئے محض تقلید سے مارے اور جلائے جانے پر فخر کرتے تھے۔ چنانچہ بلخ میں دو شخصوں کو یہی واقعہ پیش آیا جو حسینؒ کو پیش آیا۔ مگر اس راہ میں تقلید شرط نہیں ہے مجھے تعجب آتا ہے کہ جب جائز ہے کہ ایک درخت سے اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ کی آواز نکلی اور درخت درمیان میں نہ ہو تو کیوں نہیں جائز کہ حسینؒ کی زبان سے انا الحق نکلے اور وہ درمیان میں نہ ہوں جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی زبان سے کلام کیا یونہی حسینؒ کی زبان سے کیا یہاں نہ حلول کا ذکر ہے نہ اتحاد کا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حسین منصور حلاج دوسرے ہیں اور حسین منصور

ملحد دوسرا ہے کہ وہ بغدادی تھا محمد زکریا کا استاد اور ابو سعید قرمطی کا رفیق وہ جادوگر تھا اور شہر واسط میں پرورش پائی تھی۔ عبداللہ خفیف فرماتے ہیں کہ حسین منصور عالم ربانی ہے شبلی فرماتے ہیں میں اور حلاج ایک چیز ہوں مگر مجھے لوگوں نے دیوانہ بنا دیا تو مینے رہائی پالی اور انکی عقل نے انکو ہلاک کر دیا۔ اگر وہ ملعون ہوتے تو یہ دو بزرگ انکی تعریف نہ کرتے ہماری لئے یہ دو گواہ کافی ہیں۔ آپ ہمیشہ عبادت و ریاضت اور بیان معرفت اور توحید میں ہوتے اہل صلاح کی لباس اور شرع و سنت کی صورت میں رہا کرتے تھے اگر ان کی کرامات ظاہر ہو گئی جو حقیقت و قدرت کی زبان سے ہے تو وہ بدعت کیوں ہو گئی لیکن بعض مشائخ نے جو آپکو چھوڑ دیا وہ مذہب و دین کیوجہ سے نہیں ہے بلکہ انکی سرمستی اور ایک کے پاس سے دوسرے کے پاس چلے جانیکے باعث ہے۔ چنانچہ اول تستر میں جاکر عبداللہ تستری کی صحبت میں دو برس رہے پھر بغداد گئے اٹھارہ سال کی عمر میں تھا پھر وہاں سے بصرہ اور بصرے سے جاکر عمرو بن عثمان مکی سے تعلق کیا اٹھارہ مہینہ انکی صحبت میں رہے۔ ابو یعقوب اقطع نے اپنی لڑکی انکو دیدی تو عمرو ان سے رنجیدہ ہوئے حسین وہ گناہ جسکا ذکر ہم کرچکے ہیں لیکر بغداد میں جنید کے پاس پہونچے جنید نے سکوت و خدمت کا حکم دیا چند روز انکی صحبت میں رہکر حجاز کا قصد کیا اور ایک سال تک وہاں مجاور رہے پھر ایک صوفی جماعت کے ہمراہ بغداد گئے اور جنید کے پاس جاکر کوئی مسئلہ پوچھا مگر انہوں نے جواب نہ دیا اور فرمایا بہت جلد تم لکڑی یعنی دار کا سر سرخ کروگے حسین نے فرمایا میں اس روز سر دار سرخ کروں گا جس دن آپ اہل ظاہر کا لباس پہنیں گے چنانچہ نقل ہے کہ سب بزرگوں نے اتفاق کیا کہ حسین قابل قتل ہیں مگر جنید جبتک صوفیوں کے لباس میں رہے دستخط نہ کرتے تھے۔ بادشاہ نے کہا جنید کے دستخط ہونا چاہئیں۔ تو آپ خانقاہ سے مدرسہ میں گئے اور علماء کا لباس پہنکر لکھدیا کہ نحن نحکم بالظاہر یعنی بظاہر قابل قتل ہیں اور فتویٰ ظاہر پر ہے مگر باطن خدا جانے۔ جب حسین کو جنید سے اس مسئلہ کا جواب نہ پایا جو پوچھا تھا تو رنجیدہ ہو گئے اور بغیر انکی اجازت کے اپنی عورت کو لیکر تستر گئے اور قریب ایکسال کے وہاں رہے خلق کے دل میں انکی بہت قبولیت پیدا ہو گئی۔ مگر آپ کسی بات میں

اہل زمانہ کی کچھ حقیقت نہ سمجھتے تھے جس سے اہل زمانہ کے دل میں ان سے حسد ہوگیا۔ عمرو اور ابوعثمان نے انکے بارہ میں خوزستان کو خط لکھکر انکے حالات اہل خوزستان کی نظر میں خراب کر دیئے آپکا دل بھی اس قصہ سے رنجیدہ ہوگیا اور صوفیوں کا لباس اتار کر قبا پہن لی اور اہل دنیا کی صحبت میں مشغول ہو گئے مگر آپکے لئے سب حالتیں ایک تھیں۔ پانچسال تک غائب رہے اس عرصہ میں خراسان اور ماوراء النہر اور نیمروز وسیستان وکرمان میں رہے۔ پھر فارس میں جاکر چند نفیس کتابیں تصنیف کیں اہل اہواز کے سامنے بیان کیا اور خاص وعام کے نزدیک مقبول ہوگئے۔ لوگوں سے اسرار بیان کرتے تھے یہاں تک کہ آپکا لقب حلاج الاسرار ہوگیا۔ پھر بصرہ میں جاکر دوبارہ خرقہ پہن لیا اور حرم کا قصد کیا۔ اس سفر میں آپکے ہمراہ بہت اہل خرقہ گئے۔ جب مکہ پہونچے تو ابویعقوب نہر جوری نے جادوگر بتایا پھر وہاں سے بصرہ آکر ایکسال تک رہے اور اہواز پہونچے۔ پھر فرمایا میں بلاد مشرق میں جاتا ہوں تاکہ خلق کو خدا کی طرف بلاؤں پس ہندوستان خراسان ماوراء النہر اور چین میں جاکر خلق کو خدا کیطرف بلایا اور انکے لئے کتابیں تصنیف کیں۔ جب واپس آئے تو دنیا کی انتہائے آپ کے نام خط آتے تھے ہندوستان والے ابوالمغیث لکھتے تھے اور چین والے ابوالمعین۔ خراسان والے ابوالمہیر اور فارس والے ابوعبداللہ زاہد۔ خوزستان والے حلاج الاسرار اور بغداد والے مصطلم اور بصرہ والے مخبر کہتے تھے۔ اسکے بعد مکہ کا قصد کیا اور دو سال تک مجاور رہے۔ جب واپس آئے تو حالت بالکل بدل گئی اور بہت تنگ میں ہوگئے خلق کو ایسی باتوں کی دعوت دیتے تھے جو کسی کی سمجھ میں نہ آتی تہیں۔ یہاں تک کہ بیان کرتے ہیں پچاس شہروں سے آپکو نکالا گیا۔ آپ پر ایسے حالات گذری ہیں جن سے زیادہ عجیب حالات سنیں۔ حلاج آپکو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ایک بار روئی کے ایک ڈھیر پر گذر ہوا تو اشارہ کردیا جس سے ایکساتھ بنولے روئی سے جُدا ہوگئے۔ لوگ اس سے متحیر ہوگئے۔

نقل ہے کہ شبانہ روز میں چار سو رکعتیں پڑھتے اور اپنے اوپر فرض جانتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا جس درجہ میں آپ ہیں اسقدر رنج وتکلیف کیوں ہے۔ فرمایا رنج وراحت دوستوں پر اثر نہیں کرتی کیونکہ وہ فانی صفت ہوتے ہیں۔ نہ رنج کا اونپر اثر ہوتا ہے نہ راحت کا۔ پچاس سال کی عمر میں فرماتے ہیں کہ

ابھی تک میں نے کوئی مذہب اختیار نہیں کیا مگر تمام مذہبوں میں جو زیادہ دشوار ہے اُسے اختیار کیلئے
اور اب تک پچاس سال ہوں میں نے ہزار سالہ نماز ادا کی ہے اور ہر نماز کیلئے غسل کیا ہے جس زمانہ میں ریاضت
کرتے تھے ایک گدڑی آپ بیس سال سے پہنے ہوئے تھے۔ ایکروز لوگوں نے زبردستی اُتروائی تو اُس میں سے
جوئیں نکلیں وزن کیا تو وہ نیم دانگ[1] تھیں۔ ایکروز ایک شخص آپکے پاس آیا تو دیکھا کہ ایک شخص بچھو کے گرد گھومتا
تھا اور چلا جاتا تھا۔ اسنے اُسے مارنا چاہا تو آپنے فرمایا کہ ایسا نہ کرنا کیونکہ یہ بارہ سال سے ہمارا ہمنشین ہے
اور ہمارے گرد پھرتا ہے۔ رشید خرد سمرقندیؒ جب کعبہ کو جا رہے تھے تو راستہ میں اُنہوں نے بیان کیا کہ
حلاجؒ چار سو صوفیوں کے ہمراہ جنگل گئے۔ جب چند روز گذر گئے اور بھوک انتہا کو پہونچ گئی تو ساتھیوں نے
کہا ہمکو بھُنی ہوئی سِری چاہیئے۔ فرمایا صف باندھ کر بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ وہ سب صف باندھ کر بیٹھ گئے تو آپ
پیچھے کو ہاتھ لیجاتے تھے اور ایک بھُنی ہوئی سِری اور دو گرم روٹیاں ہر ایک کو دیدیتے تھے یہاں تک کہ
چار سو سِریں پیٹھ کے پیچھے سے نکالے اور سب نے سیر ہو کر کھائی۔ کہا حضرت تر چھوارے چاہئیں
کھڑے ہو کر فرمایا مجھے جھاڑو درخت کی طرح جھاڑا تو اسقدر تر چھوارے گرے کہ سب سیر ہو گئے پھر روانہ
ہوگئے اور راہ میں جہاں کہیں شیخ کسی کانٹے دار درخت سے پشت لگاتے تھے چھوارے تازہ تازہ
نکل آتے تھے۔ چند لوگوں نے جنگل میں آپ سے کہا کہ ہمکو انجیر چاہئیں آپنے ہاتھ بڑھا کر تازہ انجیروں
کا طبق لیکر اُنکے سامنے رکھدیا۔ ایکمرتبہ حلوا مانگا تو گرم حلوے کا طبق اُنکے سامنے رکھدیا کہا حضرت یہ
قسم کا حلوا تو بغداد کے باب الطاق میں ہوتا ہے۔ فرمایا میرے نزدیک بغداد کا باب الطاق اور جنگل
سب ایک ہیں۔ ایک حلواگر باب الطاق میں بیٹھا تھا اُس نے ایک طبق غائب دیکھا تو تعجب میں
رہگیا کہ کوئی شخص پاس بھی نہیں آیا۔ چند روز کے بعد اُس نے وہ طبق پکڑ لیا تو پتہ لگا کہ حلاج کی یاروں
کے پاس پہونچے حلواگر نے وہ تاریخ یاد کرلی تھی۔ انھوں نے بھی وہی دن بتایا تو حلواگر حلاج کی زیارت
کو گیا اور آپکا مرید ہوگیا۔ ایکبار سفر صحرا میں چار ہزار آدمی آپکے ہمراہ تھے جب پہونچکر ایک سال تک
کعبہ کے برابر کھڑے رہے۔ آپکے اعضا سے روغن پتھروں پر ٹپکتا تھا اور کھال اکھڑ جاتی تھی۔ مگر
آپ وہاں سے حرکت نہ کرتے تھے۔ روزانہ ایک ٹکیہ آپکے پاس لیجاتے تھے اسمیں سے ...

[1] دانگ ایک وزن ہے جو غالباً ۲ رتی کا ہوتا ہے

دبا لیتے تھے اور باقی کوزہ پر رکھ دیتے تھے کہتے ہیں کہ بچھو نے آپ کے تہبند میں گھر بنا لیا تھا پھر
خرابات میں گیا یادلیل المتحیرین الے حیرانوں کے راہبر اگر میں کافر ہوں تو میرے کفر کو ترقی دے
جب بت خانہ میں دیکھا آج ہر شخص دعا کر رہا ہے تو ریت پر سر رکھ کر نظارہ کرنے لگے جب چلے گئے تو ایک نے
عرض کیا اے بادشاہ مجوس ہیں کہا تو تمام تسبیح کرنیوالوں کی تسبیح سے اور تہلیل کرنیوالوں کی تہلیل
اور تمام اہل ہنود کے پندار سے پاک جانتا اور کہتا ہوں۔ اور کہا الٰہی تو جانتا ہے کہ میں تیرے
شکر سے عاجز ہوں پس تو بجائے میرے اپنا شکر کر کہ شکر وہی ہے و بس۔ ایک روز جنگل میں ابراہیم
خواص کو دیکھ فرمایا کس کام میں ہو۔ جواب دیا مقامات توکل درست کرتا ہوں۔ فرمایا تمام عمر
شکم پروری میں صرف کر دے توحید میں کب فانی ہوگے یعنی اصل توکل نہ کھانے میں ہے تمنے تمام
عمر شکم کے کام میں گزار دی خواہ کھا کر یا بغیر کھائے تو توحید میں فنا کب ہوگی۔ فرماتے ہیں میں نے ایک
مصنوعی کو دیکھ کر پوچھا تم اسکی طرف کس سرے اڑتے ہو۔ کہا یہ پروبال میرے ہیں میں نے کہا
پر و بال کاٹ ڈالو کہ وہ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ہے تم اس تک نہ پہنچ سکو گے۔ اور فرماتے ہیں ابلیس جا
رہا تھا کہ اسنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا حضرت موسیٰ نے فرمایا ارے مردود تو نے سجدہ کیوں نکیا
کہ مردود نہ ہوتا۔ کہا میں نے گوارا نہ کیا کہ اس کے غیر کی طرف تمہاری طرح نگاہ نکی تمنے جب دیدار کی
درخواست کی تو حکم ہوا پہاڑ کو دیکھو اور تمنے اسکی طرف دیکھا۔ مگر میں نے کہا میں تیرے غیر کو سجدہ نہ
کرونگا نہ دیکھونگا۔ لوگوں نے پوچھا حضرت موسیٰ کے بارہ میں آپ کیا کہتے ہیں۔ فرمایا حق
پوچھا اور فرعون کے بارہ میں۔ فرمایا حق پوچھا اسکا کیا مطلب۔ فرمایا وہ دو صفت سے ہیں اور ابد میں
اسی حالت پر ہوتے ہیں جسپر انکو ازل میں چلایا گیا ہے۔ ابو السود اسے پوچھا کہ عارف کیلئے وقت
ہوتا ہے۔ فرمایا نہیں اسلئے کہ وقت صاحب وقت کی صفت ہے۔ اور جو اپنی صفت سے آرام کرتا ہے
وہ عارف نہیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لوگوں نے کہا طریق خدا کیا ہے
فرمایا دو قدم اٹھائے کہ پہنچ گئے۔ ایک قدم دنیا سے اٹھاؤ۔ دوسرا عقبیٰ سے مولیٰ تک پہنچ گئے۔ فقر
کے متعلق پوچھے تو فرمایا فقیر وہ ہے جو ماسوی اللہ سے مستغنی اور خدا پر نظر رکھنے والا ہے۔ اور صوفی

وحدانی الذات ہے تو وہ کسی کو جانتا ہے اور نہ اسکو کوئی۔ اور معنی وحدت جو بندا کی طرف سے
اشارہ کرے اور خلق خدا کی طرف اشارہ کرتی ہے یعنی وہ درمیان میں محو ہو۔ اور جب بندہ مقام
معرفت میں پہنچ جاتا ہے تو غیبت کا پردہ اٹھا ہوتا ہے [illegible] ناظرین [illegible] نظر نہیں آتا اور
جو شخص نور ایمان سے حق کی [illegible] کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ [illegible] نور سے آفتاب طلب
کرے۔ اور فرمایا حکمت تیر ہے اور مومنوں کے دل اُسکے نشانہ ہیں۔ اور تیرانداز خدا ہے تو
خطا محال ہے۔ اور صاحب فراست پہلی ہی نظر میں مقصود پالیتا ہے اُسکو کچھ گمان و شک نہیں رہتا
اور مومن مرد کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ امیر ہو یا کسی حالت میں متوسط طریقہ سے رہے اور
فاقہ میں قناعت کرے۔ اور خلق عظیم یہ ہے کہ خلق کی جفا اُسپر اثر نہ کرے بعد اس کے کہ حق کو پہچان
چکا ہو۔ اور توکل یہ ہے کہ جبتک شہر میں کسیکو اپنے آپ سے کھانیکا زیادہ مستحق سمجھے خود نہ کھائے
اور اخلاص کے معنی ہیں کدورت کے شائبہ سے عمل کو پاک صاف رکھنا۔ اور فرمایا زبان گویا
خاموش دلوں کی ہلاکت ہے اور گفتگو علتوں میں اور افعال شرکت میں جکڑے ہوئے ہیں اور
حق مباین ہے اسیوجہ سے وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِکُوْنَ اور فرمایا وحی والوں کی
بصائر عارفوں کے معارف۔ علماء ربانی کا نور۔ اور پہلی لوگوں کا طریقہ ازل و ابد کا نجات دینے
والا ہے اور جو ان دونوں کے درمیان میں ہے وہ وحدت سے ہے مگر جانتا کون ہے جس کے
قلب میں یاد ہو دل تو کان لگا کر سنے۔ اور عالم رضا میں ایک اثر دہا ہے جسکو یقین کہتے ہیں اٹھارہ ہزار
عالم اُس کے تالو میں ایسے ہیں جیسے بیابان میں ایک ذرہ۔ اور اگر اُس کے اندوہ کا تصور آجائے
تو تمام انبیاء و اولیاء اُسی کی طرف متوجہ ہو جائیں ایک کو بھی بہشت کی یاد نہ آئے۔ اور ہم تمام
سال اُسکی بلا کی طلب میں رہتے ہیں جس طرح بادشاہ ہمیشہ ولایت کی طلب میں رہتا ہے۔ اور جو
شخص مقامات بندگی کی انتہا پر پہنچ جائیگا وہ آزاد ہو جائیگا۔ اور خاطر و خیال حق وہ ہے
جسکا مقابلہ کوئی چیز نہ کر سکے۔ اور فرمایا مرید اپنی توبہ کے سایہ میں ہے اور مراد عصمت کے سایہ
میں۔ اور فرمایا مرید وہ ہے جسکا اجتہاد مکشوفات پر سبقت لیجائے اور مراد وہ ہے جسکی مکشوفات

(۵) وہ مرد جو کشف سے حاصل ہوں (۶) جہاد سے سابق ہوں۔ اور مرد کا وقت دریائے سفینۂ مراد کی مدت ہے کل ان چیزوں کو زمین پر رکھا جائیگا۔ اور فرمایا دنیا چھوڑ دینا زہد نفس ہے اور آخرت چھوڑ دینا زہد دل اور خودی کا چھوڑ دینا زہد جان ہے۔ اور جب زہد فی انبیاء کو داغ دیا ہے ابھی تک کسی دوسرے کو داغ نہیں دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ ہاتھ دعا کا دراز ہے یا عبادت کا۔ فرمایا ان دونوں ہاتھوں کے وصول کا کوئی مقام نہیں۔ دستِ دعا امرِ حاصل سے آگے نہیں بڑھتا اور وہ راہ مرداں میں مشترک ہے اور دستِ عبادت تکلیفِ شرعی و شرطی کے دامن سے آگے نہیں بڑھتا مگر جو ہاتھ آفرینش سے حاصل ہو تو اگر وہ چاہے دستِ حاجت ہے۔ اور جس وقت تم ایک بال سے دونوں جہان کو جگہ سے اٹھاؤ گے عنایت تمکو اٹھا لیگی جب تک پہلے اٹھائے گئے نہ ہو گے اٹھانیوالے نہیں ہو سکتے۔ اور جس ایک لحظہ میں اپنا ایک بال نہ اٹھا سکو گے دستِ عنایت گر پڑو گے۔ اور بشریت نہ اس سے منفصل ہے نہ متصل۔ اور وہ یہہ ہے کہ جسکے سامنے چاہے ایک سوئی کی نوک سے تجلی ہو جائے اور جس سے چاہے آسمان و زمین میں پوشیدہ ہو جائے پس تم پر لازم ہے کہ خدا تعالیٰ پر مغرور نہ ہو جاؤ اور اس سے نا امید بھی نہ ہو۔ اسکی محبت کی طرف رغبت کرو اور راضی نہ ہو کہ محب نہ ہو۔ اسکا اثبات بھی نہ کرو اور نفی بھی نہ کرو اور توحید سے پرہیز کرو۔ اور کسیکو روا نہیں کہ ایک کو دیکھے یا یاد کرے یا کہے کہ میں نے ایک کو پہچان لیا۔ وہ ایک جس سے تمام اکائیاں ظاہر ہیں۔ اور اسمائے خدا تعالیٰ اس وجہ سے کہ وہ ایک ہی اسم ہیں اللہ اس وجہ سے کہ حق ہے حقیقت ہیں اور فرمایا ہو نفس کی حیات ہے اور حق دل کی اور حقیقت جان کی۔ اور جو شخص اعمال کو دیکھیگا وہ معمول (خدا) سے محجوب ہوگا۔ اور جو معمول کو دیکھیگا وہ اعمال کے خیال علیحدہ ہوگا۔ اور انبیاء علیہم السلام احوال پر غالب اور اُن کے مالک ہیں تو وہ احوال کو بدل دیتے ہیں نہ کہ احوال انکو۔ اور غیر انبیاء پر احوال کی سلطنت ہے احوال انکو بدل دیتے ہیں نہ کہ وہ احوال کو۔ لوگوں نے صبر کے معنے پوچھے تو فرمایا صبر یہ ہے کہ اسکے ہاتھ پیر کاٹ کر دار سے اس پل پر لٹکا دیں اور باوجود اسکے وہ آہ نہ کرے۔ ایک روز شبلی رحمۃ اللہ علیہ آپکے پاس گئے تاکہ روئیں تو فرمایا اے ابوبکر ہاتھ روک لو کیونکہ ہمنے بڑے

کام کا قصد کیا ہے اُس کے سرگشتہ ہیں اور ایسے کام کے گشتہ شخص کو نہیں مارتے ہیں ہم خود مرے ہوئے ہیں جب خلق آپکی حالت میں متحیر ہوگئی بہت لوگ آپکے منکر ہوگئے اور بہت معتقر عجیب غریب باتیں ظاہر ہونے لگیں۔ زبانیں دراز ہوگئیں خلیفہ کے سامنے آپکے متعلق بہت کلام ہوا تو لوگوں نے آپکے قتل پر اتفاق کیا اور حیلہ کیا کہ وہ انا الحق کہتے ہیں۔ پھر اُن نے کہا کہ ہو الحق کہو فرمایا ہاں سب وہی ہی مگر تم کہتے ہو گم ہو گیا ہے۔ بلکہ حسین گم ہوگیا بحر محیط گم اور کم نہیں ہوتا ہے جنید سے کہا کہ حلاج جو بات کہتے ہیں اسمیں تاویل نہیں ہوسکتی۔ فرمایا انکو مار ڈالو کہ تاویل کا دن نہیں ہے پس محمد داؤد وغیرہ اہل علم کی ایک جماعت آپکے درپے ہوگئی اور معتصم کے سامنے آپکی حالت بُری ظاہر کی علی بن عیسیٰ وزیر آپ سے خفا ہوگیا۔ ایک سال تک آپکو قید خانہ میں رکھا مگر لوگ آپکے پاس جاکر مسائل واقعات پوچھتے تھے پھر لوگوں کو آپکے پاس جانے سے منع کر دیا گیا۔ پانچ مہینہ تک کوئی آپکے پاس نہ گیا مگر ایکبار ابن عطاءؒ اور ایکبار عبداللہ خفیف۔ ایکبار ابن عطاءؒ نے آپکے پاس آدمی بھیجا کہ اے شیخ جو بات آپنے کہی ہے اُسکا عذر کیجئے۔ تاکہ قید خانہ سے رہائی ہو جائے۔ فرمایا جس نے کہا ہے اُس سے کہو کہ عذر کرے۔ ابن عطاءؒ یہ سنکر رو پڑے اور کہا کہ ہم خود ہی حسین منصور ہیں۔

نقل ہے کہ جب آپکو قید کیا تو پہلی رات کو آکر دیکھا تمام قید خانہ میں ڈھونڈا مگر کسی کو نہ پایا۔ دوسری رات کو آکر دیکھا تو قید خانہ ہی ندارد تھا تیسری رات کو آئے تو آپکو قید خانہ میں پایا پوچھا اول شبکو کہاں تھے دوسری شبکو نہ تم تھے نہ قید خانہ اور اب دونوں موجود ہوگئے فرمایا ہاں پہلی شبکو میں درگاہ میں تھا۔ دوسری شبکو یہیں و سارا تھا۔ اسوجہ سے قید خانہ ظاہر نہ ہوا اب مجھے واپس کر دیا گیا حفظ شریعت کے لئے آؤ اور اپنا کام کرو شبانہ روز میں ہزار رکعتیں قید خانہ میں پڑھا کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا آپ تو کہتے ہیں حق ہوں یہ نماز کس لئے پڑھتے ہو۔ فرمایا ہم ہی اپنی قدر جانتے ہیں۔ ایک شبکو قید خانہ میں تین سو شخص قید تھے۔ فرمایا اے قیدیو میں تمکو آزاد کردوں انہوں نے کہا تم کیسے آزاد کردو گے اگر کر سکتے ہو تو اپنے آپکو تو کرلو۔ فرمایا ہم خدا کی قید میں ہیں اور

اسرار شریعت کا پاس کرتے ہیں اگر چاہیں تو ایک اشارہ میں تمام بیڑیاں توڑ ڈالیں پس انگشت سے اشارہ کیا تو تمام بیڑیاں ٹوٹ گئیں۔ انہوں نے کہا اب نکلیں کہاں سے قید خانہ کا دروازہ تو بند ہے تو دیوار پر اشارہ کیا اور کہا یہاں ظاہر ہو گئیں۔ فرمایا اپنا کام دیکھو۔ انہوں نے کہا آپ نہیں آئیں گے فرمایا ہمارا اس سے معاملہ ایک سرّ ہے جو سردار ہی کہہ سکتے ہیں۔ دوسرے روز پوچھا گیا کہ قیدی کہاں ہیں فرمایا ہمنے چھوڑ دیا کہا تم کیوں رہ گئے۔ فرمایا حق کا ہم پر عتاب ہے۔ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی تو اُس نے کہا کہ یہ فتنہ اُٹھائیں گے انکو مار ڈالو یا لکڑیاں مارو تاکہ اس بات سے باز آئیں چنانچہ انکو تین ہزار لکڑیاں آپکو ماری گئیں تاکہ اس سے باز آجائیں۔ مارنیوالا کہتا ہے کہ جو لکڑی میں مارتا تھا ایک فصیح آواز سنتا تھا کہ یا ابن منصور لاتخف۔ ای ابن منصور خوف نکرو۔ پیر عبدالجلیل صفار فرماتے ہیں کہ نسبت حسین کے میرا اعتقاد اُس مارنے والے کے ساتھ بہت زیادہ ہے کیونکہ وہ کار شریعت میں کس قدر قوی تھا کہ ایسی آواز سنتا تھا اور مارنے سے ہاتھ نہ روکتا تھا پھر آپکو لیجا کر دار پر لٹکایا تو ہزاروں لوگوں کا ہجوم ہو گیا اور آپ نے اٹھا کر فرماتے تھے حق حق حق انا الحق۔ ایک درویش نے جا کر پوچھا عشق کیا ہے فرمایا آج اور کل اور پرسوں دیکھ لوگے۔ اس روز آپکو مارا دوسرے روز جلایا تیسرے روز خاک ہوا میں اُڑائی گئی یعنی عشق یہی ہے۔ خادم نے اسوقت وصیت چاہی تو فرمایا نفس کو کسی چیز میں مشغول رکھ ورنہ وہ تجکو کسی ایسی چیز میں مشغول کر دیگا جو کرنا پڑیگی کہ اپنے آپ میں رہنا قوی لوگوں کا کام ہے صاحبزادہ نے کہا مجھے کچھ وصیت فرمائیے تو فرمایا جب اہل جہان اعمال کی کوشش کریں تو تم ایسی چیز کی کوشش کرنا جسکا ایک ذرہ تمام جن وانس کے اعمال سے بہتر ہے اور وہ علم حقیقت ہے۔ راہ میں خوب اکڑتے اور ہاتھ جھاڑتے چلتے تھے اور تیرہ بھاری بیڑیاں وغیرہ پڑی تھیں۔ لوگوں نے کہا آپ اکڑتے کیوں ہیں فرمایا اس واسطے کہ میں خرگاہ کو جا رہا ہوں اور نعرہ لگا کر فرماتے تھے ؎

نَدِیْمِیْ غَیْرُ مَنْسُوْبٍ اِلٰی شَیْءٍ مِنَ الْحَیْفِ	سَقَانِیْ مِثْلَ مَا یَشْرَبُ کَفِعْلِ الضَّیْفِ بِالضَّیْفِ
فَلَمَّا دَارَتِ الْکَاسُ دَعَا بِالنِّطْعِ وَالسَّیْفِ	کَذَا مَنْ یَشْرَبُ الرَّاحَ مَعَ التِّنِّیْنِ بِالصَّیْفِ

یعنی میرا حریف حیف و جفا کی طرف منسوب نہیں ہے اُسنے شراب دی جس طرح مہمان مہمان کو دیتا ہے

جب چند روز ہو گئے تو اس نے شمشیر منگائی کہ جو شخص گرمیوں میں پرانی شراب شہد کے ساتھ
پئے اس کی یہی سزا ہے جب باب الطاق میں آپکو دار کے نیچے لے گئے تو آپنے دار پر بوسہ دیا پھر
سیڑھی پر قدم رکھا۔ لوگوں نے پوچھا کیا حالت ہے۔ فرمایا مردوں کی معراج سر دار ہے۔ پھر آپنے کمر
باندھ کر چادر ڈال کر ہاتھ اٹھائے اور قبلہ کیطرف منہ کر کے کہا جو چاہا تھا۔ پایا۔ جب دار
پر چڑھائے گئے تو جو لوگ آپکے مرید تھے انہوں نے سوال کیا کہ آپ اپنے حق میں کیا کہتے ہیں کہ
آپکے مقر ہیں اور منکروں کے حق میں کیا فرماتے ہیں جو آپکے پتھر ماریں گے فرمایا ان کو دو ثواب
ہیں اور تمکو ایک ثواب کیونکہ تمکو میرے ساتھ حسن ظن ہی تو ہے اور وہ قوت توحید و سختی
شریعت سے حرکت کرتے ہیں۔ اور شرع میں توحید اصل ہے اور حسن ظن فرع ہے جوانی میں
ایک عورت کی طرف دیکھا تھا۔ فرمایا آہ کیا تھا وہ جو مجھ سے ہوا تھا جس کی سزا اتنے برسوں کے
بعد دی جاتی ہے پھر سیڑھی کے نیچے دیکھکر فرمایا جو شخص اس طرح اوپر دیکھتا ہے یوں نیچے دیکھتا ہے
پھر شبلی رح آپکے برابر آئے اور بلند آواز سے فرمایا اَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعَالَمِيْن۔ اور پوچھا تصوف
کیا ہے۔ فرمایا کمتر درجہ یہ ہے جو تم دیکھتے ہو۔ پوچھا اعلیٰ درجہ کیا ہے۔ فرمایا تمہیں وہاں تک راہ نہیں
پھر ہر شخص نے آپکے پتھر مارے۔ اور شبلی رح نے موافقت کیلئے ایک پھول مار دیا تو آہ کی۔ لوگوں نے
پوچھا تمام لوگوں نے پتھر مارے تو آپنے آہ نہ کی اور اس پھول پر آپ آہ کرتے ہیں۔ فرمایا وہ لوگ تو
جانتے نہیں لہذا معذور ہیں مگر انکا پھول بھی مجھے گراں ہے کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ مارنا نہ چاہیے
پھر وہاں کی سیڑھی پر آپکے ہاتھ علیحدہ کر دیئے گئے تو ہنسے۔ لوگوں نے پوچھا ہنسی کس بات پر ہے۔
فرمایا بنسبت آدم سے ہاتھ جدا کرنا آسان ہے ایسے مرد چاہئیں جو ہمارے دست صفات کو کہ جو
عرش سے بلند ہے قطع کریں۔ پھر پیر کاٹے تو بھی تبسم کیا۔ اور فرمایا اگرمیں نے زمین کا سفر ان پیروں
سے کیا ہے تو اور بھی میرے قدم ہیں جن سے ہر دو عالم کا سفر کرونگا انکو کاٹ سکتے ہو تو کاٹو پھر
دونوں ہاتھ جو خون میں بھرے تھے منہ پر مل لئے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا بہت
خون میرا نکلا ہے میں سمجھتا ہوں کہ چہرہ زرد ہو گیا ہوگا اور تم سمجھو گے کہ یہ زردی خوف کیوجہ سے ہے

تو میں خون ملتا ہوں تاکہ لوگوں کو سرخ رو معلوم ہوں۔ مردوں کا گلگونہ خون ہے۔ پوچھا اگر منہ خون سے سرخ کرتے ہو تو پوچھوں کہ خون میں کیوں آلودہ کرتے ہو۔ فرمایا وضو کرتا ہوں۔ پوچھا کیا وضو فرمایا۔ رکعتان فی العشق لا یصح وضوءھما الا بالدم۔ عشق میں دو رکعتیں ہیں جنکا وضو خون سے ہی ہو سکتا ہے۔ پھر آپکی آنکھیں نکال لیں تو خلق میں بہت شورش پیدا ہوگئی بعض روتے تھے اور بعض پتھر پھینکتے تھے۔ پھر چاہا کہ زبان کاٹ لیں تو فرمایا اتنا صبر کرو کہ میں ایک بات کہہ لوں۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا الٰہی اسقدر تکلیف جو تیرے لئے یہ دیتے ہیں انکو محروم نہ کر اور اس دولت سے انہیں بے نصیب نہ کر۔ الحمد للہ کہ اگر میرے ہاتھ پیر کاٹے تو تیری راہ میں اور سر تن سے جدا کرتے ہیں تو دار پر تیرے مشاہدہ جلال میں پھر ناک کان کاٹے اور لوگوں نے پتھر برسانا شروع کئے۔ ایک بڑھیا ہاتھ میں پیالہ لئے ہوئے آئے جب حسین کو دیکھا تو کہا زور سے پتھر مار اس ظالم کو خدا کی بات سے کیا کام۔ اخیر میں آپکا یہ کلام تھا کہ حبّ الواحد افراد الواحد حبّا لواحد افراد الوحدۃ پھر یہ آیت پڑھی یستعجل بہا الذین لا یؤمنون والذین آمنوا مشفقون منہا ویعلمون انہا الحق۔ پھر زبان کاٹی۔ نماز شام کے وقت بادشاہ کا فرمان آیا کہ انکا سر تن سے جدا کرلیں۔ سر جدا کرتے میں ہنسے اور جان دیدی۔ لوگ شور کرتے رہ گئے اور آپنے قضا کی گیند بیابانِ رضا میں ڈالدی۔ ایک ایک بند سے انا الحق کی آواز آتی تھی۔ پھر پارہ پارہ کردیا کہ گردن اور پیٹھ کے سوا کچھ باقی نہ رہا تو سر اور پیٹھ سے ہی انا الحق کی آواز آتی تھی۔ دوسرے روز کہا کہ یہ حالتِ حیات سے زیادہ فتنہ برپا کریں گے تو اعضا کو جلادیا مگر راکھ سے بھی یہی آواز آتی تھی۔ اور جو خون کا قطرہ زمین پر گرتا تھا انا الحق کا نقش بن جاتا تھا۔ جس طرح اس درویش کا سر توڑتے تمام خون سے اللہ اللہ کا نقش ظاہر ہوتا تھا۔ پھر راکھ کو دجلہ میں ڈالدیا تو پانی میں سے وہی آواز آتی تھی۔ آپنے اپنے خادم سے کہہ دیا تھا کہ ہماری خاک دجلہ میں ڈالیں گے تو بغداد میں آفت آجائے گی پانی میں جوش آئیگا اور بغداد کیطرف متوجہ ہوجائیگا ممکن ہے کہ بغداد بہ جائے تو تم ہمارا خرقہ پانی کے پاس لیجانا ورنہ بغداد تباہ ہوجائیگا۔ خادم نے جب پانی میں جوش دیکھا تو شیخ کا خرقہ

پانی کے پاس لیگیا جس سے فوراً پانی ٹھہر گیا اور راکھ خاموش ہو گئی۔ چنانچہ راکھ کو جمع کرکے دفن کردیا
اہل طریقت میں کسی کو بھی فتوح نہ ہوئی۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں حسین منصورؒ کو دیکھو کہ انکے ساتھ کیا
معاملہ ہوا تو نہ معلوم ان مدعیوں کے ساتھ کیا ہوگا۔ عباس طوسیؒ کہتے ہیں کل میدان قیامت
میں حسین منصورؒ کو زنجیر میں جکڑ کر لائیں گے کیونکہ اگر وہ کھلے ہونگے تو تمام میدان قیامت کو برہم
کردیں گے۔ ایک مشائخ کہتے ہیں اس رات کو صبح تک میں اس دار کے نیچے رہا اور نماز پڑھتا رہا۔
جب دن نکلا تو ہاتف نے آواز دی۔ اَطْلَعْنَاہُ عَلٰی سِرٍّ مِّنْ اَسْرَارِنَا فَاَفْشٰی سِرَّنَا فَھٰذَا
جَزَاءُ مَنْ یُّفْشِیْ سِرَّ الْمُلُوْکِ ہمنے انکو اپنے ایک راز پر مطلع کیا تھا اسکو انہوں نے فاش کردیا۔
یہی جزا ہے اسکی جو بادشاہوں کا راز افشا کرے۔ شبلیؒ فرماتے ہیں اس راتکو میں نے آپکی قبر پر جاکر
تمام رات نماز پڑھی صبح کے وقت میں نے مناجات کی کہ الٰہی یہ مومن عارف محب اور موحد بندہ تھا
اسپر بھی بلا تو نے کیوں ڈالی تو مجھپر نیند غالب ہو گئی اور خواب میں قیامت کو دیکھا حقتعالیٰ کا
فرمان آیا کہ یہ ہمنے اس وجہ سے کیا کہ ہمارا راز غیر سے کہتے تھے۔ جو راز کہ انکو وجد کے پانی میں
ہم سے کہنا چاہیئے تھا اسے وہ غیروں سے بیان کرتے تھے۔ اور ایکبار اور میں نے آپکو خواب میں
دیکھا۔ پوچھا حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا مجھے مقام صدق میں ٹھہرا کر انعام اکرام کیا۔
میں نے پوچھا ان لوگوں کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا دونوں گروہ پر رحمت کی جنیدؒ نے مجکو جان لیا اور
شفقت کی انپر اس شفقت کی وجہ سے رحمت کی اور جنہوں نے نہ جانا حق کی وجہ سے عداوت
رکھی انپر بھی رحمت کی دونوں فریق معذور تھے کسی اور نے آپکو خواب میں دیکھا کہ قیامت میں
کھڑے ہیں ہاتھ میں پیالہ ہے اور تن پر سر نہیں ہے۔ پوچھا یہ کیا بات ہے۔ جواب دیا کہ وہ سر
کٹے ہوؤں کو جام دیتے ہیں۔ شبلیؒ فرماتے ہیں جب حسین کو دار پر لٹکایا تو ابلیس نے آکر کہا
میں نے انا خیر کہا تو میری گردن میں طوق لعنت پڑ گیا۔ اور تم نے انا الحق کہا تو مقام صدق ملا۔ یہ
فرق کیوں ہے۔ فرمایا تو نے انا اپنی طرف سے کہا تھا اور میں نے اپنے آپکے خودی کو دور کیا اس وجہ سے
مجھپر رحمت ہوئی اور تجھپر لعنت۔ جس سے معلوم ہوا کہ انانیت کرنا اچھا نہیں اور انانیت دور کرنا بہت اچھا ہے۔

باب اکہترّ ذکرِ ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ

وہ معظمِ مسندِ عنایت موحدِ مقصدِ ولایت بحرِ رموز و دقایق خضرِ کنزِ حقایق ورائے صفت قاطع ماسطی قطبِ جہان ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشایخ عہد میں سب سے کامل و عالی اور وقت کے شیخ الشیوخ تھے۔ آپ سے زیادہ صاحب ہمت کسی نے نہ بتایا۔ حقایق و معارف میں آپ سے آگے کسی نے قدم نہ رکھا۔ توحید تجرید و تفویض میں سب پر سابق اور جنیدؒ کے قدیم اصحاب میں سے تھے۔ کہتے ہیں فرغانہ کے تھے اور واسط میں رہتے تھے۔ تمام زبانوں پر محمود اور سب کے دلوں میں مقبول تھے۔ عبارت غامض اشارات مشکل معانی عجیب۔ کلمات بلند رکھتے تھے جن کے گرد پہونچنے کی ہر کسی کو مجال نہ تھی۔ انواع علوم میں کامل تھے۔ جو ریاضات و مجاہدات آپ نے کئے کسی کی طاقت میں نہیں۔ اور جملہ امور میں توجہ خدا تعالیٰ کی طرف آپ رکھتے تھے کسی کو نہ تھی۔ سخنِ توحید آپ سے عمدہ کسی نے بیان نہ کی۔

نقل ہے کہ ستر شہروں سے آپکو نکالا گیا جس شہر میں جاتے تھے نکالدیا جاتا تھا۔ جب باورد پہونچے تو وہاں ٹھہرے اور وہاں کے لوگ آپکے پاس جمع ہوئے مگر کلام سمجھ میں نہ آیا۔ ایک حادثہ پیش آنے پر وہاں سے بھی چلے گئے اور مرو پہونچے۔ وہاں کے لوگوں کی دقت فہم نے انکو آپکی طبیعت کے موافق کیا اور تمام عمر وہیں ٹھہرے۔ ایکروز اصحاب سے فرماتے تھے کہ جب سے ابو بکر بالغ ہوا ہے کبھی دن اسپر کہانیکی اور رات سونے کی گواہی نہیں دے سکتے۔ اور فرماتے ہیں میں ایک دینی مہم کے لئے ایک باغ میں گیا تو ایک جانور میرے سر پر اڑنے لگا۔ مینے یونہی اسے پکڑ لیا۔ ایک دوسرا جانور میرے سر پر آکر چلانے لگا۔ میں سمجھا کہ شاید اسکی ماں یا جفت ہے تو پشیمان ہوکر اسے ہاتھ سے چھوڑ دیا مگر وہ مردہ تھا اس سے میں بہت دل تنگ ہوا اور بیماری شروع ہوگئی۔ ایکسال تک بیمار رہا۔ ایک رات حضرت مصطفےٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلعم ایکسال سے بیٹھکر نماز پڑھی ہے میں بہت ضعیف ہو گیا ہوں بیماری نے کمال اثر کیا ہے۔ فرمایا بات یہ ہے کہ شکتٗ منکَ عصفورٌ فی الحضرۃ۔ حضرت عزت میں جڑیا نے تمہاری شکایت کی ہے۔ عذر کرنے سے کچھ فایدہ نہیں۔

اس کے بعد ایک بلی نے گھر میں بچہ دیئے تھے۔ میں بیماری میں تکیہ لگائے تفکر کررہا تھا کہ ایک سانپ نے آکر بلی کے بچے کو منہ میں دبا لیا۔ میں نے اس کے لکڑی ماری جس سے اسنے بچے کو چھوڑ دیا اور بلی آکو بچے کو لے گئی۔ اسوقت سے میری بیماری کم ہونی شروع ہوگئی۔ اور نماز کھڑی ہوکر پڑھنے لگا۔ رات کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کیا یارسول اللہ آج میں بالکل اچھا ہوگیا ہوں فرمایا بات یہ ہے کہ شکرت منك هرة فی الحضرت۔ بلی نے دربار میں تمہارا شکریہ ادا کیا۔ ایک روز گھر میں مریدوں کے ہمراہ بیٹھے تھے۔ ناگاہ آفتاب کا نور روزن میں پڑا اور ہزاروں ذرے اڑنے لگے تو شیخ نے فرمایا تمکو ان ذروں کی حرکت کچھ تشویش پیدا کرتی ہے۔ مریدوں نے کہا نہیں فرمایا موحد وہی شخص ہے کہ اگر تمام جہان یونہی حرکت میں آجائیں تو اس کے اندر ذرہ برابر تفرقہ نہ پیدا ہو۔ اور فرمایا الذاکرون لذکرہٖ اکثر غفلۃ من الناسی لذکرہٖ اسکی یاد کو یاد کرنیوالے ان سے زیادہ غافل ہیں جنکو اس کا ذکر فراموش ہے کیونکہ جب اسکو یاد رکھے تو اگر اس کی ذکر کو فراموش کرے تو کچھ نقصان نہیں۔ نقصان یہ ہے کہ اس کے ذکر کو یاد رکھے اور اسے فراموش کرے کیونکہ ذکر مذکور کا غیر ہے پس مذکور سے اعراض اور ذکر کا خیال غفلت سے زیادہ نزدیک ہے بہ نسبت اس کے کہ بغیر خیال کے اعراض ہو۔ اور بھولنے والے کو نسیان اور مذکور سے غیبت میں حضور کا خیال نہیں ہے تو بغیر حضور کے حضور سمجھنا غفلت سے زیادہ قریب ہے بہ نسبت غیبت کے جسمیں حضور نہ سمجھے اسلئے کہ طالبان حق کی ہلاکت پندار میں ہے جہاں پندار زیادہ ہوگی معنے کم ہوں گے اور جہاں معنی زیادہ ہوں گے پندار کم ہوگی۔ اور انکی پندار کی حقیقت ہمت عقل سے ہے اور عقل ہمت سے حاصل ہوتی ہے اور ہمت کو اس ہمت سے کچھ قرب نہیں۔ اور اصل ذکر غیبت میں ہے یا حضور میں جب غائب کو اپنے آپ سے غیبت ہوگی اور حق میں حضور تو ذکر یہ ہوگا کیونکہ وہ مشاہدہ کرتا ہے۔ اور جب حق سے غیبت ہوگی اور آپ سے حضور ہوگا تو یہ ذکر نہیں ہے کیونکہ غیبت ہے اور غیبت غفلت سے ہوتی ہے۔ ایکروز پاگلخانہ میں ایک پاگل دیکھا جو ہائے ہو کرتا اور نعرہ لگاتا تھا۔ فرمایا اتنی بہاری بیڑی

تیرے پیر میں پڑی ہے پھر خوشی اور مدارات ہونی کیا جگہ ہے۔ اُسنے کہا اے غافل بیڑی میرے پیر میں ہے دل میں نہیں۔ ایک روز شیخ یہودیوں کے گورستان سے نکلے تو فرمایا یہ لوگ معذور ہیں فرمایا اس وجہ سے کہ اُس کی قضا سے یہ معذور ہیں۔ آپکا ایک مُرید تھا اس نے ایکمرتبہ جمعہ کا غسل کیا اور مسجد کو گیا تو راہ میں گر پڑا زخمی ہو گیا اور مجبوراً دوبارہ غسل کرنا پڑا شیخ نے فرمایا ہم خوش ہو کہ سختی سے پکڑتے ہیں اگر تجھ کو بالکل چھوڑ دیں تو وہ تجھ سے بے پروا ہیں۔ ایکبار شیخ نیشا پور پہنچے تو ابو عثمانؒ کے مریدوں سے پوچھا کہ تمہارے شیخ کو کیا حکم دیتے ہیں۔ کہا ہمیشہ طاعت کرنے اور اُس میں تقصیر سمجھنے کا فرمایا یہ محض گبرپن ہے۔ پیدا کرنیوالے اور ہی جلانے والے کے دیدار کی رغبت کیوں نہ کریں۔ شیخ ابو سعید ابو الخیر نے مرو کا عزم کیا تو حکم دیا کہ توبرہ میں استنجا کے لئے ڈھیلے رکھ لیں لوگوں نے کہا حضرت مرو میں خود ڈھیلے ہوتے ہیں اسمیں کیا راز ہے۔ فرمایا شیخ ابو بکر واسطیؒ جو اپنے وقت کے موحد تھے فرماتے ہیں کہ مرو کی خاک زندہ خاک ہے تو میں روا نہیں رکھتا کہ زندہ خاک سے استنجا کروں اور اُسے ملوّث بناؤں۔ فرماتے ہیں کہ حق کی راہ میں خلق نہیں اور خلق کی راہ میں حق نہیں۔ جو اپنی طرف رُخ کرے اُسکی پشت دین کی طرف ہے اور جو دین کی طرف رُخ رکھے اُسکی پشت اپنی طرف ہے کیونکہ جسجگہ تو ہے تو ہی تیرا لطف ہے راہ کے خلاف ہے اور جسجگہ ناکامی ہے وہاں دین ہے شرع توحید اور حق توحید ہے شرع توحید کا گذر دریائے نبوت پہ ہے اور حق توحید بحر محیط ہے۔ راہ شرع آلات۔ کان۔ آنکھ قال۔ شناخت حال پر ہے اور یہ سب اثبات کا تقاضا کرتے ہیں اور تمہارا اثبات شرک کی نسبت رکھتا ہے۔ اور وحدانیت شرک سے منزہ ہے۔ ایمان بہت بڑی چیز ہے مگر خدا تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں رکھ سکتا اور یہ خلق دریائے وجود میں غرق ہو گئے ہیں اسباب انکے دستگیر ہیں۔ بواسطہ انبیا کے دریائے بشریت سے باہر نکلکر دریائے وحدانیت میں غرق اور ہلاک ہو جاتے ہیں اور کوئی انکا نشان نہیں دیتا۔ شرع توحید مثل چراغ کے اور حق توحید مثل آفتاب کے ہے جب آفتاب اپنے جمال جہان آرا سے نقاب اُٹھاتا ہے تو چراغ کا نور عالم

عدم کو چلا جاتا ہے۔ تو دِ چراغ کا نور آفتاب سے کوئی مقابلہ نہیں۔ شرع توحید منسوخ ہو سکتی ہے مگر حق توحید منسوخ نہیں ہو سکتا۔ زبان دل سے منسوخ ہو سکتی ہے۔ جب آدمی دل تک پہونچ جاتا ہے تو زبان گنگ ہو جاتی ہے اور دل جان سے منسوخ ہو جاتا ہے اسوقت جو کچھ کہتا ہے وہ سبحان اللہ ہوتا ہے۔ اور یہ بات ذات میں نہیں ہے صفت میں ہے صفت بدل جاتی ہے مگر ذات نہیں بدلتی۔ دیکھو آفتاب نکلتا ہے تو پانی کو گرم کر دیتا ہے۔ پانی کی صفت بدل جاتی ہے مگر ذات نہیں بدلتی۔ حق تعالیٰ بیگانوں کے حق میں فرماتا ہے۔ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ یعنی وہ صورت میں زندہ ہیں اور صفت کے اعتبار سے مردہ ہیں۔ زندگانی یہ ہے کہ ذات حیات سے متمتع اٹھائے اور یہ حیات وجود کے زبان زد ہیں۔ اور مومنوں کے متعلق فرماتا ہے۔ بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ۔ مرد ایسا ہونا چاہیئے جو جان کو سیر راہ رکھکر بیجان راہ طی کرے۔ یہ موحد معدوم موجود ہیں اور بیگانہ لوگ موجود معدوم۔ جو اپنے ساتھ زندہ ہو وہ زندہ ہی ہے۔ جہاں جو ہے وہاں جان بھی نامحرم ہے چہ جائیکہ کالبد یعنی قالب۔ اور فرمایا توحید وجود کی شناخت کوئی قبول نہیں کرتا۔ اور کسی کی مجال نہیں کہ صحرائے وجود میں قدم رکھے۔ چنانچہ مشائخ نے فرمایا ہے کہ اِثْبَاتُ التَّوْحِیْدِ فِیْھَا فَسَادٌ فِی التَّوْحِیْدِ (توحید کا اثبات توحید میں فساد ہے) اور ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اَکْبَرُ ذَنْبِیْ مَعْرِفَتِیْ اِیَّاہُ (میرا سب سے زیادہ گناہ اسکو میری شناخت ہے) جو باوجود اپنے وجود کے اس کے وجود کا خطبہ پڑھتا ہے وہ اپنے شرک پر گواہی دیتا ہے۔ اور جو اس کے ساتھ اپنے وجود کا خطبہ پڑھتا ہے وہ اپنے کفر پر مہر کرتا ہے۔ جو اس کی ہستی کے ساتھ اپنی ہستی سمجھے وہ کافر ہے اور جو اپنی ہستی کے ساتھ اسکی ہستی سمجھے وہ کافر ہے اور جو اپنی ہستی کیساتھ اس کی ہستی سمجھے وہ طلب کو نہیں جانتا جس نے اپنی آپکو دیکھا اس نے اسکو نہ دیکھا اور جس نے اسکو دیکھا اپنے آپکو نہ دیکھا اسکو اپنی یاد نہ رہی۔ جان شادی سے از رہ عزت میں پہونچی حق تعالیٰ نے اسکو حضرت قدس سے خلیفہ بناکر بھیجا تاکہ ولایت انسانیت میں اسکا نائب ہو اور خلق کو بغیر اپنے اسکا راستہ بتائے۔ اور اس شخص کو نہ عبارت ہوتی ہے نہ اشارت۔ نہ زبان نہ

دل نہ حرف۔ نہ آواز۔ نہ قلم نہ صورت نہ فہم نہ خیال نہ شرک۔ اگر عبادت کرے تو کفر ہو۔ اور اگر اشارت کرے تو شرک ہو۔ اگر کہے میں جانتا ہوں تو جہالت ہے۔ اور اگر کہے پہنچا تو وہ زیادتی ہے اور اگر کہے نہیں پہنچا تو مردود و مطرود ہو۔ وجود میں عدم اور عدم میں وجود ہے۔ نہ حقیقت میں موجود ہے نہ معدوم۔ اور حقیقت میں موجود بھی ہے معدوم بھی۔ عبارت اور سننا اور سمجھنا راہِ توحید میں محرم نہیں خیال۔ وہم۔ ظن۔ ان سب میں گردش ہے اور توحید عالم قدم میں گفت و شنود عبارت و اشارت دید و صورت خیال و حس و حیات اور چنین چناں سے پاک و منزہ ہے۔ یہ تمام باتیں لوث بشریت رکھتی ہیں اور شلغت توحید لوث بشریت سے منزہ ہے وحدہٗ لاشریک چاہتا ہے کہ برقِ الٰہیت چمک کر بشریت کے ساتھ وہ کرے جو عصائے موسیٰ نے فرعون کے ساتھ کیا۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ۔ نورِ الٰہی ہر چیز کو اپنے تحت میں رکھتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ تم صحرائے وجود میں نہ آؤ کہ آتشِ غیرت سب کو جلا دیگی۔ ہم خود تمہارا رزق تمکو پہنچا دیں گے۔ اسرار مشائخ رحمۃ توحید میں نہ عین توحید جہاں اس کا جلال و عظمت ہے خلق کا وجود و عدم ایک ہے۔ اور جہاں جبروت ہی افتقار و انکسار اور افتخار ایک ہے جہاں قدرت ہی خلق آشکار ہے اور جہاں توحید ہے معدوم ہیں۔ اپنا انکار بھی نہیں کر سکتے کہ اپنے انکار میں قدرت کا انکار ہے۔ اور اپنا اثبات بھی نہیں کر سکتے کہ توحید میں فساد ہے۔ نہ اثبات کی طاقت ہے نہ نفی کی مثبت بھی ہیں اور منفی بھی۔ قدرت تجھپر جلوہ کرتی ہے تو وحدانیت کو علیحدہ کر دیتی ہے۔ اور فرمایا تمام آسمان و زمین میں تسبیح و تہلیل کی زبان ہے لیکن دل نہیں ہے دل ایسی چیز ہے جو آدمیوں ہی میں ہے۔ اور دل وہ ہے جو شہوت و نعمت خواہش و اختیار کی راہ تجھپر بند کر دے اور تیرا رہبر ہو۔ زبانِ دل چاہیئے جو تجھے اپنی طرف دعوت کرے نہ کہ زبانِ قول۔ مرد ایسا چاہیئے کہ گنگ گویا ہو نہ کہ گویا گنگ۔ مرد وہ ہے جو ان معبود کو مغلوب کرے جو اس کی پیراہن میں ہے اور اپنی مغلوب کر نیکی کوشش کرے نہ کہ شیطان پر لعنت کی۔ وہ کہتا ہے کہ ہمارے چہرہ کا آئینہ بنا کر تمہارے سامنے اور تمہارے چہرہ کا آئینہ بنا کر تمہارے سامنے رکھا گیا ہم

تمکو دیکھکر اپنے اوپر روتے ہیں اور تم ہمکو دیکھکر اپنے اوپر ہنستے ہو۔ اُس سے راہ چلنا سیکھو کہ اُس نے راہ باطل میں سر نہ ڈالا اور عالم کی ملامت قبول کر لی اپنے راہ میں مردانہ۔ تم اپنے دل سے فتویٰ لو کہ اگر دونوں جہان تم پر لعنت کرے اور تم پست ہو جاؤ تو اس راہ میں قدم نہ رکھو اور اگر دونوں جہان کی ملامت کو اس راہ کے مقابلہ میں کچھ نہ سمجھو تو اس شربت کو نوش کرو۔ اگر دونوں عالم میں ایک پتہ کو بھی چشم حقارت سے دیکھو گے تو عہد کی کنجی واپس کر دو گے۔ جبتک ہر بال جو تمہارے بدن پر ہے بیزاری نہ کرو گے اور وہ تم سے بیزاری نہ کریگا حضرتِ حق میں تمہاری محبت درست نہ ہوگی۔ وہ چیز طلب کرو جو خود تمہاری طلب میں ہے اور اس چیز سے نہ ڈرو جو تم سے خود ڈرتی ہے۔ تم اُس سے اُسی کو مانگو جب وہ تمہارا ہو جائیگا تو سب چیزیں تمہارے سامنے کمربستہ رہیں گی اور فرمایا تمہارا ہر عضو دوسرے عضو کے حق میں محو ہونا چاہیئے کہ دوئی راہ دین میں شرک ہے نہ زبان جانے کہ آنکھ نے کیا دیکھا اور نہ آنکھ زبان کو جانے کہ اپنا راز کہے یہاں تک کہ جو چیز تجھ سے نسبت رکھتی ہے وہ شواہد آلہیت میں محو ہو جائے۔ محو وفقر کی گفتگو کرتے ہیں ظلم عظیم ہے کہ ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں اور اپنا اثبات۔ اس کی علامت کہ مرد محل حقیقت میں پہنچ جائے یہ ہے کہ تمام کوششیں اس کی آنکھوں کے سامنے سے اٹھ جائیں کہ وہ تمام چیزوں کے وراء ہو اُس کے وراء کوئی چیز نہ ہو۔ اور فرمایا حقیقت میں کہنے والا وہ ہے جسکا قول اسمیں پہونچ گیا ہو اسکا کلام نہ رہا ہو اور اس کلام کرنے سے وہ آزاد ہو۔ اور جو کلام کہ حضرتِ عزت کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ کہ سننے والے کو ملال نہ ہو اور مخالفت و موافقت دونوں کی میزبانی کرے اور کہنے والے کو مدد زیادہ ہو۔ اور جو بات کہ سننے والے کو مفلس کرے دونوں عالم کو اسکے ہاتھ سے نکال دے وہ نفس کے فتویٰ سے ہے۔ نفس زبانِ معرفت سے اسبات کو خلق پر ظاہر کرتا ہے تاکہ وہ اپنے غرور اور خلق اُس کے قول کے غرور میں رہے ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ (ظلمتوں کے اوپر ظلمتیں ہیں) جو کوئی ایسے شخص کی بات سُنے اُسکے سینہ میں زندگانی کا ایک چشمہ خشک ہو جائے ہرگز اُس چشمہ سے حکمت پیدا نہ ہو جو اپنے گھر سے باہر نکلکر اپنے گھر واپسی کی راہ جانے اس شخص کو طریقت میں

کلام کرنا درست نہیں۔ درویش نورِ دل ہی چلتا ہے اور ہمارے زمانہ میں لکڑی سے چلتے ہیں اس لئے کہ نابینا ہیں۔ اور جو شخص یہ جانے کہ کیا اور کہاں سے اور کس سے کہتا ہے ایسے شخص کلمات کرنا ٹھیک نہیں اور جس طرح عورتوں کو حیض ہوتا ہے مُریدوں کو بھی راہِ ارادت میں ہوتا ہے جو قول کی وجہ سے ہو جاتا ہے۔ بعض شخص ایسی ہوتے ہیں جو اُسی میں رہتے ہیں کبھی پاک ہی نہیں ہوتی۔ اور بعضی ایسے ہوتی ہیں جنکو کبھی حیض نہیں ہوتا وہ ہمیشہ پاک رہتا ہے۔ کسی چیز کی وہ تعریف نہیں جو کلام کی ہے اور کلام ذات کی ایک صفت ہے اور تمام انبیاء متکلم ہوئے ہیں لیکن ہمارا کلام اُس شخص کی بابت میں ہے جو خود دعویٰ کرے کہ مجھے زبانِ غیب حاصل ہے۔ مرد ایسا ہونا چاہیئے کہ بولنے والا خاموش اور خاموش بولنے والا ہو کہ یہ بات خاموشی و قول کے وراء ہے۔ اوّل چشمہ زبان بند ہونا چاہیئے تو چشمہ اوّل کھلے۔ دوزخ میں ہزار فصیح زبانیں خدا کو یاد کرنیوالی تم دیکھو گے مگر دلِ جو خدا شناس باذوق ہے ایک بھی نہ دیکھو گے۔ مرید صادق کو پیر کی خاموشی سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے بہ نسبت گفتگو کی۔ اور فرمایا منزل میں ملی ہوئی خلعت ہیچ گی جس طرح کسی کو زہر ملا کر شربت دیتے ہیں کسیکو کرامت کسی کو فراست کسیکو حکمت کسی کو شناخت۔ جو خلعت کا عاشق ہوگیا وہ مقصود سے باز رہا۔ اور زہد۔ ورع۔ توکل تسلیم تفویض۔ رضا۔ اخلاص یقین یہ تمام مقامات عالم شرع میں ہیں جہاں حال کی سواری پہ سفر کرتے ہیں۔ اُن کے پاس ان احوال وصفات کا گذر نہیں وہاں نہ زہد ہے نہ ورع نہ توکل نہ تسلیم وغیرہ۔ مردوں کی روش روح سے ہونا چاہیئے جس طرح انکی سواری یعنی روح نشان پذیر نہیں۔ جو شخص تمکو راہ کی خبر دے وہ اپنی نفس کی صفات سے خبر دیتا ہے کیونکہ یہ بات نشان پذیر نہیں ہے طلب اور نظر سے پاک ہے۔ جس شخص کو اُسکا طلب گار کر پیا نہ دیکھو وہ جسقدر زیادہ طلب کریگا اسیقدر زیادہ دُور ہو گا۔ انکو دکھایا گیا ہے کہ ہمارا کام علت سے پاک ہے اور نظر علت ہے تمہاری کو سمجھنے پہ حکم کرم دامن وجود سے باندھ دیا اسکو وکو دامن دیدہ سے۔ اور فرمایا یہ لوگ عالم عبودیت میں ٹھہر گئے۔ قدر تک کوئی نہ پہونچا اور اس ورلئے عبودیت سے کوئی عبور نہیں کر سکتا جب اسکا راز سمجھ لوگے تو تمہاری بندگی درست ہوگی۔ اہل حقیقت کی راہ عدم میں ہے جب تک

عدم انسان کا قبلہ نہ ہوگا راہ ظاہر نہ ہوگی۔ اور اہل شریعت کی راہ اثبات میں ہے جو ہستی کا انکار
کریگا وہ زندقہ میں پڑ جائیگا۔ لیکن راہ حقیقت میں ہستی کا وہم بھی نہیں جو کوئی راہ حقیقت میں اپنا
اثبات کریگا وہ کفر میں پڑ جائیگا۔ درگاہ شریعت میں اثبات کرنا چاہیئے اور درگاہ حقیقت
میں نفی۔ دیدہ صورت صورت ہی کو دیکھیگا اور دیدہ صفت صفت ہی کو۔ اور یہ بات عین و
صفت کے ماوراء ہے۔ تمہارے سینہ میں ایک نہنگ ہونا چاہیئے جو ذات وصفات وصورت خواہ
تا کہ عالم میں جو وصف وصورت ہے اسکو نگل لے۔ اسوقت مرد مردان ہوگا (لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا)
دگھر میں کوئی گھروالا باقی نہیں رہیگا) دولت عدم میں ہے اور شقاوت وجود میں۔ راہ عدم قہر میں
ہے اور راہ وجود لطف میں۔ یہ خلق وجود کی عاشق ہے اور عدم سے بھاگتی ہے کیونکہ نہ وہ عدم کو
جانتی ہے نہ وجود کو۔ لوگ جسے وجود جانتے ہیں وہ حقیقت میں وجود نہیں بلکہ عدم ہے اور جسے عدم
جانتے ہیں وہ عدم نہیں۔ ان جوانمردوں کا عدم جسکی طرف محو سے اشارہ کرتے ہیں عین وجود ہے اور
محو عین اثبات ہے کہ اسکی دونوں طرفیں عین حدیث سے پاک ہیں اور ایسا وجود ہے کہ اسکی ایک طرف
حیات کی رقم رکھتی ہے لیکن فکان رنہ تھا پھر ہو گیا) اور فرمایا مرید اول قدم میں مختار رہتا ہے
جب آگے بڑھتا ہے تو اسکا اختیار نہیں رہتا وہ اپنا علم جہل میں دیکھتا ہے اور ہستی نیستی میں اور اختیار
بے اختیاری میں۔ اشارت وعبارت اثبات کی محرم نہیں۔ یہ بات نہ اشارت ہے نہ عبارت نہ قال ہے
نہ حال نہ ہستی ہے نہ نیستی۔ اگر تم چاہو کہ مجاہدہ سے سمجھ لو تو نہ سمجھو گے کیونکہ دیار ہند وروم میں مجاہدہ ہے
اور دیار اسلام میں مشاہدہ چاہیئے جس مجاہدہ میں مشاہدہ نہیں وہ مجاہدہ نہیں۔ وہ یوں ہے کہ کوئی
شخص کسی چیز کو شراب سے دھو کر سمجھے کہ پاک ہو گئی رنگ جاتا رہا۔ لیکن وہ اسی طرح نجس ہے۔ جہاں
ان جوانمردوں کا قدم ہے تمام مرید مشرک ہیں۔ ایمان کی ضد کفر ہے اور توحید کی ضد تشبیہ ہے اور
یقین کی ضد شک ہے یہ سب حجاب ہیں اور ایسی مقامات پر ہیں جنہیں مریدوں کو گذرنا اور ان زناروں
کو کاٹ ڈالنا چاہیئے جس کام میں تمہارا نفس دل سے موافق ہو اس سے دل کو ہٹالو۔ اور جو کام نفس کے
خلاف ہوتا ہے اسے خزانہ قبول میں رکھا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ طاعت کی صورت نہ رکھتا ہو

اُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِھِمْ حَسَنَاتٍ اور فرمایا وہ تمام چیزیں جو معرفت اسم اور وجود میں
آگئی ہیں وہ قبضۂ قدرت میں ایک ذرّہ سے بھی کم ہیں۔ اور جب حق ظاہر ہوتا ہے تو عقل جدا ہو جاتی
ہے جسقدر وہ مرد سے نزدیک ہوتا ہے اُسیقدر عقل بھاگتی ہے کیونکہ عقل عاجز ہے اور عاجز کا ادراک
بھی عاجز ہے اور مقرّبانِ درگاہ کے نزدیک معرفت ربوبیت عقل کا باطل ہو جاتا ہے کیونکہ عقل
عبودیت قایم رکھنے کا آلہ ہے نہ کہ حقیقت دریافت کرنیکا۔ اور جسنے بندگی قایم رکھنے میں مشغول رکر
اور اک حقیقت طلب کی اُس سے عبودیت بھی جاتی رہی اور معرفت حقیقت تک بھی وہ نہ پہونچا۔
اور فرمایا سب سے بڑھ کر عبادت اوقات سے غائب ہونا ہے۔ اور راہ معاملت میں کلام بہتر ہے لیکن
حقایق میں ایک ہولہ ہے جو بیابان شرک سے اور تنگی ہے جو عالم بشریت سے ظاہر ہوگی۔ اور فرمایا چار
چیزیں عارف کے حال کے لایق و مناسب نہیں۔ زہد۔ صبر۔ توکل۔ رضا۔ کیونکہ یہ چاروں چیزیں قالب کی
صفت ہیں اور روح ان سے منزّہ ہے۔ اور فرمایا ازل و ابد کا بندہ ہونا اخلاص وصفا صدق و حیا کے بندہ
ہونے سے بہتر ہے۔ اور راہِ حق میں نیست ہونا اِس سے بہتر ہے کہ تجرید و توحید پر نظر ہو اور وہاں منزل یا
وقوف یا مشرب گاہ ہو۔ اور جس نے واحد کی وحدانیت و یگانگی دریافت کرلی وہ حق کا مقصود ہوگیا
اور جس نے اُس کی صفت جلال کو دریافت کرلیا اُسکا مقصود حق ہوگیا۔ اور جو گناہ بھی ہو رعایت و
عنایت اُسکی جڑ کو زیر و زبر کر کے کچھ نہ چھوڑیگی۔ اور خدائے عزّوجلّ تمکو ذلّت و افلاس و درماندگی و
شکستگی میں دیکھے یہ اس سے بہتر ہے کہ علم کی پندار اور عزّت معاملت کے اظہار میں دیکھے۔ اور جسکا
مقصود یگانگی ہے ماسوائے ذات کے وہ خسارہ میں ہے۔ ایک کہنے کا سچ وہ ہے کہ بغیر قصد و نیّت کے
اگر راہِ حق میں نیست ہو جائے اور جب اپنی ہستی سے فنا ہو جائیگا اور نقطۂ یگانگی اُسے حاصل ہو جائیگا
تو وجود باقی رہیگا۔ اور جس طرح سچ کہنے والوں نے حقائق و اسرار میں سچ کہا عارفوں نے حقیقت حق
میں غلط کہا۔ اور سب سے بدتر عادت یہ ہے کہ تقدیر سے جھگڑا کرو یعنی جو تقدیر ازلی ہے تم اُس کے
خلاف ہو جاؤ۔ اور چاہو کہ [illegible] وہ [illegible]۔ اور فرمایا لوگ چار قسم کے ہیں ایک قسم
نے پہچانا اور طلب کیا تو پالیا وہ [illegible] اور نہ پایا۔ تیسرے نے تیا یا مگر اُس کی سعا کسی پر اُس کا اطمینان

نہ ہوا۔ جو تجھے نے پہچانا تاکہ طلب نہ کیا اسلئے کہ زیادہ عزیز اس وجہ سے ہے کہ طلب جمع ہو گئی اور زیادہ
آشکارا اس وجہ سے کہ ہے طلب کرنا چاہیئے۔ اور جب میرا پیر وفاو عہد پر قایم ہو تو مجھے زمانہ کی
حوادث سے کچھ باک نہیں۔ اور فرمایا جب طمع کی تاریکی ظاہر ہوتی ہے تو نفس تمام نفسانی خطاؤں
سے حجاب میں ہو جاتا ہے۔ اور معرفت دو ہیں معرفت خصوص و معرفتِ اثبات۔ معرفت خصوص تو
مشترک ہے یعنی اسماء و صفات دلایل و نشانات بزبان و حجاب کی معرفت۔ اور معرفتِ اثبات یہ ہے کہ
اس تک راہ نہیں۔ وہ صفتِ قدیم سے ظاہر ہوتی ہے اور جب وہ ظاہر ہو گئی تو تمہاری معرفت بھی
ناچیز ہو جائیگی کیونکہ تمہاری معرفت حادث ہے اور جب صفت بلفت قدیم تجلّی کرتی ہے تو تمام حادث
چیزیں نیست ہو جاتی ہیں کیونکہ جو چیز حاصل کی ہوئی ہے اسکے لئے عوض ہوتا ہے اور عوض نفس سے
خارج ہے پھر فرمایا تمام اندیشوں کو ایک کرو اور ایک کے متعلق رکھو اور تمام نظروں کو ایک کیطرف
متوجہ کرو۔ کیونکہ تمام دیکھنے والوں کی نظریں ایک سے زیادہ نہیں۔ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا
كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ اور روح اپنے عالم وجود سے باہر نہیں آئی ہے اگر آئی ہوتی تو دل اُسپر غالب آجاتا
اور یہ بات ہر شخص کی سمجھ میں نہیں آسکتی اور چیزوں کا پیدا کرنیوالا کاموں کا چلانیوالا کاموں سے زیادہ
ظاہر ہے اور تو چاہتا ہے کہ اسکا شریک ہو جائے۔ اور ہر موجود اپنے وجود سے اپنے وجود کے باعث
حجاب میں ہے۔ اور جب اسرار پر حق ظاہر ہو جاتا ہے تو خوف و رجا نہیں رہتی۔ اور فرمایا عوام صفاتِ
عبودیت میں پھرتے ہیں اور خواص صفاتِ ربوبیت سے مکرم ہیں کہ وہ صفاتِ حق کا مشاہدہ
کرتے ہیں۔ کیونکہ عوام ان صفات کی برداشت نہیں کرسکتے اسلئے کہ انکے اسرار ضعیف ہیں اور صادرِ حق
سے وہ دور ہیں۔ اور جب ربوبیت سرایر (دلوں) پر اترآتی ہے تو تمام رسوم کو محو کر دیتی ہے۔ اور
فرمایا جب حق تعالٰی کی طرف نظر کروگے تو جمع خاطر رہوگے اور جب اپنے نفس کیطرف نظر کروگے تو متفرق
و پریشان ہو جاؤ گے۔ اور فرمایا خلق کو اُسنے اپنے علم میں جمع کیا اور اپنی حکم تقسیم میں متفرق کر دیا
بلکہ جمع حقیقت میں تفرقہ ہے اور تفرقہ جمع۔ اور فرمایا ازل و ابد عمر میں وقت اور زمانے سب صفات
میں مثل برق کے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لِي مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِي فِيْهِ شَيْءٌ غَيْرُ اللّٰهِ

اور سب سے بڑھ کر نسبت یہ ہے کہ عبودیت ہی خدا کی نسبت تلاش کرو۔ اور سب سے افضل طاعت اوقات کی حفاظت ہے۔ اور مخلوق اگرچہ عظیم القدر ہے لیکن حق اسے تادیب کرتا ہے تو وہ پریشان و متفرق ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص آتا ہے وہ قدرت سے مقابلہ کرتا ہے۔ اور فرمایا جو خدا کی عبادت بہشت کیلئے کرے وہ اپنے نفس کا مزدور ہے اور جو اسکی عبادت اسی کیلئے کرے وہ خدا سے جاہل ہے یعنی خدا بے نیاز ہے تمہاری عبادت سے تم سمجھتے ہو کہ تم اسکے لئے کام کرتے ہو حالانکہ تم اپنے ہی کام میں ہو۔ اور سب سے زیادہ دور خدا سے وہ شخص ہے جو اسکی زیادہ یاد کرے یعنے مَن عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ جو شخص اللہ تعالےٰ کو پہچان لیتا ہے اسکی زبان بند ہو جاتی ہے) اسکو زبان سے یاد نکرنا چاہیئے ذکر حقیقی یہ ہے کہ زبان گنگ ہو جائے اور غیب زبان پر جاری ہو جائے۔ اسکا ذکر اسکا غیر ہے اور حرمت خدا کی تعظیم سب سے ہے کہ دونوں جہان کی نہ کسی چیز کو دیکھے نہ کسی طریقہ کو اور صفت جلال و جمال کے ملنے سے روح پیدا ہوئی۔ اور اگر کسی کافر کی روح آشکار ہو جائے تو تمام عالم حد حسن اطاعت کیلئے سب یہ خیال کر کے سجدہ میں گر پڑے کہ حق ہے۔ اور جسم بالکل تاریک ہے اسکا چراغ سر ہے جسکی سر نہیں وہ ہمیشہ تاریکی میں ہے۔ اور فرمایا احوال خلق قسمت و حکمت سے ہیں حیلہ و حرکت کو انکی دریافت کی مجال نہیں۔ اور میں ایسے خدا سے بیزار ہوں جو میری طاعت کی باعث مجھ سے خوشنود اور معصیت کے باعث ناراض ہو کہ اس کا کام مجھ پر موقوف ہیں نہیں بلکہ دوست ازل سے ہی دوست ہیں اور دشمن ازل سے ہی دشمن ہیں۔ اور جو شخص اپنے آپکو خدا کی ملک سمجھے اور تمام چیزیں خدا کی جانے وہ تمام اشیا سے بے نیاز ہی خدا پر مطمئن ہے۔ اور اگر دولوں کی حیات و بقا خدا کیساتھ ہے یعنی جبتک تم سمجھتے ہو کہ میں خدا کیساتھ ہوں تو شرک کا خیال رکھتے ہو کہ فنا، فنا سے حاصل ہوتی ہے۔ اور شرک کے معنے ہیں نفس کی لغزش تقصیر سمجھنا اور اسپر ملامت کرنا کیونکہ ہر کام خدا ہی کی طرف سے ہے) اور محبت ہرگز ٹھیک نہ ہوگی جبتک اس کے نفس میں اغراض کا اثر اور دل میں شواہد کا خطرہ ہوگا۔ بلکہ صحت محبت یہ ہے کہ مشاہدہ محبوب کے استغراق میں تمام چیزوں کو بھول جائے اور محبوب سے محبوب میں ہی فانی ہو جائے۔ اور فرمایا تمام

صفتوں میں رحمت ہے مگر محبت میں ذرہ رحمت نہیں۔ مار ڈالتے ہیں پھر مرے ہوئے سے دیت
دیدلہ، طلب کرتے ہیں۔ اور عبودیت یہ ہے کہ اپنی حرکت و سکون سے عمداً اُٹھ جائے جبکہ
دونوں صفتیں آدمی سے علیحدہ ہوگئیں وہ حق عبودیت تک پہنچ گیا۔ اور مقبول توبہ وہ ہی کہ گناہ سے
پہلے مقبول ہوگئی ہو۔ اور خوف و رجا دو قہار ہیں جو بےادبی سے باز رکھتی ہیں۔ اور توبہ نصوح
(خالص) وہ ہی کہ آدمی پر ظاہر و باطن میں معصیت کا اثر نہ رہے۔ اور جسے توبہ نصوح حاصل ہوجائیگی
وہ روز و شب جس طرح سے بھی ہوگا باک نہ رکھیگا۔ اور تقوی یہ ہے کہ اپنے تقوی سے متقی ہو (اُسکا
دعوی نہ کرے) اور جو زاہد کہ اہل دُنیا پر تکبر کریں وہ متقی ہیں کیونکہ اگر اُنکے دل میں دُنیا کی وقعت
نہ ہوتی تو اُس سے اعراض کرنیکے باعث دوسرے پر تکبر نہ کرتے۔ اور فرمایا اُس چیز سے اعراض کرنے سے
کتنی شوکت و صولت حاصل کروگے جو خدا کے نزدیک مچھر کے ایک پر سے زیادہ نہیں اور صوفی
وہ ہے جو سوچ کر بات کہے اور اُسکا دل فکر سے منور ہوگیا ہو۔ اور بندہ کی معرفت کامل نہیں
ہوتی جبتک وہ خدا میں مشغول یا نیازمند ہو یعنی اُسکا اپنا نیازمندی میں مشغول ہونا حجاب ہے۔ اور
جسنے خدا کو پہچان لیا وہ دُنیا سے علیحدہ بلکہ گونگا ہوگیا۔ اور جو مقام اُنس تک نہیں پہونچ سکتا اُسے
تمام عالم سے ہرگز وحشت نہیں ہوتی۔ اور طاعت کے عوض کا منتظر رہنا فضل کے فراموش
کردینے کے باعث ہے۔ اور فرمایا کہ قسمت اور حالت پہلے سے مقرر کردی گئی ہے تو اب تم کوشش و
حرکت سے کس طرح کچھ حاصل کرسکتے ہو۔ اور جسکو بندگی کرنے اور حق تعالی کی حقیقت جاننے کا حکم دیا
جائے وہ دونوں باتوں سے محروم رہیگا۔ اور میں نے عارفوں کے دلوں کا خزانہ تلاش کیا تو ہولے
رُوح ملکوت میں دیکھا کہ اُڑ رہی ہیں خدائے تعالے کے ساتھ باقی ہیں اور اُسی کی طرف انکا رجوع ہے۔
اور فرمایا جبتک مرد ایسا نہ ہوجائے کہ سرِ عرش سے لیکر تحت الثری تک ہر ذرہ اُسکی توحید کا آئینہ
ہوجائے کہ ہر ذرہ میں اُسی کو دیکھے اُسوقت تک اُسکی توحید درست نہ ہوگی۔ اور جہاں تک ہوسکے
رضا کو کام میں لاؤ ایسے نہ ہونا کہ رضا تمکو کام میں لائے جس سے دیدار کی لذت سے اور اُس چیز کی
حقیقت سے محجوب رہو جسکو دیکھتے ہو یعنی جب رضا سے لذت پائی تو شہود حق سے باز رہا۔ اور

طاعت کی لذت عبادت کی حلاوت پر غرہ نہ کرنا کہ وہ زہر قاتل ہے۔ اور فرمایا کرامات سے خوش ہونا غرور و جہل ہے اور اتصال سے لذت پانا ایک قسم کی غفلت ہے۔ اور ان لوگوں میں سے نہ ہو کہ انکے انعام کا مقابلہ طاعت سے کیا جائے۔ ازل کے بندہ بنو نہ کہ عمل کے۔ دل کی حرکت عضا کی حرکت سے بہتر ہے۔ اگر فعل کی کچھ قیمت حقتعالی کے نزدیک ہوتی تو چالیس سال تک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے خالی نہ رہتے۔ مگر یہ مطلب نہیں کہ تم عمل نکرو۔ عمل برابر کرتے رہو۔ اور جس نے قسمت سے وہ حاصل کر لیا جو ازل میں اُسے ملا ہے وہ سوال و دعا سے فارغ ہے۔ اور میں اس ایمان سے مومن ہوں جو حق تعالی مجھ سے جانتا ہے کیونکہ اسپر جو میں جانتا ہوں مجکو اعتماد نہیں۔ اور یہ بندہ کہتا ہے اللہ اکبر یعنی خدا اس سے بہتر ہے کہ اس فعل سے اُس تک پہنچ سکیں یا اس کی ترک یا اس سے علیحدہ ہو سکیں کیونکہ اُس سے وصل و فصل حرکات سے نہیں ہے بلکہ ازلی حکم کی وجہ سے ہے۔ اور لوگ تین طبقہ کی ہیں اوّل وہ جن پر خدا تعالی نے انوار ہدایت سے احسان فرمایا وہ کفر و شرک نفاق سے معصوم ہیں دوسرے وہ جن پر خدا نے انوار عنایت کا احسان فرمایا وہ صغیرہ کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں تیسرے جن پر کفایت سے احسان کیا وہ خطرات فاسدہ اور اہل غفلت کی حرکات سے معصوم ہیں۔ اور فرمایا فقر کی حقارت کرنا اور غصہ جلدی آنا اور حب منزلت نفس کے دیکھنے سے اور یہ بندگی سے علیحدہ ہونا اور آہنیت کی کوشش کرنا ہے۔ اور فرمایا جسنے اُسکو پہچان لیا وہ غائب ہو گیا اور جو دریائے شوق میں غرق ہو گیا وہ پگھل گیا اور جسنے لوجہ اللہ کام کیا وہ ثواب کو پہونچا اور جسپر غضب ہوا اُسپر عذاب اترا۔ اور خوف کا سب سے بلند مقام یہ ہے کہ ہمیشہ اس سے ڈرے کہ خدا مجھے غضب کی نظر سے نہ دیکھے اور مجھ سے اعراض نکرے۔ اور خوف کی حقیقت موت کیوقت ظاہر ہوتی ہے۔ اور صادق کی علامت یہ ہے کہ ہمیشہ بھائیوں کیساتھ رہے مگر دل سے خدا تعالی کیساتھ رہے۔ اور خلق عظیم یہ ہے کہ نہ اسکو کسی سے خصومت ہو اور نہ اس سے کسیکو۔ اور سب سے بڑی مصیبت جدائی کی ندا ہے کہ آواز دیجائے کہ اے اہل بہشت اور اہل دوزخ خلود و ہمیشہ رہنا ہے۔ اور موت نہیں پھر کہا جائیگا اِخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ اور شرمگین کو کہ اس سے پسینہ ٹپکتا ہے وہ زیادتی ہے جو اسمیں ہے۔ اور اس پر

راضی رہنا جو ازل میں ہو چکا وقت کے معارضہ سے بہتر ہے۔ اور وہ خصلت جو بہت اچھی ہوتی ہے اور اس کے نہ ہونے سے تمام نیکیاں برائی ہو جاتی ہیں استقامت ہے۔ اور تمہارے لئے بھیجدیا گیا جو تمہارے نفس کا حصہ ہے اور وہ راہ کشادہ کر دی گئی ہیں سے وہ حصہ تمکو ملیگا۔ اور تمہاری فراست ایک روشنی ہے جو دلوں میں قبول کیگئی ہے اور ایک معرفت ہے جو اسرار میں مکین ہے غیب سے غیب تک لیجاتی ہے وہ باتیں حاصل کراتی ہے جن سے حق معلوم ہوتا ہے اور خلق کے دل کی باتیں آدمی بیان کر دیتا ہے۔ اور اس گروہ (مشائخ) کو اشارت حاصل تھی پھر حرکات نہیں اور اب تو حسرت کے سوا کچھ باقی نہیں۔ انہوں نے اپنی بے ادبی کا نام اخلاص رکھ لیا ہے اور حرص انبساط اور کم ہمتی کا جوانمردی۔ سب راہ سے برگشتہ ہیں خراب راہ کو چلتے ہیں۔ انکی مشاہدہ میں زندگانی برباد ہے اور روح کا نقصان ہے۔ بات کرتے ہیں تو غصہ سے اور خطاب کرنے میں تو تکبر سے انکا نفس انکی ضمیر کی خبر دیتا ہے۔ اور کھانے میں انکی حرص اس بات کو ظاہر کرتی ہے جو ان کے سر میں ہے۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ اور ہم ایسے زمانہ میں مبتلا ہوئے ہیں جس میں نہ اسلام کے آداب ہیں نہ جاہلیت کے اخلاق نہ اہل مروت کے عادات۔ لوگوں نے آپ سے ایمان کے بارہ میں دریافت کیا تو فرمایا چالیس برس تک ایمان بت پرستی میں چھوڑنا چاہیئے تو آدمی ایمان تک پہونچے۔ پوچھا حضرت اسکے معنے۔ فرمایا پیغمبر علیہ السلام جبتک چالیس برس کے نہ ہوئے آپ پر وحی نہ آئی۔ نعوذ باللہ یہ نہیں کہ آپکو ایمان نہ تھا مگر کمال نبوت کے بعد حاصل ہوا جو پہلے نہ تھا لیکن صاحب نفس اماره ہو اور نفس بحکم حدیث کہ یہ ہے۔ جبتک اسکے کفر سے رہا نہ ہو گے حقیقی ایمان تک نہ پہونچو گے۔ پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے آگے نکلا یا نہیں۔ فرمایا وہاں تک کوئی نہ پہونچا جو دعوی کرے کہ میں وہاں تک پہونچگیا یا پہونچ جاؤنگا۔ یہ زندیق ہے درجہ اولیا کی انتہا درجہ انبیا کی ابتدا ہے۔ پوچھا کونسا کھانا زیادہ مزیدار ہے۔ فرمایا ذکر خدا کا وہ لقمہ جو معرفت کے دسترخوان سے یقین کے ہاتھ میں اٹھاؤ اور ایسی حالت ہو کہ خدا کیساتھ گمان نیک ہو۔ بوقت وفات لوگوں نے کہا ہمکو کچھ وصیت کیجئے۔ فرمایا اپنے بارہ میں خدا کے ارادہ کا خیال

رکھو۔ ایک شخص نے وصیت چاہی تو فرمایا اپنے اوقات و انفاس کا خیال رکھو۔

باب ۲۷ ذکر ابو عمرو نخیل رحمۃ اللہ علیہ

وہ عامل جد وجہد کامل نذر و عہد فرد وحدانیت مرد فردانیت مطلق عالم قیل شیخ وقت ابو عمرو نخیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کابر مشائخ وقت اور بزرگان اصحاب تصوف سے تھے۔ ورع و معرفت ریاضت و کرامت میں بڑی شان رکھتے تھے آپکے ظریفہ مقبول تھی نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ جنیدؒ کو دیکھا تھا۔ ابو عثمان کے مریدوں میں سب سے آخر آپکا انتقال ہوا آپکی نظر دقیق ہی چنانچہ نقل ہے کہ شیخ ابو القاسم نصر آبادی اور آپ سماع سن رہے تھے۔ ابو عمرو نے کہا یہ سماع کیوں سنتے ہو فرمایا سماع سننا اس سے بہتر ہے کہ ہم بیٹھکر غیبت کریں اور سنیں۔ ابو عمرو نے فرمایا اگر سماع میں ایک حرکت ایسی ہو جائے روک سکتے ہو تو سو سال کی غیبت اس سے بہتر ہے۔ آپنے عہد کر لیا تھا کہ چالیس سال تک خدا سے اسکی رضا کے سوا کچھ نہ مانگونگا۔ ایک لڑکی آپکے تھی جو عبد الرحمن سلمیؒ کی زوجیت میں تھی اسکو دست آنے لگے تمام اطباء اس کے علاج سے عاجز آ گئے۔ ایک رات کو عبد الرحمن نے اس سے کہا کہ اس مرض کی دوا تمہارے والد کے پاس ہے۔ پوچھا کیسے۔ اگر کوئی وہ گناہ کریں تو حق تعالیٰ اسکو دور کر دے۔ کہا یہ سب سے زیادہ عجیب بات ہے۔ کہا انہوں نے چالیس سال سے عہد کر لیا ہے کہ میں حق تعالیٰ سے رضا کے سوا کچھ نہ چاہونگا۔ اگر وہ اس عہد کو توڑ کر دعا کریں تو حق تعالیٰ شفا دے۔ وہ پردہ نشین آدھی رات کو محافہ میں بیٹھکر اپنے والد کے پاس گئیں۔ انہوں نے پوچھا بیٹی اس وقت تم یہاں کیوں آئیں۔ اس وقت آدھی رات کو کیوں آئیں۔ کہا آپ جیسا امام وقت والد اور عبد الرحمن جیسا شوہر رکھتی ہوں۔ زندگانی کو اپنے دوست رکھتی ہوں کہ آپکو اور ان کو دیکھوں اور خدا کے اسرار سنوں اور میں بھی درمیان میں خدا کی یاد کروں اسلئے آئی ہوں کہ آپ عہد توڑ کر دعا کریں تاکہ حق تعالیٰ مجھے شفا دے۔ فرمایا عہد کا توڑنا روا نہیں تم اگر آج نہ مروگے تو کل مر جاؤگے کیونکہ مردہ کا مرنا ہی بہتر ہے۔ جان پر رہ جاؤ مجھکو گناہ میں نہ ڈالو۔ اگر میں عہد توڑ دونگا تو تم منحوس

لڑکی ہوگی۔ کہا تو ایک دوسری کو رخصت کردے کہ میرے دل میں آتا ہے میرا وقت قریب ہے اور میں اس مرض سے نہ چھوٹوں گی۔ فرمایا میں اگر تمہارے جنازہ کی نماز پڑھونگا۔ پھر لڑکی باپ سے رخصت ہوکر گھر گئی اور مرض صحت سے بدل گیا والد کے بعد چالیس برس تک زندہ رہی ۵

آنجا کہ یکے بند قبائے تو بود ۔ بر گے یادرو کے پدر بجائے تو بود

آپکے کلمات نہایت عالی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ عبودیت میں کسی کا قدم راسخ نہ ہوگا جبتک اپنے تمام کاموں کو ریا اور تمام حالات کو دعویٰ نہ سمجھے۔ اور جو حال کہ علم کا نتیجہ نہ ہو اگرچہ نہایت عظیم ہوگا آدمی کو اس کا ضرر نفع سے زیادہ ہے۔ اور جو وقت پر فرض ادا نہ کرے حق تعالیٰ اسکی لذت اسپر حرام کردیگا۔ اور بندہ کی آفت اسمیں ہے کہ اسکا نفس سپردہی ہو جو اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور جسکی آنکھ میں اپنی وقعت ہوگی اس پر گناہ آسان ہوگا۔ اور جسکا دیدار تمکو مہذب نہ بنائے تو یقیناً جان لو کہ وہ مہذب و ادب یافتہ نہیں ہے۔ اور بہت سے دعوے جو انتہا میں پیدا ہوتے ہیں ابتدا کی خرابی سے ہوتی ہیں۔ کیونکہ ابتدا میں جسکی بنیاد درست ہوگی اس کی انتہا بھی ٹھیک ہوگی۔ اور جو شخص لوگوں کے سامنے ترک جاہ پر قادر ہے اسپر دنیا ترک کرنا اور اہل دنیا سے منہ پھیرنا آسان ہے۔ اور فرمایا جو اسکی دربار میں سیدھا کھڑا ہوا وہ کبھی کوزہ پشت نہ ہوگا اور جو اس کے یہاں ٹیڑھا ہوگیا وہ ہرگز سیدھا نہوگا۔ اور جسکی فکر صحیح ہوگی اسکا نطق صدق سے ہوگا۔ اور عمل اخلاص سے۔ اور جو شخص یہ جاننا چاہے کہ میری قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی ہے اس ہی کہو کہ دیکھے خدمت کے وقت اس کے دل میں خدا کی ہیبت کتنی ہے اور غیر خدا سے انس رکھنا وحشت ہے۔ اور توکل کا سب سے کم درجہ خدا سے حسن ظن ہے۔ اور تصوف کے معنے ہیں امر و نہی کے تحت میں صبر کرنا ۵

باب ۷۳۔ ذکر جعفر جلدی رحمۃ اللہ علیہ

وہ صاحب ہمت نائب امت کو حلیم بحر علم صاحب دولت ازلی و ابدی شیخ وقت جعفر خلدی رحمۃ اللہ علیہ عالم زمانہ اور علم طریقت میں یگانہ تھے۔ اکابر اصحاب جنید اور متقدمین میں تھے۔ انواع

علوم میں متبحر اور صنائف حقائق میں متعین تھے۔ فرماتے ہیں میرے پاس اکیس تیس دیوان تصوف کے ہیں لوگوں نے پوچھا محمد حکیم ترمذیؒ کی کوئی کتاب ہے۔ فرمایا نہیں کیونکہ میں اُنکو صوفی نہیں جانتا بلکہ وہ مشایخ کے امین اور مقبول تھے آپ نے ساٹھ حج کئے تھے اور ایک مُرید آپکے تھے حمزہ علوی ایک شب میں انہوں نے اپنے گھر جانیکا قصد کیا تو شیخ نے فرمایا آج رات کو یہیں رہو مگر حمزہؒ مُرغ پکانا چاہتے تھے تاکہ دوسرے روز اُن کے بچے صبح کا کھانا کھائیں اُنہوں نے کہا اگر رات کو یہاں رہونگا تو نماز صبح پڑھکر مجکو یہاں توقف کرنا پڑیگا تاکہ نماز چاشت شیخ کے ساتھ پڑھوں پس دیر ہو جائیگی اور بچے بھوکے اور میرے منتظر رہیں گے۔ کہا میں حضرت جاتا ہوں۔ فرمایا یہیں رہو۔ کہا مجھے ایک ضروری کام ہے فرمایا تم جانو وہ گھر آئے اور مُرغ پکنے کو رکھا۔ دوسرے روز کنیز سے کہا کھانا لاؤ وہ دیگ اُٹھا کر لا رہی تھی کہ راہ میں ٹھوکر لگ گئی اور سب کھانا بکھر گیا۔ حمزہؒ نے کہا اسی مُرغ کو لے آؤ تاکہ دھو کر کھالیں۔ ناگاہ ایک کتا آکر اُسے اُٹھا لیگیا۔ کہا خیر اگرچہ سب ہاتھ سے گیا تو اُٹھوں تاکہ شیخ کی صحبت تو ہاتھ سے نہ جائے چنانچہ شیخ کے پاس پہونچے۔ شیخ کی نظر اُن پر پڑی تو فرمایا جو شخص ذرہ سے گوشت کی وجہ سے مشایخ کا دل نہ رکھیگا حق تعالیٰ اُسکا گوشت کتے کو دیدیگا پس اُنہوں نے توبہ کی۔ ایک شب میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا تصوف کیا ہے۔ فرمایا وہ حالت ہے جسمیں عین ربوبیت ظاہر اور عین عبودیت مضمحل ہو جاتی ہے۔ اور فرمایا التصوف کے معنے ہیں نفس کو عبودیت میں ڈالدینا بشریت سے باہر ہو جانا اور محض خدا پر نظر رکھنا۔ لوگوں نے تلوین فقرا کو دریافت کیا تو فرمایا اہلِ تلوین زیادتی کے لئے ہوتی ہے جسمیں تلوین نہیں ہوتی اُسکو زیادتی نہیں ہوتی۔ اور فرماتے ہیں جب درویش کو بہت کھاتے دیکھو تو سمجھ لو کہ تین باتوں سے خالی نہیں ہے یا تو جو وقت اُسکا گذر گیا اُس میں وہ ایسا نہ تھا جیسا ہونا چاہیئے تھا۔ اور یا اس کے بعد وہ جادہ پر قایم نہ رہیگا یا اُسکا حال موافقت نہیں رکھتا۔ توکل کے معنے پوچھے گئے تو فرمایا توکل یہ ہے کہ کوئی چیز ہو یا نہ ہو دونوں حالتوں میں دل یکساں ہو بلکہ اگر نہ ہو تو ایک قسم کا طرب ہو اور ہو تو طرب نہ ہو بلکہ توکل کے معنے ہیں دونوں حالتوں میں خدا کے ساتھ استقامت۔ اور دنیا و آخرت

کی خیر ایک ساعت میں ہے۔ اور فتوت کے معنے ہیں نفس کو حقیر اور مسلمانوں کی حرمت کو بزرگ
سمجھنا۔ اور عقل وہ ہے جو تمکو مقامات ہلاک سے دور کرے۔ اور خدا کے خالص بندہ ہو جاؤ
تاکہ اغیار میں داخل نہ ہو۔ اور سعی کے معنے ہیں جاتیوں کے لئے اصرار نہ کہ اپنے نفس کے لئے
اور فرمایا شریف ہمت رہو کیونکہ ہمت شریف سے تمام مرداں تک پہنچتی ہیں نہ کہ مجاہدات سے
اور بندہ معاملہ کی لذت نہیں پاتا جب تک نفس کی لذت پاتا ہے کیونکہ اہل حقیقت ان علایق
کو جو ان کو حق سے علیحدہ کرتے ہیں اس سے پہلے قطع کر دیتے ہیں کہ وہ علایق انکی راہ قطع کریں اور جو
شخص اپنی معرفت میں جہد نہ کرے اسکی خدمت قبول نہ ہوگی۔ اور فرمایا جس شخصکو روح صلاح مل
جاتی ہے وہ تمام احوال میں نفس سے صدق کا مطالبہ کرتا ہے اور جسکو روح معرفت ملجاتی ہے وہ
کاموں کی ورود وصدور کے مقامات کو جانتا ہے اور جسکو روح مشاہدہ ملتی ہے وہ علم لدنی
سے مکرم ہو جاتا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ آپکا ایک نگینہ تھا وہ دجلہ میں گر پڑا تو ایک دعا پڑھی جس سے
وہ نگینہ کتاب کے اندر ملگیا۔ ابو نصر سراج کہتے ہیں کہ قبر آپ کی شونیزیہ میں ہے جہاں
سری سقطی وحضرت جنیدؒ کا مزار ہے ❖

باب ۴۷ - ذکر ابو الخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ

وہ پیشرو صف رجال بدرقۂ راہ کمال پیک بادیہ بلا مرتبۂ رضا آفتاب فقر مطلع شیخ برحق
ابو الخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ اکابر مشائخ واشراف اقران میں سے تھے۔ آپکی کرامات وریاضات
بہت ہیں جن کا ذکر طویل ہے اور نہایت فراست والے تھے۔ اصل میں مغربی تھے۔ ابن جلاؒ کی
صحبت میں رہتے تھے۔ درندہ اور وحوش وطیور آپسے انس رکھتے تھے۔ شیروں اور اژدہوں کے
پاس بھی رہتے تھے۔ فرماتے ہیں میں کوہ لبنان میں تھا تو بادشاہ آتا تھا اور جس کسیکو دیکھتا تھا ایک
دینار ہاتھ پر رکھدیتا تھا ایک دینار مجھے بھی دیا وہ میں نے اپنے رفیق کے دامن میں ڈالدیا۔ پھر میں شہر
کو گیا تو ایسا اتفاق ہو گیا کہ بغیر وضو کے قرآن چھولیا۔ جب بازار میں پہونچا تو چند لوگ چوری

کر کے بھاگ گئے تھے اور لوگوں نے جمع ہو کر صوفیوں کو پکڑ لیا تھا۔ یعنی کہا ہیں انکا سردار ہوں انکو چھوڑ دو اور مریدوں سے کہدیا کہ یہہ جو کچھہ میرے ساتھہ کریں تم کچھہ نہ کہنا۔ آخر شیخ کو لیجا کر ہاتھہ کاٹ ڈالے جب شیخکو انکا حال معلوم ہوا تو بہت نادم ہوئے اور معافی چاہی جب گھر پہونچے تو گھر والوں نے فریاد شروع کردی۔ فرمایا خاموش کہ یہہ تہنیت کی جگہ ہے تعزیت کی کیا جگہ ہے۔ اگر ہمارا ہاتھہ نہ کاٹا جاتا تو دل کاٹ دیا جاتا کیونکہ اس ہاتھہ نے خیانت کی تھی بغیر وضو کے قرآن چھوا تھا اور بادشاہ کا رو پیہ رفیق کے دامن میں ڈالا تھا۔ آپکا ہاتھہ پک گیا تو طبیبوں نے کہا کہ انکا ہاتھہ کاٹ دینا چاہیئے مگر آپ راضی نہ ہوتے تھے۔ مریدوں نے کہا صبر کرو جبتک نماز میں مشغول ہوں کیونکہ نماز میں آپکو ہاتھہ کاٹنے کی خبر نہ ہوگی جب نماز میں مصروف ہوگئے تو آپکا ہاتھ کاٹ ڈالا جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہاتھہ کٹا پایا۔ فرماتے ہیں دل کو بغیر اس کے صاف نہیں کرسکتے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھہ نیت ٹھیک رکھے اور جسم کی صفائی بغیر خدمت اولیاء کے نہیں ہوسکتی۔ اور فرماتے ہیں دل مقامات ہیں ایک دل ایسا ہے جو ایمان کی جگہ ہے اُس کی علامت یہ ہے کہ تمام مسلمانوں پر شفقت کرے جس کام میں انکی صلاح ہے اسمیں انکی مدد کرے۔ اور ایک دل نفاق کی جگہ ہے اُسکی علامت حقد و غل اور غش و حسد ہے۔ اور دعویٰ ایسی رعونت ہے جسکی برداشت پہاڑ نہیں کرسکتا اور کوئی شخص اعلیٰ مرتبہ پر نہیں پہونچ سکتا مگر جبکہ تعمیل حکم خدا پر قایم رہے اور آداب عبودیت بجا لائے حق تعالیٰ کے تمام فرائض ادا کرے صالحین کی صحبت میں رہے اور بُروں سے دور رہے۔

باب ۵۷ - ذکر ابو عبد اللہ محمد بن الحسن الترو غندی رحمۃ اللہ علیہ

وہ شاہ صادق عارف عاشق صاحب قبول بہہ تن وصول عین آرزومندی محمد بن الحسین ترو غندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یگانۂ عہد و نشانۂ وقت تھے۔ بزرگان مشایخ طوس و اکابر اصحاب میں سے تھے ورع و تقویٰ اور تجرید میں کامل تھے آپکی کرامات و ریاضات پسندیدہ ہیں۔ ابو عثمان طبری رح کی صحبت پائی تھی اور بہت سے مشایخ کو دیکھا تھا۔ فرماتے ہیں مرید طلب کی محنت میں ہے لیکن اے سردر

ہوتا ہے نہ کہ عنا و تعب۔ اور فرمایا صوفی خدا کے اعتبار سے ہوتا ہے اور زاہد نفس کے اعتبار سے
اور فرمایا حق تعالیٰ نے ہر بندہ کو اپنی معرفت اُسی حالت کے اعتبار سے حصہ دیا ہے جو اسکو درپیش
ہے اور اسکی مدد کا سامان بلا میں معرفت کے اعتبار سے کیا ہے تاکہ بلا میں اسکی معرفت اسکی مدد
کرے۔ اور فرمایا معبود مکشوف ہے اور معانی مستور ہیں۔ اور جو شخص جوانی میں فرمان الٰہی کو ادا نہ
کرے اُسے حق تعالیٰ بوڑھاپے میں خوار کرتا ہے۔ اور جو شخص سچے دل سے ایک روز کسی جوانمرد کی
خدمت کر دیتا ہے تو اُس ایک روز کی برکت تمام عمر تک رہتی ہے پس اُس شخص کا کیا حال ہوگا جو
تمام عمر جوانمردوں کی خدمت میں صرف کرے۔ اور فرمایا بھائیوں کی اجتماع میں وحشت فراق کے
سبب سے کچھ اُنس نہیں اور خدا تک سوائے خدا کے کوئی وسیلہ نہیں۔ اور جو شخص دُنیا کو جاہ کیلئے
ترک کرے تو یہ انتہا درجہ کی محبت دُنیا ہے۔

باب ۶۷۔ ذکر قطب الاولیاء ابی اسحٰق ابراہیم بن شہریار گازرونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اہل طریقت و حقیقت کے پیشوا اور پیشوا تھے آپکے مناقب و فضائل عادات و خصائل کا
بیان نہیں ہو سکتا علم حقیقت و معرفت سے بھی آراستہ تھے اور متابعت شریعت و سنت میں عمل عالی
رکھتے تھے۔ تجرید ریاضت و فراست میں نہایت کامل اور مشائخ کے آداب و احوال و مقامات میں ایک
اخلاق و شان عظیم رکھتے تھے اور مشائخ کثیر کی صحبت پائی تھی۔ آپکی تربت کو تریاق اکبر کہتے ہیں
کیونکہ آپکے مزار پر جو دعا مانگی جاتی ہے اسکو حق تعالیٰ اپنے فضل سے قبول کرتا ہے جب شیخ
پیدا ہوئے تو مکان میں لوگوں نے ایک نور دیکھا مثل ایک ستون کی جو آسمان سے ملا ہوا تھا
جسکی شاخیں ہر طرف کو جاتی تھیں۔ آپکے والدین تو مسلمان تھے مگر دادا گبر تھے حالت طفلی
میں والدین نے آپکو معلم کے پاس قرآن پڑھنے کو بھیجا مگر دادا منع کرتے تھے کہ کوئی صنعت سکھانا
بہتر ہے کیونکہ وہ نہایت مفلس تھے لیکن خود شیخ قرآن پڑھنا چاہتے تھے اور دادا وغیرہ کو راضی
کر لیا۔ شیخ تحصیل علم میں ایسے حریص تھے کہ سب لڑکوں سے پہلے حاضر ہو جاتے تھے یہاں تک کہ

سب پر سبقت لیگئے۔ اور فرمایا جو شخص بچپن اور جوانی میں حق تعالیٰ کا مطیع ہوگا وہ پیری میں بھی اسکا مطیع ہوگا اسکا باطن نورِ معرفت سے منور ہوگا اور اُس کے دل سے حکمت کے چشمے اُس کی زبان پر جاری ہونگے۔ اور جو شخص طفلی و جوانی میں معصیت کریگا اور پیری میں توبہ کریگا اسکو مطیع کہیں گے مگر کمالِ حکمت اُسکو دیر میں اور کم حاصل ہوگا۔ اور فرمایا ابتدا میں جب میں علم کی تحصیل کرتا تھا میں نے چاہا کہ کسی شیخ سے طریقت حاصل کروں۔ اُنکی خدمت و طریقہ کا التزام کروں دو رکعت استخارہ کی پڑھیں اور سجدہ میں سر رکھکر عرض کیا خدایا مجھے آگاہ کر دے کہ تین شیخوں میں سے کس کی طرف رجوع کروں۔ ایک عبد اللہ خفیف دوسرے حارث محاسبی تیسری ابو عمرو بن علی رحمہم اللہ تعالےٰ۔ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آیا جسکے ہمراہ ایک اونٹ کتابوں کا بھرا ہوا تھا مجھ سے کہا یہ کتابیں شیخ ابو عبد اللہ خفیفؒ کی ہیں یہ سب انہوں نے تمہارے لئے بھیجی ہیں۔ جب میں بیدار ہوا تو سمجھ گیا اُنکی خدمت کا اشارہ ہے۔ پھر شیخ اکارؒ شیخ ابو عبد اللہؒ کی کتابیں لائے تب میرا یقین کامل ہو گیا اور انہیں کی متابعت اختیار کی۔ والد نے کہا کہ تم درویش ہو اتنی استطاعت نہیں رکھتے کہ جو مسافر آئے اُسکو مہمان رکھو ایسا نہ ہو کہ اس کام میں عاجز ہو جاؤ میں نے کچھ نہ کہا یہاں تک کہ ماہ رمضان میں چند مسافر آئے تو کچھ موجود نہ تھا اور شام نزدیک تھی ناگاہ ایک شخص دس ٹوکریاں روٹی اور میوہ و انجیر کے لیکر آیا اور رکھا اسکو درویش و مسافر لوگوں کے صرف میں لائے۔ جب شیخ کے والد نے یہ دیکھا تو ملامت ترک کر دی اور قوی دل ہو گئے اور کہا جسقدر ہو سکے خلق کی خدمت کرو کہ حق تعالیٰ تمکو بیکار نہ چھوڑیگا۔ جب آپ نے مسجد تعمیر کرنا چاہی تو خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر مسجد کی بنیاد رکھی۔ دوسرے روز مسجد کی بنیں صفیں تیار کر دیں تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ معہ اصحاب کے تشریف لائے اور مسجد کو اس عمارت سے زیادہ فراخ کرنے لگے اسکے بعد شیخ نے اُس سے زیادہ فراخ کر دی جب شیخ نے حج کا عزم کیا تو بصرہ میں بہت سے مشائخ اکٹھے ہوئے دسترخوان بچھایا گیا تو اُسمیں گوشت بھی تھا مگر شیخ نے گوشت نہ کھایا انہوں نے گمان کیا کہ شیخ گوشت نہیں

کہاتے تھے۔ اس کے بعد شیخ نے کہا کہ جب انکا ایسا گمان ہے تو اکیلے میں بھی گوشت نہ کہانا چاہئیے کیونکہ جب جماعت میں تو نے ظاہر کیا کہ میں گوشت نہیں کہاتا تو تنہائی میں کیسے کھائیگا۔ پس عہد کر لیا کہ جبتک زندہ ہوں گوشت نہ کہاؤں گا۔ اور شکر اور چھوارے کے کہانے کا بھی عہد کر لیا تہا ایکبار آپ بیمار ہوئے اور طبیب نے شکر کھانیکو کہا ہرچند کوشش کیگئی مگر آپنے نہ کہائی۔ اور خورشید مجوسی جو گازروں کا حاکم تہا کبھی اُس کی ندی سے پانی نہ پیا۔ شیخ نے مُریدوں کو وصیت فرمائی تھی کہ کوئی چیز تمہارا ہرگز نہ کہانا۔ ایک مُرید نے اپنے رشتہ داروں کے پاس جانیکی اجازت چاہی۔ مگر آپنے اجازت ندی اتفاق سے وہ چلاگیا اُنکے یہاں تہا ہر پکا تہا اُسنے بھی اُن کے ساتھ چند لقمہ کھائے۔ جب شیخ کی خدمت میں آیا تو اتفاقاً ایک درویش سے مناظرہ ہو گیا اور اسی پر جرم قایم ہو گیا جو کپڑے پہنے تہا وہ جُرمانہ میں درویشوں کو دیدیئے اور برہنہ رہگیا۔ شیخ نے اُسکو دیکھکر فرمایا تہا حر نے تیرا کام تباہ کر دیا۔ شیخ کے کہانے کے لئے قدس سے غلہ لایا گیا تہا اور مباح زمینوں میں اُسکا تخم ڈالا گیا تہا بقدر حاجت اُسمیں سے شیخ کہاتے تھے۔ کپڑے میں بھی نہایت احتیاط کرتے تھے۔ کپاس کا تخم حلال سے حاصل کر کے ہر سال کھیت کیا جاتا تہا اور اُس سے شیخ کے کپڑے بنتے تھے۔ کبھی صوف بھی پہن لیتے تھے نہایت متورع و متقی تھے۔ ابتدا میں شیخ کے مرید نہایت فقر و اضطرار کے باعث گہاس کھاتے تھے۔ اُنکی کہال کے نیچے گہاس کی سبزی ظاہر ہوتی تھی۔ پُرانے کپڑے اُٹھا کر ستر عورت کرتے اور نماز پڑہتے۔ شیخ کی وفات بروز یکشنبہ آٹھویں ذیقعدہ ۴۲۶ھ میں ہوئی آپکی عمر بہتر یا تہتر سال کی تہی۔ ایک روز آپ بیان کر رہے تہے اور ایک خراسان کے عالم موجود تھے اور بہت اژدہام تہا بہت لطف آیا۔ اس عالم کے دل میں آیا کہ مَیں مفسّر و واعظ شخص ہوں شیخ سے علم زیادہ رکہتا ہوں مگر کیا بات ہے کہ جو حالت اور قبولیت و جمعیت شیخ کو حاصل ہے مجھکو حاصل نہیں۔ شیخ فراست سے سمجھ گئے۔ منبر کے اُوپر جو قندیل تہا اُس کی طرف دیکھکر فرمایا اے درویشو یہ قندیل کا پانی روغن سے مناظرہ کرتا ہے کہ

یہ کیا بات ہے کہ میں تجھ سے زیادہ عزیز ہوں۔ تمام خلق کی حیات مجھ سے ہے مگر تو اُسکے
سر پر اُوپر چڑھ گیا ہے۔ روغن جواب دیتا ہے کہ یہ اس وجہ سے ہے کہ میں نے بہت ہی تکلیفیں اُٹھائی ہیں
کھیت کھیتے اور کاٹنے اور کوٹنے کی اُس کے بعد چکّی کا پتھر میرے سر پر چلایا گیا ہے۔ پھر
میں اپنے آپکو جلاتا ہوں اور دوسروں کو روشنی پہنچاتا ہوں بس اس سبب سے میں نے برتری پائی ہے
جب شیخ منبر پر سے اُترے تو اس عالم نے آکر توبہ کی اور معافی چاہی۔ فرماتے ہیں ایک روز میں نے
خیال کیا کہ میں صدقہ لینے اور مقیم و مسافر درویشوں پر صرف کرنے میں کیوں مشغول ہوں مجھ
لینے دینے سے کیا کام مبادا کوئی تقصیر ہو جائے اور قیامت میں اُس کے عتاب و حساب میں
درماندہ ہو جاؤں میں نے درویشوں سے کہنا چاہا کہ ہر شخص اپنے وطن میں جاکر عبادت میں
مشغول ہوں تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا اے ابراہیم لو اور دو دو
ست۔ دو شخص شیخ کی خدمت میں آئے اور ہر ایک کو دُنیا کی کچھ طمع تھی شیخ منبر پر وعظ فرماتے
تھے۔ اثنائے وعظ میں فرمایا کہ جو شخص ابراہیم کی زیارت کرے حسبتہً للہ کرے دُنیوی طمع
درمیان میں نہ ہو اور جو دُنیوی غرض و طمع سے آئے گا وہ کچھ ثواب نہ پائے گا۔ پھر ہاتھ میں قرآن
کا ایک سیپارہ تھا۔ فرمایا قسم اُس خدا کی جس کا یہ کلام ہے کہ جو کچھ اسمیں اُس کے اوامر اور
نواہی ہیں وہ میں بجالایا ہوں۔ قاضی طاہر اُس مجلس میں حاضر تھے اُنکے دل میں آیا کہ شیخ نے
نکاح نہیں کیا تو تمام اوامر و نواہی کیسے بجالائے شیخ نے اُنکی طرف منہ کرکے فرمایا حق تعالیٰ نے
ایک یہ بات مجھے معاف کر دی ہے۔ اور فرماتے ہیں میں اکثر اوقات صحرا میں عبادت کرتا ہوں
جب سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہوں تو اُس زمین کے ریتے اور ڈھیلوں سے بھی
تسبیح کی آواز سُنتا ہوں۔ ایک یہودی شیخ کے یہاں مہمان آیا تھا اور ستون مسجد کے پیچھے بیٹھا
رہتا تھا۔ اور اپنے آپکو پوشیدہ رکھتا تھا۔ شیخ ہر روز اُس کے پاس کھانا بھیجتے تھے ایک مدت کے
بعد آپ نے یہ کہا اور فرمایا اے یہودی کیوں جاتا ہے کیا یہ جگہ اچھی نہیں۔ یہودی
نے کہا اے ... جب ... معلوم تھا کہ میں یہودی ہوں تو یہ اعزاز و اکرام کیوں کرتے تھے

فرمایا ایسا کوئی شخص نہیں جسکو ولی نہ پہونچے۔ میر ابوالفضل دیلمی شیخ کی زیارت کو آئے تو شیخ نے فرمایا کہ شراب پینے سے توبہ کرلو۔ انہوں نے کہا حضرت میں وزیر فخرالملک کا مصاحب ہوں مبادا میری توبہ ٹوٹ جائے۔ فرمایا تم توبہ ترک کرلو۔ اگر اس کے بعد وہ لوگ مجبور کریں تمکو تکلیف دیں اور تم مجبور ہو جاؤ تو مجھے یاد کرنا پس توبہ کرکے چلے گئے۔ اس کے بعد ایک روز شراب خواروں کی مجلس میں وزیر کے سامنے موجود تھے کہ لوگوں نے شراب پینے پر اصرار کیا۔ انہوں نے کہا اے شیخ آپ کہاں ہیں۔ اسیوقت ایک بلی دوڑتی آئی اور شراب کے برتن کو توڑ ڈالا اور انکی مجلس برہم ہوگئی۔ ابوالفضل نے یہ کرامات دیکھی تو بہت روئے۔ وزیر نے پوچھا رونے کا سبب تو انہوں نے اپنا حال کہدیا وزیر نے کہا یونہی توبہ پر قایم رہو پھر دوبارہ انکو زحمت ندی۔ دو باپ بیٹے شیخ کے پاس توبہ کرنیکو آئے تو فرمایا جو شخص ہمارے سامنے توبہ کرکے توڑدیگا اسکو دنیا و آخرت میں عذاب و عقوبت ہوگی۔ انہوں نے توبہ کرلی مگر اتفاق ایسا ہوا کہ توبہ توڑ ڈالی۔ ایک روز آگ جلارہے تھے کہ آگ لگ گئی اور دونوں جل گئے۔ ایک روز ایک جانور آکر شیخ کے ہاتھ پر بیٹھ گیا۔ فرمایا یہ چونکہ مجھ سے بیخوف ہے اسلئے ہاتھ پر بیٹھ گیا۔ یونہی ایک روز ایک ہرن آیا اور لوگوں کے درمیان میں سے نکلکر شیخ کے پاس پہنچا تو آپنے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا ہمارا قصد کرکے آیا ہے پھر خادم کو حکمدیا کہ اسے جنگل میں جاکر چھوڑ آئے آپ میں ایسی خوشبو آتی تھی جو نہ مشک میں تھی نہ عود میں جس جگہ جاتے وہ خوشبو باقی رہتی۔ ایکروز فرماتے تھے کہ مجھے اس شخص پر تعجب آتا ہے کہ پاک کپڑے کو ایسے رنگ میں رنگے جسمیں شبہ ہے یعنی نیل۔ اور پھر فرماتے وقت آپکے پاس نیل کے رنگ کی چادر تھی تو فرمایا اسکا نیل حلال کا ہے جو میرے لئے کرمان سے آیا تھا۔ فرماتے ہیں جو شخص کھانے پینے اور پہننے میں اپنا حساب نہ کرے اسکی حالت جانوروں کی سی ہے۔ اور فرمایا ذکر حق تعالیٰ دل میں رکھو اور دنیا ہاتھ میں۔ ایسے نہ ہو کہ ذکر زبان پر رکھو اور دنیا دل میں اور مومن کی بینائی نور دل سے ہے کیونکہ آخرت بھی غیب ہے اور نور دل بھی غیب تو غیب

غیب کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور عارف کی سب کمتر عقوبت یہ ہے کہ اُس سے حلاوت ذکر اٹھا لیجاؤ
اور فرمایا دُنیا دار بندوں کو عضا کے عیب سے رد کر دیتے اور ظاہر کو دیکھتے ہیں۔ مگر حق تعالے نے
عیب دل سے رد کر دیا اور باطن کو دیکھتا ہے وَ اِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ
(اور تم اُنکو دیکھو گے تو اُنکے جسموں پر تعجب کروگے) اور فرمایا اے لوگو کیا ہو گیا ہے ہر چیز سے
مُنہ پھیر کر اپنے خداوند کیطرف متوجہ ہو جاؤ کہ تمکو دُنیا و آخرت میں اُس سے گریز نہیں ہے
اور آجکل کا زمانہ وں میں گبر بہت ہیں مسلمان کم ہیں جنکو شمار کر سکتے ہیں مگر عنقریب مسلمان
زیادہ ہو جائیں گے اور گبر کم۔

نقل ہے کہ چار ہزار ہیں گبر شیخ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ فرماتے ہیں مرد وہ ہے جو لے اور دے
اور آدھا مرد وہ ہے جو لے مگر دے نہیں اور نامرد وہ ہے جو نہ دے اور نہ لے۔ اور فرمایا میں نے
خواب میں دیکھا کہ اس مسجد سے آسمان تک ایک سیڑھی لگی ہے جسپر سے لوگ آسمان تک
پہونچ جاتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے اس مقام کو کرامت دی ہے جو کوئی اسکی زیارت کا قصد
کریگا تو جو کچھ دینی دُنیوی مقصود رکھیگا حق تعالیٰ اُسے پورا کریگا۔ اور دُنیا کے ان چند روز میں
اگر تجھے بھوک اور برہنہ پن اور ذلت و فاقہ پہونچے تو صبر کرلے کہ جلدی ختم ہو جائیگا تو نعیم
آخرت تک پہونچ جائیگا۔ اور تین گروہ فلاح نہ پائیں گے۔ بخیل۔ کاہل۔ ملول اور فرمایا کوشش
کرو کہ سابق نہیں ہو سکتے تو خیر اُنکے دوست تو بنجاؤ۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (آدمی اس کے
ساتھ ہے جس سے محبت رکھے) اور دُنیا میں کوشش کرو تاکہ غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ کیونکہ
آخرت میں پشیمانی سے کچھ فایدہ نہ ہوگا۔ اور تمام نیک کاموں میں مسلمان بھائیوں کو آگے رکھو
تاکہ حق تعالیٰ کل تمکو آگے رکھے۔ اور مومن جبتک لذات دُنیا ترک نہ کریگا ذکر حق تعالیٰ کی
لذت نہ پائے گا۔ اور حق تعالیٰ نے ہر بندہ کو ایک انعام دیا مجھے حلاوتِ مناجات دی۔ ہر
شخص کو کسی چیز سے اُنس دیا اور مجھے اپنا اُنس دیا۔ کہا بارِ خدایا تمام شخص تجھے بلاتے اور تلاش
کرتے ہیں تو کس کا ہے اور کس کے پاس ہے پھر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ

هُمْ مُحْسِنُوْنَ۔ بیشک حق تعالیٰ اُس شخص کے ساتھ ہے جو خلا و ملا میں اُس کے ذکر سے غافل نہو
جب اُسکا فرمان سُنے تو ادا کرنے میں جلدی کرے اور جب ممانعت دیکھے تو اُس سے باز رہے۔
اور سعی کوشش کرو کہ آدھی رات کو اُٹھ کر وضو کر کے چار رکعت نماز پڑہو۔ اور اگر نفس قبول
نہ کرے تو دو ہی رکعتیں پڑہ لو۔ اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو بیدار ہو کر لا آلہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کہہ لو۔ ایک مرتبہ ایک شیر کو باندہے ہوئے رباط کے سامنے سے لئے جاتے تھے شیخ نے
دیکھکر فرمایا اے شیر تو نے کیا گناہ کیا ہے کہ اس بند و دام میں گرفتار ہو گیا ہے۔ پھر فرمایا
اے لوگو اپنی حالت پر بھروسہ نہ کرو کہ شیطان کے بہت سے دام ہیں جن کو ہم نہیں سمجھتے
بہت سے شیرانِ طریقت ہیں جو شیطان کے دام میں گرفتار ہیں۔ مُرید رونے لگے۔ اور
کہا خداوندا اگر بروز قیامت میرے ساتھ نیکی کرے تو سب کے اوپر رکہنا اور اپنے تمام
یار و دوست مجھے دکہانا تاکہ سب خرم ہوں اور تیرے فضل و رحمت سے آپسمیں ایک دوسرے
کے ساتھ بہشت میں رہیں۔ اور اگر حال دوسرا ہو تو مجھے دوزخ میں ایسی راہ سے بہیجنا کہ
کوئی نہ دیکھے تاکہ میرے دشمن شادمانی نہ کریں۔ اور فرمایا جس شخص پر ہوائے شہوت
غالب ہو اُسے عورت کرنا چاہیئے تاکہ فتنہ میں نہ پڑے۔ اگر دیوار اور عورت میرے نزدیک
یکساں نہ ہوتی تو میں ضرور عورت کرتا۔ اور میں اُس شخص کی طرح ہوں جو دریا میں ڈوب
رہا ہو کہ کبھی رہائی کی اُمید رکہتا ہوں اور کبھی ہلاکت کے خوف سے ڈرتا ہوں۔ اور
حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تمام عالم سے اعراض کر کے ہماری درگاہ
کی طرف متوجہ ہو کہ تجھے ہم سے ہر حالت میں مفر نہیں کب تک مجھ سے بہاگے گا اور
رُوگردانی کرے گا۔ اور بدبخت وہ ہے جو دُنیا سے جُدا ہو جائے اور حق تعالےٰ کی انس و
مناجات کی لذت نہ چکھے اور جسنے لذت چکھی ہے وہ ہمیشہ سَلِّمْ سَلِّمْ کہتا ہے۔ اور
بندہ کیسے نہ ڈرے کہ اُس کے ایک جانب نفس و شیطان ہے اور ایک جانب سلطان وہ
درمیان میں عاجز ہے۔ اور جبکا کارِ دُنیا با انتظام ہو گا اُسکا کارِ آخرت بے انتظام ہو گا۔ اور فرمایا

جو سلطان دنیا کے ساتھ دلیری کریگا اسکا حال جاتا رہیگا اور جو صالحین کیساتھ دلیری کرے اُن کے
مخالفت کریگا اسکی بنیاد اکھڑ جائیگی و ایمان با خطر ہو جائیگا۔ اور بس تو پرہیز کرو کہ اپنی پاس
لوگوں کے آنے پر فریفتہ ہو کہ یہہ بڑا فتنہ و آفت ہے۔ اور فرمایا سخی کی ہتھیلی کشادہ ہوتی ہے
اور اس کے ہاتھ کشادہ ہوتے ہیں۔ اور بخیل کی ہتھیلی بند ہوتی ہے۔ اسکے ہاتھ عطا سے رکے
ہوتے ہیں اور بہشت کے دروازہ اسپر بند ہوتے ہیں۔ اور کہا خداوندا ہمپر تیری نعمتیں بیشمار
ہیں منجملہ انکے یہہ ہے کہ ہمکو تو نے توفیق دی جس کے باعث زبان سے تیرا اقرار اور دل سے شکر
کرتے ہیں۔ تو خداوند قادر و کریم ہے اور ہم عاجز و مسکین بندے ہیں۔ تیرا شکر و احسان ہے اور
سب نعمتیں تیرے فضل سے ہیں۔ اور جو کسی مسلمان بھائی کے مارنیکو ہاتھ اٹھائے وہ مجھ سے
علیحدہ ہے۔ اور چار شخصوں کے سامنے خالی ہاتھ نہ جاؤ۔ عیال۔ بیمار۔ صوفی۔ سلطان۔
اور فرمایا جب تم دیکھو کہ تمہارا ہاتھ مخالفت میں مشغول ہے اور زبان لذت و غیبت میں اور دوسرے
اعضا ہوائے نفس کی موافقت میں تو الہام اور کشف و عطا کہاں سے حاصل ہو۔ اور فرمایا
حقتعالی عوام پر عقوبت کرتا ہے اور خواص پر عقاب اور جبتک عتاب کرتا ہے اسوقت تک محبت
باقی ہے جب کوئی شخص شیخ کی خدمت میں طریق سلوک حاصل کرنیکو آتا تو فرماتے اے فرزند تصوف
و درویشی سخت کام ہے۔ بھوک پیاس برہنگی اور خواری اٹھانا چاہیئے اور لوگ تمکو گدا کہینگے
اگر ان باتوں کی برداشت کر سکتے ہو تو آؤ ورنہ اپنے کام میں مشغول ہو اور خدا کی عبادت
کرو۔ اور فرمایا ڈرتے رہو کسی کے ساتھ برائی نہ کرو۔ کیونکہ اگر کوئی کسیکے ساتھ بدی کریگا تو
حقتعالی کسی شخصکو مقرر کردیگا جو اسکو بدی کی مکافات دیگا۔ چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔
اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ وَاِنْ اَسَأْتُمْ فَلَهَا۔ اور حقتعالی کی ایک شراب ہے غیب میں
جو وقت سحر اولیاء کو دیتا ہے جب وہ اسکو پی لیتے ہیں تو کھانے پینے سے مستغنی ہوجاتے ہیں
اور فرمایا خدا کا دوست کبھی دنیا کا دوست اور دنیا کا دوست کبھی خدا کا دوست نہیں ہوتا۔
شیخ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ هٰذِهِ الْبُقْعَةَ عَامِرَةً بِذِكْرِكَ وَاَوْلِيَائِكَ صَفْوَتِكَ

اِلَی الْاَبَدِ وَاجْعَلْ قُوْتَنَا وَقُوْتَهُمْ یَوْمًا بِیَوْمٍ مِنَ الْحَلَالِ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَحَابِّیْنَ فِیْكَ وَمِنَ الْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیْكَ وَمِنَ الْمُتَزَاوِدِیْنَ
فِیْكَ بِحُرْمَةِ نَبِیِّكَ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی صَلَوٰتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیْهِ وَانْظُرْ اِلٰی
حَوَائِجِهٖ لَمَا یُنْظَرُ الْاَرْبَابُ فِیْ حَوَائِجِ الْعَبِیْدِ وَاِلٰی مَا یَعْمَلُهٗ مِنَ الذُّنُوْبِ
اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ
مَعْصِیَتِكَ یَا مَنْ اِذَا دُعِیَ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ اَعْطٰی هَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً
وَهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا عَنْ بَابِ الْاَطِبَّاءِ وَعَنْ بَابِ الْاُمَرَاءِ
وَعَنْ بَابِ الْاَغْنِیَاءِ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا بِثَنَاءِ النَّاسِ مَغْرُوْرِیْنَ وَلَا عَنْ
خِدْمَتِكَ مَحْجُوْبِیْنَ وَلَا عَنْ بَابِكَ مَطْرُوْدِیْنَ وَلَا بِنِعْمَتِكَ مُسْتَدْرَجِیْنَ
وَلَا مِنَ الَّذِیْنَ یَاكُلُوْنَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ وَارْحَمْنَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ
عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِیْنَ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا دَائِمًا
اَبَدًا کَثِیْرًا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ترجمہ۔ اے اللہ اس مقام کو اپنے ذکر
اور اولیاء و اصفیاء سے آباد کر دے ابد تک اور ہم سب کا قوت روزانہ حلال سے کر ایسی جگہ سے کہ
معلوم نہ ہو۔ اے اللہ ہم کو اپنے بارہ میں محبت رکھنے والا خرچ کرنے والا زاد بنانے والا رکھ بحرمت اپنے
نبی محمد مصطفےٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے اور ہمارے حوائج پر نظر رکھ جس طرح آقا غلاموں کے
حوائج اور گناہوں پر نظر کرتا ہے۔ اے اللہ ہم کو اپنے حلال کے باعث حرام سے اور اپنے فضل کے
باعث اپنے ماسوا سے اور طاعت کے باعث معصیت سے بے پروا رکھ۔ اے وہ ذات کہ بلانے سے
قبول کرتی ہے اور سوال پر عطا ہم کو اپنی رحمت عطا کر اور کام کو ٹھیک اور درست کر۔ اے اللہ ہم کو
اطباء امراء اور اغنیاء کے دروازہ سے بے پروا کر۔ اے اللہ ہم کو لوگوں کی تعریف پر مغرور اور اپنی
خدمت سے علیحدہ اور اپنی درگاہ سے مطرود اور اپنی نعمت سے ڈھیل میں نہ رکھ۔ اور ان لوگوں میں نہ کر
کہ جو دنیا کو دین کھاتے ہیں اور اے ارحم الراحمین ہم پر رحم کر۔

اور کہا الٰہی تیرے خلیل ابراہیم علیہ السلام نے تجھ سے درخواست کی کہ رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ **ترجمہ** پروردگار میں نے اپنی اولاد ایسے جنگل میں ٹھیرائی ہے جہاں کھیت تک نہیں تیری بیت الحرام کے پاس پروردگار تاکہ وہ نماز پڑھیں پس لوگوں کے دل انکی طرف مائل کردے اور انکو پھل میوہ دے تاکہ وہ شکر کریں ۱۲

اور تو نے انکی دعا قبول کرلی ہیں اگرچہ ابراہیم خلیل نہیں لیکن تو تو رب جلیل ہے میں بھی تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ اَللّٰھُمَّ اَنْ تَجْعَلَ ھٰذَا الْوَادِیَ الْقَفْرَ وَالْمَکَانَ الْوَعْرَ اَھْلًا عَامِرًا بِذِکْرِکَ وَاَوْلِیَائِکَ مِنْ عِبَادِکَ وَاَصْفِیَائِکَ اور اگرچہ یہ جگہ مکہ نہیں مگر چٹیل میدان تو ہے نیکیوں سے اسکو خالی نرکھ اور یہاں والونکو دنیا و آخرت میں بےخوف رکھ اور شیطان کے مکر سے بچا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ دُعَائِیْ مَرْفُوْعًا وَنِدَائِیْ مَسْمُوْعًا وَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ وَھَمَمْھُمْ وَاَنْفِقَۃً عَلَیْہِ حَتّٰی یَتَّصِلَ بِہِ الْخَیْرَاتُ وَیَدُوْمَ اِقَامَۃُ الطَّاعَاتِ اور فرمایا میں کیسے حق تعالیٰ سے نہ ڈروں جبکہ حبیب خلیل کلیم صلوات اللہ علیہم ڈرتے تھے۔ اور روح علیہ السلام بھی ڈرتے تھے۔ اور فرمایا اہل دنیا اسباب دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور میں ذکر خدا اور قرآن پڑھنے کو دوست رکھتا ہوں۔ اور اس حدیث کے معنے میں فرمایا۔ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ کہ شیطان پلید ہے اور خون پلید پلید میں جاری ہوتا ہے۔ مگر ذکر حقتعالیٰ پاک ہے اور روح بھی پاک تو پاک کا پاک میں گذر ہوتا ہے۔ اور ہر شخص کی کرامت یہ ہے کہ حقتعالیٰ اس کے ہاتھ پر خیرات جاری کرے جس شخص کے ہاتھ پر کوئی چیز ظاہر ہو جو دوسرے کے ہاتھ پر ظاہر نہ ہو وہی اس کی کرامت ہے اور لوگوں نے پوچھا دوست تو نجاست و پلیدی دوست سے دور رکھتا ہے پھر حق تعالیٰ مومن بندہ کو گناہ میں آلودہ کرتا ہے اسمیں کیا راز ہے تو فرمایا کہ یہ حقتعالیٰ کی حکمت ہے کہ بندہ گناہ کر کے توبہ کرے تاکہ حق تعالیٰ کا لطف و رحمت آشکار ہو اور طاعت کی قدر معلوم ہو۔ جب کوئی بھوکا پیاسا ہوگا تو کھانے پانی کی قدر جانیگا اور جب بیمار ہوگیا تو صحت کی

عافیت کی قدر سمجھیگا۔ اور فرمایا عبادت نفس کا حظ ہے اور اشارت روح کا۔ عبادت بدن کا کام ہے اور
اشارت روح کا۔ لوگوں نے پوچھا کہ جب رزق مقسوم ہے تو حق تعالیٰ سے سوال و طلب کیوں ہے
فرمایا کہ مومن کا عزت و شرف ظاہر ہو۔ چنانچہ وہ حدیث قدسی ہیں فرماتا ہے کہ اگر میں تمکو بغیر سوال
کے عطا کروں تو تمہارا کمال شرف ظاہر نہو لہذا میں نے تمکو حکم دیا ہے کہ تم دعا کرو تا کہ میں قبول کروں
اور فرمایا لباس تقویٰ خرقہ ہے کیونکہ صاحب خرقہ کے دیکھنے سے انس و ذوق حاصل ہوتا ہے۔
ایک روز شیخ جا رہے تھے اور لوگ زیارت کر رہے تھے تو بچے بھی زیارت کرتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا
حضرت بے عقل بچے آپکو کیسے پہچانتے اور زیارت کرتے ہیں۔ فرمایا اس وجہ سے کہ رات کو یہ بچے
سوتے ہوتے ہیں اور میں انکے لیے دعائے خیر و صلاح کھڑے ہوکر کرتا ہوں۔ اور فرمایا انتہائے مجاہدہ
یہ ہے کہ ہر کوشش اسکے لیے کریں جس کی کوئی کوشش نہیں یعنی تعالیٰ اور اسکی غایت بذل روح ہے
اور فرمایا ایمان خاص ہے اور اسلام عام۔ لوگوں نے کہا اگر بادشاہ کے احباب و متعلقین کوئی چیز آپکے
پاس لاکر کہیں گے کہ یہ حلال کی ہے تو آپ قبول کرلیں گے۔ فرمایا نہیں اس وجہ سے کہ انہوں نے
اپنی صلاحیت ترک کردی ہے جب وہ اپنی صلاح کا ہی خیال نہیں کرتے تو دوسری کی صلاحیت کا کیا
خیال کریں گے۔ اور جو شخص خدمت حق تعالیٰ کے سوا کسی چیز سے عزت طلب کریگا وہ دنیا سے اس وقت
تک نہ جائے گا جب تک اسی طلب عزت سے خوار نہ ہو۔ آپ یہ شعر بہت پڑھا کرتے تھے

مُصَاحَبَةُ الْغَرِیْبِ مَعَ الْغَرِیْبِ ۔ کَمَنْ بَنَی الْبِنَاءَ عَلَی الثَّلْجِ
فَذَابَ الثَّلْجُ وَانْهَدَمَ الْبِنَاءُ ۔ وَقَدْ عَزَمَ الْغَرِیْبُ عَلَی الْخُرُوْجِ

اور فرمایا تمکو ہمیشہ علوم شرعی کی تحصیل میں مشغول رہنا چاہیے کہ ہر حالت میں اہل طریقت و
حقیقت کو علوم سے گریز نہیں جب علم حاصل کرلیا تو پھر دکھانے اور سنانے سے پرہیز کرو اور
جو تمکو معلوم ہوا سے پوشیدہ نہ رکھو ہمیشہ رضائے حق کی طلب میں رہو اور اسکی کوشش کرو
کہ علم کو عمل میں لاؤ ورنہ مثل بیجان قالب کے ہو اور زینہار صد زینہار علم و عمل سے حال دنیا طلب نکرنا
اس سے پرہیز کرنا کہ علم و عمل تمہارا پیشہ ہو اس سے مال حاصل کرو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ جو کوئی عمل آخرت سے دنیا طلب کریگا اُسکی آبرو جاتی رہیگی اُسکا نام نیکی سے نہ لیا جائیگا۔
اہل جنت میں لکھا جائیگا اور جو کار دنیا سے آخرت طلب کریگا اُسکا نصیب آخرت میں کچھ کم نہوگا
اور ربعہ علم پڑھنے کے طعام و لباس میں طلب حلال سے بڑھکر کوئی چیز نہیں کیونکہ حرام خور کا عمل
قبول نہیں ہوتا اُسکی دعا مقبول نہیں ہوتی۔ اور ہمیشہ مسکنت کے لباس میں رہو زینت و تجمل کو ترک
کرو اور ہم لوگ تمہاری عزت طلب طاعت اور حقتعالے کی بندگی میں ہے اور ہمیشہ قناعت رکھنا چاہیے
مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری اُمت میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جن کے تن نعمت میں
پڑے ہیں جو غذا کی پرورش کے فکر میں رہتے ہیں اور کوشش کرو کہ ہمیشہ صالحین اور درویشوں کی
صحبت میں رہو کیونکہ مصطفٰی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حقتعالیٰ اُس وقت تک ہمیشہ ہماری اُمت کا
نگہبان ہے جبتک وہ تین کام نہ کریں۔ اوّل نیک لوگ بُروں کی ملاقات کو نہ جائیں۔ دوسرے بہتر
لوگ بدتر شخصوں کو بزرگ نہ بنائیں تیسرے اہل الطریقت و متابعین سنت امیروں اور ظالموں کی طرف
میل نہ کریں۔ اور اگر یہ افعال کریں گے تو حق تعالیٰ اُنپر خواری درویشی اور رسوائی اُنپر مقرر کردیگا اور
ایسے ظالم کو اُنپر متعین کردیگا جو ہمیشہ اُنکو رنج دیگا۔ اور ہرگز ہرگز نامحرم عورتوں اور امردوں پر نظر
نہ کرنا کہ یہ شیطان کا ایک تیر ہے اور اہل بدعت کی صحبت قطعاً نہ رکھنا اور کبھی نیک کام کا حکم نہ چھوڑنا
دوستوں کو نصیحت کرو اور کوشش کرو کہ صبح شام قرآن پڑھنے میں مشغول رہو کیونکہ قرآن پڑھنے
اور سننے والے پر رحمت برستی ہے اور کوشش کرو کہ نماز تہجد پر ہمیشگی رکھو کہ اُسکی بڑی فضیلت اور
اثر ہے اور ہمیشہ لوگوں سے علیحدہ رہنے کی کوشش کرو تاکہ شیطان تمکو جنگلوں اور رسوائیوں میں نہ
ڈالے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو مردوں کی طرح کمر باندھ کر خلق خدا کی خدمت میں مشغول رہو۔ جب آپکی
وفات کا وقت آیا تو مرید خدمت میں جمع ہوئے اور آپنے فرمایا کہ میں عنقریب دُنیا سے رحلت کر
جاؤنگا۔ اب چار باتوں کی وصیت کرتا ہوں اُنکو قبول کرو۔ اوّل جو شخص میری جگہ خلافت
پر بیٹھے اُسکا وقار کرنا فرمان بجالانا۔ دوسرے صبحکو ہمیشہ قرآن پڑھا کرنا تیسرے کوئی مسافر آجائے تو
کوشش کرکے اُسکو اعزاز و تمکین سے رکھو دوسری جگہ نہ جانے دو چوتھے دل آپس میں ٹھیک رکھو

آپکے پاس ایک کتاب تھی جسمیں توبہ کرنیوالوں اور مریدوں اور دوستوں کے نام لکھے تھے اُس کے متعلق وصیت کی تو وہ آپکی مزار میں رکھدی گئی بعد وفات کے شیخ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا حق تعالٰے نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا سب سے اول جو انعام مجھپر کیا ہے یہ ہے کہ جن لوگوں کے نام اُس یادداشت کی کتاب میں لکھے تھے اُن سبکو مجھے بخشدیا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ خداوندا جو شخص کسی حاجت کیلئے میرے پاس آئے اور میری زیارت کرے اُسکا مقصود و مطلوب پورا کر اور اُس پر رحمت فرما۔

باب ۔ ذکر ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

وہ بحر اندوہ راسخ تر از کوہ آفتاب الٰہی آسمان نامتناہی اعجوبۂ ربانی قطب وقت ابو الحسن خرقانی رضی اللہ عنہ سلطان مشائخ اور قطب اوتاد و ابدال پیشوائے اہل طریقت و حقیقت اور متمکن و کوہ صفت تھے معرفت و توحید و تحقیق میں نہایت کامل تھے اور ہمیشہ تن سے ریاضت و مجاہدہ میں اور دل سے حضور و مشاہدہ میں رہتے تھے عالی ہمت و بزرگ تھے حضرت عزت میں نہایت آشنائی رکھتے تھے اور حضرت خداوند تعالٰی میں گستاخی کرنے میں ایسے تھے کہ بیان نہیں ہو سکتا شیخ بایزیدؒ ہر سال دہستان کو تشریف لیجاتے تھے کہ وہاں شہدا کی قبریں ہیں جب خرقان میں پہونچتے تو کھڑے ہو کر سانس بھرتے۔ مریدوں نے دریافت کیا کہ حضرت ہم کچھ خوشبو نہیں پاتے۔ فرمایا اسجگہ سے مجھکو ایک مرد کی خوشبو آتی ہے جسکی کنیت ابو الحسن اور نام علی ہے وہ تین درجہ مجھسے آگے ہیں عیال کا بار اُٹھائیں گے اور درخت لگائیں گے اور کھیتی کریں گے۔ ابتدا میں شیخ بارہ سال تک نماز عشا جماعت سے خرقان میں پڑھکر حضرت بایزیدؒ کی زیارتکو جاتے وہاں پہونچتے تو کھڑے ہو کر کہتے بار خدایا اُس خلعت میں سے ابو الحسن کو بھی حصہ دے جو تو نے بایزید کو عطا کی ہے پھر وہاں سے لوٹ کر عشا کی وضو سے نماز صبح خرقان میں پڑھتے جب شیخ کی زیارت سے لوٹتے تو مزار کی طرف پشت نہ کرتے اسیطرح مزار کیطرف منہ کئے ہوئے خرقان کیطرف الٹے آتے

بارہ سال کے بعد بایزیدؒ کی تربت سے آواز آئی کہ اے ابوالحسنؒ اب تمہارے بیٹھنے کا وقت آ گیا شیخ نے
جواب دیا اے بایزیدؒ ہمت بڑھائیے کہ میں اُمّی ہوں اور علم شریعت کو کچھ زیادہ نہیں جانتا۔ آواز آئی
کہ اے ابوالحسنؒ جو کچھ مجھ کو عطا ہوا ہے وہ تمہاری برکت سے ہوا ہے۔ ابوالحسنؒ نے کہا تم مجھ سے
تیس سال پہلے تھے۔ جواب دیا ہاں لیکن جب میں خرقان جاتا تو ایک نور دیکھتا تھا جو آسمان تک
پہونچا تھا تیس سال تک خدا کے سامنے ایک حاجت کے لئے میں کھڑا رہا تو آواز آئی کہ اے بایزید اس
نور کو شفیع بناؤ۔ شیخ ابوالحسنؒ فرماتے ہیں کہ جب میں خرقان پہونچا تو چوبیس روز میں تمام قرآن
یاد کر لیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ بایزیدؒ نے فرمایا سورۂ فاتحہ شروع کرو۔ جب میں خرقان
پہونچا تو قرآن ختم کر لیا۔ آپ کا ایک باغ تھا وہ نیل میں بہہ گیا تو چاندی نکل آئی۔ دوسری مرتبہ
بہہ گیا تو سونا نکل آیا تیسری مرتبہ مروارید و جواہر نکلے۔ عرض کیا خداوندا ابوالحسنؒ اس پر فریفتہ
نہ ہوگا۔ میں تجھ جیسے خداوند سے علیحدہ ہو کر دین و دنیا کی طرف نہ جاؤں گا کبھی ایسا ہوتا تھا کہ
گائے باندھ دیتے تھے جب نماز کا وقت آتا تو آپ نماز میں مشغول ہو جاتے اور گائے اسی طرح چرتی رہتی
جب تک آپ فارغ ہو کر آتے۔ عمرو ابوالعباسؒ نے شیخ سے کہا کہ آؤ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اس درخت
کے نیچے سے کودیں اور وہ درخت ایسا تھا کہ ہزار بکریاں اُس کے سایہ میں سوتی تھیں شیخ نے فرمایا
آؤ لطف حق کے ہاتھ پکڑ کر دونوں عالم کے اُوپر کودیں کہ نہ بہشت کی طرف التفات نہ دوزخ کی طرف
ایک روز شیخ المشائخ آپ کے پاس آئے اور پانی سے بھرا ہوا طاس آپ کے سامنے رکھا تھا تو انہوں نے
پانی میں ہاتھ ڈالکر زندہ مچھلی باہر نکال لی اور شیخ کے سامنے رکھ دی آپ نے دیکھا کہ ایک تنور
گرم ہے اسمیں ہاتھ ڈالکر زندہ مچھلی نکال لی اور فرمایا پانی میں سے زندہ مچھلی نکالنا سہل ہے آگ میں سے
نکالنا چاہیئے تب شیخ المشائخ نے کہا آؤ اس تنور میں کود پڑیں کہ کون زندہ نکلتا ہے۔ فرمایا اے
عبداللہ آؤ اپنی نیستی میں کودیں کہ ہستی میں کون باہر آ جائے۔ پھر شیخ المشائخ نے کچھ بات نہ کہی۔
شیخ المشائخ کہتے ہیں کہ تیس سال سے میں شیخ کے ڈر سے نہیں سویا ہوں اور جو قدم میں نے رکھا انکا قدم آگے
دیکھا یہاں تک کہ دس سال سے چاہتا ہوں کہ ان سے پہلے بایزیدؒ کی زیارت کروں مگر نہیں کر سکتا

ایکروز آپ اثنائے کلام میں فرمارہے تھے کہ جو بستا کا حالت ہے اُسکا قبلہ یہ ہے اور چار انگلیاں بند کرکے اُنکی طرف اشارہ کیا ایک شاعر وہ لیکی۔ یہ بات شیخ الشائخ تک پہنچی تو انہوں نے غیرت کی وجہ سے کہا کہ جب وہ سر اقبلہ ظاہر ہوگیا تو ہم اس قبلہ کی راہ بند کردیں گے پس اُس سال حج کا راستہ بند ہا جسنے ارادہ کیا یا تو اسے چوروں نے لوٹ لیا یا مرگیا وہاں تک پہنچا شیخ الشائخ سے کہا گیا کہ یہ خلق کی ہلاکت کس پر رکہیں جواب دیا جسجگہ ہاتھی پہنچ جاتے ہیں اگر وہاں چند مچھر مرجائیں تو کچھ باک نہیں ہوتا۔ ایکبار چند لوگ سفر کو جاتے تھے آپ سے کہا حضرت راہ پر خوف ہے ہمکو کوئی ایسی دعا بتادیجئے کہ اگر کوئی بلا آئے تو اُس سے دفع ہوجائے۔ فرمایا جب کوئی بلا آئے تو ابوالحسنؒ کو یاد کرلینا مگر اُن لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئی۔ آخر جب وہ گئے اور رہزن ملے تو انمیں سے ایک شخص نے فوراً آپکو یاد کیا تو وہ انکی آنکھوں سے غائب ہوگیا عیاروں نے ڈھونڈنا شروع کیا کہ یہاں ایک شخص تہا وہ کہاں گیا نہ ہم اُسکو دیکھتے ہیں نہ اُسکی سواری کو جس سے کہا گیا کہ غرض اُس تک کچھ آفت نہ پہونچی اور دوسرے شخص لٹ گئے ننگے رہگئے۔ جب اُس شخصکو سلامت دیکہا تو تعجب میں ہوگئے اُس نے سبب بیان کردیا پھر جب شیخ کے پاس گئے تو کہا کہ للہ اس کا راز بتادیجئے کہ ہم سب نے خدای تعالی کو پکارا مگر کام نہ ہوا اور اسنے آپکو پکارا تو انکی آنکھوں سے غائب ہوگیا۔ فرمایا حق تعالی کو مجازاً یاد کرتے ہو اور ابوالحسن حقیقتہً۔ تم ابوالحسن کو یاد کرو تاکہ وہ تمہارے لئے خدا کی یاد کرے جس سے تمہارا کام پورا ہو کیونکہ اگر مجاز و عادت سے ہزار بار خدا کو یاد کروگے تو کچھ سود نہوگا۔ ایک مرید نے آپ سے اجازت چاہی کہ میں کوہ لبنان پر جاکر قطب عالم کو دیکھوں آپ نے اجازت دیدی جب وہ لبنان پہونچا تو ایک جماعت کو روبہ قبلہ بیٹھے دیکہا جن کے سامنے جنازہ تہا اور نماز نہ پڑہتے تھے۔ اُس نے پوچھا کہ اس جنازہ کی نماز کیوں نہیں پڑہتے جواب دیا اسلئے کہ قطب عالم آجائیں وہ پنجوقتہ یہاں امامت کرتے ہیں۔ مرید خوش ہوگیا تہوڑی دیر کے بعد سب اپنی اپنی جگہ سے اُٹھے تو وہ کہتا ہے میں نے شیخکو دیکہا آگے کھڑے ہوئے اور نماز پڑہائی مجھپر دہشت طاری ہوگئی جب ہوش میں آیا تو مردہ کو دفن کرچکے تھے اور شیخ جاچکے تھے میں نے پوچھا یہ کون تھے جواب دیا ابوالحسن خرقانی۔ پوچھا اب پھر کب آئیں گے کہا نماز کے وقت میں نے زاری

کی کہ میں انکا مرید ہوں اور مینے اپنے شیخ سے بات کہی ہے تم سفارش کرو کہ مجھے خرقان لیجائیں تیرے شیخ سے سفر میں ہوں جب نماز کا وقت آیا تو پھر شیخ کے صحبت انہوں نے سلام کا جواب دیا تو مینے ہاتھ کو دامن پکڑ لیا اور دہشت طاری ہو گئی۔ فرمایا شرط یہ ہے کہ جو تو نے دیکھا ہے اسکا اظہار نکرے مینے خدا سے درخواست کی ہے کہ اسجہان میں مجھے خلق سے پوشیدہ رکھے اور سوا ایک کے یعنی بایزید کے کسی شخص نے مجکو نہیں دیکھا۔ ایک شخص عراق میں احادیث سننے کیلئے گیا تو شیخ سے پوچھا کہا کوئی ایسا شخص ہے جنکی اسناد عالی ہو۔ فرمایا نہیں۔ مَیں ایک اُمی شخص ہوں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجکو دیا اسکا احسان نہ کیا مگر اپنا علم جو مجکو دیا تو وہ احسان میرے اوپر کہا۔ اس شخص نے آپ سے پوچھا آپنے کس سے سنا ہے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخصکو یہ بات پسند نہ آئی رات کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرمایا وہ شخص ٹھیک کہتا ہے۔ دوسرے دن آکر اس نے حدیث پڑہنا شروع کر دی بعض مقام پر آپ فرماتے کہ یہ حدیث معتبر نہیں ہے۔ وہ پوچھتا آپکو کیسے معلوم ہو گیا۔ فرماتے جب تو حدیث شروع کرتا ہے تو میری آنکھیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو پر ہوتی ہیں۔ جب آپ ابروئے مبارک کھینچتے ہیں تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس سے بیزاری فرماتی ہیں عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ لوگ میری پیر میں بیڑی ڈالکر بلخ کو لئے جاتے تھے مَیں تمام راہ میں سوچتا جاتا تہا کہ کسیوقت مجہ سے کوئی بے ادبی نہیں ہوئی۔ جب شہر میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ لوگوں نے کوٹہوں پر پتھر مجہپر برسانے کے لئے جمع کئے ہیں اسوقت مجھے کشف ہوا کہ ایکروز مَیں شیخ کا مصلا تہ کر رہا تہا تو میرا پیر اُسپر پڑ گیا تہا۔ اسیوقت مینے توبہ کر لی تو دیکھا کہ انکے ہاتھ ویسے ہی رکگئے پتھر نہ پھینک سکے جب شیخ ابو سعید آپکے پاس پہنچے تو چند روٹیاں جو گنی ہوئی تہیں جو عورت نے پکائی تہیں شیخ نے کہا کہ ان روٹیوں پر کپڑا ڈالدو اور جسقدر چاہو نکال لو مگر کپڑا نہ اٹھانا عورت نے ایسا ہی کیا جب بہت خلق جمع ہو گئی تو جسقدر روٹیاں خادم لاتا تہا اور باقی ہوتی تہیں۔۔۔

. . . .

ایکبار کپڑا اٹھا دیا تو روئی گری۔ شیخ نے فرمایا اُس نے خدا کی آگ نہ اٹھایا تھا تو قیامت تک تو نہیں اس کے نیچے سے روئی نکلتی۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو شیخ ابوسعید نے کہا کہ اجازت ہے کچھ پڑھیں شیخ کبھی سماع نہ سنتے تھے جب شیخ ابوسعید نے کہا تو شیخ نے فرمایا ہمکو سماع کی پروا نہیں لیکن تمہارے ساتھ سن لیں گے پس قوالوں نے شعر پڑھا شیخ ابوسعید نے کہا کہ اے شیخ یہ اٹھنے کا وقت ہے تو شیخ اٹھے اور تین بار آستین ہلائی اور سات مرتبہ زمین پر قدم مارا خانقاہ کی تمام دیواریں آپ کے ساتھ حرکت کرنے لگیں ابوسعید نے کہا بس کیجیے کہ تمام بنیاد خراب ہو جائیگی پھر کہا قسم ہے اسکی عزت کی کہ آسمان و زمین اسکے ساتھ رقص میں آجائیں گے۔ شیخ نے فرمایا سماع اسکیلئے درست ہے جو اپنے اوپر عرش تک اور نیچے تحت الثریٰ تک کشادہ دیکھے پھر مریدوں سے فرمایا اگر تم سے پوچھیں کہ رقص کیوں کرتے ہو تو کہنا کہ ان لوگوں کی موافقت کیلئے جو گذرے ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں۔ شیخ ابوسعید ابوالحسنؒ نے چاہا کہ انکا بسط انکو اور انکا قبض انکو حاصل ہو جائے۔ ایک نے دوسرے کو بغل میں دبایا تو دونوں صفتوں کا انتقال ہو گیا۔ شیخ ابوسعید رات بھر صبح تک زانو پر سر رکھکر روتے رہے اور شیخ ابوالحسن تمام رات نعرہ لگاتے اور رقص کرتے رہے۔ صبحکو شیخ ابوسعید نے ابوالحسن سے کہا کہ میرا خرقہ مجھے واپس دیدو مجھ میں اسکی طاقت نہیں اور شیخ ابوالحسن نے کہا کہ میرا اندوہ مجھے واپس دیدو ہمکو اندوہ ہی اچھا معلوم ہوتا ہے تو پھر صفتیں منتقل ہو گئیں۔ اسکے بعد شیخ ابوسعیدؒ سے فرمایا کہ کل قیامت میں پہلے تم نہ جانا کیونکہ تم ہمہ تن لطف و بانیاز ہو میں پہلے جاکر شور قیامت کم کردوں تو تم آنا۔ پھر فرمایا خداتعالیٰ نے ایک کافر کو یہ قوت دی تھی کہ چار کوس کا پہاڑ تھا وہ اُسے لشکر موسیٰ علیہ السلام پر پھینکنے کے لئے تراشتا تھا تو کیا تعجب ہے کہ مومن کو یہ قوت دیدے کہ وہ شور قیامت کو فرو کردے۔ پس شیخ ابوسعید چلے گئے اور دروازہ پر ایک پتھر تھا اسپر داڑھی ملی۔ شیخ ابوالحسن نے احترام کے خیال سے حکم دیا کہ وہ پتھر ہٹاکر محراب میں رکھدیا گیا۔ جب رات ہوئی تو وہ پتھر اپنی جگہ پہونچگیا۔ شیخ نے پھر محراب میں رکھوا دیا مگر رات کو پھر وہ اپنی جگہ پہونچگیا۔ تین بار ایسا ہی ہوا تو شیخ ابوالحسنؒ نے فرمایا کہ اب اسکو اپنی جگہ پر چھوڑ دو کہ شیخ ابوسعیدؒ بہت لطف کرتے ہیں۔ پھر حکم دیا کہ راہ وہاں سے ہٹادی گئی۔ دوسرا

دروازہ کھلوا دیا گیا جب شیخ ابوالحسنؒ انکی رخصت کو آئے تو فرمایا میں نے آپکو اپنے عہد کی ولایت میں
منتخب کیا تیس سال گذری کہ میں حق تعالیٰ سے ایسا شخص چاہتا ہوں جس سے وہ باتیں کہوں جو دل میں
رکھتا ہوں مگر کوئی محرم راز نہیں پاتا جس سے کہوں اور وہ سنے۔ اب آپکو بھیجا گیا ہے۔ ایسی وجہ سے شیخ
ابوسعید نے اس موقع پر کوئی بات نہ کہی۔ لوگوں نے پوچھا وہاں آپنے کوئی بات کیوں نہ کہی۔ جواب دیا ہمکو
سننے کیلئے بھیجا گیا تھا پھر فرمایا ایک مجھ سے ایک کہنے والا کافی ہے اور فرمایا میں پختہ اینٹ تھا
جب خرقان گیا تو گوہر ہو کر آیا۔ شیخ ابوسعید نے سر منبر فرمایا جبکہ شیخ ابوالحسنؒ کے صاحبزادے
موجود تھے کہ عہد نبوت سے اس وقت تک جن لوگوں نے اپنے آپ سے نجات پائی ہے وہ ملنے آپ پاک
ہو گئے ہیں۔ اگر تم کہو تو میں شمار کر دوں اور اگر اس زمانہ میں کوئی اپنے آپ سے پاک ہے تو انکے والد
آپکے صاحبزادے کیطرف اشارہ کیا۔ استاد ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں کہ جب میں ولایت خرقان
میں پہونچا تو میری فصاحت بہا گئی اور عبارت باقی نہ رہی یہ میں ان بزرگ (ابوالحسن) کی حرمت
سے سمجھا اور اپنی ولایت سے معزول ہو گیا۔ ابو علی سینا نے شیخ کا آوازہ سنکر خرقان کا عزم کیا۔
جب وثاق پہونچے تو شیخ ہیزم کو تشریف لیگئے تھے۔ پوچھا شیخ کہاں ہیں؟ بیوی نے جواب دیا اس زندیق
کذاب کا کیا کرو گے اور اسی قسم کے بہت بری کلمات کہے۔ ابو علی کے دل میں آیا کہ انکی عورت انکی
منکر ہیں تو انکا کیا حال ہوگا پس صحرا کا عزم کیا تو شیخکو دیکھا کہ آرہے ہیں اور ایک شیر کے اوپر
کچھ بوجھ لدا ہوا ہے۔ ابو علی حیران ہو گئے اور کہا حضرت یہ کیا حالت ہے۔ فرمایا ہاں جب تک ہم
ایسے بھیڑیے یعنی عورت کا بار نہ اٹھائیں گے یہ شیر ہمارا بار نہ اٹھائیگا۔ پھر وثاق میں آئے اور ابو علی
نے بیٹھکر بہت باتیں کہیں اور شیخ نے تھوڑی مٹی پانی میں بھگائی تھی تا کہ دیوار بنائیں دل اس طرف
متوجہ ہو گیا تو اٹھکر فرمایا معاف کرنا کہ مجھے یہ دیوار بنانا ہے اور دیوار پر چڑھ گئے۔ ناگاہ تیر آپکے
ہاتھ سے گر پڑا تو ابو علی تیر دینے کے لئے اٹھے مگر قبل اس کے کہ وہ اٹھیں اور وہاں پہونچیں وہ تیر خود
جگہ سے اٹھکر شیخ کے ہاتھ میں پہونچگیا۔ اسوقت ابو علی نہایت متحیر ہو گئے اور آپکے ساتھ حد سے
زیادہ انکو اعتقاد ہو گیا۔ عضد الدولہ وزیر بغداد کے پیٹ میں درد اٹھا تو تمام اطبا کو جمع کیا اور سب

عاجز آ گئے۔ آخر کو شیخ کی نعلین سے اسکا پیٹ دبایا تو حق سبحانہ نے اسکو شفا دیدی۔ ایک شخص نے آپکے
آکر کہا کہ میں چاہتا ہوں آپ مجکو خرقہ پہنا دیں۔ فرمایا اول میرے سوال کا جواب دیدو کہ اگر کوئی
مرد عورت کی چادر اوڑھ لے تو وہ مرد ہو جائیگا۔ کہا نہیں فرمایا یونہی اگر کوئی عورت مرد کے
کپڑے پہن لے تو وہ مرد نہ ہوگی۔ اگر تو مرد نہیں ہے تو خرقہ پہننے سے مرد نہ ہو جائیگا
ایک شخص نے آپکے پاس آ کر کہا کہ مجھے خلق کو خدا تعالیٰ کیطرف بلانیکی اجازت دیدیجیے۔ فرمایا
جب خلق کو حق تعالیٰ کی طرف دعوت دو تو اپنی طرف ہرگز دعوت نہ دینا۔ اسنے کہا حضرت
اپنی طرف دعوت دیتے ہو۔ ایکبار سلطان محمود نے ایاز سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمکو اپنی خلعت
پہنا دونگا اور سینہ پر تیغ لگا کر غلاموں کی طرح تمہارے پیچھے چلونگا۔ جب محمود شیخ کی زیارت
کو گئے تو شیخ کے پاس قاصد بھیجا کہ سلطان آپکے لئے غزنی سے یہاں تک آیا ہے۔ آپ بھی
اس کیلئے خانقاہ سے خیمہ تک آئیے اور قاصد سے کہدیا کہ اگر وہ نہ آئیں تو یہ آیت پڑھ دینا کہ
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ قاصد نے جا کر یہ پیغام پہونچایا تو شیخ
نے فرمایا مجھے معاف رکھو۔ تب قاصد نے یہ آیت پڑھی۔ فرمایا محمود سے کہنا کہ میں اطیعوا اللہ میں
اسقدر مستغرق ہوں کہ اطیعوا الرسول سے خجالت رکھتا ہوں تو اولی الامر تک کیسے پہونچوں قاصد
نے آکر محمود سے یہ بیان کر دیا تو محمود نے کہا اٹھو یہ ان مردوں میں سے نہیں ہیں جنکا گمان
ہم رکھتے ہیں اور رقت آ گئی پھر اپنے کپڑے ایاز کو پہنا دیئے اور دس کنیزوں کو غلاموں
کے کپڑے پہنا دیئے اور خود ایاز کی سلاح داری میں آگے پیچھے چلتے تھے اور اصحاب کے ہمراہ
شیخ کے صومعہ میں پہونچے صومعہ کے دروازہ سے نکلکر سلام کیا شیخ نے جواب دیدیا مگر کھڑے
نہ ہوئے پھر محمود کی طرف متوجہ ہوئے ایاز کی طرف نہ ہوئے۔ محمود نے کہا آپ بادشاہ کے
لئے کھڑے نہ ہوئے۔ فرمایا یہ سب دام ہے بادشاہ نے کہا ہاں دام ہے مگر آپ اسمیں پھنسنے
والے نہیں۔ پھر آپنے محمود کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا آگے آؤ۔ وہ آگے بڑھے تو کہا کچھ فرمائیے۔ فرمایا ان
نامحرموں کو باہر نکالدو۔ محمود نے اشارہ کیا تو کنیزیں باہر نکلگئیں۔ محمود نے کہا مجھ سے بایزید کی

کوئی بات اور حکایت بیان کیجیے۔ فرمایا بایزیدؒ نے یہ فرمایا ہے کہ جس نے مجکو دیکھا وہ شقاوت سے بیخوف ہوگیا محمودؔ نے کہا وہ پیغمبر سے بھی زیادہ ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابوجہل ابولہب اور بہت سے منکروں نے دیکھا مگر وہ اہل شقاوت ہیں۔ فرمایا ادب کرو کہ مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سوا آپ کے چار یار و صحابہ کے کسی نے نہ دیکھا اور اسکی دلیل یہہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ محمود کو یہہ بات پسند آئی اور کہا مجھے کچھہ نصیحت فرمائیے۔ فرمایا چار باتوں کا خیال رکھنا۔ ممنوعات سے پرہیز۔ نماز با جماعت سخاوت اور خلقِ خدا پر شفقت۔ محمودؔ نے کہا مجھے کچھہ دعا فرمائیے۔ فرمایا میں یہہ دعا کرتا ہوں کہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ کہا خاص دعا فرمائیے۔ فرمایا اے محمود عاقبت محمود ہو پھر محمودؔ نے اشرفیوں کی تھیلی سامنے رکھدی۔ آپنے نانِ جوین سامنے رکھکر فرمایا کھاؤ۔ محمودؔ کھانے لگے مگر حلق میں اٹکنے لگی۔ شیخ نے فرمایا شاید تمہارے حلق میں اٹکتی ہے۔ کہا ہاں۔ فرمایا تم چاہتے ہو کہ ہمارے حلق میں بھی یہ تھیلی اٹکے۔ اسے اٹھالو کہ ہمنے اسکو طلاق دیدی ہے۔ محمودؔ نے کہا کچھہ تو قبول کر لیجیے۔ فرمایا کچھہ قبول نکرونگا۔ کہا تو مجھے اپنی کچھہ یادگار دیجیے۔ شیخ نے اپنا ایک پیراہن انکو دیدیا۔ جب محمود لوٹنے لگے تو کہا حضرت آپکا صومعہ خوب ہے۔ فرمایا سب چیزیں تو تم رکھتے ہو یہہ بھی تمکو چاہیئے۔ پھر چلتے وقت شیخ انکے لئے کھڑے ہو گئے۔ محمودؔ نے کہا میں اول آیا تو آپنے التفات نہ کی اور اب کھڑے ہوگئے اس عنایت کا کیا سبب ہے۔ فرمایا اول تم رعونت بادشاہی میں امتحان کیلئے آئے تھے اور اب انکسار و درویشی کیساتھہ جاتے ہو کہ دولت درویشی کا آفتاب تمپر چمکا ہے پہلے تمہاری بادشاہی کے لئے میں نہ اٹھا اور اب تمہاری درویشی کے لئے اٹھا۔ پھر سلطان چلے گئے۔ اسی زمانہ میں سومنات میں پہونچے تو یہ خوف ہوا کہ شکست ہوجائیگی فوراً گھوڑے سے اترکر ایک گوشہ میں گئے اور منہ خاک پر رکھکر شیخ کا وہ پیراہن ہاتھہ میں لیا اور کہا الٰہی اس خرقہ والے کی آبرو سے ہمکو ان کافروں پر ظفر عطا کر جو کچھہ غنیمت ہمکو ملیگی درویشوں کو دیدینگے۔ ناگاہ کفار میں غدر پڑگیا آپسمیں ایک دوسرے کو قتل کرنیلگا۔ اور

عنایت شیخ ابوالحسن پیراہن کی برکت

مستغرق ہوگئے۔ لشکرِ اسلام نے ظفر پائی۔ اس شب کو محمود نے خواب میں دیکھا کہ شیخ فرماتے تھے اے محمود تم نے درگاہِ حق میں ہمارے خرقے کی آبرو کھو دی۔ اگر اس وقت تم چاہتے تو تمام کافر مسلمان ہو جاتے۔ ایک شب کو شیخ نے فرمایا کہ آج رات کو فلاں بیابان میں ڈاکوؤں نے قافلہ لوٹ لیا اور آدمیوں کو زخمی کر دیا۔ جب کی تفتیش کی تو ایسا ہی تھا جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا اور تعجب ہے کہ اسی رات کو کسی نے آپکے صاحبزادہ کا سر کاٹ کر گھر میں رکھدیا مگر آپکو کچھ خبر نہ تھی۔ آپکی بیوی آپکی منکرہ تھیں اور کہتی تھیں کہ اس شخص کو کیا کہئے جو اتنی دور کی خبر دیتا ہے مگر یہ اسکو خبر نہیں کہ میری لڑکی کا سر کٹا ہوا گھر میں رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اسوقت جو ہم دیکھ رہے تھے تو پردہ اٹھا ہوا تھا اور جسوقت لڑکے کو شہید کیا پردہ پڑا ہوا تھا۔ ماں نے لڑکے کا سر دیکھا تو اسیوقت اپنے گیسو کاٹ کر اُسپر رکھ دیئے اور نوحہ شروع کر دیا۔ شیخ نے بھی تھوڑی سی ڈاڑھی کے بال کاٹ کے اُس سر پر رکھ دیئے اور فرمایا ہمنے یہ دونوں تخم ڈالدیئے ہیں تمنے گیسو کاٹے تو مینے بھی ایسا کیا۔ شیخ بہت سے درویشوں کے ساتھ خانقاہ میں بیٹھے تھے اور سات روزے کچھ نہ کھایا تھا۔ ایک شخص آٹے کی بوری اور بکری لیکر آیا اور کہا کہ یہ میں صوفیوں کیلئے لایا ہوں شیخ نے فرمایا تم میں سے جس کو نسبت تصوف درست ہو وہ اسکو لے مجھ میں طاقت نہیں کہ تصوف کی شیخی مار وں تو کسی نے اسکو نہ لیا یہاں تک کہ واپس لیگیا۔ ایک عورت کے دو لڑکے تھے ہر شب کو ایک بھائی ماں کیخدمت میں مشغول ہوتا اور ایک حق تعالیٰ کی۔ ایک رات کو جو شخص خدمتِ حق میں تھا وہ چونکہ خدمتِ حق سے ہی خوش تھا اُسنے بھائی سے کہا کہ آج رات کو بھی خدمتِ حق بخشدو۔ اُس نے ایسا ہی کیا جب وہ رات کو سجدہ میں گیا تو سو گیا خواب میں دیکھا کہ ایک آواز آئی کہ ہمنے تیرے برادر کو بخشدیا۔ اور اُسی کی طفیل میں تجھے بھی بخشدیا۔ کہا میں تو خدمت خداوند میں مشغول ہوں اور وہ والدہ کی خدمت میں مجھے اُسکی طفیل میں کیوں کیا جاتا ہے حکم ہوا ہاں اسواسطے کہ ہم تو اس سے بے نیاز ہیں جو تو کرتا ہے مگر تیری والدہ بے نیاز نہیں جو تیرا بھائی خدمت کرے۔ چالیس سال تک شیخ نے تکیہ پر سر نہ رکھا اور نمازِ عشا کی وضو سے نماز صبح پڑھی۔ ایک دن تکیہ مانگا تو مرید خوش ہوگئے۔ پوچھا حضرت کیا بات ہے

فرمایا آج رات کو میں نے حق تعالیٰ کی استغنا و بے نیازی مشاہدہ کی۔ اور فرماتے ہیں تیس سال سے غیرِ حق کا اندیشہ میرے دل میں نہیں آیا۔ ایک روز ہوا سے ایک خرقہ پوش اترا اور زمین پر پیر مار کر کہنے لگا میں جنید وقت شبلی وقت۔ بایزید وقت ہوں۔ شیخ بھی کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے میں خدائے وقت و مصطفیٰ وقت ہوں۔ اور معنی وہی ہیں جو حسین منصور کے انا الحق میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ محو تھے کہتے ہیں کہ خلافِ سنت اولیاء سے کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت علیہ السلام نے بھی تو فرمایا تھا کہ اِنِّی لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ۔ ایک روز آپ کے دل میں ندا آئی کہ اے ابو الحسن تم خلق اور منکر نکیر سے نہیں ڈرتے جواب دیا میں مُردوں سی نہیں ڈرتا ہوں اور جس اونٹ کے چار دانت ہو گئے وہ جرس (گھنٹے) کی آواز سے نہیں ڈرتا۔ پھر ندا آئی کہ قیامت اور اس کی مشکلات و آفات سے بھی نہیں ڈرتے۔ کہا میں اس سے ڈرتا ہوں کہ جب قیامت میں تو مجھے قبر سے اٹھائیگا اور خلق کو عرصات میں حاضر کریگا میں اس مقام پر اپنی ابو الحسنی کا پیراہن اوتار کر دریائے وحدانیت میں غوطہ لگاؤں گا جس سے واحد ہی واحد ہو گا۔ اور ابو الحسن نہ ہو گا تو خوف کا مؤکل اور رجا کا مبشر کس کے پاس جائیگا۔ ایک رات کو نماز پڑھ رہے تھے تو آواز سنی کہ ہاں ای ابو الحسن تم چاہتے ہو کہ جو حال ہم تمہارا جانتے ہیں وہ خلق سے کہدیں تا کہ وہ تمکو سنگسار کر دیں شیخ نے کہا خداوندا تو چاہتا ہے کہ ہم جو تیری رحمت جانتے ہیں اور تیرا کرم دیکھتے ہیں وہ خلق سے کہدیں تا کہ پھر کوئی تجھے سجدہ نہ کرے۔ آواز آئی کہ نہ تم کہو نہ ہم کہیں ایکبار کہتے تھے الٰہی ملک الموت کو میرے پاس نہ بھیجنا کہ میں انکو جان نہ دونگا کیونکہ میں نے ان سے نہیں لی ہے جو انکو دوں میں تجھ سے جان لی ہے تجھے ہی دونگا فرماتے ہیں میرے دل میں ندا آئی کہ ایمان کیا ہے۔ میں نے کہا خداوندا جو ایمان تو نے دیا ہے وہ مجھے کافی ہے اور ندا آتی ہے کہ تم اور ہم ایک ہیں تو میں جواب دیتا ہوں کہ کیا تو خداوند قادر اور میں بندۂ عاجز نہیں۔ اور حق تعالیٰ نے خلق سے بندگی کی نشانی چاہی مگر مجھ سے خداوندی کی نشانی چاہی۔ اور جب میں عرش کے گرد پہونچا تو ملائکہ صف بنا کر سامنے آتے اور کہتے تھے ہم کروبی ہیں ہم روحانی ہیں۔ میں نے کہا ہم الٰہی

ہم یہی ہیں ... کہ حق شناس ... مسکین ... [illegible]

(اللہ والے) ہیں تو وہ منفعل ہو گئے اور مشائخ میرے جواب سے شاد ہوئے۔ اور تین باتوں کی انتہا مجکو معلوم نہ ہوئی۔ درجات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کینہ نفس اور معرفت۔ اور مجھے تھوڑی مٹی کی طرح جمع کیا تو بہت سی ہولنے آکر ساتوں آسمان و زمین کو مجھ سے پُر کر دیا اور میں خود ناپید ہو گیا۔ اور حق تعالےٰ نے مجھے وہ قدم دیا ہے کہ ایک قدم میں عرش سے تحت الثریٰ تک اور پھر تحت الثریٰ سے عرش تک پہونچ گیا تو میں سمجھا کسی جگہ نہیں گیا ہوں حق تعالےٰ نے ندا فرمائی کہ جس شخص کا قدم دستیر ہو وہ کہاں پہونچ سکتا ہے یعنی کہا وہ سفر جسمیں ہم ہیں بہت دراز و کوتاہ ہے کہ جسقدر چلتے ہیں پیچھے ہٹتے ہیں فرمایا میں نے چار ہزار باتیں حق تعالیٰ سے سُنی ہیں اگر دس ہزار کو پہونچ جاتیں تو ان کی نہایت نہ ہوتی کہ کیا ظاہر ہوتا۔ اور میں اپنے اوپر ایسا قادر تھا کہ میں چاہتا سیاہ کمبل دیجائے رومی ہو جائے تو ایسا ہی ہو گیا اب خدا کا شکر ہے کہ یونہی ہے اور میں نے دنیا و آخرت سے دل ہٹا کر خدا کی طرف کر لیا۔ اور جس شخص کو حق تعالےٰ تک ایسی راہ ہو کہ زمین سے آسمان تک اور آسمان سے عرش تک اور عرش سے قاب قوسین تک اور قاب قوسین سے مقام نور تک پہنچ جائے اگر وہ اپنا ذرا بھی اظہار کرے تو نیک مرد نہیں ہے۔ اور فرمایا میں آگاہ ہوں حق کی نعمتوں سے بہت اچھا یعنے جو کچھ میرا ہے وہ حق ہیں مجھ ہے اور جو باقی ہے وہ خیال ہے۔ اور جو کچھ مجھے درد ہے اگر اسکا ایک قطرہ باہر نکل آئے تو جہان ایسا ہو جائے جیسا حضرت نوح علیہ السلام کے عہد میں ہو گیا تھا۔ اور فرمایا جب میں تم میں سے چلا جاؤنگا اور کوہ قاف کے پیچھے میرے ایک فرزند کے پاس ملک الموت آئیں گے اور سختی سے اس کی جان نکالیں گے تو بھی میں قبر سے ہاتھ نکالکر خدائے تعالےٰ کا لطف اس کے لب و دندان پر ڈال دونگا۔ اور کہا الٰہی اگر مجھے کوئی چیز دے تو ایسی چیز دے جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے قیامت تک کسیکو نہ دی ہو کیونکہ میں کسیکا جھوٹا نہ کہا سکونگا۔ اور جونکی حضرت آدم علیہ السلام کے عہد سے اس وقت تک اور اس وقت سے قیامت تک حق تعالےٰ نے تمام پیروں کے ساتھ کی وہ تنہا تمہارے پیر کے ساتھ کی اور جو نیکی تمام پیروں کے مریدوں کے ساتھ کی وہ تنہا

تمہارے ساتھ کی۔ اور ہر شب کو نماز شام آرام سے نہیں پڑھتا جبتک اپنا حساب حقتعالے سے نہیں
نے لیتا۔ اور اپنا کام میننے اخلاص سے نہ کیا جبتک اپنے آپکو تنہا بندہ نہ سمجھا۔ اور اگر حق تعالی قیامت
میں تمام خلق کو میرے باعث بخشدی تو اس علو ہمتی سے جو درگاہ خدا میں رکھتا ہوں میں آنکھ اُٹھا کر
نہ دیکھوں۔ اور اس شخص کے حق میں تم کیا کہتے ہو جو نہ ویرانہ میں قدم رکھتا ہے نہ آبادی میں اور
حق تعالی نے اسکو ایسے مقام میں رکھا ہے کہ قیامت میں اسے اٹھائیگا تو تمام ویران و آباد
مخلوق اس کے نور سے اٹھیگی اور سب خلق اس کی وجہ سے بخشدی جائیگی کہ وہ اس جہان میں دعا
اور اس جہان میں شفاعت نکریگا۔ اور میں دنیا میں ایک کانٹے دار درخت کے نیچے خداوند کے ساتھ
زندگانی کرنا اس سے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ بہشت میں درخت طوبی کے نیچے ہوں اور اس کی خبر نرکھوں
اور فرمایا میں بیٹھے بیٹھے کبھی اس خداوند کی طرف سے اسقدر قوت مجھ میں آجاتی ہے کہ کہتا ہوں
ہاتھ پھیلا کر آسمان چھو لوں اور زمین پہ پیر ماروں تو اندر چلا جاؤں اور کبھی اپنے آپکو دیکھتا ہوں
تو خدا کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہوں اس تن و جسم پر جو میرا ہے اتنی سلطنت کس کام آئیگی۔ اور فرمایا
میں حکمنے والا ہوں مگر خود ناپید ہوں اور سننے والا ہوں مگر خود ناپید ہوں۔ اور کام سے مینے ہاتھ نہ
ہٹایا جبتک مینے یہ حالت ندیکھلی کہ ہوا میں ہاتھ پھیلایا تو سونا ہاتھ میں آگیا مگر مینے اسکو نہ لیا
کیونکہ یہ کرامت تھی اور جو کوئی کرامت میں سے لیتا ہے اسپر یہ در بند ہو جاتا ہے اور دوبارہ
نہیں کھلتا۔ اور میں دونوں جہان سے ناپید ہو جاؤں یا میں ہی میں ہوں خبر دار مُردہ دل اور
معلم نہ ہونا۔ اور شبانہ روز میں جو بیس گھنٹے ہیں میں ایک گھنٹہ میں ہزار بار مرا اور تیئیس گھنٹوں کی
صفت بیان نہیں ہوسکتی۔ اور فرمایا آدمی دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات کو نماز پڑھتے ہیں
اس امید میں کہ منزل تک پہنچ جائیں اور میں خود اپنی منزل ہوں۔ اور فرمایا جب شکم مادر میں چار
ماہ کا تھا اسوقت سے اب تک مجھے تمام باتیں یاد ہیں اور اسوقت سے جبکہ میں وفات
پاؤنگا قیامت تک کا بھی تمام حال تم سے کہہ سکتا ہوں۔ پھر فرمایا لوگ فلاں شخص کو امام کہتے ہیں مگر
وہ اس شخص کے سوا کوئی نہیں جو عرش سے تحت الثری تک اور مشرق سے مغرب تک تمام خلق کی

خبر رہتی ہے۔ اور فرمایا میں آدمیوں فرشتوں جنوں اور تمام چرندوں پرندوں کو دیکھتا ہوں جو چیز روئے دنیا پر مخلوق ہے اسکا بہت اچھی طرح پتہ دے سکتا ہوں۔ اور اگر ترکستان سے شام تک کسی کی انگلی میں پھانس لگ جائے یا پتھر میں پیر گھس جائے یا دل میں اندوہ ہو تو وہ انگلی میری ہے اور اس کی تکلیف میرے قدم میں ہے اور وہ اندوہ میرے دل میں ہے۔ اور فرمایا اگر وہ حالت جو میری ایک ساعت ہے خلق سے بیان کروں تو وہ تحمل نہ کریں اور اگر وہ حالت کہوں جو اسکی میرے ساتھ ہے تو وہ ایک آگ ہے جو روئی میں ڈالدی گئی ہے میں پسند نہیں کرتا کہ اپنے آپ میں ہوں اور اسکی بات زبان سے کہوں۔ اور شرم رکھتا ہوں کہ اس کے سامنے کھڑا ہوں اور اسکی بات کہوں میں اس قابل نہیں نہیں ہوں جس کے سردار مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نہیں۔ اور فرمایا خلائق کے لئے اول و آخر ہے جو اول میں کریں گے آخر میں انکو اسکا بدلہ ملیگا اور مجکو حق تعالیٰ نے ایسا وقت دیا ہے کہ اول و آخر میری وقت کے آرزو مند ہیں۔ اور میں نہیں کہتا کہ بہشت و دوزخ نہیں مگر یہ کہتا ہوں کہ انکی مجھ تک رسائی نہیں کیونکہ وہ دونوں مخلوق ہیں اور جسجگہ میں ہوں کسی مخلوق کی رسائی نہیں ہے اور فرمایا میں خاص لوگوں سے اسلئے بیان نہیں کرسکتا کہ وہ پردہ کھولدیں گے اور عوام سے اسلئے کہ انکو راہ نہ ملیگی اور اپنے آپ سے اسلئے کہ تکبر پیدا ہوگا اور میں زبان نہیں رکھتا جس سے بیان کروں۔ اور جب حق تعالےٰ میری ساتھ اپنے لطف سے پیش آیا تو ملائکہ کو غیرت آئی پس مجھے ان سے پوشیدہ کردیا۔ مجکو نیست کردیا اور مخلوق سے جدا کرلیا کہ اس کے بعد خود اپنے آپ سے کہتا اور کرتا تھا۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اسکا حکم ایسا ہی ہے تو کراماً کاتبین مجکو نہ دیکھ پاتے۔ اور رحم مادر میں جل گیا جب پیدا ہوکے زمین پر آیا تو بگھل گیا جب حد بلوغ کو پہونچا تو بوڑھا ہوگیا اور تمام اسکی مخلوق مثل کشتی کے ہے جسکا ملاح میں ہوں اور اس کشتی کا لیجانا مجھے اسحالت سے جدا نہیں کرتا۔ جسمیں میں ہوں۔ اور حق تعالیٰ نے مجھے فکر دی جس سے اسکی تمام مخلوق کو میں نے دیکھا پس شب و روز کا شغل مجھی ہوگیا۔ پھر اس فکر نے بینائی دیکھی تو شمع ہوگئی پھر انبساط اور محبت و ہیبت ہوگئی۔ پھر گرانباری پھر اس فکر سے اس کی یگانگی میں پڑگیا تو ایسی جگہ پہونچگیا کہ فکر حکمت ہوگئی

پھر صراط مستقیم اور خلق پر شفقت ہو گئی یہاں تک کہ اُسکی خلق پر اپنے آپ سے زیادہ کسی کو مشفق نہ پایا پھر میں نے کہا کاش کہ تمام خلق کے بدلے میں مر جاتا تاکہ خلق کو زہر موت کی تلخی نہ چکھنا پڑے اور تمام خلق کے بدلے مجھ سے حساب ہوتا تاکہ خلق کو حساب نہ دیکھنا پڑتا اور کاشکہ تمام خلق کے عوض میں مجھے سزا ہوتی تاکہ خلق کو عذاب دوزخ نہ جھیلنا پڑتا اور حق تعالیٰ اپنے دوستوں کو ایسی مقام میں رکھتا ہے جہاں مخلوق کی رسائی نہیں۔ اور میں اس بات میں سچا ہوں اگر اُس کے لطف کا بیان کروں تو لوگ مجھے دیوانہ کہنے لگیں اور جو کچھ میں نے کھایا پہنا اور دیکھا سنا اور جو مخلوق پیدا کی گئی ہے وہ مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اور حق تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تمکو بدبخت لوگ ند کہیں گے اُس شخص کو دکھائیں جو ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہم اُسکو دوست رکھتے ہیں۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ کس کو لاتا ہے جس کسی کو آج اس حرم میں اتاریگا کل اسی کو وہاں میرے ساتھ حاضر کریگا۔ اور میں نے کہا الٰہی اپنے پاس بلالے۔ ندا آئی کہ میرا تجھپر حکم ہے تجکو اسی طرح رکھونگا تاکہ میں جس کسی کو دوست رکھتا ہوں وہ آکر تجھے دیکھے اور اگر آنہ سکیگا تو تیرا نام اُسے سناؤنگا تاکہ وہ تجھے دوست رکھے کیونکہ تجکو میں نے اپنی پاکی سے پیدا کیا ہے تجھے پاک لوگ ہی دوست رکھیں گے۔ اور جبتک خدا نے مجھے دوست نہ بنایا مجھی خلق کا دوست نہ کیا۔ اور جب تن نے اُس کے دربار میں گیا تو دلکو بلایا وہ آگیا پھر ایمان و یقین عقل و نفس آگئے دل کو ان چاروں کے درمیان میں کرلیا یقین نے اخلاص کو پکڑا اور خلاص نے عمل کو یہاں تک کہ حق تعالیٰ کے پاس پہونچگیا پھر ایسا مقام ظاہر ہوا کہ میں نے اپنے آپکو ند یکھا محض حق کو ہی دیکھا تو ان چاروں چیزیں جو میں لیگیا تہا میری محتاج ہو گئیں۔ اور میں نے ماسوائے حق ہر چیز سے زہد کرلیا تو اسوقت پکارا اور حق سے جواب سنا تو سمجھ گیا کہ خلق سے گذر گیا لبیک اللہم لبیک کہا اور احرام باندھ لیا پس حج کیا اور وحدانیت میں طواف کیا۔ بیت المعمور نے میری زیارت کی اور کعبہ نے میری تسبیح کی اور ملایکہ نے میری ثنا کی پھر ایک نور ظاہر ہوا جسکے اندر سرائے حق تھی جب میں سرائے حق میں پہونچا تو میری پاس کچھ نہ رہا تھا۔ اور فرمایا تمام عبادات و کرامات کا ثواب و حد ظاہر ہے مگر حق تعالیٰ کے ذکر کا اولیاء کیلئے کچھ ثواب و حد ظاہر نہیں اور میں پہلے یہ سمجھا کہ

کوئی امانت مہر لگی ہے جب غور سے دیکھا تو اپنی خداوندی مہر لگی تھی۔ اور میں تو اسے اپنے معاملہ کا
کچھ ذکر نہیں کرتا مگر خدا کی پاکی اور رحمت و دوستی کا بیان کرتا ہوں کہ موج پر موج آتی اور کشتی پر
کشتی توڑتی ہے۔ اور پچاس سال گذرے کہ میں حق تعالیٰ کی باتیں کرتا ہوں مگر میرے دل اور
زبان کو اس سے کچھ ترقی نہیں۔ اور تہتر سال میں نے حق تعالیٰ کے ساتھ زندگانی کی کہ ایک سجدہ شرع
کے مخالف نہ کیا اور ایک سانس نفس کی موافقت میں نہ لی اور سیر ایسا کیا کہ عرش سے تحت الثریٰ
تک میرے لئے ایک قدم ہو گیا۔ اور حق تعالیٰ سے میں نے ندا سنی کہ اے میرے بندہ اگر تو میرے سامنے اندوہ
سے آئیگا تو میں تجھکو شاد کر دوں گا۔ اور اگر نیاز و فقر سے آئیگا تو تجھکو امیر کردونگا۔ جب اپنے آپ سے
بالکل ہاتھ اٹھالیگا تو آب و ہوا تیری تابع کردونگا۔ اور ایکبار تمام روئے زمین کے خزانے حاضر کئے گئے
کہ میں ان پر نگاہ ڈالوں میں نے کہا خداوندا تباہ ہو وہ شخص جو ایسی چیزوں پر غرہ کرے تو حق تعالیٰ سے
ندا آئی کہ اے ابوالحسن نہ دنیا کا تم میں حصہ ہے نہ آخرت کا۔ دونوں جہان کے عوض میں میں
تمہارے لئے ہوں۔ اور حق تعالیٰ نے میری نظر میں میری زندگانی گندہ کر دی۔ اور جب سے
میں نے دنیا سے ہاتھ اٹھایا ہے میں کبھی اس کا اسیر نہ ہوا اور جب سے اللہ کہا ہے کسی مخلوق کی طرف
نظر نہیں کی۔ اور جو بندوں کے علم میں آتا ہے وہ سب میں نے حق تعالیٰ کی توفیق سے کر لیا اور جو
اس کی تمام بندوں کے ساتھ تھی وہ مجھے اپنے فضل سے دیدی۔ یہ بات کبھی میں
کہتا ہوں اور کبھی عطا سے کہ جس جگہ میں وہاں خلق کی رسائی نہیں۔ ایک شخص سے فرمایا تم
خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہنا چاہتے ہو۔ اسنے کہا ہاں۔ فرمایا ساٹھ سال کی عمر جو تمنے حق
کی اسکو واپس کرو تم کو حق تعالےٰ نے پیدا کیا ہے اور صحبت حضرت خضر کی چاہتے ہو جب سے میری
صحبت اس کے ساتھ ہے کبھی مجھے تمنا نہ ہوئی کہ کسی مخلوق کی صحبت میں رہوں۔ اور خلق میری
تعریف یا مذمت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ جو کچھ بیان کریگی میں اس کے خلاف ہونگا۔ اور میرا
وقت تمام چیزوں تک پہونچتا ہے اور وقت تک کوئی چیز نہیں پہونچتی خلق وقت کے اسیر ہیں اور
ابوالحسن خداوند وقت ہے جو میں اپنے وقت کا بیان کرونگا اس سے مخلوق پست ہو جائیگی۔ اور

فرمایا جب میں نے اُس کی ہستی کو دیکھا تو اُس نے میری ہستی مجھے دکھا دی اور جب میں نے اپنی ہستی کو دیکھا
تو اُس نے اپنی ہستی و خداوندی مجھکو دکہا دی۔ میں اس اندوہ میں رہا یہاں تک کہ حق تعالیٰ سے ندا
آئی کہ اپنی ہستی کا اقرار کر۔ میں نے کہا سوا تیرے کون ہے جو تیری ہستی کا اقرار کرے۔ کہا تو نے خود نہیں
کہا شہد اللہ (اللہ خود اپنے وجود کا شاہد ہے) اور جب حق تعالیٰ نے میرا ہاتھ مجھ پر ظاہر کر دیا تو
اس راہ کی روشنی میں اس قدر فرق تھا کہ ہر سال گویا الف سے نبوت تک پہنچا تھا۔ اور شب و روز کے
چوبیس گھنٹے میرے لئے ایک دم ہیں اور وہ ایک دم حق سے اور حق کے ساتھ ہے۔ میرا دعویٰ خلق کے
ساتھ نہیں اگر میں اجگہ پیر رکھوں جہاں ہمت ہے تو ایسے مقام پر پہونچ جاؤں جہاں ملائکہ مقربین
کی رسائی نہیں۔ اور کہا جن لوگوں کو تو نے ظاہر کیا اُن سب کو میں نے تیرے ساتھ دیکھا بعض کو کم اور
بعض کو زیادہ۔ میں نے کہا خداوندا تو نے جو کچھ انہیں پیدا کیا ہے وہ انکو دکھلا۔ فرمایا اے ابو الحسن
دُنیا کی یہی حالت ہے اگر میں انکو ان پر ظاہر کر دوں تو دُنیا خراب ہو جائے۔ اور میں اپنے آپ سے
سیر ہو گیا تو اپنے آپکو پانی میں ڈالدیا مگر غرق نہ ہوا تو آگ میں کود پڑا لیکن آگ نے بھی نہ جلایا تو
چار مہینے دس روز تک کہانا نہ کہایا مگر جب بھی نہ مرا تو میں نے آستان عجز پر سر رکہا۔ سو وقت فتوح
ہوئی اور میں ایسے مقام پر پہونچ گیا کہ بیان میں نہیں ہو سکتا۔ اور میں نے اہل آسمان و زمین کے اعمال دیکھے تو
اس کے مقابلہ میں جو میں نے دیکھے تھے وہ میری نظر میں نہ آئے پس حق تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ تم
اور تمام خلق میرے نزدیک ایسی ہیں جس طرح یہ سب تمہارے نزدیک۔ اور کہا میں نہ عابد ہوں نہ زاہد
نہ عالم ہوں نہ صوفی۔ خداوندا تو ایک ہے میں تیری اسی یکتائی میں ایک ہوں۔ اور وہ کیا مرد
ہے جو خداوند کے سامنے یوں نہ کہڑا رہے جیسے آسمان و زمین اور پہاڑ کہڑے ہیں۔ اور جو اپنی آپکو
نیک مرد ظاہر کرے وہ نیک نہیں ہے کیونکہ نیکی خداوند کی صفت ہے۔ اور فرمایا اگر تم کرامت پر پہونچنا
چاہو تو ایک دن نہ کہاؤ اور تین روز نہ کہاؤ تیسرے روز کہاؤ اور پانچ دن تک نہ کہاؤ۔ پانچویں روز
کہاؤ اور چودہ روز نہ کہاؤ۔ پھر ایک دن کہا کر ایک مہینہ تک نہ کہاؤ۔ اور ایک روز کہا کر چالیس دن تک
نہ کہاؤ۔ اور ایک دن کہا کر چار ماہ تک نہ کہاؤ۔ اور ایک روز کہا کر سال بھر تک نہ کہاؤ۔ اس وقت

جیسے اُٹھا نہیں سکتی۔ اور فرمایا جو حق تعالیٰ کے نزدیک مُردہ ہے وہ خلق کے نزدیک طفل ہے اور جو خلق کے نزدیک مُردہ ہے وہ وہاں نامرد ہے۔ اور سب بات کا خیال رکھو کیونکہ مَیں ایسے وقت میں ہوں جسکی صفت ظاہر نہیں ہوسکتی۔ اور فرمایا جو میری باتیں سُن کر سمجھتا ہے کہ مینے خدا کی تعریف کی اُس کا مغز لے لیا جاتا ہے اور جو سمجھتا ہے کہ مینے اپنی تعریف کی اُس کا دل چھین لیا جاتا ہے کیونکہ میری باتیں دریائے پاک کی ہیں جن میں خلق کا کچھ دخل نہیں۔ اور فرمایا مینے عافیت تنہائی میں پائی اور سلامتی خاموشی میں۔ اور میرے دل میں ندا آئی کہ ای ابوالحسن میرے حکم پر قایم رہو کہ مَیں ہمیشہ زندہ ہوں تمکو ایسی حیات دونگا جسمیں موت نہیں۔ اور جس بات سے مینے منع کیا ہے اُس سے باز رہو کہ میرے ملک و بادشاہی کو زوال نہیں تمکو ایسا ملک دونگا جسے زوال نہیں۔ اور فرمایا جسنے مجھے پہچانا اور دوست رکھا اُس نے حق کو اور حق نے اُسکو دوست رکھا اور جو شخص جوانمردوں کی صحبت میں رہا وہ حقتعالیٰ کی صحبت میں رہا۔ اور جب میری زبان ذکرِ توحید حق تعالیٰ میں گشادہ ہوگئی تو مینے آسمان و زمین کو اپنے گرد طواف کرتے دیکھا مگر خلق اس سے غافل ہے۔ اور میرے دل میں ندا آئی کہ لوگ مجھ سے بہشت طلب کرتے ہیں ایمان کا شکر ادا کرتے نہیں پائی ہیں اور دوسری چیز مانگتے ہیں۔ اور فرمایا ہر صبح کو عالم زیادتی علم طلب کرتا ہے۔ اور زاہد زیادتی زہد مگر ابوالحسن اس فکر میں ہوتا ہے کہ کسی مسلمان بھائی کا دل خوش کرے۔ اور فرمایا جو یہاں آئے اُسکو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ قیامت میں جبتک مَیں اُسکو رہا نہ کراونگا بہشت میں نہ جاونگا اور اگر وہ ایسا اعتقاد نہیں کرسکتا تو کہدو کہ یہاں نہ آئے اور مجھے سلام نہ کرے۔ اور ایسی چیز میرے پاس آئے جسنے تین دن تک مجھے دنیا و آخرت سے مُردہ کردیا پھر ایسی زندگانی ملی جسمیں موت ہی نہیں۔ اور اگر مَیں ایک بات نیشاپور کے علماء سے کہدوں تو پھر کوئی منبر پر نہ چڑھے۔ اور مینے خدا تعالیٰ اور خلق سے ایسی صلح کرلی ہے کہ کبھی ہرگز جنگ نہ کرونگا۔ اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ خلائق مجھے کہیگی کہ بایزیدؒ کے درجہ کو پہونچگئے ہیں اور بے حرمتی کرتے ہیں تو مَیں وہ تمام باتیں تم سے بیان کردیتا جو بایزیدؒ نے حق تعالیٰ سے کہی ہیں یا سوچی ہیں کیونکہ جہاں تک بایزیدؒ خیال ہی پہونچے ہیں

ابو الحسنؒ وہاں تا قدم سے پہونچگیا ہے۔ اور بایزیدؒ نے کہا ہے کہ نہ میں مقیم ہوں نہ مسافر کیونکہ میں
اُس کی یگانگی میں مقیم ہوں اور یکتائی میں سفر کرتا ہوں۔ اور جب سے حق تعالیٰ نے مجھکو ظاہر کیا ہے
بہشت مجھے طلب کرتی ہے اور دوزخ مجھ سے ڈرتی ہے۔ اور اگر میں جہاں میں ہوں بہشت و
دوزخ در گذر کریں تو دونوں اپنے رہنے والوں کے ساتھ مجھ میں فانی ہو جائیں پھر ندا آئی کہ اے ابو الحسنؒ
تمکو خداوندی کے سوا سب چیزیں دیدونگا۔ میں نے کہا خداوندا یہ لینے دینے کی باتیں درمیان سے
اُٹھا لے کیونکہ یہ بیگانوں میں ہوتی ہیں۔ اور فرمایا لوگ وہ حالات بیان کرتے ہیں جو انکو حق تعالیٰ کی طرف سے
ہوتی ہے اور ابو الحسنؒ وہ حالات بیان کرتا ہے جو حق تعالیٰ کی میرے ساتھ ہے۔ اور تیس سال سے میں
خلق کی طرف رخ کرکے بات کرتا ہوں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ میں اُن سے کہتا ہوں حالانکہ میں حق تعالیٰ
سے کہتا ہوں خلق سے میں نے ایک بات بھی نہیں کی ہے کیونکہ باطن میں میں حق تعالیٰ کی طرف متوجہ تھا
اور اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آجائیں تو مجھکو خاموش ہونا چاہیے۔ اور میں کہاں آج
۔ آدم علیہ السلام کی اولاد تھے مگر جیسا میں ہوں نہ آدمی ہے نہ آدم۔ جوانمردی رہتی خدا کو
ساتھ ہی اور بس۔ اور فرمایا میں چت سو رہا تھا کہ گوشہ عرش سے کوئی چیز میرے منہ میں قطرہ قطرہ
ہو کر ٹپکنے لگی اور اُس کی حلاوت میرے باطن میں ظاہر ہونے لگی۔ اور میں اور بایزیدؒ اور اویس قرنیؒ
ایک کفن میں ہیں اور تمام جہان میں ایک زندہ شخص یعنی بایزیدؒ نے ہمکو دیکھا۔ ایک روز یہ آیت
پڑھی۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ (پروردگار کا مواخذہ بہت سخت ہے) اور کہا میرا مواخذہ
اُس کے مواخذہ سے سخت ہے کہ وہ عالم کو پکڑتا ہے اور میں اس کے دامن کبریائی کو پکڑتا ہوں۔ اور
میرے دلبر عشق کا ایسا نشان ہے کہ عالم میں کسیکو میں محرم نہیں پاتا جس سے وہ بیان کروں۔ اور
فرمایا حق تعالیٰ قیامت میں مجھ سے فرمائے گا کہ میرے پاس آ کر جو چاہو مانگو میں کہونگا خداوندا تو
زیادہ عالم ہے۔ فرمائیگا ہمنے تمہاری ہمت تمکو دیدی جو چاہو مانگو میں کہونگا الٰہی میں اُن لوگوں کو
چاہتا ہوں جو میرے وقت میں تھے اور میرے بعد قیامت تک میری زیارت کو آئے یا نہ زیارت کو
نہ آئے تو انہوں نے میرا نام سن لیا یا نام بھی نہیں سنا۔ تو حق تعالیٰ فرمائیگا تمنے دنیا میں وہ کیا جو

مجھے اٹھا اب ہم بھی وہ کریں گے جو تم کہتے ہو پس حقیقت الٰہی بکو میرے سامنے کردیگا۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے کہ اگر تم کہو تو میں تمکو اپنے آگے جگہ دیدوں میں کہونگا یا رسول اللہ میں
دنیا میں آپکا تابع تہا اور یہاں بھی تابع ہوں۔ پھر نور کا فرش بچھایا جائیگا جسپر ابوالحسن اور ابوالحسن کے
مریدوں کے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہزار شخصوں کو پیش کریں گے جنکی مثل اولین و
آخرین میں کوئی نہ ہوگا۔ حق تعالیٰ ابوالحسنؒ کو اُن کے مقابلہ میں لاکر فرمائیگا کہ یہ تیرے ایسے
ضعیف ہیں اور ابوالحسنؒ ہمارا ضعیف ہے۔ اور حق تعالیٰ نے مجھسے خطاب فرمایا کہ جس نے تمہارے اس
حوض کا پانی پیا ہے اسکو میں نے بخشدیا اور روزِ قیامت میں اپنی زیارت کرنیوالوں کی شفاعت کرونگا
بلکہ وہ دوسروں کی شفاعت کریں گے۔ اور جو ہماری باتیں سن لیگا اسکا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ
قیامت میں اس کو حساب نہ ہوگا۔ اور میرے باطن میں ندا آئی کہ ہم نے تو سب چیزیں دیدیں اور تم
بار بار فرمایا یہ تحقیق نہیں ہے۔ اور فرمایا کبھی میں اُسکا ابوالحسن ہوا اور کبھی وہ میرا ابوالحسن ہے۔ جب
ابوالحسن فنا ہوتے تو اُس کے بوالحسن ہوتے اور جب بقا میں ہوتے تو جو کچھ دیکھتے اپنے آپکو دیکھتے
اور جسقدر کیفیت وہ الٰہی ہوا۔ اور یہی بات ہو ہزار سے نہایت پسندیدہ ہے لیکن میں تو حق تعالیٰ کے
قدم پہنچا اور دیکھا پہلی سیڑہی پر جو قدم رکہا تو حق تعالیٰ تک پہنچایا تہا۔ اور لوگوں کی اسمیں اختلاف
ہے کہ کل اسکو دیکھیں گے یا نہیں مگر ابوالحسن نقد اسی دن کرلیتے ہے۔ اور کہا اگر فرشتہ مجہسے پیارا مجہے
رکہیگا تو میں اسپر دوستی میں ثابت رہونگا۔ اور اگر فرشتہ مجہسے پیار کریگا تو میں تیری سلطنت میں دونہ
رہونگا۔ اور جب نور انبساط ظاہر ہوگا تو وہ نور ہیں خود ہونگا اور میری خودی تو ہی ہے۔ اور
کہا خداوندا صرف ایک حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تیری طرف بلایا انکے بعد تمام آسمان
اور زمین والوں کو میں نے تیری طرف بلایا۔ اور یہ باثبات شریعت بیانِ حقیقت ہے اور ابوالحسنؒ
درمیان میں غائب ہیں۔ اور حق تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ میں نے تمام خلق کے گناہ معاف کردیئے
سوا اس کے جس نے میری دوستی کا دعویٰ کیا تہا تو میں نے بھی کہا کہ اگر اس طرح معاف نہیں تو اس طرف
بہی ندامت نہیں جو کچھ میں نے کہا ہے اسپر پشیمان نہ ہونگے۔ اور کہا خداوندا قیامت کے دن سب کی

حاجت باقی رہے گی مگر وہ حاجت جو میرے اور تیرے درمیان ہے وہ نہ جائیگی۔ اور کہا الٰہی
تیری نعمت فانی ہے مگر میری نعمت باقی ہے کیونکہ تیری نعمت میں ہوں اور میری نعمت تو ہے۔
اور کہا الٰہی قیامت میں انبیاء علیہم السلام نور کے منبروں پر بیٹھیں گے اور خلق انکا نظارہ کریگی یونہی
اولیا نور کی کرسیوں پر بیٹھیں گے اور لوگ انکا نظارہ کریں گے مگر ابو الحسن فرش یگانگی پر بیٹھیگا تاکہ
خلق تیرا نظارہ کرے۔ اور کہا الٰہی میری تین چیزیں خلق کے ہاتھ میں ہے۔ ایک جان یعنی وہ تجھ
سے لی ہے تو ملک الموت کو نہ دونگا۔ اور جب تو روز و شب میرے ساتھ ہے تو کراماً کاتبین کا کیا کام
اور میں منکر و نکیر کو سوال نہیں چاہتا کہ اگر تیرا نور یقین دیدونگا تو وہ تجھپر ایمان نہ لائیں گے اور میں
ہاتھ کھینچ لونگا۔ اور فرمایا اگر بندہ تمام مقامات سے گذر جائیگا تو پھر حق تعالیٰ کی ہستی کچھ ظاہر نہ ہوگی
جبتک وہ تمام چیزیں اُسے واپس دیدے جو اُس سے لی ہیں اور کہا خداوندا مجکو ایسے مقام پر نہ رکھ
کہ میں خلق و حق یا من و تو کہوں بلکہ مجھے اپنے فضل سے ایسے مقام پر رکھ کہ میں درمیان میں نہ ہوں
تو ہی تو ہو۔ اور کہا خداوندا اگر میں خلق کو تکلیف دوں تو وہ مجھے دیکھ کر راہ کترا جائیں اور تجکو بینے
اتنا آزردہ کیا مگر تو میرے ساتھ ہے کہ یہ راہ پاکوں کی ہے۔ اور الٰہی میں تیری طرف ہاتھ بڑھاؤں
تاکہ تمام مخلوق میں تجھسے ظاہر ہو جاؤں یا ایسا بیٹھ جاؤں کہ ناپید ہو جاؤں۔ اور فرمایا جب دو
ہوتے ہیں تو ہمتا ہوتا ہے اور جب ایک ہوتا ہے تو بے ہمتا ہوتا ہے۔ اور کہا خداوندا جو چیز میری ہے
وہ میں تیرے کام میں دیدی اور جو چیز تیری ہے وہ بھی دیدی تاکہ میری خودی درمیان سے
اُٹھ جائے محض تو ہی تو ہو۔ اور کہا ہر جگہ میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے رسول کا غلام اور تیری خلق
کا خادم۔ اور میں نے جو پچاسی تکبیریں کہیں۔ ایک دنیا پر۔ دوسری خلق پر تیسری نفس پر چوتھی آخرت
پر۔ پانچویں طاعت کے خیال پر۔ اسقدر خلق سے کہہ سکتا ہوں۔ اور اناسی باقی نہیں کہہ سکتا اور
فرمایا میں چالیس قدم چلا جنمیں سے ایک قدم تحت الثریٰ سے عرش تک تھا باقی کا حال بیان
نہیں ہو سکتا۔ اور کہا خداوندا جب تو مجکو یاد کرے تو جان تیرے ذکر کے فدا اور جب میرا دل تیری
یاد کرے تو میری جان و تن میرے دل پر فدا ہو۔ اور الٰہی جب میرے بدن میں درد ہو تو تو شفا دیگا

اور جب تو درد دے تو مجھ کو کون شفا دیگا۔ اور خداوندا تو نے مجھے اپنے لئے پیدا کیا اور ماں کے شکم
سے میں تیری لئے پیدا ہوا ہوں تو مجھے کسی مخلوق کا شکار نہ کر۔ اور خداوندا تیرے بعض بندے نماز و
طاعت کو دوست رکھتے ہیں بعضے حج و جہاد کو اور بعضے علم و سجادہ کو مگر مجھے یہ بات عطا کر کہ میری
زندگانی و دوستی تیرے ہی لئے ہو۔ اور خداوندا اگر نور سے تن و دل ہوتا تو بھی تیری خدمت کے
لایق نہ ہوتا چہ جائیکہ ایسا خراب تن و دل تیرے لایق ہو۔ اور خداوندا کوئی شخص تیرے دوستوں میں ہو
کہ تیرا نام ٹھیک ٹھیک لے تو میں اپنی آنکھیں اُس کے قدم کے نیچے رکھدوں۔ اور خداوندا میں دنیا
میں جس قدر چاہونگا شیخی ماروں گا تو کل جو چاہے میرے ساتھ کرنا۔ اور الٰہی بہت لوگ ایسے ہیں جو قیامت
میں شہید اُٹھیں گے کہ وہ تیری راہ میں مارے گئے ہیں۔ اور میں ایسا شہید اُٹھونگا کہ تیری شمشیر عشق کا کشتہ
ہوں اور ایسا درد رکھتا ہوں کہ جب تک تیری ہستی ہے وہ درد بھی باقی رہے۔ اور تمام کاموں میں اول
طلب ہوتی ہے پھر یافت مگر اس کام میں پہلے یافت ہوتی ہے پھر طلب آوے نامردوں کے پیروں میں آبلے
پڑ گئے مگر مردوں نے سر آبلوں کے پیچھے پیچھے رکھا۔ اور بعض شخص ایسے ہیں جو ستر سال میں ایک بار آگاہی پاتے
ہیں اور بعض پچاس سال میں بعض چالیس برس میں اور بعض تیس برس میں بعضے دس سال میں اور بعضے
سال بھر میں بعض مہینہ بھر میں اور بعض نماز کے وقت سے نماز کے وقت تک مگر بعض ایسے ہوتے ہیں
اُسپر احکام جاری ہوتی ہیں لیکن اُسکو اسجہان کی خبر نہیں ہوتی۔ اور خبردار آسان آسان نہ کہنا کہ میں
مرد ہوں ستر سال تک اپنا معاملہ ایسا دیکھو گے کہ تکبیر اول خراسان میں کہی اور سلام کعبہ میں پھیرا اور یہ
عرش تک اوپر نیچے تحت الثریٰ تک دیکھو گے اوقت سمجھو گے کہ ویسا ہی بے نماز ہوں اور مرد نہیں ہوں
اور فرمایا بعض لوگ کعبہ میں طواف کرتے ہیں بعضے بیت المعمور میں اور بعضے عرش کے گرد مگر جوانمرد اُس کی
یگانگی میں طواف کرتے ہیں۔ اور تمام مسلمان نماز پڑھتے روزہ رکھتے ہیں مگر مرد وہ ہے کہ ساٹھ سال تک
اس طرح گذارے کہ فرشتہ کوئی اُس کی بات ایسی نہ لکھے جس کے باعث حق تعالیٰ سے شرمندہ ہونا پڑے اور
حق تعالیٰ کو ایک لمحہ فراموش نہ کرے۔ اور بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں بعض شخص ایک ایک سو دو دو سو
سال تک سجدہ میں رہتے تھے مگر مشاہدہ نہ تھا جو اس اُمت کو حاصل ہے کہ اِنکی ایک لحظہ فکر اُن کے

ایک سال سجدے کے برابر ہے۔ اور فرمایا اپنے دل کو موج دریا کی طرح سمجھو تو موج میں سے ایک آگ نکلتی
اس میں تن کو جلا دو تو جلے ہوئے میں درخت وفا اگیگا اور اس درخت میں میوہ بقا ظاہر ہوگا۔
جب میوہ کہاؤ گے تو اس میوہ کا پانی دل کے اندر پہنچ جائیگا سو وقت تم اس کی یگانگی میں فنا
ہو جاؤ گے۔ اور روئے زمین پر خدا کے ایسے ایسے بندے ہیں جن کے دل میں اسنے اپنی یگانگی کا نور پیدا
کر دیا ہے اگر عرش و تحت الثریٰ تک کی تمام چیزیں اس نور کے سامنے آجائیں تو سب چھپ جاویں
جس طرح کوئی جانور آگ میں گر پڑتا ہے۔ اور اولیاء کے اندر جو ہوتا ہے اگر ذرہ برابر ان کے لبوں سے
باہر نکلے تو آسمان و زمین کی تمام خلقت میں پڑ جائے۔ اور حق تعالی کے بعض بندے ایسے ہیں کہ جب تاریک
گھر میں رات کو زمین پر سوتے ہوتے ہیں اور لحاف اوڑھے ہوتے ہیں تو آسمان کی سیر دیکھتے ہیں
آسمان پر خلق کی طاعت و معصیت جانتے اور انکی رزق وہاں سے اترتے دیکھتے ہیں۔ ملائکہ جو آسمان
سے زمین پر اترتے ہیں اور پھر آسمان کو جاتے ہیں اونکو دیکھتے ہیں اور آفتاب جو زمین میں جاتا ہے
اسکو دیکھتے ہیں۔ اور فرمایا خدا کے مرد ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے اور بعضوں نے [illegible]
[illegible] کا خطاب یوں سنا کہ میں بالکل نہیں ہوں۔ اور حق تعالی اپنے اولیاء کے ساتھ لطف کرتا ہے
مگر اس کا لطف ڈھیل کی طرح ہوتا ہے۔ اور جو کوئی خدا سے خدا کو دیکھیگا وہ خلق کو موجود نہ پائیگا۔
اور جان مثل ایک جانور کے ہے جسکا ایک پر مشرق میں ہے اور ایک مغرب میں پیر تحت الثریٰ
میں ہیں اور سر ایسی جگہ ہے جسکا پتہ نہیں بیان ہو سکتا۔ اور دوست جب دوست کے پاس حاضر
ہوتا ہے تو دوست ہی کو دیکھتا ہے اپنے آپکو ذرا نہیں دیکھتا۔ اور جس کے دل میں یہ اندیشہ
آئے کہ استغفار کرنا چاہیے وہ دوستی کے لائق نہیں۔ اور حق تعالی جوانمردوں کا راز نہ اس
جہان میں آشکارا کرتا ہے نہ اس جہان میں اور نہ وہ خود آشکارا کرتے ہیں۔ اور تھوڑی سی تعظیم بہت
علم و زہد و عبادت سے بہتر ہے۔ حق تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام سے لن ترانی
فرمایا تو تمام جوانمردوں کی زبان [illegible] بند کر دی۔ اور جوانمردوں کی آنکھ
غیب [illegible] دل پر آتی ہے تو وہ [illegible] دیکھتے ہیں جو

انبیاء علیہم السلام نے چکھا ہے۔ اور حقتعالی نے جوانمردوں کے دلپر وہ بار رکھا ہے کہ اگر اسمیں سے ایک ذرہ تمام مخلوق پر رکھدیا جائے تو سب نیست ہو جائیں۔ کیونکہ وہ اپنے اولیا کی خود حفاظت کرتا ہے تو وہ بار اٹھا سکتے ہیں ورنہ انکی رگیں اور ہڈیاں علیحدہ علیحدہ ہو جاتیں۔ اور روے زمین میں حقتعالی کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جب وہ اسکی یاد کرتے ہیں تو شیر اسکی ہیبت سے رکجاتے ہیں مچھلیاں ٹہر جاتی ہیں۔ ملائکہ آسمان ہیبت میں پڑجاتے ہیں اور آسمان وزمین ملائکہ اس کے نور سے روشن ہو جاتے ہیں اور کبھی زمین ہلنے لگتی ہے جسکو لوگ زلزلہ سمجھتے ہیں اور کبھی عرش سے تحت الثری تک حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور تین وقتوں پر ملائکہ اولیاء سے بہت ہیبت کرتے ہیں۔ اول ملک الموت نزع کے وقت۔ دوسرے کراما کاتبین لکھتے وقت تیسرے منکر نکیر سوال کے وقت۔ اور جسکو خدا عاقو دیتا ہے اسکو پاکی عطا کرتا ہے جسمیں آلودگی و تاریکی نہیں ہوتی۔ اور ایسی قدرت دیتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں کاف و نون (کن) کے درمیان میں ہوتا ہے۔ اور خدا کی طرف سے ندا آئی کہ میرے بندہ جسکو تو دل سے ڈہونڈہتا ہے وہ نہیں ہے تو آخر اسکو کیسے پاسکتے ہیں کیونکہ یہ راہ خداوند ہے خداوندی کی طرف ہی کوئی بندہ یہ بار نہیں پاسکتا کہ پامردی کرے۔ اور جب میں نے اپنی عمر کو دیکھا تو اپنی ستر سال کی طاعت کو ایک ساعت پایا اور جب اپنی معصیت کو دیکھا تو اپنی عمر کو عمر نوح علیہ السلام سے زیادہ دراز پایا۔ اور جبتک میں نے یقین نہ کر لیا کہ میرا رزق اسپر ہے اسوقت تک کام سے ہاتھ نہ اٹھایا اور جبتک خلق کا عجز نہ دیکھ لیا اسوقت تک خالق کی طرف پشت نہ کی۔ اور فرمایا ایسی زندگانی کرو کہ کراما کاتبین کو واپس کردو۔ اور اگر یہ نہ ہوسکے تو یوں زندگانی کرو کہ رات کو انکے ہاتھ میں سے دفتر لے لو اور جو چاہے محو و اثبات کرو۔ اور ادنی درجہ یوں رہو کہ جب ملائکہ دربار میں ہو چیں تو نیکی کریں بدی نہ کریں۔ اور مردانِ خدا کو اندوہ و شادی نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی ہے تو اسی کی ہوتی ہے۔ اور صحبت خدا کے ساتھ رکھو خلق کے ساتھ نہ رکھو کیونکہ دوستی خدا ہی کی ہے اور فرمایا بعض لوگ تین روز میں مکہ جاکر واپس آجاتے ہیں اور بعض ایک دن رات میں بعضی ایک شب میں اور بعضی ایک لمحہ میں جاکر واپس آجاتے ہیں اور یہ قدرت ہے۔ اور جبتک حقتعالے بندہ کو

خلق کے درمیان میں رہتا ہے اُس کی فکر خلق سے جُدا نہیں ہوتی مگر جب اُس کے دلکو تمام خلق سے جُدا کر دیتا ہے تو اُس کے بعد اُس کی فکر مخلوق میں نہیں ہوتی خدا تعالیٰ میں ہوتی ہے نہ کسی کے دل میں فکر نہیں رہتی۔ اور حق تعالیٰ اسپر قادر ہے کہ بندہ کو ایک ہی جگہ رکھے اور اسی جگہ سے تمام مقامات اُسکو دکھلا دے۔ اور حق تعالیٰ ہر مومن کو چالیس بادشاہوں کی ہیبت دیتا ہے اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اور یہ ہیبت خلق سے پوشیدہ رکھتے ہیں تاکہ لوگ اُن کے ساتھ رہ سکیں۔ اور اگر کوئی شخص کسی جگہ بیٹھے بیٹھے لوح کو دیکھے تو راحت اور اس کے فوائد حاصل ہوں گے مگر تعریف یا مشغول نہ ہو۔ اور اگر حق تعالیٰ شانہ کو تم عقل سے پہچانو گے تو یہ تمہارے ساتھ علم ہوگا اور اگر ایمان سے پہچانو گے تو راحت ہوگی اور اگر معرفت سے پہچانو گے تو درد ہوگا۔ اور علی دہقان نے فرمایا ہے کہ آدمی ایک خراب خیال کی وجہ سے دو سال کی راہ پر حق تعالیٰ سے دُور جا پڑتا ہے۔ اور میں نے کسیکو اپنا اُستاد نہیں بنایا کیونکہ میرا راہبر اُستاد حق تعالیٰ ہے مگر خدمت میں نے تمام پیروں کی کی ہے۔ ایک دانشمند نے شیخ سے کہا کہ عقل و ایمان و معرفت کا مقام کہاں ہے۔ فرمایا تو انکا رنگ مجھے دکھا دے تو میں انکا مقام تجھکو دکھا دوں پس وہ شخص رونے لگا۔ لوگوں نے پوچھا کہ پہنچے ہوئے کون شخص ہوتے ہیں فرمایا جب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے گذر جاؤ تو مرد وہ ہے کہ اُسکو کوئی چیز یہاں کی نہ پائے اور جب مخلوق ہو سب کچھ پائے یعنے عالمِ امر سے ہو نہ عالمِ خلق سے۔ اور مرد جس مقام پر ہوتے ہیں وہاں کی بات نہیں کہتے پھر واپس آجاتے ہیں تو سُننے والا بات سمجھتا ہے۔ اور خلق اپنے علم پر سید (؟) تک نازاں رہتی ہیں جبتک یہ نہیں جانتے کہ کچھ نہیں جانتے۔ اور جب یہ سمجھ لیا تو اپنی دانش سے شرم آئیگی اُس وقت کمالِ معرفت پر پہونچ جاتے ہیں۔ اور فرمایا حق تعالیٰ کو تہمت و پندار سے نہ جاننا چاہیئے کہ تم کہو میں اُسکو جانتا ہوں حالانکہ جانتے نہ ہو۔ خدا کو یوں جاننا چاہیئے کہ جسقدر جانو یہ کہو کہ کاش اُسکو اس سے بھی بہتر جانتا۔ اور بندہ ایسا بہت اچھا ہوتا ہے جو اپنے خدا سے نہ زندگی میں علیحدہ ہو نہ بعدِ مرگ۔ اور حق تعالیٰ جب بندہ کو اپنی طرف راہ دکھا دیتا ہے تو اسکا سفر و اقامت اُس کی یگانگی میں ہوتا ہے۔ اپنا سفر و اقامت ختم ہو جاتا ہے۔ اور جو دل

حق تعالیٰ کا بیمار ہوتا ہے وہ اچھا ہوتا ہے کیونکہ اس کی شفا حق تعالیٰ ہی ہوتا ہے۔ اور جو کوئی حق تعالیٰ کے ساتھ زندگانی کرے وہ سب دیکھنے کی باتیں دیکھ لیگا اور سننے کی سن لیگا۔ اور جاننے کی جان لیگا اور کرنے کی کر لیگا۔ اور کثرت آسمان و زمین کے باوجود ان جوانمردوں کے انکار ہوتے ہوئے طاعت کی کچھ قیمت نہیں۔ اور اس راہ میں ایک ٹھکانا ہے جسے طریقت جوانمردوں کا بازار کہتی ہیں انہیں نہایت عمدہ عمدہ صورتیں ہوتی ہیں جب پہنچنے والے وہاں پہنچتے ہیں تو ٹھیرتے نہیں وہ صورت کرامت اور طاعت کا خیال اور دنیا و آخرت اور لطف و بہشت ہے اور اگر انکی طرف التفات کرتے ہیں تو رہ جاتے ہیں حق تعالیٰ تک نہیں پہنچتے۔ پس بندہ ایسا بہتر کہ تمام خلق کو چھوڑ دے اور خدا کے ساتھ خلوت میں ہو جائے سجدہ میں سر رکھکر دریائے لطف سے گذر کرے تاکہ یگانگی حق تک پہنچے اور اپنے آپکو بالکل ترک کر دے۔ اور فرمایا علم کا ایک ظاہر ہے جو علمائے ظاہر کہتے ہیں اور ایک باطن ہے جسے جوانمرد بیان کرتے ہیں۔ اور ایک باطن باطن ہے وہ حق تعالیٰ کے ساتھ جوانمردوں کا راز ہے جہاں خلق کی رسائی نہیں۔ اور جبتک تو دنیا کا طالب ہوگا اسکا تیرے اوپر غلبہ ہوگا اور جب اس سے اعراض کریگا تو تیرا غلبہ اسپر ہو جائیگا۔ اور فقیر وہ ہے جسکی رغبت دنیا و آخرت کیطرف نہ ہو کیونکہ وہ دونوں اس سے بہت کمتر ہیں کہ دل کو ان سے کچھ نسبت و تعلق ہو اور جسطرح وقت سے پہلے نماز کا تمکو حکم نہیں اسی طرح وقت سے پہلے روزی طلب نہ کرو۔ اور جوانمردی ایک دریا ہے جس سے تین چشمے جاری ہیں۔ ایک سخاوت۔ دوسرے خلق پر شفقت تیسرے خلق سے بے نیازی اور حق تعالیٰ سے نیازمندی۔ اور فرمایا جو سانس بندہ کی نکلکر حق تعالیٰ تک پہنچتی ہے اس سے بندہ کو آرام ملتا ہے مگر جو نظر حق تعالیٰ کی بندہ کی طرف آتی ہے اس سے بندہ کو رنج و بلا ہوتی ہے۔ اور فرمایا حال سے خبر نہیں ہوتی اور اگر خبر ہوتی ہے تو وہ علم ہوتا ہے نہ کہ حال۔ حق تعالیٰ تک کسیکو راہ ہے یا نہیں ہے۔ ابوالحسن میں تمام خلق جگہ کرتی ہے لیکن ابوالحسن کو اپنے میں ایک قدم جگہ نہیں ہے۔ اور اللہ جس قوم میں سے کسی ایک کو بلندی دیتا ہے اس کے باعث سب قوم کو بخشدیتا ہے۔ اور بعض لوگوں کو دوست بنا کر گھوڑے پر بٹھا دیا

اور بعضوں کو دوست بنا کر خلق خدا سے جدا کر دیا۔ اور فرمایا گوشہ میں بیٹھو اور ہمت بلند کی طرف کرو۔ اور مرد جو رفعت حاصل کرتے ہیں وہ دل کی پاکی سے نہ کہ کثرت عمل سے۔ اور اگر آیت فتح اپنی نیکی تم پر ظاہر ہو جائے تو عالم میں کسی کی بات نہ سنو نہ کسی سے کچھ کہو۔ اور علماء کہتے ہیں ہم وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ مگر آپ کے وارث تو ہم ہیں کہ آپکی بعض باتیں ہم میں ہیں۔ حضرت مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فقیر تھے فقر اپنے اوپر اختیار کیا تھا ہم نے بھی اختیار کیا ہے۔ آپ سخی اور نیک خلق بے خیانت و بیدار رہنمائے خلق و بے طمع تھے۔ خیر و شر حق تعالیٰ کی طرف سے دیکھتے تھے۔ خلق کے ساتھ عیش نہ رکھتے تھے۔ اپنے وقت میں آپ یتیم تھے جس سے خلق ڈرتی تھی آپ نہ ڈرتے تھے۔ خلق جن باتوں کی امید رکھتی ہے آپ نہ رکھتے تھے اور کسی چیز پر غرہ نہ کرتے تھے۔ یہی صفتیں جوانمردوں کی ہیں۔ اور مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم ایک نہایت دریا تھے۔ اگر اس دریا کا ایک قطرہ باہر نکل آتا تو تمام عالم غرق ہو جاتا۔ اور جس قافلہ میں ہم ہیں آگے حق تعالیٰ ہے اور آخر میں مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور درمیان میں کتاب و سنت ہے اور سب سے اخیر میں صحابہ رضوان اللہ علیہم ہیں۔ بہت اچھے ہیں وہ لوگ جو اس قافلہ میں ہیں۔ انکی جانیں ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں مگر ابوالحسنؒ کی جان کسی مخلوق سے پیوستہ نہیں۔ اور فرمایا کہ بہت کوشش کرنا چاہیئے تاکہ سمجھ لو کہ اس کے لائق نہیں اور بہت دیدار کرنا چاہیئے تاکہ دیکھو کہ اسکے قابل نہیں۔ اور اگر دعوی کرو گے تو تم سے معنی کی طلب ہو گی لیکن جب معنے ظاہر ہو جائیں گے تو وہاں نہ دعوی رہیگا نہ اور کچھ پس جو اس کا دعوی کرتا ہے اسکو گرفتار کیا جاتا ہے۔ اور جو چاہو تم ہو جوانمردی یہ ہے کہ نفس و جان نہ ہو کیونکہ بروز قیامت خلق کی مقابل خلق ہو گی مگر ہمارا مقابل خداوند ہے جب وہ مقابل ہے تو داوری ہرگز جدا نہ ہو گی اور نے ہمکو مضبوط پکڑ لیا ہے اور ہمنے اسکو۔ اور خدا کی ساتھ عالی ہمت رہو کہ علو ہمت تمکو سب چیزیں دیدیگی سوائے خداوندی کے اور اگر وہ تم سے کہے کہ کیا چاہتے ہو جو تمہیں دوں تو کہو کہ لینا دینا خلق کی صفت ہے پس بغیر جگہ اور طلب تمام چیزوں کے اللہ کہو مگر مستی اُس کیلئے اچھی ہوتی ہے جس نے شراب

محبت پی ہو۔ اور فرمایا صاحب راے و صاحب حدیث کبتک کہو گے ایکبار بغیر اپنے اللہ کہو یا اُس کے شایان اللہ کہو۔ اور بعض لوگ گناہ لیکر آتے ہیں اور بعض طاعت لیکر مگر یہہ وہ طریقت ہے کہ اُس کے ساتھ کسی چیز کی گنجایش نہیں تو دونوں کو فراموش کردے پس اللہ کے سوا کیا رہیگا اور جو شخص گفتار و اندیشہ کیوقت خدا کو اپنے ساتھ نہ دیکھیگا وہ بڑی آفت میں پڑجائیگا۔ اور سب خلق کہتی ہے کہ یہاں سے چیز وہاں لیجانا چاہیئے جو وہاں کے لایق ہو حالانکہ یہاں سے وہاں کوئی چیز ایسی نہیں لیجا سکتی مگر یہاں سے وہاں یہہ لیجانا چاہیئے کہ غریب نیست ہو جائے۔ اور امام وہ ہے جو تمام راہوں پر گیا ہو۔ اور اہل آسمان و زمین کی طاعت سے وہاں کیا زیادتی ہوگئی ہے جو تمہاری طاعت سے زیادتی ہوگی۔ اپنی عبادت سے گردن کیا بلند کرتے ہو معاملہ تمکو اتنا چاہیئے کہ شریعت کا تمیز تقاضا نہ ہو اور علم اتنا کافی ہے کہ اُس کے امر و نہی کو جان لو۔ اور یقین اتنا چاہیئے کہ تم سمجھہ لو کہ جو تمہاری روزی ہے وہ ضرور تم تک پہونچیگی۔ اور زہد اتنا کافی ہے کہ یہ سمجھہ لو کہ جو کچھہ میں کہاتا ہوں وہی میری روزی ہے یا اپنے دل میں کہو کہ یہہ کہاؤں یا نہ کہاؤں اور اگر حق تعالے بندہ کو اتنا مرتبہ دیدے کہ اُسکا مقام علیین ہو جائے اور اُس بندہ کے دل میں آئے کہ میرا کوئی رفیق ہوتا جو دیکھتا تو وہ نیک مرد نہیں۔ اور اگر تم یہ چاہو کہ آسمان و زمین اور اُس کے رہنے والوں کی صفت جانکر خدا کو جانو تو راہ تمہارے لئے دراز ہو جائیگی۔ لہذا نور یقین سے جاؤ تاکہ راہ کوتاہ ہو جائے۔ اور مقام ہیبت میں کھڑے ہو کر اللہ کہو تاکہ اُسمیں فنا ہو جاؤ۔ اور تمام چیزوں میں کفایت ہوتی ہے جبکہ پانی کے چشمہ پہ گذر کرتے ہو تو دریا پر گذر کرو اور پانی کے عوض اپنے خون پر کفایت کرو تاکہ جو شخص تمہارے پیچھے آئے وہ سمجھ لے کہ اس راہ سے عاشق اور مست اور سوختہ لوگ گئے ہیں۔ اور فرمایا جب نیک لوگوں کا ذکر کرتے ہو تو سفید ابر اور رحمت برستی ہے اور جب حق تعالے کا ذکر کرتے ہو تو سبز ابر اور عشق برستا ہے۔ اور نیکوں کا ذکر عوام کیلئے رحمت ہے مگر خواص کے لئے غفلت ہے۔ اور مومن سوا تین ذاتوں کے سب سے علیحدہ ہوتا ہے ایک حقتعالی دوسرے مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم تیسرے وہ مومن جو پاکیزہ ہو۔ اور سفر پانچ ہیں۔ اول سیر

سے ہے۔ دوسرا دل سے تیسرا ہمت سے چوتھا دلدل سے۔ پانچواں فنائے نفس میں پایا۔ اور بیزید عرش کی طرف دیکھا تاکہ مردوں کی غایت دیکھوں تو اسمیں ایسی غایتیں دیکھیں جہاں تمام مردان خدا بے نیاز تھے۔ اور مردوں کی بے نیازی انکی غایت تھی جب انکی نظر خداوندی پاکی پر پڑی ہے تو اپنی بے نیازی دیکھتے ہیں۔ اور جو مرد کہ حق تعالیٰ کیطرف گئے انپر خدا کی طرف سے ایسی حالت ظاہر ہوتی کہ جو کچھ اُنمیں تھا وہ ان سے باہر نکلگیا اور فانی ہوگیا یعنے خیرات روزہ تسبیح نماز دعا وغیرہ اُس کے بعد جو طاعت اُن سے ہوتی ہے وہ نہیں کرتے بلکہ اُن سے کرائی جاتی ہے اور وہ ایسا طاعت کو دیکھنے سے فانی ہوجاتے ہیں۔ اور ہزار شخص شرع میں چلتے ہیں تو ایک شخص ایسا ہوتا ہے کہ شرع اُس میں چلتی ہے۔ اور صوفی کے لئے مختلف عالم ہیں جن میں سے ایک عالم عرش سے تحت الثریٰ تک اور مشرق سے مغرب تک ہے باقی اٹھارہ کی صفت بیان نہیں ہوسکتی۔ اور صوفی مثل دن کے ہے مگر اسکو آفتاب کی حاجت ہے اور چاندنی رات کی طرح ہے مگر اُسے چاند ستاروں کی حاجت نہیں۔ اور حق تعالیٰ جسے اپنی راہ دکھانا چاہتا ہے تو اُسپر راہ کوتاہ ہوجاتی ہے۔ اور جوانمردوں کا کھانا پینا حق تعالیٰ کی دوستی ہے اور جو کہ غائب ہے اگر اُس کا ذکر کریں تو ہوسکتا ہے مگر جو حاضر ہے اُسکا کچھ ذکر نہیں کرسکتے۔ اور حق تعالیٰ اپنے اولیاء کے دل میں نور سے بینائی پیدا کردیتا ہے۔ پھر اُس بینائی کے اوپر اور بینائی۔ پھر اُس کے اوپر اور بینائی رکھتا ہے یہاں تک اُس کی بینائی بالکل خدا ہوجاتا ہے۔ اور حقتعالیٰ نے اپنی ہستی سے کوئی چیز اپنے مریدوں میں ظاہر کردی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ حلول ہے تو ہم کہیں گے کہ اس سے مراد نور الٰہی ہے کہ خلق الخلق ثم رش علیھم من نورہٖ۔ اور جب حقتعالیٰ بندہ کو اپنی طرف بلاتا ہے تو اگر چاہتا ہے راہ کھولدیتا ہے۔ اور حق تعالیٰ تمام انبیاء و اولیاء علیہم السلام کو تشنہ ہی لاتا ہے اور تشنہ ہی لیجاتا ہے اور یہ وہ دریا نہیں ہے کہ کوئی کشتی کو غرق سے باز رکھے۔ ہزاروں آدمی اس دریا کے ساحل پر غرق ہوگئے کیا ایک بھی دریا تک نہ پہونچا یہاں خدائے تعالیٰ ہے وبس۔ اور جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہشت میں تشریف لیجائیں گے اور بہت مخلوق دیکھیں گے تو کہیں گے الٰہی یہ لوگ بہشت میں

کیلئے خدا آپ کہیگا میری رحمت سے پس میری رحمت سے بہشت میں جائے وہ بہشت کے دروازوں سے اندر جلے اور جو از روئے خدا کے پاس جائیں گے لہذا حق تعالیٰ انکو ایسی راہ سے لیجائیگا جہاں خلق کی پہونچ نہ ہوگی۔ اور بندہ کو حق تعالیٰ تک ہزار منزلیں ہیں پہلی منزل کرامات ہے اگر بندہ کم ہمت ہو کر ایک منزل پر ٹھیر جاتا ہے تو پھر دوسرے مقامات تک نہیں پہنچایا جاتا۔ اور راہ دو ہیں ایک راہ ہدایت اور ایک راہ ضلالت۔ راہ ضلالت وہ ہے جو بندہ سے خدا تک ہے اور راہ ہدایت وہ ہے جو خدا سے بندہ تک ہے پس جو شخص کہے کہ میں اس تک پہونچ گیا وہ نہیں پہنچا اور جو کہے کہ اس تک پہنچا دیا گیا وہ ممکن ہے کہ پہونچ گیا ہو۔ اور فرمایا جس نے اسکو پالیا وہ زندہ اور نہ مرا۔ اور ایک ذرہ عشق کا عالم غیب سے آیا اور تمام اہل محبت کے سینوں میں ڈھونڈا مگر کسیکو محرم نہ پایا۔ تو پھر غیب کی طرف لوٹ گیا اور ہر سوال میں ایک شخص زمزم او رہت نکلتا ہے جو حق تعالیٰ کی یگانگی پہچانتا ہے۔ اور اس کے ایسے ایسے بندے ہیں جن کے سینہ کے ایک گوشہ میں مشرق و مغرب عرش و تحت الثریٰ کا پتہ نہیں لگتا۔ اور جس دل میں حق تعالیٰ کے سوا کوئی چیز ہو گو وہ بہت طاعت ہو تو بھی وہ مردہ دل ہے۔ اور چالیس سال سے میرے اور میرے دل میں جدائی ہو گئی ہے۔ اور تین چیزیں خدائے تعالیٰ کے ساتھ نگاہ رکھنا دشوار ہیں اس کے راز کی حفاظت باوجود صحبت خلق کے خلق سے نہ کہنا اور زبان خلق کے ساتھ محفوظ رکھنا اور عمل کی پاکی کا خیال رکھنا۔ اور کوئی چیز نفس کے سوا بندہ اور حق تعالیٰ میں حجاب نہیں کر سکتی۔ تمام مرد حق تعالیٰ کے سامنے نفس کے ساتھ رہتے ہیں اور نفس کا حجاب تمام عمر رکھتے ہیں۔ اور دین میں شیطان سے اتنا فتنہ نہیں پہنچتا دو شخصوں سے جو عالم ہو مگر حریص ہو اور زاہد ہو جو علم سے خالی ہو۔ اور فرمایا ابلیس سے بہتر کچھ نہیں جو دوستی کی... دو دریاؤں میں کلام کرتا ہے اور سب سے بڑا کام ذکر حق تعالیٰ ہے پھر سخاوت اور تقویٰ اور صالحین کی صحبت۔ اور اگر ہزار کوس بھاگ جاؤ تاکہ بادشاہ کے کسی آدمی کو نہ دیکھو تو یہ بہت اچھا کام کروگے۔ اور ایک مومن کی زیارت کرنیکا ثواب سو مقبول حجوں میں نہ پاؤ گے۔ ہزار دینار صدقہ کرنے سے زیادہ ثواب مومن کی زیارت میں ہے اور

مجھ جن کی زیارت کرو تو اعتقاد رکھو کہ حق تعالے نے تم پر رحمت کی۔ اور قبلہ پانچ ہیں مسلمانوں کا
قبلہ خانہ کعبہ ہے۔ اور دوسرے انبیاء اور اُنکی امتوں کا قبلہ بیت المقدس ہے اور بیت المعمور
جہاں ملائکہ حج کرتے ہیں۔ اور دعا کا قبلہ عرش ہے اور جوانمردوں کا قبلہ حق تعالے ہے۔ اللہ تعالے
فرماتا ہے۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (جدھر منہ کروگے اسی طرف اللہ تعالے ہے)
اور یہ راہ حق تعالی محض بلا و خطر ہے وہاں جگہ نہ کہنا چاہیئے مگر کیا رہ پر ہر جگہ شکار ہے اور جب تک
تجھے ڈھونڈا جائے تو نہ ڈھونڈھ۔ کیونکہ جو تو ڈھونڈیگا اور پائیگا وہ تیری طرح ہوگا۔ اور علم وہ
وہ زیادہ نافع ہے جس پر عملکرو اور عمل وہ بہتر ہے جو تم پر فرض ہے۔ اور جب بندہ اپنی عزت
اللہ تعالے کو دیدیتا ہے تو حق تعالے اسپر اپنی عزت رکھکر بندہ کو واپس کر دیتا ہے تاکہ وہ خدا تعالی
کی عزت سے عزیز ہو جائے۔ اور فرمایا خردمند خدائے تعالے کو نور دل سے دیکھتے ہیں اور دوست نور
یقین سے اور جوانمرد نور معاینہ سے۔ لوگوں نے پوچھا آپنے خدا کو کہاں دیکھا۔ فرمایا جہاں میں نے
اپنے آپکو نہ دیکھا۔ اور فرمایا بعض لوگ ایسے تھے جنہوں نے یافت کا پتہ دیا۔ اور یہ نہ سمجھے کہ یافت حجاب ہے
اور جسکے دل میں حق و باطل کا اندیشہ آئے اُسکو ہم حق رسیدہ نہیں سمجھتے۔ اور میں نہیں کہتا کہ عمل نہ
کرنا چاہیئے مگر یہ جاننا چاہیئے کہ جو کچھ تو کرتا ہے وہ تو خود کرتا ہے یا تیرے ساتھ کیا جاتا ہے جو تو
خود کرتا ہے وہ بھی تجھے دیا جاتا ہے اُسکا کرنا مثل سوداگر کے ہے کہ بندہ مالک کے سرمایہ سے سب کچھ
کرتا ہے جب تم سرمایہ مالک کو دیدوگے تو گھر کو خالی ہاتھ واپس جاؤگے۔ اور فرمایا تیرے اول
میں بھی خدا ہے اور آخروں میں بھی خدا اور درمیان میں بھی خدا۔ تیرا نام اسی سے جاری ہے نہ کہ تجھ
سے۔ اور جو اپنا حصہ بازار کو سمجھو اسکی وہاں تک رسائی نہیں ہے۔ اور تمام عابدوں کی تین باتوں
سے ہر نہیں یا طاعت بدن یا ذکر زبان یا فکر دل اور ان سب کی مثال ایسی ہے جیسے ذرا سا پانی
دریا میں جائے اور دریا میں تمہارا معاملہ کہاں ظاہر ہوگا پس جوانمردی یہ ہے کہ اپنا فعل نہ سمجھو کیونکہ
تمہارا فعل مثل جوع کے ہے اور وہ دریا مثل آفتاب کے جب آفتاب نکل آیا تو چراغ کی کیا حاجت ہے
اور ولی وہ جوانمرد ہے کہ [illegible] جائے کہ اسکو خوف و رجا دونوں [illegible] اس بات کا [illegible]

اسکو کوٹ لے۔ اور جو شخص نفس کی ایک آرزو پوری کرے اسکو راہ حق تعالیٰ میں ہزاروں اندوہ اٹھانا چاہیں۔ اور جب حقتعالیٰ نے رزق خلایق کی تقسیم کی تو اندوہ جوانمردوں کے نصیب میں کیا اور انہوں نے اسپر شکر کیا اور اسکو قبول کر لیا اور راہ حقتعالیٰ میں اس قدر خوش ہو کہ خلق سے عاجز ہو جائے اور اس کی حالت معلوم نہو۔ اور جب مشہور ہو جاتا ہے لوگ اسکو پہچان لیتے ہیں تو ایسا ہو جاتا ہے جیسے کھانا بغیر نمک کے بغیر ذوق کے۔ اور تم نیک عمل کو فراموش کرو اور ہمیشہ خدا کو یاد رکھو اور جو مرد عمل سے ہاتھ نہیں اٹھاتے جبتک عمل ان سے ہاتھ نہیں اٹھاتا۔ اور جب حقتعالیٰ کوئی بات مقدر کرے اور تم اسپر راضی رہو تو یہ ان ہزاروں نیک اعمال سے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ پسند کرے۔ اور اگر ایک قطرہ اس کے دریائے احسان میں سے تم پر گر پڑے تو تم نہ چاہو کہ تمام عالم میں کسی سے کوئی چیز مانگو یا اسکی بات سنو یا کسی کو دیکھو۔ اور دنیا میں اس سے زیادہ کوئی جنت نہیں کہ تمہاری کسی سے دشمنی ہو۔ اور نماز روزہ بہت بڑی چیز ہیں مگر کبر و حسد دل سے نکالنا بہت عمدہ بات ہے اور معرفت تین قسم کی ہے ایک وہ معرفت ہے جو شریعت میں ملی ہوئی ہے دوسری جو شریعت کے برابر ہے تیسری جو شریعت سے بہت دور ہے پس مرد ایسا ہونا چاہیے کہ تینوں راہیں دیکھی ہوں تاکہ ہر شخص سے اس مقام کی بات کرے جہاں وہ ہے۔ اور ایکبار خدا کو یاد کرنا منہ پر ہزار شمشیر کھانے سے زیادہ سخت ہے۔ اور دیدار یہ ہے کہ اس کے سوا کسیکو نہ دیکھے اور کلام بغیر مشاہدہ کے نہ ہو اور مرد کا مجاہدہ چالیس برس تک ہے، دس سال تک محنت کرنا چاہیے کہ زبان درست ہو جائے اور دس سال تک کہ یہ گوشت جو ہمارے جسم پر چڑھ جاتا ہے اور بیس سال تک کہ دل حق تعالیٰ کے ساتھ ہو جائے اور دس سال تک کہ اس کے تمام احوال کی اصلاح ہو جائے پس جو شخص چالیس برس یوں ریاضت میں صدق و اخلاص سے قدم رکھیگا تو یہ امید ہوگی کہ اس کے حلق سے ایسی آواز نکلے جسمیں ہوائے نفس نہ ہوگی اور بہت زیادہ سو مت۔ اور خاموش بہت رہو اور بات کم کرو اور بہت کھانا مت۔ اور ذلت سے سر اٹھا لو اور اسپر رکھو مت۔ اور جو شخص کلام حقتعالیٰ کی حلاوت چکھے بغیر اس جہان سے جائیگا وہ تمام نیکیوں اور راحتوں سے محروم رہیگا

کچھ چیز نہ ملیگی۔ اور زندگانی خلایق کے ساتھ مدارات سے کرنا چاہیئے اور مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ خدمت متابعت خورسندی سے اور حق تعالے کے ساتھ پاکی سے کیونکہ وہ پاک [illegible] اور پاک
کو دوست رکھتا ہے۔ اور فرمایا مجھ راہ پاکوں اور مست دیوانہ لوگوں کی [illegible] کیونکہ [illegible] یہاں
یہ باتیں مفید نہیں۔ اور یاد خدا جان سے اور درود مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم تن اور دل سے ہونا چاہیئے
اور کوشش کرو کہ اس جہان سے جانیکے قبل اپنے اوپر تین چیزیں دیکھو۔ اول اس کی محبت میں اپنے آنسو
مثل خون کے دیکھو۔ دوسری اسکی ہیبت سے اپنا پیشاب مثل خون کے پاؤ تیسری اسکی خدمت
بیداری میں تمہاری ہڈیاں گل کر باریک ہو جائیں۔ اور [illegible] کو یوں یاد کرو کہ دوبارہ یاد
کرنا پڑے یعنے فراموش نہ کرو تاکہ دوبارہ یاد کرنا پڑے۔ اور دوستی کی غایت کمال تین باتیں ہیں اول
یہ کہ اپنے آپکو یوں سمجھو جیسے حق تعالے اسے جانتا ہے اور کسیکو ایسا نہ جانے جیسا وہ اپنے آپکو جانتا ہے
دوسری تم اس کے ساتھ ہو اور وہ تمہارے ساتھ تیسری تم کچھ نہ ہو وہی وہ ہو۔ اور بات نہ کہو جب تک
اپنی بات کا کہنے والا خدا کو نہ دیکھو اور بات نہ سنو جب تک بات کہنے والا خدا کو نہ دیکھو۔ اور جو شخص
ایکبار اللہ کہیگا اسکی زبان جل جائیگی کہ دوسری بار نہ کہہ سکیگا پس جب تم دیکھو کہ کوئی دوبارہ کہتا
ہے تو وہ خدا کی ثنا ہے جیسے وہ بندہ کی زبان پر جاری کرتا ہے۔ اور جو اندوہ کہ اولیا اندوہ
جو دونوں جہان میں نہیں سماتا اور وہ اندوہ یہ ہے کہ اسکو [illegible] لائق [illegible] چاہتے ہیں مگر نہیں
کر سکتے۔ اور فرمایا اگر تمہارا دل خدا کی طرف متوجہ ہے [illegible] تمام [illegible] پاس ہے تو کچھ حرج
نہیں۔ اور اگر تمام [illegible] کمل پہن ہو مگر تمہارا دل خدا سے [illegible] تو بس
کچھ فائدہ نہیں۔ اور فرمایا جب اپنے آپکو خدا کے پاس دیکھو [illegible] اپنے پاس
دیکھو تو فضلت۔ اور جب خدا ہی کو دیکھو اپنے آپکو نہ دیکھو تو لقا ہے [illegible]
ہے وہ خدا کے نزدیک مردہ ہے۔ اور جو خلق کے نزدیک مردہ ہے [illegible] خدا کے نزدیک [illegible] ہے۔ اور
فرمایا ایک وہ مرد ہے جسے رہا کر دیا جاتا ہے تاکہ حاصل کرے اور [illegible] کہ جب
اندر چلا جائے اور چاہے باہر آجائے اور ایک وہ ہے کہ جب [illegible]

جو باہر نکلے۔ اور حق تعالےٰ نے خلق کو اپنے فعل سے آگاہ کیا ہے۔ اگر اپنی ذات سے آگاہ کردیتا تو کوئی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والا نہ رہتا یعنے سب ہیبت و تحیر میں غرق ہو جاتے۔ اور جب بیٹھو تو ایسے شخص کے پاس بیٹھو جو آگ سے جلا ہوا اور دریا میں غرق ہو۔ اور درویش وہ ہے جس کے دل میں اندیشہ نہ ہو اور گفتار نہ ہو سننے اور شنوائی نہ ہو۔ کہانے اور کھانیکا مزہ نہ ہو۔ حرکت و سکون اندوہ شادی اُس کو نہ ہو۔ اور لوگ رات دن اُسکی عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اسکو ڈھونڈ ہتے ہیں مگر ڈھونڈ ہنے والا وہ ہے جسے وہ ڈھونڈ ہے۔ اور منہ پر مُہر لگا لو تاکہ خدا کے سوائے کسی کی بات نہ کرو۔ یونہی دل پر مُہر لگا لو تاکہ خدا کا ہی خیال کرو۔ اور یوں ہی عمل جوارح پر مُہر لگا لو تاکہ عمل خدا ہی کے لئے اخلاص سے کرو اور حلال ہی کہاؤ۔ اور جب عقلمند ایک من بتائیں تو تم آدھا من ہو اور جب وہ آدھا من بتائیں تو تم چہارم من ہو۔ اور اگر بالکل تم اپنی ہستی سے فنا ہو جاؤ گے تو تم ہی تم ہو گے۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام خلق کو میں نے پیدا کیا ہے۔ مگر صوفی کو پیدا نہیں کیا یعنی وہ معدوم ہے اور معدوم پیدا نہیں ہوتا۔ اور فرمایا صوفی ایسا دل رکھتا ہے جو اُس ہی چھین لیا گیا ہے اور ایسا تن رکھتا ہے جو اُس سے لے لیا گیا ہے اور ایسی جان رکھتا ہے جو سوختہ ہے اور ایک دم خدا کے ساتھ رہنا تمام آسمان و زمین کی مخلوق کے عمل سے بہتر ہے۔ اور فرمایا جو خدا کے لئے کرو گے وہ اخلاص ہے اور جو خلق کے لئے کرو گے وہ ریا ہے۔ اور عمل مثل شیر کے ہے مگر جب اُسکی گردن پر پیر رکھدو گے تو لومڑی کی طرح ہو جائے گا۔ اور پیروں نے فرمایا ہے کہ مُرید جب علم میں آجائے تو اُس پر چار تکبیریں پڑھ لو۔ اور اُس کو ہاتھ سے چھوڑ دو۔ اور فرمایا جو راہ بہشت تک جاتی ہے وہ نزدیک ہے مگر جو راہ حق تعالیٰ تک جاتی ہے وہ دُور ہے۔ اور رات دن میں ہزار بار مرنا اور پھر زندہ ہونا چاہیئے تاکہ ایسی زندگانی پاؤ کہ پھر کبھی نہ مرو۔ اور جب اپنی ہستی اُس کو دیدو گے فانی ہو جاؤ گے تو وہ بھی اپنی ہستی تمکو دیدیگا۔ اور جو زمین کا سفر کریگا اُس کے پاؤں میں آبلے پڑ جائیں گے اور جو آسمان کا سفر کریگا اُس کے دل میں آبلے پڑ جائیں گے۔ اور جو تنہا بیٹھے گا وہ اپنے خداوند کے پاس ہوگا اور اُسکی علامت ہوگی کہ وہ خداوند کو ہر چیز سے زیادہ دوست رکھتا ہے۔ اور وہ

راہ جو خدا سے بندہ تک پہنچی ہے یہ ہے کہ تمکو تم پر شہادت و معرفت و کرامت آشکار کرے اور
اپنے آپکو تم پر آشکار کرے۔ جب تمام مخلوقات سے اپنی آپکو تم پر ظاہر کرے تو اس کی معرفت نہیں اور
اُس کے دل میں خدا کی دوستی نہیں جسے خلق پر شفقت نہیں۔ اور حق تعالیٰ اپنا لطف دوستوں کے
لئے مطلب ہے اور رحمت عاصیوں کے لئے۔ اور اپنے خدا اور بندے سے آشنا ہو جاؤ کیونکہ جب کوئی
مسافر کسی شہر میں جاتا ہے اور اس کا کوئی آشنا ہوتا ہے تو وہ [illegible] پہنچتا ہے۔ اور جو شخص
دنیا و عمر کو کار خدا میں بسر نہ کر سکے اس کو زہد کا دعویٰ نہ چاہیے کہ راہ یکبارگی گم ہو جاوے گا اور
خراسان کا خدا اکیلا ہے جو اسکی طلب [illegible] کرتے [illegible] حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں۔ اُطلبوا العلم و لو کان بالصین۔ یعنی علم طلب کرو اگرچہ چین میں جانا پڑے۔ مگر یہ
نہ فرمایا کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر خدا کی طلب [illegible]۔ اور ایک ساعت [illegible] حق تعالیٰ
سے شاد ہو برسوں کے روزہ نماز سے بڑھ کر ہے۔ اور مومن کیلئے تمام مخلوقات دام و حجاب ہیں
نہ معلوم کس دام و حجاب میں پھنس جائے اور جو شخص صبح سے شام تک کسی مومن کو آزار نہ دے وہ صبح سے
شام تک پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زندگانی کریگا۔ اور اگر کسی مومن کو آزار دیگا تو حق تعالیٰ
اُس روز اُس کی طاعت قبول نہ کریگا۔ اور ایمان کے بعد جو حق تعالیٰ بندہ کو دے تو پاک دل
اور راست زبان سے بڑھ کر کوئی عطا نہیں۔ اور جو اس جہان میں خدا اور رسول سے شرم
رکھتا ہے اُس جہان میں اس سے حق تعالیٰ شرم کریگا۔ اور تین شخصوں کو اللہ تک راہ ہے صاحب علم و
قلم۔ اور صاحب خرقہ و سجادہ اور صاحب کسب۔ اور کاہلی آدمی کو تباہ کر دیتی ہے۔ اور خرقہ
و کمبل پہننے والے بہت ہیں مگر دل کا ٹھیک ہونا اور عمل میں اخلاص ہونا چاہئے۔ اگر خرقہ
پہننے اور جو کی روٹی کھانے سے مرد ہو سکتی تو چاہئے کہ تمام حیوان مرد ہوتے کہ وہ بوریاں اوڑھتے
اور جو کھاتے ہیں۔ اور میرا کوئی مرید نہیں کیونکہ میں پیری کا دعویٰ نہیں کرتا ہوں بس اللہ
کہتا ہوں۔ اور اگر تمام عمر میں ایکبار بھی خدا کو ناراض کر دیا ہو تو تمام عمر رونا چاہئے کیونکہ اگر
وہ معاف بھی کر دے تو اسکا افسوس تو جا نہیں سکتا کہ میں نے اس جیسے خدا کو کیوں ناراض کیا

اور ایسا شخص ہونا چاہیئے جو آنکھ سے نابینا ہو اور زبان سے گنگ اور کان سے بہرا تاکہ وہ خدمت و صحبت کے لایق ہو۔ اور خلق کی طاعت تین چیزوں میں ہے نفس اور دل اور زبان پس چاہیئے کہ ہمیشہ ان تین میں سے ایک خدا کی طرف مشغول ہو تاکہ اچھا ہی جائے تو جب تا بہشت میں پہونچے۔ اور تحیر مثل ایک مرغ کے ہے جو اپنے گھونسلے سے دانے کی تلاش میں جائے اور دانہ نہ پائے تو پھر اپنے گھونسلے کی راہ نہ پائے۔ اور غریب مسافر وہ ہے کہ کسی ساتوں آسمان و زمین میں اس سے ذرہ موافقت نہ ہو اور میں نہیں کہتا کہ میں غریب ہوں مگر ایسا ہو کہ زمانہ و اہل زمانہ سے موافقت نہیں کرتا۔ اور زمانہ بھی میری موافقت نہیں کرتا۔ اور جو شخص کہ خدا تعالےٰ کا پیاسا ہے۔ اگر تمام چیزیں جو خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں اُسے دیدیگے جب بھی سیر نہ ہوگا۔ اور حق تعالےٰ کے ساتھ مقام بندہ کی غایت تین درجہ ہیں۔ ایک یہ کہ دیدار پر قایم رہے اور اللہ اللہ کہے۔ دوسری یہ کہ بغیر اپنے اللہ کہے تیسرے اُسکی طرف سے اُسی کے ساتھ اللہ کہے۔ اور حق تعالےٰ کا بندہ کے ساتھ چار چیزوں سے خطاب ہے تن اور دل اور مال اور زبان پس اگر تن خدمت میں دوگے اور زبان سے ذکر نہ کروگے تو راہ ظاہر نہ ہوگی جبتک دل اُس کو نہ دوگے اور جو کچھ رکھتے ہو وہ لٹا نہ دوگے جبتک چاروں چیزیں اُسکو دیدو تو اُس سے چار چیزیں مانگو۔ محبت ہیبت۔ اور اُس کے ساتھ زندگانی اور اُسکی یگانگی میں راہ چلنا اور یہ غفلت خلق کے حق میں رحمت ہے کیونکہ اگر ذرہ بھی آگاہ ہو جائیں تو جلجائیں۔ اور حقتعالےٰ نے اپنے پیغمبروں کا خون کرایا کچھ باک نہ کیا اور اپنے پیغمبروں پر تلوار چلوائی اور یہ تازیانہ تمام دوستوں کے لگوایا مگر کسیکو اپنے آپ تک پہونچنے نہ دیا۔ وہ عیار و عیار پرور ہے تو تم بھی عیار رہو اُس کے سوا کسی کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤ۔ اور حق تعالےٰ نے ہر شخص کو کسی چیز میں مشغول کر دیا ہے اور اپنے آپسے باز رکھا ہے تو اے جوانمردو سوا خدا کے اپنے آپکو کسی چیز میں مشغول نہ کرو اور جا خداوند کے ساتھ مردہ ہو جاؤ تاکہ تمکو بھی کسی چیز میں مشغول رکھکر اپنے آپ سے باز نہ رکھے۔ اور بہت لوگ ہیں جو زمین پر چلتے ہیں مگر مُردہ ہیں اور بہت سے لوگ ہیں جو زمین کے اندر سو رہے ہیں

مگر زندہ ہیں۔ اور دانشمند کہتے ہیں کہ وہاں بید مشک تھا لیکن تریسٹھ سال تک آپ اسجہان میں
رہے اور آپکے دل کو دونوں عالم کی خبر نہ تھی یہہ سب باتیں خدا کی طرف سے ہوتی تہیں آپ جو کچھ
خبر رکھتے تھے حق تعالی کی رکھتے تھے۔ اور جس جانب کو دیکھتے تھے خداوند ہی خداوند ہے۔ اور
جس کسیکا دل شوق سے جلگیا ہے اور راکھ ہوگیا ہے تو باد محبت اگر اُس خاکستر سے آسمان و زمین کو
بھر دیگی۔ پس اگر تم دیکھنے سننے چکھنے والے ہونا چاہتے ہو تو اس مقام پر پہونچ سکتے ہو۔ لیکن مجردی
و جوانمردی چاہئیے۔ اور اول قدم یہہ ہے کہ اللہ اللہ کہے اور اُس کے غیر کو فراموش کرے دوسرا
قدم انس ہے۔ تیسرا قدم جلجانا ہے۔ اور تم کبھی گناہ کا پشتہ لئے ہوئے آتے ہو۔ اور کبھی طاعت[a]
کا پشتہ لئے ہوئے گناہ و طاعت کا کب تک ذکر کروگے۔ گناہ کے تاؤ پشت پر باندھ کر دریائے محبت[b]
و نیازی میں سر ڈالدو۔ پس اپنی ہستی میں سے جہانکر اُس کی ہستی نکال لاؤ۔ اور اگر جبریل علیہ السلام نے دیا
کہ تمہارا شغل نہ ہوا اور نہ ہو تو اُنکو صادق سمجھو لیکن خدائے تعالی کے ڈھیل ہے اور آفات نفس سے
شیطان سے بیخوف نہ ہو جب تک شیطان تمکو فریب دیتا ہے خداوند فریب نہیں دیتا مگر جب شیطان
فریفتہ نہیں کر سکتا تو خداوند کرامت سے فریفتہ کرتا ہے۔ اور اگر کرامت سے فریفتہ نہیں کرتا تو لطف سے
پر فریفتہ کرتا ہے تو جو شخص ان باتوں پر فریفتہ نہ ہو وہ جوانمرد ہے۔ اور غیب میں ایک دریا ہے جس کے
کنارہ پہ تمام خلایق کا ایمان ایک پتہ کی مثل ہے۔ اور ہوا آکر موج مارتی ہے اور کنارہ پر ڈالدیتی
ہے۔ اور جوانمردی زبان بے گفتار اور بینائی بے دیدار ہے۔ تن بے کردار اور دلیل بے اندیشہ
ہے۔ دریا کا ایک چشمہ ہے اور دریا کا کنارہ۔ عالم علم حاصل کرتا ہے اور زاہد زہد اور عابد عبادت
اور یہہ ان چیزوں کو لیکر جاتے ہیں مگر خبردار تم پاکی لے کر اُس کے سامنے جانا کہ وہ پاک اور بے نیاز ہے
اور جس کسیکو خدا کے ساتھ زندگانی حاصل ہے وہ اپنے نفس و دل و جان پر قادر نہیں وقت
اسکا خادم ہے اور اسکی بینائی و شنوائی وگرفت حق تعالے سے ہے۔ اور اس کی بینائی و شنوائی
میں جو کچھ ہوگا وہ جلجائیگا۔ سوائے حق تعالے کے کوئی چیز نہ رہیگی۔ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ (اللہ
کہو پھر اُن لوگوں کو چھوڑ دو) اور اگر تم سے کوئی پوچھے کہ فانی باقی کو دیکھتا ہے تو کہدو کہ آج اس

[a] و [b] میں سر ڈالدو اور طاعت کے تاؤ پشت پر رکھکر دریائے

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] بعض ازواج کی [illegible] سال بھر کا کھانا رکھ [illegible] ہیں کہ

جہان میں بندہ فانی خداوند باقی کو پہچانتا ہے کل وہ شناخت نور ہو جائے گی اور عالم بقا میں
بندہ نور بقا سے باقی کو دیکھیگا۔ اور اولیائے حق کو ہر ایک شخص نہیں دیکھ سکتا مگر وہ شخص جو
محرم ہو۔ اور مرید جسقدر پیر کی حُرمت زیادہ کریگا اُسکو دیدار زیادہ حاصل ہوگا۔ اور فرمایا لوگ
دریا میں مچھلی پکڑتے ہیں مگر یہ جوانمرد خشکی میں پکڑتے ہیں۔ اور یہ آدمی کھیتی خشکی میں کرتے ہیں
مگر یہ لوگ دریا میں کرتے ہیں۔ اور یہ جہان کی ہزار مرادیں ترک کرنا چاہئیں تو اُس جہان کی
ایک مراد تک پہونچو۔ اور زہر کے ہزاروں گھونٹ پینا چاہئیں تو حلاوت کا ایک گھونٹ
پیو۔ اور افسوس کہ اتنے ہزار مرد نیک عیار مہتر سالار خواجہ پیر جوان غفلت کے کفن میں خاک کے
لحد میں جاتے ہیں مگر اُنمیں سے ایک بھی سرداری دین کے لائق نہیں ہوتا۔ اور زندگانی و
مشاہدہ اور پاکی و فنا و بقا سب مرگ کے اندر ہیں۔ کیونکہ جب حق ظاہر ہو جاتا ہے تو حق تعالےٰ
کے سوا کوئی چیز نہیں رہتی۔ اور جبتک تم خلق کے ساتھ رہوگے تم تلخی میں ہوگے اور جب
خلق تم سے جُدا ہو جائے گی تو زندگانی خدا کے ساتھ ہوگی۔ اور زندگی کاف و نون کے درمیان
میں کرنا چاہئے کہ [illegible] نہیں۔ اور [illegible] وہ [illegible] ہم خلق سے [illegible]
اور معرفت سے حقیقت تک [illegible] ہزار درجے ہیں اور حقیقت اور عین [illegible] حقیقت سے آگاہ معرفت
میں دس لاکھ درجے ہیں جن میں سے ہر ایک کے لئے حضرت نوح کی برابر عمر اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی مثل صفائی چاہئے۔ آور دل کے تین درجے ہیں ایک فانی ہے جو فقیر کا دل ہے۔ دوسرا
نعمت ہے جو امیروں کا دل ہے۔ تیسرا باقی ہے جو حق تعالیٰ کا دل ہے۔ اور میری [illegible] زبان
[illegible] ان تینوں کا [illegible] اور [illegible] دنیا ہے [illegible] آخرت ہیں ان دونوں کا دل امیر
خدا ہے۔ اور کام کرنے والے بہت ہیں لیکن لیجانے والے نہیں اور لیجانے والے بہت ہیں مگر سپرد
کرنے والے نہیں پس مرد وہ ہے جو کرکے لیجائے اور سپرد کرے۔ اور فرمایا عشق ایسا دریا ہے جس تک
خلق کا گذر نہیں اور ایسی آگ ہے جسکی جان کو خبر نہیں ہے۔ اور وہ شخص شیر جاننے کے قابل ہے جو
[illegible] کو [illegible] سکتے ہیں کیونکہ خدا کو [illegible] پہچان سکتے [illegible]

سکتے ہیں۔ اور فرمایا جو عاشق ہوا اُسنے خدا کو پالیا اور جسنے خدا کو پالیا اُسنے اپنے آپکو فراموش اور گم کر دیا۔ اور جو لوحِ محفوظ میں ہے وہ لوح وخلق کا نصیب ہے جوانمردوں کا نصیب نہیں جو لوح میں حق تعالےٰ اُن سے ایسی باتیں کہتا ہے جو لوح میں نہیں۔ اور یہ وہ طریقہ نہیں کہ زبانی ہو جو اقرار سے ادا سکتا ہو یا دیکھنے کی چیز ہو یا پہچاننے کی بات ہو یا عشق اندام کی یہاں رسائی ہو۔ کیونکہ سب چیزیں اُسی کی ہیں اور جان اُسی کے فرمان میں ہے یہاں بس خدا ہی خدا ہے۔ اور بعض لوگ قرآن کی تفسیر میں مشغول ہیں لیکن جوانمرد اپنی تفسیر میں مشغول ہیں۔ اور عالم وہ ہے جو اپنا عالم ہو نہ کہ علم کا۔ اور اندوہ کا درخت لگاؤ تاکہ شاید پھل لائے اور روتے رہو تاکہ آخر میں اس دولت تک پہنچ جاؤ کہ فرمایا جائے کیوں روتے ہیں۔ اور اندوہ عشق تاحد اینکہ بالکل یہ کوشش کرو کہ اس کے کام میں پاک ہو جاؤ مگر جسقدر دیکھو گے پاک نہ ہو گے اور اس کے قابل نہ ہو سکو گے لہذا اندوہ لازم ہوگا اور تمام انبیاء و اولیاء علیہم السلام جو اس عالم میں آئے اور چلے گئے سب اسی اندوہ میں تھے کہ اُس کو اس کے لائق جاننا چاہتے تھے۔ مگر جان نہ سکے۔ اور حق تعالےٰ کے تمام نام بزرگ ہیں مگر سب سے زیادہ بزرگ بندہ کا نیست ہو جانا ہے کہ جب نیست ہو جائیگا اور خلقت سے علیحدہ ہو جائیگا تو اُسوقت اسکی ہستی بیگانگی ہو جائیگی۔ لوگوں نے مکر کے معنی پوچھے تو فرمایا مکر اُسکا لطف ہے کیونکہ حق تعالےٰ کا فعل اپنے اولیاء کے ساتھ مکر نہیں ہوتا۔ اور غایت محبت یہ ہے کہ اگر تمام عالم کے دریا اس کے حلق میں ڈالدیئے جائیں تو ہرگز سیر نہ ہو اور زیادتی طلب کرے غیر حق سے اعراض کرے اور کسی کرامت پر مغرور نہ ہو۔ اور جوانمرد وہ ہے کہ اگر حق تعالےٰ اُس کے بھائی کو ہزار نعمتیں دے اور اسکو ایک ہی نعمت دے تو وہ ایک نعمت بھی اسی بھائی پر فدا کرے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپکو موت کا خوف ہے فرمایا مُردہ کو موت کا خوف نہیں ہوتا کیونکہ موت قیامت اور دوزخ وغیرہ جس جس چیز سے حق تعالےٰ نے خلق کو ڈرایا ہے وہ اُن مصیبتوں کے مقابلہ میں ایک ذرہ بھی نہیں جو میں نے اٹھائی اور چکھی ہیں اور راحت و بہشت وغیرہ جس چیز کا حق تعالےٰ نے خلق سے وعدہ کیا ہے وہ اُس چیز کے مقابلہ میں ایک ذرہ نہیں جس کا میں منتظر ہوں۔ اور مریدوں سے فرمایا کہ اگر لوگ تمسے پوچھیں کہ ابوالحسن

کی صحبت سے تم کیا چاہتے ہو تو تم کیا جواب دو گے۔ ہر شخص نے کچھ جواب دیا مگر آپنے فرمایا کہ اگر مجھسے کوئی پوچھے کہ جوانمردوں کی صحبت سے کیا چاہتے ہو تو میں یہ جواب دوں کہ میں انہی کو چاہتا ہوں۔ آپنے ایک عقلمند سے پوچھا کہ تم خدا کو دوست رکھتے ہو یا خدا تمکو۔ جواب دیا میں خدا کو دوست رکھتا ہوں۔ فرمایا تو جا کر اُس کے گرد پھرو۔ کیونکہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہے وہ اُس کے درپئے ہوتا ہے۔ اور سب چیزوں سے بہتر وہ دل ہے جسمیں کوئی بدی نہ ہو۔ ایک روز بایزیدؒ سے فرمایا کہ اگر تمہاری رسی کھلجائے تو اس کے ہاتھ میں دیدو تاکہ وہ باندھ دے۔ لوگوں نے پوچھا معراج میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا باتیں کیں جن کی نسبت فرماتا ہے۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی۔ (اللہ نے آپؐ پر جو وحی کی وہ کی) جواب دیا خدا نے فرمایا کہ اے محمد صلعم میں اس سے برتر ہوں کہ میں تم سے کہلا مجھے پہچانو اور تم اس سے برتر ہو کہ میں کہا خلق کو میری طرف دعوت دو۔ لوگوں نے پوچھا اُس کا نام کیسے لیتے ہیں۔ فرمایا بعضے حق تعالیٰ کا نام فرمانبرداری سے لیتے ہیں اور بعضے نفس سے بعض دوستی سے اور بعض خوف و رجا سے کہ وہ سلطان ہے۔ لوگوں نے کہا جنیدؒ ہشیار ہی آئے اور ہشیار ہی گئے اور شبلیؒ مست ہی آئے مست ہی گئے۔ اور اگر جنیدؒ و شبلیؒ سے دُنیا میں آنے جانیکی حالت پوچھیں تو نہ انکو آنے کی خبر نہ جانیکی۔ اسیوقت ہاتف نے آواز دی کہ آپ سچ کہتے ہیں۔ کیونکہ جو خدا کو جانتا ہے اُسے غیر خدا کی خبر نہیں ہوتی۔ لوگوں نے پوچھا دعویٰ بُرا ہے یا گناہ۔ فرمایا دعویٰ عین گناہ ہے۔ پوچھا بندگی کیا ہے؟ فرمایا ناکامی میں عمر گذارنا۔ پوچھا بندگی کی کیا علامت ہے فرمایا جہاں میں ہوں خداوندی کا نشان ہے بندگی کا کچھ پتہ نہیں۔ پوچھا فقر کی کیا علامت ہے؟ فرمایا یہ کہ دل سیاہ ہو۔ کیونکہ سیاہی کے اوپر کوئی دوسرا رنگ نہیں چڑھتا۔ اور توکل یہ ہے کہ شیر و اژدہا آتش و دریا اور تکیہ پانچوں تمہارے نزدیک یکساں ہوں۔ کیونکہ عالم توحید میں سب ایک ہیں تم سے جس قدر ہو سکے توحید میں کوشش کرو۔ اگر راہ میں رہ جاؤگے تو کچھ باک نہیں کہ بہت نفع میں رہوگے۔ اور میں تمام دن بیٹھا ہوا اسپر ابرو مارتا ہوں۔ اور جو اندیشۂ غیر خدا کا دل میں آتا ہے اُسکو نکالدیتا ہوں۔ اور میں ایسے مقام پر ہوں کہ ایک مکھی

کا بھی راز مجھ سے پوشیدہ نہیں کہ وہ کس لئے پیدا کی گئی ہے یعنے ابوالحسنؒ باقی نہیں رہے خبر رکھنے والا حق ہے بیچ میں درمیان میں نہیں ہوں۔ لہذا جو کچھ ہاتھ میں لیتا ہوں کہتا ہوں خداوندا اسکو میرے تن کی طبیعت نہ کر۔ اور میں نے چالیس سال تک اخلاص سے خدا کے ساتھ صحبت رکھی جہاں تک کسی مخلوق کی رسائی نہیں۔ جب نماز عشا پڑھ لیتا تو نفس کو صبح تک پیر دن پر کھڑا رکھتا۔ اور صبح سے شام تک اسکو طاعت میں رکھتا اور اس مدت میں جب بیٹھتا تو دو زانو ہی بیٹھتا اچھی طرح نہ بیٹھتا۔ اس وقت تک کہ شائستگی ظاہر ہو گئی چنانچہ میرا جسم ظاہری یہاں خواب میں ہوتا اور ابوالحسن بہشت دوزخ میں تماشا دیکھتے ہوتے اور دونوں جہان مجھ ایک ہو گئے تو حق تعالی کے ساتھ ہوا۔ اور فرمایا یہ طریقہ اول نیاز تھا پھر خلوت پھر اندوہ پھر بیداری۔ اور نماز ظہر و عصر کے وقت میں سچاس رکعتوں کا ورد رکھتا تھا جب بیداری ظاہر ہوئی تو سب کے قضا کرنے کی حاجت پڑی۔ اور چالیس سال گذرے کہ میں کھانا اپنے لئے نہیں تیار کیا۔ مگر مہمانوں کے واسطے اور اپنے آپکو انکا طفیلی بنایا۔ اور اگر تمام جہان کی نعمت کا لقمہ بنا کر مہمان کے منہ میں رکھیں جب بھی اس کے حق سے کم ہے۔ اور اگر حق تعالے کے لئے کسی شخص کی زیارت کو شرق سے غرب تک جائیں تو بھی بہت نہیں۔ اور چالیس برس سے میرا نفس سرد پانی یا مٹھی کا ایک گھونٹ مانگتا ہے مگر میں نے اسکو نہیں دیا۔ اور یہ چالیس سال سے بادنجان کی آرزو تھی مگر کھاتے نہ تھے آخر والدہ نے بہت اصرار کیا تو ایک دو نہ کھالیا اسی روز آپکے لڑکے کا سر کاٹ کر آستانہ پر رکھ دیا گیا۔ جب دوسرے روز آپنے یہ دیکھا تو بلند کلام فرمانے لگے اور فرمایا ہاں جو دیگ گرم میں نے رکھی ہے اسمیں اس سر سے کم نہیں چاہئے پھر فرمایا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میرا معاملہ اس کے ساتھ ایسا آسان نہیں ہے اور تم کہتی ہو کہ بادنجان کھاؤ۔ اور فرمایا ستر سال سے میں حق تعالے کے ساتھ یوں زندگانی کی ہے کہ ایک سانس نفس کی مراد کے مطابق نہیں لی۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپکی مسجد اور دوسری مسجد میں کیا فرق ہے۔ فرمایا اگر شریعت کا اعتبار کرو تو سب ٹھیک ہے۔ اور اگر معرفت کا لحاظ کرو تو

اس مسجد کی حالت طول ہے یعنی دیکھا ہے کہ اور مسجدوں میں سے نور نکلکر آسمان تک پہنچتا ہے اور
اس مسجد پر لطف کا ایک قبہ تنا ہوا ہے جس روز یہ مسجد بنائی گئی اور میں آکر بیٹھا تو ملائکہ نے آکر عرش
تک ایک سبز علم کھڑا کر دیا اور قیامت تک یونہی قایم رکھیں گے۔ اور ایک روز خدا تعالیٰ نے
مجھے بتائی کہ جو بندہ تمہاری مسجد میں دو رکعت نماز پڑھے گا وہ قیامت کے روز عابدوں میں اٹھیگا۔
اور مومن کیلئے ہر جگہ مسجد ہے اور ہر روز جمعہ کا دن ہے اور ہر مہینہ رمضان ہے یعنی جہاں
کہیں ہوتا ہے حق تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور فرمایا اگر میں دنیا سے جاؤں اور مجھ پر چار سو
دینار قرض ہوں اور قرض والے قیامت میں میرا دامن پکڑ لیں تو بھی میں اس سے زیادہ پسند
کرتا ہوں کہ کسی سائل کو واپس کروں اسکی حاجت پوری نہ کروں۔ اور اگر قیامت میں مجھ سے
پوچھا جائیگا کہ کیا لائے تو میں کہوں گا دنیا میں تو نے کتی کو میرا ساتھی کیا تھا میں خود اس
سے عاجز تھا اور اس کی حفاظت کرتا تھا تاکہ مجھے اور تیرے بندوں کو نہ لپٹ جائے اور نجس
طبیعت مجھے دی تھی جس کے پاک کرنے میں تمام عمر میں مشغول رہا۔ اور میں اس سے ڈرتا ہوں کہ مجکو
قیامت میں پھینکدیا جائے اور تمام خرابیوں کے گناہ کی سزا مجھے دی جائے۔ اور لوگ
کہتے ہیں کہ خداوندا تین موقعوں پر ہماری فریادرسی کر جان دیتے وقت اور قبر میں سوال
کے وقت اور قیامت میں مگر میں کہتا ہوں کہ خداوندا میری فریادرسی ہر وقت کر۔ اور ایک
شب میں نے حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا کہا الٰہی ساٹھ سال سے میں تیری امید و محبت و شوق میں عمر
بسر کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اگر تم نے ساٹھ سال سے ہماری محبت کی طلب کی ہے تو ہم ازل
الآزال سے بغیر کسی علت کے تجھے دوست رکھتے ہیں۔ اور ایکبار اور حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا فرمایا
تو ہمارے لئے ہونا چاہتا ہے میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اولین و آخرین اس اشتیاق میں جلتے ہیں کہ میں
کسی کیلئے ہو جاؤں تمہیں مجھ سے کیوں کہا میں نے کہا خداوندا تو نے جو مجکو اختیار دیا تو اس کی مکر
سے میں کب بے خوف ہو سکتا ہوں۔ کیونکہ تو کسی کے اختیار سے کوئی کام نہیں کرتا۔ اور میں نے حق تعالیٰ سے
خواست کی کہ مجھے دکھادے جیسا کہ میں ہوں تو مجھے مجکو ٹوٹے ہوئے کمبل کی طرح دکھایا میں نے کہا
میں ہوں پس یہ کیا ہے کہا یہ عبادت و محبت و شوق تفرج کیا ہے تو وہ نہیں کہ وہ سب ہماری طرف سے ہے تم یہ ہو اور جب میں نے آگی

ہستی کو دیکھا تو اُسنے مجھے میری ہستی سے نکال لیا پھر اپنی ہستی کو دیکھا تو اپنی ہستی میری ہستی سے ظاہر کی
پس میں آکر اپنے زانوئے اندوہ کے پیچھے بیٹھ گیا اور رنجیدہ دل ہو کر کہا یہ کام میرا نہیں ہے جب
شیخ کی وفات قریب ہوئی تو فرمایا کاش کہ میرا سینہ پرخون دل چیر کر خلق کو دکھایا جاتا تاکہ وہ جان لیتی کہ
خداوند کے ساتھ بت پرستی سے ٹھیک نہیں رہ سکتے پھر وصیت فرمائی کہ میری قبر تیس گز نیچی کھودنا
کیونکہ یہ زمین بسطام کے نیچے ہے تو خلاف ادب ہے کہ میری قبر شیخ بایزیدؒ کی قبر سے اونچی ہو۔
چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب شیخ کو دفن کر دیا تو دوسری روز ایک سخت بجلی آئی اور ایک بہت بڑا پتھر
شیخ کی تربت پر رکھا ہو دیکھا اور شیر کے قدم کا نشان پایا۔ سمجھ گئے کہ شیر لایا ہوگا۔ بعض کہتے ہیں شیر کو
دیکھا کہ آپکی قبر کا طواف کرتا تھا۔ یہ بات مشہور ہے کہ شیخ نے فرمایا جو شخص میری قبر کے پتھر پر ہاتھ
رکھکر دعا مانگیگا اُسکی دعا مقبول ہوگی اور یہ مجرب ہے۔ شیخ کو خواب میں دیکھکر پوچھا حق تعالیٰ نے آپکے
ساتھ کیا کیا۔ فرمایا میرا اعمالنامہ میرے ہاتھ میں دیدیا۔ میں نے کہا تو مجھے اعمالنامہ میں مشغول کرتا ہے
حالانکہ عمل کرنے سے قبل تو مجھے جانتا ہے کہ مجھ سے کیا ہوگا۔ میرا اعمالنامہ کراماً کاتبین کو دیدے وہ
پڑھیں اور مجھے چھوڑدے تاکہ تیرے ساتھ عیش کروں محمد بن الحسینؒ فرماتے ہیں کہ میں بیمار اور نفس سے
اندوہگین ہوگیا تو شیخ نے فرمایا کچھ نہ ڈرو تم جان کے جانے سے ہی تو ڈرتے ہو میں نے کہا ہاں۔ فرمایا
اگر میں تم سے پہلے مرجاؤں گا تو چاہے تیس سال گذر جائیں مگر تمہارے مرتے وقت تمہارے پاس
آجاؤں گا۔ پس شیخ کے لئے فرمان آگیا اور میں اچھا ہوگیا۔ محمد بن الحسینؒ کے صاحبزادے کہتے
ہیں کہ نزع کے وقت میرے والد نے کھڑے ہو کر فرمایا وعلیکم السلام آئیے میں نے کہا اے والد آپ کس کو
دیکھتے ہیں۔ فرمایا شیخ ابوالحسن خرقانیؒ ہیں۔ وعدہ کیوجہ سے اتنے زمانہ کے بعد یہاں تشریف
لائے ہیں تاکہ میں نہ ڈروں اور چند جوانمرد آپکے ساتھ ہیں۔ یہ فرماکر انتقال فرماگئے +

باب (۷۸) ذکر ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

وہ غرق بحر دولت برق ابر عزت بر تارز عالم حسی و عقلی شیخ عالم ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپکی پیدائش بغداد میں ہوئی تھی۔ بعض کہتے ہیں اشروسہ میں اور بعض کے نزدیک اشرسنہ میں
تھے وحید عصر اور حال و علم میں بے ہمتا تھے۔ آپکی نکتہ و عبارات رموز و اشارات ریاضت و کرامات
حد و شمار میں نہیں آسکتے۔ اپنے زمانہ کے مشائخ کو دیکھا تھا انکی صحبت پائی تھی علوم طریقت میں یگانہ دہر تھا
تھے۔ احادیث بہت لکھی تھیں اور مالکی مذہب تھے۔ جو ریاضت ہر قسم کی آپنے کی اسکی صفت بیان نہیں
ہو سکتی۔ اول سے آخر تک مردانہ تھے آپکے حال میں کبھی ضعف و فتور نہ آیا۔ اور آتش شوق کی شدت
کسی چیز سے کم نہ ہوئی عمر آپکی ستاسی سال کی تھی ذی الحجہ ۳۳۴ھ ہجری میں وفات ہوئی۔ خود فرماتے
ہیں کہ تیس سال تک میں نے فقہ و حدیث پڑھی تو میرے سینہ سے آفتاب نکلا میں استادوں کے پاس جا کر
کہتا کہ علم خدا محبت سے بیان کرو مگر کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔ اور فرماتے ہیں کسی چیز کا نشان کسی
چیز کی تعریف بغیر نہیں ہوتا غیب سے کچھ نشان نہیں ہوتا۔ آپنے جاہلوں اور عوام خلق کے ہاتھ سے
بہت تکلیف اٹھائی ہمیشہ خلق کے رد و قبول زحمت و غوغا میں رہتے تھے جس طرح حسین منصور کی
ہلاکت کا قصد کرتے تھے آپکا بھی کرتے تھے کہ بعض باتیں انکی ہی آپ میں بھی ہیں۔ آپکے واقعہ کی
ابتدا یہ ہے کہ نہاوند میں ایک امیر تھا بغداد سے خط آیا تو چند لوگوں کے ہمراہ بادشاہ عصر کے دربار میں
پہونچے اور خلعت حاصل کی۔ واپس ہوئے تو شاید امیر کو چھینک آئی اور اسنے خلعت کی آستین سے
ناک منہ صاف کر لیا۔ بادشاہ کو یہ معلوم ہوا تو حکم دیا کہ خلعت اوتار لے گئے اور کام سے علیحدہ کر دیا
شبلی رح نے یہ سنا تو خیال آیا کہ جو شخص ایک بندہ کی خلعت کو خراب کرتا ہے وہ عزل و خفت کا مستحق
ہو جاتا ہے اور اسکی خلعت و ولایت چھین جاتی ہے تو جو شخص بادشاہ عالم کی خلعت کو خراب کرے گا
اس کے ساتھ کیا کیا جائیگا۔ اسیوقت بادشاہ کے پاس جا کر فرمایا کہ اے امیر تو جو مخلوق ہے اپنی خلعت
کے ساتھ بے ادبی کو پسند نہیں کرتا حالانکہ تیری خلعت کی قدر معلوم ہے کہ کتنی ہے۔ بادشاہ عالم نے
مجکو اپنی دوستی و معرفت کی خلعت دی ہے تو اسکو کس طرح پسند آئیگا کہ میں اسے ایک بندہ کی
خدمت سے خراب کر دوں پس باہر نکل آئے اور خیر نساج رح کی مجلس میں توبہ کر لی اور حالت طاری ہو گئی
اس سبب سے کہ شیخ جنید کے رشتہ دار تھے آپکو انہی کے پاس بھیجدیا۔ جب انکی خدمت میں پہونچے تو کہا

گوہر آشنائی کا پتہ آپکے پاس دیا گیا ہے یا بخش دیجئے یا بیچ ڈالیئے۔ جنیدؒ نے فرمایا اگر میں بیچوں تو
تمہارے پاس اس کی قیمت نہیں اور اگر بخش دوں تو آسانی سے تمہارے ہاتھ آجائیگا۔ اُسکی قدر تم نہ جانکر
ضائع کر دو گے لیکن تم مردوں کی طرح سر کو قدم بنا کر اس دریا میں کود پڑو تاکہ صبر انتظار سے وہ گوہر تمہارے
ہاتھ آجائے۔ شبلیؒ نے کہا بتائیے کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا جا کر ایک سال تک گندھک بیچو۔ آپنے ایسا ہی کیا
دوسرے سال فرمایا ایک سال تک دریوزہ گری کرو کسی چیز میں مشغول نہ ہو آپنے ایسا ہی کیا۔
بغداد کے بازار میں تمام جگہ دریوزہ گری کی مگر کسی نے کوئی چیز نہ دی تو شیخ جنیدؒ سے حال بیان
کیا۔ فرمایا اب تم اپنی قیمت سمجھو کہ خلق کے نزدیک کسی لائق نہیں۔ اب انکی طرف دل نہ کرنا اور
کسی چیز میں انکو نہ لینا۔ پھر فرمایا تمنے نہاوند میں حکومت کی ہے جا کر لوگوں سے معافی مانگو۔ پس
آپ گئے اور ہر ہر گھر تمام گھر والوں سے معافی مانگتے تھے۔ یہاں تک تمام شہر میں پھر کر معافی مانگ لی
مگر ایک شخص باقی رہ گیا کہ اس شخص کو نہ پایا۔ فرماتے ہیں اس کے عوض میں نے سو ہزار درہم صدقہ دیئے
مگر ابھی میرے دل کو قرار نہیں آیا۔ جب چار سال کا زمانہ اس شغل میں گذر گیا تو شیخ جنیدؒ نے فرمایا
کہ ابھی تم میں کچھ جاہ باقی ہے جا کر ایک سال اور گدائی کرو۔ فرماتے ہیں ایک سال تک میں گدائی کرکے
شیخ کے پاس لیجاتا تھا آپ درویشوں کو دیدیتے تھے اور مجھے رات بھر بھوکا رکھتے تھے۔ جب وہ سال
بھی گذر گیا تو فرمایا اب میں تمکو صحبت میں رکھوں گا مگر اس شرط سے کہ درویشوں کی خدمت کرو۔ پس
ایک سال مریدوں کی خدمت کی۔ شیخ نے فرمایا اے ابوبکر تمہارے نفس کی قدر و حالت تمہارے
نزدیک کیا ہے۔ میں نے کہا میں اپنے آپکو کمترین خلق دیکھتا اور جانتا ہوں تو شیخ نے فرمایا کہ اب
تمہارا ایمان درست ہوا۔ ابتدا میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی اللہ کہیگا اسکا منہ میں شکر
سے بھر دونگا۔ اور بچوں کو شکر دیا کرتے تھے تاکہ وہ اللہ اللہ کہیں۔ اس کے چند روز کے بعد
فرمایا جو اللہ کہیگا اس کے منہ میں چاندی سونا بھر دونگا۔ اور ایسا ہی کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد
ایسی غیرت آپکو پیدا ہوگئی کہ تلوار نکالکر فرمایا جو کوئی اللہ کہیگا اسکا سر تن سے جدا کر دونگا۔ لوگوں
نے کہا اس سے پہلے تو آپ شکر اور زر دیا کرتے تھے اب سر کاٹتے ہیں۔ فرمایا میں سمجھتا تھا کہ وہ

ہم حقیقت میں یاد کرتے ہیں مگر اب معلوم ہوا کہ غفلت وعادت کے طور پر کہتے ہیں۔ اور نہیں روا نہیں رکھتا کہ غفلت کے طور پر خراب زبان سے اسکی یاد کیجائے۔ پھر جہاں کہیں اللہ لکھا دیکھتے اسکو بوسے دیتے اور تعظیم کرتے۔ ہاتف نے آواز دی کہ اسم میں کبتک مشغول رہوگے۔ اگر طالب شخص ہو تو مسمی کی طلب میں قدم رکھو۔ جب یہ ندا سنی تو عشق واشتیاق آپ پر غالب ہوگیا اور جاکر دجلہ میں کود پڑے مگر ایک موج نے آپکو کنارہ پر ڈالدیا پھر آگ میں گر پڑے مگر جلے نہیں۔ اسیطرح ہلاکت کی جگہ جاتے تھے کہ اپنے آپکو ہلاک کر دیں مگر حق تعالےٰ محفوظ رکھتا تھا اور آپکی بیقراری زیادہ ہوتی تھی پس فریاد کی کہ افسوس ہے اسپر جسکو نہ پانی مارے نہ آگ نہ درندہ۔ نہ پہاڑ۔ آواز آئی کہ جو حقتعالیٰ کا کشتہ ہو اسکے سوا کوئی قتل نہیں کرسکتا پھر ایسے دیوانہ ہوگئے کہ دس مرتبہ آپکو زنجیر باندھا گیا مگر کسی طرح قرار نہ آتا تھا۔ پاگلخانہ میں لیجا کر مدت تک قید رکھا اور کہتے تھے شبلی دیوانہ ہیں۔ آپ فرماتے تھے میں تمہارے نزدیک دیوانہ ہوں اور تم میرے نزدیک ہوشیار ہو خدا میری دیوانگی زیادہ ہوگی۔ جب آپ قید میں تھے تو چند لوگ آپکے پاس گئے آپنے پوچھا تم کون ہو کہا ہم آپکے دوست ہیں۔ آپنے پتھر اٹھا کر مارنا شروع کئے یہاں تک کہ سب بھاگ گئے تب فرمایا اے جھوٹو میری دوستی کا دعویٰ کرتے ہو اور میری بلا پر صبر نہیں کرسکتے۔ ایک روز آپکے پاس تھوڑی سی آگ تھی۔ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ جاکر کعبہ کو جلادوں تاکہ لوگ خداوند کعبہ کیطرف متوجہ ہو ایکدن آپکے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کے دونوں طرف آگ تھی۔ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ بہشت ودوزخ دونوں کو جلادوں تاکہ خلق بغیر علت کے عبودیت کرے۔ ایکبار چند شبانہ روز ایک درخت پر رقص کرتے اور ہو ہو فرماتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا کیا حالت ہے فرمایا ایک فاختہ اس درخت پر بیٹھی ہوئی کو کو کر رہی ہے میں بھی اس کے ساتھ ہو ہو کہتا ہوں جب تک شیخ خاموش نہوں۔ ایکبار پتھر سے آپکا پیر زخمی کر دیا گیا تو خون کا جو قطرہ نکلتا تھا۔ اللہ کا نقش ظاہر ہوتا تھا۔ عید کے دن آپ سیاہ کپڑے پہنے ہوئے وجد کر رہے تھے۔ لوگوں نے کہا عید میں سیاہ کپڑے کیوں پہنے ہیں۔ فرمایا لوگوں کی مصیبت کے باعث کہ وہ خدا سے غافل ہیں

ابتداء میں آپ سیاہ قبا پہنتے تھے یہاں تک کہ توبہ کرکے خرقہ پہنا تو فرمایا سیاہی پر سیاہی ذ مجھکو اس حال تک پہنچادیا پس ہم درمیان میں رہ گئے۔ اول مجاہدہ میں مدت تک آنکھوں میں رات کو نمک بھر لیتے تھے تاکہ نیند نہ آئے۔ کہتے ہیں کہ سات من نمک صرف ہوگیا تھا۔ فرماتے ہیں کہ حق تعالےٰ مجھپر ظاہر ہُوا اور فرمایا جو سوئیگا وہ غافل ہے اور غافل محجوب ہوتا ہے۔ ایکروز چمٹیا سے اپنی ابرو کا گوشت نکال لیتے تھے شیخ جنیدؒ نے پوچھا یہ کیوں؟ فرمایا حقیقت ظاہر ہوگئی ہے اور مَیں اسکی طاقت نہیں رکھتا تو اس سبب سے نکالتا ہوں۔ شاید ایک ساعت مجھے مجھکو دیدیں۔ اول میں آپ پائے تھے اور آہ آہ کرتے تھے شیخ جنیدؒ نے فرمایا کہ دربارِ الٰہی کی شبلی کے پاس ایک امانت رکھی گئی ہے اُنہوں نے اسمیں خیانت کرنا چاہی تو آہ و نالہ میں انکو مبتلا کردیا گیا ہے کہ شبلیؒ خلق میں عین اللہ ہیں۔ ایکدن حضرت جنیدؒ کے سامنے شبلیؒ کی موجودگی میں مرید لوگ شبلیؒ کی مدح کر رہے تھے کہ صدق و شوق اور علوِ ہمت میں انکا مثل کوئی نہیں شیخ جنیدؒ نے فرمایا تم غلطی کرتے ہو وہ تو مردود و مخذول ہے پھر فرمایا شبلیؒ کو یہاں سے نکالدو جب شبلیؒ باہر چلے گئے تو جنیدؒ نے مریدوں سے فرمایا کہ اس مدح سے جو تم شبلیؒ کی کرتے تھے میرا کہہ نکالدینا ہزار گونہ زیادہ ہے مگر تم انکے تلوار مارتے تھے اور مینے ڈھال سامنے کردی تاکہ وہ ہلاک نہ ہوں۔ آپکی ایک کوٹھڑی تھی وہاں جاتے تو چند لکڑیاں ساتھ لیجاتے جسوقت دل میں غفلت آتی تو لکڑی اپنے مارتے۔ اکثر اوقات سب لکڑیوں کو توڑ ڈالتے اور دست و پا دیوار سے مارتے۔ ایکبار خلوت میں تھے تو ایک شخص نے دروازہ پر دستک دی۔ پوچھا کون ہے؟ جواب دیا ابوبکر۔ فرمایا اگر ابوبکر صدیق ہو تو نہ آؤ گے اور زحمت نہ دوگے مَیں بھی زیادہ پسند کرتا ہوں فرماتے ہیں۔ ایک عمر سے میں چاہتا ہوں کہ حق تعالےٰ کے ساتھ ایسی خلوت کروں کہ شبلیؒ درمیان میں نہو اور چالیس سال سے اس آرزو میں ہوں کہ ایکدم خدا کو جانوں پہچانوں۔ اور میرا تکیہ گاہ عجز و نیاز ہے۔ اور میری خواری یہودیوں کی خواری سے بدتر ہے اور مَیں چار بلاؤں میں مبتلا ہوگیا ہوں نفس و دُنیا و ہوا و شیطان۔ اور مجھپر تین مصیبتیں پڑ گئی ہیں۔ ایک یہ کہ حق میری

دل سے جاتا رہا ہے۔ دوسرے حق کی جگہ باطل آگیا ہے۔ تیسرے میرا نفس کا فخر جو اس مصیبت کے درمان و مداوا سے غافل ہے۔ اور کہا خداوندا مجھے دُنیا و آخرت دونوں عطا کر تاکہ دُنیا کا لقمہ بنا کر کسی یہودی کے منہ میں رکھ دوں تاکہ دونوں حجاب خلق کے سامنے سے اُٹھ جائیں اور وہ مقصود تک پہنچ جائیں پھر فرمایا دل دُنیا و آخرت سے بہتر ہے کیونکہ دُنیا محنت کا مقام ہے اور آخرت نعمت کا لیکن دل معرفت کا مقام ہے۔ اور اگر میں سلطان کی خدمت نہ کی ہوتی تو مشایخ کی خدمت نہ کر سکتا۔ ایک دن نئے کپڑے پہنے ہوئے تھے اُنکو اُتار کر آگ میں رکھ دیا کہ جل گئے۔ لوگوں نے کہا مال کا ضایع کرنا شریعت میں روا نہیں۔ فرمایا حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ یعنے جس چیز کی طرف تمہارا دل متوجہ ہوگا اُسکو تمہارے ساتھ دوزخ میں جلاؤنگا۔ اب میرے دل نے اس کپڑے کی طرف میں کیا تو مجھے غیرت آئی۔ لہٰذا آگ میں جلا دیا۔ ایک دن بازار میں گئے اور ایک خرقہ ڈیڑھ دانگ میں اور ایک کلاہ نصف دانگ میں خرید کر پہن لی پھر آواز لگانے لگے۔ مَنْ یَشْتَرِیْ صُوْفِیَّۃً بِدَانِقَیْنِ یعنی کون ہے جو صوفی کو دو دانگ (دمڑی) میں خریدے۔ جب آپکے احوال میں قوت آگئی تو بیان فرمانے لگے اور عوام پر سخن تحقیق آشکار کرنے لگے شیخ جنیدؒ نے اُنکو ملامت کی کہ ہمنے ان باتوں کو تہ خانوں میں چھپا رکھا تھا۔ تم آکر سر منبر عوام سے بیان کرنے لگے شبلیؒ نے کہا میں ہی کہتا ہوں اور میں ہی سنتا ہوں دونوں عالم میں میرے سوا کون ہے کیونکہ یہ باتیں جو میں کہتا ہوں حق سے حق تک پہنچتی ہیں شبلی درمیان میں نہیں۔ جنیدؒ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو تمکو درست ہے۔ فرماتے ہیں جو دل میں دُنیا و آخرت کا اندیشہ رکھے اُسکو ہماری مجلس میں بیٹھنا حرام ہے۔ ایکبار مجلس میں اللہ اللہ بہت فرماتے تھے۔ ایک درویش نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کیوں نہیں کہتے شیخ نے نعرہ لگایا اور فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ لا کے کہنے میں میرا دم نکلجائے اور اللہ تک نہ پہنچ پاؤں جس سے وحشت میں ہو جاؤں۔ اس بات کا اُس درویش پر اثر ہوا۔ اور لرز کر جان دیدی۔ پس اس کے رشتہ دار آئے اور شیخ کو دار الخلافت میں لے گئے۔ آپ اپنے وجد کے غلبہ میں مست کی طرح جاتے تھے۔ اُن

لوگوں نے درویش کے خون کا دعویٰ کیا۔ بادشاہ نے شیخ سے کہا آپ کیا کہتے ہیں۔ فرمایا اسکی جان آتشِ عشق کے شعلے سے بقائے جلال حق تعالےٰ کے انتظار میں جل گئی۔ تمام علائق سے علیحدہ اور نفس کی صفات و آفات سے فانی ہو گئے۔ اسکی طاقت طاق اور صبر کم ہو گیا۔ اس کے سینہ و باطن میں متقاضیان درگاہ غائب ہو گئے۔ جمالِ مشاہدہ کی برق اس کے نقطۂ جان پر گری تو اس کی جانِ سوختہ مرغ وار قالب سے نکل گئی۔ اسمیں شبلیؒ کا کیا جرم و گناہ۔ بادشاہ نے کہا بہت جلدی شبلیؒ کو واپس کرو کہ انکی باتوں سے میرے دل پر ایسی حالت طاری ہو گئی کہ بیہوشی کا خوف ہو گیا۔ جو شخص آپکے سامنے توبہ اور سلوکِ طریقت کی طلب کرتا اس سے فرماتے کہ توکل پر جنگل میں جا۔ اور تنہائی میں حج کا ارادہ کر۔ جب وہاں سے واپس آ جائے تو اس وقت ہماری صحبت میں رہ سکیگا۔ پس بغیر زاد و راحلہ کے اسکو جنگل میں بھیج دیتے۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ خلق کو ہلاک کرتے ہیں۔ فرمایا انکا مقصود میرے پاس آنے سے یہ نہیں کیونکہ اگر انکی مُراد میں ہوں تو یہ بت پرستی ہے اس سے بہتر تو انکا فسق ہی ہے کہ فاسق موحد بہتر ہے راہب زاہد سے بلکہ میرے پاس آنے سے انکا مقصود طلب حق ہے۔ اب اگر وہ راہ میں ہلاک ہو جائیں گے تو انکا مقصود حاصل ہو جائیگا۔ اور اگر واپس آ جائیں گے تو سفر کا مجاہدہ انکو ایسا ٹھیک کر دیگا کہ یہاں پر ایسے دنوں میں کے مجاہدہ میں ٹھیک نہ ہونگے۔ فرماتے ہیں جب میں بازار میں نکلتا ہوں تو اکثر خلق کی پیشانی پر سعید و شقی دیکھتا ہوں کبھی کبھی نعرہ لگاتے اور فرماتے۔ ہائے افلاس آہ افلاس ہائے افلاس لوگوں نے کہا افلاس کاہلی سے ہے۔ فرمایا لوگوں کے ساتھ بیٹھنے انس رکھنے بات کرنے انکی خدمت کرنے سے۔ ایک روز چند امیروں کو دیکھا تنعم و تماشہ میں مشغول تھے تو شیخ نے نعرہ لگا کر فرمایا افسوس یہ دل ذکرِ خدا سے غافل ہیں اسلئے انکو مردار اور دُنیا کی پلیدی میں مشغول کر دیا گیا ہے۔ ایک روز کسی کا جنازہ لئے جا رہے تھے ایک شخص پیچھے پیچھے جا رہا تھا اور کہتا تھا ہائے فراقِ ولد۔ آپنے سر میں ہاتھ مار کر کہنا شروع کیا ہائے فراقِ احد۔ اور فرماتے ہیں صفائی اوقات تجھے ہرگز مغرور نہ کرے۔ کیونکہ اسکے اندر نہایت دقیق آفات ہیں۔ ایک روز گیلی لکڑی آپکے

سامنے آگ میں جلاتے تھے وہ ایک طرف سے جلتی تھی اور دوسری طرف سے پانی ٹپکتا تھا تو مریدوں
سے فرمایا اے مدعیو اگر تم سچ کہتے ہو کہ ہمارے دل میں آتشِ شوق ہے تو تمہاری آنکھوں سے
اشک کیوں رواں نہیں۔ ایک دفعہ سکر میں تھے تو شیخ جنیدؒ کی دستار کو جا کر پھاڑ ڈالا لوگوں
نے کہا یہ کیوں۔ فرمایا یہ میری نظر میں اچھی معلوم ہوئی تو میں نے پھاڑ ڈالا تاکہ میری نظر میں کوئی
چیز اچھی نہ معلوم ہو۔ ایک روز اور سکر میں تھے تو شیخ جنیدؒ کے گھر میں گئے اور انکی زوجہ سر
میں کنگھا کر رہی تھیں انہوں نے چھپنا چاہا تو شیخ نے فرمایا اپنا سر نہ ڈھکو اور نہ ہٹو کہ ان
مستوں کو دوزخ کی بھی خبر نہیں۔ پھر آپ آکر باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ رونا شروع کر دیا تو
شیخ جنیدؒ نے زوجہ سے فرمایا کہ پردہ کر لو۔ کیونکہ اب وہ اپنے آپے میں آگئے۔ شیخ جنیدؒ نے فرمایا
کہ مَنْ طَلَبَ وَجَدَ (جس نے طلب کی اس نے پالیا) شبلیؒ نے فرمایا نہیں بلکہ مَنْ وَجَدَ
طَلَبَ (جس نے پالیا اس نے طلب کی) ایک روز شیخ جنیدؒ نے یہ دیکھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے تشریف لا کر شبلیؒ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ شیخ نے آپ سے پوچھا کہ تم نے کیا کام کیا ہے؟
فرمایا نماز شام کی سنتوں کے بعد دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور یہ آیت پڑھتا ہوں لَقَدْ جَآءَكُمْ
رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ الآیہ۔ شیخ نے فرمایا یہ بات تم نے اسی وجہ سے پائی ہے ایک روز
طہارت کر کے مسجد کا عزم کیا تو ندا آئی کہ تم ایسی طہارت رکھتے ہو کہ اس گستاخی سے ہمارے
گھر میں آؤ گے۔ پس لوٹ آئے تو ندا آئی کہ ہماری درگاہ سے واپس جاتے ہو۔ پس نعرہ لگایا تو
ندا آئی کہ ہم پر تشنیع کرتے ہو۔ تب اپنی جگہ پر خاموش کھڑے رہ گئے تو ندا آئی کہ صبر و تحمل کا دعویٰ
کرتے ہو۔ پس کہنے لگے تجھ سے تیری ہی فریاد ہے۔ ایک درویش عاجز ہو کر آپ کے پاس آیا۔
اور کہنے لگا دین کے حق میں میری فریاد رسی کیجئے۔ اور بتائیے کہ کیا چارہ کروں۔ میرے
کام کی بات تنگ ہو گئی ہے اور میں عاجز ہو گیا ہوں۔ اب میں کیا کروں نومید ہو کر راہ سے
واپس جاؤں۔ فرمایا اے درویش تو درِ کفر پر حلقہ کرتا ہے۔ کیا نہیں سنتا کہ وہ فرماتا ہے
لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو) اس نے کہا اب میں ایسی

مطمئن ہو جاؤں۔ فرمایا حق تعالیٰ کی آزمایش کرتا ہے۔ نہیں سُنتا کہ وہ فرماتا ہے۔ فَلَا یَامَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (اللہ تعالیٰ کے مکر سے گمراہ لوگ ہی بےخوف ہوتے ہیں) کہا تو کیا تدبیر کروں۔ فرمایا آستانہ پر اُس وقت تک پڑے رہ کہ تیری جان نکلجائے تاکہ ندا آئی کہ دروازہ پر کون ہے۔ آپ ایک جمعے سے دوسرے جمعہ تک ابوالحسن خضری کو اپنے پاس آنیکی اجازت ایکبار دیتے اور اُن سے فرمایا اگر اس عرصہ میں حق تعالیٰ کے سوا کسیکا خطرہ تمہارے دل میں آتا ہے تو تمکو میری صحبت رکھنا حرام ہے۔ ایکروز مُرید ذیکے ہمراہ صحرا میں جا رہے تھے کہ ایک کھوپری دیکھی جسپر لکھا تھا خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ۔ شیخ نے نعرہ لگا کر فرمایا کسی ولی یا نبی کا سر ہے۔ مُریدوں نے پوچھا یہ آپ کیسے فرماتے ہیں۔ فرمایا یہ اسکا راز ہے کیونکہ جبتک اُسکی راہ میں دُنیا و آخرت ضایع نہ کر دوگے اُس تک نہ پہونچوگے۔ ایکبار آپ بیمار ہوئے تو طبیب نے کہا پرہیز کیجیے۔ فرمایا کس چیز سے پرہیز کروں اُس سے جو میری روزی ہے یا اُس سے جو میری روزی نہیں ہے۔ اگر روزی سے پرہیز کو کہتے ہو تو جب وہ میرا رزق ہے تو اُس سے میں پرہیز کر ہی نہیں سکتا۔ اور اگر غیر رزق سے کہو تو وہ خود میرے پاس نہ پہونچیگا۔ ایک سقے راہ میں فقاعی آواز دیتے تھے کہ لَمْ یَبْقَ اِلَّا وَاحِدٌ (واحد ہی باقی ہے) شیخ نے نعرہ لگا کر فرمایا۔ هَلْ یَبْقٰی اِلَّا وَاحِدٌ (کیا واحد کے سوا کوئی باقی رہے گا) ایکروز جنازہ کی نماز پڑھائی تو پانچ تکبیریں کہیں۔ لوگوں نے کہا آپنے کوئی نیا مذہب نکالا ہے پانچ تکبیریں کیوں کہیں۔ فرمایا چار تکبیریں تو مُردہ پر ہیں اور ایک تمام عالم پر۔ ایکبار عرصہ تک غائب رہے ملتے نہ تھے۔ آخر کو ایک مخنث خانہ میں پایا تو پوچھا یہ آپکی کیا جگہ ہے۔ فرمایا میری جگہ یہی ہے کہ جسطرح سے یہ مخنث دُنیا میں نہ مرد ہیں نہ عورت یونہی میں بھی دین میں نہ مرد ہوں نہ عورت لہذا میری جگہ یہی ہے۔ ایکروز دو بچوں کو دیکھا کہ ایک اخروٹ کیلئے جھگڑا کر رہے تھے تو آپنے فرمایا صبر کرو۔ میں اِسکو تم دونوں میں تقسیم کئے دیتا ہوں پس توڑا تو خالی نکلا آواز سُنی کہ اگر تم تقسیم کرنے والے ہو تو کیوں نہیں تقسیم کرتے۔ فرماتے ہیں تمام عالم میں رافضی و

خارجی سے کم ہمت کوئی نہیں۔ کیونکہ اور لوگوں نے جو خلاف کیا وہ اپنے حق میں کیا لیکن انہوں نے اپنا وقت خلق کے تعصب میں برباد کیا۔ اور فرماتے ہیں ایک مدت سے میں حَسْبِیَ اللّٰہُ کہنا چاہتا ہوں۔ مگر جب سمجھتا ہوں کہ میرا یہ کہنا جھوٹ ہے تو نہیں کہہ سکتا آپ بہت سا نمک آنکھوں میں بھر لیتے تھے۔ لوگوں نے کہا شاید آپکی آنکھیں کام کی نہیں فرمایا جو ہمارے دلبر ہے وہ آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ کسی نے شیخ سے کہا کہ کیا بات ہے آپ ہمیشہ بے آرام رہتے ہیں وہ آپکے پاس نہیں اور آپکے پاس نہیں۔ فرمایا اگر میں حق کے پاس ہوتا تو میں میں ہوتا۔ مگر میں تو اس میں محو ہوں فرماتے ہیں میں اتنے زمانہ سے جانتا تھا کہ حق تعالیٰ کی محبت میں طلب کرتا اور اس کے مشاہدہ سے اُنس کہتا ہوں مگر معلوم ہوا کہ لذت و اُنس ہم جنس ہی سے ہوتا ہے۔ اور یہ بات نہایت تعجب کی ہے کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کو پہچانتا ہو اور پھر اسکو ناراض کرے۔ اور ایک مرید کی حالت اسوقت کامل ہوتی ہے جب سفر وحضر میں اس کا حال یکساں ہو اور حاضر و غائب اسکو ایک ہو۔ آپ سے لوگوں نے بیان کیا کہ ابو تراب کو جنگل میں بھوک لگی تو تمام جنگل کھانا ہو گیا۔ فرمایا یہ رفق و نرمی ہے اگر وہ مقام تحقیق میں ہوتے تو کہتے میں اپنے پروردگار کے پاس رہتا ہوں وہ مجکو کھلاتا پلاتا ہے۔

ابو العباس دامغانیؒ فرماتے ہیں کہ مجکو شیخ نے وصیت کی کہ ہمیشہ تنہائی میں رہو اور ان لوگوں کے دفتر سے اپنا نام علیحدہ کر لو اور مرتے وقت تک دیوار سے منہ لگائے رہو۔ شیخ جنیدؒ نے آپ سے فرمایا کہ جب تم حقتعالیٰ کی یاد کی اہلیت نہیں رکھتے تو اسکو کیسے یاد کرتے ہو جواب دیا میں مجاز میں اسکو اتنا یاد کرتا ہوں کہ وہ ایکبار مجکو حقیقت میں یاد کرتا ہے۔ شیخ جنیدؒ نے نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئے۔ شبلیؒ نے فرمایا چھوڑ دو کہ اس درگاہ میں کبھی خلعت ملتی ہے اور کبھی تازیانہ۔ آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ دنیا اشغال کیلئے ہے اور آخرت احوال کے لئے تو راحت کب ملے گی۔ فرمایا دنیا کے اشغال سے ہاتھ اٹھا لو تاکہ احوال آخرت سے نجات پاؤ۔ لوگوں نے کہا ہمکو توحید مجرد کا حال زبان حق سے بتا دیجئے۔ فرمایا افسوس ہے تم پر

جو عبارت سے توحید کا حال بتائے وہ ملحد ہے اور جو اُس کی طرف اشارہ کرے وہ دو خدا کا ماننے والا ہے اور جو اسکی طرف ایمار کرے بُت پرست ہے۔ جو اُس کے بارہ میں بات کرے غافل ہے اور جو اُس سے خاموش ہو وہ جاہل ہے جو شخص یہ سمجھے کہ میں اُس تک پہنچ گیا وہ نہیں پہنچا اور جو نزدیکی کا اشارہ کرے وہ دُور ہے جو اپنے آپ سے وجد کرے وہ گم گشتہ ہے اور جس چیز کی تمیز وہم سے اور ادراک عقل سے ہو جائے وہ تمہارے اُوپر مردود ہے اور مثل تمہارے مصنوعی ہے اور تصوّف یہ ہے کہ اُس زمانہ کی طرح رہے جب وجود میں نہ آیا تھا۔ اور تصوّف شرک ہی کیونکہ تصوّف کے معنے ہیں غیر سے دل کا محفوظ رہنا اور غیر کا وجود ہی نہیں۔ اور فرمایا فنا ناسوتی ہے اور ظہور لاہوتی۔ اور تصوّف کے معنے ہیں قویٰ کا منضبط رکھنا اور انفاس کی حفاظت کرنا۔ اور صوفی بعض وقت تمام خلق کو اپنا عیال سمجھتا ہے۔ اور صوفی وہ ہے جو خلق سے منقطع اور حق تعالےٰ سے متصل ہو جس طرح اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو خلق سے منقطع کر دیا کہ فرمایا میں نے تمکو اپنے لئے منتخب کر لیا اور اپنے آپ سے متصل کر لیا کہ فرمایا تم مجکو نہ دیکھ سکو گے۔ اور یہ بہ تمام تحیّت تھے۔ اور صوفی لوگ لطف حق تعالیٰ کی گود کے بچے ہیں۔ اور تصوّف کے معنی ہیں جہان کے دیکھنے سے محفوظ رہنا اور جلانیوالی تجلی کا گرنا اور دربار حق تعالیٰ میں مقیم ہو کر بیٹھنا اور حق تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السّلام پر وحی فرمائی کہ میرا ذکر ذاکروں کے لئے ہے۔ اور بہشت طاعت کرنیوالوں کیلئے۔ میری زیارت مسافروں کیلئے ہے اور محبت خاص عاشقوں کے لئے۔ اور جب لذّت میں دہشت اور نعمت میں حیرت ہے۔ اور محبت رشک کرتا ہے کیونکہ تم جیسا کب اس لائق ہے کہ اُسکو دوست رکھے۔ اور محبت کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو سب محبوب کے لئے لٹا دو۔ اور فرمایا جو شخص محبت کا دعویٰ کرے اور محبت و محبوب کے سوا کسی دوسرے چیز میں مشغول ہو حبیب کے سوا کچھ اور طلب کرے وہ محبوب سے استہزا کرتا ہے۔ اور فرمایا ہیبت دلوں کو پگھلا دیتی ہے اور آتش محبت جانوں کو اور شوق نفسوں کو۔ اور جس کے سامنے توحید کی تصویر نہ پیش ہو جائے۔ اُسنے توحید کی کبھی بو بھی نہ

سونگھی ہوگی۔ اور توحید موحد کیلئے جمالِ احدیت سے حجاب ہے۔ اور اسوجہ سے تیری توحید درست نہیں ہوتی کہ تو اسکو اپنے آپ سے طلب کرتا ہے۔ اور معرفت تین قسم کی ہے۔ ایک حقتعالیٰ کی معرفت جو اسکی محتاج ہے۔ دوسری معرفت نفس وہ ادائے فرایض کی محتاج ہے۔ تیسری معرفتِ وطن جو محتاج ہے اُسکے احکام و قضا پر راضی ہونیکی طرف۔ اور جب حقتعالیٰ بلاکو عذاب کرنا چاہتا ہے تو عارف کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ اور عارف وہ ہے جو کبھی مچھر کی تاب نہ لائے اور کبھی ساتوں آسمان و زمین کو پلکوں کی نوک سے اٹھالے۔ لوگوں نے کہا حضرت آپ کبھی ایسا فرماتے ہیں اور کبھی ایسا۔ فرمایا اسوقت ہم تھے اب ہم نہیں ہیں وہ ہے۔ اور فرمایا عارف کا نشان نہیں ہوتا۔ اور محب کو گلہ نہیں ہوتا۔ اور بندہ کو دعوے نہیں ہوتا۔ اور ڈرنے والے کو قرار نہیں ہوتا۔ اور کوئی شخص حق تعالےٰ سے بھاگ نہیں سکتا۔ اور اوّل معرفتِ خدا ہوتی ہے۔ اور آخر کی کوئی انتہا نہیں۔ اور خدائے تعالےٰ کو کسی نے نہیں پہچانا۔ اگر پہچانا ہوتا تو اُس کے غیر کیطرف مشغول نہ ہوتے۔ اور عارف وہ ہے جو دُنیا کو تہ بند بنائے اور آخرت کو چادر۔ دونوں کو اُتار کر محض حق تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اور عارف بغیر حقتعالیٰ کے بینا و گویا نہیں ہوتا۔ اور اپنے نفس کا اُس کے سوا کسیکو حافظ نہیں دیکھتا۔ اور اُس کے غیر سے بات نہیں سنتا۔ اور عارف کا زمانہ موسم بہار کی طرح ہے کہ بجلی کڑکتی ہے بادل برستا ہے برق چمکتی ہے ہوا چلتی ہے شگوفہ کھلتے ہیں اور جانور بولتے ہیں۔ ایسا ہی حال عارف کا ہوتا ہے کہ آنکھ سے روتا ہے لب سے ہنستا ہے دل سے جلتا ہے سر سے ناز کرتا ہے ہمیشہ دوست کا نام لیتا ہے اور اُس کے دروازہ پر چکر لگاتا ہے۔ اور فرمایا دعوت تین ہیں۔ دعوتِ علم۔ دعوت معرفت۔ دعوت معاینہ۔ اور علم ایک ہی ہے وہ یہ کہ بذاتِ خود اپنے نفس کو جانو۔ اور عبارت زبانِ علم ہے اور اشارت زبانِ معرفت۔ اور علم الیقین وہ ہے کہ ہم تک انبیا علیہم السّلام کی زبان سے پہونچا ہے اور عین الیقین وہ ہے جو بغیر کسی واسطہ کے انوارِ ہدایت سے اسرارِ قلوب میں پہونچے۔ اور حق الیقین وہ ہے جس تک اِس

عالم میں رسائی نہیں۔ اور ہمت طلب خداوند ہے اور اس کے سوا کچھ ہمت نہیں ہے۔ اور صفائے ہمت کسی چیز پر ٹھہرتا نہیں مگر صاحب ارادت بہت جلدی ٹھہر جاتا ہے۔ اور فقیر وہ ہے جو خدائے تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی وجہ سے مستغنی نہ ہو۔ اور درویشوں کے چار سو درجے ہیں جن میں سب سے کم یہ ہے کہ اگر تمام دنیا اس کے پاس ہو اور اس سب کو وہ لوگوں میں خرچ کرے۔ اور اس کے دل میں آئے کہ کاش میں ایک دن کا کھانا بچا لیتا تو اسکا فقر حقیقی نہیں۔ اور حقیقت جمعیت کلی ہے اور واحد صفت فردانیت میں ہے۔ اور شریعت یہ ہے کہ اسکی پرستش کرو اور طریقہ یہ ہے کہ اسکی طلب کرو۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اسکو دیکھو۔ اور سب سے بڑھکر ذکر یہ ہے کہ مذکور کے مشاہدہ میں ذکر کو بھول جائے۔ اور حق تعالیٰ کے پاس بیٹھنا بغیر واسطہ کلام کے ہے۔ اور صابر شخص اہل درگاہ میں ہے اور راضی اہل پیشگاہ میں اور مفوض اہل البیت میں۔ یہ باتیں ایسی ہیں جیسے پنجرے میں جانور کہ ہر طرف سر مارتا ہے مگر باہر نہیں نکل سکتا۔ اور زہد غفلت ہے کیونکہ دنیا ناچیز ہے اور ناچیز میں زہد غفلت ہے۔ اور زہد یہ ہے کہ دنیا کو فراموش کرے اور آخرت کو یاد نہ کرے۔ اور فرمایا جو کچھ تیرے لئے وہ ضرور تجھ تک پہونچیگا۔ اور جو تیرا نہیں ہے وہ کوشش سے بھی نہیں پہونچ سکتا۔ پس تیرا زہد کس چیز میں ہے۔ اور زہد کے معنے سب اشیاء سے پھیر کر دل کو خالق اشیاء کیطرف متوجہ کرنا۔ اور استقامت کے معنے ہیں دنیا و عقبیٰ دیکھنا اور جو وقت کہے اسپر قیام کرنا۔ اور صادق کی علامت یہ ہے کہ حرام چیز کو منہ سے نکال ڈالے۔ اور انس یہ ہے کہ تجکو اپنے آپ سے وحشت ہو جائے۔ جو شخص اس کے ذکر سے انس رکھتا ہے وہ اس کی طرح نہیں ہو سکتا ہے جسکو مذکور سے انس ہو۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ عارف اسبات کی تحقیق رکھ سکتا ہے جو اسپر ظاہر ہوتی ہے۔ فرمایا اس چیز کی کیسے تحقیق کر سکتا ہے جو ثابت نہیں اور اس چیز سے کس طرح آرام حاصل کر سکتا ہے جو ظاہر نہیں اور اس چیز سے کیونکر نا امید ہو سکتا ہے جو پنہاں نہیں۔ یہ بات ظاہر میں باطن اور باطن میں ظاہر ہے۔ اور فرمایا ہر وہ اشارہ جو خلق حق کیطرف کرتی ہے مردود ہے جبتک حق سے حق کیطرف اشارہ

نظریں مگر وہاں تک اُنکی راہ نہیں۔ اور ہُو وہ حق تعالیٰ کی طرف اشارہ کرتا ہے مگر لوگوں کی وہاں تک
رسائی نہیں۔ اور فرمایا بندہ جب بندہ کی آنکھ میں ظاہر ہوتا ہے تو یہ عبودیت ہے اور جب
اُسپر صفات حق تعالیٰ ظاہر ہو جاتی ہیں تو وہ مشاہدہ ہے۔ اور گوشۂ نظر سے دیکھنا حرمان ہے
اور خطرہ خذلان اور اشارہ ہجران اور کرامت خدا سے مانع ہے اور یہ سب مکر ہیں۔ ولا یامن
مکر اللہ الا القوم الخسرون۔ اور فرمایا ہر نعمت کے اندر تین مکر ہیں اور ہر طاعت کے اندر
چھ مکر ہیں۔ اور عبودیت کے معنے ہیں تمہارے ارادہ و مراد کا اُس کے ارادہ میں محو ہو جانا اور
تمہارے اختیار کا اُس کے اختیار سے فسخ ہو جانا اور اُس کی قضا میں اپنی آرزو کا ترک کر
دینا۔ اور حق تعالیٰ کے ساتھ قول کا انبساط ترک ادب ہے۔ اور لوگوں کے ساتھ اُنس رکھنا
افلاس ہے اور بغیر ذکر حق تعالیٰ کے زبان کی حرکت وسواس ہے۔ اور قرب کی علامت حق تعالیٰ
کے سوا تمام چیزوں سے منقطع ہو جانا ہے۔ اور جوانمردی یہ ہے کہ مثل اپنی بلکہ اس سے بھی
بہتر خلق کی صلاحیت چاہو۔ اور کلام دل ہی کا کلام ہے اور رجا کی سب سے بلند منزل حیا ہے
اور غیرت بشری اشخاص کو ہے اور غیرت الٰہی وقت پر ہے جسے ماسوی اللہ میں ضایع کر دیا جائے
اور وصل میں خوف اُس خوف سے زیادہ سخت ہے جو مکر میں ہے۔ اور کوئی روز جسمیں مجھ پر
خوف غالب ہوا ایسا نہیں جسمیں میرے دل پر حکمت و عبرت کا دروازہ کشادہ نہ ہوا ہو۔
اور شکر یہ ہے کہ نعمت کو نہ دیکھو منعم کو دیکھو۔ اور وہ دم جو بندہ مولیٰ سبحانہ کی موافقت میں
نکالے وہ قیامت تک تمام عابدوں کی عبادت سے افضل و بہتر ہے۔ اور فرمایا ہزار سال
گذر گئے دو ہزار سال جو نہیں آئے وہ تیرے لئے نقد ہیں جس وقت میں کہ تو ہے اسکی حفاظت تلف
کر کہ ایک دانہ اشباح (صورتوں) میں تجھی مغرور نہ کر دیا جائے یعنی عالم ارواح میں زمانہ
نہیں ہے اور ماضی و مستقبل گذر چکے۔ اور جو رات کو ذرا دیر غفلت میں سو جائیگا وہ آخر
تک ہزار سالہ راستہ واپس آ جائیگا۔ اور حق تعالیٰ سے ایک طرفۃ العین کا سہو اہل معرفت کیلئے شرک ہے
اور جو شخص خلق کے باعث حق تعالیٰ سے محجوب ہے وہ اُس شخص کی طرح نہیں جو حق تعالیٰ کے باعث

خلق سے محجوب ہے۔ اور جسکو قدس لیگیا ہو وہ اُس شخص کی طرح نہیں جسکو انوار رحمت کو حضرت لے گئے ہوں۔ اور جس کسیکا مال حق تعالٰی کی راہ میں تلف ہوگا اُسکا عوض حق تعالٰی ہوگا۔ اور جو شخص حق سے حق میں فانی ہوجاتا ہے وہ ربوبیت سے فانی ہوجاتا ہے تو عبودیت تک کیا نوبت پہونچیگی۔ اور بعض لوگ ایسے پیدا ہوگئے ہیں جو عادت کے طور پر حاضر ہوتے اور رسم کے طریقہ پر سُنتے ہیں تو ان بیٹھنے اور سُننے سے کچھ زیادتی نہیں ہوتی سوا بلا کے۔ اور تم ہمیشہ اللہ تعالٰی کی طرف متوجہ رہو اور ماسوی اللہ سے ہاتھ اٹھالو۔ قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔ اور میں اسوقت یقین لوں گا جب نہ سوا اُن کا کوئی ذاکر دیکھ ہو گے یعنی میں ہی ہونگا۔ اور اگر میں کامل طور پر حق تعالٰی کی قدر پہچانتا تو اُس کے غیر سے بالکل نہ ڈرتا۔ اور میں نے دو شخصوں کو خواب میں دیکھا جنہوں نے مجھ سے کہا کہ جو شخص ایسا ایسا کرے وہ غافل ہے اور ایک عمر سے میں اس آرزو میں ہوں کہ حق تعالٰی کے ساتھ ایسی سانس لوں کہ دل کو اسکی خبر نہ ہو مگر نہیں کر سکتا۔ اور اگر تمام دُنیا کا لقمہ بنا کر ایک شیرخوار بچے کے منہ میں رکھدیا جائے تو مجھکو اُسپر رحم سے کہ ابھی بھوکا ہوگا۔ اور تمام دُنیا میرے پاس ہو اور وہ میں یہودیوں کو دیدوں تو اگر وہ اسکو قبول کریں تو میں اپنے اُوپر اُنکا بڑا احسان جانوں۔ اور کائنات کی جو قدر تیں ہیں اسکا گذر میرے دل میں ہوسکے اور کون کا گذر اُس کے دل میں ہو بھی سکے جو کون دعالم پیدا کرنیوالے کو جانتا ہے۔ ایک روز آپ غلبۂ شوق و وجد میں مضطرب تھے شیخ جنید نے فرمایا اے شبلیؒ اگر اپنا کام حق تعالٰی پر چھوڑ دو تو راحت پاؤ۔ . . . .

. . . . جواب دیا حضرت اگر حق تعالٰی میرا کام مجھ پر چھوڑ دے تو میں راحت پاؤں شیخ جنید نے فرمایا شبلیؒ کی شمشیر سے خون ٹپکتا ہے۔ ایک روز ایک شخص یارب کہہ رہا تھا۔ فرمایا یارب کبتک کہے گے وہ کہتا ہے عبدی اسکو سُنو کہا وہ سُنتا ہوں اسکی وجہ سے کہتا ہوں۔ فرمایا اب اگر کہتے ہو تو معذور رہو۔ اور کہا خداوندا اگر آسمان کو میرا طوق کردے اور زمین کو میری بیڑی بنادے اور تمام عالم کو میرے خون کا پیاسا کردے تو بھی

نہیں مجھ سے نہ پھروں جب آپکی وفات قریب ہوئی تو دونوں آنکھوں میں تیرگی آگئی اور ہاتھ منگا کر سر پر ڈالنے لگے اور اسقدر بیقراری آپکو ہوئی جسکا بیان نہیں ہوسکتا۔ لوگوں نے پوچھا یہ اضطراب کاہے سے ہے۔ فرمایا مجھے ابلیس پر رشک آتا ہے اور آتش غیرت میری جان جلتی ہے کہ مجھ جیسا شخص یہاں بیٹھا ہے اور وہ اپنی ایک چیز دوسرے کو دیتا ہے کہ اِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ میری ابلیس کیطرف لعنت کی نسبت نہیں دیکھ سکتا اور چاہتا ہوں کہ مجھے حاصل ہو۔ کیونکہ اگرچہ وہ لعنت ہی لیکن اسکو اضافت و نسبت تو دوست کی ذات سے ہے۔ اور تھوڑی دیر خاموش ہوکر پھر اضطراب میں ہوگئے۔ اور فرمایا دو ہوائیں چلتی ہیں ایک لطف کی دوسری قہر کی پس لطف کی ہوا چلتی ہے وہ اسکو مقصود تک پہنچادیتی ہے اور جسپر قہر کی ہوا چلتی ہے وہ حجاب میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ پس اگر مجھ تک لطف کی ہوا آجائیگی تو میں اسکی امید پر یہ تمام ناکامی و سختی اٹھا سکتا ہوں۔ اور اگر عیاذاً باللہ باد قہر آئے گی تو جو حالت میری ہوگی اس کے مقابلہ میں یہ تمام سختی و بلا کچھ نہیں۔ پھر وفات کے وقت فرمایا مجھے طہارت دو۔ جب طہارت دی تو داڑھی کا خلال بھول گئے مگر آپنے یاد دلادی جس شب میں آپکی وفات ہوئی تو رات بھر یہ کہتے رہے۔ بیت

کُلُّ بَیْتٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ غَیْرُ مُحْتَاجٍ اِلَی السُّرُجِ ۔ وَجْھُکَ الْمَاْمُوْلُ حُجَّتُنَا یَوْمَ تَاْتِی النَّاسُ بِالْحُجَجِ یعنی جس گھر میں تو ساکن ہے اُسکو چراغ کی حاجت نہیں جب لوگ اپنی حجت و دلیل لائیں گے تیرا روئے باجمال جسکی ہمکو امید ہے وہ ہماری حجت ہے۔ بہت سے لوگ شیخ کی نماز پڑھنے کے لئے حاضر ہوئے۔ حالانکہ ابھی آپکی وفات نہیں ہوئی تھی تو آپ فراست سے سمجھ گئے اور فرمایا عجیب حالت ہے کہ مردہ لوگ زندہ کی نماز پڑھنے آئے ہیں۔ لوگوں نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہیئے۔ فرمایا جب غیر ہے ہی نہیں تو میں نفی کسکی کروں۔ کہا کلمہ کہنے سے چارہ نہیں ہے۔ فرمایا سلطان محبت فرماتا ہے کہ میں رشوت قبول نہ کروں گا پھر ایک شخص نے آواز بلند کرکے کلمۂ شہادت کی تلقین کی تو فرمایا مردہ

شخص نزع کو تلقین و نصیحت کرنیکے لئے آیا ہے۔ جب تھوڑی دیر گذر گئی تو لوگوں نے پوچھا
آپ کیسے ہیں۔ فرمایا میں محبوب تک پہونچ گیا اور جان دیدی۔ آپکو خواب میں دیکھا تو پوچھا
سوال منکر و نکیر کے وقت آپنے کیا کیا۔ فرمایا انہوں نے آکر پوچھا کہ آپکا خدا کون ہے میں نے
کہا میرا خدا وہ ہے جس نے تمکو اور تمام فرشتوں کو حکم دیا تو تمنے میرے دادا حضرت آدم
علیہ السلام کو سجدہ کیا اور میں پشت آدم علیہ السلام میں تمہارا نظارہ کرتا تھا۔ تو انہوں نے
کہا کہ انہوں نے تو تمام آدمیوں کا جواب دیدیا پھر وہ چلے گئے۔ ایک اور شخص نے شیخکو
خواب میں دیکھکر پوچھا حق تعالے نے آپکے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا اسنے میرے تمام دعووں پر مطالبہ
نہیں کیا مگر ایک مرتبہ میری زبان سے نکل گیا تھا کہ اس سے بڑھکر کوئی خسارہ نہیں کہ بہشت سے
باز رہو اور دوزخ میں جاؤ تو حق تعالی نے اسپر مجھے عتاب کیا کہ سب سے بڑھکر خسارہ یہ ہے
کہ لوگ میرے دیدار سے باز رہیں اور محجوب رہوں۔ ایک اور شخص نے آپکو خواب میں دیکھا تو
پوچھا کیف وجدت سوق الآخرۃ۔ آپنے بازار آخرت کیسا پایا۔ فرمایا میں نے ایسا پایا کہ اس
بازار میں سوختہ جگروں اور شکستہ دلوں ہی کی رونق ہے۔ اور باقی کچھ نہیں کہ یہاں جلے ہوئے
پر مرہم رکھتے ہیں اور ٹوٹے ہوئے کو جوڑ دیتے ہیں۔ اور کسی چیز کیطرف التفات نہیں کرتے

باب ۷۹ - ذکر ابو نصر سراج رحمۃ اللہ علیہ

وہ عالم عارف حاکم خائف امیر زمرہ کبرا نگین حلقہ فقر زبدہ اشیاخ شیخ وقت ابو نصر سراج
رحمۃ اللہ تعالی علیہ امام برحق و یگانہ زمان اور متمکن تھے۔ آپکو طاؤس الفقرا کہتے ہیں آپکی صفت
و نعت اس سے بڑھکر ہیں کہ قلم و بیان میں آئیں یا عبارت و زبان میں سمائیں۔ انواع علوم
میں کامل تھے۔ ریاضات و معاملات میں شان عظیم رکھتے تھے اور حال و قال و علم تحقیق میں آیت
تھے۔ کتاب لمع آپنے بنائی ہے۔ شیخ سری و سہیل کو اور بہت سے مشائخ کبار کو دیکھا تھا۔
طوس کے رہنے والے تھے اور ماہ رمضان میں بغداد پہونچے مسجد شونیزیہ میں ایک خلوت خانہ

آپکو دیا گیا اور درویشوں کی امامت سپرد کر دی گئی تھی یہاں تک عید کی نماز پڑہائی۔ اور تراویح میں پانچ قرآن ختم کئے۔ خادم ہر شب ایک روٹی آپکے درِ دولت پر لیجاتا تھا جب عید کے دن آپ چلے گئے تو دیکھا کہ تیسوں روٹیاں رکھی ہیں۔ جاڑے کی رات میں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور معرفت کی گفتگو ہو رہی تھی آپکو لطف آگیا۔ آگ جو آپکے سامنے جل رہی تھی اُس میں منہ رکھکر حق تعالیٰ کو سجدہ کرنے لگے۔ مُریدوں کو خوف ہوا کہ آپکا مُنہ جلگیا ہوگا مگر سجدہ سے اُٹھے تو ایک بال بھی نہ جلا تھا۔ فرمایا جس نے اِس درگاہ میں آبرو کھو دی ہو اُس کے چہرہ کو آگ نہیں جلا سکتی۔ اور عشق عاشقوں کے سینہ و دل میں ایک آگ ہے کہ جب غالب ہو جاتی ہے تو ما سوی اللہ ہر چیز کو جلا کر آگ کی طرح باہر نکالدیتی ہے۔ اور میں نے ابن سالم سے سنا ہے کہ نیت خدا کے ساتھ اور خدا کی طرف سے اور خدا کے لئے ہے۔ اور جو آفتیں کہ نماز میں ہوتی ہیں وہ نیت ہوتی ہیں اگرچہ بہت ہوں جنکا موازنہ نہ ہو سکے۔ اور آدمی آداب میں تین قسم کے ہیں۔ ایک اہل دُنیا جن کے نزدیک ادب فصاحت و بلاغت اور علوم و رسوم و قصص ملوک و اشعار کا حفظ کرنا ہے۔ دوسرے اہل دین جن کے نزدیک طہارت دل۔ مراعات سر۔ تادیب جوارح۔ حفظ حدود۔ ترکِ شہوات اور ریاضتِ نفس ادب ہے تیسرے اہل خصوص کہ اُن کے نزدیک حفظ وقت وفائے عہد۔ خواطر پر التفات کم کرنا۔ مقام طلب قرب اوقات حضور میں اچھی طرح ادب بجا لانا ادب ہے۔ آپنے فرمایا تہا کہ جو جنازہ میری قبر کے پاس سے نکلجائیگا اُسکی مغفرت ہوگی۔ ابتک سن میں جو جنازہ ہوتا ہے اُسکو اس بشارت کی وجہ سے پہلے آپکے مزار کے قریب لے جاتے ہیں پھر دفن کرتے ہیں۔ آپکی باتیں بہت ہیں یہ چند کلمے بطور تبرک لکھ دئے گئے ہیں *

باب (۸۰) ذکر ابو العباس قصاب رحمۃ اللہ علیہ

وہ گستاخ درگاہ مقبول آلہ کامل معرفت عالم ملکت قطب اصحاب شیخ وقت ابو العباس قصاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ عالم و محترم مشائخ و صدیق وقت تھے۔ فتوت و مروت میں کامل اور آفات و عیوب

نفس کے دیکھنے میں اعجوبہ تھے ریاضت و کرامت فراست و معرفت میں شانِ عالی رکھتے تھے آپکو
عالمِ مملکت کہتے ہیں۔ ابوسعید ابوالخیرؒ کے پیر تھے۔ آپنے شیخ ابوسعیدؒ سے فرمایا کہ اگر تم سے کوئی
پوچھے کہ خدا کو پہچانتے ہو تو یہ بھی نہ کہنا کہ میں پہچانتا ہوں کیونکہ یہ شرک ہے اور یہ بھی نہ کہنا کہ
نہیں پہچانتا کیونکہ یہ کفر ہے بلکہ یہ کہنا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہمکو اپنی ذات کا شناسا
کر دیا۔ اور فرمایا خواہ تم چاہو یا نہ چاہو لیکن خداوند کے ساتھ عادت ڈالنا چاہیئے کہ اگر عادت
ڈالیگے تو ہمیشہ رنج میں رہوگے۔ اور اگر حق تعالےٰ تمہارے ساتھ خیر چاہیگا تو تیرے جوارح میں
علم کی حفاظت کریگا اور اسوقت تیری جوارح ایک ایک کر کے تجھ سے لیگا اور تجھکو نیستی دکھا
دیگا تاکہ تیری ہستی سے اپنی ہستی تجھ پر آشکارا کرے۔ پس تو اپنی صفات سے خلق کو دیکھیگا تو سیدانِ
قدرت میں انکو مثل گیند کے پائے گا اور سمجھ لیگا کہ گیند کا الٹ پلٹ کرنیوالا اسکا خالق
ہے۔ اور ہر شخص خداوند سے آزادی طلب کرتا ہے مگر میں بندگی طلب کرتا ہوں۔ کیونکہ اسکا بندہ
اسی کے ذمہ میں سلامت رہے گا اور آزاد خطر و معرض ہلاکت میں ہوتا ہے۔ اور فرمایا ہمارے
تمہارے درمیان میں ایک ہی بات کا فرق ہے کہ تم ہم سے کہتے ہو اور ہم اس سے کہتے ہیں تم
ہمکو دیکھتے اور ہماری بات سنتے ہو اور ہم اسکو دیکھتے اسکا کلام سنتے ہیں۔ ورنہ ہم بھی تم
جیسے آدمی ہیں۔ اور پیر تمہارا آئینہ ہیں ان میں اتنی ہی بات دیکھ سکتے ہو جتنا تمہارا اندازہ
ہے۔ اور فرمایا جو مرید کسی درویش کی ایک خدمت کرے تو یہ اسکو سو رکعت نماز نفل سے بہتر ہے
اور اگر ایک لقمہ کھانا کم کھائے تو اس سے بہتر ہے کہ تمام رات نفل پڑھے۔ اور ہم بہت سی چیزوں
کی حرمت رکھتے ہیں مگر ایک ذرہ وہاں نہیں ہوتے۔ اور صوفی کہتے تھے ہر شخص کو کچھ چیز اور جاہ چاہیئے
تھی مگر مجھکو خواہش و پایہ نہیں چاہیئے اور ہر ایک کو خودی و ریاست چاہیئے لیکن مجھے یہ چاہیئے کہ میں
نہ ہوں۔ اور میری طاعت و معصیت دو چیزوں پر موقوف ہے۔ جب کھاتا ہوں تو تمام معاصی کا سامان اپنے
آپ میں پاتا ہوں۔ اور جب نہیں کھاتا تو تمام طاعات کی اصل اپنے آپ میں پاتا ہوں۔ ایکبار علم
ظاہر کا ذکر فرما رہے تھے کہ وہ ایسا جوہر ہے جسپر تمام پیغمبروں کی دعوت رکھی گئی ہے اگر اس جوہر کا ایک ذرہ

پردہ توحید کے ظاہر ہو جائے تو آدمی اپنی ہستی سے جاتا رہے۔ اور وہ نہ معرفت ہے نہ بصیرت نہ
نور نہ ظلمت نہ فنا بلکہ ہستی ہست ہے۔ اور مصطفیٰ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم معاذ اللہ مُردہ نہیں ہیں
بلکہ تیری آنکھ کا نصیب مُردہ ہے۔ اور حق تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو دنیا و زینت دنیا کو خلق
پر چھوڑ بیٹھے ہیں اور سوائے آخرت و بہشت کو اہل طاعات پر اور اپنے خداوند پر مطمئن ہیں وہ کہتے
ہیں کہ ہمکو یہ بات کافی نہیں کہ درگاہ ربوبیت نے رقم عبودیت ہماری جان پر کھینچدی گئی ہے
جو دوسری چیز ہم طلب کریں۔ اور وہ بندہ بہت اچھا ہے جسے ظاہر کرکے دکھایا جائے۔ اور جوانمرد
خلق کی راحت ہیں نہ کہ وحشت کہ انکو خدائے تعالیٰ کی محبت حاصل ہے اور وہ خدا سے خلق کو دیکھتے
ہیں۔ اور نیک لوگوں کو اچھے مقاموں کی صحبت بندہ کو حق تعالیٰ سے نزدیک کر دیتی ہے۔ اور اسکی
صحبت میں رہو جس سے تمہارا ظاہر و باطن روشن ہو جائے۔ اور سو ہزار آدمیوں میں حق تعالیٰ
ایک کو اپنی طرف مشغول کرتا ہے۔ اور دنیا پلید ہے مگر دنیا سے بھی زیادہ پلید اس شخص کا دل ہے
جسکو حق تعالیٰ نے دنیا کے عشق میں مبتلا کر دیا ہے اور طمع کرنا جوانمردی نہیں۔ اور جسقدر بندہ
خالق سے زیادہ نزدیک ہے خلق کے نزدیک اتنا ہی عاجز ہے۔ اور تمام خلق وقت و خاطر میں محتاج
ہے اور وقت و خاطر مردہ ہے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت حق ہے لیکن صفت خلق ہے اور
جب حقیقت ظاہر ہوتی ہے تو نہ حق رہتا ہے نہ باطل۔ اور جبتک من و تو باقی ہے اشارہ و عبارت ہے
اور جب من و تو اٹھ جائے گا تو نہ اشارہ رہے گا نہ عبارت۔ اور اگر تو اس سے آگاہ ہے تو یہ نہ کہہ
سکیگا کہ میں اس سے آگاہ ہوں۔ اور شب و روز کے گھنٹوں میں کوئی گھنٹہ ایسا نہیں جسکی آمد تجھپر نہ ہو
پس اگر وہ تجھپر اپنے کام کو محفوظ رکھے جب تو بہتر ورنہ تمام خلق کو تیری مصیبت پر رونا چاہیئے۔ اور
اگر کوئی ایسا شخص ہوتا جو خدا کے سوا خدا کو طلب کرتا تو خدا دو ہوتے اور خدا کو خدا ہی ڈھونڈھتا اور
پاتا۔ اور جانتا ہے۔ اور اگر خدا بہ نسبت تحت الثریٰ کے ذرہ برابر عرش سے زیادہ نزدیک ہوتا
تو اس کے شان کے لائق نہ ہوتا۔ اور میں اہل سعادت کے ساتھ رسول کی صحبت رکھتا ہوں اور
اہل شقاوت کے ساتھ خدا کی۔ اور میں تم سے اور نہیں چاہتا کہ وہاں بڑی بیہودہ ہے جو

شیر خوار بچہ ہے اور بیاسا ہے تم سے اور وہ چاہے جو اپنے نصیب سے تمہارے ساتھ زندگانی کرے اور ابلیس میرے مالک کا کشتہ ہوا اسپر تھپر پھینکنا جوانمردی نہیں ہے۔ اور اگر قیامت کے دن حساب میرے ہاتھ میں دیدیا جائے تو دیکھیں کہ کیا کروں۔ سب کو پیش کردوں اور ابلیس کو معلم بناؤں مگر جانتا ہوں کہ ایسا نہ ہوگا۔ اور مجھکو ہر گز کسی نے نہیں دیکھا اور مجھکو جو کوئی دیکھے گا اپنی صفت دیکھیگا اور ایک عجب ہے اسکی ہستی اور میری نیستی کے ساتھ جو مجھ سے ہو جائے وہ مجھکو ان تمام چیزوں سے زیادہ پیارا ہے جو پیدا ہوئے یا ہوں گے۔ اور میں فخر آدم و قرۃ العین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ہوں وہ مجھپر فخر کرینگے کہ یہ میری ذریت میں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی چشم روشن ہوگی کہ یہ میری امت میں ہے۔ اور میرا طائر بزرگ ہے کہ اس سے بازنہ ہوگا۔ جبتک حضرت آدم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک میری طائر کے تحت میں نہ آجائیں اور اس کلام کے وہی معنی ہیں جو بایزید نے فرمایا کہ میرا لوا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لوا سے بڑا ہے۔ اور میں دریائے غیب کے کنارہ پر کھڑا تھا۔ اور بیل ہاتھ میں تھی پس ایک بیل کو عرش سے تحت الثریٰ تک لیگیا۔ دوسری بار جو بیل لیگیا تو کچھ نہ رہا تھا یہ زہد کا سب سے کم درجہ ہے یعنی جو صورت میں تھا وہ اول ہی قدم میں میرے سامنے سے اٹھگیا اور کل قیامت کے دن حق تعالٰے کچھ لوگونکو بہشت میں دیکھیگا اور کچھ کو دوزخ میں ڈالیگا۔ پھر جنت اور دوزخ کی مہار پکڑکر دریائے غیب میں ڈالدیگا۔ اور جسجگہ خداوند ہے وہاں بس روح ہے۔ اور لوگوں نے پوچھا کہ جب اہل بہشت بہشت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں چلے جائیں گے تو جوانمرد کہاں ہونگے۔ فرمایا جوانمرد وہ ہے جسکی جگہ نہ دنیا میں ہو نہ آخرت میں۔ ایک شخص نے قیامت خواب میں دیکھی شیخکو ہر چند وہاں تلاش کیا مگر نہ پایا۔ دوسرے روز شیخ سے بیان کیا تو فرمایا جب ہم یہاں بالکل ہیں ہی نہیں تو کیسے وہاں ہمکو پاسکتے ہو۔ اور نعوذ باللہ کہ قیامت میں ہمکو پاسکو۔ ایک روز خلوت میں تھے کہ موذن نے کہا۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ تو فرمایا مجھپر کسقدر سخت ہے کہ صدر پیشگاہ سے دروازہ پر آنا پڑے گا۔ پھر آکر نماز پڑھی ؎

باب (۸۱) ذکر ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد الصوفی الخواص رحمۃ اللہ علیہ

وہ سالک بادیہ تجرید نقطہ دائرہ توحید محتشم علم و عمل محترم حکیم اہل صدیق توکل و اخلاص قطب وقت ابراہیم خواص یگانہ عہد و مختار اولیا اور بزرگوار تھے طریقت میں بہت دخل رکھتے تھے اور حقیقت میں کامل تھے۔ آپکو رئیس المتوکلین کہتے تھے۔ توکل یہاں تک تھا کہ سیب کی بو پر جنگل قطع کرتے تھے شیخ جنید و نوری کے ہمعصر تھے۔ بہت سے مشائخ کبار کو پایا تھا معاملات و حقائق میں صاحب تصنیف تھے۔ خواص آپکو اسوجہ سے کہتے ہیں کہ زنبیل بہت بنایا کرتے تھے۔ بارہا توکل و تجرید پر جنگل قطع کئے تھے۔ سنہ ۲۹۱ میں شہر رے میں وفات پائی فرماتے ہیں خضر علیہ السلام نے مجھ سے صحبت کرنا چاہی مگر میں نے قبول نہ کیا۔ اسوجہ سے کہ میں ڈرا کہ توکل میں خلل نہ پڑ جائے اور میں نہ چاہا کہ غیر حق تعالے کا خطرہ میرے دل میں ہو اور باایں ہمہ تاگا سوئی قینچی۔ اپنے ساتھ ہمیشہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے اس سے توکل میں حرج نہیں۔ فرماتے ہیں۔ میں نے جنگل میں ایک عورت کو دیکھا تھا جو غلبات وجد میں برہنہ سر تھی۔ میں نے کہا سر ڈھانک لے۔ اُسنے کہا تم آنکھ کی حفاظت کرو۔ میں نے کہا کہ میں عاشق ہوں اور عاشق آنکھ بند نہیں کرتا مگر بے اختیار تیرے اوپر نگاہ پڑ گئی۔ اُسنے کہا میں مست ہوں اور مست سر نہیں ڈھکتا۔ میں نے کہا تم کس شرابخانہ سے مست ہو۔ جواب دیا اے خواص اور بھی کوئی خمار ہے دونوں جہان میں اللہ کے سوا کچھ ہے۔ میں نے کہا میرا ساتھ چاہتے ہو۔ جواب دیا طمع خام نہ کرو کہ میں مرد ڈھونڈنے والی نہیں میں مرد کو ڈھونڈتی ہوں۔ لوگوں نے حقیقت ایمان دریافت کی تو فرمایا اس وقت میرے پاس اسکا جواب نہیں۔ کیونکہ جو کچھ کہونگا وہ عبارت ہوگی اور مجھے معاملہ سے جواب دینا چاہیئے لیکن میں مکہ کا قصد رکھتا ہوں تم بھی اس عزم سے میرے ساتھ چلو تاکہ اپنے مسئلہ کا جواب پاؤ۔ وہ شخص کہتا ہے میں نے ایسا ہی کیا جب جنگل میں پہونچے تو ان کے پاس روزانہ دو روٹیاں اور تھوڑا پانی آجاتا۔ ایک مجھے دیتے دوسری اپنے لئے رکھتے۔ ایک روز جنگل میں ایک بزرگ پہونچے اور

خواص کو دیکھکر گھوڑے سے اتر پڑے اور آپسمیں تھوڑی دیر تک باتیں کرتے رہے پھر وہ بزرگ
سوار ہو کر چلے گئے میں نے پوچھا اے شیخ یہ بزرگ کون تھے؟ فرمایا سوال کا جواب بتلا دیا میں نے کہا
کیسے۔ فرمایا یہ خضر علیہ السلام تھے مجھ سے صحبت چاہتے تھے مگر میں نے اس ڈر سے قبول نہ کیا کہ میرا
توکل جاتا رہیگا۔ اور ماسوائے حق تعالیٰ پر اعتماد ہو جائیگا فرماتے ہیں میں جنگل میں جا رہا تھا کہ
خضر علیہ السلام کو مرغ کی صورت میں اڑتے دیکھا تو سر نیچے ڈال لیا تاکہ میرا توکل باطل نہو جائے
وہ اسیوقت میرے پاس آ گئے۔ اور فرمایا اگر تم میری طرف التفات کرتے تو میں تمہارے
پاس نہ آتا۔ میں نے انکو سلام نہیں کیا تاکہ توکل میں خلل نہ پڑے۔ اور ایکبار میں سفر میں تھا۔ تو
اس قدر پیاس لگی کہ گر پڑا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ میرے منہ پر پانی کا چھینٹا مار رہا تھا
آنکھ کھولکر دیکھا تو ایک خوبصورت شخصکو گھوڑے پر سوار پایا۔ مجھے پانی دیا اور کہا میرے
پیچھے بیٹھ جاؤ اور میں حجاز میں تھا۔ جب تھوڑی دیر گذری تو مجھ سے پوچھا کہ کیا دیکھتے
ہو میں نے کہا مدینہ۔ کہا اترو اور پیغمبر علیہ السلام کو میرا سلام کہدینا۔ اور ایکروز جنگل میں ایک
درخت کے پاس پہونچا جہاں پانی تھا کہ ایک بہت بڑا شیر میری طرف آیا تو میں نے حکم حق کے
سامنے گردن رکھدی۔ جب میرے پاس پہونچا تو لنگڑا کر آتا تھا۔ اور میرے سامنے لیٹ کر رونے
لگا۔ میں نے دیکھا تو اس کے ہاتھ میں ورم تھا اور زخم لگ گیا تھا۔ ایک لکڑی لیکر میں نے اس کے
ہاتھ میں شگاف دیا جس سے تمام مادہ نکلگیا پھر ایک کپڑا باندھ دیا تو وہ اٹھ کر چلا گیا تھوڑی
دیر کے بعد اپنے دو بچوں کو لیکر آیا وہ میرے گرد گھومنے اور دم ہلانے لگے اور روٹی لاکر
میرے سامنے رکھدی۔ ایکبار آپ ایک مرید کی ہمراہ بیابان میں جا رہے تھے کہ شیر کے
غرانے کی آواز آئی تو مرید کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا اور ایک درخت پر چڑھ گیا اور کانپنے لگا
مگر آپنے ویسے ہی اطمینان کے ساتھ سجادہ بچھاکر نماز شروع کردی۔ شیر وہاں پہونچا تو
سمجھ گیا کہ خاص وقعت رکھتے ہیں اور آپکا نظارہ کرنے لگا۔ جب وہاں سے چلے تو ایک
مچھر نے آپکے کاٹ کھایا پس فریاد کرنے لگے۔ مرید نے کہا حضرت عجیب حالت ہے

کل آپ پیٹ سے نہیں ملے۔ اور آج ایک مچھر سے فریاد کرتے ہیں۔ فرمایا اسلئے کہ کل میں اپنے
آپے میں نہ تھا اور آج آگیا۔ حامد اسود کہتے ہیں کہ میں خواص کے ساتھ سفر میں تھا تو ایسی
جگہ پہونچے جہاں سانپ بہت تھے وہاں پیالہ رکھکر بیٹھ گئے۔ رات ہوئی تو سانپ باہر نکلے میں نے شیخ
کو آواز دی۔ فرمایا خدائے تعالٰی کو یاد کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا تو سب سانپ لوٹ گئے اور رات
اسی حالت میں گذاری۔ جب دن نکل آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک سانپ شیخ کے بستر پر حلقہ کئے
ہوئے تھا وہ نیچے گر پڑا۔ میں نے کہا حضرت آپکو معلوم نہ ہوا۔ فرمایا کل سے زیادہ اچھی رات مجھے
کبھی نہ ہوئی۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ آپ کے دامن پر بچھو جا رہا تھا میں نے اسکو مارنا چاہا تو
فرمایا اس سے ہاتھ الگ رکھو کیونکہ ہماری طرف ہر چیز کو احتیاج ہے اور ہمیں کسی چیز کی
طرف نہیں فرماتے ہیں ایکمرتبہ میں جنگل میں راہ بھول گیا ہر چند پھرا مگر نہ ملی تو یونہی چند
شبانہ روز پھرتا رہا۔ آخر ایک مرغ کی آواز سنی تو میں خوش ہو کر اس طرف کو متوجہ ہوا تو وہاں
ایک شخص کو دیکھا جسنے دوڑ کر میری پیٹھ پر مارا اس سے مجھے تکلیف ہوئی۔ میں نے کہا خداوندا جو
تجھپر توکل کرتا ہے اس کے ساتھ یہ کیا جاتا ہے۔ آواز سنی کہ جب تک ہمپر توکل تم رکھتے تھے عزیز
تھے اب تمنے ایک مرغ کی آواز پر توکل کیا لہذا یہ مار کھائی۔ میں اسطرح غمگین جا رہا تھا کہ
ایک آواز سنی اے خواص تم اس سے غمگین ہو گئے تو اسے دیکھو میں نے دیکھا تو اس شخص کا سر میرے
سامنے پڑا ہوا تھا۔ اور راہ شام میں ایک جوان خوبصورت پاکیزہ لباس میں نے دیکھا اس نے
مجھ سے کہا مجھے ساتھ رکھوگے میں نے کہا مجھے راہ میں بھوکھ اٹھانی پڑیگی۔ کہا میں بھی بھوکا
رہوں گا۔ چار روز تک ہم ساتھ رہے یہاں تک کہ فتوح ہوئی تو میں نے کہا آؤ کھائیں۔ اسنے
کہا میں نے نیت کرلی ہے کہ جسمیں واسطہ ہوگا میں نہ کھاؤنگا۔ میں نے کہا اے شخص تمنے بہت
باریک بات پکڑی۔ کہا اے ابراہیم دیوانگی نہ کرو کہ پرکھنے والا بہت ہوشیار ہے اور توکل تمہارا
ہاتھ میں کچھ نہیں۔ پھر کہا توکل کا ادنٰی درجہ یہ ہے کہ جب تمکو فاقہ ہو تو کوئی حیلہ نہ ڈھونڈو
اور توکل کرو کہ تمہاری کفایت اسی پر ہے۔ اور ایکبار میں جنگل میں توکل پر جا رہا تھا تو میں نے

ایک جوان کو دیکھا کہ اس نے سلام کر کے کہا کہ مجھے اپنی صحبت میں رہنے کی آپ اجازت دیتے ہیں
اور وہ آتش پرست تھا۔ میں نے کہا جہاں میں جاتا ہوں وہاں تیری رسائی نہیں۔ کہا میں آتا
ہوں کہ فائدہ سے خالی نہیں۔ پس ایک ہفتہ تک ہم چلے۔ آٹھویں روز اُس نے کہا اے زاہد
حنیفی اپنے خداوند سے گستاخی کر کہ میں بھوکا ہوں۔ میں نے مناجات کی کہ خداوندا بحق محمد علیہ الصلوٰۃ
والسلام مجھے اس آتش پرست کے سامنے شرمسار نہ کرنا۔ اسی وقت میں نے ایک طباق دیکھا جس میں
روٹی اور بھنی ہوئی مچھلی اور ترچھوارے اور پانی کا پیالہ رکھا تھا۔ پس ہم دونوں نے بیٹھکر
کھایا اور چل دیئے۔ پھر سات روز گذر گئے تو میں نے اُس سے کہا کہ اے راہب تو بھی اپنی قدرت
دکھا۔ اُس نے عصا پر ٹیک لگا کر لب ہلائی تو دو طبق ظاہر ہو گئے جو روٹی مچھلی ترچھواروں
اور پانی کے دو پیالوں سے بھری تھی۔ میں اس سے متحیر ہو گیا۔ اس راہب نے کہا کہ آکر کھاؤ میں نے
خجالت سے نہ کھایا۔ اُس نے کہا کھاؤ تو میں تمکو دو بشارتیں دوں۔ ایک یہ کہ کلمہ پیش کرتا کہ
میں مسلمان ہو جاؤں اور زنار توڑ کر کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا
رسول اللہ۔ دوسری بشارت یہ ہے کہ میں نے یہ کہا کہ ان بزرگ کی طفیل میں مجھکو خجل نکر
یہ بھی آپ ہی کی برکت و کرامت سے ظاہر ہوئی ہیں۔ پس ہم اسکو کھا کر چل دیئے اور مکہ میں
پہنچکر وہ مجاور ہو کر بیٹھ گیا۔ اور ایکبار میں جنگل میں راہ بھول گیا تو ایک شخص نے آکر
مجھے سلام کیا اور کہا تم راہ بھول گئے ہو میرے پیچھے آؤ۔ میں چند قدم ان کے ساتھ
چلا تو وہ غائب ہو گئے اور میں نے آپکو اپنی راہ پر پایا۔ اس کے بعد میں راہ نہ بھولا اور راہ
میں مجھکو پیاس نہ لگی۔ اور ایکبار میں راہ چل رہا تھا کہ رات کو ایک ویرانہ میں پہونچ گیا
تو ایک بہت بڑے شیر کو دیکھا جسکی وجہ سے مجھے بہت خوف لگا۔ ہاتف نے آواز دی
کہ ڈرو مت کہ سات ہزار فرشتے تمہارے ساتھ حفاظت کے لئے ہیں اور ایکبار راہ
میں ایک اجنبی شخص کو دیکھا میں نے پوچھا تم کون ہو؟ جواب دیا میں ایک لوٹا ہوں مکہ کو جاتا
ہوں میں نے کہا تمہارے پاس زاد و راحلہ نہیں۔ جواب دیا ہمارے گروہ میں بعض شخص ایسے

حق ہیں جو توکل پر چلتے ہیں جیسے تم ہو۔ مینے کہا توکل کیا ہے۔ جواب دیا خدائے تعالیٰ سے لینا
ایک روش کہتے ہیں کہ مینے خواص رح کی رفاقت چاہی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم دونوں
میں سے ایک کو مصالح سفر کا امیر و حاکم ہونا چاہیئے۔ مینے کہا آپ امیر رہیئے۔ فرمایا تم تو مطیع رہو
جب ہم منزل پر پہونچے تو مجھ سے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ اور آپ پانی بھر لائے۔ جاڑے کا موسم تھا
تو لکڑیاں لاکر آگ جلائی۔ اور جو کام راہ میں ہوتا جب مَیں اُس کا قصد کرتا تو نہ کرنے دیتے
نہ خود ہی کرتے۔ اور فرماتے یہ شرط ہوگئی ہے کہ مَیں حکم دینے والا ہوں اور تم ماننے والے۔
راہ میں زور کا مینہ آیا تو اپنا خرقہ اوتار کر کھڑے ہوگئے اور صبح تک میرے سر پر تانے
رہے۔ مَیں بہت شرمندہ ہوا مگر شرط کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکتا تھا۔ جب صبح ہوئی تو مینے کہا کہ
آج مَیں امیر ہونگا۔ فرمایا بہتر۔ جب منزل پر پہونچے تو انہوں نے پھر سب کام خود کیا۔ مینے
کہا امیر کے فرمان سے کیوں باہر ہوتے ہو۔ فرمایا بے فرمانی یہ ہے کہ امیر سے خدمت
لو۔ اور مکہ تک اسی طرح میرے ساتھ رہے تو شرم کی وجہ سے مَیں اُن کے پاس سے بھاگ گیا
پھر مجکو منیٰ میں دیکھا تو فرمایا اے لڑکے تمکو دوستوں کے ساتھ اسطرح صحبت رکھنا چاہیئے جس طرح
مینے تجھ سے رکھی۔ فرماتے ہیں ایک روز مَیں نواحی شام میں جا رہا تھا تو انار کے درخت دیکھے میرے
نفس نے انار کی آرزو کی۔ مگر چونکہ ترش تھے اسلئے مینے نہ کھائے جنگل میں پہنچا ایک شخص کو
دیکھا کہ بے دست و پا اور ضعیف ہے اُس کے بدن میں کیڑے پڑ گئے ہیں اور زنبور اسکو
کاٹ رہی ہیں۔ مجکو اُس پر شفقت آئی اور کہا کہ تو کہے تو میں تیرے لئے دعا کروں تاکہ
بلا سے رہائی پائے۔ جواب دیا مَیں نہیں چاہتا۔ مینے پوچھا کیوں؟ جواب دیا اسواسطے کہ مجھے
عافیت پسند ہے اور اُسکو بلا۔ مگر مَیں اُسکی پسند کو اپنی پسند پر ترجیح دیتا ہوں۔ مینے کہا اگر
تم چاہو تو ان زنبوروں کو مَیں تم سے علیحدہ رکھوں۔ جواب دیا اے خواص رح اپنے آپ سے شیرین
انار کی آرزو علیحدہ رکھو تو میری سلامتی چاہنا اپنے لئے ایسا دل چاہو تو کچھ آرزو نہ کرے
مینے کہا تم نے کیسے جانا کہ میں خواص ہوں اور انار شیریں کی آرزو رکھتا ہوں۔ جواب دیا جو

حق تعالےٰ کو پہچانتا ہے اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ مینے کہا اسنے تمہاری یہ حالت
اِن تبروں اور کیڑوں کے ساتھ کیا ہے۔ جواب دیا میری ہڈیاں تو باقی ہیں اور کیڑے کھا
ہیں مگر جب وہ ایسا ہی چاہتا ہے تو بہت اچھا ہے۔ اور ایکبار بیابان میں مینے ایک شخص کو دیکھا
تو پوچھا کہاں سے آتے ہو۔ جواب دیا بلاد ساغون سے۔ مینے پوچھا کس کام کیلئے آئے ہو
جواب دیا میں منہ میں لقمہ رکھتا تہا تو میرا ہاتھ آلودہ ہوگیا۔ لہذا میں اسکو آب زمزم سے دہونے
آیا ہوں۔ مینے کہا کیا عزم رکہتے ہو۔ جواب دیا یہ کہ شب کو لوٹ جاؤں اور والدہ کے سونے کے
پہلے ٹہیک کروں۔ اور مینے سُنا کہ روم میں ایک راہب ہے جو ستر سال سے ایک دیر میں بیٹھا
ہے اُس کے پاس جانیکا قصد کیا جب وہاں پہونچا تو اُسنے دریچہ سے سر نکالکر کہا اے ابراہیم
میرے پاس کس لئے آئے ہو میں راہب نہیں ہوں بلکہ نگہبانی کرتا ہوں اپنے سگ نفس کی
شر خلق سے باز رکہتا ہوں۔ مینے کہا خداوندا تو قادر ہے کہ اسکو عین ضلالت میں ہدایت دیدے
اُس نے کہا اے ابراہیم مردوں کی کب تک طلب کروگے جاکر اپنی طلب کرو اور جب پاؤ اپنے کو اپنے
تو اپنے نفس کے پاسبان ہو جاؤ کہ یہ ہوائے نفس ہر روز تین سو ساٹھ طرح کا لباس الٰہیت
پہنتی ہے اور بندہ کو ضلالت کیطرف کھینچتی ہے۔ اور ایکبار میں جنگل میں بہت بہوکا ہوا
تو ایک اعرابی نے مجھسے آکر کہا کہ اے فراخ شکم یہ کھانیکا تقاضا کیا ہے جو تو کرتا ہے
اور فرماتے ہیں مجکو حق تعالیٰ سے ابدی عمر چاہیئے تاکہ اسکی عبادت میں مشغول رہوں اور جب
لوگ بہشت میں جائیں اُسکی نعمت میں مشغول ہوکر حق تعالےٰ کو فراموش کردیں تو میں دُنیا کی
بلا میں آداب شریعت کی حفاظت اور عبودیت پر قیام کروں اور ہمیشہ حق تعالیٰ کو یاد
کرتا رہوں۔ اور فرمایا ساکن ہاتھ اور فارغ دِل طلب کرو اُس کے بعد جہاں چاہو جاؤ۔ اور جو
حق تعالےٰ کے وفائے عہد کو پہچانتا ہے اُس کے لئے لازم ہے کہ حق تعالےٰ پر اطمینان اور
اعتماد رکھے۔ اور عالم ہونا روایت کی کثرت نہیں عالم وہ ہے کہ علم پر عمل کرے اور سنت
کی اقتدا کرے۔ اگرچہ اُسکا علم تہوڑا ہو۔ اور تمام علم دو کلمہ میں مجتمع ہے۔ ایک یہ کہ جن بات

کی تکلیف تم سے اللہ تعالیٰ نے اٹھالی ہے اس میں تکلف نہ کرو۔ دوسرے جو بات تم پر فرض و لازم کی ہے اس کی ادا میں تقصیر نہ کرو۔ اور جو حق تعالیٰ کی طرف اشارہ کرے اور غیر حق پر اطمینان رکھے اسکو حق تعالیٰ مبتلا کر دیتا ہے پس اگر وہ اس سے توبہ کرتا اور خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جب تو اُن بلاؤں کو اس سے دور کر دیتا ہے۔ اور جو غیر پر اسکا بھروسہ دائمی ہوتا ہے تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے بارہ میں اپنی رحمت خلق کے دل سے اٹھا لیتا ہے اور اسکو طمع کا لباس پہنا دیتا ہے کہ ہمیشہ خلق سے طمع کا مطالبہ کرتا ہے اسکی حالت یہاں تک پہونچ جاتی ہے کہ اسکی حیات تلخی و ناکامی سے گذرتی ہے اور موت دشواری و شدت رنج و بلا سے ہوتی ہے اور اس کی آخرت کا حاصل ندامت و تاسف ہوتا ہے اور جو ایسا شخص ہوتا ہے کہ دنیا میں آگ پر روتے ہیں وہ آخرت میں خنداں ہوگا۔ اور جو شہوت کو ترک کردیگا وہ کاذب ہوگا۔ اور جسکو اپنے نفس پر توکل حاصل ہوگا اسکو اپنے غیر میں بھی حاصل ہوگا۔ اور توکل کے معنے ہیں مُردوں کے زندہ کرنے والے کے سامنے ثابت قدم رہنا۔ اور صبر کے معنے ہیں احکام کتاب و سنت کے بموجب جو دیتا ہے ثابت قدم رہنا۔ اور مراعات (اوقات کی حفاظت) مراقبہ پیدا کرتی ہے۔ اور مراقبہ سر و علانیہ کا خلاص پیدا کرتا ہے۔ اور محبت کے معنے ہیں ارادہ کا محو ہو جانا اور تمام صفات بشریت و حاجات کا جلجانا۔ اور دل کی دارو پانچ باتیں ہیں۔ قرآن پڑھنا۔ اس میں غور کرنا ہمیشہ شکم کو کھانے سے خالی رکھنا تہجد کی نماز پڑھنا۔ وقت سحر دعا و تضرع کرنا اور نیک و صالح لوگوں کے ساتھ صحبت رکھنا۔ اور مباحات کو وقت سحر کے تضرع میں تلاش کرو۔ اگر وہاں نپاؤ تو کہیں تلاش نہ کرو کہ کہیں نپاؤگے۔ آپ کبھی سینہ پر ہاتھ مارکر کہتے تھے ہائے اسکا شوق جو ہمیشہ مجھکو دیکھتا ہے۔ اور میں اسکو نہیں دیکھتا۔ لوگ آپ سے پوچھتے تھے کہ آپ کہاں سے کھاتے تھے فرمایا جہاں سے بچہ شکم مادر میں اور وحوش صحرا میں کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (وہ اس جگہ سے رزق دیتا ہے جو معلوم نہیں) لوگوں نے

پوچھا کہ متوکل کو طمع ہوتی ہے۔ فرمایا چونکہ نفس کی طبیعت ہے اسلئے وہ کوشش کرتا ہے لیکن اُسکو نقصان نہیں ہوتا کیونکہ اُسکو طمع قطع کر دینے کی قوت ہوتی ہے کہ اس سے ناامید ہو جائے جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ آخر عمر میں آپکو دست آنے لگے تھے۔ شبانہ روز میں ساٹھ بار غسل کرتے اور ہر بار دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر حاجت ہوتی تھی تو پھر غسل کرتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کس چیز کی آرزو رکھتے ہیں۔ فرمایا بھنا ہُوا جگر۔ آخر پانی میں غسل کرتے ہی کرتے وفات ہو گئی آپکو گھر میں لیگئے۔ ایک بزرگ آئے تو اُنہوں نے آپکے تکیے کے نیچے روٹی کا ٹکڑا پایا کہا یہ روٹی کا ٹکڑا نہ دیکھتا تو میں اُنکی نماز نہ پڑھتا کیونکہ یہ اُسکی علامت ہوتی ہے کہ اسی توکل میں انہوں نے وفات پائی ہے اور اس سے خوش نہیں کیا۔ مرد کو کسی صفت پر ٹھیرنا نہیں چاہیئے تاکہ چلتا رہے نہ توکل میں مقام کرے نہ اور کسی صفت میں کہ ٹھیرنا ٹھیک نہیں ہے۔ ایک بزرگ نے آپکو خواب میں دیکھکر پوچھا خدا تعالےٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا اگرچہ میں نے بہت عبادت کی اور طریق توکل اختیار کیا مگر جب دنیا سے گیا تو طہارت کیساتھ۔ جو عبادت میں نے کی تھی اُسکا ثواب پا گیا لیکن طہارت کے سبب سے ایسی جگہ اُتارا جو بہشت کے تمام درجوں سے بہتر ہے پھر ندا دی گئی کہ اے ابراہیم یہ زیادہ عنایت تمہارے ساتھ اسوجہ سے کی گئی کہ تم ہمارے دربار میں پاک آئے۔ پاکوں کا اس درگاہ میں بڑا مرتبہ ہے۔

باب (۸۲) ذکرِ ممشاد الدینوری رحمۃ اللہ علیہ

وہ ستودۂ رجال ربودۂ جلال صاحبِ دولت زمانہ عالی ہمت یگانہ مجرد و پاک آئینہ وری شیخ وقت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ پیر عہد و یگانہ روزگار اور تمام کمالات و عادات میں ستودہ و برگزیدہ تھے۔ ریاضت و مشاہدت حرمت و خدمت میں آیت تھے بہت مشائخ کی صحبت پائی تھی اور سب کے مقبول تھے۔ آپکی وفات سنہ ۲۹۹ یا اناسی میں ہوئی۔ آپکی خانقاہ کا دروازہ بند رہتا تھا جب کوئی مسافر آتا تو اُن سے پوچھتے کہ تم

مسافر ہو یا مقیم۔ اگر مقیم ہو جب تو آؤ ورنہ یہ خانقاہ تمہاری جگہ نہیں کیونکہ جب تم چند روز رہو گے اور ہمکو تمہارے ساتھ محبت ہو جائے گی تو جب تم جاؤ گے ہمکو فراق کی طاقت نہ ہوگی کسی نے آپسے دُعا چاہی تو فرمایا جا کر خدا کے کوچہ میں بیٹھ جا۔ تاکہ ممشاد کی دعا کی ضرورت نہ ہو۔ اُس نے پوچھا خدا کا کوچہ کہاں ہے۔ فرمایا جہاں تو نہ ہو۔ وہ چلا گیا اور لوگوں سے علیحدگی اختیار کرلی۔ تو دولت اُسے ملگئی۔ اور حق تعالے سے مطمئن ہوگیا یہانتک کہ ایکمرتبہ سخت قحط پڑا تو سب لوگ ممشاد کے عبادت خانہ کی طرف متوجہ ہوئے انہیں آپنے اس شخص کو دیکھا کہ پانی پر سجادہ بچھا تھا اُسپر وہ آرہا ہے یہ دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا بات۔ جوانمرد نے کہا کل آپنے مجکو پانی دیا تھا اب پوچھتے ہیں حق تعالے نے مجکو آپکی اور سب کی دُعا سے مستغنی کردیا۔ اور اسجگہ تک پہونچا دیا۔ فرماتے ہیں جب مجھے معلوم ہوگیا کہ درویشوں کا کام کوشش تحقیق ہی ہے تو مینے کبھی کسی درویش سے مزاح نہ کیا۔ ایکبار میرے پاس ایک درویش نے آکر کہا کہ اے شیخ میں چاہتا ہوں کہ میرے واسطے عصیدہ بنانیکا حکم دیجئے۔ ناگاہ میری زبان سے نکلگیا کہ ارادت اور عصیدہ۔ درویش خاموش ہو کر چلا گیا۔ اور کہتا تھا ارادت اور عصیدہ صحرا میں بھی کہتا پھرا یہانتک کہ جان دیدی۔ اور ایکبار مجھپر قرض ہوگیا تو میرا دل اُس میں پریشان رہا۔ خواب میں دیکھا کہ حکم ہوا اے بخیل اس قدر قرضہ ہم ادا کردیں گے تو دل کو پریشان نہ کر ڈرے مت۔ لے تو ہم دینے والے ہیں۔ اُس کے بعد مینے بقال وغیرہ کسی سے حساب نہ کیا جو وہ مانگتے تھے دیدیتا تھا۔ اور فرماتے ہیں صنم (بُت) مختلف قسم کے ہیں بعض کا صنم اُسکا نفس ہے اور بعض کا فرزند بعض کا مال اور بعض کا عورت بعض کے لئے تجارت وحرفت اور بعض کے لئے نماز روزہ زکوٰۃ حال پس ہر ایک کسی نہ کسی بُت میں مشغول ہے۔ اور ان بُتوں سے بچنے کا کوئی علاج نہیں سوائے اسکے کہ اپنے نفس کی کچھ قدر نہ سمجھے اور اپنے افعال پر بالکل اعتماد نہ کرے۔ اور جو کچھ اُس کے نفس سے ہو خیر یا

شرائط فعل پر نفس سے راضی نہ ہو ہمیشہ نفس پر ملامت کرتا رہے۔ اور مرید کا ادب یہ ہے
کہ پیروں کی تعظیم رکھے۔ بھائیوں کی حرمت کا خیال رکھے۔ تمام شبہوں سے ہاتھ اٹھالے
آداب شریعت و متابعت کا لحاظ رکھے۔ اور اپنے آپکو ہوائے نفس کی موافقت سے بچائے
رہے۔ اور میں کبھی کسی پیر کی خدمت میں نہ گیا کہ اپنی تمام حالت و علم سے خالی نہ ہو گیا اور
انکی برکات و کلمات کا منتظر رہا۔ اور جو کوئی پیر کے سامنے جائے اور اسمیں اسکی ہستی و خطرہ
باقی رہے وہ انکی برکات صحبت اور فوائد کلام سے محروم رہے گا۔ اور فرمایا اہل صلاح کی
صحبت میں دل کی صلاحیت ظاہر ہوتی ہے اور اہل فساد کی صحبت میں فساد ظاہر ہو جاتا
ہے۔ اور سب سے اچھی حالت اس شخص کی ہے جسکے نفس سے خلق کی دید اٹھ جائے اور تمام
کاموں میں اس کا اعتماد خدا پر ہو۔ اور فراغت دل اس چیز سے خالی ہونے میں ہی جسمیں
اہل دنیا مشغول ہیں۔ اور اگر تم اولین و آخرین کی حکمت و عمل کو جمع کر لو اور سادات اولیاء کے
احوال کا دعویٰ کرو تو ہرگز عارفوں کے درجہ تک نہ پہنچو گے جب تک تمہارا دل حق تعالیٰ پر
مطمئن نہ ہو گا اور اسپر تمکو بھروسہ نہ ہو گا جسکا ضامن تمہارے لئے خدا ہو گیا ہے۔ اور
تمام معرفت یہ ہے کہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کی طرف احتیاج رکھے۔ اور معرفت تین طریقوں
سے حاصل ہوتی ہے۔ اول کاموں میں فکر کہ انکو کیسے مقرر کیا ہے۔ دوسری تقدیر میں کہ
اسکو کس طرح مقرر کیا ہے تیسری خلق میں کہ اسکو کیسے پیدا کیا ہے۔ اور فرمایا جمع یہ ہے کہ
خلق کو توحید میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اور تفرقہ یہ ہے کہ شریعت میں انکو متفرق کر دیا گیا ہے
اور فرمایا طریق حق بعید ہے۔ اور اسپر صبر شدید۔ اور حکمائے حکمت خاموشی و تفکر سے
پائی ہے۔ اور فرمایا انبیاء علیہم السلام کی ارواح کشف و مشاہدہ میں ہیں اور صدیقوں کی
ارواح قربت و اطلاع میں۔ اور تصوف کے معنے ہیں اسرار کی صفائی اور اسپر عمل کرنا جسمیں
جبار کی رضا ہے اور بغیر اختیار کے خلق سے صحبت رکھنا۔ اور تصوف کے معنے ہیں سخاوت
کرنا اور اس چیز سے ہاتھ اٹھا لینا جو کام میں نہ آئے۔ اور توکل کے معنے ہیں اس چیز سے

طمع اٹھا دینا جسکی طرف طبیعت اور نفس و دل میل کرے۔ اور فقیر کی شرط یہ ہے کہ جب بھوکا ہو تو نماز پڑھے اور قوت نہ ہو تو سو جائے۔ کیونکہ حق تعالےٰ درویش کو تین باتوں سے خالی نہیں رکھتا یا قوت دیتا ہے یا غذا یا موت۔ قریب وفات آپ سے پوچھا گیا کہ آپکو کیا مرض ہے۔ فرمایا مرض مجھ سے پوچھتے ہو۔ کہا لا اِلٰہ اِلّا اللہ کہئیے تو آپنے دیوار پر منہ رکھ کر فرمایا میں بالکل تجھ میں فانی ہو گیا۔ اُس شخص کی جزا یہی ہے جو تجھکو دوست رکھے۔ اور فرمایا تین سال سے مجھپر بہشت پیش کیجاتی ہے مگر مینے اُس کی طرف دیکھا نہیں اور تیس سال سے میرا دل گم ہو گیا ہے مگر مَیں اُس کی واپسی نہیں چاہتا۔ ایسی حالت میں کہ تمام صدیقین نے دلکو حق تعالیٰ میں گم کرنا چاہا ہے کسطرح طلب کروں پھر وفات پائی ؂

باب (۸۳) ذکر ابو اسحٰق ابراہیم الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ

وہ سلطان اہل تصوف برہان بے تکلف امام زمانہ ہمام یگانہ خلیل ملکوت روحانی قطب وقت ابراہیم شیبانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ پیر وقت و شیخ مطلق اور مشارالیہ و مقبول طریقت تھے مجاہدہ و ریاضت میں بڑی شان رکھتے تھے۔ اور تقویٰ و ورع میں آیت تھی عبداللہ مبارک رح فرمایا کرتے تھے کہ ابراہیم فقرا اور اہل آداب و معاملات پر خدا کی حجت ہیں۔ وجد کامل اور مراقبہ دائم رکھتے تھے فرماتے ہیں مینے چالیس سال تک ابو عبداللہ مغربی رح کی خدمت کی اور اس عرصہ میں خلق کے کھانے کی کوئی چیز نہ کھائی میرے بال و ناخن نہ بڑھے اور کپڑے میلے نہ ہوئے۔ اور سقف بیت الحرام کے سوا کسی چھت کے نیچے نہ سویا۔ اور اسّی سال گذرے کہ اپنی خواہش سے مینے کچھ نہیں کھایا۔ اور ایکبار مَیں شام میں تھا کہ مسور کی آرزو ہوئی تو مسور کا پیالہ آیا۔ اور مینے کھا لیا۔ اُس کے بعد بازار گیا تو چند ظروف رکھے دیکھے انکی طرف مینے دیکھا تو کچھ شراب کے ہیں۔ مینے اپنے دل میں کہا کہ اب مجھپر انکا توڑنا لازم ہو گیا چنانچہ مَیں کھڑا ہو گیا اور مٹکوں کو توڑنے لگا۔ اُس شخص نے اول سمجھا کہ مَیں حاکم ہوں لہذا خاموش ہو گیا اُسکے بعد جب اسے معلوم

قوالوں نے مجھکو پکڑ لیا اور ابن طربون کے پاس لیگیا دو سو بیسے میرے عوض اسنے دئے اور بغداد میں بھیجدیا گیا تو پوچھا کیا واقعہ گذرا میں نے کہا مسوره پیش نظر رکھنا ، ورد دو سو بیسہ فرمایا تھے ارزاں خرید کی جب آپ حج کرنے جاتے تو اول روضہ مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرکے حج ادا کرتے اور پھر مدینہ شریف جا کر کہتے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ روضے سے جواب آتا وَعَلَیْكَ السَّلَامُ یَا ابْنَ شَیْبَان نقل ہے آپ نے ایک شخص حمام میں گیا غسل کر رہا تھا کہ ایک جوان کو چاند کی طرح دیکھا جسنے آواز دی کہ ظاہری غسل میں کب تک مشغول رہو گے کوشش کرو کہ باطن کو غسل دو اور ماسوی اللہ سے پاک کرو میں نے پوچھا تم جن ہو یا انسان یا فرشتہ کہا مقصد خوب نہ ہو جو اسکی جستجو کرتی نہیں۔ وہ نقطہ ہوں جو بسم اللہ کی با کے نیچے ہے۔ میں نے کہا تو یہ تمام مملکت تمہاری ہے۔ کہا اے ابراہیم اپنی پناہ سے باہر آجاؤ تو مملکت دیکھو۔ اور علم فنا و بقاء اخلاص وحدانیت اور درستی عبودیت تک پہنچاتا ہے۔ اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ تمکو غلطی میں ڈالتا اور زندقہ کا نتیجہ دیتا ہے۔ اور جو شخص عالم سے آزاد ہونا چاہے اس سے کہدو کہ حق تعالے کی عبادت خلاص سے کرے کیونکہ جبکو عبودیت حاصل ہو جائے گی وہ ماسوی اللہ سے آزاد ہو جائے گا۔ اور فرمایا جو شخص اخلاص کے بارہ میں گفتگو کرے اور اپنے آپ سے عمل کا مطالبہ نہ کرے تو حق تعالے اسکو ایسے کام میں مبتلا کر دیتا ہے جو اس کی پردہ دری کرتا ہے۔ اور جو شخص مشایخ کی خدمت ترک کرتا ہے۔ وہ جھوٹے دعووں پر مبتلا اور ان دعووں سے فضیحت ہوتا ہے۔ اور جو شخص چاہے کہ معطل و خراب ہو جائے اس سے کہو کہ رخصت پر عمل کرے۔ اور سفلہ وہ ہے جو خدائے تعالے کا نافرمان ہو یعنے جو اس سے خوف نہ رکھے اور جب کسیکو عطا کرے تو احسان جتلائے۔ اور شرف تواضع میں ہے اور آزادی قناعت میں۔ اور جب خوف دل میں راسخ ہو جاتا ہے تو مقام شہوات کو جلا دیتا ہے اسمیں دنیا کی رغبت نہیں رہتی۔ اور توکل ایک راز ہے خدا و بندہ کے درمیان میں پس واجب ہے کہ اس کے راز پر بجز خدائے تعالے کے مطلع نہ ہو اور

جو بندہ مسجد میں بہت نیت سے عبادت میں مشغول رہتا ہے اسکو بہشت عطا کرتا ہے۔ اور جو
بندہ اپنے مسلمان بھائیوں کا دیا کرتا ہے اسکو بہشت میں اپنا لطیف دیدار دکھاتا ہے
لوگوں نے آپسے دعا چاہی تو فرمایا وقت کی مخالفت سو ادب سے دعا کیسے کروں کسی
نے آپسے وصیت چاہی تو فرمایا ہمیشہ خدا کو یاد کرو کبھی فراموش نہ کرو۔ اور اگر یہ نہ کرسکو تو
خیر موت کو یاد رکھو فراموش نہ کرو۔

باب (۸۴) ذکر ابوبکر صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ

وہ فلک عبادت. خورشید سعادت چشمہ رضا نقطہ وفا شیخ زمانی ابوبکر صیدلانی رحمۃ اللہ تعالی
علیہ بزرگان مشائخ میں اور بہت صاحب جمال تھے۔ اپنے زمانہ میں ہمتا نہ رکھتے تھے ورع اور
تقوی۔ اور مشاہدات میں یگانہ تھے۔ اصل میں ثار رہ کے تھے اور وفات نیشاپور میں پائی حضرت شبلی
آپکی تکریم کرتے تھے۔ فرماتے ہیں تمام دنیا ایک حکمت ہے اور اس میں ہر ایک کا نصیب بقدر کشف
کے ہے۔ آپکی وفات سنہ ۳۳۰ میں ہوئی۔ فرماتے ہیں خدا تعالی کے ساتھ صحبت رکھو اور اگر یہ نہ ہوسکے
تو اسکی صحبت میں رہو جو خدا تعالی سے صحبت رکھتا ہے تاکہ اسکی برکت صحبت تمکو خدا تعالی
تک پہونچادے اور دونوں جہان میں نجات پاؤ۔ اور جو شخص علم کے ساتھ صحبت رکھتا ہے کہ اس کو
امر و نہی سے چارہ نہیں۔ اور علم تمکو جہل سے منقطع کردیگا۔ مگر کوشش کرو کہ خداوند سے
منقطع نہ کرے۔ اور وصل بغیر فصل کے ہے کہ جب فصل ہوگیا تو وصل نہ رہا۔ اور جو شخص اپنے
اور حق تعالی کے درمیان میں صدق رکھتا ہے تو وہ صدق اسکو ایسا مشغول رکھتا ہے کہ خلق کی طرف
مشغول ہونیکی فراغت نہیں رہتی۔ اور حق تعالی کے رستہ اتنے ہی ہیں جتنی مخلوق ہے۔ اور رستہ
خدا کی طرف سے بندہ تک ہے بندہ سے اسکی طرف رستہ نہیں۔ اور فرمایا خدا کی ہم نشینی بہت کرو
اور خلق کی کم۔ اور سب سے بہتر وہ شخص ہے جو خیر و نیکی اپنی غیر میں دیکھے اور سمجھے کہ اسکی سوا جو نیکی
حق تعالی تک رکھتا ہوں اور بھی بہت رکھتی ہے۔ اور بندہ کو کل احوال میں اپنے نفس کی تقصیر

دیکھے اور حق تعالےٰ کے احسان کا مشاہدہ کرے۔ اور بندہ کی حرکات و سکنات خاص خدا کیلئے ہونا چاہئیں یا کسی ضرورت سے ہوں اور اس کے سوا جو حرکت و سکون ہو وہ عمر کا ضائع کرنا ہے اور عاقل وہ ہے جو بقدر حاجت بات کہے اور زیادہ بات سے علیحدہ ہے۔ اور جس کا دل خدا سے نہیں وہ فضول کام میں ہے اگرچہ ساکن ہو۔ اور مرید کی علامت یہ ہے کہ اپنی عمر عنصر سے نفرت کرے اور ہمجنس کا طلب کرے۔ اور مرید کی مدد کا نفس کو مرگ میں ہے اور دل کی حیات نفس کی موت ہے۔ اور نفس سے رہائی اسی کے ساتھ ممکن نہیں۔ ہاں حق تعالےٰ کے فضل اور مدد و توفیق سے ہو سکتی ہے اور فضل و توفیق اس وقت تک نہیں ملتی جب تک خدا تعالےٰ کی طرف زیادہ سعی اور کوشش سے اعراض نہ ہو اور سب سے بڑی نعمت نفس سے رہا ہونا ہے کیونکہ بندہ و حق تعالیٰ میں سب سے بڑا حجاب نفس ہے پس حقیقت بغیر موت نفس کے ظاہر نہیں ہوتی۔ اور موت آخرت کا ایک دروازہ ہے۔ کوئی بندہ حق تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور تمام کائنات میں تیری ہمت حجاب ہے پس تجھ کو دنیا اور کسی کام پر ضرور نہ ہونا چاہئے کہ شاید اسمیں لگا ہو۔ ہمت کا خیال رکھو کیونکہ ہمت ہی تمام اشیاء کا مقدمہ ہے اور سب چیزوں کا دار و مدار ہمت پر ہے جب آپنے وفات پائی تو مرید کہتے ہیں کہ ہمنے آپکی قبر پر لوح بنا کر اسپر آپکا نام لکھدیا مگر ہر بار ایک شخص آکر اسکو خراب کر دیتا تھا اور کوئی شخص وہ یادہ خراب نہ کرتا تھا استاد ابو علی دقاق سے ہمنے اسکا راز پوچھا تو فرمایا وہ دنیا میں اپنے آپکو پنہاں رکھتے تھے تم چاہتے ہو کہ آشکار کردو اور حقتعالےٰ مخفی رکھنا چاہتا ہے ۔

باب (۸۵) ذکر ابو حمزہ محمد بن ابراہیم بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

وہ سالک طریق تجرید سیاح بیابان توحید سیار حظیرۂ قدس خازن ذخیرۂ انس نقطۂ دائرۂ آزادی قطب عالم ابو حمزہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکابر مشائخ سے تھے۔ کلام اور علم تفسیر حدیث میں

کا تھی۔ آپ شیخ حارث محاسبی کے اور سری و نوری و خیر نساج وغیرہ بہت سے مشائخ کی صحبت پائی تھی۔ بغداد کی مسجد رصافہ میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔ امام احمد حنبل کو جب کسی مسئلہ میں اشکال پڑتا تو آپ ہی سے رجوع کرتے۔ آپکا کلام و بیان شافی تھا۔ ۲۶۹ھ میں وفات پائی۔ کہتے ہیں حارث محاسبی کے پاس گئے تو انکو عمدہ کپڑے پہنے پایا۔ اور ایک سیاہ جانور قفس میں تھا ناگاہ اس نے آواز کی تو ابو حمزہ نے نعرہ لگا کر کہا لبیک یا سیدی پس حارث نے اٹھ کر چھری لے لی اور ابو حمزہ کے مار ڈالنے کا قصد کیا۔ مرید اُن کی پیروں پہ گر پڑے اور چھری چھین لی پھر ابو حمزہ سے فرمایا اے مردود مسلام لا۔ مریدوں نے کہا حضرت ہم تو ابو حمزہ کو اولیائے موحد سے جانتے ہیں جو ابتداء ایسے ہی ہیں اور میں انہیں نیکی ہی پاتا ہوں اُن کے باطن کو توحید میں ہی مستغرق جانتا ہوں لیکن انکو ایسی بات کیوں کرنا چاہیے جو حلولیوں کے فعال اقوال سے مشابہ ہو۔ ایک جانور کی آواز انکو حق تعالیٰ کی طرف سے کیوں سنائی دیتی ہے۔ حالانکہ حق تعالیٰ کسی مکان میں نہیں اس کے دوستوں کو بغیر اس کے کلام کے آرام نہیں۔ اور اس کی طاعت سے کوئی وقت و حال خالی نہیں۔ وہ کسی چیز میں حلول نہیں۔ اتحاد و امتزاج روا نہیں۔ ابو حمزہ نے فرمایا اگرچہ میں اصل میں حق پر تھا لیکن چونکہ میرا فعل ایک گمراہ قوم سے مشابہ تھا۔ لہٰذا میں توبہ کرتا ہوں۔ ابو حمزہ فرماتے ہیں میں نے علانیہ طور پر حق تعالیٰ کو دیکھا اُسنے مجھے حکم دیا کہ اے ابو حمزہ وسواس کی متابعت نکر اور خلق کی تکلیف برداشت کر۔ یہہ بات جو لوگوں نے سُنی تو آپکو بہت تکلیف دی۔ اور فقرا کی دوستی سخت ہے اُسپر صدیق ہی صبر کر سکتا ہے۔ اور جسکو حق تعالیٰ نے اپنے رستے سے آگاہ کر دیا اُسی اُسکا چلنا آسان کر دیا۔ اور جو کوئی استدلال و واسطے سے رستہ تلاش کریگا تو کبھی ملجائیگا اور کبھی نہیں۔ اور جسکو حق تعالیٰ تین چیزیں عطا کریگا وہ بہت آفتوں سے ناجی ہو جائیگا شکم خالی اور دل قانع اور فقر دائم۔ اور جب تیرے نفس نے تجھ سے سلامتی پائی تو اُسکا حق تو نے ادا کر دیا۔ اور جب خلق نے تجھ سے سلامتی پائی تو انکا حق تو نے ادا کر دیا۔ اور تجھے صوفی کی

علامت یہ ہے کہ عزت کے بعد خوار ہو اور امیری کے بعد درویش اور ظاہر ہونے کے بعد پنہاں ہو۔ اور جھوٹے کاذب کی علامت اس کے برعکس ہے اور جب کبھی بیرفاقہ ہوتا تو یوں اپنے آپ سے کہتا کہ یہ فاقہ تیرے لئے ہدیہ آیا ہے۔ اور جب غور کرتا تو اپنے آپ سے کسی شخص کو فاقہ کا زیادہ مستحق نہ پاتا۔ اور خوشدلی سے اس فاقہ کو برداشت کرتا آپ بیان نہایت عمدہ کیا کرتے تھے ایک روز ہاتف نے آواز دی کہ تم بیان بہت اچھا کرتے ہو۔ لیکن اگر خاموش رہو تو بہت بہتر ہو۔ اس کے بعد سے خاموش ہوگئے اور اسی ہفتہ میں وفات پائی جمعہ کے روز بیان کر رہے تھے کہ ایک حالت آپ پر طاری ہوئی تو کرسی سے گر کر انتقال فرماگئے۔

باب (۸۶) ذکر ابو علی الدقاق رحمۃ اللہ علیہ

وہ استاد علم و بیان بنیاد کشف و عیان گم شدہ عشق و مودت سوختہ عشق و محبت مخلص مشتاق قطب وقت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام و شیخ وقت اور سلطان طریقت و حقیقت اور لسان الرحمن تھے احادیث و تفسیر بیان و تقریر وعظ و تذکیر میں عالی شان اور ریاضت و کرامت میں آیت اور لطائف و حقائق مقام و حال میں مخصوص تھے شیخ ابو القاسم نصیرآبادی کے مرید تھے اور بہت سے مشائخ کو دیکھا اور ان کی خدمت کی تھی۔ لوگ آپکو نوحہ گر کہتے تھے کیونکہ درد و شوق سوز و ذوق آپکو بہت تھا۔ تمام عمر میں کبھی اپنے پیٹھ نہ لگائی۔ مرو میں ابتدا ہوئی کہ آپ پر حالت طاری ہوگئی۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مرو میں ابلیس کو دیکھا سر پر خاک ڈال رہے تھے پوچھا اے لعین کیا ہوا۔ کہا وہ خلعت جس کے انتظار میں سات سو ہزار سال سے میں تھا اور اس کی آرزو میں جلتا تھا وہ ایک آبا بیچنے والے شخص کو دیدی گئی شیخ علی فارمدی فرماتے ہیں کہ قیامت میں میرے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی سوا اس کے کہ کہہ دونگا میں علی دقاق کا محبت معتقد ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ درخت خود رو جسکی پرورش کسی نے نہ کی ہو اس پر پتے آئیں گے مگر پھل نہ آئیگا۔ اور اگر آئیگا تو بے مزہ ہوگا۔ یونہی جس مرید نے پیر کی صحبت

میں تربیت نہ پائی ہوگی اُس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور میں نے یہ طریقت شیخ ابو القاسم
نصر آبادی سے حاصل کی ہے۔ اور انہوں نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے جنید سے
انہوں نے سری سے انہوں نے معروف رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے داؤد سے۔ انہوں نے تابعین
رحمہم اللہ تعالیٰ سے۔ اور شیخ ابو القاسم کے پاس میں کبھی بغیر غسل کئے نہ گیا۔ مرو میں وعظ فرمایا کرتے
تھے پھر حج کیا۔ اور بہت بار زیارت مشایخ کے لئے سفر کیا۔ ایکبار کپڑے پاس نہ تھے برہنہ
تھے تو علی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ٹھہر گئے۔ ایک شخص نے پہچان لیا تو بہت لوگ جمع ہو گئے
اور بہت لوگوں نے اصرار کیا کہ درس دیں مگر قبول نہ کیا۔ اور فرمایا درس و مناظرہ کی طاقت نہیں ہے
کہا استفادہ کے لیے آئے۔ قبول کر لیا۔ منبر بچھایا گیا۔ منبر پر چڑھ کر سیدھی طرف کو اشارہ کر کے فرمایا
اللہ اکبر اور الٹی طرف کو اشارہ کر کے فرمایا۔ وَ اللّٰہُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی۔ اور قبلہ کی طرف منہ
کر کے فرمایا۔ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ عجیب حالات ظاہر ہوئے اور لوگ ایکبارگی اکٹھے ہو گئے
شور اٹھا اور بہت سے جنازہ اٹھائے گئے۔ آپ اس مشغلہ میں اتر کر چلے گئے۔ ہر چند تلاش کیا مگر
نہ پایا۔ وہاں سے مرو پھر نیشاپور چلے گئے۔ ایک درویش بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں شیخ کی
مجلس میں گیا اور آپ کے سر پر طبری دستار تھی تو میرا دل اسکی طرف مائل ہوا۔ شیخ سے میں نے
پوچھا کہ توکل کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ آدمیوں کی دستار سے طمع ہٹا لو اور دستار میری طرف پھینک دی
فرمایا ہے کہ ایکمرتبہ میں مرو میں بیمار ہو گیا تو مجھے خواہش ہوئی کہ نیشاپور جاؤں۔ ہاتف نے
آواز دی کہ ابھی آپ شہر سے باہر نہیں جا سکتے کیونکہ بہت سی پریوں کو آپکا کلام پسند آ گیا
ہے۔ آپکی مجلس میں حاضر ہوتی ہیں۔ انکی لئے ابھی توقف کیجئے۔ جب اثنائے وعظ میں کوئی ایسی بات
ہو جاتی جس میں لوگ مشغول ہو جاتے تو فرماتے یہ حق تعالیٰ کی غیرت ہے کہ وہ چاہتا ہے جو ہو رہا ہے
وہ نہ ہو۔ ایک شخص نے منبر پر (آدمی) کی مذمت کر رہے تھے کہ وہ ظالم جاہل متکبر و حاسد ہوتا ہے۔
ایک شخص نے انکو کہا باوجود ان صفات ذمیمہ کے آخر دوستی کا مرتبہ تو رکھتا ہے۔ فرمایا ہاں
ان میں محبت ہے اور محبت اس کی محبت کہتے ہیں۔ ایک روز منبر پر اللہ اللہ کہہ رہے تھے

ایک شخص نے کہا حضرت اللہ اللہ کیا ہے۔ فرمایا میں نہیں جانتا۔ کہا جب آپ نہیں جانتے تو کہتے کیوں ہیں؟ فرمایا یہ نہ کہوں تو کیا کہوں۔ ایک شخص شرابی تھا اور دستر خوان بچھانے کے وقت شیخ کی خانقاہ میں آتا بہت سی شراب نکالکر درویشوں کی موافقت کرتا۔ پس اگر شراب بچ رہتی تو واپس لیجاتا۔ ایک روز شیخ کی زبان سے نکل گیا کہ وہ جوانمرد وقت صافی رکھتا ہے۔ اسی شب شیخ نے خواب دیکھا کہ ایک جگہ پر بلند مقام ہے اور بزرگان دین جمع ہیں۔ ہر چند شیخ نے چاہا کہ میں اوپر جاؤں مگر نہ جا سکے۔ اس شخص نے آکر کہا اے شیخ مجھے ہاتھ دیجئے کہ اس راہ میں شیر روباہ کے پیچھے چلا کرتے ہیں اور آپکو اوپر لیگیا۔ دوسرے روز استاد منبر پر تھے کہ وہ شخص دروازہ سے آیا تو شیخ نے فرمایا کہ اسکو بلالو کیونکہ اگر کل وہ ہماری دستگیری نہ کرتا تو ہم رہ جاتے۔ اس نے کہا اے شیخ ہم ہر شب وہاں جاتے ہیں تم ایک ہی رات گئے تو ہمارا راز افشا کرتے ہو۔ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں بہت دور سے زیارت کیلئے آیا ہوں۔ فرمایا اسباب کی یافت قطع مسافت سے نہیں۔ اپنے نفس سے مراد اٹھا کر رہ تو تمام مقصود حاصل ہیں۔ ایک شخص شیطان کے وساوس کی شکایت کرتا تھا۔ تو شیخ نے فرمایا تعلق دنیا کا درخت جڑ سے اکھیڑ ڈال تاکہ اسپر چڑیا بیٹھ نہ سکے۔ جب درخت تعلق و محبت و دنیا کی شاخیں باطن میں پھیلی ہوئی ہیں اسکو جڑ سے نہ اکھیڑ ڈالوگے ضرور شیطانی جانوروں سے رہائی نہ پاؤ گے۔ ایک سوداگر آپکا مرید بیمار تھا اس کی عیادت کو تشریف لیگئے تو پوچھا بیماری کا سبب کیا ہوا۔ کہا آدھی رات کو میں اٹھا تاکہ وضو کرکے نماز تہجد پڑھوں کہ میری پیٹھ میں چیک ہونے لگی رگ کھنچ گئی اور درد اٹھ کھڑا ہوا جس سے بخار آگیا۔ فرمایا تجھے اس فضول کام سے کیا مطلب کہ نماز تہجد پڑھے تجھکو مردار دنیا دل سے دور کر دینا چاہیئے۔ نماز تہجد میں مشغول ہوگا تو ضرور درد پشت میں مبتلا ہوگا جیسے کسی کے سر میں درد ہو اگر وہ سونے پر پاؤں رکھیگا تو ہرگز شفا نہ ہوگی۔ اور جب ہاتھ نجس ہوگا اور آستین دھوئیگا تو ہاتھ ہرگز پاک نہ ہوگا۔ ایک روز ایک مرید کے گھر میں گئے اور وہ دیر سے آپکی انتظار میں تھا جب شیخ پہونچے تو اسنے کہا میں ایک بات کہوں۔ فرمایا کہو

رہا۔ شفیق نے کہا جب مالک نے معاف کر دیا تو اب رونا کیوں ہے۔ مالک نے کہا وہ میری رضا چاہتا ہے اور وہاں تک اُسکی راہ نہیں ہے اس سبب سے روتا ہے۔ ایک روز ایک جوان خانقاہ میں آیا اور کہا اگر کسی کے دل میں معصیت کا خطرہ آئے تو طہارت میں کچھ نقصان تو نہ ہوگا آپ رونے لگے اور فرمایا اس کے سوال کا جواب دیو۔ زین الاسلام کہتے ہیں میرے دل میں آیا کہ ظاہری طہارت میں نقصان نہ ہوگا مگر طہارت باطن جاتی رہے گی لیکن اُستاد کی شرم سے میں نے کہا نہیں۔ فرماتے ہیں میری آنکھ میں ایسا درد پیدا ہو گیا کہ مدت تک قرار نہ پایا اور نیند نہ آئی۔ اتفاقاً ایک لحظہ کو آنکھ لگ گئی۔ تو آواز سنی کہ الیس اللہ بکاف عبدہ کیا اللہ تعالے اپنے بندہ کو کافی نہیں۔ جب میں بیدار ہوا تو درد جاتا رہا اور پھر کبھی آنکھ میں درد نہ ہوا۔ اور ایکبار جنگل میں راہ بھول گیا تو پندرہ دن کے بعد راہ ملی۔ ایک سپاہی کو دیکھا جس نے ایک گھونٹ پانی یا وہ میں نے پی لیا تو اُس ایک گھونٹ کی ظلمت و نقصان تیس سال سے میرے دل میں ہے۔ آپکے بعض مرید قوی تھے اُنکو جاڑوں میں ٹھنڈے پانی سے غسل کا حکم دیتے اور بعض نازک مزاج تھے اُن کے ساتھ نرمی کرتے اور فرماتے ہر شخص کو اُسکی طاقت کے مطابق مجاہدہ کا حکم دینا چاہیئے۔ اور جو بقالی کرنا چاہے اُس کے کام میں اسباب و آلات کی گٹھڑیاں آتی ہیں اگر جو گھر میں تنہا بیٹھنا چاہے اُسکو ذرا سی چیز بہت ہے یعنے اگر تم علم خلق کے دکھانے اور جاہ حاصل کرنیکو پڑھو جب تو بہت سا چاہیئے اور اگر عمل و زاد آخرت کیلئے پڑھو تو تھوڑا سا علم کافی ہے اسقدر کہ شرائط عبودیت جان لو اور سیر عمل کرو۔ کیونکہ علم سے مقصود عمل و تواضع ہے۔ ایک روز مرو میں آپکو دعوت کیلئے بلایا گیا۔ راہ میں ایک بڑھیا ملی جو کہتی تھی کہ بارخدایا مجھے تو نے یوں بھوکا رکھا ہے اور اتنے بچے میری ساتھ کر دیئے ہیں آخر یہ کیا بات ہے۔ جب آپ دعوت میں پہنچے تو کھانا ایک طبق آراستہ کر دیا گیا اور اُٹھا کر اسکو سر پر رکھا اور اُس بڑھیا کے گھر پہنچا دیا۔ دیکھو یہ تواضع و نیاز ہے۔ ایکروز فرمایا اگر کل محمد کو دوزخ میں بھیجا جائے اور کفار بہشت میں کریں کلمۂ اسلام میں اُس میں کیا فرق ہے۔ میں کہونگا جوانمردی چاہیئے۔ آخر میرا ایک

باندازہ تھا لیکن منت خدا ہی ہے۔ شعر

فَلَمَّا اَضَاءَ الصُّبْحُ فَرَّقَ بَیْنَنَا وَاَیُّ نَعِیْمٍ لَا یُکَدِّرُہُ الدَّہْرُ

تعجب یہ ہے کہ باوجود اس کلام کے آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر میں جانتا کہ قیامت کے روز میرے قدم کو پیچھے لوٹنا اور قدم ہوگا تو جو کچھ کیا اس سے دست برداری کر لیتا۔ لیکن ممکن ہے کہ جس وقت وہ فرمایا ہے تو آپ اپنے میں کر دیا گیا ہو جس سے محض عبودیت تھا اور اس وقت آپکو درمیان سے اٹھا لیا گیا ہو اور آپکی زبان سے بات کہلوائی گئی جو محض ربوبیت ہے۔ ایک روز عیدگاہ میں لوگ جمع ہوئے تو آپکو لطف آ گیا اور کہا قسم تیری عزت کی اگر مجھے خبر ہو کہ ایسا ہے کوئی تجھکو مجھ سے پہلے دیکھیگا تو فی الفور بغیر توقف کے میری جان نکل جائے۔ لیکن شاید یہ مراد ہو کہ جب وہاں زمانہ نہیں تو پہلے پیچھے دیکھنا نہیں۔ اس بات کی شرح اسی میں ہے۔ لَیْسَ عِنْدَ اللّٰہِ صَبَاحٌ وَّلَا مَسَاءٌ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صبح و شام کچھ نہیں۔ فرماتے ہیں خیال رکھو کہ اپنے لئے کسی مخلوق سے خصومت نہ کرو۔ کیونکہ جب تمنے دعویٰ کیا کہ میں ہی ہوں خود نہیں ہوں تو اپنا کام اسپر چھوڑ دو تاکہ وہ خود حفاظت رکھے۔ اور اس طرح ہو جاؤ کہ تم مردہ رہو۔ اور تین روز تمپر گذر جائیں اور جو شخص اپنی جان کو معشوق کے گھر کی جاروب نہیں کر سکتا وہ عاشق نہیں۔ اور جس کسیکو غیر حق تعالیٰ کے ساتھ انس ہوگا اسکا انس حق تعالیٰ کے ساتھ ضعیف ہوگا۔ اور جو حق تعالیٰ کے سوا کسیکا ذکر کرے وہ اپنے قول میں کاذب ہے۔ اور جو شخص پیر کی مخالفت کا ارادہ کریگا اسکو طریقت حاصل نہ رہیگی۔ شیخ سے اسکا تعلق جاتا رہیگا۔ اگرچہ دونوں ایک ہی جگہ ہوں اور جو شخص پیر کی صحبت میں رہکر دل یا پیر پر اعتراض کریگا وہ حق صحبت کو توڑ دیگا مگر یہ کہ توبہ کرے اور اسکا ضمان دے اگرچہ کہا گیا ہے کہ شیخ کی نافرمانی کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اور ترک ادب ایسی چیز ہے جو مردود کر دیتا ہے۔ اور جو شخص بادشاہوں کے یہاں بے ادبی کریگا اس کو جہالت بہت جلد قتل کرا دیگی۔ اور جسکا ابتدا میں پیر و استاد نہ ہوگا۔ اسکی ارادت و سلوک طریق انتہا کو نہ پہونچ سکے گی جب تک شیخ کی اقتدا نہ کرے اگرچہ وہ انتہائی حالت پر ہو کیونکہ

پیر طریقت و مجاہدہ میں راہ جمال سے واقف کرنیوالا ہے۔ اور خدمت عبودیت تو دروازہ پر ہوتی ہے
لیکن حرمت مشاہدہ پر مشاہدہ ہوتا ہے ہیبت کے ساتھ۔ اس کو بعنایت قربت افزائی کی ہوتی ہے جو کمال
ہیبت میں اپنی صفات سے فنا ہوتی ہے یہی وجہ ہے۔ انتہا میں مشائخ کے احوال مجاہدہ سے سکون کیطرف آ
جاتے ہیں۔ اور ان کی ظاہری اوراد پہلی حالت پر نہیں رہتی۔ اور جب مرید ابتدا میں ہمت وغم سے اور انتہا میں
ہمت سے خالی ہوتا ہے تو معطل ہوتا ہے ہم یہ ہے کہ اسکا دنیا ظاہر باوجود یکہ عبادت میں مشغول ہو۔ اور ہمت یہ ہے کہ
باطن مراقبہ سے جمع ہو۔ اور طلب کی شادی یافت کی شادی سے بڑھ کر ہے کیونکہ پانی کی شادی میں
زوال کا خطرہ ہے اور طلب میں وصال کی امید ہے۔ اور یہ بات نہ علت سے ہے نہ جہد و ریاضت
سے بلکہ طبیعت میں ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ یعنے ہم انکو دوست رکھتے
ہیں اور وہ ہمکو۔ اسمیں نہ عبادت کا ذکر ہے نہ طاعت و علت کا بلکہ محض محبت کا ذکر ہے۔ اور
آج ہماری مصیبت کل قیامت میں اہل دوزخ کی مصیبت سے بڑھکر ہے کیونکہ اہل دوزخ کو تو ثواب نہ
ملیگا اور ہمسے نقد وقت میں خدمت حق تعالیٰ کا مشاہدہ جاتا ہے اب تم ان دونوں میں فرق
سمجھ لو۔ اور فرمایا جو شخص حرام کو چھوڑ دیگا دوزخ سے نجات پائیگا۔ اور جو شبہ کو ترک کردیگا وہ
بہشت میں جائیگا۔ اور جو زیادتی (ضرورت سے زیادہ) کو ترک کریگا وہ حق تعالیٰ تک پہونچ
جائیگا۔ اور فرمایا اس بات تک مردی سے نہیں پہونچ سکتے۔ اور جو اس بات میں پڑ جائیگا وہ
یہاں سے مردی کے ساتھ رہائی نہیں پاسکتا۔ اور وہ شئے جو کبھی کبھی آدمیوں کو بغیر سبب کے
حاصل ہوتی ہے وہ حق تعالیٰ کی اطلاع ہے جو روح پر تجلی ہوتی ہے۔ اور بندہ اگر تمام عمر میں ایکدم
حکم کی مخالفت میں مشغول رہے تو اسکو اگرچہ حظائر قدس میں پہونچا دیا جائے لیکن جب اس
دم کی حسرت اسپر منکشف ہو جائے گی تو بہشت اسکے لئے دوزخ ہو جائے گی۔ اور اس تمام
عمر میں ایکدم صدق سے حق تعالےٰ کی عبودیت کی ہو تو اگرچہ اسکو دوزخ میں ڈالدیا جائے
لیکن جب اسپر دم کا کشف کردیا جائیگا تو آگ سرد ہو جائے گی۔ اور دوزخ اس کیلئے بہشت
بنجائیگی۔ اور جو شخص حاضر ہے وہ اپنے لئے کوئی چیز اختیار کرے تو اس سے مطالبہ کیا جائیگا

اور اگر غائب ہے تو نہ پوچھا جائیگا۔ اور فرمایا اگر وہ عقوبت کریگا تو قدرت کا اظہار ہوگا اور بخشیگا تو رحمت کا۔ اور بدبخت وہ ہے جو آخرت کو دُنیا کے بدلے میں بیچ ڈالے۔ اور جو شخص یہ آیت سُنے کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا وہ جان دینے میں کس طرح بخل کر سکتا ہے۔ اور فرمایا اِيَّاكَ نَعْبُدُ شریعت کا خیال ہے اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ حقیقت کا علم ہے۔ اور جب حق تعالےٰ نے تمکو تمہارا بہشت کے بدلے میں خرید لیا ہے تو اُسے دوسرے کے ہاتھ نہ بیچو کہ بیچ درست نہیں اور دوسرے کے ساتھ معاملے میں نفع نہیں۔ اور تین رتبے ہیں۔ سوال۔ دعا۔ ثنا۔ سوال اُسکو حاصل ہے جو دُنیا چاہتا ہے اور دعا اُسکو جو عقبیٰ چاہتا ہے اور ثنا اُسکو جو مولا چاہتا ہے۔ اور سخاوت تین قسم کی ہے۔ سخا۔ جود۔ ایثار۔ جو حق تعالےٰ کو اپنے نفس پر ترجیح دے وہ صاحب سخا ہے اور جو دل پر ترجیح دے وہ صاحب جود ہے۔ اور جو جان پر ترجیح دے وہ صاحب ایثار ہے۔ اور جو شخص حق بات سے خاموش ہے وہ گونگا شیطان ہے۔ اور بادشاہوں کی صحبت سے ہمیشہ پرہیز رکھو کہ انکی رائے بچوں کی طرح ہے۔ اور شوکت شیروں کی طرح۔ اور سلاطین کا شیوہ یہ ہے کہ اُن کے ساتھ صحبت کی بھی طاقت نہیں اور اُن سے گریز بھی نہیں ہوسکتی۔ اور لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ کے معنے فراق و جُدائی سے پناہ مانگنا ہیں۔ اور امیروں کی تواضع فقیروں کے ساتھ دیانت ہے مگر فقیروں کو امیروں کی تواضع کرنا خیانت ہے۔ اور جب ملائکہ طالب علم کیلئے پر بچھا دیتے ہیں تو طالب معلوم کے ساتھ کیا کرتے ہوں گے اور جب طلب علم فرض ہے تو طلب معلوم فرض عین ہے۔ اور مرید وہ ہے جو نہ سوئے اور نہ نفس کی کوئی مراد و خواہش طلب کرے کیونکہ جب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج سے واپس آئے تو ہرگز نہ سوئے کیونکہ محض دل ہی دل ہوگئے تھے اور جب ابراہیم علیہ السلام نے صاحبزادہ سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ تمکو قربان کردینا چاہیئے تو انہوں نے جوابدیا کہ حضرت اگر آپ سوتے نہیں تو یہ خواب نہ دیکھتے۔ اور فرمایا دُنیا میں دیدار دل سے ہوتا ہے مگر آخرت میں آنکھوں سے ہوگا۔ آخر عمر میں اس قدر درد آپ کے پیدا ہوگیا تھا کہ ہر رات کو اس گھر کی چھت پر جاتے تو آپکی زبنت کے برابر ہو جوتے۔ اور

اسکو بیت الفتوح کہتے ہیں وہاں آفتاب کی طرف رخ کر کے فرماتے لے سرگردان مملکت تو ملک ملکوت میں پھرا کہیں اندوہگین کوئی ان باتوں کا مشتاق دیکھا اور کسی جگہ زیر و زبر ہونے والوں سے اس واقعہ کی خبر پائی۔ اسی قسم کی باتیں کرتے رہتے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جاتا تو کوٹھے سے اترتے۔ آخر عمر میں آپکی باتیں ایسی عالی ہوگئیں تھیں کہ خلق کی فہم ان تک نہ پہونچتی تھی اور لوگ انکی سننے کی طاقت نہ رکھتے تھے مجلس وعظ میں بہت کم شخص جاتے ستر یا اٹھارہ سے زیادہ آدمی نہ ہوتے۔ چنانچہ عبداللہ انصاریؒ فرماتے ہیں کہ جب ابوعلی دقاقؒ کا کلام عالی ہوگیا تو انکی مجلس خلق سے خالی ہوتی تھی۔ اول غلبات میں یہ حال تھا کہ ہمیشہ کہا کرتے تھے خداوندا مجھے چیونٹی اور گھاس کے پتوں کے صدقہ میں بخشدے۔ اور کہا خداوندا مجھے رسوا نہ کر کہ تیرے بارہ میں بر سر منبر بیٹھے بہت شیخیاں مار رہی ہیں۔ ان گنہگار لوگوں کے سامنے۔ اور اگر رسوا ہی کرے تو ان مجلس والوں کے سامنے رسوا نہ کر۔ مجکو یونہی صوفیوں کے لباس میں چھوڑدے اور پیالہ و عصا میری ہاتھ میں دیدے کہ مجھے صوفیوں کے شیوہ سے محبت ہے۔ الٰہی مجھے خرقہ اور پیالہ عصا کے ساتھ دوزخ کے کسی نالہ میں ڈالدے تاکہ اسکے بعد ہمیشہ تیری فراق کا خوننتاب پیتا رہوں اور ان وادیوں میں تیری درد کا نوحہ کروں۔ اپنی ننگوں سی پر روؤں اور اپنے مونس سی علیحدگی کا ماتم کروں کہ اگر تیرا قرب مجھے حاصل نہ ہو تو درد فراق کا نوحہ ہی ہو۔ اور کہا خداوندا ہمنے اپنے اعمالنامہ کو گناہ سے سیاہ کردیا اور تونے ہمارے بالوں کو دنیا میں سفید کردیا پس اے خالق سیاہ و سفید اپنی فضل و رحمت سے ہمارے سیاہ کیے ہوئے کو اپنے سفید کیے ہوئے کی طفیل میں کردے۔ اور خداوندا جو تجکو تحقیق سے جانتا ہے وہ تیری طلب سے کبھی باز نہ آئیگا۔ اگرچہ اسے یقیناً معلوم ہو کہ وہ تجکو ہرگز نہ پائیگا۔ اور خداوندا مینے مانا کہ تو اپنے فضل و رحمت سے مجکو بہشت میں بھیجدیگا۔ اور عالی درجہ پر پہنچادیگا لیکن حسرت کہ مینے تیری بندگی میں تقصیر کی اور میں اس سی بہتر ہو سکتا تھا مگر نہ ہوا" ہرگز مجھ سے نہ جائیگی شیخ ابوالقاسم قشیریؒ نے آپکو وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا۔

فرمایا جس گناہ کا میں نے اقرار کر دیا وہ بخشدیا مگر ایک گناہ کے اقرار سے مجھ کو شرم آئی تو اس کے سبب سے مجھے پسینہ میں رکھا یہاں تک کہ میرے چہرے سے تمام گوشت گر پڑا۔ اور وہ گناہ یہ تھا کہ بچپن میں میں نے ایک امرد کو دیکھا تھا اور وہ میری نظر میں اچھا معلوم ہوا تھا۔ ایکبار اور شیخ کو خواب میں دیکھا کہ بہت بیقرار ہیں اور رو رہے ہیں۔ پوچھا کیا آپ شاید پھر دنیا میں واپس چاہتے ہیں۔ جواب دیا ہاں لیکن اپنی اصلاحیت کے لئے نہیں بلکہ اس سبب سے کہ کمر باندھ کر لوگوں کے دروازے کھٹکھٹاتا پھروں اور کہوں کہ غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کس کام سے باز رہو جو حسرت جاوید میں نہ رہو۔ یونہی ایک اور شخص نے خواب میں دیکھکر حال پوچھا تو فرمایا جو نیک و بد عمل میں نے کیا تھا وہ ذرہ ذرہ شمار کیا گیا پھر عفو کے پہاڑ میرے سامنے کر دیئے گئے ٭

باب (۸۷) ذکر ابو علی محمد بن عبد الوہاب الثقفی رحمۃ اللہ علیہ

وہ پروردۂ اسرار خوگر انوار مفتی تقویٰ مہدی معنی ولی صفی شیخ ابو علی الثقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام وقت و عزیز روزگار تھے۔ ابو حفص و حمدون کی صحبت پائی تھی۔ نیشاپور میں شیخ وقت تھے اور علوم ظاہر و باطن میں کمال تھا۔ فتویٰ و احادیث میں علمائے عصر کے پیشوا تھے لیکن سب کو چھوڑ کر علم تصوف میں مشغول ہو گئے تو صوفیوں میں باتیں کرنے لگے۔ بہت اچھی شان و کلمات والے اور نہایت حلیم تھے۔ نیشاپور میں ۳۲۸ھ میں وفات پائی۔ آپکا ایک پڑوسی کبوتر بازی کیا کرتا تھا۔ ایک روز کبوتر کے کنکر مار رہا تھا۔ وہ شیخ کی پیشانی پر آ لگی جس کے باعث خون نکلنے لگا۔ مریدوں نے کہا شاید حکام شہر سے کچھ کہیں گے تاکہ وہ فتنہ دفع کر دیں لیکن آپ نے ایک مرید کو بلا کر فرمایا کہ اس درخت میں سے لکڑی توڑ کر اس کبوتر باز کے پاس لیجاؤ۔ اور کہو کہ اب اس لکڑی سے کبوتر اڑایا کرے پتھر نہ پھینکا کرے فرماتے ہیں ایکروز میں نے ایک جنازہ دیکھا جسے تین مرد اور ایک عورت اٹھائے ہوئے تھے تو میں وہ جانب جو عورت پکڑی تھی تھام لی

یہاں تک کہ گورستان جا کر اس کی نماز پڑھی اور دفن کر دیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ تمہارے
پڑوسی نہ تھے جو تمہاری مدد کرتے۔ کہا ہاں تھے لیکن چونکہ میت مخنث تھا اسلئے اسے حقیر سمجھتے
تھے مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے مدد کی اور تھوڑے گیہوں بھی اٹھوا دیئے۔ اسی رات کو خواب میں دیکھا
کہ ایک شخص آیا جس کا منہ چاند جیسا تھا اور عمدہ کپڑے پہنے تھا اس نے مسکرا کر کہا کہ میں وہی
مخنث ہوں اس سبب سے کہ لوگ مجھے حقیر سمجھتے تھے حق تعالے نے مجھ پر رحمت فرمائی۔ اور فرماتے
ہیں اگر تمام علوم حاصل کرے اور علما و مشائخ کی صحبت میں رہے تو ہرگز مردوں کے مراتب تک
نہ پہونچیگا جب تک کسی شیخ کامل یا امام متقی یا صالح و ناصح شخص کے حسب فرمان نفس کو
ریاضت میں مشغول نہ کرے کیونکہ جب ادب کا حکم دیا جائے اور کوئی شخص ایسا نہ ہو جو اسکو خدمت
صحبت کا ادب سکھائے رعونت سے منع کرے آفات و عیوب اعمال سے اسکو آگاہ کرے
نفس کے مکر و کید اور رعونات کی خبر دے تو اسکا کوئی معاملہ صحیح نہ ہوگا کسی کام میں اسکی اقتدا
نہ چاہیئے۔ اور فرمایا اس شخص سے درستی کی طمع نہ رکھ جسے درست نہ کیا گیا ہو اور اس سے
ادب کی امید نہ رکھ جسے ادب سکھایا گیا ہو۔ اور جو شخص مشائخ کی صحبت میں رہے مگر ان کے
طریق خدمت و ادب کا خیال نہ رکھے وہ ان کے فوائد نظر و صحبت اور برکات و انوار سے محروم
رہیگا جو ان کے دل میں فیض سے پہونچتی ہیں۔ اور اچھی شاخ اچھی جڑ سے ہی پیدا ہوتی ہے
پس جو شخص چاہے کہ اس کے افعال صحیح ہوں اور جادہ سنت و متابعت پر رہے اس سے
کہدو کہ اول خلاص و صدق دل درست کرے کہ خلاص باطن کی درستی سے اعمال ظاہر کی
درستی پیدا ہوتی ہے اور حق تعالے کے کوئی کام نہ کرو مگر جبکہ وہ ٹھیک اسی کے خالص ہو اور
کسی خالص عمل پر قیام نہ کرو مگر جبکہ سنت کے موافق ہو۔ اور مرد کو چار باتوں سے خالی و غافل
نہ رہنا چاہیئے۔ صدق قول صدق عمل۔ صدق مودت۔ صدق امانت۔ اور فرمایا علم
دل کی زندگی ہے جہالت سے اور آنکھ کا نور ہے ظلمت سے۔ اور فرمایا جب شغل دنیا کسی
کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو آفت ہے۔ اور جب دنیا کسی سے منہ پھیر لیتی ہے تو اس کیلئے حسرت ہے

اور عاقل وہ ہے جو ایسی چیز کی طرف متوجہ ہی نہ ہو جس کا نتیجہ دونوں جہان میں حسرت و آفت ہو۔ اور افسوس ہے اس پر جو ایک ناچیز شئے کو تمام چیزوں کے بدلے میں خریدے اور تمام چیزوں کو ناچیز شئے میں بیچ ڈالے۔ اور ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ اسمیں کسی مومن کا عیش خوش نہ ہوگا مگر یہ کہ اپنے آپکو کسی منافق کا شکار بنادے نعوذ باللہ تعالے منہا۔

باب (۸۸) ذکر ابو علی احمد محمد الرودباری رحمۃ اللہ علیہ

وہ رنج کشیدہ مجاہدہ گنج گزیدہ مشاہدہ کوہ حلم و بردباری بحر علم و دستاری شیخ ابو علی رودباری رحمۃ اللہ تعالے علیہ کاملانِ طریقت و اہل فتوت میں سے تھے۔ سب بزرگوں سے زیادہ ظریف اور علوم و ریاضت و معاملات و کرامت و فراست میں بزرگوار تھے۔ اصل میں بغداد کے تھے مگر مصر میں مقیم تھے حقایق میں کلماتِ عالیہ کہتے تھے۔ شیخ جنیدؒ و ابوالحسن نوریؒ کی صحبت پائی تھی اور بہت سے مشائخ کبار کو دیکھا تھا۔ آپکی وفات مصر میں ۳۲۸ھ میں ہوئی فرماتے ہیں اس گروہ کا اجتماع و عدوت نہیں ہوتا۔ اور انکی پراگندگی مشاورت سے نہیں ہوتی اور ایک درویش کی وفات ہو گئی جب اسکو دفن کر رہا تھا تو میں نے چاہا کہ اسکا منہ خاک پر رکھدوں تاکہ حق تعالے اسپر رحمت کرے۔ اسنے لحد میں آنکھ کھولکر دیکھا اور کہا تو مجھکو اس کی سامنے ذلیل کرتا ہے جسنے مجھکو عزیز کیا ہے یعنی کہا موت کے بعد بھی زندگانی ہوتی ہے۔ جو اب دیا ہاں حق تعالے کے تمام محب زندہ ہیں اے ابو علی اگر کل میری آبرو ہوگی تو میں تمکو مدد دونگا۔ اور فرماتے ہیں ایک مدت تک میں وسوسہ طہارت کی بلا میں مبتلا رہا۔ ایک روز ایک جگہ گیارہ مرتبہ پانی میں گیا۔ آفتاب نکلنے تک وہاں رہا اور بہت رنجیدہ تھا کہ وضو درست نہ پاتا تھا یعنی کہا بار خدایا عافیت دے۔ ہاتف نے آواز دی کہ عافیت علم میں ہے۔ اور تصوف یہ ہے کہ صوفی صوف پہنے اور نفس کو بلا و جفا کا مزہ چکھائے اور دنیا کو پس پشت ڈالدے اور طریق سنت و متابعت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلے۔ اور جو مرید کہ پانچ روز کی بھوک سے رونے لگے اسکو بازار میں بھیجدینا چاہیئے

تا کہ گداگری کرے۔ اور تصوف کے معنے ہیں قُرب کی صفوت (خالص ہونا) کدورت بُعد کے بعد۔ اور تصوف کے معنے ہیں دوست کے در پر اعتکاف کرنا اس کے آستانہ پر سر رکھدینا اور اگر سو بار وہاں سے نکالا جائے تو وہاں سے نہ ہٹنا اور تصوف آزاد لوگوں کی عطا ہے۔ اور خوف و رجا پرندہ کے دو بازو ہیں کہ جب مُرغ ٹہیرا رہیگا تو بازو بھی ٹھہرے رہیں گے اور جب ایک بازو میں نقصان آجائیگا تو دوسرا بازو بھی ناقص ہوجائے گا۔ اور جب آدمی دونوں سے عاجز ہوگا تو شرک ہوجائیگا اور حقیقت خوف یہ ہے کہ حق تعالےٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ اور محبت یہ ہے کہ بالکل اپنے آپکو محبوب کے سپرد کردو تمہارے پاس کوئی چیز باقی نہ رہے۔ اور توحید کے معنے ہیں اثبات میں دل کی استقامت بالتعطیل و انکار سے مفارقت۔ اور سب سے زیادہ نافع وہ یقین ہے کہ حق تعالےٰ کو تمہاری آنکھ میں عظیم القدر کردے۔ اور ماسوائے حق کو حقیر و نابود۔ اور خوف و رجا تمہارے دل میں قایم کرے۔ اور جمع سِر توحید ہے اور تفرقہ زبانِ توحید۔ اور جو نعمتیں وہ ظاہر کرتا ہے وہ اُن بڑی انتہا عنایات پر دلیل ہیں جو اُس کی باطن میں ہیں۔ اور حق تعالےٰ اہل ہمت کو دوست رکھتا ہے کیونکہ وہ اسکو دوست رکھتے ہیں۔ اور ہم احوالات میں ایسے مقام پر پہونچگئے ہیں کہ اگر کسی طرح غصہ میں دوزخ پر گر پڑیں تو تلوار کیطرح تیز بن جائیں۔ اور اگر اسکا دیدار ہم سے زائل ہوجائے تو عبودیت کا نام ہم سے ساقط ہوجائے یعنی ہم زندہ نہ رہیں۔ اور جس طرح حق تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام پر معجزات و براہین کا ظاہر کرنا فرض کیا ہے اسی طرح اولیاء پر احوال و مقامات کا پنہاں رکھنا فرض کیا ہے تا کہ اغیار کی نظر انپر نہ پڑے۔ اور جسکی نظر اپنی طبیعت سے طریق توحید پر پڑ جائے گی تو وہ توحید اسکو دوزخ سے رہا کردیگی۔ اور جب دل حُبِ دُنیا و ریاست سے خالی ہوگا تو اسمیں حکمت پیدا ہوجائے گی اور نفس سے خدمت اور رُوح سے مکاشفہ ظاہر ہوگا۔ اور ان تین باتوں کے بعد اسکے صنایع و اسرار و حقایق کا مشاہدہ ہوگا۔ اور میں راضی ہوں کہ سماع سے بالکل علیحدہ رہوں اسکی کثرت آفت کے سبب سے اور آفت تین باتوں سے پیدا ہوتی ہے۔ بیماری طبیعت۔ ملازمت عادت۔ فسادِ صحبت۔ بیماری طبیعت

حرام و مشتبہ چیز کھاتا ہے اور ملازمت عادت حرام و باطل چیز کو دیکھنا اور غیبت کا سُننا کہنا ہے۔ اور فساد صحبت یہ ہے کہ ہوائے نفس کی اطاعت کرے۔ اور بندہ چار باتوں سے خالی نہیں نعمت جو موجب شکر ہو یا منت جو موجب ذکر ہو یا محنت جو موجب صبر ہو یا لغزش جو موجب استغفار ہو اور ہر چیز کے لئے ایک اعضاء ہے دل کا اعضاء حیاء ہے اور سب سے بڑھ کر مومن کی حیات حق تعالیٰ سے حیا ہے اور بھلائی میں وہ مشاہدہ محبوب سے اسرار کا منکشف ہو جانا ہے۔ اور درمیان صفت و موصوف کے درمیان میں جو صفت کی طرف نظر کریگا وہ محجوب ہوگا اور جو موصوف کی طرف نظر کریگا وہ ظفر پائے گا۔ اور قبض فنا کا پہلا اختیار ہے اور بسط بقا کا پہلا آستانہ ہے۔ اور مرید وہ ہے جو اپنے لئے سوا اُس کے کچھ نہ چاہے جو حق تعالیٰ اسکے لئے چاہتا ہے اور جوانمرد وہ ہے جو دونوں جہان میں حقتعالیٰ ہی کو چاہے۔ اور نیکمرد دل کی آفت نا اہل لوگوں کے ساتھ ہم نشینی ہے جب آپکی وفات قریب ہوئی اور آپکا سر ہمشیرہ کی گود میں رکھا تھا تو آنکھ کھولکر فرمایا آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور بہشت آراستہ کی گئی ہے اور یہیں جلوہ دکھایا جاتا ہے فرشتے آواز دیتے ہیں کہ ہم آپکو ایسی جگہ پہونچائیں گے جو تمہارے دل میں نہیں گذری اور حُوران ہشت بہشت منتظر رہتی ہیں ہمارے دیدار کا اشتیاق رکھتی ہیں۔ مگر دل کہتا ہے کہ قسم تیری ہی تیرے غیر کیطرف نظر نہ کرونگا۔ عمر دراز جفا میں بسر کی تو یہ نہیں کر سکتے کہ رشتہ سے ٹوٹ جائیں پھر وفات فرما گئے۔

باب (۸۹) ذکر ابو الحسن علی بن ابراہیم الحُصری رحمۃ اللہ علیہ

وہ عالم علم ربانی حاکم حکم رُوحانی قدوۂ قافلۂ عصمت نقطۂ دائرۂ حکمت محرم صاحب سِرّی شیخ ابو الحسن حصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ عراق ولسان وقت تھے احوال و تحقیق عبارت و اشارت میں کامل تھے اصل میں بصرہ کے تھے مگر بغداد میں وطن کر لیا تھا وہیں ۳۹۱ھ میں وفات پائی۔ فرماتے ہیں صُوفی وہ ہے کہ حق تعالیٰ ہی سے آرام پائے اور کسی سے نہ پائے اپنے تمام اُمور حقتعالیٰ کے سُپرد کردے۔ جب حقتعالیٰ کو پالے گا تو ما سوی اللہ کی طرف التفات نہ ہوگی

احمد نصر جو آپکے مرید تھے وہ ساٹھ مرتبہ حج کر چکے تھے اور اکثر خراسان سے احرام باندہا تھا
ایکبار پیران حرم کے سامنے کوئی ایسی بات کہدی کہ اُنکا دل رنجیدہ ہوا تو انہوں نے اُن کو
حرم سے باہر نکالکر کہدیا کہ جب وہ سوا سی پیر حرم میں ہیں تو تم بات کرنیوالے کون ہو۔ اور شیخ
نے بھی اسیوقت دربان سے کہدیا کہ اگر اب وہ جوان خراسانی آئے تو ہرگز میرے پاس نہ آنے دینا
جب احمد بغداد پہونچے تو اسوجہ سے کہ گستاخ تھے شیخ کے دروازہ پر گئے دربان نے کہا
فلاں وقت شیخ نے فرمادیا ہے کہ میرے پاس نہ آنے دینا۔ احمد یہ سنکر گر پڑے اور بیہوش
ہو گئے اُسکے بعد دروازہ پر پڑے رہے یہاں تک کہ شیخ باہر نکلے تو فرمایا ترک ادب جو تم سے
ہو گیا ہے اُسکا جرمانہ یہ ہے کہ ملک روم شہر طرطوس میں جا کر ایکسال تک سور چرایا کرو اور رات کو
ویرانہ میں جا کر نماز پڑھا کرو اور ایک ساعت سویا نہ کرو تو ان عزیزوں کے دل تمکو قبول کریں
احمد نے کہا میں فرمانبردار ہوں اور روم کا عزم کر دیا۔ جامہ نادراتار ڈالا اور زنیار کا پٹکا کمر
سے باندہ لیا اور جیسا شیخ نے حکم دیا تھا ویسا ہی کیا۔ اس کے بعد شیخ کی خدمت کا ارادہ کیا جب
بغداد میں خانقاہ کے دروازہ پر پہونچے تو شیخ نے جلدی سے باہر نکلکر انکو گلے سے لگا لیا اور
فرمایا اے احمد تم میرے بیٹے اور قرۃ العین ہو۔ احمد اس سبب سے بہت خوش ہو گئے اور دوسرے
حج کا ارادہ کیا۔ جب مکہ پہونچے تو پیران مکہ نے استقبال کیا اور کہا تم ولد و قرۃ العین ہو اور
بہت نوازش کی۔ فرماتے ہیں میں صبح کے وقت مناجات میں کہتا تھا الٰہی میں تمام حالتوں
میں تجھ سے راضی ہوں تو مجھ سے راضی ہے۔ ندا آئی کہ اے کذاب اگر تو ہم سے راضی ہوتا
تو ہماری رضا طلب نکرتا۔ اور میری حالت جوانی سے ایسے درد ہیں کہ اگر ایک کو چھوڑ دوں
تو میرے ساتھ عتاب کیا جائے۔ اور میں نے تمام صاحب دلوں کے دل کو دیکھا تو میرا دل سب کے
دلوں پر راجح نکلا اور سب صاحب عزت لوگوں کی عزت کو دیکھا تو میری عزت زیادہ نکلی پھر
فرمایا مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا۔ توحید میں ہماری پانچ حالتیں ہیں
رفع حدث۔ اثبات قدم۔ مفارقت احوال۔ ترک وطن اور جو جانتے ہو اسکو نہیں جانتے اسکو

پہنچنا جب ادب از تنہا ... [illegible]

نیا بنیا کردو یعنی جو جانتے ہو اُسکو فراموش کر دو اور جو نہیں جانتے اُسکی طلب میں مشغول ہو محض حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔ اور اگر بندہ کو اسی پر چھوڑ دیا جائے تو اُس سے بالکل مخالفت و عصیان ہو اور جب توفیق و عنایت حق تعالیٰ ہوئی تو اُس سے موافقت و محبت ہی ہو گی۔ اور فرمایا جب تک اسپیز پر تیغ انکار نہ اُٹھاؤ گے جس تک اسم و رسم کی رسائی ہے اور میدانِ دل کو ہر معلوم و معقول سے خالی نہ کرو گے تمہارے قعرِ دل سے چشمۂ حکمت جاری نہ ہو گا۔ اور جو شخص حقیقت شواہد کا کچھ دعویٰ کریگا اُسکی تکذیب کشف براہین کر دیگا۔ اور حالتِ مشاہدہ میں ایک ساعت اندیشہ ننگ سے بیٹھنا ہزار مقبول حج سے بہتر اور افضل ہے۔ اور کسی نے بعض لوگوں سے پوچھا کہ زہد کیا ہے۔ جواب دیا اس چیز کا ترک جو تم جانتے ہو اُس کے سبب سے جیسے تم ہو۔ آپ سے ملامت کے بارہ میں پوچھا گیا تو نعرہ لگا کر فرمایا اگر اس زمانہ میں کوئی پیغمبر ہو سکتا تو وہ ملامتی ہوتا۔ اور سماع کے لیے تشنگی دائم چاہیئے کہ جس قدر زیادہ کھائیگا پیاس زیادہ ہو گی۔ اور کسی نے اُس سماع کا کیا کرنا کہ جب تک نہ سوال جب رہے تو وہ بند ہو جائے ایسا سماع ہونا چاہئیے جو ہمیشہ کان سے متصل ہو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور صوفی وہ ہے کہ جب آفات سے فانی ہو جائے تو کبھی اُسکے سر کی طرف متوجہ نہ ہو اور جب حقتعالیٰ کی طرف رُخ کرے تو پھیرے نہیں اور حادثہ کا اس پر اثر نہ ہو۔ اور صوفی وہ ہے جو عدم کے بعد موجود نہ ہو اور بعد وجود کے معدوم نہ ہو۔ اور صوفی وہ ہے جس کا وجد وجود ہو اور اُسکی صفات اُسکا حجاب ہوں یعنی مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ اور تصوف کے معنی ہیں مخالفت ... سے دل کا صاف ہونا۔ اور جب تک کہ جہان موجود ہے تفرقہ و پریشانی موجود ہے ... غائب ہو گیا تو حق تعالیٰ ظاہر ہو گیا اور یہ حقیقت جمع ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھے اور اُسی کی باتیں کرے۔

باب (۹۰) ذکر ابو عثمان سعید بن سلام المغربی رحمۃ اللہ علیہ

وہ ادب خوردۂ ریاضت پروردۂ عنایت بینندۂ انوار حقائق دانندۂ اسرار حقائق بحقیقت

وارث نبی شیخ وقت ابوعثمان مغربی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کا براربابِ طریقت واصحابِ صفت میں ہی تھے۔ ذکرو فکر میں آیت تھے اور انواع علوم میں کامل دخل رکھتے تھے۔ تصوف میں صاحب تصنیف تھے اور بہت سے مشائخ کبار کو دیکھا تھا۔ مدت تک حرم میں مجاور رہے۔ علو حال میں کوئی آپکا مثل نہیں اور علم فراست قوت ہیبت وسیاست میں بے نظیر تھے آپنے ایک سو تیس سال کی عمر پائی۔ فرماتے ہیں میں نے اس عمر دراز پر غور کیا تو امید کے سوا کوئی ایسی چیز باقی نہ رہی تھی جو جوانی میں تھی۔ وفات نیشاپور میں ۳۷۳ھ میں پائی۔ ابتدا میں بیس سال تک بیابان وصحرا میں عزلت رکھی اس مدت میں آدمی کی آواز بھی نہ سنی۔ یہاں تک کہ مشقت وریاضت سے آپکا جسم گل گیا اور آنکھیں سوراخ کی طرح رہگئیں اور آدمیونکی صورت سے نکل گئے۔ اس کے بعد اشارہ ہوا کہ خلق کی صحبت میں رہو تو مکہ کا عزم کیا مشائخ حرم فراست سے سمجھ گئے اور آپکے استقبال کو آئے تو انکو عجیب صورت میں آپکا حالت میں پایا کہ مخلوق کی رمق ہی انمیں باقی تھی۔ کہا اے ابوعثمان بیس سال تک تم نے اس طرح زندگانی کی کہ آدم واولادِ آدم آپکی حالت سے عاجز ہیں۔ اب ہم کو یہ بتائیے کہ آپ کیوں گئے تھے اور کیا دیکھا کیا پایا اور کیوں واپس آئے۔ فرمایا میں سکر سے گیا تھا اور سکر کی آفت دیکھی۔ اور نا امیدی دیکھی اور عجز لیکر لوٹا میں گیا تھا تاکہ جڑ کاٹ دوں مگر آخر میرا ہاتھ وہاں تک نہ پہنچا۔ ندا آئی کہ ابوعثمان شاخوں کے گرد پھرو اور مستی کے خیال میں رہو مگر جڑ کاٹنا تمہارا کام نہیں ہے اور صحو حقیقی اسی میں ہے۔ آخر میں نو امید ہو کر چلا آیا مشائخ نے کہا لوگوں پر حرام ہے کہ سکر وصحو کا بیان کریں کیونکہ تمنے سب کی داد دیدی۔ فرماتے ہیں ابتدائی مجاہدہ میں میری یہ حالت تھی کہ بعض وقت ایسا ہوتا تھا کہ اگر مجھکو آسمان سے نیچے ڈالدیتے تو میں اسکو اسبات سے زیادہ پسند کرتا کہ مجھے کھانا پڑے یا ہر فرض نماز کے لئے طہارت کرنا پڑے کیونکہ میرا ذکر مجھ میں غائب ہوتا اور وہ میرے ذکر کی غیبت تمام رنجوں سے زیادہ مجھ پر سخت ودشوار تھی۔ اور حالت ذکر میں مجھ پر ایسے واقعات گذرتے تھے کہ دوسروں کے نزدیک کرامت ہوتی تھی لیکن مجھکو گناہ کبیرہ سے زیادہ سخت ہوتے تھے میں چاہتا تھا کہ مجھے نیند بالکل نہ آئے تاکہ ذکر سے باز نہ رہوں۔ یہ ترکیب کرتا کہ ایسے پتھر پر جو ایک قدم ہی

گے برابر ہوتا اور اس کے نیچے نہایت گہرا غار ہوتا کہ اگر وہاں سے گر پڑتا تو ریزہ ریزہ ہو جاتا
ایسے پتھر پر بیٹھ جاتا اگرچہ نہ تو گرنے کے ڈر سے۔ اور بعض وقت ایسا ہوتا تھا کہ مجکو ایسے
چھوٹے پتھر پر نیند آ جاتی جو ہوا میں معلق ہوتا اور بیداری میں اس پر سواری سے بیٹھ سکتے تھے۔
اور نقل ہے کہ ایک شب عید میں ابو الفوارسؒ کے ساتھ تھا وہ سو گئے تو میرے دل میں آیا کہ اگر ہمارے
پاس کچھ ہوتا تو فلاں چیز دوستوں کے لئے تیار کرتے۔ ابو الفوارس نے سوتے ہی میں کہا کہ یہ
کھچڑی ہے ہینگ والی تین بار یونہی کہا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو مینے حال پوچھا جواب دیا مینے
خواب میں یہ دیکھا کہ ہم سب ایک بلند جگہ پر تھے جس سے حق تعالے کو دیکھ سکتے تھے اور دل ہیبت
سے بہت ڈرتے تھے۔ آپ بھی تھے مگر آپ کے ہاتھ میں کھچڑی تھا۔ تو مینے آپ سے کہا کہ یہ کھچڑی ہینگ والی ہے
ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے دل میں سوچا کہ شیخ مجھ سے کوئی آرزو کریں۔ آپ نے فرمایا کہ
لینا پسند نہیں تا کہ کوئی سوال و آرزو کریں۔ ابو عمر و زجاجیؒ کہتے ہیں کہ مینے بہت زمانہ تک
ابو عثمان کی خدمت کی مگر میں ان سے صبر نہ کر سکتا تھا۔ ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے
ارشاد ہوا کہ اے ابو عمرو تم عثمانؒ کے ساتھ کب تک ہم سے علیحدہ رہو گے کب تک ابو عثمان میں
مشغول رہو گے اور ہمارے دربار کی طرف پشت رکھو گے۔ دوسرے روز مینے شیخ کے مریدوں سے
کہا کہ میں نے عجیب خواب دیکھا ہے جب مینے بیان کیا تو تمام مریدوں نے قسم کھائی کہ بعینہ یہی خواب ہم نے
دیکھا ہے۔ سب اس اندیشہ میں تھے کہ شیخ سے کہیں یا نہیں شیخ جلدی جلدی برہنہ پا گھر سے باہر
نکل آئے اور فرمایا جب تم نے یہ سن لیا جو کہا گیا ہے تو میرے پاس سے چلے جاؤ حق کے ہو رہو اور
اس کے بعد مجھے پریشان نہ کرنا۔ امام ابو بکر فورکؒ کہتے ہیں مینے شیخ ابو عثمانؒ سے سنا ہے کہ پہلے
میرا اعتقاد حق تعالے کے بارہ میں یہ تھا کہ وہ جہت میں ہے جب بغداد پہنچا تو اعتقاد درست
کیا کہ وہ جہت سے منزہ ہے اور مشائخ مکہ کو مینے خط لکھا کہ میں بغداد میں نئے سرے سے مسلمان
ہوا۔ ایک روز اپنے خادم سے فرمایا کہ اگر کوئی تم سے پوچھے کہ تمہارا معبود کس حالت میں ہے تو تم
کیا جواب دوگے۔ کہا میں کہونگا کہ اسی حالت پر ہے جس پر ازل میں تھا۔ فرمایا اگر پوچھے کہ ازل میں

کیسا تھا۔ جوابدیا میں کہونگا اُس حالت پر ہے جب کہ اب ہے۔ فرمایا تمنے خوب جوابدیا۔ عبد الرحمن سلمی رح
کہتے ہیں۔ میں شیخ ابو عثمان رح کے پاس تھا کہ کوئی شخص کنوئیں سے پانی بھر رہا تھا اور ڈھینکلی
سے آواز نکل رہی تھی۔ فرمایا اے عبد الرحمن تم جانتے ہو کہ یہ کیا کہتی ہے۔ مینے کہا میں نہیں جانتا
فرمایا اللہ اللہ کہتی ہے۔ اور فرمایا جو سماع کا دعویٰ کرے اور اُس کیلئے جانوروں کی آواز درختوں
کا ہلنا ہوا کی حرکت سماع نہ ہو وہ دعوے سماع میں جھوٹا ہے۔ اور جب کہ حقیقت میں ذاکر ہو جاتا ہے
تو مثل دریا کے ہو جاتا ہے جس سے بحکم خدا ہر جگہ نہریں نکلتی ہیں۔ اور وہ اپنے نور سے تمام
جہان کو دیکھتا ہے یہاں تک کہ کوئی چیونٹی حرکت کرتی ہے تو وہ جانتا اور دیکھتا ہے۔
حقیقت یہاں تمام ہو جاتی ہے اور ذکر سے اُسکو اسقدر حلاوت ملتی ہے کہ وہ نیست ہونا
چاہتا ہے مرگ کی آرزو کرتا ہے کیونکہ وہ اُسکے چکھنے کی طاقت نہیں رکھتا چونکہ ابو عثمان رح ذکر
کی حلاوت ولذت کی طاقت نہ رکھتے تھے اسلئے اپنے آپکو خلوت میں ہی باہر کر دیا اور بھاگ گئے اور
فرمایا کہ ذاکر کو چاہیئے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو اپنے علم میں شامل کرلے اور جو کچھ نیک و بد دل میں گذرے
اُسکو اس کلمہ کی قوت وطاقت سے دل میں سے نکال ڈالے اور اس صمصام غیرت سے اُسکے دل میں
خیال محیط ہو جائے کہ ان سب کے پیچھے حق تعالیٰ ہے۔ اور جس کسیکو معرفت و ذکر حق سے اُنس ہوتا ہے
تو موت اُس کے اُنس کو دور نہیں کرتی بلکہ سوگنہ اُنس و راحت کی زیادتی ہو جاتی ہے کیونکہ اسباب
تفرقہ درمیان سے اُٹھ جاتے ہیں اور صرف محبت باقی رہ جاتی ہے۔ اور اُس درگاہ رفیع وعظیم میں
دو باتیں راہبر ہیں نبوت اور حدیث نبوت۔ اب نبوت تو ختم ہو گئی۔ خاتم انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تشریف لیگئے۔ اب اُسکی حدیث (گفتگو) ہمارے پاس رہگئی ہے اور اُسکا راستہ مجاہدہ و ذکر ہے
پس کس کم قیمت عمر کو ایسے بیش بہا اور دائمی وصال کے عوض میں صرف کرنا نہایت کم اور بہت
ارزاں ہے۔ پس اے بیچارہ تجکو اسباب پرکس چیز نے آمادہ کیا کہ اپنی کم قیمت عمر کو فراق دائم
کے عوض میں دیدیا۔ آخر یہ ناجوانمردی ایسی جگہ کیوں ہے۔ اور جو شخص خلوت کو صحبت پر
ترجیح دے اُسکا دل تمام اشیاء کی یاد سے خالی ہونا چاہیئے۔ سوائے یاد حق کے اور خلائے

خداوند کے سوا تمام ارادوں سے اور نفس کے تمام مطالبوں سے خالی ہونا چاہیئے اور اگر اس حالت پر نہیں ہے تو خلوت اُس کے لئے بلا و ہلاکت ہے۔ اور فرمایا کوئی شخص مقامات خواص تک نہیں پہونچ سکتا جب تک آداب نفوس و ریاست کا اثر اسمیں باقی ہے۔ اور عاصی مدعی سے بہتر ہے کیونکہ عاصی گناہوں کا مقر ہے اور مدعی اپنے دعوے میں گرفتار ہے۔ اور جو شخص درویشوں کی صحبت سے ہاتھ اٹھالے امیروں کی صحبت اختیار کرے اُسکو حق تعالےٰ مرگ دل سے اندیشے میں مبتلا کرتا ہے۔ اور جو شخص خواہش نفس سے امیروں کے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائے گا وہ ہرگز فلاح نہ پائے گا اور اُسکا عذر بالکل مقبول نہ ہوگا مگر جو شخص مضطر ہو۔ اور جو شخص خلق کے احوال میں مشغول ہوگیا اُسنے اپنے حال کو ضایع کردیا۔ اور دل کے پاک کرنے میں آدمی کے مجاہدہ کی مثال یہ ہے کہ کسی سے کہا جائے کہ اس درخت کو جڑ سے اُکھیڑ ڈالو۔ ہرچند وہ چاہے کہ آسانی سے اُکھیڑ ڈالوں مگر نہ اُکھیڑ سکے تو اپنے دل میں کہے کہ اس وقت تک صبر کروں کہ قوت آجائے پھر اُکھیڑ دونگا مگر جسقدر توقف کرے درخت زیادہ قوی ہوتا جائے اور وہ ضعیف غرض اُکھیڑنا اور بھی زیادہ دشوار ہوجائے۔ اور جو شخص سفر کرے اُسپر واجب ہے کہ اول ہوا و شہوت اور مراد نفس سے سفر کرے کیونکہ سفر غربت ہے اور غربت ذلت ہے اور مومن کو روا نہیں کہ کسی مخلوق کے سامنے اپنے آپکو ذلیل کرے۔ اور عالم بہت ہیں جنکی طرف احکام قدرت جاری ہوتے ہیں۔ اور خلایق کے دل دو رویہ پیدا کئے گئے ہیں ایک منہ عالم شہادت کی طرف ہے اور ایک عالم ملکوت کیطرف۔ اور اس منہ سے معارف کا عکس اس کے منہ پر پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ کبھی وہی ہوجاتا ہے تو یہ حالت ہوجاتی ہے کہ اُسکو اٹھارہ ہزار عالم کی خبر نہیں ہوتی۔ اور جب اُن حقائق کا عکس جو نور و ضیا ہیں اس عالم شہادت پر پڑتا ہے تو اسی کا نام معرفت ہے۔ اور لوگ راہ سے اسلئے بھٹک جاتے ہیں کہ فرائض و نوافل میں خلل ڈالدیتے ہیں اور دوستی کی خوبی یہ ہے کہ جو چیز اپنے لئے فراخ رکھو وہ مسلمان بھائی کے لئے بھی رکھو اور جو اس کے پاس ہو اس کی طمع نکرو۔ اُسکی جفا برداشت کرو اور عذر قبول کرو اُس کا انصاف

کرو اور اُس سے انصاف نہ طلب کرو اُسکی اطاعت کرو اس سے اطاعت نہ کراؤ جو نیکی وہ تمہارے ساتھ کرے اُسکو بہت سمجھو اور جو تم اُس کے ساتھ کرو اسے کم اور حقیر جانو۔ اور سب سے بڑھ کر جسپر لوگ التزام کریں محاسبت نفس و مراقبہ اور علم ہے کاموں کی حفاظت ہے۔ اور اعتکاف کے معنی ہیں حکم اندر جوارح کا محفوظ رکھنا۔ اور کوئی شخص کسی چیز کو نہیں جانتا جب تک اُسکی ضد معلوم نہ ہو۔ اسیوجہ سے مخلص کا اخلاص کامل نہیں ہوتا جب تک ریا کو اچھی طرح نہ جانے اور اُس سے علیحدگی کا علم نہ سمجھے۔ اور جو خوف کی سواری پر بیٹھے گا وہ یکبارگی نومید ہو جائے گا اور جو رجا کی سواری پر بیٹھ جائے گا وہ یکبارگی کاہل ہو جائے گا اور کام سے عاجز ہو جائیگا اور کبھی تو اسیر ہے اور کبھی اسیر اور کبھی دونوں کے درمیان ہیں۔ اور عبودیت اتباع امر ہے مشاہدہ امر ہیں۔ اور شکر کے معنے ہیں کمال شکر ادا کرنے سے اپنے آپکو عاجز سمجھنا۔ اور تصوف کے معنے ہیں علایق کا قطع کر دینا خلق کو چھوڑ دینا اور حقایق سے متصل ہو جانا اور شوق کی علامت راحت میں موت کو دوست رکھنا ہے۔ اور غیرت مریدوں کی صفت ہے اہل حقایق کو نہیں ہوتی۔ اور عارف کو انوار معرفت و علم کی روشنی ہوتی ہے کہ وہ اس سے عجائب غیب دیکھتا ہے۔ اور مرد ربانی چالیس روز میں ایکبار کچھ کھاتا ہے۔ اور مرد صمدانی اسّی روز میں ایکبار کھاتا ہے۔ اور جسکا ایمان اولیا پر ہے وہ اولیاء میں سے ہے اور اولیا مشہور ہوتے ہیں مگر مفتون نہیں ہوتے۔ جب آپ بیمار ہوئے اور طبیبوں کو بولایا گیا تو فرمایا میرے ساتھ اطبا کی وہ مثال ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کی بھائیوں کی تھی کہ وہ یوسف علیہ السلام کو پرورش دیں اور قدرت تھی کہ بھائی اُنکے بارہ میں تدبیر کرتے تھے یعنی تدبیر خلق بھی تقدیر قدرت سے ہے۔ بوقت وفات سماع کی خواہش کی اور اسی میں وفات پائی

باب (۹۱) ذکر ابو العباس نہاوندی رحمۃ اللہ علیہ

وہ محتشم روزگار محترم پرہیزگار کعبۂ مروت قبلۂ فتوت اساس خردمندی شیخ وقت ابو العباس نہاوندی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یگانۂ عہد و معتبر مشائخ تھے تمکین میں قدم راسخ اور ورع و معرفت میں شان عظیم رکھتے تھے فرماتے ہیں ابتدائی ریاضت میں بارہ ۱۲ سال تک برابر سر گریبان میں ڈالے رہا تو دل کا ایک گوشہ مجھے دکھایا گیا اور تمام خلق اس آرزو میں ہے کہ ایکساعت حق تعالیٰ انکو ملجائے مگر میں اس آرزو میں ہوں کہ ایک ساعت حق تعالےٰ مجھے میرے اوپر چھوڑ دے تاکہ میں اپنے آپ کو دیکھوں کیا اور کہاں کا ہوں لیکن یہ آرزو میری پوری نہیں ہوتی۔ اور حق تعالےٰ کے پاس بہت رہو اور خلق کے پاس کم۔ اور فقر کی انتہا تصوف کی ابتدا ہے۔ اور تصوف کے معنی ہیں حالت کا پنہاں رکھنا اور اپنی جاہ بھائیوں کے لئے صرف کرنا کسی نے آپ سے دعا چاہی تو فرمایا خدائے تعالےٰ تجھکو موت اچھی طرح دے۔ آپ کلاہ سیا کرتے تھے اور دو ۲ درم میں بیچا کرتے تھے دو درم سے زیادہ نہ لیتے تھے اور جو کوئی آپکے سامنے آتا تھا ایک درم اسکو دیدیتے تھے اور ایک درم کی روٹی لیتے تھے اور گوشہ میں کسی دوسرے درویش کے ساتھ کھا لیتے تھے دوسری کلاہ کے سینے میں مشغول ہو جاتے تھے آپکا ایک مرید تھا جس کے پاس دنیا کا اتنا مال تھا کہ زکوٰۃ واجب تھی۔ اس نے شیخ سے آکر پوچھا کہ مال کی زکوٰۃ کسکو دوں۔ فرمایا جس پر تیرے دل کا اطمینان ہو جائے۔ وہ چلا گیا راہ میں ایک بہت مضطر نابینا کو دیکھا اُسے روپیہ دیدیا۔ اتفاقاً دوسرے روز وہ مرید جا رہا تھا کہ اس نابینا کو دیکھا دوسرے نابینا سے کہ رہا تھا کہ کل ایک شخص نے مجھے روپیہ دیا تو میں خرابات میں گیا اور شراب خرید کر فلاں مطربہ کے ساتھ پی۔ یہ سنکر مرید مضطرب ہوا اور شیخ کے پاس حال کہنے گیا۔ قبل اس کے کہ وہ کچھ کہے شیخ نے اسکو ایک درم دیکر فرمایا جاؤ جو شخص سب سے پہلے تمکو ملے اُسے دیدینا۔ اور وہ درم ٹوپی کی سلائی کا تھا۔ گیا تو سب سے پہلے ایک علوی شخص کو دیکھا اور وہ درم اسکو دیدیا۔ علوی چلا تو وہ اُس کے پیچھے پیچھے گیا علوی ایک خرابہ میں پہونچا اور ایک مُردہ کبک (چکور) دامن کے نیچے سے نکالکر پھینکدی۔ مرید نے علوی سے کہا تجھے خدا کی قسم اپنا حال مجھ سے کہہ۔ کہا سات روز سے میں نے اور میرے عیال نے کچھ نہیں کھایا۔ اور سوال کرنے کو میں پسند نہ کرتا تھا اس خرابہ میں یہ جانور مُردہ دیکھکر میں نے اضطرار کی وجہ سے اٹھا لیا۔ تاکہ گھر لیجاؤں

اور کھانا پکے جب وہ گرم ہوگیا تو بیٹے اس جانور کو پھینکدیا مرید تعجب میں آگیا اور شیخ کے پاس
پہنچا۔ شیخ نے فرمایا تیرے کہنے کی حاجت نہیں مگر یہ یقین کرلے کہ چونکہ تیرا معاملہ سپاہیوں اور
ظالموں کے ساتھ ہے لہٰذا اس روپیہ کا جینا شراب پینا اور یہ جو کسب حلال سے حاصل کیا ہے
اُس ہی ایک مستحق علوی مرد اکھانے سے رہائی پاتا ہے۔ روم سے ایک آتش پرست نے فراست کا
شہرہ سنا تھا چاہا کہ امتحان کرے تو خرقہ پہنکر عصا ہاتھ میں لیکر شیخ ابوالعباس قصاب کی خانقاہ
میں پہونچا جب خانقاہ کے اندر پیر رکھا تو شیخ نہایت باغیرت شخص تھے فرمایا اے بیگانہ آشناؤں
کے کوچہ میں تیرا کیا کام۔ وہ وہاں سے لوٹ کر شیخ ابوالعباس نہاوندی کی خانقاہ میں آکر ٹھہر گیا
آپنے اس سے کچھ نہ فرمایا۔ چار ماہ تک وہاں ٹھیرا اور دوستوں کے ساتھ وضو کرتا اور ظاہر میں نماز
پڑھتا تھا۔ اس کے بعد چلنے کا ارادہ کیا تو شیخ نے فرمایا جب نان و نمک کا حق ہوگیا ہے تو یہ
جوانمردی نہیں کہ بیگانہ ہی آؤ اور بیگانہ ہی جاؤ پس وہ صدق دل سے مسلمان ہوگیا۔ اور شیخ
کی خدمت میں رہکر ریاضت و مجاہدہ کرنیلگا۔ یہاں تک کہ ولی ہوگیا اور شیخ کے بعد وہی خلیفہ ہوا

باب (۹۲) ذکر ابو عمرو ابراہیم الزجاجی علیہ الرحمۃ

اکابر مشائخ وقت اور بزرگان اصحاب صوفیہ میں سے تھے۔ ورع و معرفت ریاضت و
کرامت میں عجیب شان رکھتے تھے اور سب کے مقبول تھے۔ شیخ جنید کو دیکھا تھا اور ابو عثمان
کے شاگردوں میں سب سے بعد کو آپ ہی مرے گئے اور مکہ میں مجاور ہوگئے۔ وہیں ۳۸۱ھ
میں وفات پائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ آپکی نظر بہت دقیق تھی۔ اکثر شیخ ابوالقاسم
نصرآبادی کے ساتھ سماع میں تھے اور ابوالقاسم سے پوچھا کہ سماع کیوں سنتے ہو۔ جواب دیا
سماع سننا اس سے تو بہتر ہے کہ ہم بیٹھکر ایک دوسرے کی غیبت کریں اور سنیں۔ ابو عمرو
رحمۃ اللہ نے فرمایا اگر سماع میں ایک حرکت ایسی ہو جسکو ہم نہ کرسکتے ہوں تو سو برس کی
غیبت سے بدتر ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔

باب (۹۳) ذکر ابو الحسن صایغ قدس سرہٗ

وہ مشرف خواطر واسرار مقبل اکابر وابرار سفینۂ بحر عشق سکینۂ کوہ صدق از ہر دو کون فارغ ابو الحسن الصایغ رحمۃ اللہ یگانہ روزگار ومنجملہ مشایخ قوم کے تھے اپنے زمانہ میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے مصر میں مقیم تھے۔ ابو عثمان مغربیؒ فرماتے ہیں میں ابو یعقوب نہر جوری سے بڑھ کر کسی شخص کو نورانی اور ابو الحسن صایغ سے زیادہ صاحب ہمت نہ دیکھا۔ ممشاد دینوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دینور میں ایک ایسا شخص دیکھا جو نماز پڑھتا ہے اور اس کے سر پر ایک کرگس سایہ کئے ہوئے ہے غور کیا تو ابو الحسن صایغ تھے۔ فرماتے ہیں اس کی صفات سے جسکا مثل ہوا سپر کیسے استدلال کر سکتے ہیں جسکا مثل نہ ہو۔ اور معرفت کے معنے ہیں کل احوال میں حقتعالی کا مشاہدہ کرنا اور ہر طرح شکر نعمت ادا کرنے سے عاجز ہونا اور کسی چیز سے پناہ لینی قوت پانے سے بیزار ہونا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ مرید کی صفت کیا ہے۔ فرمایا ہے یہ جو حق تعالے نے فرمایا ہے کہ ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ یعنے باوجود اسقدر فراخی کے زمین انپر تنگ ہے اور ان کے نفس بھی انپر بار ہیں وہ دونوں عالم کے سوا اور کوئی جہان طلب کرتے ہیں۔ اور اہل محبت اس آتش شوق میں جو انکو محبوب کے ساتھ ہے اہل بہشت کے لطف سے زیادہ لطف کرتے ہیں۔ اور تمکو اپنا دوست رکھنا اپنے آپکو ہلاک کرنا ہے۔ اور احوال خوف ذوق حال سے ہوتے ہیں جب خوف رک گیا تو نفس کی صفات حاصل ہو جائیں گی اور طبیعت آمادہ ہو جائیگی اور یہ بات بہت عمدہ ہے کہ جس چیز میں نفس کا دخل ہو گیا اس کے تصفیہ کو خودی کی کدورت سے خراب کر دیا۔ اور تمنا و امید فساد طبیعت کی وجہ سے ہے۔

باب (۹۴) ذکر ابو القاسم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دانائے عشق و معرفت دریائے شوق و مکرمت بندۂ عالم آزادی قطب وقت ابو القاسم نصر آبادی

رحمۃ اللہ علیہ نہایت بزرگ اور بلند مرتبہ اور بہت شریف تھے۔ اپنے عہد میں یگانۂ جہان اور تمام انواع علوم خصوصاً علم احادیث میں ممتاز تھے۔ طریقت میں نہایت نظر و تامل اور سوز و شوق کہتے تھے۔ شبلیؒ کے بعد تمام اہل خراسان کے استاد اور شبلیؒ کے مرید تھے۔ رودباریؒ اور مرتعشؒ وغیرہ بہت سے مشائخ کو دیکھا تھا۔ متاخرین میں سے کسی کو آپ کا سا مرتبہ تحقیق عبادت میں حاصل نہ تھا۔ ورع و مجاہدہ تقویٰ و مشاہدہ میں بے ہمتا تھے۔ اور مکہ میں مجاور ہو گئے تھے۔ نیشاپور سے آپکو نکالا گیا تھا۔ اس سبب سے کہ آپ شوق و محبت و حیرت کا اس قدر غلبہ تھا کہ ایک روز سے کپڑا باندھے ہوئے آتش پرستوں کے آتش خانہ کے گرد طواف کر رہے تھے۔ لوگوں نے کہا آخر یہ کیا حالت ہے فرمایا میں ایسی حالت میں حیران ہو گیا ہوں کعبہ میں بہت ڈھونڈا تو نہ پایا۔ اب یہاں ڈھونڈتا ہوں شاید بو سونگھ پاؤں میں ایسا متحیر ہوں کہ مجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔ ایک روز ایک یہودی کے پاس جاکر فرمایا مجھے کچھ دیدے جس سے پیالہ خرید لوں۔ اُس نے کہا پریشان نہ کرو۔ دوبارہ پھر گئے اور فرمایا کسی طرح دیدے۔ اُس نے کہا درشتی نہ کرو پھر گئے اور ہر مرتبہ یہودی آپکو ایک بُرا کلمہ کہتا تھا۔ مگر آپ پھر بھی متغیر نہ ہوئے تو یہودی نے کہا آخر تم کیسے آدمی ہو کہ جو ایسی چپ کیے رہتے ہو جفا برداشت کرتے ہو اور جگہ سے نہیں ہٹتے۔ فرمایا درویش کو جگہ سے ہٹنے کا کیا مقام ہے۔ انپر ایسی چیزیں پڑتی ہیں جن کو پہاڑ برداشت نہیں کر سکتا اگر جگہ سے ذرہ برابر ہٹیں تو برداشت نہیں کر سکتے۔ یہودی یہ سنکر مسلمان ہو گیا۔ ایک روز مکہ میں بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ طواف میں مشغول ہیں۔ اور آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ تو آگ اور لکڑیاں لائے۔ لوگوں نے پوچھا اس کا آپ کیا کریں گے۔ فرمایا کعبہ کو جلا دوں گا تاکہ یہ سب غافل شخص خدا کی طرف مشغول ہو جائیں۔ ایک روز حرم میں ہوا چل رہی تھی تمام کعبے کے پردہ ہوا سے رقص کر رہے تھے شیخ کو مزہ آگیا اور جگہ سے اُٹھکر پردہ کو پکڑ کر کہا اے عروس رعنا و سرفراز جو مکہ میں ناز سے بیٹھی ہے۔ اپنے آپ دولہن کیطرح سنوار لیے اور جہان میں خلق کو بہوں کے نیچے پیاس و گرمی سے کشتہ کر دیا ہے اسقدر جلوہ بتنک کرنگا کر

ایکبار آپ بیتی (میرا گھر) فرمایا ہے۔ تو مجھ سے ستر بار عبدی (میری بیت) فرمایا ہے آپنے ستر بار توکل پر حج کیا۔ ایکمرتبہ مکہ میں ایک کتے کو دیکھا جو بھوکا پیاسا اور ضعیف تھا۔ آپکے پاس کچھ نہ تھا۔ تو آواز دی کہ ایک روٹی میں چالیس حج خریدکئے تمہارے باپ حضرت آدمؑ نے تو انھوں بہشت دو گیہوں میں بیچڈالے۔ بس ایک روٹی میں اُن سے ہزار دانہ زیادہ ہوں گے شیخ یہہ سنکر خجالت سے ایک گوشہ میں سر نیچے جھکا کر بیٹھ گئے ایکبار جبل الرحمۃ پر آپکو تیز بخار آگیا اور گرمی بہت سخت تھی جیسی حجاز میں ہوتی ہے۔ آپکے ایک دوست نے آکر اس حالت میں دیکھا تو کہا آپکو کچھ چاہیئے۔ فرمایا اب سرد کا ایک گھونٹ چاہیئے۔ وہ یہہ سنکر حیران ہو گیا کہ یہہ عرب کی سخت گرمی میں نہیں مل سکتا۔ مگر اسی خیال میں ایک برتن لئے ہوئے چلا۔ تھوڑی دور گیا تھا کہ اولے گرنے شروع ہوگئے۔ سمجھ گیا کہ یہہ شیخ کی کرامت ہے۔ اولے اُس کے پاس جمع ہونے تھے۔ اور وہ ان کو برتن میں ڈالتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ بھر گیا تو شیخ کے سامنے لے گیا۔ پوچھا ایسی گرمی کہاں سے لائے۔ اُس نے واقعہ بیان کردیا تو شاید اس سے آپ کے نفس میں کچھ تفاوت آگیا کہ یہہ میری کرامت ہے۔ فرمایا اے نفس جیسا تو ہے ویسا ہی ہے تجھے سرد پانی چاہیئے۔ گرم آگ برداشت نہ کر سکے گا۔ اور اُس شخص سے کہدیا کہ مقصود حاصل ہو گیا یہہ پانی لے جاؤ ہم اسکو نہیں پی سکتے۔ اور فرماتے ہیں میں جنگل میں جارہا تھا تو ضعیف ونا اُمید ہو گیا کہ ناگاہ میری نظر چاند کے اوپر پڑگئی۔ اُس پر لکھا تھا۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ (اُن کو اللہ تعالےٰ کافی ہوگا) تب میں قوی دل ہو گیا۔ اور قوت آگئی۔ ایکبار آپ خلوت میں تھے کہ دل میں آواز آئی کہ تم کو یہہ اجازت کس نے دی ہے جو اس قدر شیخی مارتے ہو اور ہمارے کوچہ میں بڑے بڑے دعوے کرتے ہو۔ اس قدر بلائیں تمپر ڈالیں گے کہ رسوائے جہان ہو جاؤ گے۔ آپ نے جواب دیا اگر تو اپنے کرم سے اس دعوی میں میرے

ساتھ نرمی نہ کرے گا تو میں اِس دعوے سے پاؤں نہ ہٹا سکوں گا۔ آواز آئی کہ ہم یہ بات پسند کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کی زیارت کو گیا تو ایک ایک ذرہ سے صاف و صریح طور پر آواز سُنی کہ اَدِنِی۔ اَدِنِی۔ اور ایک روز میں کمہ میں جا رہا تھا تو ایک مرد کو دیکھا جو زمین پر پڑا ہوا تڑپ رہا ہے۔ میں نے چاہا کہ اس پر الحمد شریف پڑھ کر دم کروں تو شکم سے کسی نے آواز دی کہ اس کُتّے کو چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ اہلبیت کا دُشمن ہے۔ ایک روز بیان کر رہے تھے کہ ایک شخص نے جو چنگ بجانیوالا تھا آیا آپ کی کمان سے ایسا تیر نکلا کہ نشانہ پر پہونچ گیا۔ اُس شخص نے آواز دی کہ کام تمام ہو گیا جب والدہ کے پاس پہونچا تو چہرے کا رنگ اُڑا ہوا تھا۔ والدہ نے کہا شاید کوئی رنج تجھکو پہونچا ہے۔ جواب دیا خاموش کہ حالت اِس سے گذر گئی میں اِس کوٹھڑی میں جاتا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد دو تین شخصوں کو بُلا لینا تاکہ وہ مجھے قبر تک لے جائیں۔ اور میرا کُرتہ غسل دینے والے کو دیدینا۔ اور قبا گور میں رکھدینا اور رباب (چنگ) میری آنکھ میں گھسیڑ دینا کہ جس طرح تو جیا اسی طرح مرا۔ یہ کہکر گھر میں چلا گیا اور جان دیدی۔ آپ سے لوگوں نے کہا کہ علی قوال رات کو شراب پیتے ہیں اور دن کو آپ کی مجلس میں آتے ہیں مگر آپ نے اِس کو سُنکر کچھ فرمایا نہیں۔ ایک روز اتفاق سے علی راہ میں مست پڑے تھے اور شیخ جا رہے تھے تو ایک شخص نے کہا یہ علی ہیں آپنے ملامت کرنے والے سے فرمایا کہ اس کے پیر اپنی گردن میں ڈالکر لیجا کر گھر لے جاؤ۔ وہ لے گیا۔ ایک روز علی نے آکر شیخ کے پیر پکڑ لئے اور توبہ کی تو بزرگانِ دین میں سے ہو گئے۔ آپ سے منقول ہے کہ تم دو نسبتوں میں ہو

ایک نسبت آدم علیہ السلام سے ہے اور ایک حق تعالےٰ سے۔ جب آدمؑ سے نسبت کرلی تو ان شہوتوں اور آفتوں میں پڑ گئے کہ طبیعت کی نسبت بے قیمت ہے اور جب حق تعالےٰ سے نسبت کرلی تو مقامات کشف و عصمت و ولایت میں آگئے۔ وہ نسبت یافت بشریت ہے اور یہ نسبت تحقیق عبودیت نسبت آدم قیامت میں منقطع ہو جائے گی۔ اور نسبت عبودیت ہمیشہ قائم رہے گی۔ اس میں تغیر نہ ہوگا۔ جب وہ بندہ کو اپنی طرف نسبت کرلیتا ہے تو اس کا یہ مرتبہ ہو جاتا ہے کہ یَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ[۱] اور حق تعالےٰ کے گراں بار وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جو اس کے مارگیر ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے گھوڑے ہیں کہ ان پر سوار ہوتا ہے۔ اور جس نے حق تعالےٰ کے ساتھ اپنی نسبت درست کرلی اس پر منازعت و وسوسہ شیطان کا ہرگز اثر نہ ہوگا۔ اور جو اس بات کی قدرت رکھتا ہے کہ خدا کی یاد کرے وہ مضطر نہیں۔ مضطر وہ ہے کہ اس کے پاس کوئی آلہ نہ ہو جس سے خدا کی یاد کرے۔ اور جو کوئی علم کی طرف اس راہ میں ہدایت کریگا وہ مریدوں کو خراب کر دے گا۔ مگر جو سر و حیات کی طرف ہدایت کرے گا وہ ان کو زندگی کی طرف ہدایت کرے گا۔ اور اس راہ میں کوئی گمراہ نہیں ہوتا۔ مگر فساد ابتدا کے سبب کہ فساد ابتدا انتہا تک سرایت کرتا ہے۔ اور جب تمکو کوئی چیز ملے تو خدائے تعالےٰ کی طرف سے سمجھو۔ تاکہ بہشت و دوزخ کی طرف نہ دیکھو۔ جب اس حال سے علیحدہ ہو جاؤ تو جس چیز کی تعظیم حق تعالےٰ نے کی ہے تم بھی کرو۔ اور جو عطا کی طرف راغب ہے اس کی کچھ قدر نہیں اور جو معطی کی طرف راغب ہے اس کی کچھ قدر نہیں اور جو معطی کی طرف

---

[۱] اے میرے بندو نہ تم پر خوف ہے نہ تم رنجیدہ رہوگے ۱۲

راغب ہے وہی عزیز ہے۔ اور عبادات طلب عفو تقصیر سے زیادہ نزدیک ہیں
بہ نسبت طلب عوض وجزا کے۔ اور موافقت نہایت اچھی چیز ہے جس کسی کو
ایک لحظہ بھی حق تعالیٰ کی موافقت حاصل ہو گئی اس سے کسی حالت میں
مخالفت نہیں ہو سکتی۔ اور فرمایا جب آدم کے اعتبار سے اُن کی حالت
بتائی گئی تو فرمایا گیا وعصیٰ آدم۔ اور جب اپنے فضل کے اعتبار سے
بتائے گئے تو فرمایا گیا۔ انّ اللہ اصطفیٰ آدم۔ اور اصحاب کہف کو اچھے
جوانمرد کہا گیا کہ وہ بے واسطہ خدا پر ایمان لائے۔ اور حق تعالیٰ محبوب ہے اُسکی
قربت جو کچھ ہے اس تک رسائی اسی سے ہوتی ہے۔ اور اشیاء
جو دلالت کرتی ہیں وہ اسی کی طرف سے کرتی ہیں کیونکہ اس پر دلیل سوا
اس کے کوئی نہیں۔ اور فرمایا متابعت سنت سے معرفت حاصل ہو سکتی
ہے اور ادائے فرائض سے قربت اور نوافل کے التزام سے محبت اور جسکو
آداب نفس حاصل نہیں وہ آداب تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور جسے ادب حاصل
نہیں ہوا وہ سر تک کیسے پہنچ سکتا ہے اور جسے ادب صحیح نہیں وہ
مقام قرب تک کیسے پہنچ سکتا ہے بلکہ اس کو یہ کیسے ممکن ہے کہ بساط
حق کی حفاظت کرسکے کیونکہ اس کی حفاظت وہی کر سکتا ہے جو ہر قسم کا
ادب جانتا ہو اور سر و علانیہ میں امین ہو۔ آپ سے کہا گیا کہ بعض مرد
عورتوں کے ساتھ بیٹھتے اور کہتے ہیں کہ ہم ان کے دیکھنے سے معصوم ہیں
فرمایا جب تک یہ جسم قائم ہے امر و نہی اسپر رہتے ہیں۔ اُنھیں نہیں جانتے
اور حلال و حرام کا حساب ہوتا ہے شبہات پر دلیری وہی کرتا ہے جو کہ
اس کی حرمت سے اعراض کرتا ہے۔ اور کامل وہ ہے کہ کتاب و سنت پر
قائم رہے ہو اور بدعت سے علیحدہ، سب چیزوں کی حرمت کا خیال رکھے۔

خلق کو معذور سمجھے اوراد کا التزام کرے رخصت نہ چاہے اور تاویل نہ کرے۔ لوگوں نے پوچھا پیروں کی باتیں آپ میں ہیں۔ فرمایا ابوالقاسم میں نہیں مگر اُن سے عجز اور نہ پانے کی حسرت ہے۔ پوچھا آپ کی کرامات کیا ہے۔ فرمایا یہہ کہ مجھکو نصرآباد سے نیشاپور میں شوریدہ کردیا۔ اور شبلی نے پڑا ڈال دیا کہ ہرسال میں دو تین ہزار آدمی میرے سبب سے خدا تک پہونچ جاتے ہیں۔ اور مَیں درمیان میں نہیں ہوں۔ پوچھا آپکی حرمت کیا ہے۔ فرمایا یہہ کہ اس منبر سے اُتر آؤں۔ اور دُوسری بات نہ کہوں کہ اپنے آپ کو اس کے لایق نہیں پاتا۔ پوچھا تقویٰ کیا ہے۔ فرمایا یہہ کہ بندہ ماسوی اللہ سے پرہیز کرے۔ کہا آپکو محبّت میں کچھہ حصّہ نہیں ہے۔ فرمایا سچ کہتے ہو لیکن مَیں اُس میں جلتا ہوں۔ اور محبّت کے معنے ہیں درویشی سے کسی حالت میں باہر نہ ہونا۔ اور بعض محبت ایسی ہوتی ہے کہ اُس کا موُجب خون سے رہا کرتا ہے اور بعض ایسی ہوتی ہے جسکا موجب خون بہاتا ہے۔ اور اہل محبّت حق تعالےٰ کے ساتھہ ایسی قایم ہیں کہ اگر ایک قدم آگے رکھیں تو غرق ہو جائیں۔ اور ایک قدم پیچھے رکھیں تو محجوب ہو جائیں۔ اور جو کوئی شکر نعمت کرے گا اُس کی نعمت زیادہ ہوگی اور جو شکر منعم کرے گا اُس کی معرفت و محبّت زیادہ ہوگی۔ اور راحت ایک ظرف ہے جو عتاب سے بھرا ہوا ہے۔ اور ہر چیز کے لئے قوّت ہے اور رُوح کا قوّت سماع ہے۔ اور فرمایا جو چیز دل پاتا ہے اُس کی برکات بدن پہ ظاہر ہوتی ہیں۔ اور جو رُوح پاتی ہے اُس کی برکات دل پہ ظاہر ہوتی ہیں۔ اور تمہارا قیدخانہ بدن ہے جب بدن سے باہر نکل گئی تو راحت میں ہوگئی جہاں چاہو جاؤ۔ اور مَیں نے بہت جہان میں پھر کر اسبات کو ڈھونڈا تو کسی جگہ اور کسی دفتر میں نہ پایا مگر ذلت نفس میں۔ اور اوّل میں ذکر تمیز کے ساتھہ ہوتا ہے اور آخر میں

لیتے جاتی رہتی ہے۔ اور تمام خلق کو مقامِ شوق حاصل ہے مقامِ اشتیاق حاصل نہیں۔ اور جو ان کے حال میں ہوتا ہے وہ ایسی جگہ پہنچ جاتا ہے کہ اُسکو نہ اثر رہتا ہے نہ قرار۔ اور جو شخص مقامِ رضا پر پہنچنا چاہے اُس سے کہدو کہ جسمیں خدائے عزوجل کی رضا ہے اُسکو اختیار کرے اور اُسکا التزام رکھے۔ اور اشارہ رعونتِ طبع سے ہے کہ جو شخص ہر کے پنہاں رکھنے پر قادر نہیں ہوتا تو وہ اشارہ سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور مروت ایک شاخ ہے فتوت کی اور وہ دونوں عالم سے برگشتہ ہو جاتا ہے۔ اور تصوف حق کا ایک نعت ہے جو اسپر دلالت کرتا ہے اور اُسکی طرف سے ایک خاطر ہے جو اُسکی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور فرمایا رجا طاعت کی طرف کھینچتی ہے اور خوف معصیت سے دُور کرتا ہے۔ اور مراقبہ طریقِ حق کی راہ دکھاتا ہے۔ اور زاہدوں کا خون محفوظ رکھا گیا اور عارفوں کا خون بہا دیا گیا۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے کہ بعض قبرستان ایسے ہیں جن کے چاروں گوشے پکڑ کر بیحساب بہشت میں ڈالدیں گے منجملہ اُن کے بقیع بھی ہے۔ شاید اسی حدیث کی وجہ سے شیخ ابو عثمان مغربیؒ نے بقیع میں اپنے لئے قبر کھدوا لی تھی تاکہ آپکو وہاں دفن کیا جائے شیخ ابوالقاسم نصر آبادی نے اُن سے فرمایا کہ ایک رات کو مینے خواب میں دیکھا کہ ہوا پر جنازے لیجاتے اور لاتے ہیں مینے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب دیا گیا کہ جو شخص اس گورستان کا اہل نہیں ہے اگر وہ یہاں دفن کر دیا گیا ہے تو اُسکو یہاں سے اُٹھا کر دُوسری جگہ پہونچا دیا جاتا ہے۔ اور جو شخص کہ یہاں کا اہل ہے اور دُوسری جگہ دفن کر دیا گیا ہے اُسکو اُٹھا کر یہاں پہونچا دیا جاتا ہے۔ تو اے ابو عثمانؒ اُٹھو کہ یہ قبر جو تمنے کھودی ہے اسمیں مجکو دفن کیا جائے گا اور تمکو نیشاپور میں دفن کیا جائے گا۔ اس سے ابو عثمان کو کچھہ غبار ہو گیا لیکن ایسا ہی ہوا کہ اُنکو وہاں سے نکالدیا گیا اور بغداد میں پہونچے پھر کسی سبب سے بغداد سے رہے میں اور رے سے نیشاپور میں جانا پڑا۔ اور وہیں وفات پائی بر سر حیرہ قبر ہے۔ مگر اسمیں روایات مختلف ہیں کہ یہ خواب آپنے دیکھا تھا یا اور کسی نے۔ استاد اسحٰق زاہد موت کا ذکر بہت کیا کرتے تھے

اور شیخ خراسان کے زاہد تھے شیخ نصرآبادی اُن سے کہا کرتے تھے کہ استاد موت کے ذکر میں آپ کیا پڑ گئے ہیں شوق و محبت کا ذکر کیجیے مگر وہ استاد وہی ذکر کیا کرتے تھے جب شیخ ابوالقاسمؒ کی وفات قریب ہوئی تو ایک شخص نیشاپور کا آپکے پاس تھا اُس سے فرمایا جب نیشاپور پہونچو تو استاد ابو اسحاق سے کہدینا کہ نصرآبادی کہتا تھا کہ موت کا آپ بیان کیا کرتے تھے ویسا ہی ہے موت بہت مشکل ہے جب وفات ہوگئی تو اسی قبر میں اُنکو دفن کیا گیا جو شیخ ابوعثمانؒ نے کھودی تھی بعد کو خواب میں دیکھکر لوگوں نے پوچھا کہ حق سبحانہ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ جواب دیا مجھپر عتاب نہ کیا جس طرح جبار کیا کرتے ہیں۔ مگر ندا کی گئی کہ اے ابوالقاسم وصال کے بعد انفصال سے شے کہلائے ذوالجلال مجبوری جب مجھے لحد میں رکھا گیا۔ تو میں احد تک پہونچگیا۔

باب (۹۵) ذکر ابوالفضل حسن سرخسی رحمۃ اللہ علیہ

وہ حامل امانت عامل دیانت عزیز بے بدل خطیر بے خلل مرشد حضرت شیخ پیر وقت ابوالفضل حسن رحمۃ اللہ علیہ یگانہ روزگار و لطیف زبان و جوان تھے۔ تقویٰ و محبت معنی و فتوت میں درجہ بلند رکھتے تھے اور کرامت و فراست میں حشمت زیادہ تھے اور معارف و حقائق میں مشارالیہ تھے آپکی پیدایش سرخس میں ہوئی شیخ ابوسعید ابوالخیر کے پیر اول آپ ہی تھے جب انکو قبض ہوتا تو فرماتے کہ دوسرے پیر میں رکھو تاکہ ہم حج کو جائیں اور آپکی قبر پر جاکر طواف کرتے یہانتک کہ قبض جاتا رہتا اور جو کوئی شیخ ابوسعید کا مرید ہوتا اور حج کا خیال کرتا اسکو ابوالفضل کی زیارت کو بھیجتے اور فرماتے اس مزار کی زیارت کرنا کہ تیرا مقصود حاصل ہوجائے سائل نے شیخ ابوسعید سے پوچھا کہ یہ سب دولت آپ نے کہاں سے پائی۔ جواب دیا میں دریا کے کنارہ جارہا تھا اور پیر ابوالفضل میری طرف

جاتے تھے تو اُنکی آنکھ میرے اُوپر پڑ گئی یہہ دولت وہیں سے ہے۔ امام خزامی بیان کرتے ہیں کہ میں بچہ تھا تو شہتوت کی طلب میں ایک محلہ کو گیا اور ایک درخت پر چڑھ کر شاخ ہلانے لگا پیر ابو الفضل اُس طرف سے گذرے مگر مجھکو نہ دیکھا تو میں نے کچھ شک نہ کیا کہ وہ خودی سے بیخود ہیں اور دل حق کیساتھ ہے اُنہوں نے انبساط کے طور پر سر اُٹھا کر کہا بار خدایا ایک سال سے زیادہ ہو گیا کہ تو نے ایک کوڑی بھی مجھکو نہ دی جو میں سر کے بال منڈاتا۔ دوستوں کے ساتھ تو یہی کرتا ہے۔ اُسیوقت میں نے درخت کی شاخوں اور پتوں کو دیکھا کہ سونے کی ہو گئیں۔ تو فرمایا عجب ہے بعض و اعراض کا کام ہے کہ تسلی دل کے لئے تجھ سے بات نہیں کر سکتے۔ سرخس میں ایک جوان مجنون ہو گیا تھا اور نماز نہ پڑھتا تھا۔ لوگوں نے کہا نماز کیوں نہیں پڑھتے جواب دیا پانی کہاں ہے لوگ اسکا ہاتھ پکڑ کر کنوئیں پر لے گئے اور ڈول بتا دیا تیرہ دن رات وہ اُسکو ہاتھ میں لئے رہا مگر حرکت نہ ہوتی تھی۔ پیر ابو الفضل نے فرمایا اسکو گھر میں کر دینا چاہیئے کہ وہ شرع کا دور کردہ ہے۔ ایک روز لقمان سرخسی پیر ابو الفضل کے پاس گئے تو اُن کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی۔ پوچھا اس میں کیا ڈھونڈھتے ہو فرمایا وہی جو تم اسکی ترک سے ڈھونڈھتے ہو۔ کہا تو یہہ خلاف کیوں ہے فرمایا خلاف تمکو معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے کچھ پوچھتے ہو۔ کیا ڈھونڈھتی ہو ہستی کو ہشیار اور ہشیاری سے بیدار ہو جاؤ تاکہ خلاف اُٹھ جائے اور تمکو معلوم ہو جائے کہ میں اور تم کیا طلب کرتے ہیں۔ ایک شخص نے آکر آپ سے کہا کہ کل میں نے خواب میں آپکو مُردہ اور جنازہ پر رکھا دیکھا۔ فرمایا خاموش کہ یہہ خواب تمنے اپنے لئے دیکھا ہے کہ ہم لوگ ہرگز نہیں مرتے۔ اَلَا اِنَّ عُشّاقَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُ اَبَدًا (جو اللہ تعالٰے کے ساتھ عشق رکھتا ہے وہ کبھی مرتا نہیں) شیخ ابو سعید کہتے ہیں کہ میں سرخس گیا تو پیر ابو الفضل نے فرمایا کہ رات ہو جائے کیونکہ ستر کا پردہ رات ہی ہے۔ رات پہنچ گئی تو فرمایا تم قاری ہو اور میں مذکور۔ میں نے یہہ پڑھا یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ تو آپ نے سات سو تفسیریں بیان کیں جو مکرر نہ تھیں اور ایک دوسری کے مشابہ بھی نہ تھیں۔ یہاں تک کہ صبح نکل آئی تو فرمایا رات ختم ہو گئی اور ہمنے ابھی تک اُس عہد و شادی کا بیان بھی نہیں کیا۔ شعر: شب رفت و حدیث ما بپایاں نرسید۔ شب را چہ گنہ حدیث ما بود دراز۔ شیخ ابو سعید فرماتے ہیں میں نے آپ سے پوچھا کہ ستر کیا ہے فرمایا تم میں نے پوچھا ستر کا

سرکیا ہے۔ فرمایا وہ بھی تم ہو۔ آپ سے لوگوں نے کہا دعا فرمائیں بارش نہیں ہوتی۔ فرمایا ہو گی تو بعض دفعہ دیکھا ہے لوگوں پر بہت سخت بجلی گری۔ لوگوں نے کہا آپ نے کیا کیا۔ فرمایا میں قطب تھا جب میں سرد ہو گیا تو تمام جہان جو میری حرکت سے حرکت کرتا ہے وہ بھی سرد ہو گیا۔ اور فرمایا زمانہ ماضی کو یاد نہ کرو اور مستقبل کا انتظار نہ کرو بلکہ نقد وقت کے ہو جاؤ۔ اور حقیقت عبودیت دو چیزیں ہیں خدا کی طرف احتیاج کا درست ہونا یہ عبودیت کا اصول ہے اور رسول خدا کی اچھی طرح اقتدا کرنا اور یہ وہ بات ہے جس میں نفس کیلئے ذرا بھی نصیب و راحت نہیں۔ جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو لوگوں نے کہا آپ کو فلاں جگہ دفن کیا جائے جو مشائخ اور بزرگوں کی جگہ ہے۔ فرمایا ہرگز نہیں میں کون ہوں جو مجھے ایسے بزرگوں کے جوار میں دفن کیا جائے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ فلاں ٹیلہ پر جو خراباتیوں کی قبریں ہیں انکے برابر دفن کیا جاؤں کیونکہ وہ رحمت سے زیادہ نزدیک ہیں۔ اکثر پانی پیاسوں کو دیا جاتا ہے کہ وہ محتاج ہیں اور کریم محتاج کو عطا کرتا ہے۔

باب (۹۶) ذکر ابو العباس السیاری رحمۃ اللہ علیہ

وہ قبلہ امانت کعبہ دیانت مجتہد طریقت منبع حقیقت آفتاب متواری شیخ ابو العباس السیاری رضی اللہ عنہ ائمہ وقت میں سے تھے علوم شریعت کے عالم اور معارف و حقایق کے عارف تھے بہت سے مشائخ کو دیکھا ان سے ادب پایا تھا۔ خوش مزاج بہت تھے سب سے پہلے مرو میں سخن حقایق آپ نے ہی بیان کیے۔ فقیہ و محدث اور ابو بکر واسطی کے مرید تھے۔ ابتدائی حالت آپ کی یہ ہے کہ خاندان علم و ریاست میں سے تھے مرو میں آپ کے خاندان سے زیادہ کسی کو جاہ و قبولیت حاصل نہ تھی۔ والد سے میراث بہت پائی تھی وہ سب راہ خدا میں صرف کر دی اور دو موئے مبارک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے انکو رکھ لیا تو حقتعالیٰ نے انہیں کی برکت سے آپکو توبہ نصیب کی۔ ابو بکر واسطی کی صحبت میں پڑا اس درجہ تک پہنچ گئے کہ گروہ سیاریاں کے امام ہو گئے۔ آپکی ریاضت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ کوئی شخص آپ کے پیر دبا رہا تھا فرمایا تم ایسے پیر دبا رہے ہو جو کبھی معصیت کیطرف نہیں گئے۔ ایک روز ایک بقال کی دوکان پر خرید

خرید نے گئے اور قیمت دیدی۔ بقال نے نوکر سے کہا اچھے اخروٹ لانا۔ شیخ نے فرمایا جب کسی کے ہاتھ
اخروٹ بیچا کرو تو یہی وصیت نوکر کو کیا کرو۔ اسنے کہا نہیں میں یہ خصوصیت آپ کے ساتھ تو علم کے
باعث کرتا ہوں۔ فرمایا میں اپنا علم دو اخروٹوں کے فرق پر نہیں دیتا اور چھوڑ کر چلے آئے۔ لوگوں نے آپکو
مذہب جبر کیطرف منسوب کردیا تو اسکے سبب سے بہت تکلیف اٹھائی۔ آخر میں حقتعالی نے آپ پر آسانی کردی
فرماتے ہیں تم کب گناہ پر کیسے تم قادر ہو سکتے ہو۔ حالانکہ وہ لوح محفوظ میں تمہارے ذمہ لکھا ہے اور اس چیز
سے کیسے رہائی پا سکتے ہو جو قضا میں لکھدی گئی ہے۔ بعض حکماء نے آپ سے پوچھا کہ آپکی معاش کہاں
سے ہے۔ فرمایا اس کے پاس سے جو بغیر کسی علت و سبب کے جسکی روزی چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے
اور جسکی چاہتا ہے فراخ کردیتا ہے۔ اور فرماتے ہیں طمع کی تاریکی نور مشاہدہ سے مانع ہے۔ اور
بندہ کا ایمان ہرگز ٹھیک نہیں ہوتا جب تک ذلت پر ایسی طرح صبر نہ کرے جس طرح عزت پر
صبر کرتا ہے۔ اور جو شخص سچے طور پر دل کو خدا کے ساتھ رکھے گا اس کی زبان پر خدائے تعالی علم و
حکمت رواں کردیگا۔ اور خطرہ انبیا کو ہوتا ہے اور وسوسہ اولیاء کو اور فکر عوام کو اور عزم
فاسقوں کو۔ اور جب حقتعالے بندہ پر رحمت کی نظر کرتا ہے تو فوراً اسکو اس مکروہ بات سے
غائب کردیتا ہے جس میں وہ ہے۔ اور جب نظر غضب کرتا ہے تو اسپر ایسی وحشت کی حالت طاری
ہو جاتی ہے کہ ہر شخص اس سے بھاگتا ہے اور حق کی طرف سے بات کا وہی دعویٰ کرتا ہے جو
اس سے سمجھے۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ معرفت کیا ہے تو فرمایا معارف سے باہر نکلنا۔
اور توحید یہ ہے کہ ماسوائے حق تیرے دل میں نہ آئے یعنی توحید کا اسقدر غلبہ ہو جاتا ہے کہ
جو دل میں آتا ہے وہ توحید کی رنگ میں ہو جاتا ہے جس طرح کہ ابتدا میں ہر چیز توحید سے پیدا
ہوئی اور عدد کے رنگ میں ہوگئی۔ اسی طرح یہاں سب توحید میں ملجاتی ہے اور رنگ احد
میں ہو جاتی ہے کنت لہ سمعا و بصرا الخ اور مشاہدہ میں کسی غافل کو لذت نہیں ہوتی کیونکہ
مشاہدہ حق فنا ہے جسمیں لذت نہیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ حق تعالی سے آپ کیا چاہتے ہیں فرمایا
جو کچھ وہ دیوے کہ گدا کو جو کچھ دیدو ٹھیک ہے۔ لوگوں نے پوچھا مرید کیونکر ریاضت کرے۔ فرمایا

شرع کے حکم پر قایم رہے ممنوعات سے بچے اور صالحین کی صحبت میں رہے۔ اور عطا دو قسم کی ہوتی ہے کرامت اور استدراج جو تمہارے پاس قایم رہے وہ کرامت ہے اور جو زایل ہو جائے وہ استدراج ہے۔ اور اگر نماز بغیر قرآن کے روا ہوتی تو اس شعر سے روا ہوتی ۵ اَتَمَنّیٰ عَلَی الزَّمَانِ مُحَالاً۔ اَنْ اَریٰ فِی الْحَیٰوۃِ طَلْعَۃَ حُرٍّ۔ یعنی میں زمانہ سے یہ قدرت چاہتا ہوں کہ عمر میں کبھی آزاد مرد کو دیکھ پاؤں جب آپکی وفات نزدیک ہوئی تو وصیت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ موئے مبارک جو میں نے رکھ لئے ہیں میرے منہ میں رکھ دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپکی قبر مرو میں موجود ہے لوگ حاجت مانگنے کو وہاں جاتے ہیں اور مرادیں پوری ہوتی ہیں یہ مجرب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں زمان برکت اقتران این نسخہ بے بہا خزینۂ اسرار آلہ الموسوم بہ کتاب ظہیر الاصفیاء ترجمہ اردو تذکرۃ الاولیاء مترجمہ عالیجناب معلےٰ القاب جناب میر لینا سید اعجاز احمد صاحب خلف الصدق اعلیحضرت مجدد مائۃ حاضرہ و مویدِ ملتِ قاہرہ حضور پرنور سرکار شریعتمدار مولنا حافظ حکیم شاہ ظہیر احمد صاحب ظہیری سہسوانی مقیم بدایوں المخاطب بہ ظہیر العلماء مصنف و مؤلف صد ہا کتب اسلام سلمہ اللہ تعالےٰ حسب فرمایش عالیجاہ والا قدر ذو العز والافتخار جناب حاجی چراغ الدین سراج الدین خان صاحب نیوسپل کمشنر و آنریری مجسٹریٹ و تاجر کتب شہر لاہور بازار کشمیری بانتظام مالک الکلام منشی محمد الدین صاحب ملازم دوکان حاجی صاحب بماہ مارچ ۱۹۱۳ء مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ از حلیہ طبع مزین شدہ بمنصۂ شہود جلوہ گر گردید۔

اعلان

کنز الدقایق

یہ کتاب فاضل اجل حکیم شاہ ظہیر احمد ظہیری کا ترجمہ مبنی بر مسائل فقہ مثل قدوری عربی سے اردو میں اس غرض سے ترجمہ کیا گیا ہے کہ طالبعلمان علم فقہ اس کے مطالعہ سے بہرہ یاب ہوں۔ قیمت بغرض افادہ عام چودہ آنہ (۱۴/)

مجمع الاسرار طلسمی اُردو

مصنفہ حاذق زمان فخر الاطبا حکیم فضل حسین صاحب۔ یہ رسالہ فن حکمت میں بصرف زر کثیر طبع کرایا گیا ہے جملہ کتب حکمت کا ایک مجموعہ ہے۔ تشریح بیماری اور علاج وخواص ادویات اور کشتہ جات علم کیمیا جنکو مشاق حکمت بہت سی کتابوں سے بمشکل دیکھ سکتے ہوں بغرض عام فہم سلیس عبارت اردو میں بے نظیر تیار کرایا گیا ہے اعلےٰ سے اعلےٰ حکما اور طالبعلموں کے لیئے مفید ہے۔ قیمت صرف دس آنہ (۱۰/)۔

گلدستہ مجربات

حاذق الاطبا جناب حکیم الہٰ بخش صاحب فیروزپوری کی فن کشتہ جات میں بے نظیر کتاب ہے۔ مصنف نے دریا کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ تمام نسخہ جات مجرب اور مفید سریع الاثر ثابت ہوئے ہیں اہران علم حکمت طب کے لیئے یہ کتاب نہایت مفید ہے۔ قیمت ۶/

معراج نامہ کلان جدید

یہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شب معراج شریف کے حالات پر مبنی ہے۔ مشاہدات آئیات کے لیئے جو پروردگار جلیل کے آنحضرت مہمان ہوئے تھے مفصل مع عجائبات حالات اس کتاب میں بالتصریح درج ہیں جو مسلمانان اور مسلمانان کی اولاد کے واسطے نہایت مفید ہیں اس کتاب کی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے۔ قیمت صرف ۳/

احوال الآخرت حافظ محمد صاحب ساکنہ لکھوکی

احادیث پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ پیشینگوئی کی کتاب ہے۔ حالات آخیر زمانہ اور قرب قیامت کے اطوار اور نشانات اس میں مفصل درج ہیں۔ پہلے یہ کتاب چھوٹی تقطیع پر طبع شدہ تھی۔ اب ہمنے بصرف زرکثیر بڑی تقطیع پر نہایت اعلےٰ درجہ کی خوشخط اور واضح طبع کرائی ہے۔ اور نیز وہ اشعار اسکے جو مشکل تھے اور معما کا انکشاف نہیں ہو سکتا تھا بغرض سہولیت عوام الناس اردو ترجمہ کرا دیا گیا ہے اگرچہ اس کتاب پر خرچ تو بہت ہوا ہے۔ مگر مفید عام ہونے کی وجہ سے قیمت اس کی صرف چھ آنے (۶/) رکھی گئی ہے۔ خریدار اس کو خرید کر فائدہ دینی حاصل کریں۔

علاوہ ان کے ہر ایک قسم کی نایاب کتابیں ہماری دکان سے بہ نسبت دیگر تاجروں کے ارزان قیمت پر مل سکتی ہیں۔

اعلان
الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب مفید ہر شیخ و شاب انیس الاتقیا مسلک
الاذکیا الموسوم بہ ظہیر الاصفیاء اردو ترجمہ کتاب تذکرۃ الاولیا جسکو عالم اجل
فاضل بے عدیل جناب مولانا سید عجاز احمد صاحب خلف الصدق حضرت محی السنۃ
مولانا حافظ حکیم شاہ ظہیر احمد صاحب ظہیری المخاطب ظہیر العلماء بدایونی نے
نہایت عرق ریزی سے بامحاورہ سلیس اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے ہم نے
فاضل مترجم سے حق کاپی رایٹ خرید کر بصرف زر کثیر مشتاق احباب کی خاطر
نہایت صحت و آب و تاب سے طبع کروائی ہے امید کہ ناظرین کرام اس نسخۂ سعادۃ
کو ملاحظہ فرما کر سعادت دارین حاصل کر کے ہماری محنت کی داد دیں گے۔
گر قبول افتد زہے عز و شرف
المشتہر
حاجی چراغ الدین سراج الدین تاجران کتب لاہور۔ بازار کشمیری
باہتمام منشی مظفر الدین منیجر و پرنٹر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپا